Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

فضائلِ اعمال

(جلد اوّل)

حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جس میں آٹھ نہایت اہم کتابوں کو جمع کیا گیا ہے۔

۱ حکایاتِ صحابہؓ
۲ فضائلِ نماز
۳ فضائلِ تبلیغ
۴ فضائلِ ذکر
۵ فضائلِ قرآن مجید
۶ فضائلِ رمضان
۷ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج
۸ فضائلِ درود شریف

ناشر
اسلامک بک سروس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

فضائل اعمال (حصہ اوّل)

(Fazail-e-Amal—Vol.1)

ISBN 81-7231-174-5

پہلا ایڈیشن : 1996

ایڈیشن : 2006

باہتمام : عبدالنعیم

ناشر :

اسلامک بک سروس

2872-74، کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی۔ 002 110 (انڈیا)

فون : 23253514, 23286551, 23244556

فیکس : 011-23277913, 23247899

E-mail: islamic@eth.net
ibsdelhi@del2.vsnl.net.in

Website:islamic-india.com

مطبوعہ: میکاف پرنٹرس، بُلبلی کھانہ تُرکمان گیٹ دہلی ۱۱۰۰۰۶ (انڈیا)

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مقدمہ

فضائلِ اعمال

از حضرتِ اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ

کسے خبر تھی کہ چودھویں صدی میں قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر کے صدیقی شیوخ کی چند عظیم الشان ہستیوں میں سے حق تعالیٰ شانہٗ، اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے احیاء کا کام اس طرح لیں گے کہ عرب و عجم سیراب ہوگا، جس کا آغاز تو مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی سے ہوگیا تھا۔ مگر جوں جوں وقت گزرتا گیا آفتاب ہدایت کی شعاعیں بلندی ہوتی گئیں یہاں تک کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے برادرِ محترم مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ اور ان کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ شانہٗ نے مشائخ عظام کی صف میں لاکر کھڑا کر دیا اور ایک عظیم الشان دین کی خدمت کے لیے قبول فرمالیا۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قدرت نے ایک عظیم اہم کام کے لیے منتخب فرمایا جسے تبلیغ و دعوت کی تحریک سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ آپ اُمت کی اصلاح کے لیے نہایت مضطرب اور بے چین تھے ہر وقت یہی فکر دامن گیر تھی، ساری ساری رات روتے اور کراہتے گزر جاتی تھی، بقول مولانا ابوالحسن علی ندوی [1]

بعض اوقات ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے۔ آہیں بھرتے اور فرماتے، میرے اللہ! میں کیا کروں کچھ ہوتا نہیں، کبھی کبھی دین کے اس درد اور اس فکر میں بستر پر کروٹیں بدلتے اور بے چینی بڑھتی تو اٹھ اٹھ کر ٹہلنے لگتے۔ ایک رات والدہٗ مولانا محمد یوسف صاحب نے پوچھا کہ آخر کیا بات ہے کہ نیند نہیں آتی۔ فرمایا کیا بتلاؤں اگر تم کو وہ بات معلوم ہوجائے تو جاگنے والا ایک نہ رہے دو ہوجائیں، بعض اوقات دیکھنے والوں کو ترس آتا اور تسکین دیتے، بعض مرتبہ اس جوش کے ساتھ گفتگو کرتے کہ معلوم ہوتا سینہ میں تنور گرم ہے، حمیت اسلامی اور جذبات کا

---

[1] حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ایک طوفان برپا ہے زبان ساتھ نہیں دیتی اور الفاظ مُساعدت نہیں کرتے، بلعض مرتبہ پورا دردِ دل کہنے کے بعد غالبؔ کے مشہور شعر کو بڑی لطیف ترمیم کے ساتھ پڑھتے،

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا
کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی [1]

یہاں تک کہ آپ شوال ۱۳۴۴ھ میں دوسرے حج کے لیے اپنے شیخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ روانہ ہو گئے مولانا کی دینی دعوت میں ہے اور "مدینہ طیبہ کا زمانہ جب ختم ہوا اور رفقاء چلنے کے لیے تیار ہوئے تو انھوں نے مولانا کو عجیب بے چینی واضطراب میں پایا، آپ کسی طرح مدینہ منورہ سے جُدا ہونے کے لیے راضی نہ تھے، کچھ دن توقف کے بعد رفقاء نے مولانا خلیل احمد صاحب سے پھر ذکر کیا آپ نے مولانا کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ تم ان سے چلنے کے لیے اصرار نہ کرو، ان پر ایک حالت طاری ہے یا تو تم انتظار کرو کہ یہ از خود تمہارے ساتھ چلے جائیں یا تم خود چلے جاؤ یہ بعد میں آجائیں گے، چنانچہ رفقاء ٹھہر گئے۔"

مولاناؒ فرماتے تھے کہ مدینہ طیبہ کے اس قیام کے دوران میں مجھے اس کام (تبلیغ) کے لیے امر ہوا اور ارشاد ہوا کہ ہم تم سے کام لیں گے۔ کچھ دن میرے اس بے چینی میں گزرے کہ میں ناتواں کیا کر سکوں گا؟ کسی عارف سے ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ پریشانی کی کیا بات ہے؟ یہ تو نہیں کہا گیا کہ تم کام کرو گے، یہ کہا گیا ہے کہ ہم تم سے کام لیں گے، بس کام لینے والے کام لے لیں گے۔"[2]

اس سے بڑی تسکین ہوئی اور آپ نے مدینہ منورہ سے مراجعت فرمائی۔ پانچ مہینے حرمین میں قیام رہا اور ۱۳؍ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ کو کاندھلہ واپسی ہوئی[3] دراصل مولانا کے دل میں اس سفرِ حج میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ ساری دنیا غفلت، جہالت اور دین سے بے طلبی کے ایک حصار میں گھری ہوئی ہے جس کی وجہ سے دین پر چلنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے، جب تک لوگوں کو ان کے اس ماحول اور مشاغل سے نکالا نہ جائے گا اور اہل اللہ اور بزرگانِ دین کی مجالس میں پھرایا نہ جائے گا اور اس نقل و حرکت میں دین کے بنیادی عقائد اور فرائض، اور دین کی عمومی تعلیم کا عادی

---

[1] حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت [2] حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت۔

[3] حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نہ بنایا جائے گا، دین کی طلب پیدا نہیں ہو سکتی اس لیے مولانا نے لوگوں کو اپنے مشاغل سے نکلنے گھروں کو چھوڑنے، اپنے اخراجاتِ سفر خود برداشت کرنے اور اس کی راہ کی جہد و مشقت برداشت کرنے اور دین کے سیکھنے اور سکھانے اور جماعتیں بنا بنا کر قرنِ اول کی طرح ملکوں ملکوں پھرنے کی دعوت دینی شروع کر دی، میوات سے اپنے پاس بستی حضرت نظام الدینؒ دہلی میں آنا اور یہاں سے میوات اور یو۔پی کو جماعتیں بنا کر روانہ کرنا شروع کیا چنانچہ پہلی جماعت اپنے وطن کاندھلہ کو روانہ فرمائی،

مولانا جس کام کو شروع فرماتے تھے اپنی تمام قوتوں کو اس پر صرف فرما دیتے تھے دینی دعوت میں حضرت مولانا علی میاں صاحب فرماتے ہیں:

"مولانا کی زندگی کا اصلی جوہر جس نے ان کو خدمتِ دین کے اس بلند مقام تک پہونچایا تھا ان کی بلند ہمتی ہے، خدمتِ دین اور اصلاحِ مسلمین کی کسی ابتدائی منزل پر مولانا کی بے قرار طبیعت نے قرار نہ پایا جب تک اس کو اصلی منزل نہ مل گئی اس نے کہیں دم نہ لیا اور کہیں آرام نہیں کیا"

جماعتوں کی نقل و حرکت میں ایسی کتابوں کی ضرورت پیش آئی جس میں ملت کے تمام طبقات مل جل کر صحیح دینی زندگی کی ایک ساخت پر ذہن بنا سکیں اور آپس میں کسی اختلاف یا افتراق کا شائبہ تک نہ آسکے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فضائلِ اعمال کی کتابیں لکھوائی گئیں، چنانچہ حکایاتِ صحابہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر فضائلِ قرآن مجید حضرت حافظ محمد لیٰسین صاحب نگینوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر، فضائلِ نماز، فضائلِ ذکر، فضائلِ تبلیغ، فضائلِ رمضان حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر اور فضائلِ صدقات و فضائلِ حج وغیرہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست پر لکھی گئیں اور مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج مولانا احتشام الحسن صاحب خلیفہ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ و مرشد کی تعمیلِ حکم میں تصنیف فرمائی۔

یہ سب کتابیں جماعتوں کی تعلیم میں بے حد مفید ثابت ہوئیں، عرب و عجم میں ان کے فوائد و برکات نمایاں طور پر ظاہر ہوئے۔ اور عربی، انگریزی، اور مختلف زبانوں میں ان کے ترجمے شائع ہوئے

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک گرامی نامہ میں حضرت شیخؒ کے نام لکھتے ہیں۔ "میرے عزیز! اس میں شک نہیں کہ آپ کی ہر طرح کی ہمت اور ہر طرح کی شرکت

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس (تبلیغ) کے فروغ کا سبب ہے، اللہ جل شانہٗ نے یہ جیسی تبلیغ کی نہایت فائدہ بخش اور اصولِ اسلام کو حاوی، نہایت سہل اور نہایت عظیم صورت، اس ناچیز کو عطا فرمائی ہے، یہ ناچیز اس نعمتِ عظیمہ جلیلہ کی قدردانی اور شکر گزاری اور تواضع میں اپنے نفس کو بہت ہی کمزور پاکر اس نعمت کے کفرانِ نعمت سے بہت خائف ہے، نیز تمہاری اس ہمّت کا اظہار بھی سمجھتا ہوں کہ بندہ ناچیز کو اس تبلیغ کے (چھ نمبر اور دیگر ضروری اجزاء کو) اصول قرار دینے میں آپ کی صحبت کو بہت زیادہ دخل ہے حق تعالیٰ شانہٗ مجھے اس کے شکر کی توفیق بخشیں، اللہ کو منظور ہوا اور جیسے کہ آثار ہیں یہ تبلیغ فروغ پکڑے گی۔ انشاء اللہ تمہاری تصانیف اور فیوض ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ عرب وعجم کو سیراب کریں گی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دیں، میری اس میں دعاء سے ضرور ہی مدد کیجیو اور میں بھی دعا کرتا ہوں"۔ [1]

یہ فضائل کی کتابیں جماعتوں کی نقل وحرکت میں اجتماعی تعلیم وتدریس کے لیے نہایت ضروری قرار دی گئیں اور صرف انھیں کتابوں کی تعلیم مفید سمجھی گئی،

ان کے علاوہ دوسری مستند علماء کی تصانیف کو انفرادی مطالعہ کے لیے نافع سمجھا گیا، مسائل کی تعلیم کو بھی ضروری سمجھا گیا مگر انفرادی مطالعہ میں،

فضائل کا درجہ مسائل سے قبل

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک ملفوظات میں فرماتے ہیں:

" فضائل کا درجہ مسائل سے پہلے ہے، فضائل سے اعمال کے اجر پر یقین پیدا ہوتا ہے جو ایمان کا مقام ہے اور اس سے آدمی عمل کے لیے آمادہ ہوتا ہے، مسائل معلوم کرنے کا احساس تو تب ہی ہوگا جب وہ عمل پر تیار ہوگا اس لیے ہمارے نزدیک فضائل کی اہمیت زیادہ ہے۔" [2]

کتبِ فضائل کے ماخذ

ذیل میں کتبِ فضائل کے ماخذ کی تفصیل لکھی جاتی ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی اہم کتب سے اور کتنی محنت اور توجہ سے کتبِ احادیث سے فضائل اعمال کو ترتیب دیا ہے، واضح ہو کہ وہ کتابیں اس میں شامل نہیں ہیں جن کا کسی حدیث پر کلام کرتے ہوئے حوالہ دیا ہے [3]

---

[1] حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور انکی دینی دعوت [2] ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاسؒ [3] کتب فضائل پر اشکالات اور اس کے جوابات از مولانا محمد شاہد سہارنپوری۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کتب فضائل کے مأخذ

تصنیف	مصنف
۱۔ بخاری شریف	ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیمؒ۔ م ۲۵۶ھ
۲۔ فتح الباری	ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانیؒ۔ م ۸۵۲ھ
۳۔ اسد الغابہ	علامہ ابن اثیر جزریؒ۔ متوفی ۶۳۰ھ
۴۔ درمنثور	علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔ م ۹۱۱ھ
۵۔ خصائص کبریٰ	علامہ سیوطیؒ۔ متوفی ۹۱۱ھ
۶۔ تاریخ خمیس	شیخ حسین محمد ابن الحسنؒ۔ م ۹۶۶ھ
۷۔ بیان القرآن	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔ م ۱۳۶۲ھ
۸۔ جمع الفوائد	محمد بن محمد بن سلیمان ۱۰۹۴ھ
۹۔ تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی۔ م ۹۱۱ھ
۱۰۔ اشہر مشاہیر اسلام	رفیق بک العظم۔
۱۱۔ مشکوٰۃ شریف	ابو عبداللہ ولی الدین محمد بن عبداللہ العمری۔ م ۷۳۷ھ
۱۲۔ احیاء العلوم	حجۃ الاسلام امام غزالی۔ م ۵۰۵ھ
۱۳۔ مسلم شریف	ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری م ۲۶۱ھ
۱۴۔ قیام اللیل	ابو نصر محمد بن احمد بن علی مروزی۔ م ۲۸۴ھ
۱۵۔ ترمذی شریف	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی۔ م ۲۷۹ھ
۱۶۔ شمائل ترمذی	
۱۷۔ تذکرۃ الحفاظ	شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی۔ م ۷۴۸ھ
۱۸۔ بذل المجہود	حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی۔ م ۱۳۴۶ھ
۱۹۔ شفا	قاضی ابوالفضل عیاض موسیٰ الیحصبی۔ م ۵۴۴ھ
۲۰۔ ابوداؤد شریف	ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی۔ م ۲۷۵ھ
۲۱۔ موطا امام مالکؒ	ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک۔ م ۱۷۹ھ
۲۲۔ کتاب الاموال	امام ابو عبید القاسم بن سلام۔
۲۳۔ اقامۃ الحجۃ	حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نمبر	تصنیف	مصنف
۲۴۔	بیہقی	ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی۔ م سنہ ۴۵۸ھ
۲۵۔	درایہ	حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ
۲۶۔	اصابہ	حافظ ابن حجر العسقلانی الشافعی۔ م سنہ ۸۵۲ھ
۲۷۔	قرۃ العیون	شیخ ابو اللیث سمرقندی۔ م سنہ ۶۰ھ
۲۸۔	تفسیر عزیزی	حضرت شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی۔ م سنہ ۱۲۳۹ھ
۲۹۔	طبقات	محمد بن سعد کاتب الواقدی۔ م سنہ ۹۰۳ھ
۳۰۔	کتاب الامامۃ والسیاسۃ	عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ م سنہ ۲۷ھ
۳۱۔	تلقیح فہوم اہل الاثر	جمال الدین عبد الرحمٰن بن الجوزی۔ سنہ ۵۹۷ھ
۳۲۔	مسند احمد	ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبلؒ۔ م سنہ ۲۴۱ھ
۳۳۔	مقدمہ اوجز المسالک	حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحبؒ
۳۴۔	ابن ماجۃ	ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی۔ م سنہ ۲۷۳ھ
۳۵۔	سنن دارمی	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن تمیمی دارمی۔ م سنہ ۲۵۵ھ
۳۶۔	استیعاب	حافظ ابن عبد البر مالکی۔ م سنہ ۴۶۳ھ
۳۷۔	طبرانی	ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب۔ م سنہ ۳۶۰ھ
۳۸۔	نسائی	ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی۔ م سنہ ۳۰۳ھ
۳۹۔	الترغیب والترہیب	ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی المنذری۔ م سنہ ۶۵۶ھ
۴۰۔	ابن حبان	ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان۔ م سنہ ۳۵۴ھ
۴۱۔	مستدرک حاکم	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد۔ م سنہ ۴۰۵ھ
۴۲۔	الزواجر	امام ابن حجر المکی الہیثمی۔ م سنہ ۹۷۳ھ
۴۳۔	مسند بزار	ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار۔ م سنہ ۲۹۲ھ
۴۴۔	مصنف ابن ابی شیبہ	ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ۔ م سنہ ۲۳۵ھ
۴۵۔	مسند ابو یعلیٰ	احمد بن علی بن المثنیٰ الموصلی۔ م سنہ ۳۰۷ھ
۴۶۔	سنن دارقطنی	ابو الحسن علی بن عمر بن احمد م سنہ ۳۸۵ھ
۴۷۔	شرح السنۃ	حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی۔ م سنہ ۵۱۶ھ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تصنیف	مصنّف
۴۸۔ حلیۃ الاولیاء	حافظ ابونعیم احمد عبداللہ اصبہانی۔ م ۴۳۰ھ
۴۹۔ رحمۃ المھداۃ	علامہ ابوالخیر نورالحسن خاں الحسینی
۵۰۔ کنزالعمال	علامہ علی متقی برہانپوری۔ م ۹۷۵ھ
۵۱۔ مسند ابن خزیمہ	ابوبکر محمد بن اسحٰق ابن خزیمہ۔ م ۳۱۱ھ
۵۲۔ مسند الفردوس	ابومنصور الدیلمی
۵۳۔ مسند ابوعوانہ	یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم نیشاپوری
۵۴۔ زادالسعید فی ذکر النبی الحبیب	حضرت اقدس تھانویؒ۔ م ۱۳۶۲ھ
۵۵۔ القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع	علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر السخاوی شافعی م ۹۰۲ھ
۵۶۔ روض الفائق	شیخ شعیب الحریفیش
۵۷۔ نزہۃ البساتین	ابومحمد عبداللہ بن اسعد یمنی یافعی
۵۸۔ حرزثمین فی مبشرات النبی الامین	مسند ہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب م ۱۱۷۶ھ
۵۹۔ یوسف زلیخا	مولانا عبدالرحمٰن جامی
۶۰۔ قصائد قاسمی	قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی
۶۱۔ احکام القرآن	حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی رازی الجصاص۔ م ۳۷۰ھ
۶۲۔ عینی شرح بخاری	بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی۔ م ۸۵۵ھ
۶۳۔ مرقات شرح مشکوٰۃ	علامہ نورالدین علی بن سلطان محمد ہروی۔ م ۱۰۱۴ھ
۶۴۔ مظاہر حق	نواب قطب الدین خاں بہادر۔ م ۱۲۸۹ھ
۶۵۔ فتاویٰ عالمگیری	از علمائے ہندوستان در عہد حضرت عالمگیرؒ
۶۶۔ عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد	شیخ ابوعبدالرحمٰن شرف الحق المعروف بہ محمود اشرف عظیم آبادی م ۱۳۲۶ھ
۶۷۔ تنبیہ الغافلین	شیخ ابواللیث سمرقندی۔ م ۹۰۶ھ
۶۸۔ جمل	شیخ سلیمان الجمل
۶۹۔ حصن حصین	شیخ شمس الدین محمد بن محمد الجزری الشافعی م ۸۳۳ھ
۷۰۔ مجمع الزوائد	حافظ نورالدین الھیثمیؒ م ۸۰۷ھ
۷۱۔ کوکب الدری	حضرت شیخؒ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تصنیف	مصنّف
۷۲۔ حجۃ اللہ البالغہ	مسند ہند شاہ ولی اللہ صاحب۔ م ۱۱۷۶ھ
۷۳۔ مقاصدِ حسنہ	شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی۔ م ۹۰۲ھ
۷۴۔ جامع الصغیر	ابو الفضل عبد الرحمٰن جلال الدین السیوطی۔ م ۹۱۱ھ
۷۵۔ تفسیر کبیر	عماد الدین ابو الفدار اسماعیل بن عمر بن کثیر۔ م ۷۷۴ھ
۷۶۔ تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم۔ م ۷۴۱ھ
۷۷۔ اتحاف السادۃ المتقین	سید محمد ابن محمد الحسینی الزبیدی۔ م ۱۲۰۵ھ
۷۸۔ مستدرک حاکم	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری۔ م ۴۰۵ھ
۷۹۔ ارواحِ ثلاثہ	ترتیب مولانا ظہور الحسن صاحب کسولوی مظاہری
۸۰۔ تہذیب التہذیب	شیخ الاسلام احمد بن علی ابن حجر عسقلانی۔ م ۸۵۲ھ
۸۱۔ مسامرات	شیخ اکبر ابن عربی
۸۲۔ روض الریاحین	شیخ عبد اللہ اسعد یمنی یافعی
۸۳۔ مثیر العزم	جمال الدین عبد الرحمٰن بن الجوزی۔ م ۵۹۷ھ
۸۴۔ الکامل	عزیز الدین علی بن محمد المعروف با ابن اثیر جزری۔ م ۶۳۸ھ

جامع احقر انیس احمد بلند شہری

۱۹ر دسمبر ۱۹۸۴ء

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝

(بیشک ان کے قصے میں (بڑی) عبرت ہے سمجھداروں کیلئے)

حکایاتِ صحابہؓ

رضوان اللہ علیہم اجمعین

یعنی

سچی کہانیاں

جس میں حضرت مولانا الحافظ الحاج الشاہ عبدالقادر صاحب مدظلہ کے ارشاد سے

فخر الاماثل زبدۃ الافاضل حضرت مولانا الحاج الحافظ المحدث محمد زکریا صاحب مدظلہ

شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے

صحابیؓ مردوں، صحابیؓ عورتوں، صحابیؓ بچوں کے زہد و تقویٰ، فقر و عبادت

علمی مشاغل، ایثار و ہمدردی، بے مثل جرأت و بہادری حیرت انگیز جانبازی

وغیرہ کے ایمان افروز حالات بیان کئے ہیں

اسلامک بک سروس

۲۲۴۱ کوچہ چیلان دریا گنج نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲ (انڈیا)

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تمہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَتْبَاعِهِ الْحُمَاةِ لِلدِّيْنِ الْقَوِيْمِ

امابعد اللہ کے ایک برگزیدہ بندے اور میرے مربی و محسن کا ارشاد ۱۳۵۳ھ میں ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے چند قصے بالخصوص کم سن صحابہؓ اور عورتوں کی دینداری کی کچھ حالت اردو میں لکھی جائے تاکہ جو لوگ قصوں کے شوقین ہیں وہ واہی تباہی جھوٹی حکایات کے بجائے اگر ان کو دیکھیں تو ان کے لئے دینی ترقی کا سبب ہو اور گھر کی عورتیں اگر راتوں میں بچوں کو جھوٹی کہانیوں کے بجائے ان کو سنائیں تو بچوں کے دل میں صحابہؓ کی محبت اور عظمت کے ساتھ دینی امور کی طرف رغبت پیدا ہو۔ میرے لئے اس ارشاد کی تعمیل بہت ہی ضروری تھی کہ احسانات میں ڈوبے ہوئے ہونے کے علاوہ اللہ والوں کی خوشنودی دو جہان میں فلاح کا سبب ہوتی ہے۔ مگر اس کے باوجود اپنی کم مائگی سے برا مید نہ ہوئی کہ میں اس خدمت کو اپنی مرضی کے موافق ادا کر سکتا ہوں۔ اس لئے چار برس تک بار بار اس ارشاد کو سنتا رہا اور اپنی نااہلیت سے شرمندہ ہوتا رہا، کہ صفر ۱۳۵۷ھ میں ایک مرض کی وجہ سے چند روز کے لئے دماغی کام سے روک دیا گیا۔ تو مجھے خیال ہوا کہ ان خالی ایام کو اس بابرکت مشغلہ میں گذار دوں کہ اگر یہ اوراق پسند خاطر نہ ہوئے تب بھی میرے یہ خالی اوقات تو بہترین اور بابرکت مشغلہ میں گذر ہی جائیں گے۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں کے قصے اُن کے حالات یقیناً اس قابل ہیں کہ ان کی تحقیق اور تفتیش کی جائے اور ان سے سبق حاصل کیا جائے۔ بالخصوص صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت جس کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے لاڈلے نبی اور پیارے رسول کی مصاحبت کے لئے چُنا اس کی مستحق ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے۔ اس کے علاوہ اللہ والوں کے ذکر سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ صوفیا کے سردار حضرت جنید بغدادیؒ کا ارشاد ہے کہ حکایتیں اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس سے مریدین کے دلوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ کسی نے دریافت کیا کہ اس کی کوئی دلیل بھی ہے۔ فرمایا ہاں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (ترجمہ) اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں (ایک فائدہ تو یہ ہوا) اور ان قصوں میں آپ کے پاس ایسا مضمون پہنچتا ہے جو خود بھی راست اور واقعی ہے اور مسلمانوں کے لئے نصیحت ہے (اور اچھے کام کرنے کی)

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

یاد دہانی ہے" (بیان القرآن) ایک ضروری بات یہ بھی دل میں جما لینے کی ہے، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں ہوں یا بزرگوں کے حالات اسی طرح مسائل کی کتابیں ہو یا معتبر لوگوں کے وعظ وارشادات، یہ ایسی چیزیں نہیں ہوتیں کہ ایک مرتبہ دیکھ لینے کے بعد ہمیشہ کو ختم کر دیا جائے بلکہ اپنی حالت اور استعداد کے موافق بار بار دیکھتے رہنا چاہیئے۔ ابوسلیمان دارانی ایک بزرگ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک واعظ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ ان کے وعظ نے میرے دل پر اثر کیا مگر جب وعظ ختم ہوا تو وہ اثر بھی ختم ہو گیا۔ میں دوبارہ ان کی مجلس میں حاضر ہوا تو اس وعظ کا اثر فارغ ہونے کے بعد گھر کے راستہ میں بھی رہا۔ تیسری مرتبہ پھر حاضر ہوا۔ تو اس کا اثر گھر میں پہنچنے پر بھی رہا۔ میں نے گھر جا کر اللہ کی نافرمانی کے جو اسباب تھے سب توڑ دیئے اور اللہ کا راستہ اختیار کر لیا۔ اسی طرح دینی کتابوں کا بھی حال ہے کہ محض سرسری طور پر ایک مرتبہ اُن کے پڑھ لینے سے اثر کم ہوتا ہے اس لئے کبھی کبھی پڑھتے رہنا چاہیے۔ پڑھنے والوں کی سہولت اور مضامین کے دل نشین ہونے کے خیال سے میں نے اس رسالہ کو بارہ[۱۲] بابوں اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے:

پہلا باب[۱]	دین کی خاطر سختیوں کو برداشت کرنا اور تکالیف ومشقت کا جھیلنا۔
دوسرا باب[۲]	اللہ جل جلالہٗ کا خوف اور ڈر جو صحابہ کرامؓ کی خاص عادت تھی۔
تیسرا باب[۳]	صحابہ کرامؓ کی زاہدانہ اور فقیرانہ زندگی کا نمونہ۔
چوتھا باب[۴]	صحابہؓ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی حالت۔
پانچواں باب[۵]	نماز کا شوق اور اس کا اہتمام۔
چھٹا باب[۶]	ہمدردی اور اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینا اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا۔
ساتواں باب[۷]	بہادری و دلیری اور ہمت وشجاعت اور موت کا شوق۔
آٹھواں باب[۸]	علمی مشاغل اور علمی انہماک کا نمونہ
نواں باب[۹]	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی تعمیل
دسواں باب[۱۰]	عورتوں کا دینی جذبہ اور بہادری اور حضورؐ کی بیبیوں اور اولاد کا بیان۔
گیارھواں باب[۱۱]	بچوں کا دینی وَلولہ اور بچپن میں دین کا اہتمام۔
بارھواں باب[۱۲]	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کا نمونہ
خاتمہ	صحابہؓ کے حقوق اور اُن کے مختصر فضائل۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

پہلا باب

دین کی خاطر سختیوں کو برداشت کرنا اور تکالیف و مشقت کا جھیلنا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کے پھیلانے میں جس قدر تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کی ہیں ان کا برداشت کرنا تو درکنار اُس کا ارادہ کرنا بھی ہم جیسے نالائقوں سے دشوار ہے۔ تاریخ کی کتابیں ان واقعات سے بھری ہوئی ہیں مگر ان پر عمل کرنا تو علیحدہ رہا۔ ہم اُن کے معلوم کرنے کی بھی تکلیف نہیں کرتے۔ اس باب میں چند قصوں کو نمونہ کے طور پر ذکر کرنا ہے۔ ان میں سب سے پہلے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قصہ سے ابتدا کرتا ہوں کہ حضورؐ کا ذکر برکت کا ذریعہ ہے۔

۱. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف کے سفر کا قصہ

نبوّت مل جانے کے بعد نو برس تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ مکرمہ میں تبلیغ فرماتے رہے اور قوم کی ہدایت اور اصلاح کی کوشش فرماتے رہے لیکن تھوڑی سی جماعت کے سوا جو مسلمان ہو گئی تھی اور تھوڑے سے ایسے لوگوں کے علاوہ جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے آپ کی مدد کرتے تھے۔ اکثر کفارِ مکّہ آپ کو اور آپ کے صحابہؓ کو ہر طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ مذاق اڑاتے تھے اور جو ہو سکتا تھا اُس سے درگزر نہ کرتے تھے۔ حضورؐ کے چچا ابو طالب بھی ان ہی نیک دل لوگوں میں تھے جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے حضورؐ کی ہر قسم کی مدد فرماتے تھے۔ دسویں سال میں جب ابو طالب کا بھی انتقال ہو گیا تو کافروں کو اور بھی ہر طرح کھلے مہار اسلام سے روکنے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کا موقع ملا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس خیال سے طائف تشریف لے گئے کہ وہاں قبیلہ ثقیف کی بڑی جماعت ہے اگر وہ قبیلہ مسلمان ہو جائے تو مسلمانوں کو ان تکلیفوں سے نجات ملے اور دین کے پھیلنے کی بنیاد پڑ جائے۔ وہاں پہنچ کر قبیلہ کے تین سرداروں سے جو بڑے درجے کے سمجھے جاتے تھے گفتگو فرمائی اور اللہ کے دین کی طرف بلایا اور اللہ کے رسول کی یعنی اپنی مدد کی طرف متوجہ کیا۔ مگر ان لوگوں نے بجائے اس کے کہ دین کی بات کو قبول کرتے یا کم سے کم عرب کی مشہور مہمان نوازی کے لحاظ سے ایک نووارد مہمان کی خاطر مدارات کرتے صاف جواب دے دیا اور نہایت بے رُخی اور بد اخلاقی سے پیش آئے۔ اُن لوگوں نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ آپ یہاں قیام فرما لیں۔ جن لوگوں کو سردار سمجھ کر بات کی تھی کہ وہ شریف ہوں گے اور مہذب گفتگو کریں گے اُن میں سے ایک شخص بولا کہ اوہو آپ ہی کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ دوسرا بولا کہ اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور ملتا ہی نہیں تھا جس کو رسول بنا کر بھیجتے۔ تیسرے نے کہا کہ میں تجھ سے بات کرنا نہیں چاہتا اس لئے کہ اگر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تُو واقعی نبی ہے جیسا کہ دعویٰ ہے تو تیری بات سے انکار کر دینا مصیبت سے خالی نہیں۔ اور اگر جھوٹ ہے تو میں ایسے شخص سے بات کرنا نہیں چاہتا۔ اس کے بعد ان لوگوں سے نا امید ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور لوگوں سے بات کرنے کا ارادہ فرمایا۔ کہ آپ تو ہمت اور استقلال کے پہاڑ تھے۔ مگر کسی نے بھی قبول نہ کیا۔ بلکہ بجائے قبول کرنے کے حضورؐ سے کہا کہ ہمارے شہر سے فوراً نکل جاؤ اور جہاں تمہاری چاہت کی جگہ ہو وہاں چلے جاؤ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اُن سے بالکل مایوس ہو کر واپس ہونے لگے تو اُن لوگوں نے شہر کے لڑکوں کو پیچھے لگا دیا کہ آپؐ کا مذاق اُڑائیں، تالیاں پیٹیں، پتھر ماریں۔ حتیٰ کہ آپؐ کے جوتے خون کے جاری ہونے سے رنگین ہو گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں واپس ہوئے۔ جب راستہ میں ایک جگہ ان شریروں سے اطمینان ہوا تو حضورؐ نے یہ دُعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَّتَجَھَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ بِکَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ وَلٰکِنَّ عَافِیَتَکَ ھِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِیْ غَضَبَکَ اَوْ یَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُکَ لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ کذا فی سیرۃ ابن ھشام قلت واختلفت الروایات فی الفاظ الدعاء کما فی قرۃ العیون

اے اللہ تجھی سے شکایت کرتا ہوں میں اپنی کمزوری اور بیکسی کی اور لوگوں میں ذلت ورسوائی کی۔ اے ارحم الراحمین تو ہی ضعفا کا رب ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے۔ تو مجھے کس کے حوالہ کرتا ہے۔ کسی اجنبی بیگانہ کے جو مجھے دیکھ کر ترش رُو ہوتا ہے اور منہ چڑھاتا ہے یا کہ کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا۔ اے اللہ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ تیری حفاظت مجھے کافی ہے۔ میں تیرے چہرہ کے اُس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہو گئیں اور جس سے دُنیا اور آخرت کے سارے کام درست ہو جاتے ہیں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو تیری ناراضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے۔ جب تک تو راضی نہ ہو نہ تیرے سوا کوئی طاقت ہے نہ قوت۔

مالک الملک کی شانِ قہاری کو اس پر جوش آنا ہی تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ اللہ نے آپ کی قوم کی وہ گفتگو جو آپ سے ہوئی سنی اور ان کے جوابات سنے۔ اور ایک فرشتہ کو جس کے متعلق پہاڑوں کی خدمت ہے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ جو چاہیں اس کو حکم دیں۔ اس کے بعد اس فرشتہ نے سلام کیا اور عرض کیا کہ جو ارشاد ہو میں اس کی تعمیل کروں، اگر ارشاد ہو تو دونوں جانب

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کے پہاڑوں کو ملادوں جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں اور جو سزا آپ تجویز فرمائیں حضورؐ کی رحیم وکریم ذات نے جواب دیا کہ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ مسلمان نہیں ہوئے تو ان کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ کی پرستش کریں اور اس کی عبادت کریں۔

ف یہ ہیں اخلاق اس کریم ذات کے جس کے ہم لوگ نام لیوا ہیں کہ ہم ذراسی تکلیف سے کسی کی معمولی سی گالی دیدینے سے ایسے بھڑک جاتے ہیں کہ پھر عمر بھر اس کا بدلہ نہیں اترتا۔ ظلم پر ظلم اس پر کرتے رہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں اپنے محمدی ہونے کا، نبی کے پیرو بننے کا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی سخت تکلیف اور مشقت اٹھانے کے باوجود نہ بددعا فرماتے ہیں نہ کوئی بدلہ لیتے ہیں۔

۲۔ قصہ حضرت انسؓ بن نضرؓ کی شہادت کا

حضرت انسؓ بن نضر ایک صحابی تھے جو بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوسکے تھے ان کو اس چیز کا صدمہ تھا اس پر اپنے نفس کو ملامت کرتے تھے کہ اسلام کی پہلی عظیم الشان لڑائی اور تو اس میں شریک نہ ہوسکا۔ ان کی تمنا تھی کہ کوئی دوسری لڑائی ہو تو حوصلے پورے کروں اتفاق سے اُحد کی لڑائی پیش آگئی جس میں یہ بڑی بہادری اور دلیری سے شریک ہوئے۔ اُحد کی لڑائی میں اوّل اوّل تو مسلمانوں کو فتح ہوئی مگر آخر میں ایک غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ وہ غلطی یہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ آدمیوں کو ایک خاص جگہ مقرر فرمایا تھا کہ تم لوگ جب تک میں نہ کہوں اس جگہ سے نہ ہٹنا کہ وہاں سے دشمن کے حملہ کرنے کا اندیشہ تھا۔ جب مسلمانوں کو شروع میں فتح ہوئی تو کافروں کو بھاگتا ہوا دیکھ کر یہ لوگ بھی اپنی جگہ سے یہ سمجھ کر ہٹ گئے کہ اب جنگ ختم ہوگئی اس لئے بھاگتے ہوئے کافروں کا پیچھا کیا جائے اور غنیمت کا مال حاصل کیا جائے۔ اس جماعت کے سردار نے منع بھی کیا کہ حضور کی ممانعت تھی تم یہاں سے نہ ہٹو۔ مگر ان لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ حضور کا ارشاد صرف لڑائی کے واسطے تھا۔ وہاں سے ہٹ کر میدان میں پہنچ گئے۔ بھاگتے ہوئے کافروں نے اُس جگہ کو خالی دیکھ کر اُس طرف سے آکر حملہ کردیا مسلمان بے فکر تھے اس اچانک بے خبری کے حملہ سے مغلوب ہوگئے اور دونوں طرف سے کافروں کے بیچ میں آگئے جس کی وجہ سے اِدھر اُدھر پریشان بھاگ رہے تھے حضرت انسؓ نے دیکھا کہ سامنے سے ایک دوسرے صحابی حضرت سعدؓ بن معاذ آرہے ہیں۔ ان سے کہا کہ اے سعد کہاں جارہے ہو۔ خدا کی قسم جنّت کی خوشبو اُحد کے پہاڑ سے آرہی ہے۔ یہ کہہ کر تلوار تو ہاتھ میں تھی ہی کافروں کے ہجوم میں گھس گئے اور جتنے شہید نہیں ہوگئے واپس نہیں ہوئے۔ شہادت کے بعد ان کے بدن کو دیکھا گیا تو چھلنی ہوگیا تھا۔ اسّی سے زیادہ زخم تیر اور تلوار کے بدن پر تھے۔ اُن کی بہن نے انگلیوں کے پوروں

سے ان کو پہچانا۔ ف۔ جو لوگ اخلاص اور سچی طلب کے ساتھ اللہ کے کام میں لگ جاتے ہیں ان کو دُنیا ہی میں جنت کا مزہ آنے لگتا ہے۔ یہ حضرت انسؓ کی زندگی ہی میں جنت کی خوشبو سونگھ رہے تھے۔ اگر اخلاص آدمی میں ہو جاوے تو دُنیا میں بھی جنت کا مزہ آنے لگتا ہے۔ میں نے ایک معتبر شخص سے جو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیمؒ صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص خادم ہیں۔ حضرت کا مقولہ سُنا ہے کہ "جنت کا مزہ آرہا ہے"۔ فضائلِ رمضان میں اس قصّہ کو لکھ چکا ہوں۔[1]

۳۔ صلح حدیبیہ اور ابوجندلؓ اور ابوبصیرؓ کا قصّہ

سنہ ۶ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے ارادہ سے تشریف لے جا رہے تھے۔ کفارِ مکّہ کو اس کی خبر ہوئی اور وہ اس خبر کو اپنی ذلت سمجھے اس لئے مزاحمت کی اور حدیبیہ میں آپ کو رُکنا پڑا۔ جاں نثار صحابہؓ ساتھ تھے جو حضورؐ پر جان قربان کرنا فخر سمجھتے تھے۔ لڑنے کو تیار ہو گئے۔ مگر حضورؐ نے مکّہ والوں کی خاطر سے لڑنے کا ارادہ نہیں فرمایا اور صلح کی کوشش کی اور باوجود صحابہؓ کی لڑائی پر مستعدی اور بہادری کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی اس قدر رعایت فرمائی کہ اُن کی ہر شرط کو قبول فرما لیا۔ صحابہؓ کو اس طرح دب کر صلح کرنا بہت ہی ناگوار تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے سامنے کیا ہو سکتا تھا کہ جاں نثار تھے اور فرماں بردار۔ اس لئے حضرت عمرؓ جیسے بہادروں کو بھی دبنا پڑا۔ صلح میں جو شرطیں طے ہوئیں اُن شرطوں میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ کافروں میں سے جو شخص اسلام لائے اور ہجرت کرے مسلمان اس کو مکّہ واپس کر دیں اور مسلمانوں میں سے خدا نخواستہ اگر کوئی شخص مرتد ہو کر چلا آئے تو وہ واپس نہ کیا جائے۔ یہ صلحنامہ ابھی تک پورا لکھا بھی نہیں گیا تھا کہ حضرت ابوجندلؓ ایک صحابی تھے جو اسلام لانے کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کر رہے تھے اور زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اسی حالت میں گرتے پڑتے مسلمانوں کے لشکر میں اس امید پر پہنچے کہ ان لوگوں کی حمایت میں جا کر اس مصیبت سے چھٹکارا پاؤں گا۔ ان کے باپ سہیل نے جو اس صلحنامے میں کفار کی طرف سے وکیل تھے اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے فتح مکّہ میں مسلمان ہوئے انھوں نے اپنے صاحبزادے کے طمانچے مارے اور واپس لے جانے پر اصرار کیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی صلحنامہ مرتب بھی نہیں ہوا اس لیے پابندی کس بات کی مگر انھوں نے اصرار کیا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ ایک آدمی مجھے مانگا ہی دے دو، مگر وہ لوگ ضد پر تھے نہ مانا۔ ابوجندلؓ نے مسلمانوں کو پکار کر فریاد بھی کی کہ میں مسلمان ہو کر آیا اور کتنی مصیبتیں اُٹھا چکا اب واپس

---

[1] رسالہ فضائلِ رمضان

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کیا جا رہا ہوں اُس وقت مسلمانوں کے دلوں پر جو گذر رہی ہوگی اللہ ہی کو معلوم ہے مگر حضورؐ کے ارشاد سے واپس ہوئے حضورؐ نے تسلی فرمائی اور صبر کرنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ عنقریب حق تعالیٰ شانہٗ تمہارے لئے راستہ نکالیں گے صلحنامے کے مکمل ہو جانے کے بعد ایک دوسرے صحابی ابو بصیرؓ بھی مسلمان ہو کر مدینہ منورہ پہنچے کفار نے اُن کو واپس بلانے کے لئے دو آدمی بھیجے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب وعدہ واپس فرما دیا۔ ابو بصیرؓ نے عرض بھی کیا کہ یا رسول اللہ میں مسلمان ہو کر آیا۔ آپ مجھے کفار کے پنجہ میں پھر بھیجتے ہیں آپؐ نے ان سے بھی صبر کرنے کو ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ انشاء اللہ عنقریب تمہارے واسطے راستہ کھلے گا یہ صحابی ان دونوں کافروں کے ساتھ واپس ہوئے۔ راستہ میں ان میں سے ایک سے کہنے لگے کہ یار تیری یہ تلوار تو بڑی نفیس معلوم ہوتی ہے شیخی باز آدمی ذرا سی بات میں پھول ہی جاتا ہے وہ نیام سے نکال کر کہنے لگے کہ ہاں میں نے بہت سے لوگوں پر اس کا تجربہ کیا۔ یہ کہہ کر تلوار ان کے حوالہ کر دی۔ انھوں نے اسی پر اس کا تجربہ کیا۔ دوسرا ساتھی یہ دیکھ کر کہ ایک کو تو نمٹا دیا اب میرا نمبر ہے۔ بھاگا ہوا مدینہ آیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا ساتھی مر چکا ہے اب میرا نمبر ہے۔ اس کے بعد ابو بصیرؓ پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ اپنا وعدہ پورا فرما چکے کہ مجھے واپس کر دیا اور مجھ سے کوئی عہد ان لوگوں کا نہیں ہے جس کی ذمہ داری ہو وہ مجھے میرے دین سے ہٹاتے ہیں۔ اس لئے میں نے یہ کیا حضورؐ نے فرمایا کہ لڑائی بھڑکانے والا ہے۔ کاش کوئی اس کا معین مددگار ہوتا۔ وہ اس کلام سے سمجھ گئے کہ اب بھی اگر کوئی میری طلب میں آئے گا تو میں واپس کر دیا جاؤں گا۔ اس لئے وہاں سے چل کر سمندر کے کنارے ایک جگہ آ پڑے۔ مکہ والوں کو اس قصہ کا حال معلوم ہوا تو ابو جندلؓ بھی جن کا قصہ پہلے گذرا۔ چھپ کر وہیں پہنچ گئے۔ اسی طرح جو شخص مسلمان ہوتا وہ اُن کے ساتھ جا ملتا۔ چند روز میں یہ ایک مختصر سی جماعت ہو گئی۔ جنگل میں جہاں نہ کھانے کا کوئی انتظام، نہ وہاں باغات اور نہ آبادیاں، اس لئے ان لوگوں پر جو گذری ہوگی وہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے۔ مگر جن ظالموں کے ظلم سے پریشان ہو کر یہ لوگ بھاگے تھے اُن کا ناطقہ بند کر دیا۔ جو قافلہ ادھر کو جاتا اس سے مقابلہ کرتے اور لڑتے حتیٰ کہ کفار مکہ نے پریشان ہو کر حضورؐ کی خدمت میں عاجزی اور منت کر کے اللہ کا اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر آدمی بھیجا کہ اس بے سری جماعت کو اپنے پاس بلا لیں کہ یہ معاہدہ میں داخل ہو جائیں اور ہمارے لئے آنے جانے کا راستہ کھلے۔ لکھا ہے کہ حضورؐ کا اجازت نامہ جب ان حضرات کے پاس پہنچا ہے تو ابو بصیرؓ مرض الموت میں گرفتار تھے حضورؐ کا والا نامہ ہاتھ میں تھا کہ اسی حالت میں انتقال فرمایا (رضی اللہ عنہ وارضاہ) ف آدمی اگر اپنے دین پر پکا ہو بشرطیکہ دین بھی سچا ہو تو بڑی سے بڑی طاقت اس کو نہیں ہٹا سکتی اور مسلمان کی مدد کا تو اللہ کا وعدہ ہے بشرطیکہ

لہ بخاری و فتح

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وہ مسلمان ہو۔

۴۔ حضرت بلال حبشی رضؓ کا اسلام اور مصائب

حضرت بلالؓ حبشی مشہور صحابی ہیں جو مسجد نبویؐ کے ہمیشہ مؤذن رہے۔ شروع میں ایک کافر کے غلام تھے اسلام لے آئے جس کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں دیئے جاتے تھے۔ امیہ بن خلف جو مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ ان کو سخت گرمی میں دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر سیدھا لٹا کر ان کے سینہ پر پتھر کی بڑی چٹان رکھ دیتا تھا تاکہ وہ حرکت نہ کر سکیں۔ اور کہتا تھا کہ یا اس حال میں مر جائیں اور زندگی چاہیں تو اسلام سے ہٹ جائیں مگر وہ اس حالت میں بھی اَحَد اَحَد کہتے تھے یعنی معبود ایک ہی ہے۔ رات کو زنجیروں میں باندھ کر کوڑے لگائے جاتے اور اگلے دن ان زخموں کو گرم زمین پر ڈال کر اور زیادہ زخمی کیا جاتا تاکہ بے قرار ہو کر اسلام سے پھر جاویں یا تڑپ تڑپ کر مر جائیں۔ عذاب دینے والے اُکتا جاتے۔ کبھی ابوجہل کا نمبر آتا۔ کبھی امیہ بن خلف کا۔ کبھی اوروں کا اور ہر شخص اس کی کوشش کرتا کہ تکلیف دینے میں زور ختم کر دے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں دیکھا تو خرید کر آزاد فرمایا۔ ف چونکہ عرب کے بُت پرست اپنے بتوں کو بھی معبود کہتے تھے اس لئے اُن کے مقابلہ میں اسلام کی تعلیم توحید کی تھی جس کی وجہ سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زبان پر ایک ہی ایک کا ورد تھا۔ یہ تعلق اور عشق کی بات ہے ہم جھوٹی محبتوں میں دیکھتے ہیں کہ جس سے محبت ہو جاتی ہے اس کا نام لینے میں لطف آتا ہے بے فائدہ اُس کو رٹا جاتا ہے تو اللہ کی محبت کا کیا کہنا جو دین اور دُنیا میں دونوں جگہ کام آنے والی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بلالؓ کو ہر طرح سے ستایا جاتا تھا۔ سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی جاتی تھیں۔ مکہ کے لڑکوں کے حوالے کر دیا جاتا کہ وہ ان کو گلی کوچوں میں چکر دیتے پھریں اور یہ تھے کہ "ایک ہی ایک ہے" کی رٹ لگاتے تھے، اسی کا یہ صلہ ملا کہ پھر حضورؐ کے دربار میں مؤذن بنے اور سفر و حضر میں ہمیشہ اذان کی خدمت ان کے سپرد ہوتی حضورؐ کے وصال کے بعد مدینہ طیبہ میں رہنا اور حضورؐ کی خالی جگہ کو دیکھنا مشکل ہو گیا اس لئے ارادہ کیا کہ اپنی زندگی کے جو دن ہیں جہاد میں گذار دوں اس لئے جہاد میں شرکت کی نیت سے چل دیئے ایک عرصہ تک مدینہ منورہ لوٹ کر نہیں آئے۔ ایک مرتبہ حضورؐ کی خواب میں زیارت کی۔ حضورؐ نے فرمایا بلال یہ کیا ظلم ہے ہمارے پاس کبھی نہیں آتے تو آنکھ کھلنے پر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ حضرت حسنؓ حسینؓ نے اذان کی فرمائش کی۔ لاڈلوں کی درخواست ایسی نہیں تھی کہ انکار کی گنجائش ہوتی۔ اذان کہنا شروع کی اور مدینہ میں حضورؐ کے زمانہ کی اذان کانوں میں پڑ کر کہرام مچ گیا۔ عورتیں روتی ہوئی گھر سے نکل پڑیں۔ چند روز قیام کے بعد واپس ہوئے۔ اور ۲۰ھ کے قریب دمشق میں وصال ہوا۔ (اسد الغابہ)

Visit : www.Momeen.blogspot.com

۵. حضرت ابوذر غفاری کا اسلام

حضرت ابوذر غفاریؓ مشہور صحابی ہیں جو بعد میں بڑے زاہدوں اور بڑے علماء میں سے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ارشاد ہے کہ ابوذرؓ ایسے علم کو حاصل کئے ہوئے ہیں جس سے لوگ عاجز ہیں۔ مگر انھوں نے اس کو محفوظ کر رکھا ہے۔ جب ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی پہلے پہل خبر پہنچی تو انھوں نے اپنے بھائی کو حالات کی تحقیق کے واسطے مکہ بھیجا۔ کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے اور آسمان کی خبریں آتی ہیں اس کے حالات معلوم کریں اور اس کے کلام کو غور سے سنیں۔ وہ مکہ مکرمہ آئے اور حالات معلوم کرنے کے بعد اپنے بھائی سے جا کر کہا کہ میں نے ان کو اچھی عادتوں اور عمدہ اخلاق کا حکم کرتے دیکھا اور ایک ایسا کلام سنا جو نہ شعر ہے نہ کاہنوں کا کلام ہے۔ ابوذرؓ کو اس مجمل بات سے تشفی نہ ہوئی۔ تو خود سامانِ سفر کیا اور مکہ پہنچے اور سیدھے مسجد حرام میں گئے۔ حضورؐ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے پوچھنا مصلحت کے خلاف سمجھا، شام تک اسی حال میں رہے۔ شام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے دیکھا کہ ایک پردیسی مسافر ہے، مسافروں کی، غریبوں کی، پردیسیوں کی خبر گیری، ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا ان حضرات کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا۔ اس لئے اُن کو اپنے گھر لے آئے۔ میزبانی فرمائی لیکن اس کے پوچھنے کی کچھ ضرورت نہ سمجھی کہ کون ہو کیوں آئے۔ مسافر نے بھی کچھ ظاہر نہ کیا۔ صبح کو پھر مسجد میں آ گئے۔ اور دن بھر اسی حال میں گذرا کہ خود پتہ نہ چلا اور دریافت کسی سے کیا نہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ حضورؐ کے ساتھ دشمنی کے قصے بہت مشہور تھے۔ آپ کو اور آپ کے ملنے والوں کو ہر طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ ان کو خیال ہوا ہو کہ صحیح حال معلوم نہیں ہوگا اور بدگمانی کی وجہ سے مفت کی تکلیف علیحدہ رہی۔ دوسرے دن شام کو بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال ہوا کہ پردیسی مسافر ہے بظاہر جس غرض کے لئے آیا ہے وہ پوری نہیں ہوئی اس لئے پھر اپنے گھر لے گئے اور رات کو کھلایا سلایا مگر پوچھنے کی اس رات کو بھی نوبت نہ آئی۔ تیسری رات کو پھر یہی صورت ہوئی۔ تو حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا کہ تم کس کام سے آئے ہو، کیا غرض ہے۔ تو حضرت ابوذرؓ نے اول ان کو قسم اور عہد و پیمان دیئے اس بات کے کہ وہ صحیح بتائیں۔ اس کے بعد اپنی غرض بتلائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ وہ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور صبح کو جب میں جاؤں تو میرے ساتھ چلنا میں وہاں تک پہنچا دوں گا لیکن مخالفت کا زور ہے اس لئے راستہ میں اگر مجھے کوئی شخص ایسا ملا جس سے میرے ساتھ چلنے کی وجہ سے تم پر کوئی اندیشہ ہو تو میں پیشاب کرنے لگوں گا یا اپنا جوتہ درست کرنے لگوں گا تم سیدھے چلے چلنا میرے ساتھ ٹھیرنا نہیں جس کی وجہ سے تمہارا میرا ساتھ ہونا معلوم نہ ہو۔ چنانچہ صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے پیچھے پیچھے حضورؐ کی خدمت میں پہنچے وہاں جا کر بات چیت ہوئی۔ اسی وقت مسلمان ہوگئے حضور اقدس صؐ نے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اُن کی تکلیف کے خیال سے فرمایا کہ اپنے اسلام کو ابھی ظاہر نہ کرنا۔ چپکے سے اپنی قوم میں چلے جاؤ۔ جب ہمارا غلبہ ہوجائے اس وقت چلے آنا۔ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کلمۂ توحید کو اُن بے ایمانوں کے بیچ میں چلّا کے پڑھوں گا چنانچہ اسی وقت مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ پڑھا پھر کیا تھا چاروں طرف سے لوگ اٹھے اور اس قدر مارا کہ زخمی کردیا مرنے کے قریب ہو گئے۔ حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ جو اس وقت مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے اُن کے اوپر بچانے کے لئے لیٹ گئے۔ اور لوگوں سے کہا کہ کیا ظلم کرتے ہو۔ یہ شخص قبیلہ غفار کا ہے اور یہ قبیلہ ملک شام کے راستہ میں پڑتا ہے۔ تمہاری تجارت وغیرہ سب ملک شام کے ساتھ ہے۔ اگر یہ مرگیا تو شام کو جانا آنا بند ہوجائے گا۔ اس پر اُن لوگوں کو بھی خیال ہوا کہ ملک شام سے ساری ضرورتیں پوری ہوتی ہیں وہاں کا راستہ بند ہوجانا مصیبت ہے اس لئے ان کو چھوڑ دیا۔ دوسرے دن پھر اسی طرح انھوں نے جاکر باآواز بلند کلمہ پڑھا اور لوگ اس کلمہ کے سننے کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ اس لئے ان پر ٹوٹ پڑے۔ دوسرے دن بھی حضرت عباسؓ نے اسی طرح ان کو سمجھا کر ہٹایا کہ تمہاری تجارت کا راستہ بند ہوجائے گا۔ ف حضورؐ کے اس ارشاد کے باوجود کہ اپنے اسلام کو چھپاؤ اُن کا یہ فعل حق کے اظہار کا وَلولہ اور غلبہ تھا کہ جب یہ دین حق ہے تو کسی کے باپ کا کیا اجارہ ہے جس سے ڈر کر چھپایا جائے۔ اور حضورؐ کا منع فرمانا شفقت کی وجہ سے تھا کہ تکالیف کا تحمل نہ ہو، ورنہ حضورؐ کے حکم کے خلاف صحابہؓ کی یہ مجال ہی نہ تھی۔ چنانچہ اس کا کچھ نمونہ مستقل باب میں آرہا ہے۔ چونکہ حضور اقدسؐ خود ہی دین کے پھیلانے میں ہر قسم کی تکلیفیں برداشت فرمارہے تھے اس لئے حضرت ابوذرؓ نے سہولت پر عمل کے بجائے حضورؐ کے اتباع کو ترجیح دی۔ یہی ایک چیز تھی کہ جس کی وجہ سے ہر قسم کی ترقی دینی اور دنیوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قدم چوم رہی تھی اور ہر میدان اُن کے قبضہ میں تھا کہ جو شخص بھی ایک مرتبہ کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام کے جھنڈے کے نیچے آجاتا تھا بڑی سے بڑی قوی قوت بھی اس کو روک نہ سکتی تھی اور نہ بڑے سے بڑا ظلم اس کو دین کی اشاعت سے ہٹا سکتا تھا۔

۶- حضرت خبابؓ بن الارت کی تکلیفیں

حضرت خبابؓ بن الارت بھی ان مبارک ہستیوں میں ہیں جنھوں نے امتحان کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا اور اللہ کے راستہ میں سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کیں۔ شروع ہی میں پانچ چھ آدمیوں کے بعد مسلمان ہوگئے تھے۔ اس لئے بہت زمانہ تک تکلیفیں اٹھائیں۔ لوہے کی زرہ پہنا کر ان کو دھوپ میں ڈال دیا جاتا جس سے گرمی اور تپش کی وجہ سے پسینوں پر پسینے بہتے رہتے تھے۔ اکثر اوقات بالکل سیدھا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

گرم ریت پر لٹایا جاتا جس کی وجہ سے کمر کا گوشت تک گل کر گر گیا تھا۔ یہ ایک عورت کے غلام تھے اس کو خبر پہنچی کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں تو اس کی سزا میں لوہے کو گرم کر کے اُن کے سر کو اس سے داغ دیتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ عرصہ کے بعد اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت خبابؓ سے اُن تکالیف کی تفصیل پوچھی جو ان کو پہنچائی گئیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ میری کمر دیکھیں۔ حضرت عمرؓ نے کمر دیکھ کر فرمایا۔ کہ ایسی کمر تو کسی کی دیکھی ہی نہیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ مجھے آگ کے انگاروں پر ڈال کر گھسیٹا گیا۔ میری کمر کی چربی اور خون سے وہ آگ بجھی۔ ان حالات کے باوجود جب اسلام کو ترقی ہوئی اور فتوحات کا دروازہ کھلا تو اس پر رویا کرتے تھے کہ خدانخواستہ ہماری تکلیف کا بدلہ کہیں دنیا میں تو نہیں مل گیا۔ حضرت خبابؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاف عادت بہت ہی لمبی نماز پڑھی۔ صحابہؓ نے اس کے متعلق عرض کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ رغبت وڈر کی نماز تھی، میں نے اللہ تعالیٰ سے تین دُعائیں کی تھیں دو اُن میں سے قبول ہوئیں اور ایک کو انکار فرما دیا۔ میں نے یہ دُعا کی کہ میری ساری امت قحط سے ہلاک نہ ہو جائے یہ قبول ہو گئی۔ دوسری یہ دُعا کی کہ اُن پر کوئی ایسا دشمن مسلط نہ ہو جو ان کو بالکل مٹا دے یہ بھی قبول ہو گئی۔ تیسری یہ دُعا کی کہ ان میں آپس میں لڑائی جھگڑے نہ ہوں یہ بات منظور نہ ہوئی۔ حضرت خبابؓ کا انتقال سینتیس سال کی عمر میں ہوا اور کوفہ میں سب سے پہلے صحابی یہی دفن ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا گذر ان کی قبر پر ہوا۔ تو ارشاد فرمایا۔ اللہ خبابؓ پر رحم فرمائیں۔ اپنی رغبت سے مسلمان ہوا اور خوشی سے ہجرت کی اور جہاد میں زندگی گذار دی اور مصیبتیں برداشت کیں۔ مبارک ہے وہ شخص جو قیامت کو یاد رکھے اور حساب کتاب کی تیاری کرے اور گذارہ کے قابل مال پر قناعت کرے اور اپنے مولیٰ کو راضی کر لے[1] ف حقیقت میں مولیٰ کو راضی کر لینا انہی لوگوں کا حصہ تھا کہ ان کی زندگی کا ہر کام مولیٰ ہی کی رضا کے واسطے تھا۔

۷۔ حضرت عمارؓ اور ان کے والدین کا ذکر

حضرت عمارؓ اور ان کے ماں باپ کو بھی سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ مکہ کی سخت گرم اور ریتلی زمین میں ان کو عذاب دیا جاتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرف گذر ہوتا تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی بشارت فرماتے۔ آخر ان کے والد حضرت یاسرؓ اسی حالت تکلیف میں وفات پا گئے۔ کہ ظالموں نے مرنے تک چین نہ لینے دیا اور اُن کی والدہ حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ میں ابوجہل ملعون نے ایک برچھا مارا جس سے وہ شہید ہو گئیں مگر اسلام سے نہ ہٹیں حالانکہ بوڑھی تھیں

---

[1] اسد الغابۃ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ضعیف تھیں مگر اس بدنصیب نے کسی چیز کا بھی خیال نہیں کیا۔ اسلام میں سب سے پہلی شہادت ان کی ہے اور اسلام میں سب سے پہلی مسجد حضرت عمارؓ کی بنائی ہوئی ہے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تو حضرت عمارؓ نے کہا کہ حضورؐ کے لئے ایک مکان بنانا چاہیے جس میں تشریف رکھا کریں دوپہر کو آرام فرمالیا کریں اور نماز بھی سایہ میں پڑھ سکیں۔ تو قبا میں حضرت عمارؓ نے اوّل پتھر جمع کئے اور پھر مسجد بنائی لڑائی میں نہایت جوش سے شریک ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ مزے میں آکر کہنے لگے کہ اب جاکر دوستوں سے ملیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی جماعت سے ملیں گے اتنے میں پیاس لگی اور پانی کسی سے مانگا اُس نے دودھ سامنے کیا اس کو پیا اور پی کر کہنے لگے کہ میں نے حضورؐ سے سُنا کہ تو دُنیا میں سب سے آخری چیز دودھ پیئے گا اس کے بعد شہید ہو گئے۔ اس وقت چورانوے ۹۴ برس کی عمر تھی۔ بعض نے ایک آدھ سال کم بتلائی ہے [1]

۸۔ حضرت صہیبؓ کا اسلام

حضرت صہیبؓ بھی حضرت عمارؓ ہی کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم صحابیؓ کے مکان پر تشریف فرما تھے کہ یہ دونوں حضرات علیحدہ علیحدہ حاضر خدمت ہوئے اور مکان کے دروازہ پر دونوں اتفاقیہ اکٹھے ہو گئے۔ ہر ایک نے دوسرے کی غرض معلوم کی تو ایک ہی غرض یعنی اسلام لانا اور حضورؐ کے فیض سے مستفید ہونا دونوں کا مقصود تھا۔ اسلام لائے اور اسلام لانے کے بعد جو اُس زمانہ میں اس قلیل اور کمزور جماعت کو پیش آنا تھا وہ پیش آیا۔ ہر طرح ستائے گئے، تکلیفیں پہنچائی گئیں آخر تنگ آکر ہجرت کا ارادہ فرمایا تو کافروں کو یہ چیز بھی گوارا نہ تھی کہ یہ لوگ کسی دوسری ہی جگہ جاکر آرام سے زندگی بسر کریں۔ اس لئے جس کسی کی ہجرت کا حال معلوم ہوتا تھا اس کو پکڑنے کی کوشش کرتے تھے کہ تکالیف سے نجات نہ پاسکے۔ چنانچہ ان کا بھی پیچھا کیا گیا۔ اور ایک جماعت ان کو پکڑنے کے لئے گئی انھوں نے اپنا ترکش سنبھالا جس میں تیر تھے اور ان لوگوں سے کہا کہ دیکھو تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سب سے زیادہ تیرانداز ہوں جب تک ایک بھی تیر میرے پاس باقی رہے گا۔ تم لوگ مجھ تک نہیں آسکو گے اور جب ایک بھی تیر نہ رہے گا تو میں اپنی تلوار سے مقابلہ کروں گا۔ یہاں تک کہ تلوار بھی میرے ہاتھ میں نہ رہے اس کے بعد جو تم سے ہو سکے کرنا۔ اس لئے اگر تم چاہو تو اپنی جان کے بدلہ میں اپنے مال کا پتہ تبلا سکتا ہوں جو مکہ میں ہے اور دو باندیاں بھی ہیں وہ سب تم لے لو۔ اس پر وہ لوگ راضی ہو گئے اور اپنا مال دے کر جان چھڑائی اسی بارہ میں آیت پاک وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ

---

[1] اسد الغابۃ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللهِ وَ اللهُ رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ نازل ہوئی[1] (ترجمہ) بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی رضا کے واسطے اپنی جان کو خرید لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان ہیں۔ حضور اس وقت قبا میں تشریف فرما تھے۔ صورت دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ نفع کی تجارت کی۔ صہیبؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ اس وقت کھجور نوش فرما رہے تھے اور میری آنکھ دُکھ رہی تھی، میں بھی ساتھ کھانے لگا۔ حضورؐ نے فرمایا آنکھ تو دُکھ رہی ہے اور کھجوریں کھاتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضورؐ اُس آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں جو تندرست ہے۔ حضورؐ یہ جواب سُن کر ہنس پڑے۔ حضرت صہیبؓ بڑے ہی خرچ کرنے والے تھے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے اُن سے فرمایا کہ تم فضول خرچی کرتے ہو، انھوں نے عرض کیا کہ ناحق کہیں خرچ نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ کا جب وصال ہونے لگا تو ان ہی کو جنازہ کی نماز پڑھانے کی وصیت فرمائی تھی[2]

۹۔ حضرت عمرؓ کا قصہ

حضرت عمرؓ جن کے پاک نام پر آج مسلمانوں کو فخر ہے اور جن کے جوش ایمانی سے آج تیرہ سو برس بعد تک کافروں کے دل میں خوف ہے۔ اسلام لانے سے قبل مسلمانوں کے مقابلہ اور تکلیف پہنچانے میں بھی ممتاز تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے رہتے تھے۔ ایک روز کفار نے مشورہ کیمٹی قائم کی کہ کوئی ہے جو محمدؐ کو قتل کر دے۔ عمرؓ نے کہا کہ میں کروں گا۔ لوگوں نے کہا کہ بیشک تمہیں کر سکتے ہو۔ عمرؓ تلوار لٹکائے ہوئے اٹھے اور چل دیئے۔ اسی فکر میں جا رہے تھے کہ ایک صاحب قبیلہ زہرہ کے جن کا نام حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ہے اور بعضوں نے اور صاحب لکھے ہیں ملے۔ انھوں نے پوچھا کہ عمر کہاں جا رہے ہو۔ کہنے لگے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قتل کی فکر میں ہوں (نعوذ باللہ) سعدؓ نے کہا کہ بنو ہاشم اور بنو زہرہ اور بنو عبد مناف سے کیسے مطمئن ہو گئے وہ تم کو بدلہ میں قتل کر دیں گے۔ اس جواب میں بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے تو بھی بے دین (یعنی مسلمان) ہو گیا۔ لا پہلے تجھی کو نمٹا دوں۔ یہ کہہ کر تلوار سونت لی، اور حضرت سعدؓ نے بھی یہ کہہ کر کہ ہاں میں مسلمان ہوں۔ تلوار سنبھالی۔ دونوں طرف سے تلوار چلنے کو تھی کہ حضرت سعدؓ نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لے، تیری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں، یہ سننا تھا کہ غصہ سے بھر گئے اور سیدھے بہن کے گھر گئے۔ وہاں حضرت خبابؓ جن کا ذکر نمبر ۶ پر گذرا، کواڑ بند کئے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو قرآن شریف پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کواڑ کھلوائے۔ ان کی آواز سے حضرت خبابؓ تو جلدی سے اندر چھپ گئے اور صحیفہ بھی جلدی میں باہر ہی رہ گیا جس پر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں۔ ہمشیرہ نے کواڑ کھولے

---

[1] درمنثور [2] اسد الغابۃ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس کو بہن کے سر پر مارا جس سے سر سے خون بہنے لگا اور کہا کہ اپنی جان کی دشمن تو بھی بددین ہوگئی۔ اس کے بعد گھر میں آئے اور پوچھا کہ کیا کر رہے تھے اور یہ آواز کس کی تھی۔ بہنوئی نے کہا کہ بات چیت کر رہے تھے۔ کہنے لگے۔ "کیا تم نے اپنے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیا"۔ بہنوئی نے کہا کہ اگر دوسرا دین حق ہو تب' یہ سننا تھا کہ ان کی ڈاڑھی پکڑ کر کھینچی اور بے تحاشا ٹوٹ پڑے اور زمین پر گرا کر خوب مارا۔ بہن نے چھڑانے کی کوشش کی تو ان کے منہ پر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ خون نکل آیا۔ وہ بھی آخر عمر رضی اللہ عنہ ہی کی بہن تھیں۔ کہنے لگیں کہ عمر رضی اللہ عنہ ہم کو اس وجہ سے مارا جاتا ہے کہ ہم مسلمان ہو گئے بیشک ہم مسلمان ہو گئے ہیں جو تجھ سے ہو سکے تو کر لے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ اس صحیفہ پر پڑی جو جلدی میں باہر رہ گیا تھا اور غصہ کا جوش بھی اس مار پیٹ سے کم ہو گیا تھا۔ اور بہن کے اس طرح خون میں بھر جانے سے شرم بھی آ رہی تھی۔ کہنے لگے کہ اچھا مجھے دکھلاؤ یہ کیا ہے' بہن نے کہا تو ناپاک ہے اور اس کو ناپاک ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ ہر چند اصرار کیا مگر وہ بے وضو اور غسل کے دینے کو تیار نہ ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اور اس کو لے کر پڑھا اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اس کو پڑھنا شروع کیا اور اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ تک پڑھا تھا کہ حالت ہی بدل گئی۔ کہنے لگے کہ اچھا مجھے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔ یہ الفاظ سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ اندر سے نکلے اور کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ کل شب پنجشنبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تھی کہ یا اللہ عمر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل میں جو تجھے زیادہ پسند ہو اس سے اسلام کو قوت عطا فرما (یہ دونوں قوت میں مشہور تھے) معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی دعا تمہارے حق میں قبول ہو گئی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جمعہ کی صبح کو مسلمان ہوئے۔[1] ان کا مسلمان ہونا تھا کہ کفار کے حوصلے پست ہونا شروع ہو گئے۔ مگر پھر بھی یہ نہایت مختصر جماعت تھی اور سارا مکہ بلکہ سارا عرب اس لئے اور بھی جوش پیدا ہوا اور جلسے کر کے مشورہ کر کے ان حضرات کو ناپید کرنے کی کوشش ہوتی تھی اور طرح طرح کی تدبیریں کی جاتی تھیں۔ تاہم اتنا ضرور ہوا کہ مسلمان مکہ کی مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا مسلمانوں کی فتح تھی اور ان کی ہجرت مسلمانوں کی مدد تھی اور ان کی خلافت رحمت تھی۔[2]

۱۰۔ مسلمانوں کی حبشہ کی ہجرت اور شعب ابی طالب میں قید ہونا

مسلمانوں کو اور اُن کے سردار فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کفار سے تکلیف پہنچتی ہی رہیں اور آئے دن اُن میں بجائے کمی کے اضافہ ہی ہوتا رہا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم

[1] خصائص [2] اسد الغابہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کو اس کی اجازت فرمادی کہ وہ یہاں سے کسی دوسری جگہ چلے جائیں تو بہت سے حضرات نے حبشہ کی ہجرت فرمائی۔ حبشہ کے بادشاہ اگرچہ نصرانی تھے اور اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے مگر ان کے رحم دل اور منصف مزاج ہونے کی شہرت تھی۔ چنانچہ نبوت کے پانچویں برس رجب کے مہینہ میں پہلی جماعت کے گیارہ یا بارہ مرد اور چار یا پانچ عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ مکہ والوں نے ان کا پیچھا بھی کیا کہ یہ نہ جا سکیں مگر یہ لوگ ہاتھ نہ آئے۔ وہاں پہنچ کر ان کو یہ خبر ملی کہ مکہ والے سب مسلمان ہو گئے اور اسلام کا غلبہ ہو گیا۔ اس خبر سے یہ حضرات بہت خوش ہوئے اور اپنے وطن واپس آگئے لیکن مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی اور مکہ والے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ دشمنی اور تکلیفیں پہنچانے میں مصروف ہیں تو بڑی دقت ہوئی۔ ان میں سے بعض حضرات وہیں سے واپس ہو گئے اور بعض کسی کی پناہ لے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ یہ حبشہ کی پہلی ہجرت کہلاتی ہے۔ اس کے بعد ایک بڑی جماعت نے جو تراسی (۸۳) مرد اور اٹھارہ عورتیں بتلائی جاتی ہیں متفرق طور پر ہجرت کی اور یہ حبشہ کی دوسری ہجرت کہلاتی ہے بعض صحابہؓ نے دونوں ہجرتیں کیں اور بعض نے ایک۔ کفار نے جب یہ دیکھا کہ یہ لوگ حبشہ میں چین کی زندگی بسر کرنے لگے تو ان کو اور بھی غصہ آیا اور بہت سے تحفے تحائف لے کر نجاشی شاہ حبشہ کے پاس ایک وفد بھیجا جو بادشاہ کے لئے بھی بہت سے تحفے لے کر گیا اور اس کے خواص اور پادریوں کے لئے بھی بہت سے ہدیئے لے کر گیا۔ جا کر اول پادریوں اور حکام سے ملا اور ہدیئے دے کر ان سے بادشاہ کے یہاں اپنی سفارش کا وعدہ لیا اور پھر بادشاہ کی خدمت میں یہ وفد حاضر ہوا۔ اول بادشاہ کو سجدہ کیا اور پھر تحفے پیش کر کے اپنی درخواست پیش کی اور رشوت خور حکام نے تائید کی۔ انھوں نے کہا کہ اے بادشاہ ہماری قوم کے چند بے وقوف لڑکے اپنے قدیمی دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین میں داخل ہو گئے جس کو نہ ہم جانتے ہیں نہ آپ جانتے ہیں اور آپ کے ملک میں آکر رہنے لگے۔ ہم کو ہم کو شرفائے مکہ نے اور ان لوگوں کے باپ چچا اور رشتہ داروں نے بھیجا ہے کہ ان کو واپس لائیں۔ آپ ان کو ہمارے سپرد کر دیں۔ بادشاہ نے کہا جن لوگوں نے میری پناہ پکڑی ہے بغیر تحقیق ان کو حوالہ نہیں کر سکتا۔ اول ان سے بلا کر تحقیق کر لوں اگر صحیح ہوا تو حوالہ کر دوں گا چنانچہ مسلمانوں کو بلایا گیا۔ مسلمان اول بہت پریشان ہوئے کیا کریں مگر اللہ کے فضل نے مدد کی اور ہمت سے یہ طے کیا کہ چلنا چاہیئے اور صاف صاف بات کہنا چاہیئے۔ بادشاہ کے یہاں پہنچ کر سلام کیا کسی نے اعتراض کیا کہ تم نے بادشاہ کو آدابِ شاہی کے موافق سجدہ نہیں کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم کو ہمارے نبی نے اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اس کے بعد بادشاہ نے ان سے حالات دریافت کئے۔ حضرت جعفرؓ آگے بڑھے اور فرمایا کہ ہم لوگ جہالت میں پڑے ہوئے تھے، نہ اللہ کو

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جانتے تھے نہ اُس کے رسولوں سے واقف تھے، پتھروں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بُرے کام کرتے تھے۔ رشتہ ناتوں کو توڑتے تھے ہم میں کا قوی ضعیف کو ہلاک کر دیتا تھا۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اللہ نے اپنا ایک رسول بھیجا جس کے نسب کو، اس کی سچائی کو، اس کی امانتداری کو، پرہیزگاری کو ہم خوب جانتے ہیں۔ اس نے ہم کو ایک اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کی طرف بلایا اور پتھروں اور بتوں کو پوجنے سے منع فرمایا۔ اس نے ہم کو اچھے کام کرنے کا حکم دیا۔ بُرے کاموں سے منع کیا۔ اُس نے ہم کو سچ بولنے کا حکم دیا۔ امانت داری کا حکم دیا، صلہ رحمی کا حکم کیا۔ پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا۔ نماز، روزہ، صدقہ وخیرات کا حکم دیا اور اچھے اخلاق تعلیم کئے، زنا بدکاری، جھوٹ بولنا، یتیم کا مال کھانا، کسی پر تہمت لگانا اور اس قسم کے بُرے اعمال سے منع فرمایا۔ ہم کو قرآن پاک کی تعلیم دی، ہم اس پر ایمان لائے اور اس کے فرمان کی تعمیل کی جس پر ہماری قوم ہماری دشمن ہوگئی اور ہم کو ہر طرح ستایا۔ ہم لوگ مجبور ہو کر تمہاری پناہ میں اپنے نبی کے ارشاد سے آئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ جو قرآن تمہارے نبیؐ لے کر آئے ہیں وہ کچھ مجھے سناؤ۔ حضرت جعفرؓ نے سورۂ مریم کی اول آیتیں پڑھیں جس کو سن کر بادشاہ بھی رو دیا اور اس کے پادری بھی جو کثرت سے موجود تھے سب کے سب اس قدر روئے کہ ڈاڑھیاں تر ہوگئیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے کہا کہ خدا کی قسم یہ کلام اور جو کلام حضرت موسیٰ علیٰ لے کر آئے تھے ایک ہی نور سے نکلے ہیں اور ان لوگوں سے صاف انکار کر دیا کہ میں اُن کو تمہارے حوالہ نہیں کر سکتا۔ وہ لوگ بڑے پریشان ہوئے کہ بڑی ذلت اٹھانا پڑی، آپس میں صلاح کر کے ایک شخص نے کہا کہ کل کو میں ایسی تدبیر کروں گا کہ بادشاہ ان کی جڑ ہی کاٹ دے۔ ساتھیوں نے کہا بھی کہ ایسا نہیں چاہیئے۔ یہ لوگ اگرچہ مسلمان ہوگئے مگر پھر بھی رشتہ دار ہیں مگر اس نے نہ مانا۔ دوسرے دن پھر بادشاہ کے پاس گئے اور جا کر کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، اُن کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے۔ بادشاہ نے پھر مسلمانوں کو بلایا صحابہؓ فرماتے ہیں کہ دوسرے دن کے بلانے سے ہمیں اور بھی زیادہ پریشانی ہوئی۔ بہرحال گئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں کیا کہتے ہو، انھوں نے کہا وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی پر اُن کی شان میں نازل ہوا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں اُس کی روح ہیں اور اُس کے کلمہ ہیں جس کو خدا نے کنواری اور پاک مریمؑ کی طرف ڈالا۔ نجاشی نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ بھی اس کے سوا کچھ نہیں فرماتے۔ پادری لوگ آپس میں کچھ بچ پچ کرنے لگے۔ نجاشی نے کہا کہ تم جو چاہو کہو۔ اس کے بعد نجاشی نے ان کے تحفے واپس کر دئے اور مسلمانوں سے کہا کہ تم امن سے رہو جو تمہیں ستائے اس کو تاوان دینا پڑے گا اور اس کا اعلان بھی کرا دیا کہ جو شخص ان کو ستائے گا اس کو تاوان دینا ہوگا[1]۔ اس کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں کا اکرام

---

[1] خمیس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور بھی زیادہ ہونے لگا اور اس وفد کو ذلت سے واپس آنا پڑا۔ تو پھر کفار مکہ کا جتنا بھی غصہ جوش کرتا ظاہر ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے نے ان کو بھی جُلا رکھا تھا اور ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ لوگوں کا اُن سے ملنا جُلنا بند ہو جائے اور اسلام کا چراغ کسی طرح بجھے۔ اس لئے سرداران مکہ کی ایک بڑی جماعت نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کھلم کھلا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا جائے لیکن قتل کر دینا بھی آسان کام نہ تھا۔ اس لئے کہ بنو ہاشم بھی بڑے جتھے اور اونچے طبقہ کے لوگ شمار ہوتے تھے وہ اگرچہ مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن جو مسلمان نہیں تھے وہ بھی حضورؐ کے قتل ہو جانے پر آمادہ نہیں تھے۔ اس لئے ان سب کفار نے مل کر ایک معاہدہ کیا کہ سارے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا بائیکاٹ کیا جاوے۔ نہ ان کو کوئی شخص اپنے پاس بیٹھنے دے نہ ان سے کوئی خرید و فروخت کرے نہ بات چیت کرے نہ اُن کے گھر جائے نہ اُن کو اپنے گھر میں آنے دے۔ اور اس وقت تک صلح نہ کی جائے جب تک کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لئے حوالہ نہ کر دیں۔ یہ معاہدہ زبانی گفتگو ہی پر ختم نہیں ہوا بلکہ یکم محرم ۷ نبوی کو ایک معاہدہ تحریری لکھ کر بیت اللہ میں لٹکایا گیا۔ تاکہ ہر شخص اس کا احترام کرے اور اس کو پورا کرنے کی کوشش کرے اور اس معاہدہ کی وجہ سے تین برس تک یہ سب حضرات دو پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی میں نظر بند رہے نہ کوئی ان سے مل سکتا تھا نہ یہ کسی سے مل سکتے تھے۔ نہ مکہ کے کسی آدمی سے کوئی چیز خرید سکتے تھے۔ نہ باہر کے آنے والے کسی تاجر سے مل سکتے تھے اگر کوئی شخص باہر نکلتا تو پیٹا جاتا اور کسی سے ضرورت کا اظہار کرتا تو صاف جواب پاتا۔ معمولی سا سامان غلّہ وغیرہ جو اُن لوگوں کے پاس تھا وہ کہاں تک کام دیتا۔ آخر فاقوں پر فاقے گذرنے لگے اور عورتیں اور بچے بھوک سے بیتاب ہو کر روتے اور چلاتے اور ان کے اعزہ کو اپنی بھوک اور تکالیف سے زیادہ ان بچوں کی تکالیف ستاتیں۔ آخر تین برس کے بعد اللہ کے فضل سے وہ صحیفہ دیمک کی نذر ہوا اور ان حضرات کی یہ مصیبت دور ہوئی۔ تین برس کا زمانہ ایسے سخت بائیکاٹ اور نظر بندی میں گزرا اور ایسی حالت میں ان حضرات پر کیا کیا مشقتیں گذری ہوں گی وہ ظاہر ہے۔ لیکن اس کے باوجود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نہایت ثابت قدمی کے ساتھ اپنے دین پر جمے رہے بلکہ اس کی اشاعت فرماتے رہے۔ ف یہ تکالیف اور مشقتیں ان لوگوں نے اٹھائی ہیں جن کے آج ہم نام لیوا کہلاتے ہیں اور اپنے کو ان کا متبع بتلاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ ترقی کے باب میں صحابۂ کرامؓ جیسی ترقیوں کے خواب دیکھتے ہیں۔ لیکن کسی وقت ذرا غور کر کے یہ بھی سوچنا چاہیے کہ ان حضرات نے قربانیاں کتنی فرمائیں اور ہم نے دین کی خاطر اسلام کی خاطر مذہب کی خاطر کیا کیا۔ کامیابی ہمیشہ کوشش اور سعی کے مناسب ہوتی ہے۔ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ عیش و آرام

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بد دینی اور دنیا طلبی میں کافروں کے دوش بدوش چلیں اور اسلامی ترقی ہمارے ساتھ ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

(ترجمہ) مجھے خوف ہے او بدوی کہ تو کعبہ کو نہیں پہنچ سکتا اس لئے کہ یہ راستہ کعبہ کی دوسری جانب ترکستان کی طرف جاتا ہے۔

دوسرا باب اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کا خوف اور ڈر

دین کے ساتھ اس جانفشانی کے باوجود جس کے قصے ابھی گذرے اور دین کے لئے اپنی جان مال آبرو سب کچھ فنا کرنے کے بعد جس کا نمونہ ابھی آپ دیکھ چکے ہیں اللہ جل شانہٗ کا خوف اور ڈر جس قدر ان حضرات میں پایا جاتا تھا اللہ کرے کہ اس کا کچھ شمہ ہم سے سیہ کاروں کو بھی نصیب ہو جائے۔ مثال کے طور پر اس کے بھی چند قصے لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ آندھی کے وقت حضور کا طریقہ

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ جب ابر، آندھی وغیرہ ہوتی تھی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر اس کا ظاہر ہوتا تھا اور چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا تھا اور خوف کی وجہ سے کبھی اندر تشریف لاتے اور یہ دُعا پڑھتے رہتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَخَیْرَ مَآ اُرْسِلَتْ بِہٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا وَشَرِّ مَآ اُرْسِلَتْ بِہٖ (ترجمہ) "یا اللہ اس ہوا کی بھلائی چاہتا ہوں اور جو اس ہوا میں ہو، بارش وغیرہ اس کی بھلائی چاہتا ہوں۔ اور جس غرض سے یہ بھیجی گئی اس کی بھلائی چاہتا ہوں، یا اللہ میں اس ہوا کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور جو چیز اس میں ہے اور جس غرض سے یہ بھیجی گئی۔ اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں" اور جب بارش شروع ہو جاتی تو چہرہ پر انبساط شروع ہوتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ سب لوگ جب ابر دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ بارش کے آثار معلوم ہوئے۔ مگر آپ ؐ پر ایک گرانی محسوس ہوتی ہے حضور ؐ نے ارشاد فرمایا، عائشہ رض! مجھے اس کا کیا اطمینان ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو۔ قوم عاد کو ہوا کے ساتھ ہی عذاب دیا گیا اور وہ ابر کو دیکھ کر خوش ہوئے تھے کہ اس ابر میں ہمارے لئے پانی برسایا جائے گا حالانکہ اس میں عذاب تھا۔[1] اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے فَلَمَّا رَاَوْہُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِہِمْ الآیۃ (ترجمہ) اُن لوگوں نے

[1] درمنثور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(یعنی قوم عاد نے) جب اس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل تو ہم پر بارش برسانے والا ہے (ارشاد خداوندی ہوا کہ) نہیں برسنے والا نہیں بلکہ یہ وہی (عذاب ہے) جس کی تم جلدی مچاتے تھے (اور نبیؑ سے کہتے تھے کہ اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب لا) ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے جو ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے ہلاک کر دے گی۔ چنانچہ وہ لوگ اُس آندھی کی وجہ سے ایسے تباہ ہو گئے کہ بجز ان مکانات کے کچھ نہ دکھلائی دیتا تھا اور ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔[1]

ف یہ اللہ کے خوف کا حال اسی پاک ذات کا ہے جس کا سید الاولین و آخرین ہونا خود اسی کے ارشاد سے سب کو معلوم ہے۔ خود کلام پاک میں یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہ کریں گے کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے اُن کو عذاب دیں۔ اس وعدۂ خداوندی کے باوجود پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خوفِ الٰہی کا یہ حال تھا کہ اَبر اور آندھی کو دیکھ کر پہلی قوموں کے عذاب یاد آجاتے تھے اسی کے ساتھ ایک نگاہ اپنے حال پر بھی کرنا ہے کہ ہم لوگ ہر وقت گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں اور زلزلوں اور دوسری قسم کے عذابوں کو دیکھ کر بجائے اس سے متاثر ہونے کے توبہ استغفار نماز وغیرہ میں مشغول ہونے کے دوسری قسم قسم کی لغو تحقیقات میں پڑ جاتے ہیں۔

۲۔ اندھیرے میں حضرت انسؓ کا فعل

نضرؒ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ کی زندگی میں ایک مرتبہ دن میں اندھیرا چھا گیا۔ میں حضرت انسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضورؐ کے زمانے میں بھی اس قسم کی چیزیں پیش آتی تھیں انھوں نے فرمایا کہ خدا کی پناہ حضورؐ کے زمانے میں تو ذرا سی بھی ہوا تیز ہو جاتی تھی تو ہم لوگ قیامت کے آجانے کے خوف سے مسجدوں میں دوڑ جاتے تھے۔ ایک، دوسرے صحابی ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا معمول تھا کہ جب آندھی چلتی تو حضورؐ گھبرائے ہوئے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔[2] آج کسی بڑے سے بڑے حادثہ مصیبت بلا میں بھی مسجد کسی کو یاد آتی ہے۔ عوام کو چھوڑ کر خواص میں بھی اس کا اہتمام کچھ پایا جاتا ہے۔ آپ خود ہی اس کا جواب اپنے دل میں سوچیں۔

۳۔ سورج گرہن میں حضورؐ کا عمل

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہو گیا۔ صحابہؓ کو فکر ہوئی کہ اس موقع پر حضورؐ کیا عمل فرمائیں گے کیا کریں گے اس کی تحقیق کی جائے۔ جو حضرات اپنے اپنے کام میں مشغول تھے چھوڑ کر دوڑے ہوئے آئے۔ نو عمر لڑکے جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے ان کو چھوڑ کر لپکے

---

[1] بیان القرآن وغیرہ [2] جمع الفوائد۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہوئے آئے تاکہ یہ دیکھیں کہ حضورؐ اس وقت کیا کریں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت کسوف کی نماز پڑھی جو اتنی لانبی تھی کہ لوگ غش کھا کر گرنے لگے۔ نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روتے تھے اور فرماتے تھے اے رب کیا آپ نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں فرما رکھا کہ آپ ان لوگوں کو میرے موجود ہوتے ہوئے عذاب نہ فرمائیں گے اور ایسی حالت میں بھی عذاب نہ فرمائیں گے کہ وہ لوگ استغفار کرتے رہیں۔ (سورۂ انفال میں اللہ جل شانہٗ نے اس کا وعدہ فرما رکھا ہے (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ) پھر حضورؐ نے لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ جب کبھی ایسا موقع ہو اور آفتاب یا چاند گرہن ہو جائے تو گھبرا کر نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرو۔ میں جو آخرت کے حالات دیکھتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو ہنسنا کم کر دو اور رونے کی کثرت کر دو۔ جب کبھی ایسی حالت پیش آئے نماز پڑھو، دعا مانگو، صدقہ کرو۔

۴۔ حضورؐ کا تمام رات روتے رہنا

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تمام رات روتے رہے اور صبح تک نماز میں یہ آیت تلاوت فرماتے رہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ اے اللہ اگر آپ ان کو سزا دیں جب بھی آپ مختار ہیں کہ یہ آپ کے بندے ہیں اور آپ ان کے مالک اور مالک کو حق ہے کہ بندوں کو جرائم پر سزا دے اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو بھی آپ مختار ہیں کہ آپ زبردست قدرت والے ہیں تو معافی پر بھی قدرت ہے اور حکمت والے ہیں تو معافی بھی حکمت کے موافق ہوگی۔[1]

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی نقل کیا گیا ہے کہ وہ ایک شب تمام رات وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ پڑھتے رہے اور روتے رہے۔ مطلب آیت شریفہ کا یہ ہے کہ قیامت کے دن مجرموں کو حکم ہوگا کہ دنیا میں تو سب ملے جلے رہے مگر آج مجرم لوگ سب الگ ہو جائیں اور غیر مجرم علیحدہ۔ اس حکم کو سن کر جتنا بھی رویا جاوے تھوڑا ہے کہ نہ معلوم اپنا شمار مجرموں میں ہوگا یا فرماں برداروں میں۔

۵۔ حضرت ابوبکرؓ پر اللہ کا ڈر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو باجماع اہل سنت انبیاء کے علاوہ تمام دنیا کے آدمیوں سے افضل ہیں اور ان کا جنتی ہونا یقینی ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنتی ہونے کی بشارت دی بلکہ جنتیوں کی ایک جماعت کا سردار بتایا۔ اور جنت کے سب دروازوں سے ان کی پکار اور بلاوے

[1] بیان القرآن

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کی خوشخبری دی اور یہ بھی فرمایا کہ میری امت میں سب سے پہلے ابوبکرؓ جنت میں داخل ہوں گے اس سب کے باوجود فرمایا کرتے کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ کبھی فرماتے کاش میں کوئی گھاس ہوتا کہ جانور اس کو کھا لیتے۔ کبھی فرماتے کاش میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور ایک جانور کو بیٹھا ہوا دیکھ کر ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا تو کس قدر لطف میں ہے کہ کھاتا ہے پیتا ہے، درختوں کے سائے میں پھرتا ہے اور آخرۃ میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں کاش ابوبکرؓ بھی تجھ جیسا ہوتا[1] ربیعہؓ اسلمی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی بات پر مجھ میں اور حضرت ابوبکرؓ میں کچھ بات بڑھ گئی اور انھوں نے مجھے کوئی سخت لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گذرا۔ فوراً ان کو خیال ہوا۔ مجھ سے فرمایا تو بھی مجھے کہہ دے تاکہ بدلہ ہو جائے۔ میں نے کہنے سے انکار کیا تو انھوں نے فرمایا کہ یا تو کہہ لو ورنہ میں حضورؐ سے جا کر عرض کروں گا۔ میں نے اس پر بھی جوابی لفظ کہنے سے انکار کیا۔ وہ تو اُٹھ کر چلے گئے۔ بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ یہ بھی اچھی بات ہے کہ خود ہی زیادتی کی اور خود ہی الٹی حضورؐ سے شکایت کریں۔ میں نے کہا تم جانتے بھی ہو یہ کون ہیں۔ یہ ابوبکر صدیقؓ ہیں اگر یہ خفا ہو گئے تو اللہ کا لاڈلا رسولؐ مجھ سے خفا ہو جائے گا اور اس کی خفگی سے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ناراض ہو جائیں گے تو ربیعہؓ کی ہلاکت میں کیا تردد ہے۔ اس کے بعد میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصّہ عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ تجھے جواب میں اور بدلہ میں کہنا نہیں چاہیے۔ البتہ اس کے بدلہ میں یوں کہہ اے ابوبکرؓ اللہ تمہیں معاف فرمادیں ف یہ ہے کہ اللہ کا خوف کہ ایک معمولی سے کلمہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بدلہ کا اس قدر فکر اور اہتمام ہوا کہ اوّل خود درخواست کی اور پھر حضورؐ کے واسطہ سے اس کا ارادہ فرمایا کہ ربیعہ بدلہ لے لیں۔ آج ہم سینکڑوں باتیں ایک دوسرے کو کہہ دیتے ہیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس کا آخرت میں بدلہ بھی لیا جائے گا یا حساب کتاب بھی ہوگا۔

۶۔ حضرت عمرؓ کی حالت

حضرت عمرؓ بسا اوقات ایک تنکا ہاتھ میں لیتے اور فرماتے، کاش میں یہ تنکا ہوتا۔ کبھی فرماتے، کاش مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ کسی کام میں مشغول تھے۔ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ آپ چل کر مجھے بدلہ دلوا دیجئے۔ آپؓ نے اس کے ایک دُرّہ مار دیا کہ جب میں اس کام کے لئے بیٹھا ہوں اس وقت تو آتے نہیں جب میں دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہوں تو آکر کہتے ہیں کہ بدلہ دلوا۔ وہ شخص چلا گیا۔ آپؓ نے آدمی بھیج کر اس کو بُلوایا اور دُرّہ اس کو دے کر فرمایا کہ بدلہ

---

[1] تاریخ الخلفاء

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لے لو، اس نے عرض کیا کہ میں نے اللہ کے واسطے معاف کیا۔ گھر تشریف لائے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد اپنے آپ کو خطاب کر کے فرمایا، اے عمرؓ تو کمینہ تھا اللہ نے تجھ کو اونچا کیا تو گمراہ تھا، اللہ نے تجھ کو ہدایت کی تو ذلیل تھا اللہ نے تجھے عزت دی، پھر لوگوں کا بادشاہ بنایا، اب ایک شخص آکر کہتا ہے کہ مجھے ظلم کا بدلہ دلوا دے تو تُو اس کو مارتا ہے۔ کل کو قیامت کے اپنے رب کو کیا جواب دے گا۔ بڑی دیر اسی طرح اپنے آپ کو ملامت کرتے رہے۔[1] آپؓ کے غلام حضرت اسلمؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے ساتھ حرہ[2] کی طرف جا رہا تھا۔ ایک جگہ آگ جلتی ہوئی جنگل میں نظر آئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ شاید یہ کوئی قافلہ ہے جو رات ہو جانے کی وجہ سے شہر میں نہیں گیا، باہر ہی ٹھہر گیا۔ چلو اس کی خبر لیں۔ رات کو حفاظت کا انتظام کریں۔ وہاں پہنچے تو دیکھا ایک عورت ہے جس کے ساتھ چند بچے ہیں جو رو رہے ہیں اور چلا رہے ہیں۔ اور ایک دیگچی چولھے پر رکھی ہے جس میں پانی بھرا ہوا ہے اور اس کے نیچے آگ جل رہی ہے۔ انھوں نے سلام کیا اور قریب آنے کی اجازت لے کر اس کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں۔ عورت نے کہا کہ بھوک سے لاچار ہو کر رو رہے ہیں۔ دریافت فرمایا کہ اس دیگچی میں کیا ہے۔ عورت نے کہا کہ پانی بھر کر بہلانے کے واسطے آگ پر رکھ دی ہے کہ ذرا ان کو تسلی ہو جائے اور سو جائیں۔ امیر المومنین عمرؓ کا اور میرا اللہ ہی کے یہاں فیصلہ ہوگا کہ میری اس تنگی کی خبر نہیں لیتے۔ حضرت عمرؓ رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے بھلا عمرؓ کو تیرے حال کی کیا خبر ہے۔ کہنے لگی کہ وہ ہمارے امیر بنے ہیں اور ہمارے حال کی خبر بھی نہیں رکھتے۔ اسلمؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ مجھے ساتھ لے کر واپس ہوئے اور ایک بوری میں بیت المال میں سے کچھ آٹا اور کھجوریں اور چربی اور کچھ کپڑے اور کچھ درہم لئے۔ غرض اس بوری کو خوب بھر لیا اور فرمایا کہ یہ میری کمر پر رکھ دے۔ میں نے عرض کیا کہ میں لے چلوں، آپ نے فرمایا کہ نہیں میری کمر پر رکھ دے۔ دو تین مرتبہ جب میں نے اصرار کیا تو فرمایا کیا قیامت میں بھی میرے بوجھ کو تُو ہی اٹھائے گا اس کو میں ہی اٹھاؤں گا اس لئے کہ قیامت میں مجھ ہی سے اس کا سوال ہوگا۔ میں نے مجبور ہو کر بوری کو آپ کی کمر پر رکھ دیا۔ آپ نہایت تیزی کے ساتھ اس کے پاس تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا۔ وہاں پہنچ کر اس دیگچی میں آٹا اور کچھ چربی اور کھجوریں ڈالیں اور اس کو چلانا شروع کیا اور چولھے میں خود ہی پھونک مارنا شروع کیا۔ اسلمؓ کہتے ہیں کہ آپ کی گنجان داڑھی سے دھواں نکلتا ہوا میں دیکھتا رہا حتیٰ کہ حریرہ سا تیار ہو گیا۔ اس کے بعد آپؓ نے اپنے دست مبارک سے نکال کر ان کو کھلایا۔ وہ سیر ہو کر خوب ہنسی کھیل میں مشغول ہو گئے اور جو بچا تھا وہ دوسرے وقت کے واسطے ان کے حوالے کر دیا۔ وہ عورت بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی اللہ تعالیٰ تمہیں

---

[1] اسد الغابہ [2] مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تمہیں جزائے خیر دے۔ تم تھے اس کے مستحق کہ بجائے حضرت عمرؓ کے تم ہی خلیفہ بنائے جاتے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو تسلی دی اور فرمایا کہ جب تم خلیفہ کے پاس جاؤ گی تو مجھ کو بھی وہیں پاؤ گی۔ حضرت عمرؓ اس کے قریب ہی ذرا ہٹ کر زمین پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد چلے آئے اور فرمایا کہ میں اس لئے بیٹھا تھا کہ میں نے ان کو روتے ہوئے دیکھا تھا۔ میرا دل چاہا کہ تھوڑی دیر ان کو ہنستے ہوئے بھی دیکھوں[1]۔ صبح کی نماز میں اکثر سورۂ کہف طٰہٰ وغیرہ بڑی سورتیں پڑھتے اور روتے کہ کئی کئی صفوں تک آواز جاتی۔ ایک مرتبہ صبح کی نماز میں سورۂ یوسف پڑھ رہے تھے اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ پر پہنچے تو روتے روتے آواز نہ نکلی۔ تہجد کی نماز میں بعض مرتبہ روتے روتے گر جاتے اور بیمار ہو جاتے۔ ف یہ ہے اللہ کا خوف اس شخص کا جس کے نام سے بڑے بڑے نامور بادشاہ ڈرتے تھے کانپتے تھے۔ آج بھی ساڑھے تیرہ سو برس کے زمانہ تک اس کا دبدبہ مانا ہوا ہے آج کوئی بادشاہ نہیں حاکم نہیں کوئی معمولی سا امیر بھی اپنی رعایا کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہے؟

۷۔ حضرت ابن عباس رضؓ کی نصیحت

وہبؒ بن منبہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ظاہری بینائی جانے کے بعد میں ان کو لئے جا رہا تھا وہ مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر ایک مجمع سے کچھ جھگڑے کی آواز آرہی تھی۔ فرمایا مجھے اس مجمع کی طرف لے چلو۔ میں اس طرف لے گیا ــــــ وہاں پہنچ کر آپؓ نے سلام کیا۔ اُن لوگوں نے بیٹھنے کی درخواست کی تو آپ نے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ کے خاص بندوں کی جماعت وہ لوگ ہیں جن کو اس کے خوف نے چپ کر رکھا ہے۔ حالانکہ وہ نہ عاجز ہیں نہ گونگے بلکہ فصیح لوگ ہیں۔ بولنے والے ہیں سمجھ دار ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے ذکر نے ان کی عقلوں کو اُڑا رکھا ہے اُن کے دل اس کی وجہ سے ٹوٹے رہتے ہیں اور زبانیں چپ رہتی ہیں اور جب اس حالت پر ان کو پختگی میسر ہو جاتی ہے تو اس کی وجہ سے نیک کاموں میں وہ جلدی کرتے ہیں تم لوگ اُن سے کہاں ہٹ گئے۔ وہبؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دو آدمیوں کو بھی ایک جگہ جمع نہیں دیکھا۔ ف حضرت ابن عباسؓ اللہ کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ چہرہ پر آنسوؤں کے ہر وقت بہنے سے دو نالیاں سی بن گئی تھیں۔ اوپر کے قصہ میں حضرت ابن عباسؓ نے نیک کاموں پر اہتمام کا ایک سہل نسخہ بتلایا کہ اللہ کی عظمت اور اس کی بڑائی کا سوچ کیا جائے کہ اس کے بعد ہر قسم کا نیک عمل سہل ہے اور پھر وہ یقیناً اخلاص سے بھرا ہوا ہوگا۔ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں اگر تھوڑا سا وقت بھی ہم لوگ اس سوچنے کی خاطر نکال لیں تو کیا مشکل ہے؟

(۸) تبوک کے سفر میں قوم ثمود کی بستی پر گذر

غزوۂ[2] تبوک مشہور غزوہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اشہر مشاہیر منتخب کنز الاعمال [2] غزوہ اس لڑائی کو کہتے ہیں جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک ہوئے ہوں۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کو اطلاع ملی کہ روم کا بادشاہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہے اور بہت بڑا لشکر لے کر شام کے راستے سے مدینہ کو آ رہا ہے۔ اس خبر پر ۵ رجب سنہ ۹ھ پنجشنبہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقابلہ کے لئے مدینہ طیبہ سے روانہ ہو گئے۔ چونکہ زمانہ سخت گرمی کا تھا اور مقابلہ بھی سخت تھا اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اعلان فرما دیا تھا کہ روم کے بادشاہ سے مقابلہ کے لئے چلنا ہے تیاری کر لی جائے۔ اور حضورؐ نے خود اس کے لئے چندہ فرمانا شروع کیا۔ یہی لڑائی ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر کا سارا سامان لے آئے اور جب اُن سے پوچھا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا تو فرمایا کہ اُن کے لئے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو چھوڑ آیا۔ اور حضرت عمرؓ گھر کے پورے سامان میں سے آدھا لے آئے جس کا قصہ ۶ بابؓ میں آتا ہے اور حضرت عثمان غنیؓ نے ایک تہائی لشکر کا پورا سامان مہیا فرمایا اور اسی طرح ہر شخص اپنی حیثیت سے زیادہ ہی لایا۔ اس کے باوجود چونکہ عام طور سے تنگی تھی اس لئے دس دس آدمی ایک اونٹ پر تھے کہ نوبت بنوبت اس پر سوار ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے اس لڑائی کا نام جیش العسرۃ (تنگی کا لشکر) بھی تھا۔ یہ لڑائی نہایت ہی سخت تھی کہ سفر بھی دُور کا تھا اور موسم بھی اس قدر سخت کہ گرمی کی انتہا نہیں تھی اور اس کے ساتھ ہی مدینہ طیبہ میں کھجور کے پکنے کا زمانہ زور پر تھا کہ سارے باغ بالکل پکے ہوئے کھڑے تھے اور کھجور پر ہی مدینہ طیبہ والوں کی زندگی کا زیادہ دارومدار تھا کہ سال بھر کی روزی جمع کرنے کا گویا یہی زمانہ تھا۔ ان حالات میں یہ وقت مسلمانوں کے لئے نہایت سخت امتحان کا تھا کہ ادھر اللہ کا خوف حضورؐ کا ارشاد جس کی وجہ سے بغیر جائے نہ بنتی تھی اور دوسری جانب یہ ساری دقتیں کہ ہر وقت مستقل روک تھی۔ بالخصوص سال بھر کی محنت اور پکے پکائے درختوں کا یوں لے یار و مددگار چھوڑ جانا جتنا مشکل تھا وہ ظاہر ہے مگر اس کے باوجود اللہ کا خوف ان حضرات پر غالب تھا اس لئے بجز منافقین اور معذورین جن میں عورتیں اور بچے بھی داخل تھے وہ لوگ بھی جو بضرورت مدینہ طیبہ میں چھوڑے گئے یا کسی قسم کی سواری نہ مل سکنے کی وجہ سے روتے ہوئے رہ گئے تھے جن کے بارے میں تَوَلَّوْا وَّ اَعْیُنُھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ نازل ہوئی اور سب ہی حضرات ہمرکاب تھے۔ البتہ تین حضرات بلا عذر کے شریک نہیں تھے جن کا قصہ آئندہ آ رہا ہے۔ راستہ میں قوم ثمود کی بستی پر گذر ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دامن سے اپنے چہرۂ انور کو ڈھانک لیا اور اونٹنی کو تیز کر دیا اور صحابہؓ کو بھی حکم فرمایا کہ یہاں سے تیز چلو اور ظالموں کی بستیوں میں سے روتے ہوئے گذرو اور اس سے ڈرتے ہوئے گذرو کہ تم پر بھی خدانخواستہ وہ عذاب کہیں نازل نہ ہو جائے جو اُن پر نازل ہوا تھا۔[1] اللہ کا پیارا نبیؐ اور لاڈلا رسولؐ عذاب والی جگہ سے ڈرتا ہوا

---

[1] اسلام خمیس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

خوف کرتا ہوا گذرتا ہے اور اپنے جاں نثار دوستوں کو جو اس سخت مجبوری کے وقت میں بھی جاں نثاری کا ثبوت دیتے ہیں روتے ہوئے جانے کا حکم فرماتا ہے کہ خدانخواستہ وہ عذاب ان پر نہ نازل ہوجائے۔ ہم لوگ کسی بستی میں زلزلہ آجائے تو اس کو سیرگاہ بناتے ہیں۔ کھنڈروں کی تفریح کو جاتے ہیں اور رونا تو درکنار رونے کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے۔

۹۔ تبوک میں حضرت کعبؓ کی غیر حاضری اور توبہ

اسی تبوک کی لڑائی میں معذورین کے علاوہ اسّی سے زیادہ تو منافق انصار میں سے تھے اور اتنے ہی تقریباً بدوی لوگوں میں سے۔ ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت باہر کے لوگوں میں سے ایسی تھی جو شریک نہیں ہوئے بلکہ یہ لوگ دوسروں کو بھی لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ کہہ کر روکتے تھے (گرمی میں نہ نکلو) حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ جہنم کی آگ کی گرمی بہت سخت ہے۔ ان کے علاوہ تین سچے پکے مسلمان بھی ایسے تھے جو بلا کسی قوی عذر کے اس لڑائی میں شریک نہیں ہوسکے۔ ایک کعبؓ بن مالک، دوسرے ہلال بن امیہؓ تیسرے مرارۃ بنؓ ربیع۔ یہ تینوں حضرات کسی نفاق یا عذر سے نہیں بچھڑے بلکہ خوشحالی ہی سبب رہ جانے کا بن گئی۔ کعبؓ اپنی سرگذشت جو اس موقع پر پیش آئی مفصل سناتے ہیں جو آئندہ آرہی ہے:۔

مرارۃؓ بن ربیع کا باغ خوب پھل رہا تھا ان کا خیال ہوا کہ اگر میں چلا گیا تو یہ سب ضائع ہوجائے گا۔ ہمیشہ میں لڑائیوں میں شریک ہوتا ہی رہا ہوں اگر اس مرتبہ رہ گیا تو کیا مضائقہ ہے اس لئے ٹھہر گئے۔ مگر جب متنبہ ہوا تو چونکہ باغ ہی اس کا سبب ہوا تھا اس لئے سب کو اللہ کے راستہ میں صدقہ کردیا۔

ہلالؓ کے اہل و اعزہ جو کہیں گئے ہوئے تھے اتفاق سے اس موقع پر سب جمع ہوگئے ان کو بھی یہی خیال ہوا کہ ہمیشہ شرکت کرتا ہی رہتا ہوں اگر اس موقع پر نہ جاؤں تو کیا حرج ہے اس لئے ٹھہر گئے مگر متنبہ ہونے پر سب سے تعلقات منقطع کرلینے کا ارادہ کیا کہ یہ تعلقات ہی اس لڑائی میں شرکت نہ کرسکنے کا سبب ہوئے۔

حضرت کعبؓ کا قصہ احادیث میں کثرت سے آتا ہے وہ اپنی سرگزشت بڑی تفصیل سے سنایا کرتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں اتنا قوی و مالدار نہیں تھا جتنا کہ تبوک کے وقت تھا اُس وقت میرے پاس خود اپنی ذاتی دو اونٹنیاں تھیں اس سے پہلے کبھی بھی دو اونٹنیاں میرے پاس ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ عادتِ شریفہ یہ تھی کہ جس طرف لڑائی کا ارادہ ہوتا تھا اس کا اظہار نہیں ہوتا تھا بلکہ دوسری جانبوں کے احوال دریافت فرماتے تھے۔ مگر اس لڑائی میں چونکہ گرمی بھی شدید تھی اور سفر بھی دُور کا تھا۔ ان کے علاوہ دشمنوں کی بھی بہت بڑی جماعت تھی اس لئے صاف اعلان فرمادیا تھا تاکہ لوگ تیاری کرلیں۔ چنانچہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت حضورؐ کے ساتھ ہوگئی کہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہ رجسٹر میں ان کا نام بھی لکھنا دشوار تھا اور مجمع کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص اگر چھپنا چاہتا کہ میں نہ جاؤں نہ پتہ چلے تو دشوار نہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی پھل پک رہے تھے۔ میں بھی سامان سفر کی تیاری کا صبح ہی سے ارادہ کرتا مگر شام ہو جاتی اور کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی۔ لیکن میں اپنے دل میں خیال کرتا کہ مجھے وسعت حاصل ہے جب ارادہ پختہ کروں گا فوراً ہو جائے گا۔ حتّٰی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روانہ بھی ہو گئے اور مسلمان آپؐ کے ساتھ ساتھ مگر میرا سامانِ سفر تیار نہ ہوا۔ پھر بھی یہی خیال رہا کہ ایک دو روز میں تیار کرکے جا ملوں گا۔ اسی طرح آج کل پر ٹلتا رہا۔ حتّٰی کہ حضورؐ کے وہاں پہنچنے کا زمانہ تقریباً آگیا۔ اس وقت میں نے کوشش بھی کی مگر سامان نہ ہو سکا۔ اب جب میں مدینہ طیبہ میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہوں تو صرف وہی لوگ ملتے ہیں جن کے اوپر نفاق کا بدنما داغ لگا ہوا تھا یا وہ معذور تھے اور حضورؐ نے بھی تبوک پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعب نظر نہیں پڑتے کیا بات ہوئی۔ ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہؐ اس کو اپنے مال و جمال کی اکڑ نے روکا۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ غلط کہا ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلا آدمی ہے مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سکوت فرمایا اور کچھ نہیں بولے۔ حتّٰی کہ چند روز میں میں نے واپسی کی خبر سنی تو مجھے رنج و غم سوار ہوا اور بڑا فکر مند ہوا۔ دل میں جھوٹے جھوٹے عذر آتے تھے کہ اس وقت کسی فرضی عذر سے حضورؐ کے غصہ سے جان بچا لوں پھر کسی وقت معافی کی درخواست کر لوں گا اور اس بارے میں اپنے گھرانے کے ہر سمجھ دار سے مشورہ کرتا رہا۔ مگر جب مجھے معلوم ہو گیا کہ حضورؐ تشریف لے ہی آئے تو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ بغیر سچ کے کوئی چیز نجات نہ دے گی اور میں نے سچ سچ عرض کرنے کی ٹھان ہی لی۔ حضورؐ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اوّل مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور وہاں تھوڑی دیر تشریف رکھتے کہ لوگوں سے ملاقات فرمائیں۔ چنانچہ حسب معمول حضورؐ تشریف فرما رہے اور منافق لوگ آکر جھوٹے جھوٹے عذر کرتے اور قسمیں کھاتے رہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ظاہر حال کو قبول فرماتے رہے اور باطن کو اللہ کے سپرد فرماتے رہے کہ اتنے میں میں بھی حاضر ہوا اور سلام کیا۔ حضورؐ نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا اور اعراض فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا نبیؐ اللہ آپؐ نے اعراض فرما لیا۔ میں خدا کی قسم نہ تو منافق ہوں نہ مجھے ایمان میں کچھ تردّد ہے۔ ارشاد فرمایا کہ یہاں آ۔ میں قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے روکا، کیا تو نے اونٹنیاں نہیں خرید رکھی تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اگر میں کسی دنیادار کے پاس اس وقت ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کے غصہ سے معقول عذر کے ساتھ خلاصی پا لیتا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے لیکن آپ کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ اگر آج جھوٹ سے راضی کر لوں تو قریب ہے کہ اللہ جل جلالہٗ مجھ سے ناراض ہوں گے اور اگر آپ سے صاف صاف عرض کر دوں تو آپ کو غصہ آئے گا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لیکن قریب ہے کہ اللہ کی پاک ذات آپؐ کے عتاب کو زائل فرمادے گی اس لئے سچ ہی عرض کرتا ہوں کہ واللہ مجھے کوئی عذر نہیں تھا اور جیسا فارغ اور وسعت والا میں اس زمانہ میں تھا کسی زمانہ میں بھی اس سے پہلے نہیں ہوا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ پھر فرمایا کہ اچھا اُٹھ جاؤ تمہارا فیصلہ حق تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے، میں وہاں سے اٹھا تو میری قوم کے بہت سے لوگوں نے مجھے ملامت کی کہ تو نے اس سے پہلے کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ اگر تو کوئی عذر کرکے حضورؐ سے استغفار کی درخواست کرتا تو حضورؐ کا استغفار تیرے لئے کافی تھا۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو۔ لوگوں نے بتایا کہ دو شخصوں کے ساتھ اور بھی یہی معاملہ ہوا کہ انھوں نے بھی یہی گفتگو کی جو تو نے کی اور یہی جواب ان کو ملا جو تجھ کو۔ ایک ہلال ؓ بن امیہؓ دوسرے مرارۃؓ بن ربیع۔ میں نے دیکھا کہ دو صالح شخص جو دونوں بدریؓ[1] ہیں وہ بھی میرے شریک حال ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تینوں سے بولنے کی ممانعت بھی فرمادی کہ کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غصہ اسی پر آتا ہے جس سے تعلق ہوتا ہے اور تنبیہ اسی کو کی جاتی ہے جس میں اس کی اہلیت بھی ہو جس میں اصلاح وصلاح کی قابلیت ہی نہ ہو اس کو تنبیہ ہی کون کرتا ہے۔ کعبؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کی ممانعت پر لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا اور ہم سے اجتناب کرنے لگے اور گویا دُنیا ہی بدل گئی۔ حتیٰ کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے مجھے تنگ معلوم ہونے لگی۔ سارے لوگ اجنبی معلوم ہونے لگے۔ در و دیوار اوپرے بن گئے۔ مجھے سب سے زیادہ اس کا فکر تھا کہ میں اس حال میں مر گیا تو حضورؐ جنازے کی نماز بھی نہ پڑھیں گے اور خدانخواستہ حضورؐ کا وصال ہوگیا تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایسا ہی رہوں گا نہ مجھ سے کوئی کلام کرے گا۔ نہ میری نماز پڑھے گا کہ حضورؐ کے ارشاد کے خلاف کون کرسکتا ہے۔ غرض ہم لوگوں نے پچاس دن اسی حال میں گزارے۔ میرے دونوں ساتھی تو شروع ہی سے گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے میں سب میں قوی تھا چلتا پھرتا بازار میں جاتا۔ نماز میں شریک ہوتا مگر مجھ سے کوئی بات چیت نہ کرتا حضورؐ کی مجلس میں حاضر ہو کر سلام کرتا اور بہت غور سے خیال کرتا کہ حضورؐ کے لب مبارک جواب کے لیے ہلے یا نہیں۔ نماز کے بعد حضورؐ کے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پوری کرتا اور آنکھ چرا کر دیکھتا کہ حضورؐ مجھے دیکھتے بھی ہیں یا نہیں، جب میں نماز میں مشغول ہوتا تو حضورؐ مجھے دیکھتے اور جب میں اُدھر متوجہ ہوتا تو حضورؐ منہ پھیر لیتے اور اور میری جانب سے اعراض فرمالیتے۔

غرض یہی حالات گذرتے رہے اور مسلمانوں کا بات چیت بند کرنا مجھ پر بہت ہی بھاری ہوگیا تو میں

---

[1] بدری وہ لوگ کہلاتے ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے۔ ان کی بزرگی بڑائی مسلّم ہے۔ احادیث میں بھی ان کی فضیلت آئی ہے کتنی ہی احادیثوں میں ان کی مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی ان سے خوش ہونے کی بشارتیں آئی ہیں ۱۲

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ابوقتادہؓ کی دیوار پر چڑھا وہ میرے رشتہ کے چچازاد بھائی تھے اور مجھ سے تعلقات بھی بہت ہی زیادہ تھے۔ میں نے اوپر چڑھ کر سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے اُن کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت ہے۔ انھوں نے اس کا بھی جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ قسم دی اور دریافت کیا وہ پھر بھی چپ ہی رہے۔ میں نے تیسری مرتبہ پھر قسم دے کر پوچھا۔ انھوں نے کہا اللہ جانے اور اس کا رسولؐ۔ یہ کلمہ سُن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور وہاں سے لوٹ آیا۔ اسی دوران میں ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ ایک قبطی کو جو نصرانی تھا اور شام سے مدینہ منورہ اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی کعبؓ بن مالک کا پتہ بتادو۔ لوگوں نے اس کو میری طرف اشارہ کرکے بتایا وہ میرے پاس آیا اور غسان کے کافر بادشاہ کا خط مجھے لاکر دیا اس میں لکھا ہوا تھا۔ ہمیں معلوم ہوا کہ تمہارے آقا نے تم پر ظلم کر رکھا ہے تمہیں اللہ ذلّت کی جگہ نہ رکھے اور نہ ضائع کرے۔ تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے (دُنیا کا قاعدہ ہوتا ہے کہ کسی بڑے کی طرف سے اگر چھوٹوں کو تنبیہ ہوتی ہے تو ان کو بہکانے والے اور زیادہ کھونے کی کوشش کیا کرتے ہیں اور خیرخواہ بن کر اس قسم کے الفاظ سے اشتعال دلایا ہی کرتے ہیں) کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ خط پڑھ کر انا للہ پڑھی کہ میری حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے۔ اور مجھے اسلام تک سے ہٹانے کی تدبیریں ہونے لگیں۔ یہ ایک اور مصیبت آئی اور اس خط کو لے جاکر میں نے ایک تنور میں پھینک دیا اور حضورؐ سے جاکر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ کے اعراض کی وجہ سے میری یہ حالت ہوگئی کہ کافر مجھ میں طمع کرنے لگے۔ اسی حالت میں چالیس روز ہم پر گذرے تھے کہ حضورؐ کا قاصد میرے پاس حضورؐ کا یہ ارشاد والا لے کر آیا کہ اپنی بیوی کو بھی چھوڑدو۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا منشاء ہے اس کو طلاق دے دوں، کہا نہیں بلکہ علیحدگی اختیار کرلو، اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی ان ہی قاصد کی معرفت یہی حکم پہنچا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تو اپنے میکہ میں چلی جا۔ جب تک اللہ تعالیٰ شانہٗ اس امر کا فیصلہ فرمائیں وہیں رہنا۔ ہلال بنؓ امیہ کی بیوی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ہلال بالکل بوڑھے شخص ہیں۔ کوئی خبرگیری کرنے والا نہ ہوگا تو ہلاک ہوجائیں گے۔ اگر آپؐ اجازت دیں اور آپ کو گرانی نہ ہو تو میں کچھ کام کاج ان کا کردیا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا مضائقہ نہیں لیکن صحبت نہ کریں۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس چیز کی طرف تو ان کو میلان بھی نہیں جس روز سے یہ واقعہ پیش آیا آج تک اُن کا وقت روتے ہی گذر رہا ہے۔ کعبؓ[1] کہتے ہیں۔ مجھ سے بھی کہا گیا کہ ہلال کی طرح تو

---

[1] ممکن ہے بیوی نے کہا ہو کہ بیویوں سے علیحدگی کا حکم اب تک نہیں ہوا تھا یا کسی بچے یا منافق نے کہا ہو کہ صحابہ تو بولتے ہی نہ تھے۔ ۱۲

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بھی اگر بیوی کی خدمت کی اجازت لے لے تو شاید مل جائے۔ میں نے کہا وہ بوڑھے ہیں۔ میں جوان ہوں، نہ معلوم مجھے کیا جواب ملے اس لئے میں جرأت نہیں کرتا۔ غرض اس حال میں دس روز اور گزرے کہ ہم سے بات چیت میل جول چھٹے ہوئے پورے پچاس دن ہو گئے۔ پچاسویں دن کی صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر میں نہایت غمگین بیٹھا ہوا تھا۔ زمین مجھ پر بالکل تنگ تھی اور زندگی دوبھر ہو رہی تھی کہ سَلع پہاڑ کی چوٹی پر سے ایک زور سے چلّانے والے نے آواز دی کہ کعبؓ خوش خبری ہو تم کو۔ میں اتنا ہی سُن کر سجدے میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا اور سمجھا کہ تنگی دور ہو گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان فرمایا۔ جس پر ایک شخص نے تو پہاڑ پر چڑھ کر زور سے آواز دی کہ وہ سب سے پہلے پہنچ گئی۔ اس کے بعد ایک صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگے ہوئے آئے، میں جو کپڑے پہن رہا تھا وہ نکال کر بشارت دینے والے کی نذر کر دیئے۔ خدا کی قسم ان دو کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا[1] اس وقت میری ملک میں نہ تھا۔ اس کے بعد میں نے دو کپڑے مانگے ہوئے پہنے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی طرح میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی خوش خبری لے کر لوگ گئے۔ میں جب مسجد نبویؐ میں حاضر ہوا تو وہ لوگ جو خدمتِ اقدس میں حاضر تھے، مجھے مبارکباد دینے کے لئے دوڑے اور سب سے پہلے ابو طلحہؓ نے بڑھ کر مبارکباد دی اور مصافحہ کیا جو ہمیشہ ہی یاد رہے گا۔ میں نے حضورؐ کی بارگاہ میں جا کر سلام کیا تو چہرۂ انور کھل رہا تھا اور انوار خوشی کے چہرے سے ظاہر ہو رہے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی کے وقت میں چاند کی طرح سے چمکنے لگتا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری جائیداد جو ہے وہ سب اللہ کے راستے میں صدقہ ہے (کہ یہ ثروت ہی اس مصیبت کا سبب بنی تھی) حضورؐ نے فرمایا کہ اس میں تنگی ہوگی، کچھ حصہ اپنے پاس بھی رہنے دو۔ میں نے عرض کیا کہ بہتر ہے خیبر کا حصہ رہنے دیا جائے۔ مجھے سچ ہی نے نجات دی اس لئے میں نے عہد کر لیا کہ ہمیشہ ہی سچ بولوں گا[2] ف یہ ہے صحابہؓ کرام کی اطاعت اور دینداری کا اور اللہ کے خوف کا نمونہ کہ ہمیشہ جنگ میں یہ حضرات شریک رہے۔ ایک مرتبہ کی غیر حاضری پر کیا کیا عتاب ہوا اور اس کو کس فرماں برداری سے برداشت کیا کہ پچاس دن رو کر گذار دئے اور مال جس کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا تھا وہ بھی صدقہ کر دیا اور کافروں نے طمع دلائی تو بجائے مشتعل ہونے کے اور زیادہ پشیمان ہوئے اور اس کو بھی اللہ کا عتاب اور حضورؐ کے اعراض کی وجہ سے سمجھا کہ میرے دین کا ضعف اس درجہ

---

[1] اگرچہ کپڑے کے سوا اور مال موجود تھا مگر اس وقت کی عام زندگی یہی تھی کہ فضول چیزیں زیادہ نہ ہوتی تھیں اس لئے کپڑے دو ہی تھے ۱۲

[2] درمنثور فتح الباری

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تک پہنچ گیا کہ کافروں کو اس کی طمع ہونے لگی کہ وہ مجھے بے دین بنا دیں۔ ہم لوگ بھی مسلمان ہیں اللہ اور اس کے پاک رسولؐ کے ارشادات بھی سامنے ہیں۔ بڑے سے بڑا حکم نماز ہی کا لے لو کہ ایمان کے بعد اس کے برابر کوئی چیز بھی نہیں۔ کتنے ہیں جو اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں وہ بھی کیسی کرتے ہیں۔ اس کے بعد زکوٰۃ اور حج کا تو پوچھنا ہی کیا کہ اس میں تو مال بھی خرچ ہوتا ہے۔

۱۰۔ صحابہؓ کے ہنسنے پر حضورؐ کی تنبیہ اور قبر کی یاد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز کے لئے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھل کھلا کر ہنس رہی تھی اور ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو کثرت سے یاد کیا کرو تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں وہ پیدا نہ ہو۔ لہٰذا موت کو کثرت سے یاد کرو۔ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ یہ آواز نہ دیتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں۔ تنہائی کا گھر ہوں۔ مٹی کا گھر ہوں کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب کوئی مومن قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا مبارک ہے۔ بہت اچھا کیا تو آگیا جتنے آدمی زمین پر چلتے تھے تو اُن سب میں مجھے زیادہ پسند تھا۔ آج جب تو میرے پاس آیا ہے تو میرے بہترین سلوک کو دیکھے گا۔ اس کے بعد وہ قبر جہاں تک مُردے کی نظر پہنچ سکے وہاں تک وسیع ہو جاتی ہے اور ایک دروازہ اس میں جنت کا کُھل جاتا ہے جس سے وہاں کی ہوا اور خوشبوئیں اس کو آتی رہتی ہیں۔ اور جب کوئی بدکردار قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہے بُرا کیا جو تو آیا۔ زمین پر جتنے آدمی چلتے تھے اُن سب میں تجھ ہی سے مجھے زیادہ نفرت تھی۔ آج جب تو میرے حوالہ ہے تو میرے برتاؤ کو بھی دیکھ لے گا۔ اس کے بعد وہ اس طرح سے اس کو دباتی ہے کہ پسلیاں آپس میں ایک دوسرے میں گُھس جاتی ہیں اور ستّر اژدہے اس پر ایسے مسلّط ہو جاتے ہیں کہ اگر ایک بھی زمین پر پھونکار مارے تو اس کے اثر سے زمین پر گھاس تک باقی نہ رہے۔ وہ اس کو قیامت تک ڈستے رہتے ہیں۔ اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قبر یا جنّت کا ایک باغ ہے یا جہنّم کا ایک گڑھا ہے۔[1]

ف اللہ کا خوف بڑی ضروری اور اہم چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کسی گہری سوچ میں رہتے تھے اور موت کا یاد کرنا اس کے لئے مفید ہے۔ اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نسخہ ارشاد فرمایا، کبھی کبھی موت کو یاد کرتے رہنا بہت ہی ضروری اور مفید ہے۔

۱۱۔ حضرت حنظلہؓ کو نفاق کا ڈر

حضرت حنظلہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضورؐ کی مجلس میں تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] مشکوٰۃ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وعظ فرمایا جس سے قلوب نرم ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اپنی حقیقت ہمیں ظاہر ہو گئی۔ حضورؐ کی مجلس سے اُٹھ کر میں گھر آیا۔ بیوی بچے پاس آ گئے اور کچھ دُنیا کا ذکر تذکرہ شروع ہو گیا اور بچوں کے ساتھ ہنسنا بولنا بیوی کے ساتھ مذاق شروع ہو گیا اور وہ حالت جاتی رہی جو حضورؐ کی مجلس میں تھی۔ دفعۃً خیال آیا کہ میں پہلے سے کس حال میں تھا اب کیا ہو گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ تُو تو منافق ہو گیا کہ ظاہر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو وہ حال تھا اور اب گھر میں آ کر یہ حالت ہو گئی۔ میں اس پر افسوس اور رنج کرتا ہوا اور یہ کہتا ہوا گھر سے نکلا کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ سامنے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لا رہے تھے، میں نے ان سے عرض کیا کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ وہ یہ سُن کر فرمانے لگے کہ سبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو، ہرگز نہیں۔ میں نے صورت بیان کی کہ ہم لوگ جب حضورؐ کی خدمت میں ہوتے ہیں اور حضورؐ دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم لوگ ایسے ہو جاتے ہیں گویا وہ دونوں ہمارے سامنے ہیں، اور جب حضورؐ کے پاس سے آ جاتے ہیں تو بیوی بچوں اور جائداد وغیرہ کے دھندوں میں پھنس کر اس کو بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یہ بات تو ہم کو بھی پیش آتی ہے اس لئے دونوں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جا کر حنظلہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں تو منافق ہو گیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کیا بات ہوئی۔ حنظلہؓ نے عرض کیا کہ جب ہم لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپؐ جنت و دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تب تو ہم ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن جب خدمتِ اقدس سے چلے جاتے ہیں تو جا کر بیوی بچوں اور گھر بار کے دھندوں میں لگ کر بھول جاتے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہارا ہر وقت وہی حال رہے جیسا میرے سامنے ہوتا ہے تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور راستوں میں مصافحہ کرنے لگیں۔ لیکن حنظلہ بات یہ ہے کہ گاہے گاہے[1]

ف یعنی آدمی کے ساتھ انسانی ضرورتیں بھی لگی ہوئی ہیں جن کو پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ کھانا پینا، بیوی بچے اور ان کی خبر خبر لینا یہ بھی ضروری چیزیں ہیں۔ اس لئے اس قسم کے حالات کبھی کبھی حاصل ہوتے ہیں نہ ہر وقت یہ حاصل ہوتے ہیں اور نہ اس کی امید رکھنا چاہیئے۔ یہ فرشتوں کی شان ہے کہ ان کو کوئی دوسرا دھندہ ہی نہیں۔ نہ بیوی بچے نہ فکر معاش اور نہ دنیوی قصے اور انسان کے ساتھ چونکہ بشری ضروریات لگی ہوئی ہیں اس لئے وہ ہر وقت ایک سی حالت پر نہیں رہ سکتا لیکن غور کی بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے دین کی کتنی فکر تھی کہ ذرا سی بات سے کہ حضورؐ کے سامنے جو حالت ہماری ہوتی ہے وہ بعد میں نہیں رہتی اس سے اپنے منافق ہونے کا ان کو فکر ہو گیا۔ عشق است و ہزار بدگمانی، عشق جس سے ہوتا ہے اس کے متعلق ہزار طرح کی بدگمانی اور فکر ہو جاتا ہے۔ بیٹے سے محبت ہو اور وہ کہیں سفر میں چلا جائے پھر دیکھئے ہر وقت خیریت

[1] (احیاء، مسلم)

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کی خبر کا فکر رہتا ہے اور جو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ وہاں طاعون ہے یا فساد ہو گیا پھر خدا جانے کتنے خطوط اور تار پہنچیں گے۔[1]

تکمیل۔ اللہ کے خوف کے متفرق احوال

قرآن شریف کی آیات اور حضورؐ کی احادیث اور بزرگوں کے واقعات میں اللہ جل شانہٗ سے ڈرنے کے متعلق جتنا کچھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا احاطہ تو دشوار ہے لیکن مختصر طور پر اتنا سمجھ لینا چاہیئے کہ دین کے ہر کمال کا زینہ اللہ کا خوف ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ حکمت کی جڑ اللہ کا خوف ہے۔ حضرت ابن عمرؓ بہت رویا کرتے تھے حتیٰ کہ روتے روتے آنکھیں بھی بیکار ہو گئی تھیں۔ کسی شخص نے ایک مرتبہ دیکھ لیا تو فرمانے لگے کہ میرے رونے پر تعجب کرتے ہو اللہ کے خوف سے سورج روتا ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہی قصہ آیا تو فرمایا کہ اللہ کے خوف سے چاند روتا ہے۔ ایک نوجوان صحابیؓ پر حضورؐ کا گزر ہوا وہ پڑھ رہے تھے جب فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ پر پہنچے تو بدن کے بال کھڑے ہو گئے۔ روتے روتے دم گھٹنے لگا اور کہہ رہے تھے ہاں جس دن آسمان پھٹ جاویں گے (یعنی قیامت کے دن) میرا کیا حال ہوگا۔ ہائے میری بربادی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس رونے کی وجہ سے فرشتے بھی رونے لگے۔ ایک انصاری نے تہجد پڑھا اور بیٹھ کر بہت روئے کہتے تھے اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں جہنم کی آگ کی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آج فرشتوں کو رُلا دیا۔ عبد اللہؓ بن رواحہ ایک صحابی ہیں رو رہے تھے۔ بیوی بھی ان کی اس حالت کو دیکھ کر رونے لگیں پوچھا کہ تم کیوں روتی ہو، کہنے لگیں کہ جس وجہ سے تم روتے ہو۔ عبد اللہ بن رواحہ نے کہا کہ میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ جہنم پر تو گذرنا ہے ہی۔ نہ معلوم نجات ہو سکے گی یا وہیں رہ جاؤں گا۔[2] زرارہؓ بن اوفی ایک مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ الآیۃ پر جب پہنچے تو فوراً گر گئے اور انتقال ہو گیا۔ لوگ اٹھا کر گھر تک لائے۔ حضرت خلیدؒ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ پر پہونچے تو اس کو بار بار پڑھنے لگے تھوڑی دیر میں گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ کتنی مرتبہ اس کو پڑھو گے تمہارے اس بار بار کے پڑھنے سے چار جن مر چکے ہیں۔ ایک اور صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ پڑھتے پڑھتے جب وَرُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ پر پہنچے تو ایک چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر مر گئے، اور بھی اس قسم کے واقعات کثرت سے گذرے ہیں۔ حضرت فضیلؒ مشہور بزرگ ہیں کہتے ہیں کہ اللہ کا خوف ہر خیر کی طرف رہبری کرتا ہے۔ حضرت شبلیؒ کے نام سے سب ہی واقف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب بھی میں اللہ سے ڈرا ہوں اس کی وجہ سے مجھ پر حکمت اور عبرت کا ایسا دروازہ کھلا ہے جو اس سے پہلے نہیں کھلا۔ حدیث میں آیا ہے اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کرتا اور دو بے فکریاں نہیں دیتا۔ اگر دُنیا میں مجھ سے بے فکر رہے

[1] قیام اللیل

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تو قیامت میں ڈراتا ہوں اور دنیا میں ڈرتا رہے تو آخرت میں بے فکری عطا کرتا ہوں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے اس کو ہر چیز ڈراتی ہے۔ یحییٰ بن معاذ کہتے ہیں کہ آدمی اگر بیچارہ جہنم سے اتنا ڈرنے لگے جتنا تنگدستی سے ڈرتا ہے تو سیدھا جنت میں جائے۔ ابو سلیمان درانیؒ کہتے ہیں کہ جس دل سے اللہ کا خوف جاتا رہتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس آنکھ سے اللہ کے خوف کی وجہ سے ذرا سا آنسو خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو نکل کر چہرہ پر گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔ حضورؐ کا ایک اور ارشاد ہے کہ جب مسلمان کا دل اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ میرے نبیؐ کا ایک اور ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے اس کا آگ میں جانا ایسا ہی مشکل ہے جیسا دودھ کا تھنوں میں واپس جانا۔ حضرت عقبہ بن عامر ایک صحابی ہیں انھوں نے حضورؐ سے پوچھا کہ نجات کا راستہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو روکے رکھو، گھر میں بیٹھے رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔ حضرت عائشہ رضؓ نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ آپ کی امت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بے حساب کتاب جنت میں داخل ہو۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا رہے۔ میرے آقاؐ کا ایک اور ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں۔ ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو، دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستے میں گرا ہو۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی ایسے ہوں گے جن کو اللہ جل شانہٗ اپنا سایہ عطا فرماویں گے۔ ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھ سے آنسو بہنے لگیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ارشاد ہے جو رو سکتا ہو وہ روئے اور جس کو رونا نہ آئے وہ رونے کی صورت ہی بنا لے۔ محمد بن منکدرؒ جب روتے تھے تو آنسوؤں کو اپنے منہ اور داڑھی سے پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جہنم کی آگ اس جگہ کو نہیں چھوتی جہاں آنسو پہنچے ہوں۔ ثابت بنانیؒ کی آنکھیں دکھنے لگیں۔ طبیب نے کہا کہ ایک بات کا وعدہ کر لو آنکھ اچھی ہو جائے گی کہ رویا نہ کرو۔ کہنے لگے آنکھ میں کوئی خوبی ہی نہیں اگر وہ روئے نہیں۔ یزید بن میسرہؒ کہتے ہیں کہ رونا سات وجہ سے ہوتا ہے۔ خوشی[1] سے، جنون[2] سے، درد[3] سے، گھبراہٹ[4] سے، دکھلاوے[5] سے، نشہ[6] سے اور اللہ کے خوف[7] سے۔ یہی ہے وہ رونا کہ اس کا ایک آنسو بھی آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔ کعبؓ احبار کہتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر میں اللہ کے خوف سے روؤں اور آنسو میرے رخسار پر بہنے لگیں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کروں۔ ان کے علاوہ اور بھی ہزاروں ارشادات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی یاد میں اور اپنے گناہوں کی فکر میں رونا کیمیا ہے اور بہت ہی ضروری اور مفید۔ اور اپنے گناہوں پر نظر کر کے یہی حالت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہونا چاہیئے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی امید میں بھی کمی نہ ہو' یقیناً اللہ کی رحمت ہر شے کو وسیع ہے۔ حضرت عمر رض کا ارشاد ہے کہ اگر قیامت میں یہ اعلان ہو کہ ایک شخص کے سوا سب کو جہنم میں داخل کرو تو مجھے اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔ اور اگر یہ اعلان ہو کہ ایک شخص کے سوا سب کو جنت میں داخل کرو تو مجھے اپنے اعمال سے یہ خوف ہے کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں۔ اس لئے دونوں چیزوں کو علیحدہ علیحدہ سمجھنا اور رکھنا چاہیئے۔ بالخصوص موت کے وقت میں امید کا معاملہ زیادہ ہونا چاہیئے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص نہ مرے مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہوا۔ امام احمد بن حنبل رح کا جب انتقال ہونے لگا تو انھوں نے اپنے بیٹے کو بلایا اور فرمایا کہ ایسی احادیث مجھے سناؤ جن سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ امید بڑھتی ہو۔

تیسرا باب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زہد اور فقر کے بیان میں

اس بارے میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا معمول اور اس کے واقعات جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ چیز حضور کی خود اختیار فرمائی ہوئی اور پسند کی ہوئی تھی۔ اتنی کثرت سے حدیث کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں کہ ان کا مثال کے طور پر جمع کرنا مشکل ہے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ فقر مومن کا تحفہ ہے۔

(۱) حضور کا پہاڑوں کو سونا بنا دینے سے انکار

حضور کا ارشاد ہے کہ میرے رب نے مجھ پر یہ پیش کیا کہ میرے لئے مکہ کے پہاڑوں کو سونے کا بنا دیا جاوے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ مجھے تو یہ پسند ہے کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں تو دوسرے دن بھوکا رہوں تاکہ جب بھوکا ہوں تو تیری طرف زاری کروں اور تجھے یاد کروں اور جب پیٹ بھروں تو تیرا شکر کروں، تیری تعریف کروں [1] ف یہ اس ذات مقدس کا حال ہے جس کے ہم نام لیوا ہیں اور اس کی امت میں ہونے پر فخر ہے جس کی ہر بات ہمارے لئے قابل اتباع ہے۔

(۲) حضرت عمر رض کے وسعت طلب کرنے پر تنبیہ اور حضور کے گذر کی حالت

بیویوں کی بعض زیادتیوں پر ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک ان کے پاس نہ جاؤں گا تاکہ ان کو تنبیہ ہو اور علیحدہ اوپر ایک حجرہ میں قیام فرمایا تھا۔ لوگوں میں یہ شہرت ہوگئی کہ حضور نے سب کو طلاق دے دی۔ حضرت عمر رض اس وقت اپنے گھر تھے جب یہ خبر سنی تو دوڑے ہوئے تشریف لائے مسجد میں دیکھا کہ لوگ متفرق طور پر بیٹھے ہوئے حضور کے رنج اور غصہ کی وجہ سے رو رہے ہیں بیبیاں بھی سب اپنے اپنے گھروں میں رو رہی ہیں۔ اپنی بیٹی حضرت حفصہ رض کے پاس تشریف لے گئے وہ بھی مکان میں رو رہی

[1] ترمذی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھیں۔ فرمایا کہ اب کیوں رو رہی ہو کیا میں ہمیشہ اس سے ڈرایا نہیں کرتا تھا کہ حضورؐ کی ناراضگی کی کوئی بات نہ کیا کرو۔ اس کے بعد مسجد میں تشریف لائے۔ وہاں ایک جماعت منبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی تھوڑی دیر وہاں بیٹھے رہے مگر شدت رنج سے بیٹھا نہ گیا تو حضورؐ جس جگہ تشریف فرما تھے اس کے قریب تشریف لے گئے اور حضرت رباحؓ ایک غلام کے ذریعہ سے جو دوباری کے زینہ پر پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے اندر حاضری کی اجازت چاہی۔ انھوں نے حاضر خدمت ہو کر حضرت عمرؓ کے لیے اجازت مانگی مگر حضورؐ نے سکوت فرمایا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت رباحؓ نے آکر یہی جواب حضرت عمرؓ کو دے دیا کہ میں نے عرض کر دیا تھا مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ حضرت عمرؓ مایوس ہو کر منبر کے پاس آبیٹھے مگر بیٹھا نہ گیا۔ تو پھر تھوڑی دیر میں حاضر ہو کر حضرت رباحؓ کے ذریعہ سے اجازت چاہی۔ اسی طرح تین مرتبہ پیش آیا کہ بیتابی سے غلام کے ذریعہ اجازت حاضری کی مانگتے۔ اُدھر سے جواب میں سکوت اور خاموشی ہی ہوتی۔ تیسری مرتبہ جب لوٹنے لگے تو حضرت رباحؓ نے آواز دی اور کہا کہ تمہیں حاضری کی اجازت ہو گئی۔ حضرت عمرؓ حاضر خدمت ہوئے تو دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریئے پر لیٹے ہوئے ہیں جس پر کوئی چیز بچھی ہوئی نہیں ہے اس وجہ سے جسم اطہر پر بوریئے کے نشانات بھی ابھر آئے ہیں۔ خوبصورت بدن پر نشانات صاف نظر آیا ہی کرتے ہیں اور سرہانے ایک چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے۔ میں نے سلام کیا اور سب سے اوّل تو یہ پوچھا کیا آپؐ نے بیویوں کو طلاق دے دی۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اس کے بعد میں نے دل بستگی کے طور پر حضورؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم قریشی لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے مگر جب مدینہ آئے تو دیکھا کہ انصار کی عورتیں مردوں پر غالب ہیں۔ ان کو دیکھ کر قریش کی عورتیں بھی اس سے متاثر ہو گئیں اس کے بعد میں نے ایک آدھ بات اور کی جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر تبسم کے آثار ظاہر ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ گھر کا کل سامان یہ تھا۔ تین چمڑے بغیر دباغت دیئے ہوئے اور ایک مٹھی جو ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے۔ میں نے اِدھر اُدھر نظر دوڑا کر دیکھا تو اس کے سوا کچھ نہ ملا۔ میں دیکھ کر رو دیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کیوں رو رہے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیوں نہ روؤں کہ یہ بوریئے کے نشانات آپؐ کے بدن مبارک پر پڑ رہے ہیں اور گھر کی کل کائنات یہ ہے جو میرے سامنے ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ دعا کیجیے کہ آپ کی امت پر بھی وسعت ہو۔ یہ روم و فارس بے دین ہونے کے باوجود کہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ ان پر تو یہ وسعت، یہ قیصر و کسریٰ تو باغوں اور نہروں کے درمیان ہوں اور آپؐ اللہ کے رسولؐ اور اس کے خاص بندہ ہو کر یہ حالت۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے لیٹے تھے حضرت عمرؓ کی یہ بات سن کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ عمرؓ کیا اب تک اس بات کے اندر شک میں پڑے ہوئے

www.Momeen.blogspot.com

ہو سکتو، آخرت کی وسعت دُنیا کی وسعت سے بہتر ہے۔ ان کفار کی طیبات اور اچھی چیزیں دنیا میں مل گئیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے لئے استغفار فرمائیں کہ واقعی میں نے غلطی کی[1]۔ ف یہ دین و دُنیا کے بادشاہ اور اللہ کے لاڈلے رسولؐ کا طرزِ عمل ہے کہ بوریئے پر کوئی چیز بچھی ہوئی بھی نہیں۔ نشانات بدن پر پڑے ہوئے ہیں۔ گھر کے ساز و سامان کا حال بھی معلوم ہو گیا اس پر ایک شخص نے دعا کی درخواست کی تو تنبیہ فرمائی۔ حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپؓ کے گھر میں حضورؐ کا بستر کیسا تھا۔ فرمایا کہ ایک چمڑہ کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ حضرت حفصہؓ سے بھی کسی نے پوچھا کہ آپؓ کے گھر میں حضورؐ کا بستر کیسا تھا، فرمایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے حضور کے نیچے بچھا دیتی تھی۔ ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دوں تو زیادہ نرم ہو جائے۔ چنانچہ ہم نے بچھایا۔ حضورؐ نے صبح کو فرمایا کہ رات کو کیا بچھا دیا تھا۔ ہم نے عرض کر دیا کہ وہی ٹاٹ تھا اس کو چوہرا کر دیا تھا۔ فرمایا۔ اس کو ویسا ہی کر دو جیسا پہلے تھا۔ اس کی نرمی رات کو اٹھنے میں مانع بنتی ہے[2]۔ اب ہم لوگ اپنے نرم نرم اور روئیں دار گدوں پر بھی نگاہ ڈالیں کہ اللہ نے کس قدر وسعت فرما رکھی ہے اور پھر بھی بجائے شکر کے ہر وقت تنگی کی شکایت ہی زبان پر رہتی ہے۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی بھوک میں حالت

حضرت ابو ہریرہؓ ایک مرتبہ کتان کے کپڑے میں ناک صاف کر کے فرمانے لگے کیا کہنے ابو ہریرہؓ کے آج کتان کے کپڑے میں ناک صاف کرتا ہے حالانکہ مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حجرہ کے درمیان بے ہوش پڑا ہوا ہوتا تھا اور لوگ مجنون سمجھ کر پاؤں سے گردن دباتے تھے۔ حالانکہ جنون نہیں تھا بلکہ بھوک تھی ف یعنی بھوک کی وجہ سے کئی کئی روز کا فاقہ ہو جاتا تھا بیہوشی ہو جاتی تھی اور لوگ سمجھتے تھے کہ جنون ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں مجنون کا علاج گردن کو پاؤں سے دبانے سے کیا جاتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ بڑے صابر اور قانع لوگوں میں تھے۔ کئی کئی وقت فاقے میں گزر جاتے تھے۔ حضورؐ کے بعد اللہ نے فتوحات فرمائیں تو ان پر تونگری آئی۔ اس کے ساتھ ہی بڑے عابد تھے ان کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کھجور کی گٹھلیاں بھری رہتی اُس پر تسبیح پڑھا کرتے جب وہ ساری تھیلی خالی ہو جاتی تو باندی اس کو پھر بھر کر پاس رکھ دیتی۔ ان کا یہ بھی معمول تھا کہ خود اور بیوی اور خادم تین آدمی رات کے تین حصے کر لیتے اور نمبر وار ایک شخص تینوں میں سے عبادت میں مشغول رہتا[3]۔ میں نے اپنے والد صاحبؒ سے سنا کہ میرے دادا صاحبؒ کا بھی تقریباً یہی معمول تھا کہ رات کو ایک بجے تک والد صاحبؒ مطالعہ میں مشغول رہتے۔ ایک بجے دادا صاحبؒ تہجد کے لئے اُٹھتے تو تقاضا فرما کر والد صاحبؒ کو سلا دیتے۔ اور خود تہجد

---

[1] فتح [2] شمائل [3] تذکرۃ الحفاظ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مشغول ہو جاتے اور صبح سے تقریباً پون گھنٹہ قبل میرے تائے صاحبؒ کو تہجد کے لئے جگا دیتے اور خود اتباع سنّت میں آرام فرماتے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ اِتِّبَاعَہٗ

۴۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا بیت المال سے وظیفہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے یہاں کپڑے کی تجارت ہوتی تھی اور اسی سے گذر اوقات تھا جب خلیفہ بنائے گئے تو حسب معمول صبح کو چند چادریں ہاتھ پر ڈال کر بازار میں فروخت کے لئے تشریف لے چلے۔ راستہ میں حضرت عمرؓ ملے، پوچھا کہاں چلے، فرمایا بازار جا رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اگر تم تجارت میں مشغول رہو گے تو خلافت کے کام کا کیا ہو گا۔ فرمایا پھر اہل و عیال کو کہاں سے کھلاؤں۔ عرض کیا کہ ابوعبیدہؓ جن کو حضورؐ نے امین ہونے کا لقب دیا ہے اُن کے پاس چلیں وہ آپ کے لیے بیت المال سے کچھ مقرر کر دیں گے۔ دونوں حضرات ان کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے ایک مہاجری کو جو اوسطاً ملتا تھا نہ کم نہ زیادہ وہ مقرر فرما دیا۔

ایک مرتبہ بیوی نے درخواست کی کہ کوئی میٹھی چیز کھانے کو دل چاہتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میرے پاس تو دام نہیں کہ خریدوں۔ اہلیہ نے عرض کیا کہ ہم اپنے روز کے کھانے میں سے تھوڑا تھوڑا بچا لیا کریں کچھ دنوں میں اتنی مقدار ہو جائے گی۔ آپ نے اجازت فرما دی۔ اہلیہ نے کئی روز میں کچھ تھوڑے سے پیسے جمع کئے۔ آپ نے فرمایا کہ تجربے سے یہ معلوم ہوا کہ اتنی مقدار ہمیں بیت المال سے زیادہ ملتی ہے۔ اس لئے جو اہلیہ نے جمع کیا تھا وہ بھی بیت المال میں جمع فرما دیا، اور آئندہ کے لئے اتنی مقدار جتنا انھوں نے روزانہ جمع کیا تھا اپنی تنخواہ میں سے کم کر دیا۔ ف اتنے بڑے خلیفہ اور بادشاہ پہلے سے اپنی تجارت بھی کرتے تھے اور وہ ضروریات کو کافی بھی تھی جیسا کہ اس اعلان سے معلوم ہوتا ہے جو بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میری قوم کو یہ بات معلوم ہے کہ میرا پیشہ تجارت میرے اہل و عیال کے خرچ کو ناکافی نہیں تھا لیکن اب خلافت کی وجہ سے مسلمانوں کے کاروبار میں مشغولی ہے اس لئے بیت المال سے میرے اہل و عیال کا کھانا مقرر ہو گا۔ اس کے باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہونے لگا تو حضرت عائشہؓ کو وصیت فرمائی کہ میری ضرورتوں میں جو چیزیں بیت المال کی ہیں وہ میرے بعد آنے والے خلیفہ کے حوالہ کر دی جائیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس کوئی دینار یا درہم نہیں تھا، ایک اونٹنی دودھ کی۔ ایک پیالہ، ایک خادم تھا۔ بعض روایات میں ایک اوڑھنا ایک بچھونا بھی آیا ہے یہ اشیاء حضرت عمرؓ کے پاس جب نیابت میں پہنچیں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائیں کہ اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال گئے۔[1]

---

[1] فتح

Visit : www.Momeen.blogspot.com

۵۔ حضرت عمر فاروق رضؓ کا بیت المال سے وظیفہ

حضرت عمرؓ بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ جب خلیفہ بنائے گئے تو بیت المال سے وظیفہ مقرر ہوا۔ مدینہ طیبہ میں لوگوں کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں تجارت کیا کرتا تھا۔ اب تم لوگوں نے اس میں مشغول کر دیا اس لئے اب گذارہ کی کیا صورت ہو۔ لوگوں نے مختلف مقداریں تجویز کیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ چپ بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ توسط کے ساتھ جو تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو کافی ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور قبول کر لیا، اور متوسط مقدار تجویز ہو گئی اس کے بعد ایک مرتبہ ایک مجلس میں جس میں خود حضرت علیؓ بھی تھے اور حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ شریک تھے یہ ذکر آیا کہ حضرت عمرؓ کے وظیفہ میں اضافہ کرنا چاہیے کہ گذر میں تنگی ہوتی ہے۔ مگر ان سے عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس لئے ان کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ جو حضورؐ کی بیوی ہونے کی وجہ سے ام المؤمنین بھی تھیں اُن کی خدمت میں یہ حضرات تشریف لے گئے اور ان کے ذریعہ سے حضرت عمرؓ کی اجازت اور رائے معلوم کرنے کی کوشش کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ ہم لوگوں کے نام معلوم نہ ہوں۔ حضرت حفصہؓ نے جب حضرت عمرؓ سے اس کا تذکرہ کیا تو چہرہ پر غصّہ کے آثار ظاہر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے نام دریافت کئے۔ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا کہ پہلے آپ کی رائے معلوم ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے ان کے نام معلوم ہو جاتے تو ان کے چہرے بدل دیتا۔ یعنی ایسی سخت سزائیں دیتا کہ منہ پر نشان پڑ جاتے۔ تو ہی بتا کہ حضورؐ کا عمدہ لباس تیرے گھر میں کیا تھا۔ انھوں نے عرض کیا کہ دو کپڑے گیروی رنگ کے جن کو حضورؐ جمعہ کے دن یا کسی وفد کی وجہ سے پہنتے تھے۔ پھر فرمایا کہ کون سا کھانا تیرے یہاں عمدہ سے عمدہ کھایا۔ عرض کیا کہ ہمارا کھانا جَو کی روٹی تھی۔ ہم نے گرم گرم روٹی کے ڈبہ کی تلچھٹ الٹ کر اس کو ایک مرتبہ چپڑ دیا تو حضورؐ خود بھی اس کو مزے لے کر نوش فرما رہے تھے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے۔ فرمایا کون سا بستر عمدہ ہوتا تھا جو تیرے یہاں بچھاتے تھے۔ عرض کیا ایک موٹا سا کپڑا تھا گرمی میں اس کو چوہرا کر کے بچھا لیتے تھے اور سردی میں آدھی کو بچھا لیتے اور آدھے کو اوڑھ لیتے۔ فرمایا کہ حفصہؓ ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دے کہ حضورؐ نے اپنے طرزِ عمل سے ایک اندازہ مقرر فرما دیا اور امید (آخرت) پر کفایت فرمائی۔ میں بھی حضورؐ کا اتباع کروں گا۔ میری مثال اور میرے دو ساتھی حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مثال ان تین شخصوں کی سی ہے جو ایک راستہ پر چلے۔ پہلا شخص ایک توشہ لے کر چلا اور مقصد کو پہنچ گیا۔ دوسرے نے بھی پہلے کا اتباع کیا اور اسی کے طریقہ پر چلا وہ بھی پہلے کے پاس پہنچ گیا۔ پھر تیسرے شخص نے چلنا شروع کیا۔ اگر وہ ان دونوں کے طریقہ پر چلے گا تو اُن کے ساتھ مل جائے گا اور اگر ان کے طریقہ کے خلاف

Visit : www.Momeen.blogspot.com

چلے گا تو کبھی بھی ان کے ساتھ نہیں مل سکے گا[1]۔ ف یہ اس شخص کا حال ہے جس سے دنیا کے بادشاہ ڈرتے تھے کانپتے تھے کہ کس زاہدانہ زندگی کے ساتھ عمر گذار دی۔ ایک مرتبہ آپؓ خطبہ پڑھ رہے تھے اور آپ کی لنگی میں بارہ پیوند تھے جن میں سے ایک چمڑہ کا بھی تھا۔ ایک مرتبہ جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لانے میں دیر ہوئی تو تشریف لاکر معذرت فرمائی کہ مجھے اپنے کپڑے دھونے میں دیر ہوئی اور ان کپڑوں کے علاوہ اور تھے نہیں[2]۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کھانا نوش فرما رہے تھے کہ غلام نے آکر عرض کیا کہ عتبہ بن ابی فرقد حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے اندر آنے کی اجازت فرمائی اور کھانے کی تواضع فرمائی۔ وہ شریک ہوگئے تو ایسا موٹا کھانا تھا کہ نگلا نہ گیا۔ انھوں نے عرض کیا کہ چھنے ہوئے آٹے کا کھانا بھی ہو سکتا تھا۔ آپؓ نے فرمایا کیا سب مسلمان میدہ کھا سکتے ہیں۔ عرض کیا کہ سب تو نہیں کھا سکتے فرمایا کہ افسوس تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنی ساری لذتیں دنیا ہی میں ختم کر دوں[3]۔ اس قسم کے سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں واقعات ان حضرات کرام کے ہیں۔ ان کا اتباع نہ اب ہو سکتا ہے نہ ہر شخص کو کرنا چاہیئے کہ قوی ضعیف ہیں جس کی وجہ سے تحمل بھی ان کا اس زمانہ میں دشوار ہے اسی وجہ سے اس زمانہ میں مشائخ تصوف ایسے مجاہدوں کی اجازت نہیں دیتے جس سے ضعف پیدا ہو کر قوتیں پہلے ہی سے ضعیف ہیں ان حضرات کو اللہ جل شانہٗ نے قوتیں بھی عطا فرمائی تھیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اتباع کی خواہش اور نمناضرور رکھنا چاہیے کہ اس کی وجہ سے آرام طلبی میں کچھ کمی واقع ہو اور نگاہ کچھ تو نیچی رہے اور اس زمانہ کے مناسب اعتدال پیدا ہو جائے کہ ہم لوگ ہر وقت لذات دنیا میں بڑھتے جاتے ہیں اور ہر شخص اپنے سے زیادہ مال و دولت والے کی طرف نگاہ رکھتا ہے اور اس حسرت میں مرا جاتا ہے کہ فلاں شخص مجھ سے زیادہ وسعت میں ہے۔

۶۔ حضرت بلالؓ کا حضورؐ کے لئے ایک مشرک سے قرض

حضرت بلالؓ سے ایک صاحب نے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات کی کیا صورت ہوتی تھی۔ حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ حضورؐ کے پاس کچھ جمع تو رہتا ہی نہ تھا یہ خدمت میرے سپرد تھی جس کی صورت یہ تھی کہ کوئی مسلمان بھوکا آتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ارشاد فرما دیتے۔ میں کہیں سے قرض لے کر اس کو کھانا کھلا دیتا۔ کوئی ننگا آتا تو مجھے ارشاد فرما دیتے میں کسی سے قرض لے کر اس کو کپڑا بنا دیتا، یہ صورت ہوتی رہتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک مشرک مجھے ملا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے وسعت اور ثروت حاصل ہے تو کسی سے قرض نہ لیا کر۔ جب ضرورت ہوا کرے مجھ ہی سے قرض لیا کر۔ میں نے کہا اس سے بہتر کیا ہو گا اس سے قرض لینا شروع کر دیا۔ جب ارشاد عالی ہوتا اس سے قرض لے آیا کرتا۔ اور ارشاد والا کی تعمیل کر دیتا۔ ایک مرتبہ میں وضو کر کے اذان کہنے کے لئے کھڑا ہی تھا کہ وہی مشرک ایک جماعت کے ساتھ

[1] اشہر [2] اظہر [3] اسد الغابہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

آیا اور کہنے لگا او حبشی! میں اُدھر متوجہ ہوا تو ایک دم بے تحاشا گالیاں دینے لگا اور بُرا بھلا جو منہ میں آیا کہا اور کہنے لگا کہ مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں۔ میں نے کہا قریب ختم کے ہے۔ کہنے لگا کہ چار دن باقی ہیں۔ میں نے کہا قریب ختم کے ہے۔ کہنے لگا کہ چار دن باقی ہیں اگر مہینہ کے ختم تک میرا سب قرضہ ادا نہ کیا تو تجھے اپنے قرضہ میں غلام بناؤں گا اور اسی طرح بکریاں چراتا پھرے گا جیسا پہلے تھا۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ مجھ پر دن بھر جو گذرنا چاہیے تھا۔ وہی گذرا۔ تمام دن رنج و صدمہ سوار رہا اور عشاء کی نماز کے بعد حضورؐ کی خدمت میں تنہائی میں حاضر ہوا اور سارا قصّہ سنایا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ نہ آپ کے پاس اس وقت ادا کرنے کو فوری انتظام ہے اور نہ کھڑے کھڑے میں کوئی انتظام کر سکتا ہوں وہ ذلیل کرے گا۔ اس لئے اگر اجازت ہو تو اتنے قرض اترنے کا انتظام ہو میں کہیں روپوش ہو جاؤں۔ جب آپؐ کے پاس کہیں سے کچھ آجائے گا میں حاضر ہو جاؤں گا۔ یہ عرض کر کے میں گھر آیا۔ تلوار لی ڈھال اٹھائی جوتہ اٹھایا۔ یہ ہی سامان سفر تھا اور صبح ہونے کا انتظار کرتا رہا کہ صبح کے قریب کہیں چلا جاؤں گا۔ صبح قریب ہی تھی کہ ایک صاحب دوڑے ہوئے آئے کہ حضورؐ کی خدمت میں جلدی چلو، میں حاضر خدمت ہوا تو دیکھا کہ چار اونٹنیاں جن پر سامان لدا ہوا تھا بیٹھی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ خوشی کی بات سناؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے قرضہ کی بیباقی کا انتظام فرما دیا۔ یہ اونٹنیاں بھی تیرے حوالے اور ان سب کا سامان بھی فدک کے رئیس نے یہ نذرانہ مجھے بھیجا ہے۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور خوشی خوشی ان کو لے کر گیا اور سارا قرضہ ادا کر کے واپس آیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مسجد میں انتظام فرماتے رہے۔ میں نے واپس آکر عرض کیا کہ اللہ کا شکر ہے حق تعالیٰ نے سارے قرضہ سے آپؐ کو سبکدوش کر دیا اور اب کوئی بھی چیز قرضہ کی باقی نہیں رہی۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ سامان میں سے کچھ باقی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں کچھ باقی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اسے بھی تقسیم ہی کر دے تاکہ مجھے راحت ہو جائے۔ میں گھر میں بھی اس وقت تک نہیں جانے کا جب تک یہ تقسیم نہ ہو جائے۔ تمام دن گذر جانے کے بعد عشاء کی نماز سے فراغت پر حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ بچا ہوا مال تقسیم ہو گیا یا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کچھ موجود ہے ضرورت مند آئے نہیں۔ تو حضورؐ نے مسجد ہی میں آرام فرمایا۔ دوسرے دن عشاء کے بعد پھر حضورؐ نے فرمایا کہو جی کچھ ہے میں نے عرض کیا کہ اللہ جل شانہٗ نے آپ کو راحت عطا فرمائی کہ وہ سب نمٹ گیا۔ حضورؐ نے اللہ جل جلالہٗ کی حمد و ثنا فرمائی۔ حضورؐ کو یہ ڈر ہوا کہ خدانخواستہ موت آجائے اور کچھ حصّہ مال کا آپؐ کی ملک میں رہے۔ اس کے بعد گھروں میں تشریف لے گئے اور بیویوں سے ملے[1] ف اللہ والوں کی یہ بھی خواہش رہتی ہے کہ ان کی ملک میں مال و متاع کچھ نہ رہے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تو کیا پوچھنا جو سارے نبیوں کے سردار، سارے اولیا کے سرتاج۔ حضورؐ کو اس کی خواہش کیوں نہ ہوتی کہ میں

[1] بذل

Visit : www.Momeen.blogspot.com

دُنیا سے بالکل فارغ ہو جاؤں۔ میں نے معتبر ذرائع سے سُنا ہے کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری نور اللہ مرقدہٗ کا معمول یہ تھا کہ جب نذرانوں کی رقم کچھ جمع ہو جاتی تو اہتمام سے منگوا کر سب تقسیم فرمادیتے اور وصال سے قبل تو اپنے پہننے کے کپڑے وغیرہ بھی اپنے خادم خاص حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مدظلہٗ کو دے دیئے تھے اور فرمایا تھا کہ بس اب تم سے مستعار لے کر پہن لیا کروں گا اور اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے بارہا دیکھا کہ مغرب کے بعد جو کوئی روپیہ پاس ہوتا وہ کسی قرضخواہ کو دیدیتے کہ کئی ہزار کے مقروض تھے اور یہ فرمایا کرتے کہ یہ جھگڑے کی چیز میں رات کو اپنے پاس نہیں رکھتا۔ اس نوع کے بہت سے حالات اکابر کے ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر شیخ کا ایک ہی رنگ ہو۔ مشائخ کے الوان مختلف ہوتے ہیں اور چمن کے پھولوں میں ہر پھول کی صورت سیرت ممتاز ہوتی ہے۔

۷۔ حضرت ابوہریرہؓ کا بھوک میں مسئلہ دریافت کرنا

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ اس وقت ہماری حالتیں دیکھتے کہ ہم میں سے بعضوں کو کئی کئی وقت تک اتنا کھانا نہیں ملتا تھا جس سے کمر سیدھی ہو سکے۔ میں بھوک کی وجہ سے جگر کو زمین سے چپٹا دیتا اور کبھی پیٹ کے بل پڑا رہتا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ ایک مرتبہ میں راستہ میں بیٹھ گیا جہاں کو ان حضرات کا راستہ تھا۔ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے میں نے اُن سے کوئی بات پوچھنا شروع کر دی خیال تھا کہ یہ بات کرتے ہوئے گھر تک لیتے جائیں گے اور پھر عادت شریفہ کے موافق جو موجود ہوگا اس میں تواضع ہی فرمائیں گے۔ مگر انھوں نے ایسا نہ کیا (غالباً ذہن منتقل نہیں ہوا یا اپنے گھر کا حال معلوم ہوگا کہ وہاں کچھ بھی نہیں) اس کے بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ ان کے ساتھ بھی یہی صورت پیش آئی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میری حالت اور غرض سمجھ گئے اور ارشاد فرمایا ابوہریرہؓ میرے ساتھ آؤ۔ میں ساتھ ہو لیا۔ حضورؐ گھر تشریف لے گئے میں ساتھ اندر حاضری کی اجازت لے کر حاضر ہوا۔ گھر میں ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا تھا جو خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ دریافت فرمایا کہ کہاں سے آیا ہے۔ عرض کیا فلاں جگہ سے حضورؐ کے لئے ہدیہ آیا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ ابوہریرہ جاؤ، اہل صفہ کو بُلا لاؤ، اہل صفہ اسلام کے مہمان شمار ہوتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے نہ گھر تھا نہ در نہ ٹھکانا۔ نہ کھانے کا کوئی مستقل انتظام، ان حضرات کی مقدار کم و بیش ہوتی رہتی تھی مگر اس قصہ کے وقت ستر تھی۔ حضورؐ کا معمول یہ بھی تھا کہ ان میں سے دو دو چار چار کو کسی کھاتے پیتے صحابی کا کبھی کبھی مہمان بھی بنا دیتے اور خود اپنا معمول یہ تھا کہ کہیں سے صدقہ آتا تو ان لوگوں کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں شرکت نہ فرماتے اور کہیں سے ہدیہ آتا تو ان کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس میں شرکت فرماتے۔ حضورؐ

ل بذل ۲ یعنی حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نے بلانے کا حکم دیا۔ مجھے گراں تو ہوا کہ اس دودھ کی مقدار ہی کیا ہے جس پر سب کو بلا لاؤں۔ سب کا کیا بھلا ہوگا۔ ایک آدمی کو بھی مشکل سے کافی ہوگا اور پھر بلانے کے بعد مجھ ہی کو پلانے کا حکم ہوگا اس لئے نمبر بھی اخیر میں آئے گا جس میں بچے گا بھی نہیں۔ لیکن حضورؐ کی اطاعت کے بغیر چارہ ہی کیا تھا۔ میں گیا اور سب کو بلالایا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو پلا۔ میں ایک ایک شخص کے پیالہ حوالہ کرتا اور وہ خوب سیر ہوکر پیتا اور پیالہ مجھے واپس دیتا اسی طرح سب کو پلایا اور سب سیر ہوگئے۔ تو حضورؐ نے پیالہ دستِ مبارک میں لے کر مجھے دیکھا اور تبسم فرمایا پھر فرمایا کہ بس اب تو میں اور تو ہی باقی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ بیشک۔ فرمایا کہ لے پی۔ میں نے پیا۔ ارشاد فرمایا اور پی۔ میں نے اور پیا۔ بالآخر میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اب میں نہیں پی سکتا۔ اس کے بعد حضورؐ نے سب کا بچا ہوا نوش فرمایا۔

۸۔ حضورؐ کا صحابہ رضٖ سے دو شخصوں کے بارے میں سوال

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر تھے کہ ایک شخص سامنے سے گذرا حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تم لوگوں کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ شریف لوگوں میں ہے واللہ اس قابل ہے کہ اگر کہیں نکاح کا پیام دیدے تو قبول کیا جائے کسی کی سفارش کر دے تو مانی جائے‘ حضورؐ سن کر خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد ایک اور صاحب سامنے سے گذرے حضورؐ نے ان کے متعلق بھی سوال کیا لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ ایک مسلمان فقیر ہے کہیں منگنی کرے تو بیاہا نہ جائے۔ کہیں سفارش کرے تو قبول نہ ہو‘ بات کرے تو کوئی متوجہ نہ ہو۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس پہلے جیسوں سے اگر ساری دنیا بھر جائے تو ان سب سے یہ شخص بہتر ہے۔ ف: مطلب یہ ہے کہ محض دنیاوی شرافت اللہ کے یہاں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔ ایک مسلمان فقیر جس کی دُنیا میں کوئی بھی وقعت نہ ہو اس کی بات کہیں بھی نہ سنی جاتی ہو اللہ کے نزدیک سینکڑوں اُن شرفاء سے بہتر ہے جن کی بات دنیا میں بڑی وقعت سے دیکھی جاتی ہو اور ہر شخص ان کی بات سننے اور ماننے کو تیار ہو لیکن اللہ کے یہاں اس کی کوئی وقعت نہ ہو۔ دُنیا کا قیام ہی اللہ والوں کی برکت سے ہے۔ یہ تو حدیث میں خود موجود ہے کہ جس دن دنیا میں اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا قیامت آجائے گی اور دُنیا کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔ اللہ کے پاک نام ہی کی یہ برکت ہے کہ یہ دُنیا کا سارا نظام قائم ہے۔

۹۔ حضورؐ سے محبت کرنے والے پر فقر کی دوڑ

ایک صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مجھے آپؐ سے محبت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا دیکھ کیا کہتا ہے۔ انھوں نے پھر بھی عرض کیا کہ مجھے آپؐ سے محبت ہے حضورؐ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نے پھر یہی ارشاد فرمایا۔ جب تین مرتبہ یہ سوال و جواب ہوا تو حضورؐ نے فرمایا کہ اچھا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو فقر کے اوڑھنے بچھانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس لئے کہ مجھ سے محبت رکھنے والوں کی طرف فقر ایسے زور سے دوڑتا ہے جیسا کہ پانی کی رَو نیچان کی طرف دوڑتی ہے۔ ف یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رض تو اکثر فقر و فاقہ میں رہے ہی۔ اکابر صوفیا، اکابر فقہا بھی تونگری میں زیادہ نہیں رہے۔

۱۰۔ سریۃ العنبر میں فقر کی حالت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب ۸ھ میں سمندر کے کنارے ایک لشکر تین سو آدمیوں کا جن پر حضرت ابو عبیدہؓ امیر بنائے گئے تھے، بھیجا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تھیلی میں کھجوروں کا توشہ بھی ان کو دیا۔ پندرہ روز ان حضرات کا وہاں قیام رہا اور توشہ ختم ہو گیا۔ حضرت قیسؓ نے جو اس قافلہ میں تھے مدینہ منورہ میں قیمت ادا کرنے کے وعدہ پر قافلہ والوں سے اونٹ خرید کر ذبح کرنا شروع کئے اور تین اونٹ روزانہ ذبح کرتے، مگر تیسرے دن امیر قافلہ نے اس خیال سے کہ سواریاں ختم ہو گئیں تو واپسی بھی مشکل ہو جائے گی ذبح کی ممانعت کی اور سب لوگوں کے پاس اپنی اپنی جو کھجوریں موجود تھیں جمع کر کے ایک تھیلی میں رکھ لیں، اور ایک ایک کھجور روزانہ تقسیم فرما دیا کرتے جس کو چوس کر یہ حضرات پانی پی لیتے اور رات تک کے لئے یہی کھانا تھا، کہنے کو مختصر سی بات ہے مگر لڑائی کے موقع پر جب کہ قوت اور طاقت کی بھی ضرورت ہو، ایک کھجور پر دن بھر گذار دینا دل و جگر کی بات ہے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ نے جب یہ قصہ لوگوں کو حضورؐ کے بعد سنایا تو ایک شاگرد نے عرض کیا کہ حضرت ایک کھجور کیا کام دیتی ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ اس کی قدر جب معلوم ہوئی جب وہ بھی نہ رہی کہ اب بجز فاقہ کے کچھ نہ تھا۔ درخت کے خشک پتے جھاڑتے اور پانی میں بھگو کر کھا لیتے۔ مجبوری سب کچھ کرا دیتی ہے اور ہر تنگی کے بعد اللہ جل شانہٗ کے یہاں سے سہولت ہوتی ہے حق تعالیٰ نے ان تکالیف اور مشقتوں کے بعد سمندر میں سے ایک مچھلی ان لوگوں کو پہنچائی جس کو عنبر کہتے ہیں اتنی بڑی تھی کہ اٹھارہ روز تک یہ حضرات اس میں سے کھاتے رہے اور مدینہ منورہ پہنچنے تک اس کا گوشت توشوں میں ساتھ تھا۔ حضورؐ کے سامنے جب سفر کا مفصل قصہ سنایا گیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ کا ایک رزق تھا جو تمہاری طرف بھیجا گیا۔ ف۔ مشقت اور تکالیف اس دنیا میں ضروری ہیں اور اللہ والوں کو خاص طور پر پیش آتی ہیں۔ اسی وجہ سے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو سب سے زیادہ مشقت میں رکھا جاتا ہے۔ پھر جو سب سے افضل ہوں۔ پھر ان کے بعد جو بقیہ میں افضل ہوں۔ آدمی کی آزمائش اس کی دینی حیثیت کے موافق ہوتی ہے اور ہر مشقت کے بعد اللہ کی طرف سے اس کے لطف و فضل سے سہولت بھی ہوتی ہے۔ یہ بھی غور کیا کریں کہ ہمارے بڑوں پر کیا گذر چکا اور یہ سب دین ہی کی خاطر

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھا۔ اس دین کے پھیلانے میں جس کو آج ہم اپنے ہاتھوں سے کھو رہے ہیں ان حضرات نے فاقے کئے، چنے چابے۔ اپنے خون بہائے اور اس کو پھیلایا جس کو ہم آج باقی بھی نہیں رکھ سکتے۔

چوتھا باب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تقویٰ کے بیان میں

حضرات صحابۂ کرامؓ کی ہر عادت، ہر خصلت اس قابل ہے کہ اس کو چنا جائے اور اس کا اتباع کیا جائے اور کیوں نہ ہو کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے لاڈلے اور محبوب رسولؐ کی مصاحبت کے لئے اس جماعت کو چنا اور چھانٹا حضورؐ کا ارشاد ہے کہ میں بنی آدم کے بہترین قرن اور زمانہ میں بھیجا گیا[1] اس لئے ہر اعتبار سے یہ زمانہ خیر کا تھا اور زمانہ کے بہترین آدمی حضورؐ کی صحبت میں رکھے گئے۔

۱۔ حضورؐ کی ایک جنازہ سے واپسی اور ایک عورت کی دعوت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک عورت کا پیام کھانے کی درخواست لے کر پہنچا۔ حضورؐ مع خدام سمیت تشریف لے گئے اور کھانا سامنے رکھا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لقمہ چبا رہے ہیں نگلا نہیں جاتا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بکری کا گوشت مالک کی بغیر اجازت لے لیا گیا۔ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ریوڑ میں بکری خریدنے آدمی بھیجا تھا وہاں ملی نہیں۔ پڑوسی نے بکری خریدی تھی۔ میں نے اس کے پاس قیمت سے لینے کو بھیجا وہ تو ملے نہیں۔ ان کی بیوی نے بکری بھیجدی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ قیدیوں کو کھلادو[2] ف حضورؐ کی علو شان کے مقابلہ میں ایک مشتبہ چیز کا گلے میں اٹک جانا کوئی ایسی اہم بات نہیں کہ حضورؐ کے ادنیٰ غلاموں کو بھی اس قسم کے واقعات پیش آجاتے ہیں۔

۲۔ حضورؐ کا صدقہ کی کھجور کے خوف سے تمام رات جاگنا

ایک مرتبہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات جاگتے رہے اور کروٹیں بدلتے رہے۔ ازواج مطہرات میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آج نیند نہیں آتی۔ ارشاد فرمایا کہ ایک کھجور پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اٹھا کر کھا لی تھی کہ ضائع نہ ہو، اب مجھے یہ فکر ہے کہیں وہ صدقہ کی نہ ہو ف اقرب یہی ہے کہ وہ حضورؐ کی اپنی ہی ہوگی مگر چونکہ صدقہ کا مال بھی حضورؐ کے یہاں آتا تھا۔ اس شبہ کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات بھر نیند نہ آئی کہ خدانخواستہ وہ صدقہ کی ہو اور اس صورت میں صدقہ کا مال کھایا گیا ہو۔ یہ تو آقا کا حال ہے کہ محض شبہ پر رات بھر کروٹیں بدلیں اور نیند نہیں آئی۔ اب غلاموں کا حال دیکھو کہ رشوت،

---
[1] شفا [2] ابوداؤد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سود، چوری، ڈاکہ ہر قسم کا ناجائز مال کس سرخروئی سے کھاتے ہیں اور ناز سے اپنے کو غلامانِ محمدؐ شمار کرتے ہیں۔

۳۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا ایک کاہن کے کھانے سے قے کرنا

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا جو غلّہ[1] کے طور پر اپنی آمدنی میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں پیش کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ کچھ کھانا لایا اور حضرت نے اس میں سے ایک لقمہ نوش فرمالیا۔ غلام نے عرض کیا کہ آپ روزانہ دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کس ذریعہ سے کمایا، آج دریافت نہیں فرمایا۔ آپؓ نے فرمایا کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے دریافت کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ اب بتاؤ۔ عرض کیا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں ایک قوم پر گذر رہا ہوا اور اُن پر منتر پڑھا۔ انھوں نے مجھ سے وعدہ کر رکھا تھا۔ آج میرا گذر ادھر کو ہوا تو ان کے شادی ہو رہی تھی انھوں نے یہ مجھے دیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تو مجھے ہلاک ہی کر دیتا۔ اس کے بعد حلق میں ہاتھ ڈال کر قے کرنے کی کوشش کی مگر ایک لقمہ وہ بھی بھوک کی شدت کی حالت میں کھایا گیا نہ نکلا۔ کسی نے عرض کیا کہ پانی سے قے ہو سکتی ہے۔ ایک بہت بڑا پیالہ پانی کا منگوایا اور پانی پی کر قے فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ لقمہ نکالا۔ کسی نے عرض کیا کہ اللہ آپؓ پر رحم فرمائیں۔ یہ ساری مشقت اس ایک لقمہ کی وجہ سے برداشت فرمائی۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری جان کے ساتھ بھی یہ لقمہ نکلتا تو میں اس کو نکالتا۔ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ جو بدن مالِ حرام سے پرورش پائے آگ اس کے لئے بہتر ہے۔ مجھے یہ ڈر ہوا کہ میرے بدن کا کوئی حصہ اس لقمہ سے پرورش نہ پائے[2]۔ ف حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس قسم کے واقعات متعدد بار پیش آئے کہ احتیاط مزاج میں زیادہ تھی۔ تھوڑا سا بھی شبہ ہو جاتا تھا تو قے فرماتے۔ بخاری شریف میں ایک اور قصہ اسی قسم کا ہے کسی غلام نے زمانۂ جاہلیت میں کوئی کہانت یعنی غیب کی بات نجومیوں کے طور پر کسی کو بتلائی تھی وہ اتفاق سے صحیح ہو گئی۔ ان لوگوں نے اس غلام کو کچھ دیا۔ جس کو انھوں نے اپنی مقررہ رقم میں حضرت ابوبکر صدیق کو لا کر دیدیا۔ حضرتؓ نے نوش فرمایا اور پھر جو کچھ پیٹ میں تھا سب قے کیا۔ ان واقعات میں غلاموں کا مال ضروری نہیں کہ ناجائز ہی ہو دونوں احتمال ہیں۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کمال احتیاط نے اس مشتبہ مال کو بھی گوارا نہ کیا۔

۴۔ حضرت عمر رضؓ کی صدقہ کے دودھ سے قے

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ دودھ نوش فرمایا کہ اس کا مزہ کچھ عجیب سا نیا سا معلوم ہوا جن صاحب نے بلایا تھا ان سے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کیسا ہے کہاں سے آیا ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ فلاں جنگل میں صدقہ کے اونٹ چر رہے تھے کہ میں وہاں گیا تو اُن لوگوں نے دودھ نکالا جس میں سے مجھے بھی دیا۔ حضرت عمرؓ نے منہ میں ہاتھ

---

[1] غلام پر کوئی تعداد معین کر دی جائے کہ اتنا روزانہ یا ماہوار ہمیں دیدیا کرو باقی جو کماؤ وہ تمہارا، یہ غلہ کہلاتا ہے یہ جائز ہے۔ اور اس طرح صحابہؓ کے زمانہ میں بھی غلاموں سے مقرر کیا جاتا تھا۔ [2] منتخب کنز العمال

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ڈالا اور سارے کا سارا قے فرما دیا۔ لہ ف ان حضرات کو اس کا ہمیشہ فکر رہتا تھا کہ مشتبہ مال بھی بدن کا جز نہ بنے چہ جائے کہ بالکل حرام جیسا کہ ہمارے اس زمانہ میں رائج ہو گیا۔

۵۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا احتیاطاً باغ وقف کرنا

ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جب وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ بیت المال سے کچھ لوں مگر عمرؓ نے نہ مانا کہ وقت ہوگی اور تمہاری تجارت کی مشغولی سے مسلمانوں کا حرج ہوگا۔ اس مجبوری سے مجھے لینا پڑا اس لئے اب میرا فلاں باغ اس کے عوض میں دیدیا جائے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کا وصال ہو گیا تو حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ کے پاس آدمی بھیجا اور والد کی وصیت کے موافق وہ باغ دیدیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ تمہارے باپ پر رحم فرمائیں۔ انہوں نے یہ چاہا کہ کسی کو لب کشائی کا موقع ہی نہ دیں (کتاب الاموال) ف غور کرنے کی بات ہے کہ اول تو وہ مقدار ہی کیا تھی جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لی۔ اس کے بعد لینا بھی اہل الرائے کے اصرار سے تھا اور مسلمانوں کے نفع کی وجہ سے اس میں بھی جتنی ممکن سے ممکن احتیاط ہوسکتی تھی اس کا اندازہ قصہ ۴ باب ۳ سے معلوم ہو گیا کہ بیوی نے تنگی اٹھا کر پیٹ کاٹ کر کچھ دام میٹھے کے لئے جمع کئے تو ان کو بیت المال میں جمع فرما دیا اور اتنی مقدار مستقل کم کر دی اس کے بعد یہ آخری فعل ہے کہ جو کچھ لیا اس کا بھی معاوضہ داخل کر دیا۔

۶۔ حضرت علی بن معبدؒ کا کرایہ کے مکان سے تحریر کو خشک کرنا

علی بن معبدؒ ایک محدث ہیں۔ فرماتے ہیں میں ایک کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے کچھ لکھا اور اس کو خشک کرنے کے لئے مٹی کی ضرورت ہوئی۔ کچی دیوار تھی۔ مجھے خیال آیا کہ اس پر سے ذرا سی کھرچ کے تحریر پر ڈال لوں۔ پھر خیال آیا کہ مکان کرایہ کا ہے (جو رہنے کے واسطے کرایہ پر لیا گیا نہ مٹی لینے کے واسطے) مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ اتنی ذرا سی مٹی میں کیا مضائقہ ہے معمولی چیز ہے۔ میں نے مٹی لے لی اور رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب کھڑے ہیں جو یہ فرما رہے ہیں کہ کل قیامت کو معلوم ہوگا یہ کہنا کہ معمولی مٹی کیا چیز ہے۔ ف "کل معلوم ہوگا" بظاہر مطلب یہ ہے کہ تقویٰ کے درجات بہت زیادہ ہیں۔ کمال درجہ یہ یقیناً تھا کہ اس سے بھی احتراز کیا جاتا اگرچہ عرفاً معمولی چیز شمار ہونے سے جواز کی حد میں تھا۔ (احیاء)

۷۔ حضرت علی رضؓ کا ایک قبر پر گذر

کمیلؒ ایک شخص ہیں کہتے ہیں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ایک مرتبہ جا رہا تھا۔ وہ جنگل میں پہنچے پھر ایک مقبرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے مقبرہ والو! اے بوسیدگی والو! اے وحشت اور تنہائی والو! کیا خبر ہے کیا حال ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہماری خبر تو یہ ہے کہ تمہارے بعد اموال تقسیم ہو گئے۔ اولادیں یتیم

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہوگئیں۔ بیویوں نے دوسرے خاوند کرلئے۔ یہ تو ہماری خبر ہے کچھ اپنی تو کہو۔ اس کے بعد میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کمیل! اگر ان لوگوں کو بولنے کی اجازت ہوتی اور یہ بول سکتے تو یہ لوگ جواب میں یہ کہتے کہ بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ یہ فرمایا اور پھر رونے لگے اور فرمایا اے کمیل قبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت بات معلوم ہوجاتی ہے۔[1] ف یعنی آدمی جو کچھ اچھا یا بُرا کام کرتا ہے وہ اس کی قبر میں محفوظ رہتا ہے جیسا کہ صندوق میں متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ نیک اعمال اچھے آدمی کی صورت میں ہوتے ہیں جو میت کے جی بہلانے اور انس پیدا کرنے کے لئے رہتا ہے اور اس کی دل داری کرتا ہے اور بُرے اعمال بُری صورت میں بدبودار بن کر آتے ہیں جو اور بھی اذیت کا سبب ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ آدمی کے ساتھ تین چیزیں قبر تک جاتی ہیں اس کا مال جیسا کہ عرب میں دستور تھا اس کے رشتہ دار اور اس کے اعمال۔ دو چیزیں مال اور رشتہ دار دفن کرکے واپس آجاتے ہیں۔ عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری مثال اور تمہارے اہل وعیال اور مال واعمال کی مثال کیا ہے صحابہؓ کے دریافت فرمانے پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کے تین بھائی ہوں اور وہ مرنے لگے اس وقت ایک بھائی کو وہ بلائے اور پوچھے کہ بھائی مجھے میرا حال معلوم ہے کہ مجھ پر کیا گذر رہی ہے، اس وقت تو میری مدد کیا کرے گا۔ وہ جواب دیتا ہے کہ تیری تیمار داری کروں گا علاج کروں گا۔ ہر قسم کی خدمت کروں گا اور جب تُو مر جائے گا تو نہلاؤں گا، کفن پہناؤں گا اور کاندھے پر اٹھاکر لے جاؤں گا اور دفن کے بعد تیرا ذکر خیر کروں گا۔ حضورؐ نے فرمایا یہ بھائی تو اہل وعیال ہیں۔ پھر وہ دوسرے بھائی سے یہی سوال کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا تیرا واسطہ زندگی کا ہے۔ جب تُو مر جائے گا تو میں دوسری جگہ چلا جاؤں گا۔ یہ بھائی مال ہے۔ پھر وہ تیسرے بھائی کو پوچھتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں قبر میں تیرا ساتھی ہوں، وحشت کی جگہ تیرا دل بہلانے والا ہوں۔ جب تیرا حساب کتاب ہونے لگے تو نیکیوں کے پلڑے میں بیٹھ کر اس کو جھکاؤں گا یہ بھائی عمل ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اب بتلاؤ کون سا بھائی کار آمد ہوا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہی بھائی کار آمد ہے، پہلے تو دو بے فائدہ ہی رہے۔[2]

۸۔ حضورؐ کا ارشاد، جس کا کھانا حرام ہو لینا حرام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ خود پاک ہیں اور پاک ہی مال قبول فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کو اسی چیز کا حکم دیا جس کا اپنے رسولوں کو حکم فرمایا۔ چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے:
يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ اے رسولو پاک چیزوں کو کھاؤ اور نیک عمل کرو، میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ

[1] منتخب [2] کنز [3] ایضاً

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ اے ایمان والو ہمارے دیئے ہوئے پاک رزق میں سے کھاؤ۔ اس کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ لمبے لمبے سفر کرتا (اور مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے) اور اس کے ساتھ ہی بکھرے ہوئے بالوں والا، غبار آلود کپڑوں والا (یعنی پریشان حال) دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے اے اللہ اے اللہ اے اللہ لیکن کھانا بھی اس کا حرام ہے پینا بھی حرام ہے لباس بھی حرام ہے۔ ہمیشہ ہی حرام کھایا تو اس کی دُعا کہاں قبول ہوسکتی ہے[1] ف لوگوں کو ہمیشہ سوچ رہتا ہے کہ مسلمانوں کی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ لیکن حالات کا اندازہ اس حدیث شریف سے کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ اللہ جل شانہٗ اپنے فضل سے کبھی کافر کی بھی دعا قبول فرمالیتے ہیں چہ جائیکہ فاسق کی۔ لیکن متقی کی دعا اصل چیز ہے۔ اسی لئے متقیوں سے دُعا کی تمنا کی جاتی ہے۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول ہوں ان کو بہت ضروری ہے کہ حرام مال سے احتراز کریں اور ایسا کون ہے جو یہ چاہتا ہے کہ میری دعا مقبول نہ ہو۔

۹۔ حضرت عمرؓ کا اپنی بیوی کو مُشک تولنے سے انکار

حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک مرتبہ بحرین مُشک آیا، ارشاد فرمایا کہ کوئی اس کو تول کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیتا۔ آپؓ کی اہلیہ حضرت عاتکہؓ نے عرض کیا، میں تول دوں گی، آپؓ نے سُن کر سکوت فرمایا۔ تھوڑی دیر میں پھر یہی ارشاد فرمایا کہ کوئی اس کو تول دیتا تاکہ میں تقسیم کر دیتا۔ آپ کی اہلیہ نے پھر یہی عرض کیا، آپؓ نے سکوت فرمایا۔ تیسری دفعہ میں ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو اُس کو اپنے ہاتھ سے ترازو کے پلڑے میں رکھے اور پھر ان ہاتھوں کو اپنے بدن پر پھیر لے اور اتنی مقدار کی زیادتی مجھے حاصل ہو۔ ف یہ کمال احتیاط تھی اور اپنے آپ کو محل تہمت سے بچانا ورنہ جو بھی تولے گا اُس کے ہاتھ کو تو لگے ہی گا۔ اس لئے اس کے جواز میں کوئی تردد نہ تھا۔ لیکن پھر بھی حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی کے لئے اس کو گوارا نہ فرمایا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جن کو عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے زمانہ میں ایک مرتبہ مُشک تولا جارہا تھا تو انھوں نے اپنی ناک بند فرمالی اور ارشاد فرمایا کہ مشک کا نفع تو خوشبو ہی سونگھنا ہے[2] ف یہ ہے احتیاط ان صحابہؓ اور تابعینؒ کی اور ہمارے بڑوں کی، پیشواؤں کی۔

۱۰۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا حجاج کے حاکم کو حاکم نہ بنانا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک شخص کو کسی جگہ کا حاکم بنایا۔ کسی شخص نے عرض کیا کہ یہ صاحب حجاج بن یوسف کے زمانہ میں اس کی طرف سے بھی حاکم رہ چکے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اُن حاکم کو معزول کر دیا۔ انھوں نے عرض کیا کہ میں نے تو حجاج بن یوسف کے یہاں تھوڑے ہی زمانہ کام کیا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ بُرا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تو اُس کے ساتھ ایک دن یا اس سے بھی کم رہا[3] ف

[1] جمع الفوائد [2] احیاء [3] ایضاً

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مطلب یہ ہے کہ پاس رہنے کا اثر ضرور پڑتا ہے۔ جو شخص متقیوں کے پاس رہتا ہے اس کے اوپر غیر معمولی اور غیر محسوس طریقہ سے تقویٰ کا اثر پڑتا ہے اور جو فاسقوں کے پاس رہتا ہے اس کے اوپر فسق کا اثر ہوتا ہے اسی وجہ سے بُری صحبت سے روکا جاتا ہے۔ آدمی تو درکنار جانوروں تک کے اثرات پاس رہنے سے آتے ہیں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ فخر اور بڑائی اونٹ اور گھوڑے والوں میں ہوتی ہے۔ اور مسکنت بکری والوں میں[1] حضورؐ کا ارشاد ہے کہ صالح آدمی کے پاس بیٹھنے والوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مُشک والے کے پاس بیٹھتا ہے کہ اگر مُشک نہ بھی ملے تب بھی اس کی خوشبو سے دماغ کو فرحت ہوگی اور بُرے ساتھی کی مثال آگ کی بھٹی والے کی سی ہے کہ اگر چنگاری نہ بھی پڑے تو دھواں تو کہیں گیا ہی نہیں[2]

پانچواں باب نماز کا شغف اور شوق اور اس میں خشوع وخضوع

نماز ساری عبادتوں میں سب سے زیادہ اہم چیز ہے۔ قیامت میں ایمان کے بعد سب سے پہلے نماز ہی کا سوال ہوتا ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ کفر اور اسلام کے درمیان میں نماز ہی آڑ ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے ارشادات اس بارہ میں وارد ہیں جو میرے ایک دوسرے رسالہ میں مذکور ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نوافل والے کے حق میں

حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے، میری طرف سے اس کو لڑائی کا اعلان ہے اور کوئی شخص میرا قرب اُس چیز کی بہ نسبت زیادہ حاصل نہیں کر سکتا جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ یعنی سب سے زیادہ قرب اور نزدیکی مجھ سے فرائض کے ادا کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور نوافل کی وجہ سے بندہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو پھر میں اُس کا کان بن جاتا ہوں جس سے سُنے، اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھے اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اُس کو عطا کرتا ہوں اور کسی چیز سے پناہ چاہتا ہے تو پناہ دیتا ہوں[3] ف آنکھ، کان بن جانے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کا دیکھنا، سننا، چلنا پھرنا سب میری خوشی کے تابع بن جاتا ہے اور کوئی بات بھی میری خلافِ مرضی نہیں ہوتی۔ کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو فرائض کے بعد نوافل بکثرت کی توفیق ہو اور یہ دولت نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل سے مجھے اور میرے دوستوں کو بھی نصیب فرمائیں۔

۲۔ حضورؐ کا تمام رات نماز پڑھنا

ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی سے دریافت کیا کہ حضورؐ کی کوئی عجیب بات جو آپ رضی نے دیکھی ہو وہ

---

[1] بخاری [2] جمع [3] رسالہ فضائل نماز عکسی ہے ہر کتب خانہ سے مل سکتا ہے [4] جمع الفوائد

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سُنادیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضورؐ کی کون سی بات عجیب نہ تھی۔ ہر بات عجیب ہی تھی۔ ایک دن رات کو تشریف لائے اور میرے پاس لیٹ گئے۔ پھر فرمانے لگے، لے چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت کروں، یہ فرما کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور رونا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک تک بہنے لگے پھر رکوع فرمایا اس میں بھی اسی طرح روتے رہے پھر سجدہ کیا اس میں بھی اسی طرح روتے رہے، پھر سجدہ سے اٹھے اس میں بھی اسی طرح روتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت بلالؓ نے آکر صبح کی نماز کے لئے آواز دی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ اتنے روئے حالانکہ آپؐ معصوم ہیں اگلے پچھلے سب گناہوں کی (اگر بالفرض ہوں بھی تو) مغفرت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرما رکھا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ پھر میں شکر گذار نہ بنوں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں ایسا کیوں نہ کرتا حالانکہ آج مجھ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آل عمران کا اخیر رکوع۔ ف۔ یہ متعدد روایات میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر لمبی نماز پڑھا کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آگیا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہؐ آپ اتنی مشقت اٹھاتے ہیں حالانکہ آپؐ بخشے بخشائے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ ٣؎

۳۔ حضورؐ کا چار رکعت میں چھ پارے پڑھنا

حضرت عوفؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھا حضورؐ نے مسواک فرمائی، وضو فرمایا اور نماز کی نیت باندھ لی میں بھی حضورؐ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا۔ حضورؐ نے سورۂ بقرہ ایک رکعت میں پڑھی اور جو آیت رحمت کی آتی حضورؐ اس جگہ دیر تک رحمت کی دعا مانگتے رہتے اور جو آیت عذاب کی آتی اُس جگہ دیر تک عذاب سے پناہ مانگتے رہتے۔ سورۃ کے ختم پر رکوع کیا اور اتنا ہی لمبا رکوع کیا جتنی دیر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی، اور رکوع میں سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْعَظَمَۃِ پڑھتے جاتے تھے۔ پھر اتنا ہی لمبا سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں اسی طرح سورۂ آل عمران پڑھی اور اسی طرح ایک ایک رکعت میں ایک ایک سورۃ پڑھتے رہے۔ اس طرح چار رکعتوں میں سوا چھ سپارے ہوتے ہیں۔ یہ کتنی لمبی نماز ہوئی ہوگی جس میں ہر آیتِ رحمت اور آیتِ عذاب پر دیر تک دعا کا مانگنا اور پھر اتنا ہی لمبا رکوع اور سجدہ تھا۔ حضرت حذیفہؓ بھی اپنا ایک قصہ حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اسی طرح سے نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ چار رکعتوں میں چار سورتیں سورۂ بقرہ سے لے کر سورۂ مائدہ کے ختم تک پڑھیں۔ ف۔ ان چار سورتوں کے سوا چھ سپارے ہوتے ہیں جو حضورؐ نے چار رکعتوں میں پڑھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ تجوید و ترتیل کے ساتھ پڑھنے کی تھی جیسا کہ اکثر احادیث میں ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہر آیتِ رحمت اور آیتِ عذاب پر ٹھیرنا اور دعا مانگنا پھر اتنا ہی لمبا رکوع سجدہ۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس طرح چار رکعات

لے اتحاف السادۃ ٢؎ الحجۃ ٣؎ بخاری

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں کس قدر وقت خرچ ہوا ہوگا بعض مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں سورۃ بقرہ آل عمران مائدہ تین سورتیں پڑھیں جو تقریباً پانچ پارے ہوتے ہیں۔ یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب نماز میں چین اور آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہو جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي اِتِّبَاعَهٗ

۴۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ وحضرت ابن زبیرؓ وحضرت علیؓ وغیرہ کی نمازوں کے حالات

مجاہدؒ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا حال نقل کرتے ہیں کہ جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک لکڑی گڑی ہوئی ہے۔ ؎۱ یعنی بالکل حرکت نہیں ہوتی تھی علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نماز سیکھی، اور انہوں نے حضورؐ سے یعنی جس طرح حضورؐ نماز پڑھتے تھے اسی طرح ابوبکر صدیقؓ پڑھتے تھے اور اسی طرح عبداللہ بن زبیرؓ۔ ثابتؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز ایسی ہوتی تھی کہ گویا لکڑی ایک جگہ گاڑ دی۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ ابن زبیرؓ جب سجدہ کرتے تو اس قدر لمبا اور بے حرکت ہوتا تھا کہ چڑیاں آ کر کمر پر بیٹھ جاتیں۔ بعض مرتبہ اتنا لمبا رکوع کرتے کہ تمام رات صبح تک رکوع ہی میں رہتے۔ بعض اوقات سجدہ اتنا ہی لمبا ہوتا کہ پوری رات گذر جاتی جب حضرت ابن زبیرؓ سے لڑائی ہو رہی تھی تو ایک گولہ مسجد کی دیوار پر لگا جس سے دیوار کا ایک ٹکڑا اُڑا اور حضرت ابن زبیرؓ کے حلق اور داڑھی کے درمیان کو گذرا مگر نہ انہوں نے کوئی انتشار ہوا نہ رکوع سجدہ مختصر کیا۔ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے بیٹا جس کا نام ہاشم تھا پاس سو رہا تھا۔ چھت میں سے ایک سانپ گرا اور بچہ پر لپٹ گیا۔ وہ چلایا۔ گھر والے سب دوڑے ہوئے آئے۔ شور مچ گیا۔ اُس سانپ کو مارا۔ ابن زبیرؓ اسی اطمینان سے نماز پڑھتے رہے۔ سلام پھیر کر فرمانے لگے۔ کچھ شور کی سی آواز آئی تھی کیا تھا۔ بیوی نے کہا اللہ تم پر رحم کرے بچہ کی تو جان ہی گئی تھی تمہیں پتہ ہی نہ چلا۔ فرمانے لگے تیرا ناس ہو، اگر نماز میں دوسری طرف توجہ کرتا تو نماز کہاں باقی رہتی، (ہلا یہ وغیرہ) حضرت عمرؓ کے اخیر زمانہ میں جب اُن کے خنجر مارا گیا جس کی وجہ سے اُن کا انتقال ہوا تو ہر وقت خون بہتا تھا اور اکثر غفلت بھی ہو جاتی تھی لیکن اس حالت میں بھی جب نماز کے لئے متنبہ کئے جاتے تو اسی حالت میں نماز ادا فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ اسلام میں اُس کا کوئی حصہ نہیں جو نماز چھوڑ دے حضرت عثمانؓ تمام رات جاگتے اور ایک رکعت میں پورا قرآن شریف ختم کر لیتے۔ ؎۲ حضرت علیؓ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب نماز کا وقت آجاتا تو بدن میں کپکپی آجاتی اور چہرہ زرد ہو جاتا کسی نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے فرمایا کہ اُس امانت کا وقت ہے جس کو اللہ جل شانہٗ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر اُتارا تو وہ اس کے تحمل سے عاجز ہو گئے اور میں نے اس کا تحمل کیا ہے خلفؒ بن ایوب سے کسی نے پوچھا کہ تمہیں نماز میں مکھیاں دق نہیں

؎۱ تاریخ الخلفاء ؎۲ منتخب کنز

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کرتیں۔ فرمایا کہ فاسق لوگ حکومت کے کوڑے کھاتے ہیں اور حرکت نہیں کرتے اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ اور اپنے صبر و تحمل پر اکڑتے ہیں کہ اتنے کوڑے مارے میں ہلا تک نہیں میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوں اور ایک مکھی کی وجہ سے حرکت کر جاؤں۔ مسلم بن یسار جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے گھر والوں سے کہتے کہ تم باتیں کرتے رہو مجھے تمہاری بات کا پتہ ہی نہیں چلے گا۔ ایک مرتبہ بصرہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مسجد کا ایک حصّہ گرا۔ لوگ اس کی وجہ سے دوڑے وہاں جمع ہوئے۔ شور و شغب ہوا مگر ان کو پتہ ہی نہ چلا۔ حاتم اصم سے کسی نے ان کی نماز کی کیفیت پوچھی تو کہنے لگے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو وضو کے بعد اس جگہ پہنچ کر جہاں نماز پڑھوں تھوڑی دیر بیٹھتا ہوں کہ بدن کے تمام حصّے میں سکون پیدا ہو جاتے۔ پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اس طرح کہ بیت اللہ کو اپنی نگاہ کے سامنے سمجھتا ہوں اور پل صراط کو پاؤں کے نیچے جنت کو دائیں طرف اور جہنم کو بائیں طرف۔ اور موت کے فرشتے کو اپنے پیچھے کھڑا ہوا خیال کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ یہ آخری نماز ہے اس کے بعد پورے خشوع خضوع سے نماز پڑھتا ہوں اور اس کے بعد امید اور ڈر کے درمیان رہتا ہوں کہ نہ معلوم قبول ہوئی یا نہیں۔ ؎

۵۔ ایک مہاجر اور ایک انصاری کی چوکیداری اور انصاری کا نماز میں تیر کھانا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے شب کو ایک جگہ قیام فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آج شب کو حفاظت اور چوکیدارہ کون کرے گا۔ ایک مہاجری اور ایک انصاری حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت عباد بن بشرؓ نے عرض کیا کہ ہم دونوں کریں گے۔ حضورؐ نے ایک پہاڑی جہاں سے دشمن کے آنے کا راستہ ہو سکتا تھا بتا دی کہ اس پر دونوں قیام کرو۔ دونوں حضرات وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر انصاری نے مہاجری سے کہا کہ رات کو دو حصّوں پر منقسم کر کے ایک حصّہ میں آپ سو رہیں میں جاگتا رہوں۔ دوسرے حصّہ میں آپ جاگیں میں سوتا رہوں کہ دونوں کے تمام رات جاگنے میں یہ بھی احتمال ہے کہ کسی وقت نیند کا غلبہ ہو جائے اور دونوں کی آنکھ لگ جائے۔ اگر کوئی خطرہ جاگنے والے کو محسوس ہو تو اپنے ساتھی کو جگا لے۔ رات کا پہلا آدھا حصّہ انصاری کے جاگنے کا قرار پایا اور مہاجری سو گئے۔ انصاری نے نماز کی نیت باندھ لی۔ دشمن کی جانب سے ایک شخص آیا اور دور سے کھڑے ہوئے شخص کو دیکھ کر تیر مارا اور جب کوئی حرکت نہ ہوئی تو دوسرا اور پھر اسی طرح تیسرا تیر مارا اور ہر تیر اُن کے بدن میں گھستا رہا اور یہ ہاتھ سے اُس کو بدن سے نکال کر پھینکتے رہے اس کے بعد اطمینان سے رکوع کیا، سجدہ کیا۔ نماز پوری کر کے

؎ احیاء

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اپنے ساتھی کو جگایا۔ وہ تو ایک کی جگہ دو کو دیکھ کر بھاگ گیا کہ نہ معلوم کتنے ہوں۔ مگر ساتھی نے جب اٹھ کر دیکھا تو انصاری کے بدن سے تین جگہ سے خون ہی خون بہہ رہا تھا۔ مہاجر نے فرمایا۔ سبحان اللہ تم نے مجھے شروع ہی میں نہ جگا لیا۔ انصاری نے فرمایا کہ میں نے ایک سورۃ (کہف) شروع کر رکھی تھی میرا دل نہ چاہا کہ اس کو ختم کرنے سے پہلے رکوع کر دوں۔ اب بھی مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو میں بار بار تیر لگنے سے مرجاؤں اور حضورؐ نے جو حفاظت کی خدمت سپرد کر رکھی ہے وہ فوت ہو جائے۔ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا تو میں مرجاتا مگر سورہ ختم کرنے سے پہلے رکوع نہ کرتا[1] ف یہ تھی اُن حضرات کی نماز اور اس کا شوق کہ تیر پر تیر کھائے جائیں اور خون ہی خون ہو جائے مگر نماز کے لطف میں فرق نہ پڑے۔ ایک ہماری نماز ہے کہ اگر مچھر بھی کاٹ لے تو نماز کا خیال جاتا رہے۔ بھڑ کا تو پوچھنا ہی کیا۔ یہاں ایک فقہی مسئلہ بھی اختلافی ہے کہ خون نکلنے سے ہمارے امام یعنی امام اعظمؒ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے امام شافعیؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا۔ ممکن ہے ان صحابی کا مذہب بھی یہی ہو۔ یا اس وقت تک اس مسئلہ کی تحقیق نہ ہوئی ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف فرما نہ تھے یا اس وقت تک نہ حکم ہوا ہی ہو۔

۶۔ حضرت ابوطلحہؓ کا نماز میں خیال آجانے سے باغ وقف کرنا

حضرت ابوطلحہؓ ایک مرتبہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے ایک پرندہ اُڑا اور چونکہ باغ گنجان تھا اس لئے اس کو جلدی سے باہر جانے کا راستہ نہ ملا۔ کبھی اِس طرف کبھی اُس طرف اُڑتا رہا اور نکلنے کا راستہ ڈھونڈتا رہا ان کی نگاہ اس پر پڑی اور اس منظر کی وجہ سے ادھر خیال لگ گیا اور نگاہ اس پرندہ کے ساتھ پھرتی رہی دفعتہً نماز کا خیال آیا تو سہو ہو گیا کہ کون سی رکعت ہے نہایت قلق ہوا کہ اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی کہ نماز میں بھول ہوئی فوراً حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورا قصہ عرض کر کے درخواست کی کہ اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی اس لئے میں اس کو اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں۔ آپؐ جہاں دل چاہے اس کو صرف فرما دیجئے۔ اسی طرح ایک اور قصہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں پیش آیا کہ ایک انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کھجوریں پکنے کا زمانہ شباب پر تھا اور خوشے کھجوروں کے بوجھ اور کثرت سے جھکے پڑے تھے نگاہ خوشوں پر پڑی اور کھجوروں سے بھرے ہونے کی وجہ سے بہت ہی اچھے معلوم ہوئے۔ خیال ادھر لگ گیا جس کی وجہ سے یہ بھی یاد نہ رہا کہ کے رکعتیں ہوئیں۔ اس کے رنج اور صدمہ کا ایسا غلبہ ہوا کہ اس کی وجہ سے یہ ٹھان لی کہ اس باغ ہی کو اب نہیں رکھنا جس کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ یہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں اس کو جو چاہے کیجئے انھوں نے اس باغ کو پچاس ہزار میں فروخت کر کے اس کی قیمت دینی

[1] بیہقی، ابوداؤد [2] موطا امام مالک

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کاموں میں خرچ فرمادی [1] ف یہ ایمان کی غیرت ہے کہ نماز جیسی اہم چیز میں خیال آجانے سے پچاس ہزار درم کا باغ ایک دم صدقہ کر دیا۔ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قول جمیل میں صوفیہ کی نسبت کی قسمیں تحریر فرماتے ہوئے اس کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ یہ نسبت ہے اللہ کی طاعت کو ماسوٰی پر مقدم رکھنا اور اس پر غیرت کرنا کہ ان حضرات کو اس پر غیرت آئی کہ اللہ کی اطاعت میں کسی دوسری چیز کی طرف توجہ کیوں ہوئی؟

۷۔ حضرت ابن عباس رض کا نماز کی وجہ سے آنکھ نہ بنوانا

حضرت عبداللہ ابن عباس رض کی آنکھ میں جب پانی اتر آیا تو آنکھ بنانے والے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم آنکھ بنا دیں لیکن پانچ دن تک آپ کو احتیاط کرنا پڑیگی کہ سجدہ بجائے زمین کے کسی اونچی لکڑی پر کرنا ہوگا۔ انھوں نے فرمایا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا واللہ ایک رکعت بھی اس طرح پڑھنا مجھے منظور نہیں، حضور ﷺ کا ارشاد مجھے معلوم ہے کہ جو شخص ایک نماز بھی جان کر چھوڑ دے وہ حق تعالیٰ شانہ سے ایسی طرح ملے گا کہ حق سبحانہ و تقدس اس پر ناراض ہوں گے [2] ف اگرچہ شرعاً نماز اس طرح سے مجبوری کی حالت میں پڑھنا جائز ہے اور یہ صورت نماز چھوڑنے کی وعید میں داخل نہیں ہوتی مگر حضرات صحابہ رض کو نماز کے ساتھ جو شغف تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کی اس قدر اہمیت تھی اسکی وجہ سے حضرت ابن عباس رض نے آنکھ بنوانے کو بھی پسند نہ کیا کہ ان حضرات کے نزدیک ایک نماز پر ساری دنیا قربان تھی۔ آج ہم بے حیائی سے جو چاہے ان مر مٹنے والوں کی شان میں منہ سے نکالدیں جب کل اُن کا سامنا ہوگا اور یہ فدائی میدانِ حشر کی سیر کے لطف اُڑا رہے ہوں گے جب حقیقت معلوم ہوگی کہ یہ کیا تھے اور ہم نے اُن کے ساتھ کیا برتاؤ کیا

۸۔ صحابہ رض کا نماز کے وقت فوراً دُکانیں بند کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رض ایک مرتبہ بازار میں تشریف رکھتے تھے کہ جماعت کا وقت ہوگیا دیکھا کہ فوراً سب کے سب اپنی اپنی دُکانیں بند کرکے مسجد میں داخل ہوگئے۔ ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ انہی لوگوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (سورہ نور پارہ ۱۸) ترجمہ پوری آیت شریفہ کا یہ ہے کہ ان مسجدوں میں ایسے لوگ صبح اور شام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد سے اور بالخصوص نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے نہ بیچنا۔ وہ ایسے دن کی پکڑ سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں اُلٹ جائیں گی [3] حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ وہ لوگ تجارت وغیرہ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوتے تھے لیکن جب اذان کی آواز

---
[1] موطا امام مالک [2] درمنثور [3] ماخوذ از بیان القرآن

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سُنتے تو سب کچھ چھوڑ کر فوراً مسجد میں چلے جاتے۔ ایک جگہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم یہ لوگ تاجر تھے مگر اُن کی تجارت اُن کو اللہ کے ذکر سے نہیں روکتی تھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ بازار میں تشریف رکھتے تھے کہ اذان ہوگئی انھوں نے دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے سامان کو چھوڑ کر نماز کی طرف چل دیئے ابن مسعودؓ نے فرمایا یہی لوگ ہیں جن کو اللہ جل شانہٗ نے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ سے یاد فرمایا۔ ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب حق تعالیٰ شانہٗ تمام دنیا کو ایک جگہ جمع فرمائیں گے تو ارشاد ہوگا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو خوشی اور رنج دونوں حالتوں میں اللہ کی حمد کرنے والے تھے۔ تو ایک مختصر جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جائے گی پھر ارشاد ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جو راتوں میں اپنی خواب گاہ سے دُور رہتے اور اپنے رب کو خوف اور رغبت کے ساتھ یاد کرتے تھے تو ایک دوسری مختصر جماعت اٹھے گی اور وہ بھی جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائے گی پھر ارشاد ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارت یا بیچنا اللہ کے ذکر سے نہیں روکتا تھا تو ایک تیسری جماعت مختصر سی کھڑی ہوگی اور جنت میں بغیر حساب داخل ہوگی۔ اُس کے بعد بقیہ لوگوں کا حساب شروع ہو جائے گا۔ ؎۱

۹۔ حضرت خبیبؓ کا قتل کے وقت نماز پڑھنا اور زیدؓ و عاصمؓ کا قتل

اُحد کی لڑائی میں جو کافر مارے گئے تھے اُن کے عزیزوں میں انتقام کا جوش زوروں پر تھا سلافہ نے جس کے دو بیٹے اس لڑائی میں مارے گئے تھے مَنّت مانی تھی کہ اگر عاصمؓ کا جنھوں نے اس کے بیٹوں کو قتل کیا تھا، سر ہاتھ آجائے تو اس کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ اس لئے اس نے اعلان کیا تھا کہ جو عاصمؓ کا سر لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دوں گی۔ سفیان بن خالد کو اس لالچ نے آمادہ کیا کہ وہ اُن کا سر لانے کی کوشش کرے چنانچہ اس نے عضل وقارہ کے چند آدمیوں کو مدینہ منورہ بھیجا۔ ان لوگوں نے اپنے کو مسلمان ظاہر کیا اور حضور اقدس صلعم سے تعلیم و تبلیغ کے لئے اپنے ساتھ چند حضرات کو بھیجنے کی درخواست کی اور حضرت عاصمؓ کے بھی ساتھ بھیجنے کی درخواست کی کہ ان کا وعظ پسندیدہ بتلایا چنانچہ حضورؐ نے دس آدمیوں کو اور بعض روایات میں چھ آدمیوں کو ان کے ساتھ کر دیا جن میں حضرت عاصمؓ بھی تھے۔ راستہ میں جا کر ان لے جانے والوں نے بدعہدی کی اور دشمنوں کو مقابلہ کے لئے بلا لیا جو دو سو آدمی تھے اور اُن میں سے سو آدمی بہت مشہور تیر انداز تھے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ حضورؐ نے ان حضرات کو مکہ والوں کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا۔ راستہ میں بنو لحیان کے دو سو آدمیوں سے مقابلہ ہوا۔ یہ مختصر جماعت دس آدمیوں کی یا چھ آدمیوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک پہاڑی پر جس کا نام فدفد تھا چڑھ گئی۔ کفار نے کہا کہ ہم تمہارے خون سے اپنی زمین رنگنا نہیں چاہتے صرف اہل مکہ سے تمہارے بدلہ میں کچھ مال لینا چاہتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ آجاؤ

؎۱ درمنثور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہم تم کو قتل نہ کریں گے مگر انہوں نے کہا کہ ہم کافر کے عہد میں آنا نہیں چاہتے اور ترکش سے تیر نکال کر مقابلہ کیا۔ جب تیر ختم ہوگئے تو نیزوں سے مقابلہ کیا حضرت عاصمؓ نے ساتھیوں سے جوش میں کہا کہ تم سے دھوکہ کیا گیا مگر گھبرانے کی بات نہیں۔ شہادت کو غنیمت سمجھو، تمہارا محبوب تمہارے ساتھ ہے اور جنت کی حوریں تمہاری منتظر ہیں۔ یہ کہہ کر جوش سے مقابلہ کیا اور جب نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار سے مقابلہ کیا مقابلوں کا مجمع کثیر تھا آخر شہید ہوگئے اور دعا کی کہ یا اللہ اپنے رسول کو ہمارے قصہ کی خبر کردے چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور اسی وقت اس واقعہ کا علم حضورؐ کو ہوگیا اور چونکہ عاصمؓ یہ بھی سُن چکے تھے کہ سلافہ نے میرے سر کی کھوپڑی میں شراب پینے کی مَنّت مانی ہے اس لئے مرتے وقت دعا کی کہ یا اللہ میرا سر تیرے راستہ میں کاٹا جا رہا ہے تو ہی اس کا محافظ ہے وہ دعا بھی قبول ہوئی اور شہادت کے بعد جب کافروں نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا اور بعض روایتوں میں بھڑوں کا ایک غول بھیج دیا جنھوں نے ان کے بدن کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ کافروں کو خیال تھا کہ رات کے وقت جب یہ اُڑ جائیں گی تو سر کاٹ لیں گے مگر رات کو ایک بارش کی رَو آئی اور ان کی نعش کو بہا کر لے گئی۔ اسی طرح سات آدمی یا تین آدمی شہید ہوگئے۔ غرض تین باقی رہ گئے حضرت خبیبؓ اور زیدؓ بن دثنہ اور عبداللہ بنؓ طارق۔ ان تینوں حضرات سے پھر انہوں نے عہد پیمان کیا کہ تم نیچے آجاؤ ہم تم سے بدعہدی نہ کریں گے۔ یہ تینوں حضرات نیچے اتر آئے اور نیچے اترنے پر کفار نے ان کی کمانوں کی تانت اتار کر ان کی مشکیں باندھیں حضرت عبداللہ بنؓ طارق نے فرمایا کہ یہ پہلی بدعہدی ہے میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گا۔ ان شہید ہونے والوں کا اقتدا ہی مجھے پسند ہے۔ انھوں نے زبردستی ان کو کھینچنا چاہا مگر یہ نہ ٹلے، تو ان لوگوں نے ان کو بھی شہید کردیا۔ صرف دو حضرات ان کے ساتھ رہے جن کو لے جا کر ان لوگوں نے مکّہ والوں کے ہاتھ فروخت کردیا۔ ایک حضرت زید بنؓ دثنہ جن کو صفوان بن امیہ نے پچاس اونٹ کے بدلہ میں خریدا تاکہ اپنے باپ امیّہ کے بدلہ میں قتل کرے۔ دوسرے حضرت خبیبؓ جن کو حجیر بن ابی اہاب نے سو اونٹ کے بدلہ میں خریدا تاکہ اپنے باپ کے بدلہ میں ان کو قتل کرے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حارث بن عامر کی اولاد نے خریدا کہ انہوں نے بدر میں حارث کو قتل کیا تھا۔ صفوان نے تو اپنے قیدی حضرت زیدؓ کو فوراً ہی حرم سے باہر اپنے غلام کے ہاتھ بھیج دیا کہ قتل کر دیئے جاویں۔ اس کا تماشا دیکھنے کے واسطے اور بھی بہت سے لوگ جمع ہوئے جن میں ابوسفیان بھی تھا۔ اُس نے حضرت زیدؓ سے شہادت کے وقت پوچھا کہ اے زید تجھ کو خدا کی قسم سچ کہنا کیا تجھ کو یہ پسند ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن تیرے بدلہ میں ماری جائے اور تجھ کو چھوڑ دیا جائے کہ اپنے اہل و عیال میں خوش و خرم رہے حضرت زیدؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ہیں وہیں اُن کے ایک کانٹا بھی چبھے اور ہم اپنے گھر آرام سے رہیں۔ یہ جواب سُن کو قریش حیران رہ گئے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ابوسفیان نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو جتنی اُن سے محبت دیکھی اس کی نظیر کہیں نہیں دیکھی اس کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک قید میں رہے۔ حجیر کی باندی جو بعد میں مسلمان ہو گئیں کہتی ہیں کہ جب خبیب رضی اللہ عنہ ہم لوگوں کی قید میں تھے تو ہم نے دیکھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ ایک دن انگور کا بہت بڑا خوشہ آدمی کے سر کے برابر ہاتھ میں لئے ہوئے انگور کھا رہے تھے اور مکّہ میں اس وقت انگور بالکل نہیں تھا۔ وہی کہتی ہیں کہ جب ان کے قتل کا وقت قریب آیا تو انہوں نے صفائی کے لئے اُسترہ مانگا وہ دیدیا گیا۔ اتفاق سے ایک کمسن بچہ اس وقت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ اُسترہ اُن کے ہاتھ میں ہے اور بچہ اُن کے پاس یہ دیکھ کر گھبرا گئے خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں بچہ کو قتل کر دوں گا ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد ان کو حرم سے باہر لایا گیا اور سُولی پر لٹکانے کے وقت آخری خواہش کے طور پر پوچھا گیا کہ کوئی تمنا ہو تو بتاؤ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اتنی مہلت دی جائے کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں کہ دنیا سے جانے کا وقت ہے اور اللہ جل شانہٗ کی ملاقات قریب ہے۔ چنانچہ مہلت دی گئی۔ انھوں نے دو رکعتیں نہایت اطمینان سے پڑھیں اور پھر فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت کے ڈر کی وجہ سے دیر کر رہا ہوں تو دو رکعت اور پڑھتا۔ اس کے بعد سُولی پر لٹکا دیئے گئے تو انہوں نے دعا کی یا اللہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو تیرے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک میرا آخری سلام پہنچا دے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اسی وقت سلام پہنچایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعلیکم السلام یا خبیب۔ اور ساتھیوں کو اطلاع فرمائی کہ خبیب رضی اللہ عنہ کو قریش نے قتل کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب سولی پر چڑھایا گیا تو چالیس کافروں نے نیزے لے کر چاروں طرف سے ان پر حملہ کیا اور بدن کو چھلنی کر دیا۔ اس وقت کسی نے قسم دے کر یہ بھی پوچھا کہ تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں اور تم کو چھوڑ دیں۔ انھوں نے فرمایا واللہ العظیم مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ میری جان کے فدیہ میں ایک کانٹا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چبھے۔ [1]

ف ویسے تو ان قصّوں کا ہر ہر لفظ عبرت ہے لیکن اس قصہ میں دو چیزیں خاص طور سے قابل قدر قابل عبرت ہیں۔ ان حضرات کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عشق کہ اپنی جان جائے اور اس کے بدلہ میں اتنا لفظ کہنا بھی گوارا نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی تکلیف معمولی سی بھی پہنچ جائے۔ اس لئے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے صرف زبان سے ہی کہلانا چاہتے تھے اور صرف زبان سے کہنا ہی تھا ورنہ بدلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے پر تو ان کفار کو بھی قدرت نہ تھی بلکہ وہ لوگ خود ہی ہر وقت تکلیف پہنچانے کی کوشش میں رہتے تھے جس میں بدلا بے بدلا سب برابر تھا۔ دوسری چیز نماز کی عظمت اور اس کا شغف کہ ایسے آخری وقت میں عام طور سے بیوی بچوں کو آدمی یاد کرتا ہے۔ صورت دیکھنا چاہتا ہے پیام و سلام کہتا

[1] فتح اسلام

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہے مگر ان حضرات کو پیام و سلام دینا ہے تو حضورؐ کو اور آخری تمنا ہے تو دو رکعت نماز کی۔

۱۰۔ حضورؐ کی جنت میں معیت کے لئے نماز کی مدد

حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گذارتا تھا اور تہجد کے وقت وضو کا پانی اور دوسری ضروریات مثلاً مسواک مصلیٰ وغیرہ رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خدمات سے خوش ہو کر فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جنت میں آپؐ کی رفاقت۔ آپؐ نے فرمایا اور کچھ کہ بس یہی چیز مطلوب ہے، آپؐ نے فرمایا اچھا میری مدد کیجیو سجدوں کی کثرت سے [1] ف اس میں تنبیہ ہے اس امر پر کہ صرف دعا پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھنا چاہیئے بلکہ کچھ طلب اور عمل کی بھی ضرورت ہے اور اعمال میں سب سے اہم نماز ہے کہ جتنی اس کی کثرت ہوگی اتنے ہی سجدے زیادہ ہوں گے۔ جو لوگ اس سہارے پر بیٹھے رہتے ہیں کہ فلاں پیر فلاں بزرگ سے دعا کرائیں گے سخت غلطی ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے اس دنیا کو اسباب کے ساتھ چلایا ہے۔ اگرچہ بے اسباب ہر چیز پر قدرت ہے اور قدرت کے اظہار کے واسطے کبھی ایسا کر بھی دیتے ہیں۔ لیکن عام عادت یہی ہے کہ دنیا کے کاروبار اسباب سے لگا رکھے ہیں۔ حیرت ہے کہ ہم لوگ دنیا کے کاموں میں تو تقدیر پر اور صرف دعا پر بھروسہ کر کے کبھی نہیں بیٹھتے بلکہ اس طرح کی کوشش کرتے ہیں مگر دین کے کاموں میں تقدیر اور دعا بیچ میں آجاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں کی دعا نہایت اہم ہے مگر حضورؐ نے بھی یہ ارشاد فرمایا کہ سجدوں کی کثرت سے میری دعا کی مدد کرنا۔

چھٹا باب — ایثار و ہمدردی اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

ایثار کہتے ہیں اپنی ضرورت کے وقت دوسرے کو ترجیح دینا۔ اوّل تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہر ادا، ہر عادت ایسی ہی ہے جس کی برابری تو درکنار اس کا کچھ بھی کسی خوش قسمت کو نصیب ہو جائے تو عین سعادت ہے لیکن بعض عادتیں ان میں سے ایسی ممتاز ہیں کہ انھیں کا حصہ تھیں۔ ان کے منجملہ ایثار ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے کلام اللہ شریف میں اس کی تعریف فرمائی اور يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ میں اس صفت کو ذکر فرمایا کہ وہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں گو اُن پر فاقہ ہی ہو۔

۱۔ صحابیؓ کا مہمان کی خاطر چراغ بجھا دینا

ایک صحابیؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک اور پریشانی کی حالت کی اطلاع دی حضورؐ نے اپنے گھروں میں آدمی بھیجا کہیں کچھ نہ ملا تو حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو ان کی ایک رات کی مہمانی قبول کرے۔ ایک انصاری صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں مہمانی کروں گا ان کو گھر

[1] ابوداؤد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لے گئے اور بیوی سے فرمایا کہ یہ حضورؐ کے مہمان ہیں جو اکرام کر سکے اس میں کسر نہ کرنا اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا بیوی نے کہا خدا کی قسم بچوں کے قابل کچھ تھوڑا سا رکھا ہے اور کچھ بھی گھر میں نہیں۔ صحابیؓ نے فرمایا کہ بچوں کو بہلا کر سلادو بچیو اور جب وہ سو جائیں تو کھانا لے کر مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور تو چراغ کے درست کرنے کے بہانے سے اٹھ کر اس کو بجھا دینا۔ چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دونوں میاں بیوی بچوں نے فاقہ سے رات گذاری جس پر یہ آیت يُؤْثِرُونَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ نازل ہوئی ترجمہ: اور ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ اُن پر فاقہ ہی ہو۔ ف۔ اس قسم کے متعدد واقعات ہیں جو صحابہؓ کے یہاں بیش آئے چنانچہ ایک دوسرا واقعہ اسی قسم کا لکھا ہے۔

۲۔ روزہ دار کے لئے چراغ بجھا دینا

ایک صحابیؓ روزہ پر روزہ رکھتے تھے۔ افطار کے لئے کوئی چیز کھانے کی میسر نہ آتی تھی۔ ایک انصاری صحابی حضرت ثابتؓ نے تاڑ لیا۔ بیوی سے کہا کہ میں رات کو ایک مہمان کو لاؤں گا جب کھانا شروع کریں تو تم چراغ کو درست کرنے کے حیلہ سے بجھا دینا اور اتنے مہمان کا پیٹ نہ بھر جائے خود نہ کھانا۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا ساتھ میں سب شریک رہے جیسے کھا رہے ہوں۔ صبح کو حضرت ثابت جب حضورؐ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ رات کا تمہارا اپنے مہمان کے ساتھ کا برتاؤ حق تعالیٰ شانہٗ کو بہت ہی پسند آیا۔[1]

۳۔ ایک صحابیؓ کا زکوٰۃ میں اونٹ دینا

حضرت اُبی ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا مال وصول کرنے کے لئے بھیجا میں ایک صاحب کے پاس گیا اور اُن سے اُن کے مال کی تفصیل معلوم کی تو اُن پر ایک اونٹ کا بچہ ایک سالہ واجب تھا۔ میں نے اُن سے اس کا مطالبہ کیا۔ وہ فرمانے لگے کہ ایک سال کا بچہ نہ دودھ کے کام کا نہ سواری کے کام کا۔ انھوں نے ایک نفیس عمدہ جوان اونٹنی سامنے کی کہ یہ لے جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں تو اس کو لے نہیں سکتا کہ مجھے عمدہ مال لینے کا حکم نہیں۔ البتہ اگر تم یہی دینا چاہتے ہو تو حضور اقدسؐ سفر میں ہیں اور آج کا پڑاؤ فلاں جگہ تمہارے قریب ہی ہے حضورؐ کی خدمت میں جا کر پیش کر دو۔ اگر منظور فرمالیا تو مجھے انکار نہیں ورنہ میں معذور ہوں۔ وہ اس اونٹنی کو لے کر میرے ساتھ ہو لئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے پاس آپؐ کے قاصد زکوٰۃ کا مال لینے آئے تھے اور خدا کی قسم مجھے آج تک یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی کہ رسول اللہ یا ان کے قاصد نے میرے مال میں کبھی تصرف فرمایا ہو اس لئے میں نے اپنا سارا مال سامنے کر دیا۔ انھوں نے فرمایا کہ اس میں ایک سالہ اونٹ کا بچہ زکوٰۃ کا واجب ہے حضورؐ ایک سال کے بچے سے نہ دودھ کا ہی نفع ہے نہ سواری کا۔ اس لئے میں نے ایک عمدہ جوان

[1] درمنثور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اونٹنی پیش کی تھی جس کو انھوں نے قبول نہیں فرمایا اس لئے میں خود لے کر حاضر ہوا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم پر واجب تو وہی ہے جو انھوں نے بتلائی مگر تم اپنی طرف سے اس سے زیادہ اور عمدہ مال دو تو قبول ہے اللہ تمہیں اس کا اجر مرحمت فرمائیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ یہ حاضر ہے۔ حضورؐ نے قبول فرمالیا اور برکت کی دُعا فرمائی۔ ف یہ زکوٰۃ کے مال کا منظر ہے آج بھی اسلام کے بہت سے دعویدار ہیں اور حضورؐ کی محبت کا دم بھرتے ہیں لیکن زکوٰۃ کے ادا کرنے میں زیادتی کا تو کیا ذکر ہے۔ پوری مقدار بھی ادا کرنا موت ہے۔ جو اونچے طبقے والے زیادہ مال والے کہلاتے ہیں ان کے یہاں تو اکثر و بیشتر اس کا ذکر ہی نہیں لیکن جو متوسط حیثیت کے لوگ ہیں اور اپنے کو دین دار بھی سمجھتے ہیں وہ بھی اس کی کوشش کرتے ہیں کہ جو خرچ اپنے عزیز رشتہ داروں میں یا کسی دوسری جگہ مجبوری سے پیش آجائے اس میں زکوٰۃ ہی کی نیت کرلیں۔

۴۔ حضرات شیخین کا صدقہ میں مقابلہ

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاقاً اس زمانہ میں میرے پاس کچھ مال موجود تھا۔ میں نے کہا آج میرے پاس اتفاق سے مال موجود ہے اگر میں ابوبکرؓ سے کبھی بھی بڑھ سکتا ہوں تو آج بڑھ جاؤں گا۔ یہ سوچ کر خوشی خوشی میں گھر گیا اور جو کچھ بھی گھر میں رکھا تھا اس میں سے آدھا لے آیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔ میں نے عرض کیا کہ چھوڑ آیا۔ حضورؐ نے فرمایا آخر کیا چھوڑا۔ میں نے عرض کیا آدھا چھوڑ آیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جو کچھ رکھا تھا سب لے آئے۔ حضورؐ نے فرمایا ابوبکر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔ انھوں نے فرمایا ان کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کو چھوڑ آیا یعنی اللہ اور اس کے رسول پاکؐ کے نام کی برکت اور ان کی رضا اور خوشنودی کو چھوڑ آیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ میں نے کہا حضرت ابوبکرؓ سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔ ف خوبیوں اور نیکیوں میں اس کی کوشش کرنا کہ دوسرے سے بڑھ جاؤں یہ مستحسن اور مندوب ہے قرآن پاک میں بھی اس کی ترغیب آئی ہے۔ یہ قصہ غزوۂ تبوک کا ہے۔ اس وقت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ کی خاص طور سے ترغیب فرمائی تھی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق بلکہ ہمت و وسعت سے زیادہ اعانتیں فرمائیں جن کا ذکر باب ۲ کے قصہ ۹ میں بھی مختصر طور پر گذرا ہے۔ جزاھم اللہ عنا وعن سائر المسلمین (احسن الجزاء)

۵۔ صحابہؓ کا دوسروں کی وجہ سے پیاسے مرنا

حضرت ابوجہم بن حذیفہؓ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا کہ وہ لڑائی میں شریک تھے اور ایک مشکیزہ پانی کا میں نے اپنے ساتھ لیا کہ ممکن ہے وہ پیاسے ہوں تو پانی پلاؤں۔ اتفاق سے وہ ایک جگہ اس حالت میں پڑے ہوئے ملے کہ دم توڑ رہے تھے اور جان کنی شروع تھی۔ میں نے پوچھا پانی کا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

گھونٹ دوں انھوں نے اشارے سے ہاں کی اتنے میں دوسرے صاحب نے جو قریب ہی پڑے تھے اور وہ بھی مرنے کے قریب تھے آہ کی۔ میرے چچازاد بھائی نے آواز سنی تو مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا میں ان کے پاس پانی لے کر گیا وہ ہشام بن ابی العاص تھے اُن کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اُن کے قریب ایک تیسرے صاحب اسی حال میں پڑے دم توڑ رہے تھے۔ انھوں نے آہ کی۔ ہشامؓ نے مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کر دیا۔ میں اُن کے پاس پانی لے کر پہنچا تو ان کا دم نکل چکا تھا۔ ہشامؓ کے پاس واپس آیا تو وہ بھی جان بحق ہو چکے تھے ان کے پاس سے اپنے بھائی کے پاس لوٹا تو اتنے میں وہ بھی ختم ہو چکے تھے اناللہ وانا الیہ راجعون[1]۔ ف اس نوع کے متعدد واقعات کتب حدیث میں ذکر کئے گئے۔ کیا انتہا ہے اس ایثار کی کہ اپنا بھائی آخری دم توڑ رہا ہو اور پیاسا ہو ایسی حالت میں کسی دوسرے کی طرف توجہ کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اس کو پیاسا چھوڑ کر دوسرے کو پانی پلانے چلا جائے۔ اور ان مرنے والوں کی روحوں کو اللہ جل شانہ اپنے لطف و فضل سے نوازیں کہ مرنے کے وقت بھی جب ہوش و حواس سب ہی جواب دیتے ہیں یہ لوگ ہمدردی میں جان دیتے ہیں۔

⑥ حضرت حمزہؓ کا کفن

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے اور بے درد کافروں نے آپؓ کے کان ناک وغیرہ اعضا کاٹ دئے اور سینہ چیر کر دل نکالا اور طرح طرح کے ظلم کئے۔ لڑائی کے ختم پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابہؓ شہیدوں کی نعشیں تلاش فرما کر ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرما رہے تھے کہ حضرت حمزہؓ کو اس حالت میں دیکھا نہایت صدمہ ہوا اور ایک چادر سے ان کو ڈھانک دیا۔ اتنے میں حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن حضرت صفیہؓ تشریف لائیں کہ اپنے بھائی کی حالت کو دیکھیں حضورؐ نے اس خیال سے کہ آخر عورت ہیں ایسے ظلموں کے دیکھنے کا تحمل مشکل ہو گا۔ ان کے صاحبزادہ حضرت زبیرؓ سے ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کو دیکھنے سے منع کرو، انھوں نے والدہ سے عرض کیا کہ حضورؐ نے دیکھنے کو منع فرما دیا انھوں نے کہا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ میرے بھائی کے ناک کان وغیرہ کاٹ دئے گئے اللہ کے راستے میں یہ کون سی بڑی بات ہے۔ ہم اس پر راضی ہیں میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتی ہوں اور انشاء اللہ صبر کروں گی۔ حضرت زبیرؓ نے حضورؐ سے جا کر اس کلام کو ذکر کیا تو حضورؐ نے اس جواب کو سن کر دیکھنے کی اجازت عطا فرما دی۔ آکر دیکھا اناللہ پڑھی اور ان کے لئے استغفار اور دعا کی۔ ایک روایت میں ہے کہ غزوۂ احد میں جہاں نعشیں رکھی ہوئی تھیں ایک عورت تیزی سے آرہی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا دیکھو عورت کو روکو۔ حضرت زبیرؓ کہتے ہیں، میں نے پہچان لیا کہ میری والدہ ہیں۔ میں جلدی سے روکنے کے لئے بڑھا مگر وہ قوی تھیں ایک گھونسا میرے مارا اور کہا پرے ہٹ۔ میں نے کہا کہ حضورؐ نے منع فرمایا ہے تو فوراً کھڑی ہو گئیں۔ اس کے بعد دو کپڑے نکالے اور فرمایا کہ میں اپنے بھائی

[1] درایہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کے کفن کے لئے لائی تھی کہ میں ان کے انتقال کی خبر سن چکی تھی۔ ان کپڑوں میں ان کو کفنا دینا۔ ہم لوگ وہ کپڑے لے کر حضرت حمزہؓ کو کفنانے لگے کہ برابر میں ایک انصاری شہید پڑے ہوئے تھے جن کا نام حضرت سہیلؓ تھا۔ ان کا بھی کفار نے ایسا ہی حال کر رکھا تھا جیسا کہ حضرت حمزہؓ کا تھا۔ ہمیں اس بات سے شرم آئی کہ حضرت حمزہؓ کو دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور انصاری کے پاس ایک بھی نہ ہو۔ اس لئے ہم نے دونوں کے لئے ایک ایک کپڑا تجویز کر دیا مگر ایک کپڑا ان میں بڑا تھا دوسرا چھوٹا تو ہم نے قرعہ ڈالا کہ قرعہ میں جو کپڑا جن کے حصہ میں آجائے گا وہ ان کے کفن میں لگایا جائے۔ قرعہ میں بڑا کپڑا حضرت سہیلؓ کے حصہ میں آیا اور چھوٹا حضرت حمزہؓ کے حصہ میں آیا جو اُن کے قد سے بھی کم تھا کہ اگر سر کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کیا جاتا تو سر کھل جاتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سر کو کپڑے سے ڈھانک دو اور پاؤں پر پتے وغیرہ ڈال دو۔ لہ ابن سعدؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت صفیہؓ جب دو کپڑے لے کر حضرت حمزہؓ کی نعش پر پہنچیں تو ان کے قریب ہی ایک انصاری اسی حال میں پڑے ہوئے تھے تو ایک ایک کپڑے میں دونوں کو کفن دیا گیا۔ حضرت حمزہؓ کا کپڑا بڑا تھا۔ یہ روایت مختصر ہے اور خمیس کی روایت مفصل ہے ف یہ دو جہان کے بادشاہ کے چچا کا کفن ہے وہ بھی اس طرح کہ ایک عورت اپنے بھائی کے لئے دو کپڑے دیتی ہیں اس میں یہ گوارا نہیں کہ دوسرا انصاری بے کفن رہے ایک ایک کپڑا بانٹ دیا جاتا ہے اور پھر چھوٹا کپڑا اس شخص کے حصہ میں آتا ہے جو کوئی وجہ سے ترجیح کا استحقاق بھی رکھتا ہے، غریب پروری اور مساوات کے دعوے دار اگر اپنے دعووں میں سچے ہیں تو ان پاک ہستیوں کا اتباع کریں جو کہہ کر نہیں بلکہ کر کے دکھلا گئے۔ ہم لوگوں کو اپنے لئے ان کا پیرو کہنا بھی شرم کی بات ہے۔

⑦ بکرے کی سری کا چکر کاٹ کر واپس آنا

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابیؓ کو کسی شخص نے بکری کی سری ہدیہ کے طور پر دی۔ انہوں نے خیال فرمایا کہ میرے فلاں ساتھی زیادہ ضرورت مند ہیں، کنبہ والے ہیں وہ اور ان کے گھر والے زیادہ محتاج ہیں اس لئے ان کے پاس بھیجدی، ان کو ایک تیسرے صاحب کے متعلق یہی خیال پیدا ہوا اور ان کے پاس بھیجدی۔ غرض اسی طرح سات گھروں میں پھر کر وہ سری سب سے پہلے صحابیؓ کے گھر لوٹ آئی۔ لہ ف اس قصہ سے ان حضرات کا عام طور سے محتاج اور ضرورت مند ہونا بھی معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی کہ ہر شخص کو دوسرے کی ضرورت اپنے سے مقدم معلوم ہوتی تھی۔

⑧ حضرت عمرؓ کا اپنی بیوی کو زچگی میں لے جانا

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ اپنے خلافت کے زمانہ میں بسا اوقات رات کو چوکیدارہ کے طور پر شہر کی حفاظت بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اسی حالت میں ایک میدان میں گذر ہوا۔ دیکھا کہ ایک خیمہ بالوں کا بنا ہوا لگا ہوا

لہ خمیس لہ درمنثور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہے جو پہلے وہاں نہیں دیکھا تھا۔ اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک صاحب وہاں بیٹھے ہیں اور خیمہ سے کچھ کراہنے کی آواز آرہی ہے۔ سلام کرکے ان صاحب کے پاس بیٹھ گئے اور دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ایک مسافر ہوں جنگل کا رہنے والا ہوں۔ امیر المؤمنین کے سامنے کچھ اپنی ضرورت پیش کرکے مدد چاہنے کے واسطے آیا ہوں۔ دریافت فرمایا کہ یہ خیمہ میں سے آواز کیسی آرہی ہے۔ اِن صاحب نے کہا میاں جاؤ اپنا کام کرو۔ آپ نے اصرار فرمایا کہ نہیں بتا دو کچھ تکلیف کی آواز ہے۔ ان صاحب نے کہا کہ عورت کی ولادت کا وقت قریب ہے، دردِ زِہ ہو رہا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کوئی دوسری عورت بھی پاس ہے۔ انہوں نے کہا کوئی نہیں، آپ وہاں سے اٹھے اور مکان تشریف لے گئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثوم رضی سے فرمایا کہ ایک بڑے ثواب کی چیز مقدر سے تمہارے لئے آئی ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایک گاؤں کی رہنے والی بیچاری تنہا ہے۔ اس کو دردِ زِہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہاں تمہاری صلاح ہو تو میں تیار ہوں۔ اور کیوں نہ تیار ہوتیں کہ یہ بھی آخر حضرت سیّدہ فاطمہ رضی کی ہی صاحبزادی تھیں۔ حضرت عمر رضی نے فرمایا کہ ولادت کے واسطے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہو، تیل گودڑ وغیرہ لے لو اور ایک ہانڈی اور کچھ گھی اور دانے وغیرہ بھی ساتھ لے لو۔ وہ لے کر چلیں حضرت عمر رضی خود پیچھے پیچھے ہو لئے۔ وہاں پہنچ کر حضرت ام کلثوم رضی تو خیمہ میں چلی گئیں اور آپ نے آگ جلا کر اس ہانڈی میں دانے اُبالے گھی ڈالا اتنے میں ولادت سے فراغت ہو گئی۔ اندر سے حضرت ام کلثوم رضی نے آواز دے کر عرض کیا امیر المؤمنین اپنے دوست کو لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دیجئے۔ امیر المؤمنین کا لفظ جب اُن صاحب کے کان میں پڑا تو وہ بڑے گھبرائے۔ آپ نے فرمایا گھبرانے کی بات نہیں۔ وہ ہانڈی خیمہ کے پاس رکھدی کہ اس عورت کو بھی کچھ کھلا دیں۔ حضرت ام کلثوم رضی نے اس کو کھلایا۔ اس کے بعد ہانڈی باہر دیدی۔ حضرت عمر رضی نے اس بدو سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ۔ رات بھر تمہاری جاگنے میں گذر گئی۔ اس کے بعد اہلیہ کو ساتھ لے کر گھر تشریف لے آئے اور ان صاحب سے فرمادیا کہ کل آنا تمہارے لئے انتظام کر دیا جائے گا۔[1] ف ہمارے زمانے کا کوئی بادشاہ یا رئیس نہیں کوئی معمولی حیثیت کا مالدار بھی ایسا ہے جو غریب کی ضرورت میں مسافر کی مدد کے واسطے اس طرح بیوی کو رات کو جنگل میں لے جائے اور خود اپنے آپ چولہا دھونک کر پکائے۔ مال دار کو چھوڑیئے کوئی دیندار بھی ایسا کرتا ہے سوچنا چاہیئے کہ جن کے نام لیوا ہیں اور ان جیسی برکات کی ہر بات میں امید رکھتے ہیں کوئی کام بھی ہم اُن جیسا کر لیتے ہیں۔

(۹) ابوطلحہ رضی کا باغ وقف کرنا

حضرت انس رضی فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی انصاری مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ اور سب سے بڑے باغ والے تھے ان کا ایک باغ تھا جس کا نام بیرحاء تھا۔ وہ ان کو بہت ہی زیادہ محبوب تھا۔ مسجد نبوی کے قریب

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھا۔ پانی بھی اس میں نہایت شیریں اور افراط سے تھا۔ حضورؐ بھی اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے۔ جب قرآن شریف کی آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ ترجمہ (تم نیکی کے کامل درجہ کو نہیں پہنچ سکتے جب تک ایسی چیزوں سے خرچ نہ کرو گے جو تم کو پسند ہیں) نازل ہوئی تو ابو طلحہؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اپنا باغ بیرحار سب سے زیادہ عزیز ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محبوب مال اللہ کے راستے میں خرچ کرو اس لئے وہ اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں آپؐ جیسا مناسب سمجھیں اس کے موافق اس کو خرچ فرمادیں۔ حضورؐ نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا کہ بہت ہی عمدہ مال ہے۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو اپنے اہل قرابت میں تقسیم کردو۔ ابو طلحہؓ نے اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم فرمادیا[1] ف ہم بھی اپنا کوئی محبوب ترین مال جائداد کوئی آدھ وعظ سن کر قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھ کر یا سُن کر اس طرح بیدھڑک خیرات کردیتے ہیں۔ اگر وقف وغیرہ کرنے کا خیال بھی آتا ہے تو زندگی سے مایوس ہوجانے کے بعد یا وارثوں سے خفا ہوکر ان کو محروم کرنے کی نیت سے اور برس کے برس اس سوچ میں لگا دیتے ہیں کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہوجائے کہ میری زندگی میں تو میرے ہی کام آئے بعد میں جو ہو وہ ہوتا رہے۔ ہاں نام و نمود کی کوئی چیز ہو، بیاہ شادی کی تقریب ہو تو سودی قرض سے بھی انکار نہیں۔

۱۰۔ حضرت ابوذرؓ کا اپنے خادم کو تنبیہ فرمانا

حضرت ابوذر غفاریؓ مشہور صحابی ہیں جن کے اسلام لانے کا قصہ باب ۱ کے ۵ پر گذر چکا۔ یہ بڑے زاہد لوگوں میں تھے۔ نہ مال اپنے پاس جمع رکھتے تھے نہ چاہتے تھے کہ کوئی دوسرا جمع رکھے۔ مال دار لوگوں سے ہمیشہ لڑائی رہتی تھی۔ اس لئے حضرت عثمانؓ کے حکم سے رَبذہ میں رہنے لگے تھے جو جنگل میں ایک معمولی سی آبادی تھی حضرت ابوذرؓ کے پاس چند اونٹ تھے اور ایک ناتواں ضعیف سا چرواہا جو ان کی خبرگیری کرتا تھا اسی پر گذر تھا۔ ایک شخص قبیلہ بنو سلیم کے خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ تمنا ظاہر کی کہ میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کے فیوض سے استفادہ کروں۔ میں آپ کے چرواہے کی مدد کرتا رہوں گا اور آپ کی برکات سے فائدہ بھی حاصل کروں گا۔ حضرت ابوذرؓ نے ارشاد فرمایا کہ میرا دوست وہ ہے جو میری اطاعت کرے اگر تم بھی میری اطاعت کے لئے تیار ہو شوق سے رہو۔ کہنا نہ مانو تو تمہاری ضرورت نہیں سلیمی صاحب نے عرض کیا کس چیز میں آپ اپنی اطاعت چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ جب میں اپنے مال میں سے کسی چیز کے خرچ کا حکم کروں تو عمدہ سے عمدہ مال خرچ کیا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے قبول کیا اور رہنے لگا۔ اتفاق سے ایک دن ان سے کسی نے ذکر کیا کہ پانی پر کچھ لوگ رہتے ہیں جو ضرورت مند ہیں کھانے کے محتاج ہیں۔ مجھ سے فرمایا ایک اونٹ لے آؤ میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بہت ہی عمدہ اونٹ ہے جو نہایت قیمتی نہایت کارآمد اور سواری

[1] در منثور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہیں مطیع۔ میں نے حسبِ وعدہ اس کو لے جانے کا ارادہ کیا۔ مگر مجھے خیال ہوا کہ غربار کو کھلانا ہی تو ہے اور یہ اونٹ بہت زیادہ کارآمد ہے۔ حضرت کی اور متعلقین کی ضرورت کا ہے اس کو چھوڑ کر اس سے ذرا کم درجہ کی عمدہ اونٹنی کہ اس اونٹ کے علاوہ اور باقی سب سے بہتر تھی لے کر حاضر خدمت ہوا۔ فرمایا کہ تم نے خیانت کی۔ میں سمجھ گیا اور واپس آکر وہی اونٹ لے گیا۔ پاس بیٹھنے والوں سے ارشاد فرمایا کہ دو آدمی ایسے ہیں جو اللہ کے واسطے ایک کام کریں دو آدمی اُٹھے۔ انھوں نے اپنے کو پیش کیا۔ فرمایا کہ اس کو ذبح کرو اور ذبح کے بعد گوشت کاٹ کر جتنے گھر پانی پر آباد ہیں ان کو شمار کر کے ابوذرؓ کا یعنی اپنا گھر بھی ایک عدد ان میں شمار کرلو اور سب کو برابر تقسیم کر دو۔ میرے گھر بھی اتنا ہی جائے جتنا ان میں سے ہر گھر میں جائے۔ انھوں نے تعمیلِ ارشاد کی اور تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد مجھے بلایا اور فرمایا کہ تو نے میری وصیت عمدہ مال خرچ کرنے کی جان بوجھ کر چھوڑی یا بھول گیا تھا۔ اگر بھول گیا تھا تو معذور ہے۔ میں نے عرض کیا کہ بھولا تو نہیں تھا میں نے اوّل اسی اونٹ کو لیا تھا مگر مجھے خیال ہوا کہ یہ بہت کارآمد ہے۔ آپ کو اکثر اس کی ضرورت رہتی ہے محض اس وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔ فرمایا کہ محض میری ضرورت سے چھوڑا تھا۔ عرض کیا محض آپ کی ضرورت سے چھوڑا تھا۔ فرمایا کہ اپنی ضرورت کا دن بتاؤں۔ میری ضرورت کا دن وہ ہے جس دن میں قبر کے گڑھے میں اکیلا ڈال دیا جاؤں گا۔ وہ دن میری ضرورت اور احتیاج کا ہے۔ مال کے اندر تین حصہ دار ہیں۔ ایک تقدیر جو مال کے لے جانے میں کسی چیز کا انتظار نہیں کرتی اچھا برا ہر قسم کا لے جاتی ہے دوسرا وارث جو اس کے انتظار میں ہے تو مرے تو وہ لے لے اور تیسرا حصہ دار تو خود ہے۔ اگر ہو سکتا ہو اور تیری طاقت میں ہو تو تینوں حصہ داروں میں سب سے زیادہ عاجز نہ بن۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اس لئے جو مال مجھے سب سے زیادہ پسند ہے اس کو میں اپنے لئے آگے چلتا کر دوں تاکہ وہ میرے لئے جمع رہے[1] ف تین حصہ داروں میں سب سے زیادہ عاجز نہ بن کا مطلب یہ ہے کہ جو ہو سکے اپنے لئے آخرۃ کا ذخیرہ جمع کر لے ایسا نہ ہو کہ مقدر غالب آجائے اور وہ مال تجھ سے ضائع ہو جائے یا تو مر جائے اور وہ دوسروں کے قبضہ میں آجائے کہ بعد میں کوئی کسی کو نہیں پوچھتا۔ آل اولاد بیوی بچے سب تھوڑے بہت دنوں رو کر چپ ہو جائیں گے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ مرنے والے کے لئے بھی کچھ صدقہ خیرات کر دیں۔ اور اس کو یاد رکھیں۔ ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد وارد ہے آدمی کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال۔ حالانکہ اس کا مال صرف وہ ہے جو کھا لیا اور ختم کر دیا یا پہن لیا اور پرانا کر دیا یا اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیا اور اپنے لئے خزانہ میں جمع کر دیا۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ دوسروں کا مال ہے لوگوں کے لئے جمع کر رہا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے حضورؐ نے دریافت فرمایا تم میں سے ایسا کون شخص ہے جس کو اپنے وارث کا مال اپنے سے اچھا لگے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ

[1] درمنثور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ایسا کون ہو گا جس کو دوسرے کا مال اپنے سے زیادہ محبوب ہو، حضورؐ نے فرمایا کہ اپنا مال صرف وہی ہے جو آگے بھیجدیا جائے اور جو چھوڑ دیا جائے وہ وارث کا مال ہے۔[1]

۱۱۔ حضرت جعفرؓ کا قصہ

حضرت جعفرؓ طیار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی ہیں۔ اول تو یہ سارا ہی گھرانہ اور خاندان بلکہ آل اولاد سخاوت، کرم شجاعت بہادری میں ممتاز رہے اور ہیں لیکن حضرت جعفرؓ مساکین کے ساتھ خاص تعلق رکھتے تھے اور زیادہ اٹھنا بیٹھنا غرباء ہی کے ساتھ ہوتا۔ کفار کی تکالیف سے تنگ ہو کر اول حبشہ کی ہجرت کی اور کفار نے وہاں بھی پیچھا کیا تو نجاشی کے یہاں اپنی صفائی پیش کرنا پڑی جس کا قصہ پہلے باب کے ۱۰ پر گذرا۔ وہاں سے واپسی پر مدینہ طیبہ کی ہجرت کی اور غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے جس کا قصہ اگلے باب کے ختم پر آرہا ہے۔ ان کے انتقال کی خبر پر حضورؐ ان کے گھر تعزیت کے طور پر تشریف لے گئے اور ان کے صاحبزادوں عبد اللہ اور عون اور محمد کو بلایا وہ سب کم عمر تھے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی۔ ساری ہی اولاد میں باپ کا رنگ تھا۔ مگر عبد اللہ میں سخاوت کا مضمون بہت زیادہ تھا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب قطب السخا، سخاوت کا قطب تھا۔ سات برس کی عمر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئی۔ انہی عبد اللہؓ بن جعفرؓ سے کسی شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے یہاں سفارش کرائی۔ ان کی سفارش پر اس کا کام ہو گیا تو اس نے نذرانہ کے طور پر چالیس ہزار درہم بھیجے انھوں نے واپس کر دیئے کہ ہم لوگ اپنی نیکی کو فروخت نہیں کیا کرتے۔ ایک مرتبہ کہیں سے دو ہزار درہم نذرانہ میں آئے اسی مجلس میں تقسیم فرما دیئے۔ ایک تاجر بہت سی شکر لے کر آیا مگر بازار میں فروخت نہ ہوئی۔ اس کو فکر و رنج ہوا۔ عبد اللہ بن جعفرؓ نے اپنے کارندوں سے کہا کہ ساری شکر اس سے خرید لو اور لوگوں میں مفت لٹا دو۔ رات کو قبیلہ میں جو مہمان آجاتا تھا وہ ان کے یہاں سے کھانا پینا ہر قسم کی ضروریات پوری کرتا۔[2] حضرت زبیرؓ ایک لڑائی میں شریک تھے۔ ایک دن اپنے بیٹے عبد اللہ کو وصیت فرمائی کہ میرا خیال یہ ہے کہ آج میں شہید ہو جاؤں گا۔ تم میرا قرضہ ادا کر دینا اور فلاں فلاں کام کرنا۔ یہ وصیتیں کر کے اسی دن شہید ہو گئے۔ صاحب زادہ نے جب قرضہ کو جوڑا تو بائیس لاکھ درہم تھے اور یہ قرضہ بھی اس طرح ہوا تھا کہ امانت دار بہت مشہور تھے۔ لوگ اپنی امانتیں بہت کثرت سے رکھتے۔ یہ فرما دیتے کہ رکھنے کی جگہ تو میرے پاس نہیں یہ رقم قرض ہے۔ جب تمہیں ضرورت ہو لے لینا۔ یہ کہہ کر اس کو صدقہ کر دیتے اور یہ بھی وصیت کی کہ جب کوئی مشکل پیش آئے تو میرے مولیٰ سے کہہ دینا۔ عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں مولیٰ کو نہ سمجھا میں نے پوچھا کہ آپ کے مولیٰ کون؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ حضرت عبد اللہؓ نے تمام قرضہ ادا کیا۔

[1] مشکوٰۃ [2] اصابہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہتے ہیں کہ جب کوئی دقت پیش آتی میں کہتا کہ اے زبیر کے مولیٰ فلاں کام نہیں ہوتا وہ فوراً ہو جاتا ۔۔۔ یہ عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ان عبداللہ بنؓ جعفر سے کہا کہ میرے والد کے قرضہ کی فہرست میں تمہارے ذمہ دس لاکھ درم لکھے ہیں۔ کہنے لگے کہ جب چاہو لے لو۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں دوبارہ گیا۔ میں نے کہا کہ وہ تمہارے ان کے ذمہ ہیں۔ کہنے لگے کہ میں نے معاف کر دیئے میں نے کہا کہ میں معاف نہیں کراتا کہنے لگے کہ جب تمہیں سہولت ہو دیدینا۔ میں نے کہا اس کے بدلہ میں زمین لے لو۔ غنیمت کے مال میں زمین بہت سی آئی ہوئی تھی۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا اچھا۔ میں نے ایک زمین ان کو دیدی جو معمولی حیثیت کی تھی۔ پانی وغیرہ اس میں نہیں تھا۔ انھوں نے فوراً قبول کر لی اور غلام سے کہا کہ اس زمین میں مصلیٰ بچھادے۔ اس نے مصلیٰ بچھادیا۔ دو رکعت نماز وہاں پڑھی اور بہت دیر تک سجدہ میں پڑے رہے۔ نماز سے فارغ ہو کر غلام سے کہا کہ اس جگہ کو کھودو۔ اس نے کھودنا شروع کیا۔ ایک پانی کا چشمہ وہاں سے ابلنے لگا[1]۔ ف ان حضرات صحابہ کرامؓ کے یہاں یہ اور اس قسم کی چیزیں جو اس باب میں لکھی گئیں کوئی بڑی بات نہ تھی۔ ان حضرات کی عام عادتیں ایسی ہی تھیں۔

ساتواں باب : بہادری، دلیری اور موت کا شوق

جس کا لازمی نتیجہ بہادری ہے کہ جب آدمی مرنے ہی کے سر ہو جائے تو پھر سب کچھ کر سکتا ہے ساری بزدلی سوچ فکر زندگی ہی کے واسطے ہے اور جب مرنے کا اشتیاق پیدا ہو جائے تو نہ مال کی محبت رہے نہ دشمن کا خوف۔ کاش مجھے بھی ان سچوں کے طفیل یہ دولت نصیب ہو جاتی۔

۱۔ ابن جحشؓ اور ابن سعدؓ کی دعا

حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے غزوہ احد میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے کہا کہ اے اسعد آؤ مل کر دعا کریں۔ ہر شخص اپنی ضرورت کے موافق دعا کرے دوسرا آمین کہے کہ یہ قبول ہونے کے زیادہ قریب ہے۔ دونوں حضرات نے ایک کونے میں جا کر دعا فرمائی۔ اول حضرت سعدؓ نے دعا کی یا اللہ جب کل کو لڑائی ہو تو میرے مقابلہ میں ایک بڑے بہادر کو مقرر فرما جو سخت حملہ والا ہو وہ مجھ پر سخت حملہ کرے اور میں اس پر زوردار حملہ کروں۔ پھر مجھے اس پر فتح نصیب فرما کہ میں اس کو تیرے راستے میں قتل کروں اور اس کی غنیمت حاصل کروں۔ حضرت عبداللہؓ نے آمین کہی اس کے بعد حضرت عبداللہؓ نے دعا کی اے اللہ کل کو میدان میں ایک بہادر سے مقابلہ کرا جو سخت حملہ والا ہو۔ میں اس پر شدت سے حملہ کروں وہ بھی مجھ پر زور سے حملہ کرے اور پھر وہ مجھے قتل کر دے پھر میرے ناک کان کاٹ لے۔ پھر قیامت

[1] اسد الغابہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں جب تیرے حضور میں پیش ہوں تو تو کہے کہ عبداللہ تیرے ناک کان کیوں کاٹے گئے۔ میں عرض کروں یا اللہ تیرے اور تیرے رسولؐ کے راستے میں کاٹے گئے، پھر تو کہے کہ سچ ہے میرے ہی راستے میں کاٹے گئے۔ حضرت سعدؓ نے آمین کہی۔ دوسرے دن لڑائی ہوئی اور دونوں حضرات کی دعائیں اسی طرح قبول ہوئیں جس طرح مانگی تھی[1] سعدؓ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جحشؓ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ میں نے شام کو دیکھا کہ ان کے ناک کان ایک تاگے میں پروئے ہوئے ہیں۔ اُحد کی لڑائی میں اُن کی تلوار بھی ٹوٹ گئی تھی حضورؐ نے ان کو ایک ٹہنی عطا فرمائی جو اُن کے ہاتھ میں جا کر تلوار بن گئی اور عرصہ تک بعد میں رہی اور دو سو دینار کو فروخت ہوئی[2] دینار سونے کے ایک سکّہ کا نام ہے۔ ف اس قصّہ میں جہاں ایک جانب کمال بہادری ہے کہ بہادر دشمن سے مقابلہ کی تمنا ہے وہاں دوسری جانب کمال عشق بھی کہ محبوب کے راستے میں بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی تمنا کرے اور آخر میں جب وہ پوچھیں کہ یہ سب کیوں ہوا تو میں عرض کروں کہ تمہارے لئے ۔

مرے لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سَو مزاروں میں رہے گا کوئی تو تیغِ ستم کے یادگاروں میں

۲۔ اُحد کی لڑائی میں حضرت علیؓ کی بہادری

غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو کچھ شکست ہوئی تھی جس کی بڑی وجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد پر عمل نہ کرنا تھی جس کا ذکر باب ۱ قصہ ۲ میں گذر چکا۔ اس وقت مسلمان چاروں طرف سے کفار کے بیچ میں آگئے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ شہید بھی ہوئے اور کچھ بھاگے بھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کفّار کے ایک جتھے کے بیچ میں آگئے اور کفار نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ حضورؐ شہید ہو گئے۔ صحابہؓ اس خبر سے بہت پریشان حال تھے اور اسی وجہ سے بہت بھاگے بھی اور اِدھر اُدھر متفرق ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ فرماتے ہیں کہ جب کفار نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میری نظر سے اوجھل ہو گئے تو میں نے حضورؐ کو اوّل زندوں میں تلاش کیا نہ پایا۔ پھر شہداء میں جا کر تلاش کیا وہاں بھی نہ پایا تو میں نے اپنے دل میں کہا ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ حضورؐ لڑائی سے بھاگ جائیں۔ بظاہر حق تعالیٰ شانہٗ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہم پر ناراض ہوئے اس لئے اپنے پاک رسولؐ کو آسمان پر اٹھا لیا اس لئے اب اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ میں بھی تلوار لے کر کافروں کے جتھے میں گُھس جاؤں یہاں تک کہ مارا جاؤں۔ میں نے تلوار لے کر حملہ کیا یہاں تک کہ کفار بیچ میں سے ہٹتے گئے اور میری نگاہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑ گئی تو بےحد مسرّت ہوئی اور میں نے سمجھا کہ اللہ جل شانہٗ نے ملائکہ کے ذریعہ سے اپنے محبوبؐ کی حفاظت کی۔ میں حضورؐ کے پاس جا کر کھڑا ہوا کہ ایک جماعت کی جماعت کفار کی حضورؐ پر حملہ کے لئے آئی۔ حضورؐ نے

[1] خمیس [2] اصابہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نے فرمایا کہ علیؓ ان کو روکو۔ میں نے تنہا نے اس جماعت کا مقابلہ کیا اور اُن کے مُنہ پھیر دیئے اور بعضوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور جماعت حضورؐ پر حملہ کی نیت سے بڑھی۔ آپؐ نے پھر حضرت علیؓ کی طرف اشارہ فرمایا۔ انھوں نے پھر تنہا اس جماعت کا مقابلہ کیا۔ اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ نے آکر حضرت علیؓ کی اس جوانمردی اور مدد کی تعریف کی تو حضورؐ نے فرمایا اِنَّهٗ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ بیشک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ یعنی کمال اتحاد کی طرف اشارہ فرمایا تو حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا وَ اَنَا مِنْکُمَا میں تم دونوں سے ہوں[1] ایک تنہا آدمی کا جماعت سے بھڑ جانا اور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مقدس ذات کو نہ پاکر مرجانے کی نیت سے کفار کے جمگھٹے میں گھس جانا۔ جہاں ایک طرف حضورؐ کے ساتھ سچی محبت اور عشق کا پتہ دیتا ہے وہاں دوسری جانب کمال بہادری اور دلیری جراٗۃ کا بھی نقشہ ہے۔

۳۔ حضرت حنظلہؓ کی شہادت

غزوۂ اُحد میں حضرت حنظلہؓ اوّل سے شریک نہیں تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کی نئی شادی ہوئی تھی بیوی سے ہمبستر ہوئے تھے۔ اس کے بعد غسل کی تیاری کر رہے تھے اور غسل کرنے کے لئے بیٹھ بھی گئے سر کو دھو رہے تھے کہ ایک دم مسلمانوں کی شکست کی آواز کان میں پڑی جس کی تاب نہ لا سکے۔ اسی حالت میں تلوار ہاتھ میں لی اور لڑائی کے میدان کی طرف بڑھے چلے گئے اور کفار پر حملہ کیا اور برابر بڑھتے چلے گئے کہ اسی حالت میں شہید ہو گئے چونکہ شہید کو اگر جنبی نہ ہو تو بغیر غسل دیئے دفن کیا جاتا ہے اس لئے ان کو بھی اسی طرح کر دیا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ملائکہ ان کو غسل دے رہے ہیں۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے ملائکہ کے غسل دینے کا تذکرہ فرمایا۔ ابوسعید ساعدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کا یہ ارشاد سُن کر حنظلہ کو جاکر دیکھا تو اُن کے سر سے غسل کا پانی ٹپک رہا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی پر تحقیق فرمایا تو ان کے بغیر نہائے جانے کا قصہ معلوم ہوا[2] یہ بھی کمال بہادری ہے۔ بہادر آدمی کو اپنے ارادہ میں تاخیر کرنا دشوار ہوتا ہے اس لئے اتنا انتظار بھی نہیں کیا کہ غسل پورا کر لیتے۔

۴۔ حضرت عمرو بن جموحؓ کی تمنائے شہادت

حضرت عمرو بن جموحؓ پاؤں سے لنگڑے تھے ان کے چار بیٹے تھے جو اکثر حضورؐ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے اور لڑائیوں میں شرکت بھی کرتے تھے۔ غزوۂ احد میں عمرو بن جموحؓ کو بھی شوق پیدا ہوا کہ میں بھی جاؤں۔ لوگوں نے کہا کہ تم معذور ہو لنگڑے پن کی وجہ سے چلنا دشوار ہے۔ انھوں نے فرمایا کیسی بُری بات ہے کہ میرے بیٹے تو جنّت میں جائیں اور میں رہ جاؤں۔ بیوی نے بھی ابھارنے کے لئے طعنہ کے طور پر کہا کہ میں تو دیکھ رہی ہوں کہ وہ لڑائی سے بھاگ کر لوٹ آیا۔ عمروؓ نے یہ سُن کر

---

[1] قرۃ العیون [2] ایضاً

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہتھیار لئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دُعا کی اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ (اے اللہ مجھے اپنے اہل کی طرف نہ لوٹائیو) اس کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی قوم کے منع کرنے کا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اپنے لنگڑے پیر سے جنت میں چلوں پھروں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے تم کو معذور کیا ہے تو نہ جانے میں کیا حرج ہے۔ انھوں نے پھر خواہش کی تو آپ نے اجازت دیدی۔ ابوطلحہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عمروؓ کو لڑائی میں دیکھا کہ اکڑتے ہوئے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا کی قسم میں جنّت کا مشتاق ہوں۔ اُن کا ایک بیٹا بھی اُن کے پیچھے دوڑا ہوا جاتا تھا۔ دونوں لڑتے رہے حتیٰ کہ دونوں شہید ہوئے ان کی بیوی اپنے خاوند اور بیٹے کی نعش کو اونٹ پر لاد کر دفن کے لئے مدینہ لانے لگیں تو وہ اونٹ بیٹھ گیا بڑی دقت سے اس کو مار کر اٹھایا اور مدینہ لانے کی کوشش کی مگر وہ احد ہی کی طرف منہ کرتا تھا۔ اُن کی بیوی نے حضورؐ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اونٹ کو یہی حکم ہے۔ کیا عمرو چلتے ہوئے کچھ کہہ گئے تھے۔ انھوں نے عرض کیا قبلہ کی طرف مُنہ کر کے یہ دُعا کی تھی اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ آپؐ نے فرمایا اسی وجہ سے یہ اونٹ اس طرف نہیں جاتا۔[1]

ف اسی کا نام ہے جنّت کا شوق اور یہی ہے وہ سچا عشق اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا جس کی وجہ سے صحابہؓ کہاں سے کہاں پہنچ گئے کہ ان کے جذبے مرنے کے بعد بھی ویسے ہی رہتے۔ بہتیری کوشش کی کہ اونٹ چلے مگر وہ یا تو بیٹھ جاتا یا اُحد کی طرف چلتا تھا۔

۵۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت

حضرت مصعب بن عمیرؓ اسلام لانے سے پہلے بڑے ناز کے پلے ہوئے اور مالدار لڑکوں میں تھے ان کے باپ اِن کے لئے دو دو سو درم کا جوڑا خرید کر پہناتے تھے۔ نوعمر تھے بہت زیادہ ناز و نعمت میں پرورش پاتے تھے۔ اسلام کے شروع ہی زمانے میں گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہو گئے اور اسی حالت میں رہتے۔ کسی نے ان کے گھر والوں کو بھی خبر کر دی۔ انھوں نے ان کو باندھ کر قید کر دیا کچھ روز اسی حالت میں گزرے اور جب موقع ملا تو چھپ کر بھاگ گئے اور جو لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے ان کے ساتھ ہجرت کر کے چلے گئے وہاں سے واپس آکر مدینہ منورہ کی ہجرت فرمائی اور زہد و فقر کی زندگی بسر کرنے لگے۔ اور ایسی تنگی کی حالت تھی کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف فرما تھے۔ حضرت مصعبؓ سامنے سے گذرے۔ ان کے پاس صرف ایک چادر تھی جو کئی جگہ سے پھٹی ہوئی تھی اور ایک جگہ بجائے کپڑے کے چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ان کی اس حالت

---

[1] قرۃ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور اس پہلی حالت کا تذکرہ فرماتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ غزوۂ احد میں مہاجرین کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ جب مسلمان نہایت پریشانی کی حالت میں منتشر ہو رہے تھے تو یہ جمے ہوئے کھڑے تھے ایک کافران کے قریب آیا اور تلوار سے ہاتھ کاٹ دیا کہ جھنڈا گر جاوے اور مسلمانوں کو گویا کھلی شکست ہو جائے۔ انھوں نے فوراً دوسرے ہاتھ میں لے لیا۔ اس نے دوسرے ہاتھ کو بھی کاٹ ڈالا۔ انھوں نے دونوں بازوؤں کو جوڑ کر سینہ سے جھنڈے کو چمٹا لیا کہ گرے نہیں۔ اس نے ان کے تیر مارا جس سے شہید ہو گئے مگر زندگی میں جھنڈے کو گرنے نہ دیا۔ اس کے بعد جھنڈا گرا جس کو فوراً دوسرے شخص نے اٹھا لیا۔ جب ان کو دفن کرنے کی نوبت آئی تو صرف ایک چادر ان کے پاس تھی جو پورے بدن پر نہیں آتی تھی۔ اگر سر کی طرف سے ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کی جاتی تو سر کھل جاتا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ چادر کو سر کی جانب کر دیا جائے اور پاؤں پر اذخر کے پتے ڈال دیئے جائیں۔[1] یہ آخری زندگی ہے اس نازک اور نازوں میں پلے ہوئے کی جو دوسو درم کا جوڑا پہنتا تھا کہ آج اس کو کفن کی ایک چادر بھی پوری نہیں ملتی اور اس پر ہمت یہ کہ زندگی میں جھنڈا نہ گرنے دیا۔ دونوں ہاتھ کٹ گئے مگر پھر بھی اس کو نہ چھوڑا۔ بڑے نازوں کے پلے ہوئے تھے مگر ایمان ان لوگوں کے دلوں میں کچھ ایسی طرح سے جمتا تھا کہ پھر وہ اپنے سوا کسی چیز کا بھی نہ چھوڑتا تھا۔ روپیہ پیسہ راحت آرام ہر قسم کی چیز سے ہٹا کر اپنے میں لگا لیتا تھا۔

۶۔ یرموک کی لڑائی میں حضرت سعدؓ کا خط

عراق کی لڑائی کے وقت حضرت عمرؓ کا ارادہ خود لڑائی میں شرکت فرمانے کا تھا۔ عوام اور خواص دونوں قسم کے مجمعوں سے کئی روز تک اس میں مشورہ ہوتا رہا کہ حضرت عمرؓ کا خود شریک ہونا زیادہ مناسب ہے یا مدینہ رہ کر لشکروں کے روانہ کرتے رہنے کا انتظام زیادہ مناسب ہے عوام کی رائے تھی کہ خود شرکت مناسب ہے اور خواص کی رائے تھی کہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے مشوروں کی گفتگو میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بھی تذکرہ آ گیا۔ ان کو سب نے پسند کیا کہ ان کو اگر بھیجا جاوے تو بہت مناسب ہے پھر حضرت عمرؓ کے جانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت سعدؓ بڑے بہادر اور عرب کے شیروں میں شمار ہوتے تھے۔ غرض یہ تجویز ہو گئی اور ان کو بھیج دیا گیا۔ جب قادسیہ پر حملہ کے لئے پہنچے تو شاہ کسریٰ نے ان کے مقابلہ کے لئے رستم کو جو مشہور پہلوان تھا تجویز کیا۔ رستم نے ہر چند کوشش کی اور بادشاہ سے بار بار اس کی درخواست کی کہ مجھے اپنے پاس رہنے دیں۔ خوف کا غلبہ تھا مگر اظہار اس کا کرتا تھا کہ میں یہاں سے لشکروں کے بھیجنے میں اور صلاح مشورہ میں مدد دوں گا۔ مگر بادشاہ نے

[1] ثمرہ، اصابہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جس کا نام یزدجرد تھا، قبول نہ کیا اور اس کو مجبوراً جنگ میں شریک ہونا پڑا[1] حضرت سعدؓ جب روانہ ہونے لگے تو حضرت عمرؓ نے ان کو وصیت فرمائی جس کے الفاظ کا مختصر ترجمہ یہ ہے "سعد تمہیں یہ بات دھوکہ میں نہ ڈالے کہ تم حضورؐ کے ماموں کہلاتے ہو اور حضورؐ کے صحابیؓ ہو، اللہ تعالیٰ بُرائی کو بُرائی سے نہیں دھوتے بلکہ بُرائی کو بھلائی سے دھوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے اس کے یہاں صرف اس کی بندگی مقبول ہے۔ اللہ کے یہاں شریف رذیل سب برابر ہیں سب ہی اس کے بندے ہیں اور وہ سب کا رب ہے اس کے انعامات بندگی سے حاصل ہوتے ہیں ہر امر میں اس چیز کو دیکھنا جو حضورؐ کا طریقہ تھا وہی عمل کی چیز ہے۔ میری اس نصیحت کو یاد رکھنا۔ تم ایک بہت بڑے کام کے لئے بھیجے جارہے ہو، اس سے چھٹکارا صرف حق کے اتباع سے ہوسکتا ہے۔ اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو خوبی کا عادی بنانا، اللہ کے خوف کو اختیار کرنا اور اللہ کا خوف دو باتوں میں جمع ہوتا ہے۔ اس کی اطاعت میں اور گناہ سے پرہیز کرنے میں۔ اور اللہ کی اطاعت جس کو بھی نصیب ہوئی دنیا سے بغض اور آخرت کی محبت سے نصیب ہوئی"[2] اس کے بعد حضرت سعدؓ نہایت بشاشت سے لشکر لے کر روانہ ہوئے جس کا اندازہ اس خط سے ہوتا ہے جو انھوں نے رستم کو لکھا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں فَاِنَّ مَعِیَ قَوْمًا یُّحِبُّوْنَ الْمَوْتَ کَمَا یُحِبُّوْنَ الْاَعَاجِمُ الْخَمْرَ بیشک میرے ساتھ ایسی جماعت ہے جو موت کو ایسا ہی محبوب رکھتی ہے جیسا کہ تم لوگ شراب پینے کو محبوب رکھتے ہو[3] ف شراب کے دل دادوں سے پوچھو کہ اس میں کیا مزہ ہے۔ جو لوگ موت کو ایسا محبوب رکھتے ہوں کامیابی کیوں نہ اُن کے قدم چومے۔

۷۔ حضرت وہبؓ بن قابوسؓ کی احد میں شہادت

حضرت وہبؓ بن قابوسؓ ایک صحابی ہیں جو کسی وقت میں مسلمان ہوئے تھے اور اپنے گھر کسی گاؤں میں رہتے تھے۔ بکریاں چراتے تھے۔ اپنے بھتیجے کے ساتھ ایک رسّی میں بکریاں باندھے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے پوچھا کہ حضورؐ کہاں تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ اُحد کی لڑائی پر گئے ہوئے ہیں۔ بکریوں کو وہیں چھوڑ کر حضورؐ کے پاس پہنچ گئے۔ اتنے میں ایک جماعت کفار کی حملہ کرتی ہوئی آئی۔ حضورؐ نے فرمایا جو ان کو منتشر کردے وہ جنت میں میرا ساتھی ہے۔ حضرت وہبؓ نے زور سے تلوار چلانی شروع کی اور سب کو ہٹا دیا۔ دوسری مرتبہ پھر یہی صورت پیش آئی۔ تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا۔ حضورؐ نے ان کو جنت کی خوشخبری دی۔ اس کا سننا تھا کہ تلوار لے کر کفّار کے جمگھٹے میں گھس گئے اور شہید ہوئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے وہب جیسی دلیری اور بہادری کسی کی بھی کسی لڑائی میں

---

[1] اشہر [2] ایضاً [3] تفسیری عزیزی اوّل

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نے نہ اس کی پرواہ کی کہ قاصد کو مارنا کسی قوم کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ اور نہ اس کا لحاظ کیا کہ میرا چچا ان حضرات کو اپنی پناہ میں لایا ہے۔ ان کو شہید کرنے کے بعد اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اس پر آمادہ کیا کہ ان مسلمانوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو۔ لیکن ان لوگوں نے ابو براء کی پناہ کی وجہ سے تردد کیا۔ تو اس نے آس پاس کے اور لوگوں کو جمع کیا اور بہت بڑی جماعت کے ساتھ ان ستر صحابہؓ کا مقابلہ کیا یہ حضرات آخر کہاں تک مقابلہ کرتے اور چاروں طرف سے کفار میں گھرے ہوئے تھے۔ بجز ایک کعبؓ بن زید کے جن میں کچھ زندگی کی رمق باقی تھی اور کفار ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے۔ باقی سب شہید ہوگئے۔ حضرت منذرؓ اور عمرؓ جو اونٹ چرانے گئے ہوئے تھے انھوں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مردار خور جانور اُڑ رہے تھے۔ دونوں حضرات یہ کہہ کر لوٹے کہ ضرور کوئی حادثہ پیش آیا۔ یہاں آکر دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو شہید پایا اور سواروں کی خون کی بھری ہوئی تلواریں لئے ہوئے ان کے گرد چکر لگاتے دیکھا۔ یہ حالت دیکھ کر دونوں حضرات ٹھٹکے اور باہم مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ عمرؓ بن امیہ نے کہا کہ چلو واپس چل کر حضورؐ کو اطلاع دیں مگر حضرت منذرؓ نے جواب دیا کہ خبر تو ہو ہی جاوے گی۔ میرا دل نہیں مانتا کہ شہادت کو چھوڑ دوں اور اس جگہ سے چلا جاؤں جہاں ہمارے دوست پڑے سو رہے ہیں۔ آگے بڑھو اور ساتھیوں سے جا ملو۔ چنانچہ دونوں آگے بڑھے اور میدان میں کود گئے۔ حضرت منذرؓ شہید ہوئے اور حضرت عمرؓ بن امیہ گرفتار ہوئے مگر چونکہ عامر کی ماں کے ذمہ کسی منت کے سلسلہ میں ایک غلام کا آزاد کرنا تھا۔ اس لئے عامر نے ان کو اس منت میں آزاد کیا[۱] ان حضرات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام حضرت عامرؓ بن فہیرہ بھی تھے۔ ان کے قاتل جبار بن سلمی کہتے ہیں کہ میں نے جب ان کے برچھا مارا اور وہ شہید ہوئے تو انھوں نے کہا فُزْتُ وَ اللّٰہ خدا کی قسم میں کامیاب ہوا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ان کی نعش آسمان کو اُڑی چلی گئی۔ میں بہت متحیر ہوا اور میں نے بعد میں لوگوں سے پوچھا کہ میں نے خود برچھا مارا وہ مرے لیکن پھر بھی وہ کہتے ہیں میں کامیاب ہوگیا تو وہ کامیابی کیا تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ کامیابی جنّت کی تھی۔ اس پر میں مسلمان ہوگیا[۲] ف یہی وہ لوگ ہیں جن پر اسلام کو بجا طور پر فخر ہے بیشک موت اُن کے لئے شراب سے زیادہ محبوب تھی اور کیوں نہ ہوتی جب دُنیا میں کام ہی ایسے کئے تھے جن پر اللہ کے یہاں کی سرخروئی یقینی تھی اسی لئے جو مرتا تھا وہ کامیاب ہوتا تھا۔

۹۔ حضرت عمیرؓ کا قول کہ کھجوریں کھانا طویل زندگی ہے

غزوۂ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ اٹھو اور بڑھو ایسی جنّت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین سے کہیں زیادہ ہے اور متقیوں کے واسطے

[۱] سلام [۲] خمیس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بنائی گئی ہے۔ حضرت عمیر بن الحمامؓ ایک صحابی ہیں وہ بھی سن رہے تھے کہنے لگے واہ واہ۔ حضورؐ نے فرمایا۔ واہ واہ کس بات پر کہا۔ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے یہ تمنا ہے کہ میں بھی ان میں سے ہوتا۔ آپؐ نے فرمایا تم بھی ان میں سے ہو۔ اس کے بعد جھولی میں سے چند کھجوریں نکال کر کھانے لگے۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ ان کھجوروں کے ختم ہونے کا انتظار جو ہاتھ میں ہیں بڑی لمبی زندگی ہے کہاں تک انتظار کروں گا یہ کہہ کر ان کو پھینک دیا اور تلوار لے کر مجمع میں گھس گئے اور شہید ہونے تک لڑتے رہے[1] ف حقیقت میں یہی لوگ جنت کے قدردان ہیں اور اس پر یقین رکھنے والے ہم لوگوں کو بھی اگر یقین نصیب ہو جائے تو ساری باتیں سہل ہو جائیں۔

۱۰۔ حضرت عمرؓ کی ہجرت

حضرت عمرؓ کا تو ذکر ہی کیا ہے بچہ بچہ ان کی بہادری سے واقف اور شجاعت کا معترف ہے۔ اسلام کے شروع میں جب مسلمان سب ہی ضعف کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے خود اسلام کی قوت کے واسطے عمرؓ کے مسلمان ہونے کی دُعا کی اور قبول ہوئی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ کعبہ کے قریب اس وقت تک نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ جب تک کہ عمرؓ مسلمان نہیں ہوئے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اوّل اوّل ہر شخص نے ہجرت چھپ کر کی۔ مگر جب عمرؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو تلوار گلے میں ڈالی کمان ہاتھ میں لی اور بہت سے تیر ساتھ لئے اوّل مسجد میں گئے۔ طواف اطمینان سے کیا۔ پھر اطمینان سے نماز پڑھی۔ اس کے بعد کفار کے مجمعوں میں گئے اور فرمایا کہ جس کا یہ دل چاہے کہ اس کی ماں اس کو روئے اس کی بیوی رانڈ ہو اس کے بچے یتیم ہوں وہ مکہ سے باہر آ کر میرا مقابلہ کرے۔ یہ الگ الگ جماعتوں کو سنا کر تشریف لے گئے۔ کسی ایک شخص کی بھی ہمت نہ پڑی کہ پیچھا کرتا[2]

۱۱۔ غزوۂ موتہ کا قصّہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کے پاس تبلیغی دعوت نامے ارسال فرمائے تھے۔ ان میں ایک خط حضرت حارث بن عمیرؓ ازدی کے ہاتھ بُصریٰ کے بادشاہ کے پاس بھی بھیجا تھا جب یہ موتہ پہنچے تو شرجیل غسانی نے جو قیصر کے حکام میں سے ایک شخص تھا ان کو قتل کر دیا۔ قاصدوں کا قتل کسی کے نزدیک بھی پسندیدہ نہیں۔ حضورؐ کو یہ بات بہت گراں ہوئی اور آپ نے تین ہزار کا ایک لشکر تجویز فرما کر حضرت زید بن حارثہؓ کو ان پر امیر مقرر فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالبؓ امیر بنائے جائیں وہ بھی شہید ہو جائیں۔ تو عبد اللہ بن رواحہؓ امیر ہوں وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جس کو دل چاہے امیر بنالیں۔ ایک یہودی اس گفتگو کو سُن رہا تھا اُس نے

---
[1] طبقات ابن سعد [2] اسد الغابہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہا یہ تینوں تو ضرور شہید ہوں گے۔ پہلے انبیاء کی اس قسم کے کلام کا یہی مطلب ہوتا ہے۔ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک سفید جھنڈا بنا کر حضرت زیدؓ کے حوالے فرمایا اور خود مع ایک جماعت کے ان حضرات کو رخصت فرمانے تشریف لے گئے۔ شہر کے باہر جب پہنچانے والے واپس آنے لگے تو ان مجاہدین کے لئے دُعا کی کہ حق تعالیٰ شانہٗ تم کو سلامتی کے ساتھ کامیابی کے ساتھ واپس لائے اور ہر قسم کی بُرائی سے محفوظ رکھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اس کے جواب میں تین شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں تو اپنے رب سے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ ایک ایسی تلوار ہو جس سے میرے خون کے فوارے چھوٹنے لگیں یا ایسا برچھا ہو جو آنتوں اور کلیجہ کو چیرتا ہوا نکل جائے اور جب لوگ میری قبر پر گذریں تو یہ کہیں کہ اللہ تجھ غازی کو رشید اور کامیاب کرے واقعی تو تو رشید اور کامیاب تھا۔ اس کے بعد یہ حضرات روانہ ہوگئے۔ شرجیل کو بھی ان کی روانگی کا علم ہوا۔ وہ ایک لاکھ فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ یہ حضرات کچھ آگے چلے تو معلوم ہوا کہ خود ہرقل روم کا بادشاہ بھی ایک لاکھ فوج ساتھ لئے ہوئے مقابلہ کے لئے آرہا ہے۔ ان حضرات کو اس خبر سے تردد ہوا کہ اتنی بڑی جمعیت کا مقابلہ کیا جاوے یا حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع دی جاوے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے للکار کر فرمایا اے لوگو! تم کس بات سے گھبرا رہے ہو، تم کس چیز کے ارادہ سے نکلے ہو، تمہارا مقصود شہید ہو جانا ہے۔ ہم لوگ کبھی بھی قوت اور آدمیوں کی کثرت کے زور پر نہیں لڑے۔ ہم صرف اس دین کی وجہ سے لڑے ہیں جس کی وجہ سے اللہ نے ہمیں اکرام نصیب فرمایا ہے آگے بڑھو۔ دو کامیابیوں میں سے ایک تو ضروری ہے یا شہادت یا غلبہ، یہ سُن کر مسلمانوں نے ہمّت کی اور آگے بڑھ گئے۔ حتیٰ کہ موتہ پر پہنچ کر لڑائی شروع ہوگئی۔ حضرت زیدؓ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور میدان میں پہنچے۔ گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ شرجیل کا بھائی بھی مارا گیا اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ خود شرجیل بھی بھاگ کر ایک قلعہ میں چھپ گیا اور ہرقل کے پاس مدد کے لئے آدمی بھیجا۔ اس نے تقریباً دو لاکھ فوج بھیجی اور لڑائی زور سے ہوتی رہی۔ حضرت زیدؓ شہید ہوئے تو حضرت جعفرؓ نے جھنڈا لیا اور اپنے گھوڑے کے خود ہی پاؤں کاٹ دیئے۔ تاکہ واپسی کا خیال بھی دل میں نہ آئے اور چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے اے لوگو کیا ہی اچھی ہے جنّت اور کیا ہی اچھا ہے اس کا قریب ہونا۔ کتنی بہترین چیز ہے اور کتنا ٹھنڈا ہے اس کا پانی۔ اور ملک روم کے لوگوں پر عذاب کا وقت آگیا۔ مجھ پر بھی لازم ہے کہ ان کو ماروں، یہ اشعار پڑھے اور اپنے گھوڑے کے پاؤں خود ہی کاٹ چکے تھے کہ واپسی کا خیال بھی دل میں نہ آوے اور تلوار لے کر کافروں کے مجمع میں گھُس گئے۔ امیر ہونے کی وجہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سے جھنڈا ابھی انہی کے پاس تھا۔ اوّل جھنڈا دائیں ہاتھ میں لیا۔ کافروں نے دایاں ہاتھ کاٹ دیا کہ جھنڈا گر جائے۔ انھوں نے فوراً بائیں ہاتھ میں لیا۔ انھوں نے وہ بھی کاٹا۔ تو انہوں نے دونوں بازوؤں سے اس کو تھاما اور منہ سے مضبوط پکڑ لیا۔ ایک شخص نے پیچھے سے ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جس سے یہ گر پڑے۔ اس وقت ان کی عمر تینتیس سال کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے بعد میں نعشوں میں سے حضرت جعفرؓ کو جب اٹھایا تو ان کے بدن کے اگلے حصّے میں نوّے زخم تھے۔ جب یہ شہید ہو گئے تو لوگوں نے عبداللہ بن رواحہؓ کو آواز دی۔ وہ لشکر کے ایک کونہ میں گوشت کا ٹکڑا کھا رہے تھے کہ تین دن سے کچھ چکھنے کو بھی نہ ملا تھا۔ وہ آواز سنتے ہی گوشت کے ٹکڑے کو پھینک کر اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے کہ جعفرؓ تو شہید ہو جائیں اور تو دنیا میں مشغول رہے۔ آگے بڑھے اور جھنڈا لے کر قتال شروع کر دیا۔ انگلی میں زخم آیا۔ وہ لٹک گئی تو انھوں نے پاؤں سے اس کٹی ہوئی انگلی کو دبا کر ہاتھ کھینچا وہ الگ ہو گئی اس کو پھینک دیا اور آگے بڑھے۔ اس گھمسان اور پریشانی کی حالت میں تھوڑا سا تردد بھی پیش آیا کہ نہ ہمت نہ مقابلہ کی طاقت۔ لیکن اس تردد کو تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اپنے دل کو مخاطب بنا کر کہا۔ او دِل کس چیز کا اب اشتیاق باقی ہے جس کی وجہ سے تردد ہے کیا بیوی کا ہے تو اس کو تین طلاق۔ یا غلاموں کا ہے تو وہ سب آزاد۔ یا باغ کا ہے تو وہ اللہ کے راستے میں صدقہ۔ اس کے بعد چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ قسم ہے او دل تجھے، اُترنا ہوگا خوشی سے اُتر یا ناگواری سے اُتر۔ تجھے اطمینان کی زندگی گذارتے ہوئے ایک زمانہ گذر چکا۔ سوچ تو آخر تو ایک قطرۂ منی ہے۔ دیکھ کافر لوگ مسلمانوں پر کھنچے ہوئے آ رہے ہیں تجھے کیا ہوا کہ جنت کو پسند نہیں کرتا۔ اگر تو قتل نہ ہوا تو ویسے بھی آخر مرے ہی گا۔ اس کے بعد گھوڑے سے اُترے۔ ان کے چچا زاد بھائی گوشت کا ایک ٹکڑا لائے کہ ذرا سا کھا لو کمر سیدھی کر لو۔ کئی دن سے کچھ نہیں کھایا۔ انھوں نے لے لیا۔ اتنے میں ایک جانب سے حملے کی آواز آئی۔ اس کو پھینک دیا اور تلوار لے کر جماعت میں گھس گئے اور شہید ہونے تک تلوار چلاتے رہے۔ [1] ف صحابہؓ کی پوری زندگی کا یہی نمونہ ہے۔ ان کا ہر ہر حصّہ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے شوق کا سبق دیتا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا تو پوچھنا ہی کیا۔ تابعین پر بھی یہی رنگ چڑھا ہوا تھا۔ ایک قصہ پر اس باب کو ختم کرتا ہوں جو دوسرے رنگ کا ہے۔ دشمن سے مقابلہ کے نمونے تو آپ دیکھ ہی چکے ہیں۔ اب حکومت کے سامنے کا منظر بھی دیکھ لیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَفْضَلُ الْجِهَادِ

---

[1] خمیس۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کَلِمَۃُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے۔ حجاج کا ظلم و ستم دنیا میں مشہور ہے گو اس زمانہ کے بادشاہ باوجود ظلم وستم کے دین کی اشاعت کا کام بھی کرتے رہتے تھے لیکن پھر بھی دین دار اور عادل بادشاہوں کے لحاظ سے وہ بدترین شمار ہوتے تھے اور اس وجہ سے لوگ ان سے بیزار تھے۔ سعیدؓ بن جبیر نے بھی ابن الاشعث کے ساتھ مل کر حجاج کا مقابلہ کیا۔ حجاج عبدالملک بن مروان کی طرف سے حاکم تھا۔ سعیدؓ بن جبیرؓ مشہور تابعی ہیں اور بڑے علماء میں سے ہیں۔ حکومت اور بالخصوص حجاج کو ان سے بغض وعداوت تھی اور چونکہ مقابلہ کیا تھا اس لئے عداوت کا ہونا بھی ضروری تھا۔ مقابلہ میں حجاج ان کو گرفتار نہ کرسکا۔ یہ شکست کے بعد چھپ کر مکہ مکرمہ چلے گئے حکومت نے اپنے ایک خاص آدمی کو مکہ کا حاکم بنایا اور پہلے حاکم کو اپنے پاس بلالیا۔ اس نئے حاکم نے جاکر خطبہ پڑھا جس کے اخیر میں عبدالملک بن مروان بادشاہ کا حکم بھی سنایا کہ جو شخص سعیدؓ بن جبیر کو ٹھکانا دے اس کی خیر نہیں۔ اس کے بعد اس حاکم نے خود اپنی طرف سے بھی قسم کھائی کہ جس کے گھر میں وہ ملے گا اس کو قتل کیا جائے گا۔ اور اس کے گھر کو نیز اس کے پڑوسیوں کے گھر کو ڈھاؤں گا غرض بڑی دقت سے مکہ کے حاکم نے ان کو گرفتار کرکے حجاج کے پاس بھیجدیا۔ اس کو غصہ نکالنے اور ان کو قتل کرنے کا موقع مل گیا سامنے بلایا اور پوچھا:۔ حجاج: تیرا کیا نام ہے۔ سعیدؓ: میرا نام سعید ہے۔ حجاج: کس کا بیٹا ہے۔ سعید: جبیر کا بیٹا ہوں (سعید کا ترجمہ نیک بخت ہے اور جبیر کے معنی اصلاح کی ہوئی چیز۔ اگرچہ ناموں میں معنی اکثر مقصود نہیں ہوتے۔ لیکن حجاج کو ان کے نام کا اچھے معنی والا ہونا پسند نہیں آیا۔ اس لیے کہا۔ نہیں تو شقی بن کسیر ہے۔ شقی کہتے ہیں۔ بدبخت کو اور کسیر ٹوٹی ہوئی چیز۔ سعید: میری والدہ میرا نام تجھ سے بہتر جانتی تھیں۔ حجاج: تو بھی بدبخت تیری ماں بھی بدبخت۔ سعید: غیب کا جاننے والا تیرے علاوہ اور شخص ہے (یعنی علام الغیوب) حجاج: دیکھ میں اب تجھے موت کے گھاٹ اتارتا ہوں۔ سعید: تو میری ماں نے میرا نام درست رکھا۔ حجاج: اب میں تجھ کو زندگی کے بدلہ کیسا جہنم رسید کرتا ہوں۔ سعید: اگر میں جانتا کہ یہ تیرے اختیار میں ہے تو تجھ کو معبود بنا لیتا۔ حجاج: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تیرا کیا عقیدہ ہے۔ سعید: وہ رحمت کے نبی تھے اور اللہ کے رسول تھے جو بہترین نصیحت کے ساتھ تمام دنیا کی طرف بھیجے گئے۔ حجاج: خلفاء کی نسبت تیرا کیا خیال ہے۔ سعید:

لہ حضرت سعید بن جبیر اور حجاج کی گفتگو۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں ان کا محافظ نہیں ہوں۔ ہر شخص اپنے کیے کا ذمہ دار ہے۔ حجاج: میں ان کو برا کہتا ہوں یا اچھا۔ سعید: جس چیز کا مجھے علم نہیں میں اس میں کیا کہہ سکتا ہوں، مجھے اپنا ہی حال معلوم ہے۔ حجاج: ان میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ تیرے نزدیک کون ہے۔ سعید: جو سب سے زیادہ میرے مالک کو راضی کرنے والا تھا؛ بعض کتب میں بجائے اس کے یہ جواب ہے کہ ان کے حالات بعض کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں۔ حجاج: سب سے زیادہ راضی رکھنے والا کون تھا۔ سعید: اس کو وہی جانتا ہے جو دل کے بھیدوں اور چھپے ہوئے رازوں سے واقف ہے۔ حجاج: حضرت علی رضی جنت میں ہیں یا دوزخ میں۔ سعید: اگر میں جنت اور جہنم میں جاؤں اور وہاں والوں کو دیکھ لوں تو بتلا سکتا ہوں۔ حجاج: میں قیامت میں کیسا آدمی ہوں گا۔ سعید: میں اس سے کم ہوں کہ غیب پر مطلع کیا جاؤں۔ حجاج: تو مجھ سے سچ بولنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ سعید: میں نے جھوٹ بھی نہیں کہا حجاج: تو کبھی ہنستا کیوں نہیں۔ سعید: کوئی بات ہنسنے کی دیکھتا نہیں اور وہ شخص کیا ہنسے جو مٹی سے بنا ہوا اور قیامت میں جس کو جانا ہو اور دنیا کے فتنوں میں دن رات رہتا ہو۔ حجاج: میں تو ہنستا ہوں۔ سعید: اللہ نے ایسے ہی مختلف طریقوں میں ہم کو بنایا ہے۔ حجاج: میں تجھے قتل کرنے والا ہوں۔ سعید: میری موت کا سبب پیدا کرنے والا اپنے کام سے فارغ ہو چکا۔ حجاج: میں اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ محبوب ہوں۔ سعید: اللہ پر کوئی بھی جرأت نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اپنا مرتبہ معلوم نہ کرلے اور غیب کی اللہ ہی کو خبر ہے۔ حجاج: میں کیوں نہیں جرأت کر سکتا حالانکہ میں جماعت کے بادشاہ کے ساتھ ہوں اور تو باغیوں کی جماعت کے ساتھ ہے۔ سعید: میں جماعت سے علیحدہ نہیں ہوں اور فتنہ کو خود ہی پسند نہیں کرتا اور جو تقدیر میں ہے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ حجاج: ہم جو کچھ امیر المومنین کے لیے جمع کرتے ہیں اس کو تو کیسا سمجھتا ہے۔ سعید: میں نہیں جانتا کہ کیا جمع کیا۔ حجاج نے سونا چاندی کپڑے وغیرہ منگا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔ سعید: یہ اچھی چیزیں ہیں اگر اپنی شرط کے موافق ہوں۔ حجاج: شرط کیا ہے۔ سعید: یہ کہ تو ان سے ایسی چیزیں خریدے جو بڑے گھبراہٹ کے دن یعنی قیامت کے دن امن پیدا کرنے والی ہوں، ورنہ ہر دودھ پلانے والی دودھ پینے کو بھول جائے گی اور حمل گر جائیں گے اور آدمی کو اچھی چیز کے سوا کچھ بھی کام نہ دے گی۔ حجاج: ہم نے جو جمع کیا یہ اچھی چیز نہیں۔ سعید: تو نے جمع کیا تو ہی اس کی اچھائی کو سمجھ سکتا ہے۔ حجاج: کیا تو اس میں سے کوئی چیز اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ سعید: میں صرف اس چیز کو پسند کرتا ہوں جس کو اللہ پسند کرے۔ حجاج: تیرے لیے ہلاکت ہو۔ سعید: ہلاکت اس شخص کے لیے ہے جو جنت سے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہٹا کر جہنم میں داخل کر دیا جائے۔ حجاج: (دق ہو کر) بتلا کہ میں تجھے کس طریقے سے قتل کروں۔ سعید: جس طرح سے قتل ہونا اپنے لیے پسند ہو۔ حجاج: کیا تجھے معاف کر دوں۔ سعید: معافی اللہ کے یہاں کی معافی ہے۔ تیرا معاف کرنا کوئی چیز بھی نہیں۔ حجاج نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو۔ سعید باہر لائے گئے اور ہنسے۔ حجاج کو اس کی اطلاع دی گئی۔ پھر بلایا اور پوچھا۔ حجاج: تو کیوں ہنسا۔ سعید: تیری اللہ پر جرأت اور اللہ تعالیٰ کے تجھ پر حلم سے۔ حجاج: میں اس کو قتل کرتا ہوں جس نے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق کی۔ پھر جلاد سے خطاب کر کے میرے سامنے اس کی گردن اڑاؤ۔ سعید: میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ نماز پڑھی پھر قبلہ رخ ہو کر وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ پڑھا یعنی میں نے اپنا منہ اُس پاک ذات کی طرف کیا جس نے آسمان زمین بنائے اور میں سب طرف سے ہٹ کر ادھر متوجہ ہوا اور نہیں ہوں مشرکین سے۔ حجاج: اس کا منہ قبلہ سے پھیر دو اور نصاریٰ کے قبلہ کی طرف کر دو کہ انھوں نے بھی اپنے دین میں تفریق پیدا کی اور اختلاف پیدا کیا۔ چنانچہ فوراً پھیر دیا گیا۔ سعید: فَأَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ الْكَافِيْ بِالسَّرَائِرِ۔ جدھر تم منہ پھیرو اُدھر بھی خدا ہے جو بھیدوں کا جاننے والا ہے۔ حجاج: اوندھا ڈال دو (یعنی زمین کی طرف منہ کر دو) ہم تو ظاہر پر عمل کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ سعید: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى۔ ہم نے زمین ہی سے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ اٹھائیں گے۔ حجاج: اس کو قتل کر دو۔ سعید: میں تجھے اس بات کا گواہ بناتا ہوں۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو اس کو محفوظ رکھنا۔ جب میں تجھ سے قیامت کے دن ملوں گا۔ تو لے لوں گا اس کے بعد وہ شہید کر دیے گئے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے انتقال کے بعد بدن سے خون بہت زیادہ نکلا جس سے حجاج کو بھی حیرت ہوئی۔ اپنے طبیب سے اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا کہ ان کا دل نہایت مطمئن تھا اور قتل کا ذرا بھی خوف ان کے دل میں نہیں تھا اس لیے خون اپنی اصلی مقدار پر قائم رہا، بخلاف اور لوگوں کے کہ خوف سے اُن کا خون پہلے ہی خشک ہو جاتا ہے۔ لہ ف اس قصہ کے سوال جواب میں کتب میں کمی زیادتی بھی ہے اور بھی بعض بعض سوال جواب نقل کیے گئے۔ ہمیں تو نمونہ ہی دکھانا تھا۔ اس لیے اسی پر اکتفا کیا گیا۔ تابعین کے اس قسم کے قصے بہت زیادہ ہیں۔ حضرت امام اعظمؒ امام مالکؒ امام احمدؒ بن حنبل وغیرہ حضرات اسی حق گوئی کی وجہ سے ہمیشہ مشقتیں برداشت فرماتے رہے۔ لیکن حق کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

لہ علمائے سلف کتاب الامامۃ والسیاسۃ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

آٹھواں باب علمی ولولہ اور اس کے انہماک

چونکہ اصل دین کلمۂ توحید ہے اور وہی سب کمالات کی بنیاد ہے۔ جب تک وہ نہ ہو کوئی کارِ خیر بھی مقبول نہیں اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ہمت بالخصوص ابتدائی زمانہ میں زیادہ تر کلمۂ توحید کے پھیلانے اور کفار سے جہاد کرنے میں مشغول تھی اور وہ علمی انہماک کے لیے فارغ و یکسو نہ تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان مشاغل کے ساتھ ان کا انہماک اور شوق و شغف جس کا ثمرہ آج چودہ سو برس تک علوم قرآن وحدیث کا بقا ہے۔ ایک کھلی ہوئی چیز ہے۔ ابتدائے اسلام کے بعد جب کچھ فراغت ان حضرات کو میسر ہو سکی اور جماعت میں بھی کچھ اضافہ ہوا تو آیاتِ کلام اللہ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ نازل ہوئی: جس کا ترجمہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ نہ چاہیے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جاوے کہ اُن کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ باقیماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ وہ قوم کو جب اُن کے پاس واپس آویں ڈراویں تاکہ وہ احتیاط رکھیں[1]۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اِنْفِرُوا خِفَافًا وَّثِقَالًا اور اِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ سے جو عموم معلوم ہوتا ہے اس کو مَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً نے منسوخ کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حق تعالیٰ شانہٗ نے جامعیت عطا فرمائی تھی اور اس وقت کے لیے یہ چیز نہایت ہی ضروری تھی۔ کہ وہی ایک مختصر سی جماعت دین کے سارے کام سنبھالنے والی تھی۔ مگر تابعین کے زمانہ میں جب اسلام پھیل گیا اور مسلمانوں کی بڑی جماعت اور جمعیت ہو گئی۔ نیز صحابہ کرام جیسی جامعیت بھی باقی نہ رہی تو ہر ہر شعبۂ دین کے لیے پوری توجہ سے کام کرنے والے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے۔ محدثین کی مستقل جماعت بننا شروع ہوگئی جن کا کام احادیث کا ضبط اور ان کا پھیلانا تھا۔ فقہا کی علیحدہ جماعت ہوئی صوفیا، قرا، مجاہدین غرض دین کے ہر ہر شعبہ کو مستقل سنبھالنے والے پیدا ہوئے۔ اس وقت کے لیے یہی چیز مناسب اور ضروری تھی۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی تو ہر شعبہ میں کمال اور ترقی دشوار تھی۔ اس لیے کہ ہر شخص تمام چیزوں میں انتہائی کمال پیدا کرلے۔ یہ بہت دشوار ہے۔ یہ صفت حق تعالیٰ شانہٗ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص سید الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہی کو عطا فرمائی تھی۔ اس لیے اس باب میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ اور دیگر حضرات کے واقعات بھی ذکر کیے

[1] بیان القرآن

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جائیں گے۔

۱۔ فتوے کا کام کرنے والی جماعت کی فہرست

اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ کی مشغولی کے باوجود سب ہی علمی مشغلہ میں ہر وقت منہمک تھے۔ اور ہر شخص جو کچھ حاصل کر لیتا تھا اس کو پھیلانا پہنچانا یہی اس کا مشغلہ تھا لیکن ایک جماعت فتوے کے ساتھ مخصوص تھی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی فتوے کا کام کرتی تھی۔ وہ حضرات ذیل ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ، ابی بن کعبؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، معاذ بن جبلؓ، عمار بن یاسرؓ، حذیفہؓ، سلمانؓ فارسی، زید بن ثابتؓ، ابو موسیٰؓ، ابو الدرداءؓ رضی اللہ عنہم اجمعین۔[1] ف یہ ان حضرات کے کمال علم کی بات ہے کہ حضورؐ کی موجودگی میں یہ لوگ اہل فتویٰ شمار کیے جاتے تھے

۲۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مجموعہ کو جلا دینا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے باپ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پانسو احادیث کا ایک ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ نہایت بے چین ہیں، کروٹیں بدل رہے ہیں۔ مجھے یہ حالت دیکھ کر بے چینی ہوئی۔ دریافت کیا کہ کوئی تکلیف ہے یا کوئی فکر کی بات سننے میں آئی ہے۔ غرض تمام رات اسی بے چینی میں گزری اور صبح کو فرمایا کہ وہ احادیث جو میں نے تیرے پاس رکھی ہیں جا اٹھا لا۔ میں لے کر آئی۔ آپؓ نے ان کو جلا دیا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں جلا دیا۔ ارشاد فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مرجاؤں اور یہ میرے پاس ہوں ان میں دوسروں کی سنی ہوئی روایتیں بھی ہیں کہ میں نے معتبر سمجھا ہو اور وہ واقع میں معتبر نہ ہوں اور اس کی روایت میں کوئی گڑبڑ ہو جس کا وبال مجھ پر ہو۔[2] ف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ تو علمی کمال اور شغف تھا کہ انھوں نے پانسو[5] احادیث کا ایک رسالہ جمع کیا اور اس کے بعد اس کو جلا دینا یہ کمال احتیاط تھا۔ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا حدیث کے بارے میں احتیاط کا یہی حال تھا۔ اسی وجہ سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایتیں بہت کم نقل کی جاتی ہیں۔ ہم لوگوں کو اس واقعہ سے سبق لینے کی ضرورت ہے جو ممبروں پر بیٹھ کر بے دھڑک احادیث نقل کر دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر وقت کے حاضر باش سفر حضر کے ساتھی ہجرت کے رفیق۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم میں بڑے عالم حضرت ابو بکرؓ تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے وصال کے بعد جب بیعت کا قصہ پیش آیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تقریر فرمائی تو کوئی آیت اور حدیث ایسی نہیں چھوڑی جس میں انصار کی فضیلت آئی ہو اور حضرت ابو بکرؓ نے اپنی تقریر میں نہ فرما دی ہو۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن پاک پر کتنا عبور تھا اور احادیث کس قدر یاد

[1] تلقیح [2] تذکرۃ الحفاظ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھیں مگر پھر بھی بہت کم روایتیں حدیث کی آپ سے منقول ہیں۔ یہی راز ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث کی روایتیں بہت کم نقل کی گئی ہیں۔

۳۔ تبلیغ حضرت مصعب بن عمیرؓ

مصعب بن عمیرؓ جن کا ایک قصہ ساتویں باب کے نمبر ۵ پر بھی گذر چکا ہے ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی اس جماعت کے ساتھ جو سب سے پہلے منیٰ کی گھاٹی میں مسلمان ہوئی تھی تعلیم اور دین کے سکھانے کے لیے بھیج دیا تھا۔ یہ مدینہ طیبہ میں ہر وقت تعلیم اور تبلیغ میں مشغول رہتے۔ لوگوں کو قرآن شریف پڑھاتے اور دین کی باتیں سکھلاتے تھے۔ اسعد بن زرارہؓ کے پاس ان کا قیام تھا اور مقرئ (پڑھانے والا۔ مدرس) کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ سعد بن معاذؓ اور اسیدؓ بن حضیر یہ دونوں سرداروں میں تھے۔ ان کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ سعدؓ نے اسید سے کہا کہ تم اسعد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم نے یہ سنا ہے کہ تم کسی پردیسی کو اپنے ساتھ لے آئے ہو جو ہمارے ضعیف لوگوں کو بے وقوف بناتا ہے بہکاتا ہے۔ وہ اسعد کے پاس گئے اور ان سے سختی سے یہ گفتگو کی۔ اسعدؓ نے کہا کہ تم ان کی بات سن لو، اگر تمہیں پسند آئے قبول کر لو، اگر سننے کے بعد ناپسند ہو تو رو کنے کا مضائقہ نہیں۔ اسید نے کہا کہ یہ انصاف کی بات ہے۔ سننے لگے۔ حضرت مصعبؓ نے اسلام کی خوبیاں سنائیں اور کلام اللہ شریف کی آیتیں تلاوت کیں۔ حضرت اسیدؓ نے کہا کیا ہی اچھی باتیں ہیں اور کیا ہی بہتر کلام ہے۔ جب تم اپنے دین میں کسی کو داخل کرتے ہو تو کس طرح داخل کرتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم نہاؤ پاک کپڑے پہنو اور کلمہ شہادت پڑھو۔ حضرت اسیدؓ نے اسی وقت سب کام کیے اور مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد یہ سعد کے پاس گئے اور ان کو بھی اپنے ہمراہ لائے۔ ان سے بھی یہی گفتگو ہوئی۔ سعد بن معاذ بھی مسلمان ہو گئے اور مسلمان ہوتے ہی اپنی قوم بنو الاشہل کے پاس گئے اُن سے جا کر کہا کہ میں تم لوگوں کی نگاہ میں کیسا آدمی ہوں۔ انھوں نے کہا ہم میں سب سے افضل اور بہتر ہو۔ اس پر سعد نے کہا کہ مجھے تمہارے مردوں اور عورتوں سے کلام حرام ہے جب تک تم مسلمان نہ ہو جاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاؤ۔ ان کے اس کہنے سے قبیلۂ اشہل کے سب مرد عورت مسلمان ہو گئے اور حضرت مصعبؓ ان کو تعلیم دینے میں مشغول ہو گئے۔[1] ف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عام دستور تھا کہ جو شخص بھی مسلمان ہو جاتا وہ مستقل ایک مبلّغ ہوتا اور جو بات اسلام کی اس کو آتی تھی اس کا پھیلانا اور دوسروں تک پہنچانا اُس کی زندگی کا ایک مستقل کام تھا جس میں نہ کھیتی مانع تھی نہ تجارت نہ پیشہ نہ ملازمت۔

[1] تلقیح۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

۴۔ حضرت اُبی بن کعبؓ کی تعلیم

حضرت اُبی بن کعب مشہور صحابہؓ اور مشہور قاریوں میں ہیں۔ اسلام لانے سے پہلے سے لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ عرب میں لکھنے کا عام دستور نہیں تھا۔ اسلام کے بعد سے اس کا چرچا ہوا۔ لیکن یہ پہلے سے واقف تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہ کر وحی بھی لکھا کرتے تھے۔ قرآن شریف کے بڑے ماہر تھے اور ان لوگوں میں تھے جنھوں نے حضورؐ کی زندگی ہی میں تمام قرآن شریف حفظ کر لیا تھا حضورؐ کا ارشاد ہے کہ میری امت کے بڑے قاری ابی ابن کعبؓ ہیں تہجد میں آٹھ راتوں میں قرآن پاک کے ختم کرنے کا اہتمام تھا۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ، نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہیں قرآن شریف سناؤں۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر کہا۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں تمہارا نام لے کر کہا۔ یہ سُن کر فرطِ خوشی سے رونے لگے ؏ ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے۔

جندب بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ علم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا تو مسجد نبوی میں حدیث پڑھانے والے متعدد حضرات تھے اور شاگردوں کے حلقے متفرق طور پر علیحدہ علیحدہ ہر استاد کے پاس موجود تھے۔ میں ان حلقوں پر گذرتا ہوا ایک حلقہ پر پہنچا جس میں ایک صاحب مسافرانہ ہیئت کے ساتھ صرف دو کپڑے بدن پر ڈالے ہوئے بیٹھے حدیث پڑھا رہے تھے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ بتایا کہ مسلمانوں کے سردار اُبی بن کعب ہیں۔ میں ان کے حلقۂ درس میں بیٹھ گیا۔ جب حدیث سے فارغ ہوئے تو گھر جانے لگے۔ میں بھی پیچھے ہولیا۔ وہاں جا کر دیکھا ایک پرانا سا گھر خستہ حالت نہایت معمولی سامان زاہدانہ زندگی۔[۱] حضرت اُبیؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرا امتحان لیا) ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف میں سب سے بڑی آیت (برکت اور فضل کے اعتبار سے) کونسی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضورؐ نے دوبارہ سوال فرمایا۔ مجھے ادب مانع ہوا۔ میں نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ پھر ارشاد فرمایا۔ میں نے عرض کیا آیۃ الکرسی۔ حضورؐ خوش ہوئے اور فرمایا۔ اللہ تجھے تیرا علم مبارک کرے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے ایک آیت چھوٹ گئی۔ حضرت ابیؓ نے نماز میں لقمہ دیا۔ حضورؐ نے نماز کے بعد ارشاد فرمایا کہ کس نے بتایا۔ حضرت ابیؓ نے عرض کیا میں نے بتایا تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا میرا بھی یہ گمان تھا کہ تم نے ہی بتایا ہو گا۔[۲] ف یہ حضرت ابیؓ باوجود اس علمی شغف اور قرآن پاک کی مخصوص خدمات کے حضورؐ کے ساتھ ہر غزوہ میں شریک ہوئے ہیں۔ حضورؐ کا کوئی جہاد ایسا

[۱] طبقات [۲] مسند احمد

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نہیں جس میں ان کی شرکت نہ ہوئی ہو۔

۵۔ حضرت حذیفہؓ کا اہتمام فتن

حضرت حذیفہؓ مشہور صحابہ میں ہیں۔ صاحب السر (بھید کی) ان کا لقب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین اور فتنوں کا علم ان کو بتایا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک جتنے فتنے آنے والے ہیں سب کو نمبروار بتایا تھا۔ کوئی ایسا فتنہ جس میں تین سو آدمیوں کے بقدر لوگ شریک ہوں حضورؐ نے نہیں چھوڑا بلکہ اس فتنہ کا حال اور اس کے مقتدا کا حال مع اس کے نام کے نیز اس کی ماں کا نام اس کے باپ کا نام اس کے قبیلہ کا نام صاف صاف بتا دیا تھا۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ حضورؐ سے خیر کی باتیں دریافت کیا کرتے تھے اور میں برائی کی باتیں دریافت کیا کرتا تھا تا کہ اس سے بچا جائے۔ ایک مرتبہ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ خیر و خوبی جس پر آج کل آپ کی برکت سے ہم لوگ ہیں اس کے بعد بھی کوئی برائی آنے والی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ہاں برائی آنے والی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس برائی کے بعد پھر بھلائی لوٹ کر آئے گی یا نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ حذیفہ اللہ کا کلام پڑھ اور اس کے معانی پر غور کر اس کے احکام کی اتباع کر (مجھے فکر سوار تھا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس برائی کے بعد بھلائی ہوگی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ہاں پھر بھلائی ہوگی لیکن دل ایسے نہیں ہوں گے جیسے پہلے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس بھلائی کے بعد پھر برائی ہوگی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ہاں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو آدمیوں کو گمراہ کریں گے اور جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں اس زمانہ کو پاؤں تو کیا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا اگر مسلمانوں کی کوئی متحدہ جماعت ہو اور ان کا کوئی بادشاہ ہو تو اس کے ساتھ ہو جانا ورنہ ان سب فرقوں کو چھوڑ کر ایک کونہ میں علیحدہ بیٹھ جانا یا کسی درخت کی جڑ میں جا کر بیٹھ جانا اور مرنے تک وہیں بیٹھے رہنا۔ چونکہ ان کو منافقوں کا حال حضورؐ نے سب کا بتلا دیا تھا اس لیے حضرت عمرؓ ان سے دریافت فرمایا کرتے تھے کہ میرے حکام میں کوئی منافق تو نہیں ایک مرتبہ انھوں نے عرض کیا کہ ایک منافق ہے مگر میں نام نہیں بتاؤں گا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو معزول کر دیا۔ غالباً اپنی فراست سے پہچان لیا ہوگا۔ جب کوئی شخص مرجاتا تو حضرت عمرؓ تحقیق فرماتے کہ حذیفہؓ ان کے جنازہ میں شریک ہیں یا نہیں۔ اگر حذیفہ شریک ہوتے تو حضرت عمرؓ بھی نماز پڑھتے ورنہ وہ بھی نہ پڑھتے۔ حضرت حذیفہ کا جب انتقال ہونے لگا تو نہایت گھبراہٹ اور بے چینی میں رو رہے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ فرمایا کہ دنیا کے چھوٹنے پر نہیں رو رہا ہوں بلکہ موت تو مجھے محبوب

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہے البتہ اس پر رو رہا ہوں کہ مجھے اس کی خبر نہیں کہ میں اللہ کی ناراضی پر جا رہا ہوں یا خوشنودی پر۔ اس کے بعد کہا کہ یہ میری دنیا کی آخری گھڑی ہے۔ یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ مجھے تجھ سے محبت ہے اس لیے اپنی ملاقات میں برکت عطا فرما۔ [1]

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا احادیث کو حفظ کرنا

حضرت ابو ہریرہؓ نہایت مشہور اور جلیل القدر صحابی ہیں اور اتنی کثرت سے ان سے حدیثیں نقل ہیں کہ کسی دوسرے صحابی سے اتنی زیادہ نقل کی ہوئی موجود نہیں۔ اس پر لوگوں کو تعجب ہوتا تھا کہ ۷؁ھ میں یہ مسلمان ہوکر تشریف لائے اور ۱۱؁ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ اتنی قلیل مدت میں جو تقریباً چار برس ہوتی ہے اتنی زیادہ حدیثیں کیسے یاد ہوئیں۔ خود حضرت ابو ہریرہؓ اس کی وجہ بتاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ بہت روایتیں نقل کرتے ہیں۔ میرے مہاجر بھائی تجارت پیشہ تھے بازار میں آنا جانا پڑتا تھا اور میرے انصاری بھائی کھیتی کا کام کرتے تھے اس کی مشغولی ان کو درپیش رہتی تھی اور ابو ہریرہؓ اصحاب صفہ کے مساکین میں سے ایک مسکین تھا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جو کچھ کھانے کو مل جاتا تھا۔ اس پر قناعت کیے پڑا رہتا تھا۔ ایسے اوقات میں موجود ہوتا تھا۔ جس میں وہ نہیں ہوتے تھے اور ایسی چیزیں یاد کر لیتا تھا جن کو وہ یاد نہیں کر سکتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے حضورؐ سے حافظہ کی شکایت کی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ چادر بچھا۔ میں نے چادر بچھائی۔ حضورؐ نے دونوں ہاتھوں سے اس میں کچھ اشارہ فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا اس چادر کو ملالے۔ میں نے اپنے سینہ سے ملالیا۔ اس کے بعد سے کوئی چیز نہیں بھولا۔ [2] اصحاب صفہ وہ لوگ کہلاتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا خانقاہ کے رہنے والے تھے۔ ان حضرات کے اخراجات کا کوئی خاص نظم نہیں تھا۔ گویا حضورؐ کے مہمان تھے جو کہیں سے کچھ ہدیہ یا صدقہ کے طور پر آتا اس پر ان کا زیادہ تر گذر ہوتا حضرت ابو ہریرہ ان ہی لوگوں میں تھے۔ بسا اوقات کئی کئی وقت کے فاقے بھی ان پر گذر جاتے تھے۔ بعض اوقات بھوک کی وجہ سے جنون کی سی حالت ہو جاتی جیسا کہ تیسرے باب کے قصہ ۳ و ۴ میں گذرا۔ لیکن اس کے باوجود احادیث کا کثرت سے یاد کرنا ان کا مشغلہ تھا۔ جس کی بدولت آج سب سے زیادہ احادیث انہی کی بتائی جاتی ہیں۔ ابن جوزیؒ نے تلقیح میں لکھا ہے کہ پانچ ہزار تین سو چوہتر ۵۳۷۴ حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ نے جنازہ کے متعلق ایک حدیث بیان کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص جنازہ کی نماز پڑھ کر واپس آجائے اس کو ایک

[1] ابوداؤد واسدالغابہ۔ [2] بخاری

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قیراط ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک شریک رہے اس کو دو قیراط ثواب ملتا ہے اور قیراط کی مقدار اُحد کے پہاڑ سے بھی زیادہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اس حدیث میں کچھ تردد ہوا۔ انھوں نے فرمایا ابوہریرہؓ سوچ کر کہو۔ ان کو غصہ آگیا۔ سیدھے حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور جاکر عرض کیا کہ میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ یہ قیراط والی حدیث آپؓ نے حضور سے سُنی۔ انھوں نے فرمایا ہاں سُنی ہے۔ ابوہریرہ فرمانے لگے کہ مجھے حضورؐ کے زمانہ میں نہ تو باغ میں کوئی درخت لگانا تھا نہ بازار میں مال بیچنا تھا میں تو حضور کے دربار میں پڑا رہتا تھا اور صرف یہ کام تھا کہ کوئی بات یاد کرنے کو مل جائے یا کچھ کھانے کو مل جائے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا بیشک تم ہم لوگوں سے زیادہ حاضر باش تھے اور احادیث کو زیادہ جاننے والے[1] اس کے ساتھ ہی ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں بارہ ہزار مرتبہ روزانہ استغفار پڑھتا ہوں اور ایک تاگہ ان کے پاس تھا۔ جس میں ایک ہزار گرہ لگی ہوئی تھی۔ رات کو اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک اس کو سبحان اللہ کے ساتھ پورا نہ کر لیتے تھے[2]

۷۔ قتلِ مسیلمہ و قرآن کا جمع کرنا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب کا جس نے حضورؐ کے سامنے ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا اثر بڑھنے لگا۔ اور چونکہ عرب میں ارتداد بھی زور شور سے شروع ہو گیا تھا اس سے اس کو اور بھی تقویت پہنچی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس سے لڑائی کی۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اسلام کو قوت عطا فرمائی اور مسیلمہ قتل ہوا۔ لیکن اس لڑائی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی ایک بڑی جماعت شہید ہو گئی۔ بالخصوص قرآن پاک کے حافظوں کی ایک بڑی جماعت شہید ہوئی حضرت عمرؓ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس لڑائی میں قاری بہت شہید ہو گئے۔ اگر اسی طرح ایک دو لڑائی میں اور شہید ہو گئے تو قرآن پاک کا بہت سا حصہ ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے اس لیے اس کو ایک جگہ لکھوا کر محفوظ کر لیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ایسے کام کی کیسے جرأت کرتے ہو جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ اس پر اصرار فرماتے رہے اور ضرورت کا اظہار کرتے رہے بالآخر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے بھی موافق ہو گئی تو حضرت زید بن ثابتؓ کو جن کا قصہ باب ۱۰ قصہ ۱۸ پر آرہا ہے۔ بلایا۔ زیدؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت عمرؓ بھی تشریف رکھتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے اوّل اپنی اور حضرت عمرؓ کی ساری گفتگو نقل فرمائی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ تم جوان ہو اور دانشمند تم پر کسی قسم کی بدگمانی بھی نہیں اور ان سب باتوں کے علاوہ یہ کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تم وحی کے لکھنے پر

[1] مسند احمد [2] تذکرہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مامور رہ چکے ہو۔ اس لیے اس کام کو تم کرو۔ لوگوں کے پاس سے قرآن پاک جمع کرو اور اس کو ایک جگہ نقل کردو۔ زید رضؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر مجھے یہ حکم فرماتے کہ فلاں پہاڑ کو توڑ کر ادھر سے اُدھر منتقل کردو تو یہ حکم بھی میرے لیے قرآن پاک جمع کرنے کے حکم سے سہل تھا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ حضرات ایسا کام کس طرح کر رہے ہیں جس کو حضورؐ نے نہیں کیا۔ وہ حضرات مجھے سمجھاتے رہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے زید رضؓ سے کہا کہ اگر تم عمر رضؓ کی موافقت کرو تو میں اس کا حکم دوں اور نہیں تو پھر میں بھی ارادہ نہ کروں۔ زید بن ثابت رضؓ کہتے ہیں کہ طویل گفتگو کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے میرا بھی اسی جانب شرح صدر فرمادیا کہ قرآن پاک کو یک جا جمع کیا جائے چنانچہ میں نے تعمیل ارشاد میں لوگوں کے پاس جو قرآن شریف متفرق طور پر لکھا ہوا تھا اور جو ان حضرات صحابۂ کرام کے سینوں میں بھی محفوظ تھا۔ سب کو تلاش کر کے جمع کیا۔ ف اس قصہ میں اوّل تو ان حضرات کے اتباع کا اہتمام معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ کا منتقل کرنا اُن کے لیے اس سے سہل تھا کہ کوئی ایسا کام کیا جائے جس کو حضورؐ نے نہیں کیا۔ اس کے بعد کلام پاک کا جمع کرنا جو دین کی اصل ہے۔ اللہ نے ان حضرات کے اعمال نامہ میں رکھا تھا۔ پھر حضرت زید رضؓ نے اتنا اہتمام اس کے جمع فرمانے میں کیا کہ کوئی آیت بغیر لکھی ہوئی نہیں لیتے تھے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی لکھی ہوئی تھیں ان ہی سے جمع کرتے تھے اور حفاظ کے سینوں سے اس کا مقابلہ کرتے تھے اور چونکہ تمام قرآن شریف متفرق جگہوں میں لکھا ہوا تھا۔ اس لیے اس کی تلاش میں گو محنت ضرور کرنا پڑی مگر سب مل گیا۔ اُبی بن کعب رضؓ جن کو خود حضورؐ نے قرآن پاک کا سب سے زیادہ ماہر بتایا ان کی اعانت کرتے تھے۔ اس محنت سے کلام اللہ شریف کو ان حضرات نے سب سے پہلے جمع فرمایا۔

۸۔ حضرت ابن مسعود رضؓ کی احتیاط روایت حدیث میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ بڑے مشہور صحابہ میں ہیں اور ان صحابہ رضؓ میں شمار ہے جو فتوے کے مالک تھے۔ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور حبشہ کی ہجرت بھی کی تھی۔ تمام غزوات میں حضورؐ کے ساتھ شریک رہے ہیں اور مخصوص خادم ہونے کی وجہ سے صاحب النعل، صاحب الوسادۃ، صاحب المطہرۃ، جوتے والے، تکیہ والے، وضو کے پانی والے۔ یہ القاب بھی ان کے ہیں۔ اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خدمتیں اکثر ان کے سپرد رہتی تھیں۔ حضور کا ان کے بارے میں یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر میں کسی کو بغیر مشورہ امیر بناؤں تو عبداللہ بن مسعود رضؓ کو بناؤں۔ حضورؐ کا یہ بھی ارشاد تھا کہ تمہیں ہر وقت حاضری کی اجازت ہے۔ حضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف بالکل ایسی طرح پڑھنا ہو جس طریقہ سے اُترا ہے تو عبداللہ بن مسعود کے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

طریقہ کے موافق پڑھے۔ حضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ابن مسعودؓ جو حدیث تم سے بیان کریں۔ اس کو سچ سمجھو۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جب یمن سے آئے تو ایک زمانہ تک ابن مسعودؓ کو اہلبیت میں سے سمجھتے رہے اس لیے کہ اتنی کثرت سے ان کی اور ان کی والدہ کی آمد و رفت حضورؐ کے گھر میں تھی جیسی گھر کے آدمیوں کی ہوتی ہے[1]۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود ابوعمرو شیبانیؓ کہتے ہیں کہ میں ایک سال تک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ میں نے کبھی ان کو حضورؐ کی طرف منسوب کرکے بات کرتے نہیں سُنا لیکن کبھی اگر حضورؐ کی طرف کوئی بات منسوب کردیتے تھے تو بدن پر کپکپی آجاتی تھی۔ عمرو بن میمونؓ کہتے ہیں کہ میں ہر جمعرات کو ایک سال تک ابن مسعودؓ کے پاس آتا رہا میں نے کبھی حضورؐ کی طرف نسبت کرکے بات کرتے نہیں سُنا۔ ایک مرتبہ حدیث بیان فرماتے ہوئے زبان پر یہ جاری ہوگیا کہ حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا تو بدن کانپ گیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے پیشانی پر پسینہ آگیا رگیں پھول گئیں اور فرمایا انشاء اللہ یہی فرمایا تھا یا اس کے قریب قریب تھا یا اس سے کچھ زیادہ یا اس سے کچھ کم[2]۔ ف یہ تھی ان حضرات صحابہ کرام کی احتیاط حدیث شریف کے بارہ میں اس لیے کہ حضور کا ارشاد ہے کہ جو میری طرف سے جھوٹ نقل کرے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے اس خوف کی وجہ سے یہ حضرات باوجودیکہ مسائل حضورؐ کے ارشادات اور حالات ہی سے بتاتے تھے مگر یہ نہیں کہتے تھے کہ حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ خدانخواستہ جھوٹ نکل جائے۔ اس کے بالمقابل ہم اپنی حالتیں دیکھتے ہیں کہ بے دھڑک، بے تحقیق حدیث نقل کردیتے ہیں ذرا بھی نہیں جھجکتے۔ حالانکہ حضورؐ کی طرف منسوب کرکے بات کا نقل کرنا بڑی سخت ذمہ داری ہے۔ فقہ حنفی انہی عبداللہ بن مسعودؓ سے زیادہ تر لیا گیا ہے۔

۹۔ حضرت ابوالدرداءؓ کے پاس حدیث کے لیے جانا

کثیر بنؓ قیس کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص ان کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں مدینہ منورہ سے صرف ایک حدیث کی وجہ سے آیا ہوں۔ میں نے سُنا ہے کہ وہ آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ ابوالدرداءؓ نے پوچھا کوئی اور تجارتی کام نہیں تھا۔ انھوں نے کہا نہیں۔ ابوالدرداءؓ نے پھر پوچھا کہ کوئی دوسری غرض تو نہ تھی کہا نہیں۔ صرف حدیث ہی معلوم کرنے کے لیے آیا ہوں۔ ابوالدرداءؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ جو شخص کوئی راستہ علم حاصل کرنے کے لیے چلتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لیے جنت کا راستہ سہل فرمادیتے ہیں اور فرشتے اپنے پر طالب علم کی خوشنودی کے واسطے بچھادیتے ہیں اور طالب علم کے لیے آسمان زمین کے رہنے والے استغفار کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ مچھلیاں جو پانی میں رہتی ہیں وہ بھی استغفار

[1] بخاری [2] تقدمہ داو جزء مسند احمد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسا کہ چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بناتے بلکہ علم کا وارث بناتے ہیں۔ جو شخص علم کو حاصل کرتا ہے وہ ایک بڑی دولت کو حاصل کرتا ہے۔[1] حضرت ابوالدرداء رض فقہائے صحابہ رض میں ہیں۔ حکیم الامت کہلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضور کی نبوت کے وقت میں تجارت کیا کرتا تھا۔ میں نے مسلمان ہونے کے بعد چاہا کہ تجارت اور عبادت دونوں کو جمع کروں مگر دونوں اکٹھی نہ رہ سکیں تو مجھے تجارت چھوڑنا پڑی۔ اب میرا دل یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ بالکل دروازہ ہی پر دکان ہو جس کی وجہ سے ایک بھی نماز فوت نہ ہو اور روزانہ چالیس دینار کا نفع ہو اور میں ان سب کو صدقہ کر دوں۔ کسی نے پوچھا کہ ایسی تجارت سے کیوں خفا ہوئے کہ نماز بھی نہ جائے اور اتنا نفع روزانہ کا اللہ کے راستہ میں خرچ ہو۔ پھر بھی پسند نہیں کرتے۔ فرمایا حساب تو دینا ہی پڑے گا۔ ابوالدرداء یہ بھی فرماتے ہیں کہ مجھے موت سے محبت ہے۔ اپنی مولیٰ سے ملاقات کے شوق میں اور فقر سے محبت ہے تواضع کے واسطے اور بیماری سے محبت ہے گناہ دھلنے کے واسطے۔[2] اوپر کے قصہ میں ایک حدیث کی خاطر اتنا طویل سفر کیا ہے۔ ان حضرات کے یہاں حدیث حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا کچھ اہم نہیں تھا۔ ایک ایک حدیث سننے اور معلوم کرنے کے لیے دور دور کا سفر طے کر لینا ان حضرات کو بہت سہل تھا۔ شعبیؒ ایک مشہور محدث ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ اپنے کسی شاگرد کو ایک مرتبہ حدیث سنائی اور فرمایا کہ لے گھر بیٹھے مفت مل گئی ورنہ اس سے کم کے لیے بھی مدینہ منورہ کا سفر کرنا پڑتا تھا کہ ابتداء میں حدیث کا مخزن مدینہ طیبہ ہی تھا۔ علمی شغف رکھنے والے حضرات نے بڑے بڑے طویل سفر علم کی خاطر اختیار فرمائے ہیں۔ سعید بن المسیبؒ جو ایک مشہور تابعی ہیں کہتے ہیں کہ میں ایک ایک حدیث کی خاطر راتوں اور دنوں پیدل چلا ہوں۔ امام الائمہ امام بخاریؒ شوال ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے ۲۰۵ھ میں یعنی گیارہ سال کی عمر میں حدیث پڑھنا شروع کی تھی۔ عبداللہ بن مبارکؒ کی سب تصانیف بچپن ہی میں حفظ کر لی تھیں۔ اپنے شہر میں جتنی احادیث مل سکیں ان کو حاصل کر لینے کے بعد ۲۱۶ھ میں سفر شروع کیا۔ والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس وجہ سے یتیم تھے۔ والدہ سفر میں ساتھ تھیں۔ اس کے بعد بلخ، بغداد، مکہ مکرمہ، بصرہ، کوفہ، شام، عسقلان، حمص، دمشق ان شہروں میں گئے اور ہر جگہ جو ذخیرہ حدیث کا مل سکا حاصل فرمایا اور ایسی نوعمری میں استاد حدیث بن گئے تھے کہ منہ پر داڑھی کا ایک بال بھی نہیں نکلا تھا۔ کہتے ہیں کہ میری اٹھارہ برس کی عمر تھی۔ جب میں نے صحابہ رض اور تابعین کے فیصلے تصنیف کیے۔ حاشدؒ اور ان کے ایک ساتھی کہتے

[1] ابن ماجہ [2] تذکرہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہیں کہ امام بخاریؒ ہم لوگوں کے اُستاد کے پاس جایا کرتے تھے۔ ہم لوگ لکھتے اور بخاریؒ ویسے ہی واپس آجاتے۔ ہم نے کئی روز گزر جانے پر ان سے کہا کہ تم وقت ضائع کرتے ہو، وہ چپ ہو گئے۔ جب کئی مرتبہ کہا تو کہنے لگے کہ تم نے دق ہی کر دیا۔ لاؤ تم نے کیا لکھا۔ ہم نے اپنا مجموعہ احادیث نکالا جو پندرہ ہزار حدیثوں سے زیادہ مقدار میں تھا۔ انھوں نے اس سب کو حفظ سنا دیا ہم دنگ رہ گئے۔

۱۰ حضرت ابن عباسؓ کا انصاری کے پاس جانا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد میں نے ایک انصاری سے کہا کہ حضورؐ کا تو وصال ہو گیا ابھی تک صحابہ کرامؓ کی بڑی جماعت موجود ہے۔ آؤ اُن سے پوچھ پوچھ کر مسائل یاد کریں۔ ان انصاری نے کہا۔ کیا ان صحابہ کرام کی جماعت کے ہوتے ہوئے بھی لوگ تم سے مسئلہ پوچھنے آئیں گے۔ صحابہؓ کی بہت بڑی جماعت موجود ہے۔ غرض ان صاحب نے تو ہمت کی نہیں۔ میں مسائل کے پیچھے پڑ گیا اور جن صاحب کے متعلق بھی مجھے علم ہوتا کہ فلاں حدیث انھوں نے حضورؐ سے سُنی ہے اُن کے پاس جاتا اور تحقیق کرتا۔ مجھے مسائل کا بہت بڑا ذخیرہ انصار سے ملا۔ بعض لوگوں کے پاس جاتا اور معلوم ہوتا کہ وہ سو رہے ہیں تو اپنی چادر وہیں چوکھٹ پر رکھ کر انتظار میں بیٹھ جاتا۔ گو ہوا سے منہ پر اور بدن پر مٹی بھی پڑتی رہتی مگر میں وہیں بیٹھا رہتا جب وہ اُٹھتے تو جس بات کو معلوم کرنا تھا وہ دریافت کرتا۔ وہ حضرات کہتے بھی کہ تم نے حضورؐ کے چچازاد ہو کر کیوں تکلیف کی مجھے بُلا لیتے مگر میں کہتا کہ میں علم حاصل کرنے والا ہوں اس لیے میں ہی حاضر ہونے کا زیادہ مستحق تھا۔ بعض حضرات پوچھتے کہ تم کب سے بیٹھے ہو۔ میں کہتا بہت دیر سے۔ وہ کہتے کہ تم نے بُرا کیا۔ مجھے اطلاع کر دیتے۔ میں کہتا۔ میرا دل نہ چاہا کہ تم میری وجہ سے اپنی ضروریات سے فارغ ہونے سے پہلے آؤ۔ حتیٰ کہ ایک وقت میں یہ نوبت بھی آئی کہ لوگ علم حاصل کرنے کے واسطے میرے پاس جمع ہونے لگے۔ تب اُن انصاری صاحب کو بھی قلق ہوا۔ کہنے لگے کہ یہ لڑکا ہم سے زیادہ ہوشیار تھا[1] فـ یہی چیز تھی جس نے حضرت عبداللہؓ بن عباس کو اپنے وقت میں حبرالامۃ اور بحرالعلم کا لقب دلوایا۔ جب ان کا وصال ہوا تو طائف میں تھے۔ حضرت علیؓ کے صاحبزادہ محمدؒ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور فرمایا کہ اس امت کا امام ربّانی آج رخصت ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ آیتوں کے شان نزول جاننے میں سب سے ممتاز ہیں۔ حضرت عمرؓ ان کو علماء کی ممتاز صف میں جگہ دیتے تھے۔ یہ سب اسی جانفشانی کا ثمرہ تھا ورنہ اگر یہ صاحبزادگی کے زعم میں رہتے تو یہ مراتب کیسے حاصل ہوتے۔ خود آقائے نامدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

[1] دارمی فـ مختلف علمی کارنامے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کا ارشاد ہے کہ جن سے علم حاصل کرو ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔ بخاریؒ میں مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص پڑھنے میں حیا کرے یا تکبر کرے وہ علم حاصل نہیں کر سکتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے مجھ کو ایک حرف بھی پڑھا دیا میں اس کا غلام ہوں خواہ وہ مجھے آزاد کر دے یا بیچ دے۔ یحییٰ بن کثیرؒ کہتے ہیں کہ علم تن پروری کے ساتھ حاصل نہیں ہوتا۔ امام شافعیؒ کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم کو بے دلی اور استغنا کے ساتھ حاصل کرے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہاں جو شخص خاکساری اور تنگ دستی کے ساتھ حاصل کرنا چاہے وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ مغیرہؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے استاد ابراہیمؒ سے ایسے ڈرتے تھے جیسا کہ بادشاہ سے ڈرا کرتے ہیں۔ یحییٰ بن معینؒ بہت بڑے محدث ہیں امام بخاریؒ ان کے متعلق کہتے ہیں کہ محدثین کا جتنا احترام وہ کرتے تھے اتنا کسی دوسرے کو کرتے میں نے نہیں دیکھا۔ امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جو استاد کی قدر نہیں کرتا وہ کامیاب نہیں ہوتا۔ اس قصہ میں جہاں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اساتذہ کے ساتھ تواضع اور انکساری معلوم ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی علم کا شغف اور اہتمام بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے پاس کسی حدیث کا ہونا معلوم ہوتا فوراً جاتے اس کو حاصل فرماتے خواہ اس میں کتنی ہی مشقت محنت اور تکلیف اٹھانا پڑتی اور حق یہ ہے کہ بے محنت اور مشقت کے علم تو درکنار معمولی سی چیز بھی حاصل نہیں ہوتی اور یہ ضرب المثل ہے مَنْ طَلَبَ الْعُلٰی سَهِرَ اللَّیَالِیْ جو شخص بلند مرتبوں کا طالب ہو گا راتوں کو جاگے گا۔ حارث بن یزیدؒ ابن شبرمہؒ قعقاعؒ مغیرہؒ چاروں حضرات عشاء کی نماز کے بعد علمی بحث شروع کرتے۔ صبح کی اذان تک ایک بھی جدا نہ ہوتا۔ لیثؒ بن سعد کہتے ہیں کہ امام زہریؒ عشاء کے بعد باوضو بیٹھ کر حدیث کا سلسلہ شروع فرماتے تو صبح کر دیتے۔[1] دراوردیؒ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کو میں نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں عشاء کے بعد سے ایک مسئلہ میں بحث شروع فرماتے اور وہ بھی اس طرح کہ نہ کوئی طعن تشنیع ہوتی نہ تغلیظ اور اسی حالت میں صبح ہو جاتی اور اسی جگہ صبح کی نماز پڑھتے۔[2] ابن فرات بغدادیؒ ایک محدث ہیں۔ جب انتقال ہوا تو اٹھارہ صندوق کتابوں کے چھوڑے جن میں سے اکثر خود اپنے قلم کی لکھی ہوئی تھیں اور کمال یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک صحت نقل اور عمدگیٔ ضبط کے اعتبار سے ان کا لکھا ہوا حجت بھی ہے۔ ابن جوزیؒ مشہور محدث ہیں۔ تین سال کی عمر میں باپ نے مفارقت کی یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ لیکن محنت کی حالت یہ تھی کہ جمعہ کی نماز کے علاوہ گھر سے دور نہیں جاتے تھے۔ ایک مرتبہ منبر پر کہا کہ میں نے اپنی ان انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں۔ ڈھائی سو سے زیادہ خود ان کی اپنی تصنیفات ہیں

[1] دارمی [2] مقدمہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہتے ہیں کہ کوئی وقت ضائع نہیں جاتا تھا۔ چار جز روزانہ لکھنے کا معمول تھا۔ درس کا یہ عالم تھا کہ مجلس میں بعض مرتبہ ایک لاکھ سے زیادہ شاگردوں کا اندازہ کیا گیا۔ امراء، وزراء، سلاطین تک مجلسِ درس میں حاضر ہوتے تھے۔ ابن جوزیؒ خود کہتے ہیں کہ ایک لاکھ آدمی مجھ سے بیعت ہوئے اور بیس ہزار میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں۔ اس سب کے باوجود شیعوں کا زور تھا۔ اس وجہ سے تکلیفیں بھی اٹھانا پڑیں۔ احادیث لکھنے کے وقت میں قلموں کا تراشہ جمع کرتے رہتے تھے۔ مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میرے نہانے کا پانی اسی سے گرم کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ صرف غسلِ میت کے پانی گرم کرنے کے لیے کافی نہ تھا بلکہ گرم کرنے کے بعد بچ بھی گیا تھا۔ یحییٰ بن معینؒ حدیث کے مشہور استاذ ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ ابن جریرؒ طبری مشہور مورخ ہیں۔ صحابہؓ اور تابعینؒ کے احوال کے ماہر چالیس سال تک ہمیشہ چالیس ورق روزانہ لکھنے کا معمول تھا۔ ان کے انتقال پر شاگردوں نے روزانہ کی لکھائی کا حساب لگایا تو بلوغ کے بعد سے مرنے تک چودہ ورق روزانہ کا اوسط نکلا۔ ان کی تاریخ مشہور ہے عام طور سے ملتی ہے۔ جب اس کی تصنیف کا ارادہ ظاہر کیا تو لوگوں سے پوچھا کہ تمام عالم کی تاریخ سے تو تم لوگ بہت خوش ہوگے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اندازاً کتنی بڑی ہوگی۔ کہنے لگے کہ تقریباً تیس ہزار ورق پر آئے گی لوگوں نے کہا اس کے پورا کرنے سے پہلے عمریں فنا ہو جائیں گی۔ کہنے لگے انا للہ ہمتیں پست ہوگئیں۔ اس کے بعد مختصر کیا اور تقریباً تین ہزار ورق پر لکھی۔ اسی طرح ان کی تفسیر کا بھی قصہ ہوا وہ بھی مشہور ہے اور عام طور سے ملتی ہے۔ دارقطنیؒ حدیث کے مشہور مصنف ہیں۔ حدیث حاصل کرنے کے لیے بغداد، بصرہ، کوفہ، واسط، مصر اور شام کا سفر کیا۔ ایک مرتبہ استاذ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ استاذ پڑھ رہے تھے اور یہ کوئی کتاب نقل کر رہے تھے۔ ایک ساتھی نے اعتراض کیا کہ تم دوسری طرف متوجہ ہو، کہنے لگے کہ میری اور تمہاری توجہ میں فرق ہے۔ بتاؤ استاذ نے اب تک کتنی حدیثیں سنائیں۔ وہ سوچنے لگے۔ دارقطنیؒ نے کہا کہ شیخ نے اٹھارہ حدیثیں سنائی ہیں۔ پہلی یہ تھی۔ دوسری یہ تھی۔ اسی طرح ترتیب وار سب کی سب مع سند کے سنادیں حافظ اثرمؒ ایک محدث ہیں۔ احادیث کے یاد کرنے میں بڑے مشتاق تھے۔ ایک مرتبہ حج کو تشریف لے گئے۔ وہاں خراسان کے دو بڑے استاذ حدیث آئے ہوئے تھے اور حرم شریف میں دونوں علیحدہ علیحدہ درس دے رہے تھے۔ ہر ایک کے پاس پڑھنے والوں کا ایک بڑا مجمع موجود تھا یہ دونوں کے درمیان بیٹھ گئے اور دونوں کی حدیثیں ایک ہی وقت میں لکھ ڈالیں۔

لہ تذکرہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عبداللہ بن مبارکؒ مشہور محدث ہیں۔ حدیث حاصل کرنے میں ان کی محنتیں مشہور ہیں۔ خود کہتے ہیں کہ میں نے چار ہزار اُستاذوں سے حدیث حاصل کی ہے۔ علی بن الحسنؒ کہتے ہیں کہ ایک رات سخت سردی تھی۔ میں اور ابن مبارکؒ مسجد سے عشاء کے بعد نکلے۔ دروازہ پر ایک حدیث میں گفتگو شروع ہوگئی۔ میں بھی کچھ کہتا رہا وہ بھی فرماتے رہے۔ وہیں کھڑے کھڑے صبح کی اذان ہوگئی حمیدیؒ ایک مشہور محدث ہیں جنہوں نے بخاریؒ اور مسلمؒ کی احادیث کو ایک جگہ جمع بھی کیا ہے رات بھر لکھتے تھے اور گرمی کے موسم میں جب گرمی بہت ستاتی تو ایک لگن میں پانی بھر لیتے اور اس میں بیٹھ کر لکھتے سب سے الگ رہتے تھے۔ شاعر بھی ہیں ان کے شعر ہیں ؂

لِقَاءُ النَّاسِ لَيْسَ يُفِيدُ شَيْئًا ۔۔۔ سِوَى الْهَذَيَانِ مِنْ قِيْلٍ وَّ قَالٍ

فَاَقْلِلْ مِنْ لِقَاءِ النَّاسِ اِلَّا ۔۔۔ لِاَخْذِ الْعِلْمِ اَوْ اِصْلَاحِ حَالٍ

ترجمہ: لوگوں کی ملاقات کچھ فائدہ نہیں دیتی بجز قیل و قال کی بکواس کے اس لیے لوگوں کی ملاقات کم کر بجز اس کے کہ علم حاصل کرنے کے واسطے اُستاذ سے یا اصلاحِ نفس کے واسطے کسی شیخ سے ملاقات ہو۔ امام طبرانیؒ مشہور محدث ہیں۔ بہت سی تصانیف فرمائی ہیں۔ کسی نے ان کی کثرتِ تصانیف کو دیکھ کر پوچھا کہ کس طرح لکھیں کہنے لگے کہ تیس برس بوریئے پر گزار دیئے۔ یعنی رات دن بوریئے پر پڑے رہتے تھے۔ ابو العباسؒ شیرازی کہتے ہیں کہ میں نے طبرانیؒ سے تین لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ بڑی شدت کے ساتھ ناسخ اور منسوخ احادیث کی تحقیق فرماتے تھے کوفہ جو اس زمانہ میں علم کا گھر کہلاتا تھا اس میں جتنے محدثین تھے سب کی احادیث کو جمع فرمایا تھا اور جب کوئی باہر سے محدث آتے تو شاگردوں کو حکم فرماتے کہ ان کے پاس کوئی ایسی حدیث ہو جو اپنے پاس نہ ہو تو اس کی تحقیق کرو۔ ایک علمی مجلس امام صاحبؒ کے یہاں تھی، جس میں محدث فقیہ اہل لغت کا مجمع تھا۔ جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو اس مجلس میں اس پر بحث ہوتی۔ اور بعض مرتبہ ایک ایک مہینہ بحث رہتی، اس کے بعد جب کوئی بات طے ہوتی تو وہ مذہب قرار دی جاتی۔ اور لکھ لی جاتی۔ امام ترمذیؒ کے نام سے کون ناواقف ہوگا۔ احادیث کا کثرت سے یاد کرنا اور یاد رکھنا ان کی خصوصی شان تھی اور قوتِ حافظہ میں ضرب المثل تھے۔ بعض محدثین نے ان کا امتحان لیا اور چالیس حدیثیں ایسی سنائیں جو غیر معروف تھیں۔ امام ترمذی نے فوراً سنا دیں۔ خود امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک شیخ کی احادیث کے دو جزو نقل کئے تھے۔ اتفاق سے خود ان شیخ سے ملاقات ہوگئی میں نے درخواست کی کہ وہ دونوں جزو

Visit : www.Momeen.blogspot.com

احادیث کے استاذ سے بھی سن لوں، انھوں نے قبول کر لیا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ جزو میرے پاس ہیں مگر استاد کی خدمت میں گیا تو بجائے ان کے دو سادے جزو ہاتھ میں تھے۔ استاذ نے سنانا شروع کیا اتفاقاً اُن کی نظر پڑی تو میرے ہاتھ میں سادے جزو تھے۔ ناراض ہو کر فرمایا تمھیں شرم نہیں آتی۔ میں نے قصہ بیان کیا اور عرض کیا کہ آپ جو سناتے ہیں وہ مجھے یاد ہو جاتا ہے۔ استاد کو یقین نہ آیا، فرمایا اچھا سناؤ۔ میں نے سب حدیثیں سنادیں فرمایا کہ یہ تم کو پہلے سے یاد ہوں گی۔ میں نے عرض کیا کہ اور نئی حدیثیں سنا دیجئے۔ انھوں نے چالیس حدیثیں اور سنادیں۔ میں نے ان کو بھی فوراً سُنا دیا۔ اور ایک بھی غلطی نہیں کی۔ محدثینؒ نے جو جو محنتیں احادیث کے یاد کرنے میں اُن کو پھیلانے میں کی ہیں اُن کا اتباع تو درکنار ان کا شمار بھی مشکل ہے۔ قرطمہؒ ایک محدث ہیں زیادہ مشہور بھی نہیں ہیں۔ ان کے شاگرد داؤدؒ کہتے ہیں کہ لوگ ابو حاتمؒ وغیرہ کے حافظہ کا ذکر کرتے ہیں۔ میں نے قرطمہؒ سے زیادہ حافظ نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ میں ان کے پاس گیا۔ کہنے لگے کہ ان کتب میں سے جونسی دل چاہے اُٹھا لو، میں سنا دوں گا۔ میں نے کتاب الاشربہ اُٹھائی وہ ہر باب کے اخیر سے اول کی طرف پڑھتے گئے اور پوری کتاب سُنا دی۔ ابو زرعہؒ کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ اسحٰق بن راہویہؒ کہتے ہیں کہ ایک لاکھ حدیثیں میں نے جمع کی ہیں اور تیس ہزار مجھے ازبر یاد ہیں۔ خفاف کہتے ہیں کہ اسحٰقؒ نے گیارہ ہزار حدیثیں اپنی یاد سے ہمیں لکھوائیں اور پھر اُن کو نمبر وار سُنایا۔ نہ کوئی حرف کم ہوا نہ زیادہ۔ ابو سعد اصبہانیؒ بغدادی سولہ سال کی عمر میں ابو نصرؒ کی احادیث سُننے کے لیے بغداد پہنچے۔ راستے میں اُن کے انتقال کی خبر سُنی بے ساختہ رو پڑے چیخیں نکل گئیں۔ کہ اُن کی سند کہاں ملے گی۔ اتنا رنج کہ رونے میں چیخیں نکل جائیں جب ہو سکتا ہے جب کسی چیز کا عاشق ہو جائے۔ ان کو مسلم شریف پوری حفظ یاد تھی اور حفظ ہی طلبہ کو لکھوایا کرتے تھے۔ گیارہ حج کیے۔ جب کھانا کھانے بیٹھتے تو آنکھوں میں آنسو بھر آتے۔ ابو عمر ضریرؒ پیدائشی نابینا تھے مگر حفاظ حدیث میں شمار ہے۔ علم فقہ، تاریخ، فرائض، حساب میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ ابو الحسینؒ اصفہانی کو بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں یاد تھیں۔ بالخصوص بخاری شریف کا تو یہ حال ہے کہ جو کوئی سند پڑھتا اس کا متن یعنی حدیث پڑھ دیتے اور جو متن پڑھتا اس کی سند پڑھ دیتے تھے۔ شیخ تقی الدینؒ بعلبکی نے چار مہینے میں مسلم شریف تمام حفظ کر لی تھی اور جمع بین الصحیحین کے بھی حافظ تھے۔ صاحبِ کرامات بزرگ تھے۔ قرآن کے بھی حافظ تھے۔ کہتے ہیں کہ سورۂ انعام ساری ایک دن میں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حفظ کرلی تھی۔ ابن السنیؒ امام نسائیؒ کے مشہور شاگرد ہیں۔ حدیث لکھنے میں اخیر تک مشغول رہے ان کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ میرے والدؒ نے لکھتے لکھتے دوات میں قلم رکھا اور دونوں ہاتھ دعا کے واسطے اٹھائے اور اسی حال میں انتقال ہوگیا۔ علامہ ساجیؒ نے بچپن میں فقہ حاصل کیا۔ اس کے بعد علم حدیث کا شغل رہا۔ ہر رات میں دس برس قیام کیا جس میں چھ مرتبہ ترمذی شریف اپنے ہاتھ سے لکھی۔ ابن مندہؒ سے غرائب شعبہ پڑھ رہے تھے کہ اسی حال میں ابن مندہؒ کا عشا کی نماز کے بعد انتقال ہوگیا پڑھنے والے سے پڑھانے والے کا ولولہ علمی ہے کہ اخیر وقت تک پڑھاتے رہے، ابوعمرو خفافؒ کو ایک لاکھ حدیثیں ازبر تھیں۔ امام بخاریؒ کے استاذ عاصم بن علی جب بغداد پہنچے تو شاگردوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ اکثر ایک لاکھ سے زائد ہوجاتے تھے۔ ایک مرتبہ اندازہ لگایا گیا تو ایک لاکھ بیس ہزار ہوئے۔ اسی وجہ سے بعض الفاظ کو کئی کئی مرتبہ کہنا پڑتا ان کے ایک شاگرد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حدثنا اللیث کو چودہ مرتبہ کہنا پڑا۔ ظاہر بات ہے کہ سوا لاکھ آدمیوں کو آواز پہنچانے کے واسطے بعض لفظوں کو کئی کئی مرتبہ کہنا ہی پڑے گا۔ ابو مسلم بصری جب بغداد پہنچے تو ایک بڑے میدان میں حدیث کا درس شروع ہوا سات آدمی کھڑے ہوکر لکھواتے تھے۔ جس طرح عید کی تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ سبق کے بعد دواتیں شمار کی گئیں تو چالیس ہزار سے زیادہ تھیں اور جو لوگ صرف سننے والے تھے وہ ان سے علیحدہ۔ فریابیؒ کی مجلس میں اسی طرح لکھوانے والے تین سو سولہ تھے اس سے مجمع کا اندازہ اپنے آپ ہوجاتا ہے اس محنت اور مشقت سے یہ پاک علم آج تک زندہ ہے امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے انتخاب کرکے بخاری شریف لکھی ہے جس میں سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں اور ہر حدیث لکھتے وقت دو رکعت نفل نماز پڑھ کر حدیث لکھی ہے۔ جب یہ بغداد پہنچے تو وہاں کے محدثین نے ان کا امتحان لیا۔ اس طرح کہ دس آدمی متعین ہوئے۔ ان میں سے ہر شخص نے دس دس حدیثیں چھانٹیں جن کو بدل بدل کر ان سے پوچھا۔ یہ ہر سوال کے جواب میں مجھے معلوم نہیں کہتے رہے جب دس کے دس پوچھ چکے تو انھوں نے سب سے پہلے پوچھنے والے کو مخاطب کیا فرمایا کہ تم نے سب سے پہلی حدیث یہ پوچھی تھی۔ تم نے اس طرح بیان کی یہ غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے۔ دوسری حدیث یہ پوچھی تھی وہ اس طرح تم نے بیان کی یہ غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے۔ غرض اسی طرح سو کی سو حدیثیں ترتیب وار بیان فرمادیں کہ ہر حدیث کو اول اس طرح پڑھتے جس طرح امتحان لینے والے نے پڑھا تھا۔ پھر کہتے کہ یہ غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے امام مسلمؒ نے چودہ برس کی عمر میں حدیث پڑھنا شروع کی تھی۔ اسی میں اخیر تک مشغول رہے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

خود کہتے ہیں کہ میں نے تین لاکھ احادیث میں سے چھانٹ کر مسلم شریف تصنیف کی ہے جس میں بارہ ہزار حدیثیں ہیں۔ امام ابوداؤدؒ کہتے ہیں کہ میں نے پانچ لاکھ احادیث سنی ہیں جن میں سے انتخاب کرکے سنن ابوداؤد شریف تصنیف کی ہے جس میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں۔ یوسف مزی مشہور محدث ہیں۔ اسماء رجال کے امام ہیں۔ اوّل اپنے شہر میں فقہ اور حدیث حاصل کیا۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، حلب، حمات بعلبک وغیرہ کا سفر کیا۔ بہت سی کتابیں اپنے قلم سے لکھیں۔ تہذیب الکمال دو سو جلدوں میں تصنیف کی اور کتاب الاطراف اسّی جلدوں سے زیادہ میں۔ ان کی عادت شریفہ تھی کہ اکثر چپ رہتے۔ بات کسی سے بہت ہی کم کرتے تھے۔ اکثر اوقات کتاب کے دیکھنے میں مشغول رہتے۔ حاسدوں کی عداوت کا شکار بھی بنے مگر انتقام نہیں لیا۔ ان حضرات کے حالات کا احاطہ دشوار ہے۔ بڑی بڑی کتابیں ان کے حالات اور جانفشانیوں کا احاطہ نہیں کر سکیں۔ یہاں کے نمونہ کے طور پر چند حضرات کے دو چار واقعات کا ذکر اس لیے کیا تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ علم حدیث جو آج ساڑھے تیرہ سو برس تک نہایت آب و تاب سے باقی ہے وہ کس محنت اور جانفشانی سے باقی رکھا گیا ہے اور جو لوگ علم حاصل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اپنے آپ کو طالب علم کہتے ہیں وہ کتنی محنت اور مشقت اس کے لیے گوارا کرتے ہیں اگر ہم لوگ یہ چاہیں کہ ہم اپنی عیش وعشرت راحت وآرام سیر وتفریح اور دنیا کے دوسرے مشاغل میں لگے رہیں اور حضورؐ کے پاک کلام کا یہ شیوع اسی طرح باقی رہے تو ایں خیال است ومحال است وجنوں کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

نواں باب حضورؐ کی فرماں برداری اور امتثال حکم

اور یہ دیکھنا کہ حضورؐ کا منشاء مبارک کیا ہے۔ ویسے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ہر فعل فرماں برداری تھا اور گذشتہ قصوں سے بھی یہ بات خوب روشن ہے لیکن خاص طور سے چند قصے اس باب میں اس لیے ذکر کیے جاتے ہیں کہ ہم لوگ اپنی حالتوں کا اس باب سے خاص طور پر مقابلہ کرکے دیکھیں کہ ہم اللہ کی اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی فرماں برداری کہاں تک کرتے ہیں۔ جس پر ہم لوگ ہر وقت اس کے بھی منتظر رہتے ہیں کہ وہ برکات ترقیات اور ثمرات جو صحابہ کرام کو حاصل ہوتے تھے ہمیں بھی حاصل ہوں۔ اگر واقعی ہم لوگ اس چیز کے متمنی ہیں تو ہمیں بھی وہ کرنا چاہیے جو وہ حضرات کرکے دکھلا گئے ہیں۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۱) حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا چادر کو جلا دینا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر میں ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے اوپر ایک چادر تھی جو کسم کے رنگ میں ہلکی سی رنگی ہوئی تھی۔ حضورؐ نے دیکھ کر فرمایا یہ کیا اوڑھ رکھا ہے۔ مجھے اس سوال سے حضورؐ کی ناگواری کے آثار معلوم ہوئے۔ گھر والوں کے پاس واپس ہوا تو انھوں نے چولہا جلا رکھا تھا۔ میں نے وہ چادر اس میں ڈال دی دوسرے روز جب حاضری ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا وہ چادر کیا ہوئی۔ میں نے قصہ سنا دیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ عورتوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دی عورتوں کے پہننے میں تو مضائقہ نہ تھا۔[1] ف اگرچہ چادر کے جلا دینے کی ضرورت نہ تھی مگر جس کے دل میں کسی کی ناگواری اور ناراضی کی چوٹ لگی ہوئی ہو، وہ اتنی سوچ کا متحمل ہی نہیں ہوتا کہ اس کی کوئی اور صورت بھی ہو سکتی ہے۔ ہاں مجھ جیسا نالائق ہوتا تو نہ معلوم کتنے احتمالات پیدا کر لیتا کہ یہ ناگواری کس درجہ کی ہے اور دریافت تو کر لوں اور کوئی صورت اجازت کی بھی ہو سکتی ہے یا نہیں اور حضورؐ نے پوچھا ہی تو ہے منع تو نہیں کیا وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ انصاری کا مکان کو ڈھا دینا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دولت کدہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک قبہ (گنبد دار حجرہ) دیکھا جو اونچا بنا ہوا تھا۔ ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے انھوں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری نے قبہ بنایا ہے۔ حضورؐ سن کر خاموش ہو رہے۔ کسی دوسرے وقت وہ انصاری حاضر خدمت ہوئے اور سلام کیا۔ حضورؐ نے اعراض فرمایا سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ انھوں نے اس خیال سے کہ شاید خیال نہ ہوا ہو، دوبارہ سلام کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اعراض فرمایا اور جواب نہ دیا۔ وہ اس کے کیسے متحمل ہو سکتے تھے۔ صحابہؓ سے جو وہاں موجود تھے دریافت کیا پوچھا۔ تحقیق کیا کہ میں آج حضورؐ کی نظروں کو پھرا ہوا پاتا ہوں خیر تو ہے۔ انھوں نے کہا کہ حضورؐ باہر تشریف لے گئے تھے۔ راستہ میں تمہارا قبہ دیکھا تھا اور دریافت فرمایا تھا کہ یہ کس کا ہے۔ یہ سن کر وہ انصاری فوراً گئے اور اس کو توڑ کر ایسا زمین کی برابر کر دیا کہ نام و نشان بھی نہ رہا۔ اور پھر آ کر عرض بھی نہیں کیا۔ اتفاقاً حضورؐ ہی کا اس جگہ کسی دوسرے موقع پر گذر ہوا تو دیکھا کہ وہ قبہ وہاں نہیں ہے۔ دریافت فرمایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ انصاری نے آنحضرتؐ کے اعراض کا کئی روز ہوئے ذکر کیا تھا۔ ہم نے کہہ دیا تھا کہ تمہارا قبہ دیکھا ہے۔ انھوں نے آ کر اس کو بالکل توڑ دیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے۔ مگر وہ تعمیر جو سخت ضرورت اور مجبوری کی ہو۔[2]

[1] ابوداؤد [2] ابوداؤد

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ف یہ کمال عشق کی باتیں ہیں ان حضرات کو اس کا تحمل ہی نہیں تھا کہ چہرۂ انور کو رنجیدہ دیکھیں یا کوئی شخص اپنے سے حضورؐ کی گرانی کو محسوس کرے۔ ان صحابی نے قُبّہ کو گرایا اور پھر یہ بھی نہیں کہ گرانے کے بعد جتانے کے طور پر آ کر کہتے کہ آپ کی خوشی کے واسطے گرادیا بلکہ جب حضورؐ کا خود ہی اتفاق سے اُدھر کو تشریف لے جانا ہوا تو ملاحظہ فرمایا۔ حضورؐ کو تعمیر میں روپے کا ضائع کرنا خاص طور سے ناگوار تھا۔ بہت سی احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔ خود ازواج مطہرات کے مکانات کھجور کی ٹہنیوں کے ٹٹے تھے جن پر ٹاٹ کے پردے پڑے رہتے تھے تاکہ اجنبی نگاہ اندر نہ جاسکے۔ ایک مرتبہ حضورؐ کہیں سفر میں تشریف لے گئے۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ کو کچھ ثروت حاصل تھی۔ انہوں نے اپنے مکان پر بجائے ٹٹوں کے کچی اینٹیں لگالیں واپسی پر جب حضورؐ نے ملاحظہ فرمایا تو دریافت کیا کہ یہ کیا کیا۔ انھوں نے عرض کیا کہ اس میں بے پردگی کا احتمال رہتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بدترین چیز جس میں آدمی کا روپیہ خرچ ہو تعمیر ہے۔ عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میری والدہ اپنے مکان کی ایک دیوار کو جو خراب ہوگئی تھی درست کر رہے تھے۔ حضورؐ نے ملاحظہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ موت اس دیوار کے گرنے سے زیادہ قریب ہے۔[1]

(۳) صحابہؓ کا سرخ چادروں کو اُتارنا

حضرت رافعؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ سفر میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے اور ہمارے اونٹوں پر چادریں پڑی ہوئی تھیں جن میں سُرخ ڈورے تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب ہوتی جاتی ہے۔ حضور کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ہم لوگ ایک دم ایسے گھبرا کے اٹھے کہ ہمارے بھاگنے سے اونٹ بھی اِدھر اُدھر بھاگنے لگے اور ہم نے فوراً سب چادریں اونٹوں سے اتارلیں۔[2] ف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگی میں اس قسم کے واقعات کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ ہاں ہماری زندگی کے اعتبار سے ان پر تعجب ہوتا ہے۔ ان حضرات کی عام زندگی ایسی ہی تھی۔ عروہ بن مسعود جب صلح حدیبیہ میں جس کا قصہ باب کے ۱ پر گذرا کفار کی طرف سے قاصد کی حیثیت سے آئے تھے تو مسلمانوں کی حالت کا بڑی غور سے مطالعہ کیا تھا اور مکہ واپس جاکر کفار سے کہا تھا کہ میں بڑے بڑے بادشاہوں کے یہاں قاصد بن کر گیا ہوں۔ فارس وروم اور حبشہ کے بادشاہوں سے ملا ہوں۔ میں نے کسی بادشاہ کے یہاں یہ بات نہیں دیکھی کہ اس کے درباری اس کی اس قدر تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جماعت ان کی تعظیم کرتی ہے۔ کبھی ان کا بلغم زمین پر نہیں گرنے دیتی۔ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا

---

[1] ابوداؤد [2] ابوداؤد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہے اور وہ اس کو منھ اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب وہ کوئی حکم کرتے ہیں تو ہر شخص دوڑتا ہے کہ تعمیل کرے جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کا پانی بدن پر ملنے اور لینے کے واسطے ایسے دوڑتے ہیں گویا آپس میں جنگ و جدل ہو جاوے گا۔ اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب چپ ہو جاتے ہیں۔ کوئی شخص ان کی طرف عظمت کی وجہ سے نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔

۴۔ حضرت وائلؓ کا ذباب کے لفظ سے بال کٹوا دینا

وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا۔ میرے سر کے بال بہت بڑھے ہوئے تھے میں سامنے آیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا ذباب ذباب میں یہ سمجھا کہ میرے بالوں کو ارشاد فرمایا۔ میں واپس گیا اور ان کو کٹوا دیا۔ جب دوسرے دن خدمت میں حاضری ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا لیکن یہ اچھا کیا۔ ؎ ف ذباب کے معنی منحوس کے بھی ہیں اور بری چیز کے بھی۔ یہ اشاروں پر مرمٹنے کی بات ہے کہ منشا سمجھنے کے بعد خواہ وہ غلط ہی سمجھا گیا ہو اس کی تعمیل میں دیر نہ ہوتی تھی۔ یہاں حضورؐ نے ارشاد بھی فرما دیا کہ تم کو نہیں کہا تھا۔ مگر یہ چونکہ اپنے متعلق سمجھے اس لیے کیا مجال تھی کہ دیر ہوتی۔ ابتدائے اسلام میں نماز میں بولنا جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حاضر خدمت ہوئے حضور نماز پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے حسب معمول سلام کیا چونکہ نماز میں بولنا منسوخ ہو چکا تھا۔ حضورؐ نے جواب نہ دیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے جواب نہ دینے سے نئی اور پرانی باتیں یاد آ کر مختلف خیالات نے مجھے آ گھیرا۔ کبھی سوچتا فلاں بات سے ناراضی ہوئی کبھی خیال کرتا کہ فلاں بات پیش آئی۔ آخر حضورؐ نے جب سلام پھیرا اور ارشاد فرمایا کہ نماز میں کلام کرنا منسوخ ہو گیا ہے۔ اس لیے میں نے سلام کا جواب نہیں دیا تھا۔ تب جان میں جان آئی۔

۵۔ حضرت سہیلؓ بن حنظلیہ کی عادت اور حزیمؓ کا بال کٹوا دینا

دمشق میں سہیلؓ بن حنظلیہؓ نامی ایک صحابی رہا کرتے تھے جو نہایت یکسو تھے۔ بہت کم کسی سے ملتے جلتے تھے اور کہیں آتے جاتے نہ تھے۔ دن بھر نماز میں مشغول رہتے یا تسبیح اور وظائف میں مسجد میں آتے جاتے راستہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ پر جو مشہور صحابی ہیں گذر ہوتا ابوالدرداؓ فرماتے کہ کوئی کلمہ خیر سناتے جاؤ تمہیں کوئی نقصان نہیں ہمیں نفع ہو جائے گا۔ تو وہ کوئی واقعہ حضورؐ کے زمانہ کا یا کوئی حدیث سنا دیتے۔ ایک مرتبہ اسی طرح جا رہے تھے ابوالدرداءؓ نے معمول کے موافق درخواست کی کہ کوئی کلمہ خیر سناتے جائیں۔ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حزیم اسدی اچھا آدمی ہے۔ اگر دو باتیں نہ ہوں ایک سر کے بال بہت بڑھے رہتے ہیں۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

دوسرے لُنگی ٹخنوں سے نیچے باندھتا ہے۔ ان کو حضورؐ کا یہ ارشاد پہنچا فوراً چاقو لے کر بال کانوں کے نیچے سے کاٹ دیئے اور لنگی آدھی پنڈلی تک باندھنا شروع کردی ؎۱ ف بعض روایات میں آیا ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان دونوں باتوں کو ارشاد فرمایا اور انھوں نے قسم کھا کر کہا کہ اب سے نہ ہوں گی۔ مگر دونوں روایتوں میں کچھ اشکال نہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ خود ان سے بھی ارشاد فرمایا ہو اور غیبت میں بھی ارشاد فرمایا ہو جو سننے والے نے اُن سے جا کر عرض کردیا۔

۷۔ حضرت ابن عمرؓ کا اپنے بیٹے سے نہ بولنا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دے دیا کرو۔ ابن عمرؓ کے ایک صاحبزادہ نے عرض کیا کہ ہم تو اجازت نہیں دے سکتے کیوں کہ وہ اس کو آئندہ چل کر بہانہ بنالیں گی آزادی اور فساد دآوارگی کا۔ حضرت ابن عمرؓ بہت ناراض ہوئے بُرا بھلا کہا اور فرمایا کہ میں تو حضورؐ کا ارشاد سناؤں اور تو کہے کہ اجازت نہیں دلے سکتے۔ اس کے بعد سے ہمیشہ کے لیے ان صاحبزادہ سے بولنا چھوڑ دیا۔ ؎۲ ف صاحبزادہ کا یہ کہنا کہ فساد کا حیلہ بنالیں گی۔ اپنے زمانہ کی حالت کو دیکھ کر تھا اسی وجہ سے خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر حضورؐ اس زمانہ کی عورتوں کا حال دیکھتے تو ضرور عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع فرمادیتے۔ حالانکہ حضرت عائشہؓ کا زمانہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ زیادہ بعد کا نہیں۔ لیکن اس کے باوجود حضرت ابن عمرؓ کو اس کا تحمل نہیں ہوسکا کہ حضورؐ کے ارشاد کو سن کر اس میں کوئی تردد یا تامل کیا جائے اور صرف اس بات پر کہ حضورؐ کے ارشاد پر انھوں نے انکار کیا عمر بھر نہیں بولے اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس میں دقتیں اُٹھانا پڑیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد کی اہمیت کی وجہ سے جو اُن کی جان تھی مسجد سے روکنا بھی مشکل تھا۔ اور زمانہ کے فساد کی وجہ سے جس کا اندیشہ اسی وقت سے شروع ہوگیا تھا اجازت بھی مشکل تھی۔ چنانچہ حضرت عاتکہؓ جن کے کئی نکاح ہوئے جن میں سے حضرت عمرؓ سے بھی ہوا وہ مسجد میں تشریف لے جاتی تھیں اور حضرت عمرؓ کو گراں ہوتا تھا۔ کسی نے اُن سے کہا کہ عمرؓ کو گراں ہوتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اگر ان کو گراں ہے تو منع کردیں حضرت عمرؓ کے وصال کے بعد حضرت زبیرؓ سے نکاح ہوا۔ اُن کو بھی یہ چیز گراں تھی مگر روکنے کی ہمت نہ ہوئی۔ تو ایک مرتبہ عشاء کی نماز کے لیے یہ جہاں کو جاتی تھیں راستہ میں بیٹھ گئے

؎۱ ابوداؤد ؎۲ مسلم ابوداؤد

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور جب یہ پاس کو گذریں تو ان کو چھیڑا۔ خاوند تھے اس لیے ان کو تو جائز تھا ہی مگر ان کو خبر نہ ہوئی۔ اندھیر تھا کہ یہ کون ہیں۔ اس کے بعد سے انہوں نے جانا چھوڑ دیا۔ دوسرے وقت حضرت زبیرؓ نے پوچھا کہ مسجد میں کیوں جانا چھوڑ دیا۔ کہنے لگیں کہ اب زمانہ نہیں رہا۔

۷۔ حضرت ابن عمرؓ سے سوال کہ نمازِ قصر قرآن میں نہیں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے پوچھا کہ قرآن شریف میں مقیم کی نماز کا بھی ذکر ہے اور خوف کی نماز کا بھی، مسافر کی نماز کا ذکر نہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ برادر زادہ اللہ جل شانہٗ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا۔ ہم لوگ انجان تھے کچھ نہیں جانتے تھے۔ پس جو ہم نے اُن کو کرتے دیکھا ہے وہ کریں گے [۱]۔ ف مقصود یہ ہے کہ ہر مسئلہ کا صراحۃً قرآن شریف میں ہونا ضروری نہیں۔ عمل کے واسطے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جانا کافی ہے۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے قرآن شریف عطا ہوا اور اس کی برابر اور احکام دیئے گئے۔ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ پیٹ بھرے لوگ اپنے گدّوں پر بیٹھ کر کہیں گے کہ بس قرآن شریف کو مضبوط پکڑ لو جو اس میں احکام ہیں ان پر عمل کرو۔ [۲] ف پیٹ بھرے سے مراد یہ ہے کہ اس قسم کے فاسد خیال دولت کے نشہ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

۸۔ حضرت ابن مغفلؓ کا خذف کی وجہ سے کلام چھوڑ دینا

عبداللہ بن مغفلؓ کا ایک نو عمر بھتیجہ خذف سے کھیل رہا تھا۔ انھوں نے دیکھا اور فرمایا کہ برادر زادہ ایسا نہ کرو۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے فائدہ کچھ نہیں نہ شکار ہو سکتا ہے نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے اور اتفاقاً کسی کے لگ جائے تو آنکھ پھوٹ جائے۔ دانت ٹوٹ جائے بھتیجہ کم عمر تھا۔ اس نے جب چچا کو غافل دیکھا تو پھر کھیلنے لگا۔ انھوں نے دیکھ لیا۔ فرمایا کہ میں تجھے حضورؐ کا ارشاد سناتا ہوں تو پھر اسی کو کرتا ہے۔ خدا کی قسم تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ ایک دوسرے قصہ میں اس کے بعد ہے خدا کی قسم نہ تیرے جنازہ میں شریک ہوں گا نہ تیری عیادت کروں گا۔ [۳] ف خذف اس کو کہتے ہیں کہ انگوٹھے پر چھوٹی سی کنکری رکھ کر اس کو انگلی سے پھینک دیا جائے۔ بچوں میں عام طور سے اس طرح کھیلنے کا مرض ہوتا ہے وہ ایسا تو ہوتا نہیں کہ اس سے شکار ہو سکے۔ ہاں آنکھ میں کسی کے اتفاقاً لگ جائے تو اس کو زخمی کر ہی دے۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کو اس کا تحمل نہ ہو سکا کہ حضورؐ کا ارشاد سنانے کے بعد بھی وہ بچہ اس کام کو کرے۔ ہم لوگ صبح سے شام تک حضورؐ کے کتنے ارشادات سنتے ہیں اور ان کا کتنا اہتمام

[۱] شفا [۲] ابو داؤد [۳] ابن ماجہ دارمی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کرتے ہیں۔ ہر شخص خود ہی اپنے متعلق فیصلہ کر سکتا ہے۔

۹۔ حضرت حکیم بن حزامؓ کا سوال سے عہد

حکیم بن حزامؓ ایک صحابی ہیں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کچھ طلب کیا۔ حضورؐ نے عطا فرمایا۔ پھر کسی موقع پر کچھ مانگا۔ حضورؐ نے پھر مرحمت فرمادیا۔ تیسری دفعہ پھر سوال کیا۔ حضورؐ نے عطا فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ حکیم یہ مال سبز باغ ہے۔ ظاہر میں بڑی میٹھی چیز ہے مگر اس کا دستور یہ ہے کہ اگر یہ دل کے استغناء سے ملے تو اس میں برکت ہوتی ہے اور اگر طمع اور لالچ سے حاصل ہو تو اس میں برکت نہیں ہوتی ایسا ہو جاتا ہے (جیسے جوع البقر کی بیماری ہو) کہ ہر وقت کھائے جائے اور پیٹ نہ بھرے۔ حکیمؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کے بعد اب کسی کو نہیں ستاؤں گا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حکیمؓ کو بیت المال سے کچھ عطا فرمانے کا ارادہ کیا۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں بار بار اصرار کیا مگر انہوں نے انکار ہی فرمادیا۔[۱] ف یہی وجہ ہے کہ آج کل ہم لوگوں کے مالوں میں برکت نہیں ہوتی کہ لالچ اور طمع میں گھرے رہتے ہیں۔

۱۰۔ حضرت حذیفہؓ کا جاسوسی کے لیے جانا

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں ہماری ایک طرف تو مکہ کے کفار اور ان کے ساتھ دوسرے کافروں کے بہت سے گروہ تھے جو ہم پر چڑھائی کر کے آئے تھے اور حملہ کے لیے تیار تھے اور دوسری طرف خود مدینہ منورہ میں بنو قریظہ کے یہود ہماری دشمنی پر تُلے ہوئے تھے جن سے ہر وقت اندیشہ تھا کہ کہیں مدینہ منورہ کو خالی دیکھ کر وہ ہمارے اہل وعیال کو بالکل نہ ختم کر دیں۔ ہم لوگ مدینہ منورہ سے باہر لڑائی کے سلسلہ میں پڑے ہوئے تھے۔ منافقوں کی جماعت گھر کے خالی اور تنہا ہونے کا بہانہ کر کے اجازت لے کر اپنے گھروں کو واپس جارہی تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر اجازت مانگنے والے کو اجازت مرحمت فرمادیتے تھے۔ اسی دوران میں ایک رات آندھی اس قدر شدت سے آئی کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنی آئی نہ اس کے بعد اندھیرا اس قدر زیادہ کہ آدمی کو پاس والا آدمی تو کیا اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا اور ہوا اتنی سخت کہ اس کا شور بجلی کی طرح گرج رہا تھا۔ منافقین اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ ہم تین سو کا مجمع اسی جگہ تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کا حال دریافت فرمارہے تھے اور اس اندھیری میں ہر طرف تحقیقات فرمارہے تھے۔ اتنے میں میرے پاس کو حضورؐ کا گذر ہوا۔ میرے پاس نہ تو دشمن سے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بچاؤ کے واسطے کوئی ہتھیار نہ سردی سے بچاؤ کے لیے کوئی کپڑا صرف ایک چھوٹی سی چادر تھی جو
اوڑھنے میں گھٹنوں تک آتی تھی اور وہ بھی میری نہیں بیوی کی تھی۔ میں اس کو اوڑھے ہوئے گھٹنوں
کے بل زمین سے چمٹا ہوا بیٹھا تھا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کون ہے۔ میں نے عرض کیا حذیفہؓ
مگر مجھ سے سردی کے مارے اٹھا بھی نہ گیا اور شرم کے مارے زمین سے چمٹ گیا۔ حضورؐ نے ارشاد
فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اور دشمنوں کے جتھے میں جا کر ان کی خبر لا کہ کیا ہو رہا ہے۔ میں اس وقت گھبراہٹ
خوف اور سردی کی وجہ سے سب سے زیادہ خستہ حال تھا۔ مگر تعمیل ارشاد میں اُٹھ کر فوراً چل دیا۔

جب میں جانے لگا تو حضورؐ نے دعا دی اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ
يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ فَوْقِهٖ وَمِنْ تَحْتِهٖ یا اللہ آپ اس کی حفاظت فرمائیں سامنے سے
اور پیچھے سے دائیں سے اور بائیں سے اوپر سے اور نیچے سے۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کا یہ ارشاد فرمانا
تھا گویا مجھ سے خوف اور سردی بالکل ہی جاتی رہی اور ہر ہر قدم پر یہ معلوم ہوتا تھا گویا گرمی میں
چل رہا ہوں۔ حضورؐ نے چلتے وقت یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی حرکت نہ کرکے آئیو۔ چپ چاپ دیکھ کر
آجاؤ کہ کیا ہو رہا ہے۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ آگ جل رہی ہے اور لوگ سینک رہے ہیں۔ ایک
شخص آگ پر ہاتھ سینکتا ہے اور کوکھ پر پھیرتا ہے اور ہر طرف سے واپس چل دو واپس چل دو کی
آوازیں آرہی ہیں۔ ہر شخص اپنے قبیلے والوں کو آواز دے کر کہتا ہے کہ واپس چلو اور ہوا کی تیزی
کی وجہ سے چاروں طرف سے پتھر اُن کے خیموں پر برس رہے تھے۔ خیموں کی رسیاں ٹوٹتی جاتی
تھیں اور گھوڑے وغیرہ جانور ہلاک ہو رہے تھے۔ ابو سفیان جو ساری جماعتوں کا اس وقت گویا
سردار بن رہا تھا آگ پر سینک رہا تھا۔ میرے دل میں آیا کہ موقع اچھا ہے اس کو نمٹاتا چلوں۔
ترکش میں سے تیر نکال کر کمان میں بھی رکھ لیا مگر پھر حضورؐ کا ارشاد یاد آیا کہ کوئی حرکت نہ کیجیو دیکھ کر
چلے آنا۔ اس لیے میں نے تیر کو ترکش میں رکھ دیا۔ ان کو شبہ ہو گیا کہنے لگے۔ تم میں کوئی جاسوس ہے۔
ہر شخص اپنے برابر والے کا ہاتھ پکڑ لے۔ میں نے جلدی سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون؟
وہ کہنے لگا سبحان اللہ تو مجھے نہیں جانتا میں فلاں ہوں۔ میں وہاں سے واپس آیا جب
آدھے راستہ پر تھا تو تقریباً بیس سوار عمامہ باندھے ہوئے مجھے ملے۔ انھوں نے کہا اپنے آقا
سے کہہ دینا کہ اللہ نے دشمنوں کا انتظام کر دیا بے فکر رہیں۔ میں واپس پہنچا تو حضورؐ ایک چھوٹی سی
چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ ہمیشہ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی گھبراہٹ کی بات پیش آتی
تو حضورؐ نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرتے تھے۔ نماز سے فراغت پر میں نے وہاں کا جو منظر دیکھا

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھا عرض کر دیا۔ جاسوس کا قصّہ سن کر دندان مبارک چمکنے لگے۔ حضورؐ نے مجھے اپنے پاؤں مبارک کے قریب لیا اور اپنی چادر کا ذرا سا حصّہ مجھ پر ڈال دیا۔ میں نے اپنے سینے کو حضورؐ کے تلووں سے چمٹا لیا۔ سلف ان ہی حضرات کا یہ حصّہ تھا اور ان ہی کو زیبا تھا کہ اس قدر سختیوں اور دقتوں کی حالت میں بھی تعمیل ارشاد تن من جان مال سب سے زیادہ عزیز تھی۔ اللہ جل شانہٗ بلا استحقاق اور بلا اہلیت مجھ ناپاک کو بھی ان کے اتباع کا کوئی حصّہ نصیب فرمادیں تو زہے قسمت۔

دسواں باب عورتوں کا دینی جذبہ

حقیقت یہ ہے کہ اگر عورتوں میں دین کا شوق اور نیک اعمال کا جذبہ پیدا ہو جائے تو اولاد پر اس کا اثر ضروری ہے۔ اس کے برخلاف ہمارے زمانہ میں اولاد کو شروع ہی سے ایسے ماحول میں رکھا جاتا ہے جس میں اس پر دین کے خلاف اثر پڑے یا کم از کم یہ کہ دین کی طرف سے بے توجہی پیدا ہو جائے۔ جب ایسے ماحول میں ابتدائی زندگی گزرے گی تو اس سے جو نتائج پیدا ہوں گے وہ ظاہر ہیں

۱۔ تسبیحات حضرت فاطمہ رض

حضرت علی رض نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا کہ میں تمہیں اپنا اور فاطمہ رض کا جو حضور کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں قصہ سناؤں۔ شاگرد نے کہا ضرور۔ فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں جس کی وجہ سے ہاتھ میں نشان پڑ گئے تھے اور خود پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں جس کی وجہ سے سینہ پر مشک کی رسّی کے نشان پڑ گئے تھے اور گھر کی جھاڑو وغیرہ بھی خود ہی دیتی تھیں جس کی وجہ سے تمام کپڑے میلے کچیلے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام باندیاں آئیں۔ میں نے فاطمہ رض سے کہا کہ تم بھی جا کر حضورؐ سے ایک خدمت گار مانگ لو تاکہ تم کو کچھ مدد مل جاوے۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہاں مجمع تھا اور شرم مزاج میں بہت زیادہ تھی۔ اس لیے شرم کی وجہ سے سب کے سامنے باپ سے بھی مانگتے ہوئے شرم آئی۔ واپس آگئیں۔ دوسرے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ کل تم کس کام کے لیے گئی تھیں وہ شرم کی وجہ سے چپ ہو گئیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ان کی یہ حالت ہے کہ چکّی کی وجہ سے ہاتھوں میں گٹّے پڑ گئے اور مشک کی وجہ سے سینہ پر رسّی کے نشان ہو گئے۔ ہر وقت کے کاروبار کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں۔ میں نے ان سے کل کہا تھا کہ آپؐ کے پاس خادم آئے ہوئے ہیں ایک یہ بھی مانگ لیں اس لیے گئی تھیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ رض نے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے اور علیؓ کے پاس ایک ہی بستر ہے اور وہ بھی مینڈھے کی ایک کھال ہے رات کو اس کو بچھا کر سو جاتے ہیں۔ صبح کو اسی پر گھاس دانہ ڈال کر اونٹ کو کھلاتے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی صبر کر حضرت موسیٰؑ اور ان کی بیوی کے پاس دس برس تک ایک ہی بچھونا (بستر) تھا۔ وہ بھی حضرت موسیٰؑ کا چوغہ تھا۔ رات کو اسی کو بچھا کر سو جاتے تھے۔ تو تقویٰ حاصل کر اور اللہ سے ڈر اور اپنے پروردگار کا فریضہ ادا کرتی رہ اور گھر کے کاروبار کو انجام دیتی رہ اور جب سونے کے واسطے لیٹا کرے تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کر۔ یہ خادم سے زیادہ اچھی چیز ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا میں اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے راضی ہوں[1]

ف یعنی جو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی رضا میرے بارہ میں ہو مجھے بخوشی منظور ہے۔ یہ تھی زندگی دو جہان کے بادشاہ کی بیٹی کی۔ آج ہم لوگوں میں سے کسی کے پاس دو پیسہ ہو جائیں تو اس کے گھر والے گھر کا کام کاج درکنار اپنا کام بھی نہ کر سکیں۔ پاخانہ میں لوٹا بھی ماما ہی رکھ کر آئے۔ اس واقعہ میں جو اوپر ذکر کیا گیا صرف سونے کے وقت کا ذکر ہے۔ دوسری حدیثوں میں ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ یہ تینوں کلمے اور ایک مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بھی آیا ہے۔

۲۔ حضرت عائشہؓ کا صدقہ

حضرت عائشہؓ کی خدمت میں دو گونین درہموں کی بھر کر پیش کی گئیں۔ جن میں ایک لاکھ سے زیادہ درم تھے۔ حضرت عائشہؓ نے طباق منگایا اور ان کو بھر بھر کر تقسیم فرمانا شروع کر دیا۔ اور شام تک سب ختم کر دیئے۔ ایک درہم بھی باقی نہ چھوڑا۔ خود روزہ دار تھیں۔ افطار کے وقت باندی سے کہا کہ افطار کے لیے کچھ لے آو۔ وہ ایک روٹی اور زیتون کا تیل لائیں اور عرض کرنے لگیں کیا اچھا ہوتا کہ ایک درہم کا گوشت ہی منگا لیتیں۔ آج ہم روزہ گوشت سے افطار کر لیتے۔ فرمانے لگیں۔ اب طعن دینے سے کیا ہو اس وقت یاد دلاتی تو میں منگا لیتی[2] ف حضرت عائشہؓ کی خدمت میں اس نوع کے نذرانے امیر معاویہؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہ حضرات کی طرف سے پیش کیے جاتے تھے۔ کیوں کہ وہ زمانہ فتوحات کی کثرت کا تھا۔ مکانوں میں غلہ کی طرح سے اشرفیوں کے انبار پڑے رہتے تھے اور اس کے باوجود اپنی زندگی نہایت سادہ اور نہایت معمولی گذاری جاتی تھی حتیٰ کہ افطار کے واسطے بھی ماما کے یاد دلانے کی ضرورت تھی؛ پچیس ہزار روپے کے قریب تقسیم کر دیا اور یہ بھی خیال نہ آیا کہ میرا روزہ ہے اور گوشت بھی منگانا ہے۔ آج کل اس قسم کے واقعات

[1] ابوداؤد [2] تذکرہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اتنے دور ہو گئے ہیں کہ خود واقعہ کے سچا ہونے میں تردد ہونے لگا۔ لیکن اس زمانہ کی عام زندگی جن لوگوں کی نظر میں ہے۔ اُن کے نزدیک یہ اور اس قسم کے سینکڑوں واقعات کچھ بھی تعجب کی چیز نہیں۔ خود حضرت عائشہ رض کے بہت سے واقعات اس کے قریب قریب ہیں۔ ایک دفعہ روزہ دار تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا۔ ایک فقیر نے آکر سوال کیا۔ خادمہ سے فرمایا کہ وہ روٹی اس کو دے دو۔ اس نے عرض کیا کہ افطار کے لیے گھر میں کچھ بھی نہیں۔ فرمایا کیا مضائقہ ہے۔ وہ روٹی اس کو دے دو۔ اس نے دے دی۔ [1] ایک مرتبہ ایک سانپ مار دیا۔ خواب میں دیکھا کوئی کہتا ہے کہ تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا تو حضور کی بیویوں کے یہاں نہ آتا۔ اس نے کہا مگر پردے کی حالت میں آیا تھا۔ اس پر گھبرا کر آنکھ کھل گئی اور بارہ ہزار درہم جو ایک آدمی کا خون بہا ہوتے ہیں صدقہ کیے۔ عروہ رح کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ ستر ہزار درہم صدقہ کیے اور اپنے کرتہ میں پیوند لگ رہا تھا۔ [2]

۲۔ حضرت ابن زبیر رض کا حضرت عائشہ کو صدقہ سے روکنا

حضرت عبداللہ بن زبیر رض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے اور وہ ان سے بہت محبت فرماتی تھیں۔ انھوں نے ہی گویا بھانجے کو پالا تھا۔ حضرت عائشہ رض کی اس فیاضی سے پریشان ہو کر کہ خود تکلیفیں اُٹھائیں اور جو آئے وہ فوراً خرچ کر دیں۔ ایک دفعہ کہہ دیا کہ خالہ کا ہاتھ کسی طرح روکنا چاہیے حضرت عائشہ رض کو بھی یہ فقرہ پہنچ گیا۔ اس پر ناراض ہو گئیں کہ میرا ہاتھ روکنا چاہتا ہے اور ان سے نہ بولنے کی نذر کے طور پر قسم کھالی۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رض کو خالہ کی ناراضی کا بہت صدمہ ہوا۔ بہت سے لوگوں سے سفارش کرائی۔ مگر انھوں نے اپنی قسم کا عذر فرما دیا۔ آخر جب عبداللہ بن زبیر رض بہت ہی پریشان ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ننھیال کے دو حضرات کو سفارشی بنا کر ساتھ لے گئے وہ دونوں حضرات اجازت لے کر اندر گئے۔ یہ بھی چھپ کر ساتھ ہو لیے جب وہ دونوں پردہ کے پیچھے بیٹھے اور حضرت عائشہ رض پردہ کے اندر بیٹھ کر بات چیت فرمانے لگیں تو یہ جلدی سے پردہ میں چلے گئے اور جا کر خالہ رض سے لپٹ گئے اور بہت روئے اور خوشامد کی۔ وہ دونوں حضرات بھی سفارش کرتے رہے اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے کے متعلق حضور کے ارشادات یاد دلاتے رہے اور احادیث میں جو ممانعت اس کی آئی ہے وہ سناتے رہے جس کی وجہ سے حضرت عائشہ رض ان احادیث میں جو ممانعت اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے پر جو عتاب وارد ہوا اس کی تاب نہ لا سکیں اور رونے لگیں۔ آخر معاف فرما دیا اور بولنے لگیں۔ لیکن اپنی اس قسم کے کفارہ

[1] موطا [2] طبقات

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں بار بار غلام آزاد کرتی تھیں حتیٰ کہ چالیس غلام آزاد کیے اور جب بھی اس قسم کے توڑنے کا خیال آجاتا اتنا روتیں کہ دوپٹہ تک آنسوؤں سے بھیگ جاتا۔[1] ہم لوگ صبح سے شام تک کتنی قسمیں ایک سانس میں کھالیتے ہیں اور پھر اُس کی کتنی پرواہ کرتے ہیں۔ اس کا جواب اپنے ہی سوچنے کا ہے۔ دوسرا شخص کون ہر وقت پاس رہتا ہے جو بتاوے۔ لیکن جن لوگوں کے یہاں اللہ کے نام کی وقعت ہے اور اللہ سے عہد کر لینے کے بعد پورا کرنا ضروری ہے۔ اُن سے پوچھو کہ عہد کے پورا نہ ہونے سے دل پر کیا گزرتی ہے اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ کو جب یہ واقعہ یاد آتا تھا تو بہت زیادہ روتی تھیں

۴۔ حضرت عائشہؓ کی حالت اللہ کے خوف سے

حضرت عائشہؓ سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنی محبت تھی وہ کسی سے مخفی نہیں۔ حتیٰ کہ جب حضورؐ سے کسی نے پوچھا کہ آپؐ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے تو آپؐ نے فرمایا عائشہؓ سے اس کے ساتھ ہی مسائل سے اتنی زیادہ واقف تھیں کہ بڑے بڑے صحابہؓ مسائل کی تحقیق کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کو سلام کرتے تھے۔ جنّت میں بھی حضرت عائشہؓ کو حضورؐ کی بیوی ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ منافقوں نے آپ پر تہمت لگائی تو قرآن شریف میں آپ کی براءۃ نازل ہوئی۔ خود حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ دس خصوصیات مجھ میں ایسی ہیں کہ دوسری بیوی ان میں شریک نہیں۔ ابن سعدؒ نے ان کو مفصل نقل کیا ہے۔ صدقہ کی کیفیت پہلے قصوں سے معلوم ہو ہی چکی۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود اللہ کے خوف کا یہ حال تھا۔ فرمایا کرتیں کہ کاش میں درخت ہی ہوجاتی کہ تسبیح کرتی رہتی اور کوئی آخرت کا مطالبہ مجھ سے نہ ہوتا۔ کاش میں پتھر ہوتی، کاش میں مٹّی کا ڈلا ہوتی۔ کاش میں پیدا ہی نہ ہوتی کاش میں درخت کا پتہ ہوتی۔ کاش میں کوئی گھاس ہوتی۔[2] اللہ کے خوف کا یہ منظر دوسرے باب کے پانچویں چھٹے قصّہ میں بھی گذر چکا ہے۔ ان حضرات کی یہ عام حالت تھی اللہ سے ڈرنا انھیں کا حصّہ تھا۔

۵۔ حضرت ام سلمہؓ کے خاوند کی دُعا اور ہجرت

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت ابوسلمہؓ صحابیؓ کے نکاح میں تھیں دونوں میں بہت ہی زیادہ محبّت اور تعلق تھا۔ جس کا اندازہ اس قصہ سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ ام سلمہؓ نے ابوسلمہؓ سے کہا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ اگر مرد اور عورت

---

[1] بخاری [2] ابن سعد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

دونوں جنتی ہوں اور عورت[1] مرد کے بعد کسی سے نکاح نہ کرے تو وہ عورت جنت میں اسی مرد کو ملے گی اسی طرح اگر مرد دوسری عورت سے نکاح نہ کرے تو وہی عورت اس کو ملے گی اس لیے لاؤ ہم اور تم دونوں عہد کرلیں کہ ہم میں سے جو پہلے مرجائے دوسرا نکاح نہ کرے۔ ابو سلمہؓ نے کہا کہ تم میرا کہنا مان لوگی۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ میں تو اسی واسطے مشورہ کر رہی ہوں کہ تمہارا کہنا مانوں۔ ابو سلمہؓ نے کہا کہ میرے بعد تم نکاح کرلینا۔ پھر دعا کی کہ یا اللہ میرے بعد ام سلمہؓ کو مجھ سے بہتر خاوند عطا فرما۔ جو نہ اس کو رنج پہنچائے نہ تکلیف دے۔ ابتدائے اسلام میں دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی ہجرت ساتھ ہی کی اس کے بعد وہاں سے واپسی پر مدینہ طیبہ کی ہجرت کی جس کا مفصل قصہ خود ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب ابو سلمہؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنے اونٹ پر سامان لادا اور مجھے اور میرے بیٹے سلمہؓ کو سوار کرایا اور خود اونٹ کی نکیل ہاتھ میں لے کر چلے میرے میکے کے لوگوں بنو مغیرہ نے دیکھ لیا۔ انھوں نے ابو سلمہؓ سے کہا کہ تم اپنی ذات کے بارے میں تو آزاد ہو سکتے ہو مگر ہم اپنی لڑکی کو تمہارے ساتھ کیوں جانے دیں کہ یہ شہر در شہر پھرے۔ یہ کہہ کر اونٹ کی نکیل ابو سلمہؓ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے زبردستی واپس لے آئے۔ میری سسرال کے لوگ بنو عبد الاسد کو جو ابو سلمہؓ کے رشتہ دار تھے جب اس قصہ کی خبر ملی تو وہ میرے میکہ والوں بنو مغیرہ سے جھگڑنے لگے کہ تمہیں اپنی لڑکی کا تو اختیار ہے مگر ہم اپنے لڑکے سلمہؓ کو تمہارے پاس کیوں چھوڑ دیں جب کہ تم نے اپنی لڑکی کو اس کے پاس نہیں چھوڑا اور یہ کہہ کر میرے لڑکے سلمہ کو بھی مجھ سے چھین لیا۔ اب میں اور میرا لڑکا اور میرا شوہر تینوں جدا جدا ہو گئے خاوند تو مدینہ چلے گئے۔ میں اپنے میکہ میں رہ گئی اور بیٹا اپنی ددھیال میں پہنچ گیا۔ میں روز میدان میں نکل جاتی اور شام تک رویا کرتی۔ اسی طرح پورا ایک سال مجھے روتے گذر گیا نہ میں خاوند کے پاس جا سکی نہ بچہ مجھے مل سکا۔ ایک دن میرے ایک چچا زاد بھائی نے میرے حال پر ترس کھا کر اپنے لوگوں سے کہا کہ تمہیں اس مسکینہ پر ترس نہیں آتا کہ اس کو بچے اور خاوند سے تم نے جدا کر رکھا ہے۔ اس کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ غرض میرے چچا زاد بھائی نے کہہ سن کر اس بات پر ان سب کو راضی کرلیا۔ انھوں نے مجھے اجازت دے دی کہ تو اپنے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہے تو چلی جا۔ یہ دیکھ کر بنو عبد الاسد نے بھی لڑکا دے دیا میں نے ایک اونٹ تیار کیا

---

[1] اگر عورت دوسرے خاوند سے نکاح کرے تو اس میں دو حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ دوسرے کو ملے گی اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اس کو اختیار دے دیا جائے گا کہ جس خاوند کے پاس رہنا چاہے اس کو اختیار کرلے یہ دوسری حدیث زیادہ مشہور ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن عورتوں کو دونوں خاوند برابر ہوں ان کے حق میں پہلی حدیث ہو۔ اس بارہ میں بھی روایات مختلف ہیں کہ ہر شخص کو کتنی بیبیاں ملیں گی۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور بچّہ گود میں لے کر تنہا اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ کو چل دی تین چار میل چلی تھی کہ تنعیم میں عثمان بن طلحہؓ مجھے ملے۔ مجھ سے پوچھا کہ اکیلی کہاں جا رہی ہو۔ میں نے کہا کہ اپنے خاوند کے پاس مدینہ جا رہی ہوں۔ انھوں نے کہا کوئی تمہارے ساتھ نہیں۔ میں نے کہا کہ اللہ کی ذات کے سوا کوئی نہیں ہے۔ انھوں نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑی اور آگے آگے چل دیئے خدا پاک کی قسم مجھے عثمان سے زیادہ شریف آدمی کوئی نہیں ملا جب اترنے کا وقت ہوتا تو وہ میرے اونٹ کو بٹھا کر خود علیحدہ درخت کی آڑ میں ہو جاتے۔ میں اُتر جاتی اور جب سوار ہونے کا وقت ہوتا اونٹ کو سامان وغیرہ لاد کر میرے قریب بٹھا دیتے میں اس پر سوار ہو جاتی اور وہ آکر اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلنے لگتے۔ اسی طرح ہم مدینہ منورہ پہنچے جب قبا میں پہنچے تو انھوں نے کہا کہ تمہارا خاوند یہیں ہے۔ اس وقت تک ابو سلمہؓ قبا ہی میں مقیم تھے۔ عثمان مجھے وہاں پہنچا کر خود مکّہ مکرمہ واپس ہو گئے۔ پھر کہا کہ خدا کی قسم عثمان بن طلحہ سے زیادہ کریم اور شریف آدمی میں نے نہیں دیکھا اور اس سال میں جتنی مشقت اور تکلیف میں نے برداشت کی شاید ہی کسی نے کی ہو ف۔ اللہ پر بھروسہ کی بات تھی کہ تنہا ہجرت کے ارادہ سے چل دیں۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنے فضل سے ان کی مدد کا سامان مہیا کر دیا جو اللہ پر بھروسہ کر لیتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کی مدد فرماتا ہے۔ بندوں کے دل اسی کے قبضہ میں ہیں۔ ہجرت کا سفر اگر کوئی محرم نہ ہو تو تنہا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ ہجرت فرض ہو۔ اس لیے ان کے تنہا سفر پر شرعی اشکال نہیں۔

۱۔ حضرت اُمّ زیادؓ کی چند عورتوں کے ساتھ خیبر میں شرکت

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مردوں کو تو جہاد کی شرکت کا شوق تھا ہی جس کے واقعات کثرت سے نقل کیے جاتے ہیں۔ عورتیں بھی اس چیز میں مردوں سے پیچھے نہیں تھیں۔ ہمیشہ مشتاق رہتی تھیں اور جہاں موقع مل جاتا پہنچ جاتیں۔ اُمّ زیادؓ کہتی ہیں کہ خیبر کی لڑائی میں ہم چھ عورتیں جہاد میں شرکت کے لیے چل دیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو ہم کو بلایا۔ حضورؐ کے چہرۂ انور پر غصّہ کے آثار تھے۔ ارشاد فرمایا کہ تم کس کی اجازت سے آئیں اور کس کے ساتھ آئیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم کو اون بننا آتا ہے اور جہاد میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ زخموں کی دوائیں بھی ہمارے پاس ہیں اور کچھ نہیں تو مجاہدین کو تیر ہی پکڑانے میں مدد دیں گے اور جو بیمار ہوگا اس کی دوا دارو کی مدد ہو سکے گی۔ ستّو وغیرہ گھولنے اور پلانے میں کام دے دیں گے۔ حضورؐ نے ٹھہرنے کی اجازت دے دی[۲]

---

[۱] اسد الغابہ [۲] ابو داؤد

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ف حق تعالیٰ شانہ نے اس وقت عورتوں میں بھی کچھ ایسا ولولہ اور جرأت پیدا فرمائی تھی جو آج کل مردوں میں بھی نہیں ہے۔ دیکھئے یہ سب اپنے شوق سے خود ہی پہنچ گئیں اور کتنے کام اپنے کرنے کے تجویز کر لیے۔ حنین کی لڑائی میں ام سلیم باوجودیکہ حاملہ تھیں۔ عبداللہ بن ابی طلحہ پیٹ میں تھے شریک ہوئیں اور ایک خنجر ساتھ لیے رہتی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ کس لیے ہے۔ عرض کیا کہ اگر کوئی کافر میرے پاس آئے گا تو اس کے پیٹ میں بھونک دوں گی۔ اس سے پہلے احد وغیرہ کی لڑائی میں بھی شریک ہوئیں تھیں۔ زخمیوں کی دوا دارو اور بیماروں کی خدمت کرتی تھیں حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلیمؓ کو دیکھا کہ نہایت مستعدی سے مشک بھر کر لاتی تھیں۔ اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور جب خالی ہو جاتی تو پھر بھر لاتیں۔

۷۔ حضرت ام حرامؓ کی غزوۃ البحر میں شرکت کی تمنا

حضرت ام حرامؓ حضرت انسؓ کی خالہ تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ان کے گھر تشریف لے جاتے اور کبھی دوپہر وغیرہ کو وہیں آرام بھی فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ مسکراتے ہوئے اٹھے۔ ام حرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس بات پر آپؐ مسکرا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری اُمّت کے کچھ لوگ مجھے دکھلائے گئے جو سمندر پر لڑائی کے ارادہ سے اس طرح سوار ہوئے جیسے تختوں پر بادشاہ بیٹھے ہوں۔ ام حرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ دعا فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ مجھے بھی ان میں شامل فرما دیں۔ حضورؐ نے فرمایا تم بھی ان میں شامل ہو گی۔ اس کے بعد پھر حضورؐ نے آرام فرمایا اور پھر مسکراتے ہوئے اٹھے۔ ام حرامؓ نے پھر مسکرانے کا سبب پوچھا۔ آپ نے پھر اسی طرح ارشاد فرمایا ام حرامؓ نے پھر وہی درخواست کی یا رسول اللہؐ آپ دعا فرما دیں کہ میں بھی ان میں ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم پہلی جماعت میں ہو گی۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں امیر معاویہؓ نے جو شام کے حاکم تھے جزائر قبرص پر حملہ کی اجازت چاہی۔ حضرت عثمانؓ نے اجازت دے دی۔ امیر معاویہؓ نے ایک لشکر کے ساتھ حملہ فرما دیا جس میں ام حرامؓ بھی اپنے خاوند حضرت عبادہ کے ساتھ لشکر میں شریک ہوئیں اور واپسی پر ایک خچر پر سوار ہو رہی تھیں کہ وہ بدکا اور یہ اس پر سے گر گئیں جس سے گردن ٹوٹ گئی اور انتقال فرما گئیں اور وہیں دفن کی گئیں۔ [۱] ف یہ ولولہ تھا جہاد میں شرکت کا کہ ہر لڑائی میں شرکت کی دعا کراتی تھیں مگر چونکہ ان دونوں لڑائیوں میں سے پہلی لڑائی میں انتقال فرمانا متعین تھا اس لیے دوسری لڑائی میں شرکت نہ ہو سکی اور اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

[۱] بخاری

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نے اس میں شرکت کی دعا بھی نہ فرمائی تھی۔

۸۔ حضرت ام سلیم کی لڑکے کے مرنے پر خاوند سے ہم بستری

ام سلیمؓ حضرت انسؓ کی والدہ تھیں جو اپنے پہلے خاوند یعنی حضرت انسؓ کے والد کی وفات کے بعد بیوہ ہوگئی تھیں اور حضرت انسؓ کی پرورش کے خیال سے کچھ دنوں تک نکاح نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد حضرت ابو طلحہؓ سے نکاح کیا جن سے ایک صاحبزادہ ابو عمیرؓ پیدا ہوئے جن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے گھر تشریف لے جاتے تو ہنسی بھی فرمایا کرتے تھے۔ اتفاق سے ابو عمیرؓ کا انتقال ہوگیا۔ ام سلیمؓ نے ان کو نہلایا دھلایا۔ کفن پہنایا اور ایک چارپائی پر لٹا دیا۔ ابو طلحہؓ کا روزہ تھا۔ ام سلیمؓ نے ان کے لیے کھانا وغیرہ تیار کیا اور خود اپنے آپ کو آراستہ کیا۔ خوشبو وغیرہ لگائی۔ رات کو خاوند آئے۔ کھانا وغیرہ بھی کھایا۔ بچہ کا حال پوچھا تو انھوں نے کہہ دیا کہ اب تو سکون ہے معلوم ہوتا ہے بالکل اچھا ہوگیا وہ بے فکر ہوگئے رات کو خاوند نے صحبت بھی کی۔ صبح کو جب وہ اٹھے تو کہنے لگیں کہ ایک بات دریافت کرنا تھی اگر کوئی شخص کسی کو مانگی چیز دیدے پھر وہ اسے واپس لینے لگے تو واپس کر دینا چاہیئے یا اسے روک لے واپس نہ کرے۔ وہ کہنے لگے کہ ضرور واپس کر دینا چاہیئے روکنے کا کیا حق ہے۔ مانگی چیز کا تو واپس کرنا ہی ضروری ہے۔ یہ سن کر ام سلیمؓ نے کہا کہ تمہارا لڑکا جو اللہ کی امانت تھا وہ اللہ نے لے لیا۔ ابو طلحہؓ کو اس پر رنج ہوا اور کہنے لگے کہ تم نے مجھ کو خبر بھی نہ کی۔ صبح کو حضورؐ کی خدمت میں ابو طلحہؓ نے اس سارے قصہ کو عرض کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اور فرمایا کہ شاید اللہ جل شانہٗ اس رات میں برکت عطا فرمادیں۔ ایک انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی دعا کی برکت دیکھی کہ اس رات کے حمل سے عبداللہ بن ابی طلحہؓ پیدا ہوئے جن کے نو بچے پیدا ہوئے۔ سب نے قرآن شریف پڑھا۔ ف بڑے صبر اور ہمت کی بات ہے کہ اپنا بچہ مرجائے اور ایسی طرح اس کو برداشت کرے کہ خاوند کو بھی محسوس نہ ہونے دے چونکہ خاوند کا روزہ تھا اس لیے خیال ہوا کہ خبر ہونے پر کھانا بھی مشکل ہوگا۔

۹۔ حضرت ام حبیبہؓ کا اپنے باپ کو بستر پر نہ بٹھانا

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ دونوں خاوند بیوی ساتھ ہی مسلمان ہوئے اور حبشہ کی ہجرت بھی اکٹھے ہی کی وہاں جاکر خاوند مرتد ہوگیا اور اسی حالت ارتداد میں انتقال کیا۔ حضرت ام حبیبہؓ نے یہ بیوگی کا زمانہ حبشہ ہی میں گذارا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں نکاح کا پیام بھیجا اور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حبشہ کے بادشاہ کی معرفت نکاح ہوا جیسا کہ باب کے ختم پر بیبیوں کے بیان میں آئے گا۔ نکاح کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائیں۔ صلح کے زمانہ میں اُن کے باپ ابوسفیان مدینہ طیبہ آئے کہ حضورؐ سے صلح کی مضبوطی کے لیے گفتگو کرنا تھی۔ بیٹی سے ملنے گئے وہاں بستر بچھا ہوا تھا اس پر بیٹھنے لگے تو حضرت ام حبیبہؓ نے وہ بستر اُلٹ دیا۔ باپ کو تعجب ہوا کہ بجائے بستر بچھانے کے اُس بچھے ہوئے کو بھی اُلٹ دیا۔ پوچھا کہ یہ بستر میرے قابل نہیں تھا۔ اس لیے لپیٹ دیا یا میں بستر کے قابل نہیں تھا۔ حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ یہ اللہ کے پاک اور پیارے رسول کا بستر ہے اور تم بوجہ مشرک ہونے کے ناپاک ہو۔ اُس پر کیسے بٹھا سکتی ہوں۔ باپ کو اس بات سے بہت رنج ہوا اور کہا کہ تم مجھ سے جُدا ہونے کے بعد بُری عادتوں میں مبتلا ہو گئیں۔ مگر ام حبیبہؓ کے دل میں حضورؐ کی جو عظمت تھی اس کے لحاظ سے وہ کب اس کو گوارا کر سکتی تھیں کہ کوئی ناپاک مشرک باپ ہو یا غیر ہو حضورؐ کے بستر پر بیٹھ سکے۔ ایک مرتبہ حضور سے چاشت کی بارہ رکعتوں کی فضیلت سنی تو ہمیشہ اُن کو پابندی سے نبھادیا۔ اُن کے والد بھی جن کا قصہ ابھی گذرا ہے بعد میں مسلمان ہو گئے تھے جب اُن کا انتقال ہوا تو تیسرے دن خوشبو منگائی اور اس کو استعمال کیا اور فرمایا کہ مجھے نہ خوشبو کی ضرورت نہ رغبت مگر میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عورت کو جائز نہیں کہ خاوند کے علاوہ کسی پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ ہاں خاوند کے لیے چار مہینہ دس دن ہیں۔ اس لیے خوشبو استعمال کرتی ہوں کہ سوگ نہ سمجھا جائے۔ جب خود اپنے انتقال کا وقت ہوا تو حضرت عائشہؓ کو بلایا اُن سے کہا کہ میرا تمہارا معاملہ سوکن کا تھا اور سوکنوں میں آپس میں کسی نہ کسی بات پر تھوڑی بہت رنجش ہو ہی جاتی ہے۔ اللہ مجھے بھی معاف فرمادیں اور تمہیں بھی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تمہیں سب معاف کرے اور درگذر فرمائیں۔ یہ سن کر کہنے لگیں کہ تم نے مجھے اس وقت بہت ہی خوشی پہنچائی اللہ تمہیں بھی خوش و خرم رکھے اُس کے بعد اسی طرح ام سلمہؓ کے پاس بھی آدمی بھیجا۔[1] ف: سوکنوں کے جو تعلقات آپس میں ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے کی صورت بھی دیکھنا نہیں چاہا کرتیں مگر ان کو یہ اہتمام تھا کہ دنیا کا جو معاملہ ہو وہ یہیں نمٹ جائے۔ آخرت کا بوجھ سر پر نہ رہے اور حضورؐ کی عظمت اور محبت کا اندازہ تو اس بستر کے معاملہ سے ہو ہی گیا۔

۱۰۔ حضرت زینبؓ کا افک کے معاملہ میں صفائی پیش کرنا

اُم المومنین حضرت زینبؓ بنت جحشؓ رشتہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی زاد

[1] طبقات

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بہن تھیں شروع ہی زمانہ میں مسلمان ہوئی تھیں۔ ابتدا میں آپ کا نکاح حضرت زیدؓ سے ہوا جو حضورؐ کے آزاد کئے ہوئے غلام تھے اور حضورؐ کے متبنیٰ بھی تھے جس کو لے پالک کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے زیدؓ بن محمد کہلاتے تھے مگر حضرت زیدؓ سے حضرت زینبؓ کا نباہ نہ ہوسکا تو انھوں نے طلاق دے دی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ زمانۂ جاہلیت کی ایک رسم ٹوٹے وہ یہ کہ متبنیٰ بالکل ہی بیٹے جیسا ہوتا ہے اور اس کی بیوی سے نکاح بھی نہ کرنا چاہیئے۔ اس لیے اپنے نکاح کا پیام بھیجا۔ حضرت زینبؓ نے جواب دیا کہ میں اپنے رب سے مشورہ کروں یہ کہہ کر وضو کیا اور نماز کی نیت باندھی۔ کہ اللہ سے مشورہ بغیر میں کچھ جواب نہیں دیتی جس کی برکت یہ ہوئی کہ اللہ جل شانہٗ نے خود حضورؐ کا نکاح حضرت زینبؓ سے کیا اور قرآن پاک کی آیت فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ (پس جب زیدؓ نے اپنی حاجت کو اس سے پورا کرلیا تو ہم نے اس کو تمہارے نکاح میں دے دیا تاکہ نہ رہے مومنین پر تنگی اپنے لے پالکوں کی بیبیوں کے بارے میں۔ جبکہ وہ اپنی حاجت اُن سے پوری کرچکیں اور اللہ کا حکم ہوکر ہی رہا۔ جب حضرت زینبؓ کو اس آیت کے نازل ہونے پر نکاح کی خوشخبری دی گئی تو جس نے بشارت دی تھی اس کو وہ زیور نکال کر دے دیا جو وہ اس وقت پہن رہی تھیں اور خود سجدہ میں گر گئیں اور دو مہینے کے روزوں کی منت مانی۔ حضرت زینبؓ کو اس بات پر بجا طور پر فخر تھا کہ سب بیبیوں کا نکاح اُن کے عزیز رشتہ داروں نے کیا مگر حضرت زینبؓ کا نکاح آسمان پر ہوا اور قرآن پاک میں نازل ہوا۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ سے مقابلہ کی نوبت بھی آجاتی تھی کہ ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوبہ ہونے پر ناز تھا اور ان کو آسمان کے نکاح پر ناز تھا۔ لیکن اس کے باوجود حضرت عائشہؓ پر تہمت کے قصہ میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منجملہ اوروں کے ان سے بھی دریافت کیا تو انھوں نے عرض کیا کہ میں عائشہؓ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتی۔ یہ تھی سچی دینداری ورنہ یہ وقت سوکن کے الزام لگانے کا تھا اور خاوند کی نگاہ سے گرانے کا۔ بالخصوص اس سوکن کے جو لاڈلی بھی تھی مگر اس کے باوجود زور سے صفائی کی اور تعریف کی۔ حضرت زینب بڑی بزرگ تھیں۔ روزے بھی کثرت سے رکھتی تھیں اور نوافل بھی کثرت سے پڑھتی تھیں۔ اپنے ہاتھ سے محنت بھی کرتی تھیں اور جو حاصل ہوتا تھا اس کو صدقہ کر دیتی تھیں۔ حضورؐ کے وصال کے وقت ازواج مطہرات نے پوچھا کہ ہم میں سے سب سے پہلے آپ سے کون سی بیوی ملے گی۔ آپؐ نے فرمایا جس کا ہاتھ لمبا ہو۔ وہ لکڑی لے کر

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہاتھ ناپنے لگیں۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ہاتھ کے لمبا ہونے سے بہت زیادہ خرچ کرنا مراد تھا چنانچہ سب سے پہلے حضرت زینبؓ ہی کا وصال ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ازواجِ مطہرات کی تنخواہ مقرر فرمائی اور ان کے پاس ان کے حصّے کا مال بارہ ہزار درہم بھیجے تو یہ سمجھیں کہ یہ سب کا ہے فرمانے لگیں کہ تقسیم کے لیے تو اور بیبیاں زیادہ مناسب تھیں۔ قاصد نے کہا کہ یہ سب آپ ہی کا حصہ ہے اور تمام سال کے لیے ہے تو تعجب سے کہنے لگیں سبحان اللہ اور منہ پر کپڑا ڈال لیا کہ اس مال کو دیکھیں بھی نہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ حجرہ کے کونہ میں ڈال دیا جائے اور اس پر ایک کپڑا ڈلوا دیا۔ پھر برزہؓ سے فرمایا (جو اس قصّہ کو نقل کر رہے ہیں) کہ اس میں سے ایک مٹھی بھر کر فلاں کو دے آؤ اور ایک مٹھی فلاں کو، غرض رشتہ داروں اور غریبوں کو ایک ایک مٹھی تقسیم فرما دیا۔ اس میں جب ذرا سا رہ گیا تو برزہؓ نے بھی خواہش ظاہر کی۔ فرمایا کہ جو کپڑے کے نیچے رہ گیا وہ تم لے جاؤ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جو رہ گیا تھا وہ لے لیا اور لے کر گنا تو چوراسی درہم تھے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ یا اللہ آئندہ سال یہ مال مجھے نہ ملے کہ اس کے آنے میں بھی فتنہ ہے۔ چنانچہ دوسرے سال کی تنخواہ آنے سے پہلے ہی ان کا وصال ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی کہ وہ بارہ ہزار تو ختم کر دیئے گئے۔ تو انھوں نے ایک ہزار اور بھیجے کہ اپنی ضرورتوں میں خرچ کریں۔ انھوں نے وہ بھی اسی وقت میں تقسیم کر دیئے باوجود کثرتِ فتوحات کے انتقال کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا نہ مال صرف وہ گھر ترکہ تھا جس میں رہتی تھیں۔ صدقہ کی کثرت کی وجہ سے ماوی المساکین (مساکین کا ٹھکانا) ان کا لقب تھا [1] ایک عورت کہتی ہیں کہ میں حضرت زینبؓ کے یہاں تھی، اور ہم گیرو سے کپڑے رنگنے میں مشغول تھے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ ہم کو رنگتے ہوئے دیکھ کر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت زینبؓ کو خیال پیدا ہوا کہ حضورؐ کو یہ چیز ناگوار ہوئی سب کپڑوں کو جو رنگے تھے فوراً دھو ڈالا۔ دوسرے موقع پر حضورؐ تشریف لائے۔ جب دیکھا کہ وہ رنگ کا منظر نہیں ہے تو اندر تشریف لائے [2] ف عورتوں کو بالخصوص مال سے جو محبت ہوتی ہے۔ وہ بھی مخفی نہیں اور رنگ وغیرہ سے جو انس ہوتا ہے وہ بھی محتاجِ بیان نہیں لیکن وہ بھی آخر عورتیں تھیں جو مال کا رکھنا جانتی ہی نہ تھیں اور حضورؐ کا معمولی سا اشارہ پا کر سارا رنگ دھو ڈالا۔

۱۱۔ حضرت خنساءؓ کی اپنے چار بیٹوں سمیت جنگ میں شرکت

حضرت خنساءؓ مشہور شاعرہ ہیں۔ اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ آکر مسلمان ہوئیں

[1] طبقات [2] ابوداؤد۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ابن اثیرؒ کہتے ہیں کہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی عورت نے ان سے بہتر شعر نہیں کہا۔ نہ ان سے پہلے نہ ان کے بعد۔ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں ۱۶ھ میں قادسیہ کی لڑائی ہوئی جس میں خنساء اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔ لڑکوں کو ایک دن پہلے بہت نصیحت کی اور لڑائی کی شرکت پر بہت اُبھارا کہنے لگیں کہ میرے بیٹو تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہو اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا نہ میں نے تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا۔ نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کے لیے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے تمہیں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فنا ہو جانے والی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد پاک ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (اے ایمان والو تکالیف پر صبر کرو (اور کفار کے مقابلہ میں) صبر کرو اور مقابلہ کے لیے تیار ہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو) لہٰذا کل صبح کو جب تم صحیح و سالم اُٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہو اور اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلے میں مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آگئی اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو اس کی گرما گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا۔ انشاء اللہ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیاب ہو کر رہو گے۔ چنانچہ جب صبح کو لڑائی زوروں پر ہوئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک نمبروار آگے بڑھتا تھا اور اپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر امنگ پیدا کرتا تھا اور جب شہید ہو جاتا تھا تو اسی طرح دوسرا بڑھتا تھا اور شہید ہونے تک لڑتا رہتا تھا بالآخر چاروں شہید ہوئے اور جب ماں کو چاروں کے مرنے کی خبر ہوئی تو انھوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کی قیادت سے مجھے شرف بخشا۔ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس کی رحمت کے سایہ میں ان چاروں کے ساتھ میں بھی رہوں گی ۲؎ ف ایسی بھی اللہ کی بندی مائیں ہوتی ہیں جو چاروں جوان بیٹوں کو لڑائی کی تیزی اور زور میں گھس جانے کی ترغیب دیں اور جب چاروں شہید ہو جائیں اور ایک ہی وقت میں سب کام آجائیں تو اللہ کا شکر ادا کریں۔

۱۲۔ حضرت صفیہؓ کا یہودی کو تنہا مارنا

حضرت صفیہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی اور حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن

۱؎ بیان القرآن ۲؎ اسد الغابہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھیں احد کی لڑائی میں شریک ہوئیں اور جب مسلمانوں کو کچھ شکست ہوئی اور بھاگنے لگے تو برچھا اُن کے منہ پر مار مار کر واپس کرتی تھیں۔ غزوۂ خندق میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مستورات کو ایک قلعہ میں بند فرما دیا تھا اور حضرت حسان بن ثابتؓ کو بطور محافظ کے چھوڑ دیا تھا۔ یہود کے لیے یہ موقع بہت غنیمت تھا کہ وہ تو اندرونی دشمن تھے ہی یہود کی ایک جماعت نے عورتوں پر حملہ کا ارادہ کیا اور ایک یہودی حالات معلوم کرنے کے لیے قلعہ پر پہنچا۔ حضرت صفیہؓ نے کہیں سے دیکھ لیا۔ حضرت حسان سے کہا کہ یہ یہودی موقع دیکھنے آیا ہے۔ تم قلعہ سے باہر نکلو اور اس کو مار دو۔ وہ ضعیف تھے۔ ضعف کی وجہ سے ان کی ہمت نہ ہوئی تو حضرت صفیہؓ نے ایک خیمہ کا کھونٹا اپنے ہاتھ میں لیا اور خود نکل کر اس کا سر کچل دیا۔ پھر قلعہ میں واپس آکر حضرت حسانؓ سے کہا کہ چونکہ وہ یہودی مرد تھا نامحرم ہونے کی وجہ سے میں نے اس کا سامان اور کپڑے نہیں اُتارے۔ تم اس کے سب کپڑے اُتار لاؤ اور اس کا سر بھی کاٹ لاؤ۔ حضرت حسان ضعیف تھے جس کی وجہ سے اس کی بھی ہمت نہ فرما سکے تو دوبارہ تشریف لے گئیں اور اس کا سر کاٹ لیا اور دیوار پر کو یہود کے مجمع میں پھینک دیا۔ وہ دیکھ کر کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی سے سمجھتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عورتوں کو بالکل تنہا نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ ضرور ان کے محافظ مرد اندر موجود ہیں [1] ف سنہ ۲۰ھ میں حضرت صفیہؓ کا وصال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر تہتر ۷۳ سال کی تھی۔ اس لحاظ سے خندق کی لڑائی میں جو سنہ ۵ھ میں ہوئی ان کی عمر اٹھاون ۵۸ سال کی ہوئی۔ آج کل اس عمر کی عورتوں کو گھر کا کام بھی دوبھر ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک مرد کا اس طرح قتل کر دینا اور ایسی حالت میں کہ یہ تنہا عورتیں اور دوسری جانب یہود کا مجمع۔

۱۳۔ حضرت اسماءؓ کا عورتوں کے اجر کے بارے میں سوال

اسماءؓ بنت یزید انصاری صحابیہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان میں مسلمان عورتوں کی طرف سے بطور قاصد کے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ بیشک آپؐ کو اللہ جل شانہٗ نے مرد اور عورت دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ اس لیے ہم عورتوں کی جماعت آپؐ پر ایمان لائی اور اللہ پر ایمان لائی۔ لیکن ہم عورتوں کی جماعت مکانوں میں گھری رہتی ہے پردوں میں بند رہتی ہے۔ مردوں کے گھروں میں گڑی رہتی ہے اور مردوں کی خواہشیں ہم سے پوری کی جاتی ہیں۔ ہم ان کی اولاد کو پیٹ میں اُٹھائے رہتی ہیں اور ان سب باتوں کے باوجود مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھے رہتے ہیں: جمعہ میں

---
[1] اسد الغابہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

شریک ہوتے ہیں، جماعت کی نمازوں میں شریک ہوتے ہیں بیماروں کی عیادت کرتے ہیں۔ جنازوں میں شرکت کرتے ہیں۔ حج پر حج کرتے رہتے ہیں اور اس سب سے بڑھ کر جہاد کرتے رہتے ہیں اور جب وہ حج کے لیے یا عمرہ کے لیے یا جہاد کے لیے جاتے ہیں تو ہم عورتیں ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں۔ اُن کے لیے کپڑا بنتی ہیں۔ ان کی اولاد کو پالتی ہیں۔ کیا ہم ثواب میں ان کے شریک نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ تم نے دین کے بارہ میں اس عورت سے بہتر سوال کرنے والی کوئی سُنی۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم کو خیال بھی نہ تھا کہ عورت بھی ایسا سوال کر سکتی ہے۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسماءؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ غور سے سُن اور سمجھ اور جن عورتوں نے تجھ کو بھیجا ہے ان کو بتادے کہ عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اس کی خوشنودی کو ڈھونڈنا اور اس پر عمل کرنا ان سب چیزوں کے ثواب کے برابر ہے۔ اسماءؓ یہ جواب سُن کر نہایت خوش ہوتی ہوئی واپس ہوگئیں۔ [1]

ف: عورتوں کا اپنے خاوندوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور ان کی اطاعت و فرماں برداری کرنا بہت ہی قیمتی چیز ہے مگر عورتیں اس سے بہت ہی غافل ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ عجمی لوگ اپنے بادشاہوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ آپؐ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم آپؐ کو سجدہ کیا کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کا حکم کرتا تو عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عورت اپنے رب کا حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ خاوند کا حق ادا نہ کرے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک اونٹ آیا اور حضورؐ کو سجدہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ جب یہ جانور آپؐ کو سجدہ کرتا ہے تو ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپؐ کو سجدہ کریں۔ حضورؐ نے منع فرمایا اور یہی ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ کسی کو اللہ کے سوا سجدہ کرے تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو عورت ایسی حالت میں مرے کہ خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں جائے گی ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر عورت خاوند سے ناراض ہو کر علیحدہ رات گزارے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو آدمیوں کی نماز قبولیت کے لیے آسمان کی طرف اتنی بھی نہیں جاتی کہ سر سے اوپر ہی ہو جائے۔ ایک وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگا ہو۔ اور ایک وہ عورت کہ جو خاوند کی نافرمانی کرتی ہو۔ [2]

[1] اسد الغابہ [2] جمع الفوائد

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

۱۴۔ حضرت ام عمارہؓ کا اسلام اور جنگ میں شرکت

حضرت ام عمارہ انصاریہؓ ان عورتوں میں ہیں جو اسلام کے شروع زمانہ میں مسلمان ہوئیں اور بیعۃ العقبہ میں شریک ہوئیں۔ عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہیں۔ حضورؐ اوّل چھپ کر مسلمان کرتے تھے کیونکہ مشرک و کافر لوگ نومسلموں کو سخت تکلیف پہنچاتے تھے۔ مدینہ کے کچھ لوگ حج کے زمانہ میں آتے تھے اور مِنیٰ کے پہاڑ میں ایک گھاٹی میں چھپ کر مسلمان ہوتے تھے۔ تیسری مرتبہ جو لوگ مدینہ سے آئے ہیں اُن میں یہ بھی تھیں۔ ہجرت کے بعد جب لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ اکثر لڑائیوں میں شریک ہوئیں۔ بالخصوص اُحد، حدیبیہ، خیبر، عمرۃ القضا، حنین اور یمامہ کی لڑائی میں اُحد کی لڑائی کا قصہ خود ہی سُناتی ہیں کہ میں مشکیزہ پانی کا بھر کر اُحد کو چل دی کہ دیکھوں مسلمانوں پر کیا گذری اور کوئی پیاسا زخمی ملا تو پانی پلادوں گی۔ اس وقت ان کی عمر تینتالیس ۴۳ برس کی تھی۔ ان کے خاوند اور دو بیٹے بھی لڑائی میں شریک تھے۔ مسلمانوں کو فتح اور غلبہ ہو رہا تھا۔ مگر تھوڑی دیر میں جب کافروں کو غلبہ ظاہر ہونے لگا میں حضورؐ کے قریب پہنچ گئی اور جو کافر ادھر کا رُخ کرتا تھا اس کو ہٹاتی تھی۔ ابتدا میں ان کے پاس ڈھال بھی نہ تھی بعد میں مِلی جس پر کافروں کا حملہ روکتی تھیں۔ کمر پر ایک کپڑا باندھ رکھا تھا جس کے اندر مختلف چیتھڑے بھرے ہوئے تھے۔ جب کوئی زخمی ہو جاتا تو ایک چیتھڑا نکال کر جلا کر اس زخم میں بھر دیتیں۔ خود بھی کئی جگہ سے زخمی ہوئیں۔ بارہ تیرہ جگہ زخم آئے جن میں ایک بہت سخت تھا۔ ام سعیدؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان کے مونڈھے پر ایک بہت گہرا زخم دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ کس طرح پڑا تھا۔ کہنے لگیں کہ احد کی لڑائی میں جب لوگ اِدھر اُدھر پریشان پھر رہے تھے تو ابن قمیہ یہ کہتا ہوا بڑھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں مجھے کوئی بتادو کہ کدھر ہیں۔ اگر آج وہ بچ گئے تو میری نجات نہیں۔ مصعب بن عمیرؓ اور چند آدمی اُس کے سامنے آگئے جن میں میں بھی تھی۔ اُس نے میرے مونڈھے پر وار کیا۔ میں نے بھی اس پر کئی وار کیے۔ مگر اس پر دوہری زرہ تھی۔ اس لیے زرہ سے حملہ رک جاتا تھا۔ یہ زخم ایسا سخت تھا کہ سال بھر تک علاج کیا مگر اچھا نہ ہوا۔ اسی دوران میں حضورؐ نے حمراء الاسد کی لڑائی کا اعلان فرمادیا۔ ام عمارہؓ بھی کمر باندھ تیار ہو گئیں مگر چونکہ پہلا زخم بالکل ہرا تھا اس لیے شریک نہ ہو سکیں۔ حضورؐ جب حمراء الاسد سے واپس ہوئے تو سب سے پہلے ام عمارہؓ کی خیریت معلوم کی اور جب معلوم ہوا کہ افاقہ ہے تو بہت خوش ہوئے۔ اس زخم کے علاوہ احد کی لڑائی میں اور بھی بہت سے زخم آئے تھے۔ ام عمارہؓ کہتی ہیں کہ اصل میں وہ لوگ گھوڑے سوار تھے اور ہم پیدل تھے اگر وہ بھی ہماری طرح سے پیدل ہوتے جب بات تھی

www.Momeen.blogspot.com

اس وقت اصل مقابلہ کا پتہ چلتا۔ جب گھوڑے پر کوئی آتا۔ اور مجھے مارتا تو اس کے حملوں کو میں ڈھال پر روکتی رہتی اور جب وہ مجھ سے منہ موڑ کر دوسری طرف چلتا تو میں اس کے گھوڑے کی ٹانگ پر حملہ کرتی اور وہ کٹ جاتی جس سے وہ بھی گرتا اور سوار بھی گرتا اور جب وہ گرتا تو حضورؐ میرے لڑکے کو آواز دے کر میری مدد کے لیے بھیجتے ہیں اور وہ دونوں مل کر اس کو نمٹا دیتے۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ میرے بائیں بازو میں زخم آیا اور خون تھمتا نہ تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس پر پٹی باندھ لو میری والدہ آئیں۔ اپنی کمر میں سے کچھ کپڑا نکالا پٹی باندھی اور باندھ کر کہنے لگیں کہ جا کافروں سے مقابلہ کر۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ فرمانے لگے ام عمارہؓ اتنی ہمت کون رکھتا ہوگا جتنی تو رکھتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوران میں ان کو اور ان کے گھرانے کو کئی بار دُعائیں دیں اور تعریف بھی فرمائی، ام عمارہؓ کہتی ہیں کہ اسی وقت ایک کافر سامنے آیا تو حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ یہی ہے جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے۔ میں بڑھی اور اس کی پنڈلی پر وار کیا جس سے وہ زخمی ہوا اور ایک دم بیٹھ گیا۔ حضورؐ مسکرائے اور فرمایا کہ بیٹے کا بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد ہم لوگ آگے بڑھے اور اس کو نمٹا دیا۔ حضورؐ نے جب ہم لوگوں کو دعائیں دیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دُعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب فرمائیں جب حضورؐ نے اس کی دعا فرما دی تو کہنے لگیں کہ اب مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ دنیا میں مجھ پر کیا مصیبت گذرے۔ احد کے علاوہ اور بھی کئی لڑائیوں میں ان کی شرکت اور کارنامے ظاہر ہوئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب ارتداد کا زور شور ہوا اور یمامہ میں زبردست لڑائی ہوئی اس میں بھی ام عمارہ شریک تھیں۔ ان کا ایک ہاتھ بھی اس میں کٹ گیا تھا اور اس کے علاوہ گیارہ زخم بدن پر آئے تھے انہیں زخموں کی حالت میں مدینہ طیبہ پہنچیں[۱]۔ ف ایک عورت کے یہ کارنامے ہیں جن کی عمر احد کی لڑائی میں تینتالیس[۴۳] برس کی تھی۔ جیسا کہ پہلے گزرا اور یمامہ کی لڑائی میں تقریباً باون برس کی۔ اس عمر میں ایسے معرکوں کی اس طرح شرکت کرامت ہی کہی جاسکتی ہے۔

۱۵۔ حضرت ام حکیمؓ کا اسلام اور جنگ میں شرکت

ام حکیمؓ بنت حارث جو عکرمہؓ بن ابی جہل کی بیوی تھیں اور کفار کی طرف سے احد کی لڑائی میں بھی شریک ہوئی تھیں۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوگیا تو مسلمان ہوگئیں۔ خاوند سے بہت زیادہ محبت تھی مگر وہ اپنے باپ کے اثر کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوئے۔ اور جب مکہ فتح ہوگیا تو یمن بھاگ گئے تھے۔ انھوں نے حضورؐ سے اپنے خاوند کے لیے امن چاہا اور خود یمن پہنچیں۔ خاوند کو بڑی مشکل سے

[۱] طبقات

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

واپس آنے پر راضی کیا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے اُن کے دامن ہی میں پناہ مل سکتی ہے تم میرے ساتھ چلو وہ مدینہ طیبہ واپس آکر مسلمان ہوئے اور دونوں میاں بیوی خوش وخرم رہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جب روم کی لڑائی ہوئی تو اس میں عکرمہؓ بھی شریک ہوئے اور یہ بھی ساتھ تھیں۔ حضرت عکرمہؓ اس میں شہید ہوگئے تو خالد بن سعیدؓ نے ان سے نکاح کر لیا اور اسی سفر میں مرج الصفر ایک جگہ کا نام ہے وہاں رخصتی کا ارادہ کیا۔ بیوی نے کہا کہ ابھی دشمنوں کا جمگھٹا ہے اس کو نمٹنے دیجئے۔ خاوند نے کہا مجھے اس معرکہ میں اپنے شہید ہونے کا یقین ہے وہ بھی چپ ہوگئیں اور وہیں ایک منزل پر خیمہ میں رخصتی ہوئی۔ صبح کو ولیمہ کا انتظام ہو ہی رہا تھا کہ رومیوں کی فوج چڑھ آئی اور گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں خالد بن سعیدؓ شہید ہوئے۔ ام حکیمؓ نے اس خیمہ کو اکھاڑا جس میں رات گذاری تھی اور اپنا سب سامان باندھ اور خیمہ کا کھونٹا لے کر خود بھی مقابلہ کیا اور سات آدمیوں کو تن تنہا نے قتل کیا۔[1] ف ہمارے زمانہ کی کوئی عورت تو درکنار مرد بھی ایسے وقت میں نکاح کو تیار نہ ہوتا۔ اور اگر نکاح ہو بھی جاتا تو اس اچانک شہادت پر روتے روتے نہ معلوم کتنے دن سوگ میں گذرتے۔ اس اللہ کی بندی نے خود بھی جہاد شروع کردیا اور عورت ہو کر سات آدمیوں کو قتل کیا۔

۱۶ حضرت سمیہ ام عمارؓ کی شہادت

سمیہ بنت خیاط حضرت عمارؓ کی والدہ تھیں جن کا قصہ پہلے باب کے ساتویں نمبر پر گذر چکا ہے۔ یہ بھی اپنے لڑکے حضرت عمارؓ اور اپنے خاوند حضرت یاسرؓ کی طرح اسلام کی خاطر قسم قسم کی تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کرتی تھیں مگر اسلام کی سچی محبت جو دل میں گھر کر چکی تھی اس میں ذرا بھی فرق نہ آتا تھا ان کو سخت گرمی کے وقت دھوپ میں کنکریوں پر ڈالا جاتا تھا اور لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا جاتا تھا تاکہ دھوپ سے لوہا تپنے لگے اور اس کی گرمی سے تکلیف میں زیادتی ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر کو گذر ہوتا تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کا وعدہ فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت سمیہؓ کھڑی تھیں کہ ابوجہل کا ادھر کو گذر ہوا بُرا بھلا کہا اور غصہ میں برچھا شرمگاہ پر مارا جس کے زخم سے انتقال فرما گئیں۔ اسلام کی خاطر سب سے پہلی شہادت انہیں کی ہوئی[2] ف عورتوں کا اس قدر صبر ہمت اور استقلال قابل رشک ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب آدمی کے دل میں کوئی چیز گھر کر جاتی ہے تو اس کو ہر بات سہل ہو جاتی ہے۔ اب بھی عشق کے بیسیوں قصے اس قسم کے سننے میں آتے ہیں کہ جان دے دی مگر یہی جان دینا اگر اللہ کے راستہ میں ہو، دین کی خاطر ہو تو دوسری زندگی میں جو مرنے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے سرخروئی کا سبب ہے اور اگر کسی دنیاوی غرض سے ہو تو دنیا تو گئی

[1] اسد الغابہ [2] اسد الغابہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھی ہی آخرت بھی برباد ہوئی۔

۱۷۔ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ کی زندگی اور تنگی

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی اور عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ اور حضرت عائشہؓ کی سوتیلی بہن مشہور صحابیات میں ہیں۔ شروع ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں۔ کہتے ہیں کہ سترہ آدمیوں کے بعد یہ مسلمان ہوئی تھیں۔ ہجرت سے ستائیس سال پہلے پیدا ہوئیں اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ گئے تو حضرت زیدؓ وغیرہ کو بھیجا کہ ان دونوں حضرات کے اہل و عیال کو لے آئیں۔ اُن کے ساتھ ہی حضرت اسماءؓ بھی چلی آئیں۔ جب قبا میں پہنچیں تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ اور ہجرت کے بعد سب سے پہلی پیدائش ان کی ہوئی اس زمانہ کی عام غربت تنگدستی فقر و فاقہ مشہور و معروف ہے اور اس کے ساتھ اس زمانہ کی ہمت جفاکشی، بہادری، جرأت ضرب المثل ہیں۔ بخاری میں حضرت اسماءؓ کا طرز زندگی خود ان کی زبان سے نقل کیا ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب میرا نکاح زبیرؓ سے ہوا تو ان کے پاس نہ مال تھا نہ جائیداد نہ کوئی خادم کام کرنے والا نہ کوئی اور چیز، ایک اونٹ پانی لادکر لانے والا اور ایک گھوڑا۔ میں ہی اونٹ کے لیے گھاس وغیرہ لاتی تھی اور کھجور کی گٹھلیاں کوٹ کر دانہ کے طور پر کھلاتی تھی۔ خود میں پانی بھر کر لاتی اور پانی کا ڈول پھٹ جاتا تو اس کو آپ ہی سیتی تھی اور خود ہی گھوڑے کی ساری خدمت گھاس دانہ وغیرہ کرتی تھی اور گھر کا سارا کاروبار بھی انجام دیتی تھی مگر ان سب کاموں میں گھوڑے کی خبرگیری اور خدمت میرے لیے زیادہ مشقت کی چیز تھی۔ روٹی البتہ مجھے اچھی طرح پکانا نہیں آتی تھی تو میں آٹا گوندھ کر اپنے پڑوس کی انصار عورتوں کے یہاں لے جاتی وہ بڑی سچی مخلص عورتیں تھیں۔ میری روٹی بھی پکا دیتی تھیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچنے پر زبیرؓ کو ایک زمین جاگیر کے طور پر دے دی جو دو میل کے قریب تھی۔ میں وہاں سے اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں لادکر لایا کرتی تھی۔ میں ایک مرتبہ اسی طرح آ رہی تھی اور گٹھری میرے سر پر تھی راستہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے اونٹ پر تشریف لا رہے تھے اور انصار کی ایک جماعت ساتھ تھی۔ حضورؐ نے مجھے دیکھ کر اونٹ ٹھیرایا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا تاکہ میں اس پر سوار ہو جاؤں۔ مجھے مردوں کے ساتھ جاتے ہوئے شرم آئی اور یہ بھی خیال آیا کہ زبیرؓ کو غیرت بہت ہی زیادہ ہے۔ ان کو بھی یہ ناگوار ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے انداز سے سمجھ گئے کہ مجھے اس پر بیٹھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ حضورؐ تشریف لے گئے میں گھر آئی اور زبیرؓ کو

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قصہ سنایا کہ اس طرح حضورؐ ملے اور یہ ارشاد فرمایا۔ مجھے شرم آئی اور تمہاری غیرت کا بھی خیال آیا۔ زبیرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم تمہارا گٹھلیاں سر پر رکھ کر لانا میرے لیے اس سے بہت زیادہ گراں ہے (مگر مجبوری یہ تھی کہ یہ حضرات خود تو زیادہ تر جہاد میں اور دین کے دوسرے امور میں مشغول رہتے تھے۔ اس لیے گھر کے کاروبار عام طور پر عورتوں ہی کو کرنا پڑتے تھے) اس کے بعد میرے باپ حضرت ابوبکرؓ نے ایک خادم جو حضورؐ نے ان کو دیا تھا میرے پاس بھیج دیا جس کی وجہ سے گھوڑے کی خدمت سے مجھے خلاصی ملی گویا بڑی قید سے میں آزاد ہو گئی۔ ؎۱ ف عرب کا دستور پہلے بھی اور اب بھی ہے کہ کھجور کی گٹھلیاں کوٹ کر یا چکی میں دل کر پھر پانی میں بھگو کر جانوروں کو دانہ کے طور پر کھلاتے ہیں۔

۱۸۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہجرت کے وقت مال لے جانا اور حضرت اسماءؓ کا اپنے دادا کو اطمینان دلانا

جب حضرت ابوبکرؓ ہجرت فرما کر تشریف لے جا رہے تھے تو اس خیال سے کہ نہ معلوم راستہ میں کیا ضرورت درپیش ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ تھے اس لیے جو کچھ مال اس وقت موجود تھا جس کی مقدار پانچ چھ ہزار درہم تھی وہ سب ساتھ لے گئے تھے۔ ان حضرات کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو قحافہ جو نابینا ہو گئے تھے اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ پوتیوں کے پاس تسلی کے لیے آئے۔ آکر افسوس سے کہنے لگے کہ میرا خیال ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے جانے کا صدمہ بھی تم کو پہنچایا اور مال بھی شاید سب لے گیا کہ یہ دوسری مشقت تم پر ڈالی۔ اسماءؓ کہتی ہیں۔ میں نے کہا نہیں دادے ابا وہ تو بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ یہ کہہ کر میں نے چھوٹی چھوٹی پتھریاں جمع کر کے گھر کے اس طاق میں بھر دیں جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درہم پڑے رہتے تھے اور ان پر ایک کپڑا ڈال کر دادے کا ہاتھ اس کپڑے پر رکھ دیا۔ جس سے انہوں نے ہاتھ سے یہ اندازہ کیا کہ یہ درہم بھرے ہوئے ہیں۔ کہنے لگے خیر یہ اُس نے اچھا کیا تمہارے گذارہ کی صورت اس میں ہو جائے گی۔ اسماءؓ کہتی ہیں کہ خدا کی قسم کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا مگر میں نے دادے کی تسلی کے لیے یہ صورت اختیار کی کہ ان کو اس کا صدمہ نہ ہو۔ ؎۲ ف یہ دل گردے کی بات ہے ورنہ دادے سے زیادہ ان لڑکیوں کو صدمہ ہونا چاہیے تھا اور جتنی بھی شکایت اس وقت دادا کے سامنے کرتیں درست تھا کہ اس وقت کا ظاہری سہارا ان پر ہی تھا۔ ان کے متوجہ کرنے کی بظاہر بہت ضرورت تھی کہ ایک تو باپ کی جدائی دوسرے گذارہ کی کوئی صورت ظاہرا نہیں پھر مکہ والے عام طور سے دشمن اور بے تعلق مگر اللہ جل شانہٗ نے ایک ایک ادا ان سب حضرات کو مرد ہوں یا عورت ایسی عطا فرمائی تھی کہ رشک آنے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ حضرت ابوبکر

؎۱ بخاری فتح ؎۲ مسند احمد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

صدیق رضی اللہ عنہ اول میں نہایت مال دار اور بہت بڑے تاجر تھے لیکن اسلام کی اور اللہ کی راہ میں یہاں تک خرچ فرمایا کہ غزوۂ تبوک میں جو کچھ گھر میں تھا سب ہی کچھ لادیا جیسا کہ چھٹے باب کے چوتھے قصے میں تفصیل گذرا ہے اسی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابو بکرؓ کے مال نے ، میں ہر شخص کے احسانات کا بدلہ دے چکا ہوں مگر ابو بکرؓ کے احسانات کا بدلہ اللہ ہی دیں گے ۔

۱۹۔ حضرت اسماءؓ کی سخاوت

حضرت اسماءؓ بڑی سخی تھیں ۔ اول جو کچھ خرچ کرتی تھیں اندازہ سے ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں ۔ مگر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ باندھ باندھ کر نہ رکھا کرو اور حساب نہ لگایا کرو جتنا بھی قدرت میں ہو خرچ کیا کرو ۔ تو پھر خوب خرچ کرنے لگیں ۔ اپنی بیٹیوں اور گھر کی عورتوں کو نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے اور صدقہ کرنے میں ضرورت سے زیادہ ہونے اور بچنے کا انتظار نہ کیا کرو کہ اگر ضرورت سے زیادتی کا انتظار کرتی رہوگی تو ہونے کا ہی نہیں (کہ ضرورت خود بڑھتی رہتی ہے) اور اگر صدقہ کرتی رہوگی تو صدقہ میں خرچ کر دینے سے نقصان میں نہ رہوگی۔[1] ف ان حضرات کے پاس جتنی تنگی اور ناداری تھی اتنی ہی صدقہ و خیرات اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی گنجائش اور وسعت تھی ۔ آج کل مسلمانوں میں افلاس و تنگی کی عام شکایت ہے مگر شاید ہی کوئی ایسی جماعت نکلے جو پیٹ پر پتھر باندھ کر گذر کرتی ہو یا اُن پر کئی کئی دن کا مسلسل فاقہ ہو جاتا ہو ۔

۲۰۔ حضورؐ کی بیٹی حضرت زینبؓ کی ہجرت اور انتقال

دو جہان کے سردار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ نبوت سے دس برس پہلے جب کہ حضورؐ کی عمر شریف تیس برس کی تھی پیدا ہوئیں اور خالہ زاد بھائی ابو العاص بن ربیع سے نکاح ہوا ۔ ہجرت کے وقت حضورؐ کے ساتھ نہ جا سکیں ۔ ان کے خاوند بدر کی لڑائی میں کفار کے ساتھ شریک ہوئے اور قید ہوئے ۔ اہل مکہ نے جب اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیے ارسال کیے تو حضرت زینبؓ نے بھی اپنے خاوند کی رہائی کے لیے مال بھیجا ۔ جس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہؓ نے جہیز میں دیا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو حضرت خدیجہؓ کی یاد تازہ ہو گئی ۔ آبدیدہ ہوئے اور صحابہؓ کے مشورہ سے یہ قرار پایا کہ ابو العاص کو بلا فدیہ کے اس شرط پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ واپس جا کر حضرت زینبؓ کو مدینہ طیبہ بھیج دیں ۔ حضورؐ نے دو آدمی حضرت زینبؓ کو لینے کے لیے ساتھ کر دیئے کہ وہ مکہ سے باہر ٹھہر

[1] طبقات

www.Momeen.blogspot.com

bEl

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(ہم میں ایک ایسے نبی ہیں جو آئندہ کی باتوں کو جانتے ہیں) حضورؐ نے اس کے پڑھنے کو منع فرمادیا کیونکہ آئندہ کے حالات اللہ ہی کو معلوم ہیں۔ رُبیّع کے والد حضرت معوذؓ ابوجہل کے قتل کرنے والوں میں ہیں۔ ایک عورت جس کا نام اسمار تھا عطر بیچا کرتی تھی۔ وہ ایک مرتبہ چند عورتوں کے ساتھ حضرت رُبیّعؓ کے گھر بھی گئی اور ان سے نام حال بیت وغیرہ جیسے کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے دریافت کیا انھوں نے بتادیا۔ ان کے والد کا نام سُن کر وہ کہنے لگی کہ تو اپنے سردار کے قاتل کی بیٹی ہے ابوجہل چونکہ عرب کا سردار شمار کیا جاتا تھا۔ اس لیے اپنے سردار کا قاتل کہا۔ یہ سُن کر رُبیّع کو غصہ آگیا۔ کہنے لگیں کہ میں اپنے غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں۔ رُبیّع کو غیرت آئی کہ ابوجہل کو اپنے باپ کا سردار سُنے۔ اس لیے انھوں نے اپنے غلام کے لفظ سے ذکر کیا۔ اسمار کو ابوجہل کے متعلق غلام کا لفظ سُن کر غصہ آیا اور کہنے لگی کہ مجھ پر حرام ہے کہ تیرے ہاتھ عطر فروخت کروں۔ رُبیّع نے کہا کہ مجھ پر بھی حرام ہے کہ تجھ سے عطر خریدوں میں نے تیرے عطر کے سوا کسی عطر میں گندگی اور بدبو نہیں دیکھی۔[1] ف رُبیّع کہتی ہیں کہ میں نے بدبو کا لفظ اس کے جلانے کو کہا تھا۔ یہ حمیت اور دینی غیرت تھی کہ دین کے اس سخت دشمن کے متعلق وہ سرداری کا لفظ نہ سُن سکیں۔ آج کل دین کے بڑے سے بڑے دشمن پر بھی اس سے اونچے اونچے لفظ بولے جاتے ہیں اور کوئی شخص اگر منع کرے تو وہ تنگ نظر بتادیا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ منافق کو سردار مت کہو اگر وہ تمہارا سردار ہوگیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کیا۔[2]

معلومات، حضورؐ کی بیبیاں اور اولاد

اپنے آقا اور دوجہان کے سردار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں اور اولاد کا حال معلوم کرنے کا اشتیاق ہوا کرتا ہے اور ہر مسلمان کو ہونا چاہیے بھی۔ اس لیے مختصر حال ان کا لکھا جاتا ہے کہ تفصیلی حالات کے لیے تو بڑی ضخیم کتاب چاہیے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح جن پر محدثین اور مورخین کا اتفاق ہے گیارہ عورتوں سے ہوا۔ اس سے زیادہ میں اختلاف ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ ان سب میں پہلا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا جو بیوہ تھیں حضورؐ کی عمر شریف اس وقت پچیس برس کی تھی اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس برس کی تھی حضورؐ کی اولاد بھی بجز حضرت ابراہیمؓ کے سب انہیں سے ہوئی جن کا بیان بعد میں آئے گا۔

حضرت خدیجہؓ کے نکاح کی سب سے اوّل تجویز ورقہ بن نوفل سے ہوئی تھی مگر نکاح کی نوبت

[1] اسد الغابہ [2] ابوداؤد

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جائیں اور اُن کے پاس تک ابوالعاص پہنچوادیں۔ چنانچہ حضرت زینبؓ اپنے دیور کنانہ کے ساتھ اونٹ پر سوار ہوکر روانہ ہوئیں۔ کفّار کو جب اُس کی خبر ہوئی تو آگ بگولہ ہوگئے اور ایک جماعت مزاحمت کے لیے پہنچ گئی جن میں ہبار بن اسود جو حضرت خدیجہؓ کے چچازاد بھائی کا لڑکا تھا اور اس لحاظ سے حضرت زینبؓ کا بھائی ہوا وہ اور اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔ ان دونوں میں سے کسی نے اور اکثروں نے ہبار ہی کو لکھا ہے۔ حضرت زینبؓ کے نیزہ مارا جس سے وہ زخمی ہوکر اونٹ سے گریں چونکہ حاملہ تھیں اس وجہ سے پیٹ سے بچہ بھی ضائع ہوا۔ کنانہ نے تیروں سے مقابلہ کیا۔ ابوسفیان نے اُن سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اس طرح علی الاعلان چلی جائے یہ تو گوارا نہیں۔ اس وقت واپس چلو۔ پھر چپکے بھیج دینا کنانہ نے اس کو قبول کرلیا۔ اور واپس لے آئے۔ دو ایک روز بعد پھر روانہ کیا۔ حضرت زینبؓ کا یہ زخم کئی سال تک رہا اور کئی سال اس میں بیمار رہ کر ۸ھ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہا وارضاہا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ میری سب سے اچھی بیٹی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی۔ دفن کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اُترے اور دفن فرمایا۔ اُترتے وقت بہت رنجیدہ تھے۔ جب باہر تشریف لائے۔ تو چہرہ کھلا ہوا تھا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کہ مجھے زینبؓ کے ضعف کا خیال تھا۔ میں نے دعا کی کہ قبر کی تنگی اور اس کی سختی اس سے ہٹادی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا۔ [1] ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تو صاحبزادی اور دین کی خاطر اتنی مشقت اُٹھائی کہ جان بھی اُسی میں دی۔ پھر بھی قبر کی تنگی کے لیے حضورؐ کی دعا کی ضرورت پیش آئی تو ہم جیسوں کا کیا پوچھنا۔ اس لیے آدمی کو اکثر اوقات قبر کے لیے دعا کرنا چاہیے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کی وجہ سے اکثر اوقات عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ بِمَنِّکَ وَکَرَمِکَ وَفَضْلِکَ

۲۱۔ حضرت رُبیّعؓ بنت معوذ کی غیرت دینی

رُبیّعؓ بنت معوذ ایک انصاری صحابیہؓ ہیں۔ اکثر لڑائیوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئی ہیں۔ زخمیوں کی دوا دارو فرمایا کرتی تھیں اور مقتولین اور شہدا کی نعشیں اٹھا کر لایا کرتی تھیں۔ حضورؐ کی ہجرت سے پہلے مسلمان ہوگئی تھیں۔ ہجرت کے بعد شادی ہوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شادی کے دن ان کے گھر تشریف لے گئے تھے۔ وہاں چند لڑکیاں خوشی میں شعر پڑھ رہی تھیں۔ جن میں انصار کے اسلامی کارنامے اور ان کے بڑوں کا ذکر تھا جو بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے یہ مصرع بھی پڑھا وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ

[1] خمیس، اسد الغابہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نہیں آئی۔ اس کے بعد دو شخصوں سے نکاح ہوا۔ اہل تاریخ کا اس میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں پہلے کس سے نکاح ہوا۔ اکثر کی رائے یہ ہے کہ پہلے عتیق بن عائذ سے ہوا جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام ہند تھا اور وہ بڑی ہو کر مسلمان ہوئیں اور صاحب اولاد بھی۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ عتیق سے ایک لڑکا بھی ہوا جس کا نام عبداللہ یا عبد مناف تھا۔ عتیق کے بعد پھر حضرت خدیجہؓ کا نکاح ابو ہالہ سے ہوا جن سے ہند اور ہالہ دو اولاد ہوئیں۔ اکثروں نے کہا ہے کہ دونوں لڑکے تھے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ ہند لڑکا ہے اور ہالہ لڑکی۔ ہند حضرت علیؓ کے زمانۂ خلافت تک زندہ رہے۔ ابو ہالہ کے انتقال کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا۔ جس وقت کہ حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس برس کی تھی نکاح کے بعد پچیس برس حضورؐ کے نکاح میں رہیں اور رمضان سنہ نبوی میں پینسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بیحد محبت تھی اور ان کی زندگی میں کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔ ان کا لقب اسلام سے پہلے ہی سے طاہرہ تھا۔ اسی وجہ سے ان کی اولاد جو دوسرے خاوندوں سے ہے وہ بھی بنوا لطاہر کہلاتی ہے۔ ان کے فضائل حدیث کی کتابوں میں کثرت سے ہیں۔ ان کے انتقال پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قبر مبارک میں اتر کر ان کو دفن فرمایا تھا۔ نماز جنازہ اس وقت تک شروع نہیں ہوئی تھی۔ ان کے بعد اسی سال شوال میں حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ سے نکاح ہوا۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ ان دونوں میں کس کا نکاح پہلے ہوا۔ بعض مورخین نے حضرت عائشہؓ سے نکاح پہلے ہونا لکھا ہے اور بعضوں کی رائے یہ ہے کہ حضرت سودہؓ سے پہلے ہوا۔ بعد میں حضرت عائشہؓ سے۔ حضرت سودہؓ بھی بیوہ تھیں۔ ان کے والد کا نام زمعہ بن قیس ہے۔ پہلے سے اپنے چچازاد بھائی سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں۔ دونوں مسلمان ہوئے اور ہجرت فرما کر حبشہ تشریف لے گئے اور حبشہ میں سکران کا انتقال ہو گیا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ مکہ واپس آ کر انتقال فرمایا۔ ان کے انتقال کے بعد سنہ نبوی میں حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے کچھ دنوں بعد ان سے نکاح ہوا اور رخصتی حضرت عائشہؓ کی رخصتی سے سب کے نزدیک پہلے ہی ہوئی۔ حضورؐ کی عادت شریفہ تو کثرت سے نماز میں مشغول رہنا تھی ہی، ایک مرتبہ حضور سے انہوں نے عرض کیا کہ رات آپؐ نے اتنا لمبا رکوع کیا کہ مجھے اپنی ناک سے نکسیر نکلنے کا ڈر ہو گیا (یہ بھی حضورؐ کے پیچھے نماز پڑھ رہی تھیں۔ چونکہ بدن کی بھاری تھیں اس وجہ سے اور بھی مشقت ہوئی ہوگی) ایک مرتبہ حضورؐ نے ان کو طلاق دینے کا

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ارادہ فرمادیا۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے خاوند کی خواہش نہیں مگر یہ تمنا ہے کہ جنت میں حضورؐ کی بیویوں میں داخل رہوں۔ اس لیے مجھے آپ طلاق نہ دیں۔ میں اپنی باری عائشہؓ کو دیتی ہوں اس کو حضورؐ نے قبول فرمالیا اور اس وجہ سے ان کی باری کا دن حضرت عائشہؓ کے حصے میں آتا تھا۔ ۵۴ھ یا ۵۵ھ میں اور بعض نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے اخیر زمانۂ خلافت میں وفات پائی۔ ان کے علاوہ ایک سودہ اور بھی ہیں جو قریش ہی کی ہیں۔ حضورؐ نے ان سے نکاح کا ارادہ فرمایا۔ انھوں نے عرض کیا کہ مجھے ساری دنیا میں سب سے زیادہ محبوب آپ ہیں مگر میرے پانچ چھ بچّے ہیں۔ مجھے یہ بات گراں ہے کہ وہ آپ کے سرہانے روئیں چلائیں۔ حضورؐ نے ان کی اس بات کو پسند فرمایا، تعریف کی اور نکاح کا ارادہ ملتوی فرمادیا۔ حضرت عائشہؓ سے بھی نکاح مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے شوال ۱۰ نبوی میں ہوا جس وقت کہ ان کی عمر چھ سال کی تھی حضورؐ کی بیویوں میں یہی صرف ایک ایسی ہیں جن سے کنوارے پن میں نکاح ہوا اور باقی سب سے نکاح بیوگی کی حالت میں ہوا۔ نبوت سے چار سال بعد یہ پیدا ہوئیں۔ اور ہجرت کے بعد جب کہ ان کی عمر کو نواں برس تھا رخصتی ہوئی اور اٹھارہ سال کی عمر میں حضورؐ کا وصال ہوا اور چھیاسٹھ ۶۶ سال کی عمر ۱۷ رمضان ۵۷ھ کو منگل کی شب میں ان کا وصال ہوا خود ہی وصیت فرمائی تھی کہ مجھے عام قبرستان میں جہاں اور بیبیاں دفن کی گئی ہیں دفن کیا جائے۔ حضورؐ کے قریب حجرہ شریفہ میں نہ دفن کیا جائے چنانچہ بقیع میں دفن کی گئیں۔ عرب میں یہ مشہور تھا کہ شوال کے مہینہ میں نکاح نامبارک ہوتا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرا نکاح بھی شوال میں ہوا۔ رخصتی بھی شوال میں ہوئی۔ حضورؐ کی بیویوں میں کون سی مجھ سے زیادہ نصیبہ ور اور حضورؐ کی محبوبہ تھی۔ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد خولہؓ حکیم کی بیٹی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہؐ آپؐ نکاح نہیں کرتے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کس سے عرض کیا کنواری بھی ہے بیوہ بھی ہے جو منظور ہو۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ کنواری تو آپؐ کے سب سے زیادہ دوست ابوبکرؓ کی لڑکی عائشہؓ ہے اور بیوہ سودہؓ بنت زمعہ۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا تذکرہ کرکے دیکھ لو۔ وہ وہاں سے حضرت ابوبکرؓ کے گھر آئیں اور حضرت عائشہؓ کی والدہ ام رومانؓ سے عرض کیا کہ میں ایک بڑی خیر و برکت لے کر آئی ہوں۔ دریافت کرنے پر کہا کہ حضورؐ نے مجھے عائشہؓ سے منگنی کے لیے بھیجا ہے۔ ام رومانؓ نے کہا وہ تو ان کی بھتیجی ہے۔ اس سے کیسے نکاح ہو سکتا ہے۔ اچھا ابوبکرؓ کو آنے دو۔ حضرت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ابو بکرؓ اس وقت گھر پر موجود نہ تھے۔ ان کے تشریف لانے پر ان سے بھی یہی ذکر کیا۔ انھوں نے بھی یہی جواب دیا کہ وہ تو حضورؐ کی بھتیجی ہے۔ حضورؐ سے کیسے نکاح ہو سکتا ہے۔ خولہؓ نے جا کر حضورؐ سے عرض کیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ میرے اسلامی بھائی ہیں۔ اُن کی لڑکی سے میرا نکاح جائز ہے۔ خولہ واپس ہوئیں اور حضرت ابو بکرؓ کو جواب سنایا۔ وہاں کیا دیر تھی۔ کہا بلا لاؤ۔ حضور تشریف لے گئے اور نکاح ہو گیا۔ ہجرت کے بعد چند مہینے گذر جانے پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے دریافت کیا کہ آپؐ اپنی بیوی عائشہ کو کیوں نہیں بلا لیتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان مہیّا نہ ہونے کا عذر فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نذرانہ پیش کیا جس سے تیاری ہوئی اور شوال ۱ھ یا ۲ھ میں چاشت کے وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی کے دولت کدہ پر بِنا یعنی رخصتی ہوئی۔ یہ تین نکاح حضورؐ کے ہجرت سے پہلے ہوئے اس کے بعد جتنے نکاح ہوئے وہ ہجرت کے بعد ہوئے۔ حضرت عائشہؓ کے بعد حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ سے نکاح ہوا حضرت حفصہؓ نبوت سے پانچ برس قبل مکہ میں پیدا ہوئیں۔ پہلا نکاح مکہ ہی میں خنیسؓ بن حذافہ سے ہوا۔ یہ بھی پرانے مسلمان ہیں جنہوں نے اول حبشہ کی ہجرت کی پھر مدینہ طیبہ کی ہجرت کی۔ بدر میں بھی شریک ہوئے اور اسی لڑائی میں یا احد کی لڑائی میں ان کے ایسا زخم آیا جس سے اچھے نہ ہوئے اور ۲ھ یا ۳ھ میں انتقال فرمایا۔ حضرت حفصہؓ بھی اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ ہی آ گئی تھیں۔ جب بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمرؓ نے اول حضرت ابو بکر صدیقؓ سے درخواست کی کہ میں حفصہؓ کا نکاح تم سے کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے سکوت فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کی اہلیہ حضورؐ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا جب انتقال ہوا تو حضرت عثمانؓ سے ذکر فرمایا۔ انھوں نے فرمادیا کہ میرا تو اس وقت نکاح کا ارادہ نہیں۔ حضورؐ سے حضرت عمرؓ نے اس کی شکایت کی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں حفصہؓ کے لیے عثمانؓ سے بہتر خاوند اور عثمانؓ کے لیے حفصہؓ سے بہتر بیوی بتاتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت حفصہؓ سے ۲ھ یا ۳ھ میں خود نکاح کیا اور حضرت عثمانؓ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ سے کر دیا۔ ان کے پہلے خاوند کے انتقال میں مورخین کا اختلاف ہے کہ بدر کے زخم سے شہید ہوئے یا اُحد کے۔ بدر ۲ھ میں ہے اور احد ۳ھ میں اسی وجہ سے ان کے نکاح میں بھی اختلاف ہے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ جب تم نے حفصہؓ کے نکاح کا ذکر کیا تھا اور میں نے سکوت کیا تھا تمہیں اس وقت ناگواری ہوئی ہو گی

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مگر چونکہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نکاح کا تذکرہ فرما چکے تھے۔ اس لیے نہ تو میں قبول کر سکتا تھا اور نہ حضورؐ کے راز کو ظاہر کر سکتا تھا۔ اس لیے سکوت کیا تھا۔ اگر حضورؐ ارادہ ملتوی فرما دیتے تو میں ضرور کر لیتا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو بکرؓ کے سکوت کا حضرت عثمانؓ کے انکار سے بھی زیادہ رنج تھا۔ حضرت حفصہؓ بڑی عابدہ زاہدہ تھیں۔ رات کو اکثر جاگتی تھیں اور دن میں کثرت سے روزہ رکھا کرتی تھیں۔ کسی وجہ سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک طلاق بھی دی تھی جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ کو بہت رنج ہوا اور ہونا بھی چاہیے تھا۔ حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور عرض کیا اللہ جل شانہ، کا ارشاد ہے کہ حفصہؓ سے رجوع کرلو۔ یہ بڑی شب بیدار اور کثرت سے روزہ رکھنے والی ہیں اور عمرؓ کی خاطر بھی منظور ہے۔ اس لیے حضورؐ نے رجوع فرما لیا جمادی الاولیٰ ۴۵ھ میں جب کہ ان کی عمر تقریباً تریسٹھ برس کی تھی مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا بعض نے ان کا انتقال ۴۱ھ میں اور عمر ساٹھ برس کی لکھی ہے۔ ان کے بعد حضورؐ کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہوا۔ حضرت زینبؓ خزیمہ کی بیٹی جن کے پہلے نکاح میں اختلاف ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ پہلے عبد اللہؓ بن جحش سے نکاح ہوا تھا۔ جب وہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے جن کا قصہ بابؐ کی پہلی حدیث میں گذرا تو حضورؐ نے نکاح کیا اور بعض نے لکھا کہ اُن کا پہلا نکاح طفیل بن حارث سے ہوا تھا ان کے طلاق دینے کے بعد ان کے بھائی عبیدۃ بن الحارث سے ہوا جو بدر میں شہید ہوئے۔ اس کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے اکتیس مہینے بعد رمضان ۳ھ میں ہوا۔ آٹھ مہینے حضورؐ کے نکاح میں رہیں اور ربیع الآخر ۴ھ میں انتقال فرمایا۔ حضورؐ کی بیویوں میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت زینبؓ دو ہی بیبیاں ایسی ہیں جن کا وصال حضورؐ کے سامنے ہوا۔ باقی نو حضورؐ کے وصال کے وقت زندہ تھیں، جن کا بعد میں انتقال ہوا۔ حضرت زینبؓ بڑی سخی تھیں۔ اسی وجہ سے ان کا نام اسلام سے پہلے بھی ام المساکین (مسکینوں کی ماں) تھا۔ ان کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ام سلمہؓ سے ہوا۔ حضرت ام سلمہؓ ابو امیہ کی بیٹی تھیں جن کا پہلا نکاح اپنے چچا زاد بھائی ابو سلمہؓ سے ہوا تھا جن کا نام عبد اللہؓ بن عبد الاسد تھا۔ دونوں میاں بیوی ابتدائی مسلمانوں میں ہیں۔ کفار کے ہاتھ سے تنگ آکر اوّل دونوں نے حبشہ کی ہجرت کی۔ وہاں جا کر ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جن کا سلمہؓ نام تھا۔ حبشہ سے واپسی کے بعد مدینہ طیبہ کی ہجرت کی جس کا قصہ اسی باب کے ۵ پر مفصل گذر چکا ہے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر ایک لڑکا عمرؓ اور دو لڑکیاں درہ اور زینب پیدا ہوئیں۔ ابو سلمہؓ دس آدمیوں کے بعد مسلمان

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہوئے تھے۔ بدر اور اُحد کی لڑائی میں بھی شریک ہوئے تھے۔ اُحد کی لڑائی میں ایک زخم آگیا۔ تھا جس کی وجہ سے بہت تکلیف اٹھائی۔ اس کے بعد صفر ۴ھ میں ایک سریہ میں تشریف لے گئے تو واپسی پر وہ زخم پھر ہرا ہو گیا اور اسی میں آٹھ جمادی الاخریٰ ۴ھ میں انتقال کیا۔ حضرت ام سلمہؓ اس وقت حاملہ تھیں اور زینبؓ پیٹ میں تھیں۔ جب وہ پیدا ہوئیں تو عدت پوری ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نکاح کی خواہش فرمائی تو انھوں نے عذر کر دیا۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا۔ انھوں نے عرض کیا کہ میرے بچے بھی ہیں اور میرے مزاج میں غیرت کا مضمون بہت ہے اور میرا کوئی ولی یہاں ہے نہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ بچوں کا اللہ محافظ ہے اور یہ غیرت بھی انشاء اللہ جاتی رہے گی اور کوئی ولی اس کو ناپسند نہیں کرے گا۔ تو انھوں نے اپنے بیٹے سلمہؓ سے کہا کہ حضورؐ سے میرا نکاح کر دو۔ اخیر شوال ۴ھ میں حضورؐ سے نکاح ہوا۔ بعض نے ۳ھ اور بعض نے ۲ھ میں لکھا ہے۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سنا تھا کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ دُعا کرے اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا اے اللہ مجھے اس مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کا نعم البدل نصیب فرما تو اس کو اللہ جل شانہٗ بہترین بدل عطا فرماتے ہیں۔ ابوسلمہؓ کے مرنے پر میں یہ دعا تو پڑھ لیتی، مگر یہ سوچتی تھی کہ ابوسلمہؓ سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔ اللہ نے حضور سے نکاح کرا دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان کے حُسن کی بہت شہرت تھی۔ جب نکاح ہو گیا۔ تو میں نے چُھپ کر حیلے سے جا کر دیکھا تو جیسا سُنا تھا اس سے زیادہ پایا۔ میں نے حفصہؓ سے اس کا ذکر کیا۔ انھوں نے کہا نہیں ایسی حسین نہیں ہیں جتنی شہرت ہے۔ اُمہات المومنین میں سب سے اخیر میں حضرت اُم سلمہؓ کا انتقال ۵۹ھ یا ۶۲ھ میں ہوا۔ اس وقت چوراسی ۸۴ سال کی عمر تھی۔ اس لحاظ سے نبوت سے تقریباً نو ۹ برس پہلے پیدا ہوئیں۔ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کے انتقال کے بعد ان سے نکاح ہوا اور حضرت زینبؓ کے مکان میں مقیم ہوئیں۔ انھوں نے وہاں دیکھا کہ ایک مٹکے میں جو رکھے ہیں اور ایک چکی اور ہانڈی بھی۔ انھوں نے جو خود پیسے اور چکنائی ڈال کر ملیدہ تیار کیا اور پہلے ہی دن حضورؐ کو وہ ملیدہ کھلایا جو نکاح کے دن اپنے ہی ہاتھ سے پکایا تھا۔ ان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح زینبؓ بنت جحش سے ہوا۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی زاد بہن ہیں۔ ان کا پہلا نکاح حضورؐ نے اپنے متبنّیٰ حضرت زید بن حارثؓ سے کیا تھا۔ ان کے طلاق دینے کے بعد اللہ جل شانہٗ نے خود ان کا نکاح حضورؐ سے کر دیا جس کا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قصہ سورۂ احزاب میں بھی ہے اس وقت ان کی عمر پینتیس ۳۵ سال کی تھی۔ مشہور قول کے موافق ذیقعدہ ۵ھ میں نکاح ہوا۔ بعض نے ۳ھ لکھا ہے مگر صحیح ۵ھ ہے اور اس حساب سے نبوت سے گویا سترہ سال قبل ان کی پیدائش ہوئی۔ ان کو اس پر فخر تھا کہ سب عورتوں کا نکاح ان کے اولیا نے کیا اور ان کا نکاح اللہ جل شانہٗ نے کیا۔ حضرت زیدؓ نے جب ان کو طلاق دی اور عدت پوری ہوگئی تو حضورؐ نے ان کے پاس پیام بھیجا۔ انھوں نے جواب میں عرض کیا کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کہہ سکتی جب تک اپنے اللہ سے مشورہ نہ کر لوں اور یہ کہہ کر وضو کیا اور نماز کی نیت باندھ لی اور یہ دُعا کی کہ یا اللہ تیرے رسولؐ مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اگر میں ان کے قابل ہوں تو میرا نکاح ان سے فرما دے۔ ادھر حضور پر قرآن شریف کی آیت فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا نازل ہوئی تو حضورؐ نے خوشخبری بھیجی۔ حضرت زینبؓ خوشی کی وجہ سے سجدہ میں گر گئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کا ولیمہ بڑی شان سے کیا۔ بکری ذبح کی اور گوشت روٹی کی دعوت فرمائی۔ ایک ایک جماعت کو بلایا جاتا تھا اور جب وہ فارغ ہو جاتی تھی تو دوسری جماعت اسی طرح بلائی جاتی حتیٰ کہ سب ہی لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ حضرت زینبؓ بڑی سخی تھیں اور بڑی محنتی، اپنے ہاتھ سے محنت کرتیں اور جو حاصل ہوتا وہ صدقہ کر دیتیں۔ ان ہی کے بارہ میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ سے سب سے پہلے مرنے کے بعد وہ ملے گی جس کا ہاتھ لانبا ہوگا۔ بیبیاں ظاہری لمبائی سمجھیں۔ اس لیے لکڑی لے کر سب کے ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے۔ دیکھنے میں حضرت سودہؓ کا ہاتھ سب سے لانبا ملا۔ مگر جب حضرت زینبؓ کا انتقال سب سے پہلے ہوا جب سمجھیں کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ کی کثرت تھی۔ روزے بھی بہت زیادہ رکھتی تھیں۔ ۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ پچاس برس کی عمر تھی۔ ان کا قصہ اسی باب کے نمبر ۱۲ پر بھی گذرا ہے۔ ان کے بعد آپ کا نکاح حضرت جویریہؓ بنت الحارث بن ابی ضرار سے ہوا۔ یہ غزوۂ مریسیع میں قید ہو کر آئی تھیں اور غنیمت میں حضرت ثابتؓ بن قیسؓ کے حصہ میں آئیں۔ قید ہونے سے پہلے مسافع بن صفوان کے نکاح میں تھیں۔ حضرت ثابتؓ نے ان کو نو اوقیہ سونے پر مکاتب کر دیا۔ مکاتب اس غلام یا باندی کو کہتے ہیں جس سے یہ مقرر کر لیا جاوے کہ اتنے دام تم اگر دے دو تو تم آزاد۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم تقریباً ساڑھے تین آنے کا۔ اس حساب سے نو اوقیہ کی قیمت (۷۸ معہ ۱۲) ہوئی اور چار آنے کا اگر درہم ہو تو (۹۰ للعہ) ہوئی۔ یہ حضورؐ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں اپنی قوم کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہوں جو مصیبت مجھ پر نازل ہوئی آپ کو معلوم ہے اب اتنی مقدار پر میں مکاتب ہوئی ہوں۔ اور یہ مقدار میری طاقت سے باہر ہے۔ آپ کی امید پر آئی ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تجھے اس سے بہتر راستہ بتاؤں کہ تجھے مال ادا کر کے آزاد کرادوں اور تجھ سے نکاح کرلوں ان کے لیے اس سے بہتر کیا تھا۔ بخوشی منظور کرلیا اور ۵ھ میں مشہور قول کے موافق اور بعضوں نے ۶ھ میں اس قصہ کو بتایا ہے۔ نکاح ہوگیا۔ صحابہؓ نے جب سنا کہ بنو المصطلق حضورؐ کی سسرال بن گئی تو انھوں نے بھی اس رشتہ کے اعزاز میں اپنے اپنے غلام آزاد کردیئے۔ کہتے ہیں کہ ایک حضرت جویریہؓ کی وجہ سے سو گھرانے آزاد ہوئے جن میں تقریباً سات سو آدمی تھے۔ اس قسم کی مصلحتیں حضورؐ کے ان سب نکاحوں میں تھیں۔ حضرت جویریہؓ نہایت حسین تھیں۔ چہرے پر ملاحت تھی۔ کہتے ہیں کہ جو نگاہ پڑجاتی تھی اٹھتی نہ تھی۔ حضرت جویریہؓ نے اس لڑائی سے تین دن پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ یثرب سے ایک چاند چلا اور میری گود میں آگیا۔ کہتی ہیں کہ جب میں قید ہوئی تو مجھے اپنے خواب کی تعبیر کی امید ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی اور ربیع الاول ۵۰ھ میں صحیح قول کے موافق پینسٹھ برس کی عمر میں مدینہ طیبہ میں انتقال ہوا اور بعض نے ان کا انتقال ۵۶ھ میں ستر برس کی عمر میں لکھا ہے۔ اُمّ المومنین حضرت ام حبیبہؓ ابو سفیان کی صاحبزادی ان کے نام میں اختلاف ہے۔ اکثروں نے رملہ اور بعضوں نے ہند بتایا ہے۔ ان کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے مکہ مکرمہ میں ہوا تھا۔ دونوں میاں بیوی مسلمان ہوگئے تھے۔ کفار کی تکالیف کے بدولت وطن چھوڑنا پڑا اور حبشہ کی ہجرت دونوں نے کی وہاں جاکر خاوند نصرانی ہوگیا۔ یہ اسلام پر باقی رہیں۔ انھوں نے اسی رات میں اپنے خاوند کو خواب میں نہایت بری شکل میں دیکھا۔ صبح کو معلوم ہوا کہ وہ نصرانی ہوگیا ہے۔ اس تنہائی میں اس حالت میں ان پر کیا گذری ہوگی۔ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ لیکن حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کا نعم البدل یہ عطا فرمایا کہ حضورؐ کے نکاح میں آگئیں۔ حضورؐ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس پیام بھیجا کہ ان کا نکاح مجھ سے کردو۔ چنانچہ نجاشی نے ایک عورت ابرہہ کو ان کے پاس اس کی خبر کے لیے بھیجا۔ انھوں نے خوشی میں اپنے دونوں کنگن جو پہن رہی تھیں اس کو عطا کردیئے اور پاؤں کے چھلے کڑے وغیرہ متعدد چیزیں دیں۔ نجاشی نے نکاح کیا اور اپنے پاس سے چار سو دینار مہر کے ادا کئے اور بہت کچھ سامان دیا۔ جو لوگ مجلس نکاح میں موجود تھے ان کو بھی دینار دیئے اور کھانا کھلایا۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ نکاح ۷ھ میں ہوا جیسا کہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اکثر کا قول ہے یا سنہ ۶ھ میں جیسا کہ بعض نے کہا ہے صاحب تاریخ خمیس نے لکھا ہے کہ ان کا نکاح سنہ ۶ھ میں ہوا اور رخصتی سنہ ۷ھ میں۔ جب یہ مدینہ طیبہ پہنچیں نجاشی نے بہت سی خوشبو اور سامان جہیز وغیرہ دے کر ان کو نکاح کے بعد حضورؐ کی خدمت میں بھیجدیا۔ بعض کتب و تواریخ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے باپ نے نکاح کیا۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ اس لیے کہ ان کے باپ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ اس قصّہ کے بعد مسلمان ہوئے ہیں۔ ان کا ایک قصّہ اسی باب کے سنہ ۹ پر گذر چکا ہے۔ ان کے انتقال میں بہت اختلاف ہے۔ اکثر نے سنہ ۴۴ھ بتایا ہے۔ اور اس کے علاوہ سنہ ۴۲ھ اور سنہ ۵۵ھ اور سنہ ۵۰ھ وغیرہ اقوال بھی ہیں۔ ام المومنین حضرت صفیہؓ حیّی کی بیٹی حضرت موسیٰ علیہم السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں۔ اوّل سلام بن مشکم کے نکاح میں تھیں اس کے بعد کنانہ بن ابی حقیق کے نکاح میں آئیں۔ اس سے نکاح اُس زمانہ میں ہوا تھا کہ خیبر کی لڑائی شروع ہو گئی تھی اور ان کا خاوند قتل ہو گیا تھا۔ خیبر کی لڑائی کے بعد وحیہؓ کلبی ایک صحابی تھے۔ انھوں نے حضورؐ سے ایک باندی مانگی۔ حضورؐ نے ان کو مرحمت فرمادیا۔ چونکہ مدینہ میں بھی دو قبیلے قریظہ اور نضیر آباد تھے اور یہ سردار کی بیٹی تھیں اس لیے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ بات بہت سے لوگوں کو ناگوار ہوگی۔ صفیہؓ کو اگر حضورؐ اپنے نکاح میں لے لیں تو بہت سے لوگوں کی دل داری ہے۔ اس لیے حضورؐ نے وحیہ کو خاطر خواہ عوض دے کر ان کو لے لیا اور ان کو آزاد فرما کر نکاح کر لیا اور خیبر سے واپسی میں ایک منزل پر ان کی رخصتی ہوئی۔ صبح کو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس جو چیز کھانے کی ہو وہ لے آئے۔ صحابہؓ کے پاس متفرق چیزیں کھجور، پنیر، گھی وغیرہ جو تھا وہ لے آئے۔ ایک چمڑے کا دسترخوان بچھادیا اور اس پر وہ سب ڈال دیا گیا اور سب نے شریک ہو کر کھالیا۔ یہی ولیمہ تھا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضورؐ نے ان کو اختیار دے دیا تھا کہ اگر تم اپنی قوم اور اپنے ملک میں رہنا چاہو تو آزاد ہو چلی جاؤ اور میرے پاس میرے نکاح میں رہنا چاہو تو رہو۔ انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں شرک کی حالت میں حضورؐ کی تمنّا کرتی تھی اب مسلمان ہو کر کیسے جا سکتی ہوں۔ اس سے مراد غالبًا ان کا وہ خواب ہے جو انھوں نے مسلمان ہونے سے پہلے دیکھا تھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا میری گود میں ہے اس خواب کو انھوں نے اپنے خاوند کنانہ سے کہا اس نے ایک طمانچہ اس زور سے منہ پر مارا کہ آنکھ پر اس کا نشان پڑ گیا اور یہ کہا کہ تو عرب کے بادشاہ کے نکاح کی تمنّا کرتی ہے۔ ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ آفتاب ان کے سینہ پر ہے خاوند سے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس کو بھی ذکر کیا اس نے اس پر بھی یہی کہا کہ تو یہ چاہتی ہے کہ یثرب کے بادشاہ کے نکاح میں جائے ایک مرتبہ انھوں نے چاند کو گود میں دیکھا تو اپنے باپ سے ذکر کیا اس نے بھی ایک طمانچہ مارا۔ اور یہ کہا کہ تیری نگاہ یثرب کے بادشاہ پر جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ چاند کا وہی ایک خواب خاوند اور باپ دونوں سے کہا ہو یا چاند دو مرتبہ دیکھا ہو۔ رمضان ۵۰ھ ہجری میں صحیح قول کے موافق انتقال ہوا۔ اور تقریباً ساٹھ برس کی عمر پائی۔ خود کہتی ہیں کہ میں جب حضورؐ کے نکاح میں آئی تو میری عمر سترہ سال کی نہیں ہوئی تھی۔ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ حارث بن حزن کی بیٹی ان کا اصل نام برّہ تھا۔ حضورؐ نے بدل کر میمونہؓ رکھا۔ پہلے سے ابورھم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں۔ اکثر مورخین کا یہی قول ہے اور بھی بہت سے اقوال ان کے پہلے خاوند کے نام میں ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضورؐ سے پہلے بھی دو نکاح ہوئے تھے۔ بیوہ ہو جانے کے بعد ذیقعدہ ۷ھ میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے جارہے تھے۔ موضع سرف میں نکاح ہوا۔ حضورؐ نے ارادہ فرمایا کہ عمرہ سے فراغت کے بعد مکہ میں رخصتی ہو جائے مگر مکہ والوں نے قیام کی اجازت نہ دی۔ اس لیے واپسی میں سرف ہی میں رخصتی ہوئی اور سرف ہی میں خاص اُسی جگہ جہاں رخصتی کا خیمہ تھا ۵۱ھ میں صحیح قول کے موافق انتقال ہوا اور بعض نے ۶۱ھ میں لکھا ہے۔ اس وقت ان کی عمر اکیاسی برس کی تھی اور اسی جگہ قبر بنی یہ بھی عبرت کا مقام ہے اور تاریخ کا عجیبہ ہے کہ ایک سفر میں وہاں نکاح ہوا اور دوسرے سفر میں وہاں رخصتی ہوئی اور عرصہ کے بعد اسی جگہ قبر بنی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میمونہؓ ہم سب میں زیادہ متقی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔ یزید بن اصمؓ کہتے ہیں کہ ان کا مشغلہ ہر وقت نماز تھا یا گھر کا کام۔ اگر دونوں سے فراغت ہوتی تو مسواک کرتی رہتی تھیں۔ جن عورتوں کے نکاح پر محدثین و مورخین کا اتفاق ہے۔ ان میں حضرت میمونہؓ کا نکاح سب سے آخری نکاح ہے۔ ان کی درمیانی ترتیب میں البتہ اختلاف ہے۔ جس کی وجہ ان نکاحوں کی تاریخ کا اختلاف ہے جیسا کہ مختصر طور پر معلوم ہوا ان گیارہ بیویوں میں سے دو کا وصال حضورؐ کے سامنے ہو چکا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کا اور حضرت زینبؓ بنتِ خزیمہ کا۔ باقی نو بیبیاں حضورؐ کے وصال کے وقت موجود تھیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بعض نکاح بعض محدثین اور مورخین نے لکھے ہیں جن کے ہونے میں اختلاف ہے۔ اس لیے انہیں بیبیوں کا ذکر لکھا ہے جن پر اتفاق ہے۔

www.Momeen.blogspot.com

معلومات: حضورؐ کی اولاد

مورخین اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کے چار لڑکیاں ہوئیں اور اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ ان میں سب سے بڑی حضرت زینبؓ ہیں۔ پھر حضرت رقیہؓ پھر حضرت ام کلثومؓ پھر حضرت سیدہ فاطمہؓ۔ لڑکوں میں البتہ بہت اختلاف ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سب حضرات بچپن ہی میں انتقال فرما گئے تھے اور عرب میں اس زمانہ میں تاریخ کا اہتمام کچھ ایسا نہ تھا۔ صحابہ جیسے جاں نثار بھی اس وقت تک کثرت سے نہیں ہوئے تھے جو ہر بات پوری محفوظ رہتی اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ تین لڑکے حضرت قاسمؓ حضرت عبداللہؓ حضرت ابراہیمؓ ہوئے۔ بعضوں نے کہا کہ چوتھے صاحبزادے حضرت طیبؓ اور پانچویں حضرت طاہرؓ تھے اس طرح پانچ ہوئے بعض کہتے ہیں کہ طیبؓ اور طاہرؓ دونوں ایک ہی صاحبزادہ کے نام ہیں۔ اس طرح چار ہوئے اور بعض نے کہا کہ حضرت عبداللہؓ ہی کا نام طیبؓ اور طاہرؓ تھا۔ اس طرح تین ہی لڑکے ہوئے اور بعضوں نے دو لڑکے اور بھی بنائے۔ مطیبؓ اور مطہرؓ اور لکھا ہے کہ طیبؓ اور مطیبؓ ایک ساتھ پیدا ہوئے اور طاہرؓ اور مطہرؓ ایک ساتھ پیدا ہوئے۔ اس طرح سات لڑکے ہوئے۔ لیکن اکثر کی تحقیق تین لڑکوں کی ہے اور حضورؐ کی ساری اولاد حضرت ابراہیمؓ کے سوا حضرت خدیجہؓ ہی سے پیدا ہوئی۔ لڑکوں میں حضرت قاسمؓ سب سے پہلے پیدا ہوئے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ حضرت زینبؓ ان سے بڑی تھیں یا چھوٹی حضرت قاسمؓ نے بچپن ہی میں انتقال فرمایا دو سال کی عمر اکثر نے لکھی ہے اور بعضوں نے اس سے کم یا زیادہ لکھی ہے۔ دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ جو نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور اسی وجہ سے ان کا نام طیبؓ اور طاہرؓ بھی پڑا۔ اور بچپن ہی میں انتقال ہوا۔ اُن کے انتقال پر اور بعض نے لکھا ہے کہ حضرت قاسمؓ کے انتقال پر کفار بہت خوش ہوئے کہ آپؐ کی نسل منقطع ہو گئی جس پر سورۂ انا اعطینا نازل ہوئی اور کفار کے اس کہنے کا کہ جب نسل ختم ہو گئی تو کچھ دنوں میں نام مبارک بھی مٹ جائے گا۔ یہ جواب ملا کہ آج ساڑھے تیرہ سو برس بعد تک بھی حضورؐ کے نام کے فدائی کروڑوں موجود ہیں تیسرے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ تھے جو ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں بالاتفاق ذی الحجہ ۸ھ میں پیدا ہوئے یہ حضورؐ کی باندی حضرت ماریہؓ کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور حضور کی سب سے آخری اولاد ہیں۔ حضورؐ نے ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا اور دو مینڈھے ذبح کیے اور بالوں کے برابر چاندی صدقہ فرمائی اور بالوں کو دفن کرایا۔ ابوہند بیاضیؓ نے سر کے بال اتارے حضورؐ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کے نام پر نام رکھا ہے اور سولہ مہینے کی عمر میں ان صاحبزادہ نے بھی ۱۰ ربیع الاوّل ۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔ بعضوں نے اٹھارہ مہینے کی عمر بتلائی ہے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ ابراہیمؓ کے جنت میں دودھ پلانے والی تجویز ہو گئی۔ صاحبزادیوں میں سب سے بڑی حضرت زینبؓ ہیں اور جن مورخین نے اس کے خلاف لکھا ہے غلط لکھا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح سے پانچ برس بعد جب کہ آپ کی عمر شریف تیس برس کی تھی پیدا ہوئیں اور اپنے والدین کے آغوش میں جوان ہوئیں مسلمان ہوئیں اور اپنے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع سے نکاح ہوا۔ غزوۂ بدر کے بعد ہجرت کی جس میں مشرکین کی ناپاک حرکتوں سے زخمی ہوئیں جس کا قصہ اسی باب کے ۲۰ پر گذر چکا ہے اور اسی بیماری کا سلسلہ اخیر تک چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ۸ھ کے شروع میں انتقال فرمایا۔ ان کے خاوند بھی ۶ھ یا ۸ھ میں مسلمان ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گئے تھے اور انہی کے نکاح میں رہیں۔ ان سے دو بچے ہوئے ایک لڑکا ایک لڑکی۔ لڑکے کا نام حضرت علیؓ تھا۔ جنھوں نے اپنی والدہ کے انتقال کے بعد بلوغ کے قریب حضورؐ کی زندگی ہی میں انتقال فرمایا۔ فتح مکہ میں حضورؐ کے کے ساتھ اونٹنی پر جو سوار تھے وہ یہی حضرت علیؓ تھے۔ لڑکی کا نام حضرت امامہؓ تھا جن کے متعلق حدیث کی کتابوں میں کثرت سے قصہ آتا ہے کہ جب حضورؐ نماز میں سجدہ کرتے تو یہ کمر پر سوار ہو جاتیں۔ یہ حضورؐ کے بعد تک زندہ رہیں۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے وصال کے بعد جو ان کی خالہ تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے ان سے نکاح کیا اور ان کے وصال کے بعد مغیرہؓ بن نوفل سے نکاح ہوا۔ حضرت علیؓ کے کوئی اولاد ان سے نہیں ہوئی۔ البتہ مغیرہؓ سے بعضوں نے ایک لڑکا یحییٰ لکھا ہے اور بعضوں نے انکار کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے خود وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد حضرت علیؓ کا نکاح بھانجی سے کر دیا جائے۔ ان کا انتقال ۵۰ھ میں ہوا۔ حضورؐ کی دوسری صاحبزادی حضرت رقیہؓ تھیں جو اپنی بہن حضرت زینبؓ سے تین برس بعد پیدا ہوئیں جب کہ حضور کی عمر شریف ۳۳ تینتیس برس کی تھی اور بعضوں نے حضرت رقیہؓ کو حضرت زینبؓ سے بڑا بتایا ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ حضرت زینب سے چھوٹی تھیں۔ حضورؐ کے چچا ابولہب کے بیٹے عتبہ سے نکاح ہوا تھا۔ جب سورہ تبت نازل ہوئی تو ابولہب نے ان سے اور ان کے دوسرے بھائی عتیبہ سے جس کے نکاح میں حضور کی تیسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ تھیں۔ یہ کہا کہ میری ملاقات تم دونوں سے حرام ہے۔ اگر تم محمد (صلی اللہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

علیہ وسلم کی بیٹیوں کو طلاق نہ دے دو۔ اس پر دونوں نے طلاق دے دی۔ یہ دونوں نکاح بچپن میں ہوئے تھے۔ رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی۔ اُس کے بعد فتح مکہ پر حضرت رقیہؓ کے خاوند عتبہ مسلمان ہو گئے تھے مگر بیوی کو پہلے ہی طلاق دے چکے تھے اور حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے عرصہ ہوا ہو چکا تھا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ نے دونوں مرتبہ حبشہ کی ہجرت کی تھی، جس کا بیان پہلے باب کے نمبر پر گذر چکا۔ اس کے بعد جب حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی ہجرت کا حکم ہونے والا ہے اور مدینہ منورہ میری ہجرت کی جگہ ہوگی تو صحابہؓ نے مدینہ طیبہ کی ہجرت شروع کر دی اُسی سلسلہ میں حضورؐ سے پہلے ہی یہ دونوں حضرات بھی مدینہ طیبہ پہنچ گئے تھے۔ حضورؐ کی ہجرت کے بعد جب حضورؐ بدر کی لڑائی میں تشریف لے جانے لگے تو حضرت رقیہؓ بیمار تھیں اسی لیے حضورؐ حضرت عثمانؓ کو ان کی تیمارداری کے واسطے مدینہ چھوڑ گئے۔ بدر کی فتح کی خوشخبری مدینہ طیبہ میں اس وقت پہنچی جب یہ حضرات حضرت رقیہؓ کو دفن کر کے آرہے تھے۔ اسی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دفن میں شرکت نہ فرما سکے۔ حضرت رقیہؓ کے پہلے خاوند کے یہاں رخصتی بھی نہیں ہوئی تو اولاد کا کیا ذکر کرنا۔ البتہ حضرت عثمانؓ سے ایک صاحبزادہ جن کا نام عبداللہؓ تھا۔ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے جو اپنی والدہ کے انتقال کے بعد تک زندہ رہے اور چھ سال کی عمر میں ۴ھ میں انتقال فرمایا اور بعض نے لکھا ہے کہ اپنی والدہ سے ایک سال پہلے انتقال کیا۔ ان کے علاوہ کوئی اور اولاد حضرت رقیہؓ سے نہیں ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ تھیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ ان میں اور حضرت فاطمہؓ میں سے کون سی بڑی تھیں۔ اکثر کی رائے یہ ہے کہ ام کلثومؓ بڑی تھیں۔ اول عتیبہ بن ابی لہب سے نکاح ہوا مگر رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ سورۂ تبت کے نازل ہونے پر طلاق کی نوبت آئی جیسا کہ حضرت رقیہؓ کے بیان میں گذرا لیکن اُن کے خاوند تو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے جیسا کہ گذر چکا اور ان کے خاوند عتیبہ نے طلاق دی اور حضورؐ کی خدمت اقدس میں آکر نہایت گستاخی بے ادبی اور نامناسب الفاظ بھی زبان سے نکالے۔ حضورؐ نے بددعا دی کہ یا اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط فرما۔ ابو طالب اس وقت موجود تھے۔ باوجود مسلمان نہ ہونے کے سہم گئے اور کہا کہ اس کی بددعا سے تجھے خلاصی نہیں۔ چنانچہ عتیبہ ایک مرتبہ شام کے سفر میں جا رہا تھا۔ اس کا باپ ابولہب باوجود ساری عداوت اور دشمنی کے کہنے لگا کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بددعا کا فکر ہے قافلہ کے سب لوگ ہماری خبر رکھیں۔ ایک منزل پر پہنچے وہاں شیر زیادہ تھے۔ رات کو تمام قافلہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کا سامان ایک جگہ جمع کیا اور اس کا ٹیلہ سا بنا کر اس پر عتیبہ کو سلایا اور قافلہ کے تمام آدمی چاروں طرف سوئے۔ رات کو ایک شیر آیا اور سب کے منہ سونگھے۔ اس کے بعد ایک زقند لگائی اور اس ٹیلے پر پہنچ کر عتیبہ کا سر بدن سے جدا کر دیا۔ اس نے ایک آواز دی مگر ساتھ ہی کام تمام ہو چکا تھا بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہ مسلمان ہو گیا تھا اور یہ قصہ پہلے بھائی کے ساتھ پیش آیا بہر حال حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کے پہلے شوہروں میں سے ایک مسلمان ہوئے۔ دوسرے کے ساتھ یہ عبرت کا واقعہ پیش آیا۔ اسی واسطے اللہ والوں کی دشمنی سے ڈرایا جاتا ہے خود اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (جو میرے کسی ولی کو ستائے اس کو میری طرف سے لڑائی کا اعلان ہے۔ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد ربیع الاول ۳ھ میں حضرت ام کلثومؓ کا نکاح بھی حضرت عثمانؓ سے ہوا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ میں نے ام کلثومؓ کا نکاح آسمانی وحی کے حکم سے عثمانؓ سے کیا۔ بعض روایات میں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثوم دونوں کے متعلق یہی ارشاد فرمایا۔ پہلے خاوند کے یہاں تو رخصتی بھی نہیں ہوئی تھی اولاد کوئی حضرت عثمانؓ سے بھی نہیں ہوئی اور شعبان ۹ھ میں انتقال فرمایا۔ حضورؐ نے ان کے انتقال کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر میرے سو لڑکیاں ہوتیں اور انتقال کرتیں تو اسی طرح ایک دوسری کے بعد سب کا نکاح عثمانؓ سے کرتا۔ حضورؐ کی چوتھی صاحبزادی جنتی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ جو عمر میں اکثر مورخین کے نزدیک سب سے چھوٹی ہیں نبوت کے ایک سال بعد جب کہ حضورؐ کی عمر شریف اکتالیس برس کی تھی پیدا ہوئیں اور بعض نے نبوت سے پانچ سال پہلے پینتیس ۳۵ سال کی عمر میں لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کا نام فاطمہؓ الہام یا وحی سے رکھا گیا فطم کے معنی روکنے کے ہیں یعنی یہ جہنم کی آگ سے محفوظ ہیں۔ ۲ھ محرم یا صفر یا رجب یا رمضان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نکاح ہوا اور نکاح سے سات ماہ اور پندرہ دن بعد رخصتی ہوئی یہ نکاح بھی اللہ جل شانہٗ کے حکم سے ہوا۔ کہتے ہیں کہ نکاح کے وقت آپ کی عمر پندرہ سال پانچ ماہ کی تھی۔ اس سے بھی اکتالیسویں سال میں پیدائش یعنی پہلے قول کی تائید ہوتی ہے اور حضرت علی کی عمر اکیس سال پانچ ماہ یا چوبیس سال ڈیڑھ ماہ کی تھی۔ حضورؐ کو اپنی تمام صاحبزادیوں میں ان سے زیادہ محبت تھی۔ جب حضورؐ سفر کو تشریف لے جاتے تو سب سے اخیر میں ان سے رخصت ہوتے اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے ان کے پاس تشریف لے جاتے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے ابوجہل کی لڑکی سے دوسرے نکاح کا ارادہ فرمایا تو ان کو رنج ہوا حضورؐ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سے شکایت کی حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہؓ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو رنج پہنچایا اس نے مجھے رنج پہنچایا اس لیے حضرت علیؓ نے ان کی زندگی میں کوئی نکاح نہیں کیا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی بھانجی امامہؓ سے نکاح کیا جس کا ذکر حضرت زینبؓ کے بیان میں گذرا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ مہینے بعد حضرت فاطمہؓ بیمار ہوئیں اور ایک روز خادمہ سے فرمایا کہ میں غسل کروں گی۔ پانی رکھ دو۔ غسل فرمایا۔ نئے کپڑے پہنے۔ پھر فرمایا کہ میرا بستر گھر کے بیچ کر دو اس پر تشریف لے گئیں اور قبلہ رُخ لیٹ کر داہنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھا اور فرمایا کہ بس اب میں مرتی ہوں۔ یہ فرما کر وصال فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ انہیں سے چلا اور انشاء اللہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ ان کی چھ اولاد تین لڑکے تین لڑکیاں ہوئیں۔ سب سے اوّل حضرت حسنؓ نکاح سے دوسرے سال میں پیدا ہوئے۔ پھر حضرت حسینؓ تیسرے سال میں یعنی سنہ ۴ھ میں پھر حضرت محسنؓ (یہ س کی تشدید کے ساتھ ہے) پیدا ہوئے جن کا انتقال بچپن ہی میں ہوگیا۔ صاحبزادیوں میں سے حضرت رقیہؓ کا انتقال بچپن ہی میں ہوگیا تھا۔ اسی وجہ سے بعض مورخین نے ان کو لکھا بھی نہیں۔ دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کا پہلا نکاح حضرت عمر امیر المومنینؓ سے ہوا جن سے ایک صاحبزادے زیدؓ اور ایک صاحبزادی رقیہؓ پیدا ہوئیں۔ حضرت عمرؓ کے وصال کے بعد ام کلثومؓ کا نکاح عون بن جعفرؓ سے ہوا۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفرؓ سے ہوا۔ اُن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بچپن ہی میں انتقال کر گئی۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے تیسرے بھائی عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا۔ ان سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور انہیں کے نکاح میں حضرت ام کلثومؓ کا انتقال ہوا اور اسی دن ان کے صاحبزادے زیدؓ کا بھی انتقال ہوا دونوں جنازے ساتھ ہی اٹھے اور کوئی سلسلہ اولاد کا ان سے نہیں چلا۔ یہ تینوں بھائی وہی عبداللہؓ اور عونؓ اور محمدؓ ہیں جن کا قصہ چھٹے باب کے ۱۱ پر گذرا ہے۔ یہ حضرت علیؓ کے بھتیجے اور جعفر طیار کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ کی تیسری صاحبزادی حضرت زینبؓ تھیں جن کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا اور دو صاحبزادے عبداللہؓ اور عونؓ پیدا ہوئے اور ان کے ہی نکاح میں انتقال فرمایا۔ ان کے انتقال کے بعد عبداللہ بن جعفرؓ کا نکاح اُن کی ہمشیرہ حضرت ام کلثومؓ سے ہوا تھا۔ یہ اولاد حضرت فاطمہؓ سے ہے ورنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دوسری بیویوں سے جو بعد میں ہوئیں اور بھی اولاد ہے۔ مورخین نے حضرت علیؓ کی تمام

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اولاد بتیس لکھی ہے جن میں سولہ لڑکے سولہ لڑکیاں اور حضرت امام حسنؓ کے پندرہ لڑکے آٹھ لڑکیاں اور حضرت امام حسینؓ کے چھ لڑکے تین لڑکیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاھم اجمعین وجعلنا بھدیہم متبعین واللہ اعلم وعلمہ اتم ملخص من الخمیس والزرقانی علی المواھب والتلقیح والاصابہ واسد الغابۃ

گیارھواں باب بچّوں کا دینی جذبہ

کم سن اور نوعمر بچوں میں جو دین کا جذبہ تھا وہ حقیقت میں بڑوں کی پرورش کا ثمرہ تھا. اگر ماں باپ اور دوسرے اولیا اولاد کو شفقت میں کھو دینے اور ضائع کر دینے کے بجائے شروع ہی سے ان کی دینی حالت کی خبرگیری اور اس پر تنبیہ رکھیں تو دین کے امور بچوں کے دلوں میں جگہ پکڑیں اور بڑی عمر میں جاکر وہ چیزیں ان کے لیے بمنزلہ عادت کے ہو جائیں۔ لیکن ہم لوگ اس کے برخلاف بچے کی ہر بری بات پر بچہ سمجھ کر چشم پوشی کرتے ہیں بلکہ زیادہ محبت کا جوش ہوتا ہے تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور دین میں جتنی کوتاہی دیکھتے ہیں اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دیتے ہیں کہ بڑے ہو کر سب درست ہو جاوے گا حالانکہ بڑے ہو کر وہی عادات پکتی ہیں جن کا شروع میں بیج بویا جا چکا ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ بیج چنے کا ڈالا جائے اور اس سے گیہوں پیدا ہو۔ یہ مشکل ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ بچے میں اچھی عادتیں پیدا ہوں تو دین کا اہتمام ہو۔ دین پر عمل کرنے والا ہو تو بچپن ہی سے اس کے دین کے اہتمام کا عادی بنائیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بچپن سے ہی اپنی اولاد کی نگہداشت فرماتے تھے اور دینی امور کا اہتمام کراتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے رمضان میں شراب پی رکھی تھی اور روزہ سے نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا ناس ہو ہمارے تو بچے بھی روزہ دار ہیں [1] ف یعنی تو اتنا بڑا ہو کر بھی روزہ نہیں رکھتا اس کے بعد اس کے اسّی کوڑے شراب کی سزا میں مارے اور مدینہ منورہ سے نکل جانے کا حکم فرما کر ملک شام کو چلتا کر دیا۔

ا۔ بچّوں کو روزہ رکھوانا

رُبیّعؓ بنت معوذ جن کا قصہ پہلے باب کے اخیر میں گذرا ہے کہتی ہیں کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ اعلان کرایا کہ آج عاشورہ کا دن ہے سب کے سب روزہ رکھیں. ہم لوگ اس کے بعد سے ہمیشہ

[1] بخاری

Visit : www.Momeen.blogspot.com

روزہ رکھتے رہے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے۔ جب وہ بھوک کی وجہ سے رونے لگتے تو روئی کے گالوں کے کھلونے بنا کر ان کو بہلایا کرتے تھے اور افطار کے وقت تک اسی طرح ان کو کھیل میں لگائے رکھتے تھے۔ لہ ف بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ مائیں دودھ پیتے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ اگرچہ اس وقت قویٰ نہایت قوی تھے اور اب بہت ضعیف وہ لوگ اور وہ بچے اس کے متحمل تھے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جتنے کا اب تحمل ہے وہی کہاں کیا جاتا ہے۔ تحمل کا دیکھنا تو نہایت ضروری ہے مگر اب جس کا تحمل ہو اس میں کوتاہی یقیناً نامناسب ہے۔

۲۔ حضرت عائشہ رض کی احادیث اور آیت کا نزول

حضرت عائشہ رض چھ سال کی عمر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں مکہ مکرمہ میں نکاح ہوا اور نویں سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں رخصتی ہوئی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں حضور ﷺ کا وصال ہوا۔ اٹھارہ سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے جس میں اس قدر دینی مسائل اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور افعال ان سے نقل کیے جاتے ہیں کہ حد نہیں مسروق رح کہتے ہیں کہ بڑے بڑے صحابہ رض کو میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رض سے مسائل دریافت کرتے تھے عطاء رح کہتے ہیں کہ مردوں سے زیادہ مسائل سے واقف اور عالم تھیں۔ ابو موسیٰ رض کہتے ہیں کہ جو مشکل ہمیں در پیش آتی تھی حضرت عائشہ رض کے پاس اس کے متعلق تحقیق ملتی تھی لہ دو ہزار دو سو دس حدیثیں کتب حدیث میں ان کی ملتی ہیں لہ خود فرماتی ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں بچپن میں کھیل رہی تھی اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ قمر کی آیت بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ نازل ہوئی لہ مکہ مکرمہ میں آٹھ برس کی عمر تک حضرت عائشہ رض رہی ہیں۔ اس کم عمری میں اس آیت کے نازل ہونے کی خبر ہونا اور پھر اس کا یاد بھی رکھنا دین کے ساتھ خاص ہی لگاؤ سے ہو سکتا ہے۔ ورنہ آٹھ برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے

۳۔ حضرت عمیر رض کا جہاد کی شرکت کا شوق

حضرت عمیر آبی اللحم کے غلام اور کم عمر بچے تھے۔ جہاد میں شرکت کا شوق اس وقت ہر بڑے چھوٹے کی جان تھا۔ خیبر کی لڑائی میں شرکت کی خواہش کی۔ ان کے سرداروں نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سفارش کی کہ اجازت فرما دی جاوے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اجازت فرما دی اور ایک تلوار مرحمت فرمائی جو گلے میں لٹکالی۔ مگر تلوار بڑی تھی اور قد چھوٹا تھا اسلئے

لہ بخاری لہ اصابہ لہ تلقیح لہ بخاری

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وہ زمین پر گھسٹتی جاتی تھی۔ اسی حال میں خیبر کی لڑائی میں شرکت کی۔ چونکہ بچے بھی تھے اور غلام بھی اس لیے غنیمت کا پورا حصہ تو ملا نہیں البتہ بطور عطا کے کچھ سامان حصہ میں آیا۔ [1] فت آن جیسے حضرات کو یہ بھی معلوم تھا کہ غنیمت میں ہمارا پورا حصہ بھی نہیں اس کے باوجود پھر یہ شوق کہ دوسرے حضرات سے سفارشیں کرائی جاتی تھیں۔ اس کی وجہ دینی جذبہ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسولؐ کے وعدوں پر اطمینان کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔

۴۔ حضرت عمیرؓ کا بدر کی لڑائی میں چھپنا

حضرت عمیرؓ بن ابی وقاص ایک نوعمر صحابی ہیں۔ شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ سعد بن ابی وقاصؓ مشہور صحابی کے بھائی ہیں۔ سعدؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی عمیرؓ کو بدر کی لڑائی کے وقت دیکھا کہ لشکر کی روانگی کی تیاری ہو رہی تھی اور وہ اِدھر اُدھر چھپتے پھر رہے تھے کہ کوئی دیکھے نہیں۔ مجھے یہ بات دیکھ کر تعجب ہوا۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا ہوا چھپتے کیوں پھر رہے ہو کہنے لگے مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ دیکھ لیں اور بچہ سمجھ کر جانے کی ممانعت کر دیں کہ پھر نہ جا سکوں گا اور مجھے تمنا ہے کہ لڑائی میں ضرور شریک ہوں کیا بعید ہے اللہ تعالیٰ مجھے بھی کسی طرح شہادت نصیب فرمائیں۔ آخر جب لشکر پیش ہوا تو جو خطرہ تھا وہ پیش آیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے کم عمر ہونے کی وجہ سے انکار فرما دیا اور جو خطرہ تھا وہ سامنے آ گیا۔ مگر شوق کا غلبہ تھا تحمل نہ کر سکے اور رونے لگے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شوق کا اور رونے کا حال معلوم ہوا تو اجازت عطا فرما دی۔ لڑائی میں شریک ہوئے اور دوسری تمنا بھی پوری ہوئی کہ اسی لڑائی میں شہید ہوئے۔ ان کے بھائی سعدؓ کہتے ہیں کہ ان کے چھوٹے ہونے اور تلوار کے بڑے ہونے کی وجہ سے میں اس کے تسموں میں گرہیں لگاتا تھا تاکہ اونچی ہو جائے۔

۵۔ دو انصاری بچوں کا ابوجہل کو قتل کرنا

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ مشہور اور بڑے صحابہؓ میں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں بدر کی لڑائی میں میدان میں لڑنے والوں کی صف میں کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں جانب انصار کے دو کم عمر لڑکے ہیں۔ مجھے خیال ہوا کہ میں اگر قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرتے۔ میرے دونوں جانب بچے ہیں یہ کیا مدد کر سکیں گے۔ اتنے میں ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا چچا جان تم ابوجہل کو بھی پہچانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں پہچانتا ہوں۔ تمہاری کیا غرض ہے۔ اس نے

[1] ابوداؤد ملحصا و اصابہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہا مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکتا ہے۔ اُس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو اس وقت تک اُس سے جُدا نہ ہوں گا کہ وہ مرجائے یا میں مرجاؤں۔ مجھے اس کے اس سوال اور جواب پر تعجب ہوا۔ اتنے میں دوسرے نے یہی سوال کیا اور جو پہلے نے کہا تھا وہی اس نے بھی کہا۔ اتفاقاً میدان میں ابوجہل دوڑتا ہوا مجھے نظر پڑگیا۔ میں نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارا مطلوب جس کے بارہ میں تم مجھ سے سوال کر رہے تھے وہ جا رہا ہے۔ دونوں یہ سن کر تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے ایک دم بھاگے چلے گئے اور جا کر اُس پر تلوار چلانی شروع کر دی یہاں تک کہ اس کو گرادیا[1] ف یہ دونوں صاحبزادے معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراؓ ہیں۔ معاذ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ میں لوگوں سے سنتا تھا کہ ابوجہل کو کوئی نہیں مار سکتا وہ بڑی حفاظت میں رہتا ہے۔ مجھے اسی وقت سے خیال تھا کہ میں اس کو ماروں گا۔ یہ دونوں صاحبزادے پیدل تھے اور ابوجہل گھوڑے پر سوار تھا۔ صفوں کو درست کر رہا تھا۔ جس وقت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے دیکھا اور یہ دونوں دوڑے تو گھوڑے سوار پر براہِ راست حملہ مشکل تھا۔ اس لیے ایک نے گھوڑے پر حملہ کیا اور دوسرے نے ابوجہل کی ٹانگ پر حملہ کیا۔ جس سے گھوڑا بھی گرا اور ابوجہل بھی گرا اور اٹھ نہ سکا۔ یہ دونوں حضرات اس کو ایسا کر کے چھوڑ آئے تھے کہ اٹھ نہ سکے وہیں پڑا تڑپتا رہے۔ مگر معوذؓ بن عفراء ان کے بھائی نے اور ذرا ٹھنڈا کر دیا کہ مبادا اٹھ کر چلا جائے۔ لیکن بالکل انھوں نے بھی نہ نمٹایا۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعودؓ نے بالکل ہی سر جدا کر دیا۔ معاذؓ بن عمرو کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے اس کی ٹانگ پر حملہ کیا تو اُس کا لڑکا عکرمہ ساتھ تھا۔ اس نے میرے مونڈھے پر حملہ کیا۔ جس سے میرا ہاتھ کٹ گیا اور صرف کھال میں لٹکا ہوا رہ گیا[2] میں نے اس لٹکے ہوئے ہاتھ کو کمر کے پیچھے ڈال لیا اور دن بھر دوسرے ہاتھ سے لڑتا رہا۔ لیکن جب اس کے لڑتے رہنے سے دِقت ہوئی تو میں نے اس کو پاؤں کے نیچے دبا کر زور سے کھینچا۔ وہ کھال بھی ٹوٹ گئی جس سے وہ اٹک رہا تھا اور میں نے اس کو پھینک دیا[3]

۹- حضرت رافعؓ اور حضرت جندبؓ کا مقابلہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب لڑائی کے لیے تشریف لے جاتے تو مدینہ منورہ سے باہر جانے کے بعد لشکر کا معائنہ فرماتے ان کے احوال کو، ان کی ضرورتوں کو دیکھتے اور لشکر کی اصلاح فرماتے۔ کم عمر بچوں کو واپس فرما دیتے۔ یہ حضرات شوق میں نکل پڑتے

[1] بخاری [2] اسدالغابہ [3] خمیس

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

چنانچہ اُحد کی لڑائی کے لیے جب تشریف لے جانا ہوا تو ایک موقع پر جا کر لشکر کا معائنہ فرمایا اور نوعمروں کو لڑکپن کی وجہ سے واپس فرما دیا جن میں حضرات ذیل بھی تھے۔ عبد اللہ بن عمر رض زید رض بن ثابت، اسامہ بن زید رض، زید بن ارقم رض براء بن عازب رض عمرو بن حزم رض اسید بن ظہیر رض، عرابتہ بن اوس رض ابو سعید خدری رض، سمرۃ بن جندب رض، رافع بن خدیج رض کہ ان کی عمریں تقریباً تیرہ چودہ برس کی تھیں۔ جب ان کو واپسی کا حکم ہوا تو حضرت خدیج رض نے سفارش کی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا لڑکا رافع تیر چلانا بہت اچھا جانتا ہے اور خود رافع بھی اجازت کے اشتیاق میں اُبھر اُبھر کر کھڑے ہوتے تھے کہ قد لانبا معلوم ہو۔ حضور نے اجازت عطا فرما دی تو سمرۃ بن جندب رض نے اپنے سوتیلے باپ مرّۃ بن سنان سے کہا کہ حضور نے رافع کو تو اجازت مرحمت فرما دی اور مجھے اجازت نہیں عطا فرمائی۔ حالانکہ میں رافع رض سے قوی ہوں اگر میرا اور اس کا مقابلہ ہو تو میں اس کو پچھاڑوں گا۔ حضور نے دونوں کا مقابلہ کرایا تو سمرۃ رض نے رافع کو واقعی پچھاڑ دیا۔ اس لیے حضور نے سمرۃ رض کو بھی اجازت عطا فرما دی۔ اس کے بعد اور بچوں نے بھی کوشش کی اور بعضوں کو اور بھی اجازت مل گئی۔ اسی سلسلے میں رات ہو گئی حضور نے تمام لشکر کی حفاظت کا انتظام فرمایا اور پچاس آدمیوں کو پورے لشکر کی حفاظت کے واسطے متعین فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ہماری حفاظت کون کرے گا۔ ایک صاحب اٹھے۔ حضور نے فرمایا تمہارا کیا نام ہے۔ انھوں نے کہا ذکوان رض۔ حضور نے فرمایا اچھا بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا ہماری حفاظت کون کریگا ایک صاحب اُٹھے۔ حضور نے نام دریافت کیا۔ عرض کیا ابو سبع (سبع کا باپ) حضور نے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ تیسری مرتبہ پھر ارشاد ہوا کہ ہماری حفاظت کون کرے گا۔ پھر ایک صاحب کھڑے ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نام دریافت کیا۔ انھوں نے عرض کیا ابن عبد القیس رض (عبد قیس کا بیٹا) حضور نے ارشاد فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ارشاد ہوا کہ تینوں آدمی آجاؤ تو ایک صاحب حاضر ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ تمہارے دونوں ساتھی کہاں گئے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ تینوں دفعہ میں ہی اٹھا تھا۔ حضور نے دعا دی اور حفاظت کا حکم فرمایا۔ رات بھر یہ حضور کے خیمہ کی حفاظت فرماتے رہے [۱] ف یہ شوق اور ولولے تھے ان حضرات کے کہ بچہ ہو یا بڑا ہر شخص کچھ ایسا مست تھا کہ جان دینا مستقل مقصود تھا۔ اسی وجہ سے کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔ رافع بن رض خدیج نے بدر کی لڑائی میں بھی اپنے آپ کو پیش کیا تھا مگر اس وقت اجازت نہ مل سکی تھی۔ پھر اُحد میں پیش کیا جس کا قصہ

---

[۱] خمیس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ابھی گذرا اس کے بعد سے ہر لڑائی میں شریک ہوتے رہے۔ اُحد کی لڑائی میں سینے میں ایک تیر لگا جب اس کو کھینچا گیا تو سارا نکل آیا مگر بھال کا حصہ اندر بدن میں رہ گیا جس نے زخم کی صورت اختیار کی اور اخیر زمانہ میں بڑھاپے کے قریب یہی زخم ہرا ہو کر موت کا سبب بنا۔[1]

۷۔ حضرت زیدؓ کا قرآن کی وجہ سے تقدم

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عمر ہجرت کے وقت گیارہ سال کی تھی اور چھ سال کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔ بدر کی لڑائی میں اپنے آپ کو پیش کیا۔ اجازت نہ ملی۔ پھر اُحد کی لڑائی میں نکلے مگر واپس کر دیئے گئے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا بعضوں نے کہا ہے کہ چونکہ سمرہؓ اور رافعؓ دونوں کو اجازت ہو چکی تھی جیسا کہ اس سے پہلے قصہ میں گذرا اس لیے ان کو بھی اجازت ہو گئی تھی۔ اس کے بعد سے ہر لڑائی میں شریک ہوتے رہے۔ تبوک کی لڑائی میں بنو مالک کا جھنڈا حضرت عمارہؓ کے ہاتھ میں تھا۔ حضورؐ نے عمارہؓ سے لے کر حضرت زیدؓ کو دے دیا۔ عمارہؓ کو فکر ہوا کہ شاید مجھ سے کوئی غلطی صادر ہوئی یا کوئی وجہ ناراضی پیش آئی۔ دریافت کیا یا رسول اللہؐ میری کوئی شکایت حضورؐ تک پہنچی ہے۔ ارشاد فرمایا یہ بات نہیں بلکہ زیدؓ قرآن شریف تم سے زیادہ پڑھا ہوا ہے قرآن نے اس کو جھنڈا اٹھانے میں مقدم کر دیا۔[2] ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول تھا کہ فضائل میں دین کے اعتبار سے ترجیح فرماتے تھے۔ یہاں اگرچہ لڑائی کا موقع تھا اور قرآن شریف کے زیادہ پڑھے ہوئے ہونے کو اس میں کوئی دخل نہیں تھا۔ اس کے باوجود حضورؐ نے قرآن پاک کی زیادتی کی وجہ سے جھنڈے کے اٹھانے میں ان کو مقدم فرمایا۔ اکثر چیزوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کا لحاظ فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر کئی آدمیوں کو کسی ضرورت سے ایک قبر میں دفن فرمانے کی نوبت آتی تو جس کا قرآن شریف زیادہ پڑھا ہوا ہوتا تھا اس کو مقدم فرماتے جیسا کہ غزوۂ اُحد میں کیا۔

۸۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کے باپ کا انتقال

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں اُحد کی لڑائی میں پیش کیا گیا۔ تیرہ سال کی میری عمر تھی۔ حضورؐ نے قبول نہیں فرمایا میرے والد نے سفارش بھی کی کہ اس کے قوی اچھے ہیں۔ ہڈیاں بھی موٹی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ میری طرف اوپر کو اٹھاتے تھے۔ پھر نیچے کر لیتے تھے بالآخر کم عمر ہونے کی وجہ سے اجازت نہیں دی۔ میرے والد اس لڑائی میں شریک ہوئے اور شہید ہو گئے کوئی مال وغیرہ کچھ نہ تھا۔ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اسد الغابہ [2] اسد الغابہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کی خدمت میں سوال کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ حضورؐ نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ جو صبر مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صبر عطا فرماتے ہیں اور جو پاک بازی اللہ سے مانگتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس کو پاکباز بنا دیتے ہیں اور جو غنا چاہتا ہے اس کو غنا عطا فرماتے ہیں۔ میں نے یہ مضمون حضورؐ سے سنا پھر کچھ نہ مانگا چپکے ہی واپس آ گیا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے ان کو وہ رتبہ عطا فرمایا کہ نوعمر صحابہؓ میں اس بڑے درجہ کا عالم دوسرا مشکل سے ملے گا۔ لہ ف بچپن کی عمر اور باپ کے صدمے کے علاوہ ضرورت کا وقت لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عام نصیحت کو سن کر چپ چاپ چلے آنا اور اپنی پریشانی کا اظہار تک نہ کرنا۔ کیا آج کل کوئی بڑی عمر والا بھی کر سکتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے رسول کی مصاحبت کے لیے ایسے ہی لوگ چھنٹے تھے جو اس کے اہل تھے۔ اسی لیے حضورؐ کا ارشاد ہے جو خاتمہ میں آتا ہے کہ اللہ سارے آدمیوں میں سے میرے صحابہؓ کو چناہے

۹ حضرت سلمہؓ بن اکوع کی غابہ پر دوڑ

غابہ مدینہ طیبہ سے چار یا پانچ میل پر ایک آبادی تھی۔ وہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اونٹ چرا کرتے تھے۔ کافروں کے ایک مجمع کے ساتھ عبدالرحمٰن فزاری نے ان کو لوٹ لیا۔ جو صاحب چراتے تھے ان کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو لے کر چل دیئے۔ یہ لٹیرے لوگ گھوڑوں پر سوار تھے اور ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔ اتفاقاً حضرت سلمہؓ بن اکوع صبح کے وقت پیدل، تیر کمان لیے ہوئے غابہ کی طرف چلے جا رہے تھے کہ اچانک ان لٹیروں پر نگاہ پڑی بچے تھے دوڑتے بہت تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کی دوڑ ضرب المثل اور مشہور تھی۔ یہ اپنی دوڑ میں گھوڑے کو پکڑ لیتے تھے اور گھوڑا ان کو نہیں پکڑ سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تیراندازی میں بھی مشہور تھے۔ حضرت سلمہؓ بن اکوع نے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے ایک پہاڑی پر چڑھ کر لوٹ کا اعلان کیا اور خود تیر کمان ساتھ تھی ہی ان لٹیروں کے پیچھے دوڑ لیے حتیٰ کہ ان کے پاس تک پہنچ گئے اور تیر مارنے شروع کیے اور اس پھرتی سے دم دم تیر برسائے کہ وہ لوگ بڑا مجمع سمجھے اور چونکہ خود تنہا تھے اور پیدل بھی تھے۔ اس لیے جب کوئی گھوڑا لوٹا کر پیچھا کرتا تو کسی درخت کی آڑ میں چھپ جاتے اور آڑ میں سے اس کے گھوڑے کے تیر مارتے جس سے وہ زخمی ہوتا اور وہ اس خیال سے واپس جاتا کہ گھوڑا اگر گیا تو میں پکڑا جاؤں گا۔ حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں غرض وہ بھاگتے رہے اور میں پیچھا کرتا رہا حتیٰ کہ جتنے اونٹ انھوں نے حضورؐ کے لوٹے تھے وہ میرے پیچھے ہو گئے اور اس کے علاوہ تیس ۳۰ برچھے اور تیس چادریں وہ اپنی چھوڑ گئے۔ اتنے میں عیینہ بن حصن کی ایک جماعت مدد کے

لہ اصابہ استیعاب

www.Momeen.blogspot.com

طور پر ان کے پاس پہنچ گئے اور اُن لٹیروں کو قوت حاصل ہوگئی۔ یہ بھی ان کو معلوم ہوگیا کہ میں اکیلا ہوں۔ انھوں نے کئی آدمیوں نے مل کر میرا پیچھا کیا۔ میں ایک پہاڑ پر چڑھ گیا وہ بھی چڑھ گئے جب میرے قریب ہوگئے تو میں نے زور سے کہا کہ ذرا ٹھیرو پہلے میری ایک بات سنو۔ تم مجھے جانتے بھی ہو کہ میں کون ہوں۔ انھوں نے کہا کہ بتا کون ہے۔ میں نے کہا کہ میں ابن الاکوع ہوں اُس ذات پاک کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دی۔ تم میں سے اگر کوئی مجھے پکڑنا چاہے تو نہیں پکڑ سکتا اور تم میں سے جس کو میں پکڑنا چاہوں وہ مجھ سے ہرگز نہیں چھوٹ سکتا۔ ان کے متعلق چونکہ عام طور سے یہ شہرت تھی کہ بہت زیادہ دوڑتے ہیں۔ حتیٰ کہ عربی گھوڑا بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے یہ دعویٰ کچھ عجیب نہیں تھا۔ سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں اسی طرح ان سے بات چیت کرتا رہا اور میرا مقصود یہ تھا کہ ان لوگوں کے پاس تو مدد پہونچ گئی ہے مسلمانوں کی طرف سے میری مدد بھی آجائے کہ میں بھی مدینہ میں اعلان کرکے آیا تھا۔ غرض ان سے اسی طرح میں بات کرتا رہا اور درختوں کے درمیان سے مدینہ منورہ کی طرف غور سے دیکھتا تھا کہ مجھے ایک جماعت گھوڑے سواروں کی دوڑ کر آتی ہوئی نظر آئی۔ ان میں سے سب سے آگے اخرم اسدیؓ تھے۔

انھوں نے آتے ہی عبدالرحمٰن فزاری پر حملہ کیا اور عبدالرحمٰن بھی ان پر متوجہ ہوا۔ انھوں نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے پر حملہ کیا اور پاؤں کاٹ دیئے جس سے وہ گھوڑا گرا اور عبدالرحمٰن نے گرتے ہوئے ان پر حملہ کردیا جس سے وہ شہید ہوگئے اور عبدالرحمٰن فوراً ان کے گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ ان کے پیچھے ابو قتادہؓ تھے فوراً انھوں نے حملہ شروع کردیا۔ عبدالرحمٰن نے ابو قتادہؓ کے گھوڑے کے پاؤں پر حملہ کیا جس سے وہ گرے اور گرتے ہوئے انھوں نے عبدالرحمٰن پر حملہ کیا جس سے وہ قتل ہوگیا اور ابو قتادہ فوراً اس گھوڑے پر جو اخرم اسدی کا تھا اور اب اس پر عبدالرحمٰن سوار ہو رہا تھا سوار ہوگئے[۱]۔ ف بعض تواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت سلمہؓ نے اخرمؓ اسدی کو حملہ سے روکا بھی تھا کہ ذرا ٹھہر جاؤ اپنا مجمع اور آلنے دو مگر انھوں نے فرمایا کہ مجھے شہید ہونے دو۔ کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں صرف یہی شہید ہوئے اور کفار کے بہت سے آدمی اس لڑائی میں مارے گئے۔ اس کے بعد بڑا مجمع مسلمانوں کا پہنچ گیا اور وہ لوگ بھاگ گئے تو حضرت سلمہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے ساتھ سَو آدمی کردیں میں ان کا پیچھا کروں مگر حضورؐ نے فرمایا کہ وہ اپنی جماعتوں میں پہنچ گئے۔ اکثر تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمہؓ کی عمر اس وقت بارہ یا تیرہ برس کی تھی۔ بارہ تیرہ برس کا لڑکا گھوڑے سواروں کی ایک بڑی جماعت کو

[۱] ابوداؤد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس طرح بھگا دے کہ ہوش وحواس گم ہو جائیں جو لوٹا تھا وہ بھی چھوڑ دیں اور اپنا بھی سامان چھوڑ جائیں یہ اسی اخلاص کی برکت تھی جو اللہ جل شانہٗ اس جماعت کو نصیب فرمایا تھا۔

۱۰۔ بدر کا مقابلہ اور حضرت براءؓ کا شوق

بدر کی لڑائی سب سے افضل اور سب سے زیادہ مہتم بالشان لڑائی ہے اس لیے کہ اس میں مقابلہ نہایت سخت تھا۔ مسلمانوں کی جماعت نہایت قلیل کل تین سو تیرہ آدمی تھے جن کے پاس صرف تین گھوڑے، چھ یا ۹ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں اور ستر اونٹ تھے۔ ایک اونٹ پر کئی کئی آدمی باری باری سوار ہوتے تھے اور کفار کی جماعت ایک ہزار کے قریب تھی جن میں سو گھوڑے اور سات سو اونٹ اور لڑائی کا کافی سامان تھا۔ اسی وجہ سے وہ لوگ نہایت اطمینان کے ساتھ باجوں اور گانے والی عورتوں کے ساتھ میدان میں آئے۔ ادھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت متفکر کہ مسلمان نہایت کمزوری کی حالت میں تھے۔ جب حضورؐ نے دونوں جماعتوں کا اندازہ فرمایا تو دعا مانگی یا اللہ یہ مسلمان ننگے پاؤں ہیں۔ تو ہی ان کو سواری دینے والا ہے۔ یہ ننگے بدن ہیں تو ہی ان کو کپڑا پہنانے والا ہے۔ یہ بھوکے ہیں تو ہی ان کا پیٹ بھرنے والا ہے۔ یہ فقیر ہیں تو ان کو غنی کرنے والا ہے۔ چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی۔ ان سب باتوں کے باوجود حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت براء بن عازبؓ دونوں حضرات لڑائی میں شرکت کے شوق میں گھر سے چل دیئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ ہونے کی وجہ سے راستہ میں سے لوٹا دیا[1] یہ دونوں حضرات اُحد کی لڑائی میں سے بھی واپس کیے گئے تھے جیسا کہ پہلے قصہ میں گذر چکا ہے۔ اُحد کی لڑائی بدر کی لڑائی سے ایک سال بعد ہوئی۔ جب اس میں بھی یہ بچوں میں شمار کیے گئے تو بدر میں بطریق اولیٰ بچے تھے۔ مگر ان حضرات کا شوق تھا کہ بچپن ہی سے یہ ولولہ اور شوق دل میں جوش مارتا تھا اور ہر لڑائی میں شریک ہونے اور اجازت ملنے کی کوشش کرتے تھے۔

۱۱۔ حضرت عبداللہؓ بن عبداللہ بن اُبَیّ کا اپنے باپ سے معاملہ

۵ھ میں بنو المصطلق کی مشہور جنگ ہوئی۔ اس میں ایک مہاجری اور ایک انصاری کی باہم لڑائی ہو گئی۔ معمولی بات تھی مگر بڑھ گئی۔ ہر ایک نے اپنی اپنی قوم سے دوسرے کے خلاف مدد چاہی اور دونوں طرف جماعتیں پیدا ہو گئیں اور قریب تھا کہ آپس میں لڑائی کا معرکہ گرم ہو جائے کہ درمیان میں بعض لوگوں نے پڑ کر صلح کرا دی۔ عبداللہ بن ابی منافقوں کا

[1] خمیس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سردار اور نہایت مشہور منافق اور مسلمانوں کا سخت مخالف تھا مگر چونکہ اسلام ظاہر کرتا تھا اس لیے اس کے ساتھ خلاف کا برتاؤ نہ کیا جاتا تھا اور یہی اس وقت منافقوں کے ساتھ عام برتاؤ تھا اس کو جب اس قصے کی خبر ہوئی تو اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ لفظ کہے اور اپنے دوستوں سے خطاب کر کے کہا کہ یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہی کیا ہوا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو اپنے شہروں میں ٹھکانا دیا۔ اپنے مالوں کو ان کے درمیان آدھوں آدھ بانٹ لیا۔ اگر تم ان لوگوں کی مدد کرنا چھوڑ دو تو اب بھی سب چلے جاویں اور یہ بھی کہا کہ خدا کی قسم ہم لوگ اگر مدینہ پہنچ گئے تو ہم عزت والے مل کر ان ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقمؓ نو عمر بچے تھے۔ وہاں موجود تھے۔ یہ سن کر تاب نہ لا سکے۔ کہنے لگے کہ خدا کی قسم تو ذلیل ہے تو اپنی قوم میں بھی ترچھی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے تیرا کوئی حمایتی نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں۔ رحمٰن کی طرف سے بھی عزت دیئے گئے ہیں اور اپنی قوم میں بھی عزت والے ہیں عبداللہ بن ابی نے کہا کہ اچھا چپکا رہ، میں تو ویسے ہی مذاق میں کہہ رہا تھا۔ مگر حضرت زیدؓ نے جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے درخواست بھی کی کہ اس کافر کی گردن اڑا دی جائے مگر حضورؐ نے اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ عبداللہ بن ابی کو جب اس کی خبر ہوئی کہ حضورؐ تک یہ قصہ پہنچ گیا ہے تو حاضر خدمت ہو کر جھوٹی قسمیں کھانے لگا کہ میں نے کوئی لفظ ایسا نہیں کہا۔ زیدؓ نے جھوٹ نقل کر دیا۔ انصار کے بھی کچھ لوگ حاضر خدمت تھے انھوں نے بھی سفارش کی یا رسول اللہؐ عبداللہ قوم کا سردار ہے۔ بڑا آدمی شمار ہوتا ہے ایک بچہ کی بات اس کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں۔ ممکن ہے کہ سننے میں کچھ غلطی ہوئی ہو، یا سمجھنے میں۔ حضورؐ نے اس کا عذر قبول فرما لیا۔ حضرت زیدؓ کو جب اس کی خبر ہوئی کہ اس نے جھوٹی قسموں سے اپنے کو سچا ثابت کر دیا اور زیدؓ کو جھٹلا دیا تو شرم کی وجہ سے باہر نکلنا چھوڑ دیا حضورؐ کی مجلس میں بھی ندامت کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے۔ بالآخر سورۂ منافقون نازل ہوئی جس سے حضرت زیدؓ کی سچائی اور عبداللہ بن ابی کی جھوٹی قسموں کا حال ظاہر ہوا۔ حضرت زیدؓ کی وقعت موافق مخالف سب کی نظروں میں بڑھ گئی اور عبداللہ بن ابی کا قصہ بھی سب پر ظاہر ہو گیا۔ جب مدینہ منورہ قریب آیا تو عبداللہ بن ابی کے بیٹے جن کا نام بھی عبداللہؓ تھا۔ اور بڑے پکے مسلمانوں میں تھے۔ مدینہ منورہ سے باہر تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور باپ سے کہنے لگے کہ اس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہونے دونگا جب تک اس کا اقرار نہ کرے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہ تو ذلیل ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزیز ہیں۔ اس کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ صاحبزادہ ہمیشہ سے باپ کے ساتھ بہت احترام اور نیکی کا برتاؤ کرنے والے تھے مگر حضورؐ کے مقابلہ میں تحمل نہ کر سکے۔ آخر اُس نے مجبور ہو کر اس کا اقرار کیا کہ واللہ میں ذلیل ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزیز ہیں۔ اس کے بعد مدینہ داخل ہو سکا۔[1]

۱۲۔ حضرت جابرؓ کی حمراء الاسد میں شرکت

اُحد کی لڑائی سے فراغت پر مسلمان مدینہ طیبہ پہنچے۔ سفر اور لڑائی کی تکان خوب تھی۔ مگر مدینہ منورہ پہنچتے ہی یہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان نے لڑائی سے واپسی پر حمراء الاسد (ایک جگہ کا نام ہے) پہنچ کر ساتھیوں سے مشورہ کیا اور یہ رائے قائم کی کہ اُحد کی لڑائی میں مسلمانوں کو شکست ہوئی ہے ایسے موقع کو غنیمت سمجھنا چاہیئے تھا کہ نہ معلوم پھر ایسا وقت آسکے یا نہ آسکے۔ اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کر کے لوٹنا چاہیئے تھا اس ارادہ سے اس نے واپسی کا مشورہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کر دیا کہ جو لوگ اُحد میں ساتھ تھے وہی صرف ساتھ ہوں اور دوبارہ حملہ کے لیے چلنا چاہیئے۔ اگرچہ مسلمان اس وقت تھکے ہوئے تھے مگر اس کے باوجود سب کے سب تیار ہو گئے۔ چونکہ حضورؐ نے اعلان فرما دیا تھا کہ صرف وہی لوگ ساتھ چلیں جو اُحد میں ساتھ تھے۔ اس لیے حضرت جابرؓ نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ میری تمنا اُحد میں بھی شرکت کی تھی مگر والد نے یہ کہہ کر اجازت نہ دی کہ میری سات بہنیں ہیں۔ کوئی مرد اور ہے نہیں انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم دونوں میں سے ایک کا رہنا ضروری ہے اور وہ خود جانے کا ارادہ فرما چکے تھے اس لیے مجھے اجازت نہ دی تھی اُحد کی لڑائی میں ان کی شہادت ہو گئی۔ اب حضورؐ مجھے اجازت مرحمت فرما دیں کہ میں بھی ہمرکاب چلوں۔ حضورؐ نے اجازت عطا فرما دی۔ ان کے علاوہ کوئی اور ایسا شخص نہیں گیا جو اُحد میں شریک نہ ہو۔[2] ف حضرت جابرؓ کا اس شوق و تمنا سے اجازت اجازت مانگنا کس قدر قابل رشک ہے کہ والد کا ابھی انتقال ہوا ہے۔ قرضہ بھی باپ کے ذمہ بہت سا ہے وہ بھی یہود کا۔ جو سختی کا برتاؤ کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ خاص طور سے سختی کا معاملہ کر رہے تھے اس سب کے علاوہ بہنوں کے گذارہ کا فکر کہ سات بہنیں بھی باپ نے چھوڑی ہیں جن کی وجہ سے ان کو اُحد کی لڑائی میں شرکت کی باپ نے اجازت بھی نہ دی تھی لیکن جہاد کا شوق ان سب پر غالب ہے۔

---

[1] خمیس [2] خمیس

۱۳۔ حضرت ابن زبیرؓ کی بہادری روم کی لڑائی میں

حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں ۲۶ھ میں مصر کے پہلے حاکم حضرت عمرو بن عاصؓ کی بجائے جب عبداللہ بن ابی سرحؓ حاکم بنائے گئے تو وہ روم کی لڑائی کے واسطے بیس ہزار کے مجمع کے ساتھ نکلے۔ رومیوں کا لشکر دو لاکھ کے قریب تھا۔ بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ رومیوں کے امیر جرجیر نے اعلان کیا کہ جو شخص عبداللہ بن ابی سرح کو قتل کردے گا اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کروں گا اور ایک لاکھ دینار انعام بھی دوں گا۔ اس اعلان سے بعض مسلمانوں کو فکر ہوا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو معلوم ہوا انھوں نے کہا یہ فکر کی بات نہیں ہماری طرف سے بھی اعلان کیا جائے کہ جو جرجیر کو قتل کرے گا اس کی بیٹی سے اس کا نکاح کیا جائے گا اور ایک لاکھ دینار انعام اور مزید یہ کہ اسی کو ان شہروں کا امیر بھی بنا دیا جائے گا۔ الغرض دیر تک مقابلہ ہوتا رہا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے دیکھا کہ جرجیر سارے لشکر کے پیچھے ہے اور لشکر اس سے آگے بڑھا ہوا ہے۔ دو باندیاں مور کے پروں سے اس پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے غفلت کی حالت میں لشکر سے ہٹ کر اس پر تنہا جا کر حملہ کیا۔ وہ یہ سمجھتا رہا کہ یہ تنہا اس طرح بڑھے آرہے ہیں۔ کوئی پیغام صلح لے کر آئے ہیں۔ مگر انہوں نے سیدھے پہنچ کر اس پر حملہ کر دیا اور تلوار سے سر کاٹ کر برچھے پر اٹھا کر لے آئے اور سب دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ ف حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نو عمر ہی تھے۔ ہجرت کے بعد سب سے پہلی پیدائش مہاجرین میں ان کی ہی ہے۔ مسلمانوں کو ان کی پیدائش سے بہت خوشی ہوئی تھی اس لیے کہ ایک سال تک کسی مہاجری کے کوئی لڑکا نہیں ہوا تھا تو یہود نے یہ کہہ دیا تھا کہ ہم نے ان مہاجرین پر جادو کر رکھا ہے ان کے لڑکا نہیں ہو سکتا۔ حضورؐ کا معمول بچوں کا بیعت فرمانے کا نہیں تھا۔ لیکن حضرت ابن زبیرؓ کو سات برس کی عمر میں بیعت فرما لیا تھا۔ اس لڑائی کے وقت ان کی عمر چوبیس پچیس سال کی تھی۔ اس عمر میں دو لاکھ کے مجمع کو پھلانگ کر اس طرح سے بادشاہ کا سر کاٹ لانا معمولی چیز نہیں

۱۴۔ حضرت عمروؓ بن سلمہ کا کفر کی حالت میں قرآن پاک یاد کرنا

عمرو بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ طیبہ کے راستے میں ایک جگہ رہا کرتے تھے وہاں کے آنے جانے والے ہمارے پاس سے گذرتے تھے جو لوگ مدینہ منورہ سے واپس آتے ہم ان سے حالات پوچھا کرتے کہ لوگوں کا کیا حال چال ہے۔ جو صاحب نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی کیا خبر ہے۔ وہ لوگ حالات بیان کرتے کہ وہ کہتے ہیں مجھ پر وحی آتی ہے۔ یہ آیتیں نازل

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہوئیں۔ میں کم عمر بچہ تھا۔ وہ جو بیان کرتے ہیں اس کو یاد کر لیا کرتا۔ اسی طرح مسلمان ہونے سے پہلے ہی مجھے بہت سا قرآن شریف یاد ہو گیا تھا۔ عرب کے سب لوگ مسلمان ہونے کے لیے مکہ والوں کا انتظار کر رہے تھے۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو ہر جماعت اسلام میں داخل ہونے کے لیے حاضرِ خدمت ہوئی۔ میرے باپ بھی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ ساری قوم کی طرف سے قاصد بن کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شریعت کے احکام بتائے اور نماز سکھائی۔ جماعت کا طریقہ بتایا اور ارشاد فرمایا کہ جس کو تم میں سب سے زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کے لیے افضل ہے۔ میں چونکہ آنے والوں سے آیتیں سن کر ہمیشہ یاد کر لیا کرتا تھا اس لیے سب سے زیادہ حافظِ قرآن میں ہی تھا۔ سب نے تلاش کیا تو مجھ سے زیادہ حافظِ قرآن کوئی بھی قوم میں نہ نکلا تو مجھ ہی کو انھوں نے امام بنایا۔ میری عمر اس وقت چھ سات برس کی تھی جب کوئی مجمع ہوتا یا جنازہ کی نماز کی نوبت آتی تو مجھ ہی امام بنایا جاتا۔[1] ف یہ دین کی طرف طبعی میلان اور رجحان کا اثر تھا کہ اس عمر میں بغیر مسلمان ہوئے قرآن شریف کا حصہ بہت سا یاد کر لیا رہا بچہ کی امامت کا قصہ، یہ مسئلہ کی بحث ہے جن کے نزدیک جائز ہے اُن کے نزدیک تو اشکال نہیں اور جن کے نزدیک جائز نہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ان ہی لوگوں کو ارشاد فرمایا تھا کہ تم میں جس کو قرآن زیادہ یاد ہو۔ بچے اس سے مراد نہیں تھے۔

۱۵۔ حضرت ابن عباسؓ کا اپنے غلام کے پاؤں میں بیڑی ڈالنا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے غلام حضرت عکرمہؒ مشہور علماء میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرے آقا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے قرآن اور حدیث اور شریعت کے احکام پڑھانے کے لیے میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دی تھی کہ کہیں آؤں جاؤں نہیں۔ وہ مجھے قرآن شریف پڑھاتے اور حدیث شریف پڑھاتے۔[2] ف حقیقت میں پڑھنا اسی صورت سے ہو سکتا ہے۔ جو لوگ پڑھنے کے زمانے میں سیر و سفر اور بازار کی تفریح کے شوق میں رہتے ہیں وہ بے کار اپنی عمر ضائع کرتے ہیں اسی چیز کا اثر تھا کہ پھر عکرمہؒ غلام حضرت عکرمہؒ بن گئے کہ بحر الامۃ اور حبر الامۃ کے القاب سے یاد کیے جانے لگے۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ تمام تابعین میں زیادہ عالم چار ہیں جن میں سے ایک عکرمہؒ ہیں۔

۱۶۔ حضرت ابن عباسؓ کا بچپن میں حفظِ قرآن

خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے تفسیر پوچھو میں نے بچپن میں قرآن شریف

---

[1] بخاری ابوداؤد [2] بخاری ابن سعد

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حفظ کیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے دس برس کی عمر میں اخیر کی منزل پڑھ لی تھی[1]

ف اس زمانہ کا پڑھنا ایسا نہیں تھا جیسا کہ اس زمانہ میں ہم لوگ غیر زبان والوں کا بلکہ جو کچھ پڑھتے تھے وہ مع تفسیر کے پڑھتے تھے۔ اسی واسطے حضرت ابن عباسؓ تفسیر کے بہت بڑے امام ہیں کہ بچپن کا یاد کیا ہوا بہت محفوظ ہوتا ہے۔ چنانچہ تفسیر کی حدیثیں جتنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل ہیں بہت کم دوسرے حضرات سے اتنی نقل ہوں گی۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ قرآن کے بہترین مفسر ابن عباسؓ ہیں۔ ابو عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہم کو قرآن شریف پڑھاتے تھے وہ کہتے تھے کہ صحابہؓ حضورؐ سے دس آیتیں قرآن کی سیکھتے تھے۔ اس کے بعد دوسری دس آیتیں اس وقت تک نہیں سیکھتے تھے جب تک پہلی دس آیتوں کے موافق علم اور عمل نہیں ہو جاتا تھا[2] تیرہ سال کی عمر تھی جس وقت کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کا وصال ہوا اس عمر میں جو درجہ تفسیر وحدیث میں حاصل کیا وہ کھلی کرامت اور قابل رشک ہے کہ امام تفسیر ہیں اور بڑے بڑے صحابہؓ تفسیر ان سے دریافت کرتے ہیں اگرچہ یہ حضورؐ ہی کی دعا کا ثمرہ تھا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم استنجے تشریف لے گئے۔ باہر تشریف لائے تو لوٹا بھرا ہوا رکھا تھا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا یہ کس نے رکھا ہے۔ عرض کیا گیا کہ ابن عباسؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ خدمت پسند آئی اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ دین کا فہم اور کتاب اللہ کی سمجھ عطا فرمائیں۔ اس کے بعد ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نوافل پڑھ رہے تھے یہ بھی نیت باندھ کر پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضورؐ نے ہاتھ سے کھینچ کر برابر کھڑا کر لیا کہ ایک مقتدی اگر ہو تو اس کو برابر کھڑا ہونا چاہیے۔ اس کے بعد حضورؐ تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ یہ ذرا سا پیچھے کو ہٹ گئے۔ حضورؐ نے نماز کے بعد دریافت کیا۔ عرض کیا کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ آپؐ کے برابر کس طرح کھڑا ہو سکتا ہوں۔ حضورؐ نے علم و فہم کے زیادہ ہونے کی دعا دی[3]

۱۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا حفظِ حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اُن عابد اور زاہد صحابہؓ میں تھے کہ روزانہ ایک کلام مجید ختم کرتے اور رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے اور دن کو ہمیشہ روزہ دار رہتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کثیر محنت پر تنبیہ بھی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ایسی صورت میں بدن ضعیف ہو جائے گا۔ آنکھیں رات بھر جاگنے سے پتھرا جائیں گی۔ بدن کا بھی حق ہے اہل و عیال کا بھی حق ہے آنے جانے والوں کا بھی حق ہے۔ کہتے ہیں میرا معمول تھا کہ روزانہ ایک

[1] بخاری فتح [2] منتخب کنز [3] اصابہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ختم کرتا تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مہینے میں ایک قرآن پڑھا کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے اپنی قوت اور جوانی سے منتفع ہونے کی اجازت فرما دیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا اچھا بیس روز میں ایک ختم کر لیا کرو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بہت کم ہے۔ مجھے اپنی جوانی اور قوت سے متمتع ہونے کی اجازت دیجئے۔ غرض اسی طرح عرض کرتا رہا۔ اخیر میں تین دن میں ایک ختم کی اجازت ہوئی۔ ان کا معمول تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو تحریر کیا کرتے تھے تاکہ یاد رہیں چنانچہ ان کے پاس ایک مجموعہ حضورؐ کی احادیث کا لکھا ہوا تھا جس کا نام انھوں نے صادقہ رکھا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضورؐ سے جو سنتا اس کو لکھ لیا کرتا تاکہ یاد رہے۔ مجھے لوگوں نے منع کیا کہ حضورؐ بہر حال آدمی ہیں۔ کبھی غصہ اور ناراضی میں کسی کو کچھ فرماتے ہیں۔ کبھی خوشی اور مزاح میں کچھ ارشاد ہوتا ہے۔ ہر بات نہ لکھا کرو میں نے چھوڑ دیا۔ ایک مرتبہ حضور سے میں نے اس کا ذکر کیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ لکھا کرو۔ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس منہ سے غصہ میں یا خوشی میں حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی۔[1] ف حضرت عبداللہ بن عمروؓ باوجود اس قدر زاہد عابد ہونے کے کثرتِ عبادت میں ممتاز شمار کیے جاتے ہیں۔ پھر بھی ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ صحابہؓ میں مجھ سے زیادہ روایت کرنے والا کوئی نہیں بجز عبداللہ بن عمروؓ کے کہ وہ لکھتے تھے میں لکھتا نہیں تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی روایات ابوہریرہؓ سے بھی بہت زیادہ ہیں۔ اگرچہ ہمارے زمانے میں ابوہریرہؓ کی روایات ان سے کہیں زیادہ ملتی ہیں جس کی بہت سی وجوہ ہیں۔ لیکن اس زمانے میں اتنی عبادت پر بھی کثرت سے ان کی احادیث موجود تھیں۔

۱۸۔ حضرت زید بن ثابتؓ کا حفظ قرآن

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان جلیل القدر صحابہؓ میں ہیں جو اپنے زمانہ میں بڑے عالم اور بڑے مفتی شمار ہوتے تھے۔ بالخصوص فرائض کے ماہر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ میں فتویٰ قضاء فرائض قرأت میں ان کا شمار چوٹی کے لوگوں میں تھا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت کم عمر بچے تھے۔ گیارہ برس کی عمر تھی اسی وجہ سے باوجود خواہش کے ابتدائی لڑائیوں یعنی بدر وغیرہ میں شرکت کی اجازت نہیں ہوئی۔ ہجرت سے پانچ برس پہلے چھ سال کی عمر میں یتیم بھی ہو گئے تھے۔ حضورؐ جب ہجرت کے بعد مدینہ منورہ پہنچے تو جیسے اور لوگ حاضر خدمت ہو رہے تھے اور حصول برکت کے واسطے بچوں کو بھی ساتھ لا رہے تھے۔ زیدؓ بھی خدمت میں حاضر کئے گئے۔ زیدؓ کہتے ہیں کہ

[1] مسند احمد۔ ابن سعد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں حضورؐ کی خدمت میں جب پیش کیا گیا تو عرض کیا گیا کہ یہ قبیلہ نجّار کا ایک لڑکا ہے۔ آپؐ کی تشریف آوری سے قبل ہی اس نے سترہ سورتیں قرآن پاک کی حفظ کرلیں۔ حضورؐ نے امتحان کے طور پر مجھے پڑھنے کو ارشاد فرمایا میں نے سورۂ قٓ حضور کو سنائی۔ حضورؐ کو میرا پڑھنا پسند آیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کو جو خطوط یہود کے پاس بھیجنا ہوتے تھے وہ یہود ہی لکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہود کی جو خط وکتابت ہوتی ہے اس پر مجھ کو اطمینان نہیں کہ گڑبڑ نہ کردیتے ہوں۔ تو یہود کی زبان سیکھ لے۔ زیدؓ کہتے ہیں کہ میں پندرہ دن میں ان کی زبان عبرانی میں کامل ہوگیا تھا۔ اس کے بعد سے جو تحریر ان کو جاتی وہ میں ہی لکھتا اور تحریر یہود کے پاس سے آتی وہ میں ہی پڑھتا۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بعض لوگوں کو سریانی زبان میں خطوط لکھنا پڑتے ہیں۔ اس لیے مجھ کو سریانی زبان سیکھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ میں نے سترہ دن میں سریانی زبان سیکھ لی تھی۔[1]

۱۹ حضرت امام حسنؓ کا بچپن میں علمی مشغلہ

سید السادات حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش جمہور کے قول کے موافق رمضان ۳ھ میں ہے۔ اس اعتبار سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے وقت ان کی عمر سات برس اور کچھ مہینوں کی ہوئی۔ سات برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے جس میں کوئی علمی کمال حاصل کیا جاسکتا ہو لیکن اس کے باوجود حدیث کی کئی روایتیں ان سے نقل کی جاتی ہیں۔ ابوالحوراءؒ ایک شخص ہیں انھوں نے حضرت حسنؓ سے پوچھا کہ تمہیں حضورؐ کی کوئی بات یاد ہے۔ انھوں نے فرمایا ہاں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جارہا تھا۔ راستہ میں صدقہ کی کھجوروں کا ایک ڈھیر لگ رہا تھا۔ میں نے اس میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے کخ کخ (ہا ہا) فرمایا اور میرے منہ سے نکال دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے اور میں نے پانچوں نمازیں حضورؐ سے سیکھی ہیں۔[2] حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ مجھے وتر میں پڑھنے کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ دعا بتائی تھی اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔ ترجمہ: اے اللہ تو مجھے ہدایت فرما منجملہ اُن کے جن کو تو نے ہدایت فرمائی اور مجھے عافیت عطا فرما ان لوگوں کے ذیل میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور تو میرے کاموں کا متولی بن جا جہاں اور بہت سے لوگوں کا متولی ہے اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا

[1] فتح اصابہ [2] مسند احمد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس میں برکت عطا فرما اور جو کچھ تونے مقدر فرمایا ہے اس کی برائی سے مجھے بچا کہ تو جو چاہے طے فرما سکتا ہے۔ تیرے خلاف کوئی شخص کچھ بھی فیصلہ نہیں کرسکتا اور جس کا تو والی ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوسکتا۔ تیری ذات بابرکت ہے اور سب سے بلند ہے۔ امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سُنا کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک اسی جگہ بیٹھا رہے وہ جہنّم کی آگ سے نجات پائے گا۔ حضرت حسنؓ نے کئی حج پیدل کیے اور ارشاد فرماتے تھے کہ مجھے اس سے شرم آتی ہے کہ مرنے کے بعد اللہ سے ملوں اور اس کے گھر پاؤں چل کر نہ گیا ہوں۔ نہایت حلیم مزاج تھے اور پرہیزگار۔ مسند احمد میں متعدد روایات ان سے نقل کی گئی ہیں۔ اور صاحب تلقیح نے ان صحابہؓ میں ان کو ذکر کیا ہے جن سے تیرہ حدیثیں روایت کی جاتی ہیں سات برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے اس وقت کی اتنی احادیث کا یاد رکھنا اور نقل کرنا حافظہ کا کمال ہے اور شوق کی انتہا افسوس ہے کہ ہم لوگ اپنے بچوں کو سات برس تک دین کی معمولی سی باتیں بھی نہیں بتاتے۔

۷۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا علمی مشغلہ

سید السادات حضرت حسینؓ اپنے بھائی حضرت حسنؓ سے بھی ایک سال چھوٹے تھے اس لیے ان کی عمر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے وقت اور بھی کم تھی۔ یعنی چھ برس اور چند مہینے کی تھی۔ چھ برس کا بچہ کیا دین کی باتوں کو محفوظ کرسکتا ہے۔ لیکن امام حسینؓ کی روایتیں حدیث کی کتابوں میں نقل کی جاتی ہیں اور محدثین نے اس جماعت میں ان کا شمار کیا ہے جن سے آٹھ حدیثیں منقول ہیں۔ امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم سے سنا کہ کوئی مسلمان مرد ہو یا عورت اس کو کوئی مصیبت پہنچی ہو تو پھر وہ عرصہ کے بعد یاد آئے اور یاد آنے پر پھر وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے تو اس کو اس وقت بھی اتنا ہی ثواب پہنچے گا جتنا کہ مصیبت کے وقت پہنچا تھا۔ یہ بھی حضورؐ کا ارشاد ہے کہ میری امت جب دریا پر سوار ہو اور سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پڑھے تو یہ ڈوبنے سے امن کا ذریعہ ہے۔ حضرت حسینؓ نے پچیس۲۵ حج پیدل کیے ہیں۔ نماز اور روزہ کی بھی بہت کثرت فرماتے تھے اور صدقہ اور دین کے ہر کام میں کثرت کا اہتمام تھا۔ ربیعہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسینؓ سے پوچھا کہ حضورؐ کی کوئی بات آپ کو یاد ہے۔ انھوں نے فرمایا ہاں میں ایک کھڑکی پر چڑھا جس میں کھجوریں رکھی تھیں اس میں سے ایک کھجور میں نے منہ میں رکھ لی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کو پھینک دو ہم کو صدقہ جائز نہیں حضرت حسینؓ سے حضورؐ کا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بے کار کاموں میں مشغول نہ ہو [۱] ان کے علاوہ اور بھی متعدد روایات آپؓ سے منقول ہیں۔ ف اس قسم کے واقعات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بکثرت ہیں کہ بچپن کے واقعات حضورؐ سے نقل کیے اور یاد رکھے۔ محمود بن الربیعؓ ایک صحابی ہیں جن کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت پانچ برس کی تھی وہ کہتے ہیں کہ میں عمر بھر اس بات کو نہیں بھولوں گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے ہمارے یہاں ایک کنوں تھا۔ اس کے پانی سے ایک کلّی میرے منہ پر کی [۲]

ہم لوگ بچوں کو واہی تباہی فضول باتوں میں لگاتے ہیں۔ جھوٹے جھوٹے قصّے ان کو سُنا کر لغویات میں دماغ کو پریشان کرتے ہیں اگر اللہ والوں کے قصّے تلاش کر کے ان کو سنائے جائیں اور بجائے جن بھوت سے ڈرانے کے اللہ سے اور اس کے عذاب سے ڈرائیں اور اللہ کی ناراضی کی اہمیت اور ہیبت دل میں پیدا کریں تو دنیا میں بھی ان کے کارآمد ہو اور آخرت میں تو مفید ہے ہی۔ بچپن کا زمانہ حافظ کی قوت کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس وقت کا یاد کیا ہو کبھی بھی نہیں بھولتا۔ ایسے وقت میں اگر قرآن پاک حفظ کرادیا جائے تو نہ کوئی دقت ہو نہ وقت خرچ ہو۔ میں نے اپنے والد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ سے بھی بارہا سُنا اور اپنے گھر کی بوڑھیوں سے بھی سُنا ہے کہ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جب دودھ چھڑایا گیا ہے تو پاؤ پارہ حفظ ہو چکا تھا اور ساتویں برس کی عمر میں قرآن شریف پورا حفظ ہو چکا تھا اور وہ اپنے والد یعنی میرے دادا صاحب سے مخفی فارسی کا بھی معتدبہ حصہ بوستاں سکندر نامہ وغیرہ پڑھ چکے تھے فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد صاحب نے قرآن شریف ختم ہونے کے بعد یہ ارشاد فرمادیا تھا کہ ایک قرآن شریف روزانہ پڑھ لیا کرو۔ باقی تمام دن چھٹی ہیں گرمی کے موسم میں صبح کی نماز کے بعد مکان کی چھت پر بیٹھا کرتا تھا اور چھ سات گھنٹہ میں قرآن شریف پورا کر کے دوپہر کو روٹی کھاتا تھا اور شام کو اپنی خوشی سے فارسی پڑھا کرتا تھا۔ چھ ماہ تک مسلسل یہی معمول رہا۔ چھ ماہ تک روزانہ ایک کلام مجید پڑھنا اور پھر اس کے ساتھ ہی دوسرے اسباق بھی پڑھتے رہنا اور بھی سات برس کی عمر میں کوئی معمولی بات نہیں۔ اسی کا یہ ثمرہ تھا کہ قرآن شریف میں متشابہ لگنا یا بھولنا جانتے ہی نہ تھے۔ چونکہ ظاہری معاش کتابوں کی تجارت پر بھی اور کتب خانہ کا اکثر کام اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔ اس لیے ایسا کبھی بھی نہیں ہوتا تھا کہ ہاتھ سے کام کرتے وقت زبان سے تلاوت نہ فرماتے رہتے ہوں اور کبھی کبھی اسی کے ساتھ ہم لوگوں کو جو مدرسہ سے الگ پڑھتے تھے اسباق بھی پڑھا دیا کرتے تھے اس طرح تین کام میں ایک وقت میں کر لیا کرتے تھے۔ مگر ان کا طریقۂ تعلیم ہم لوگوں کے

[۱] اسد الغابہ، استیعاب [۲] اصابہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ساتھ وہ نہیں تھا جو مدرسہ کے اسباق کا تھا اور عام مدارس کا مروّجہ طریقہ ہے کہ سارا بوجھ استاد ہی کے ذمہ رہے بلکہ مخصوص طلبہ کے ساتھ یہ طریقہ تھا کہ شاگرد عبارت پڑھتے ترجمہ کرتے مطلب بیان کرتے اگر وہ مطلب صحیح ہوتا تو آگے چلو فرما دیتے اور غلط ہوتا تو اگر غلطی قابلِ تنبیہ ہوتی تو تنبیہ فرماتے اور قابلِ بتانے کی ہوتی تو بتا دیتے۔ یہ پرانے زمانے کا قصہ نہیں ہے اسی صدی کا واقعہ ہے لہٰذا یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ صحابہؓ جیسے قویٰ اور ہمتیں اب کہاں سے لائی جائیں۔

بارہواں باب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کے واقعات میں

اگرچہ جتنے قصے اب تک نقل کیے گئے ہیں وہ سب ہی محبت کے کرشمے تھے کہ محبت ہی ان حضرات کی والہانہ زندگی کا سبب تھی جس کی وجہ سے نہ جان کی پرواہ تھی نہ زندگی کی تمنا نہ مال کا خیال تھا نہ تکلیف کا خوف نہ موت سے ڈر۔ اس کے علاوہ محبت حکایت کی چیز بھی نہیں وہ ایک کیفیت ہے جو الفاظ و عبارات سے بالاتر ہے۔ محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جو دل میں بس جانے کے بعد محبوب کو ہر چیز پر غالب کر دیتی ہے نہ اس کے سامنے ننگ و ناموس کوئی چیز ہے نہ عزت و شرافت کوئی شے حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے اور اپنے محبوب کے وسیلہ سے اپنی اور اپنے پاک رسولؐ کی محبت عطا فرمائیں تو عبادت میں لذّت ہے اور دین کی ہر تکلیف میں راحت۔

ا۔ حضرت ابوبکرؓ کا اعلانِ اسلام اور تکلیف

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ اپنے اسلام کو حتی الوسع مخفی رکھتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی اس وجہ سے کہ ان کو کفار سے اذیت نہ پہنچے اخفاء کی تلقین ہوتی تھی۔ جب مسلمانوں کی مقدار انتالیس تک پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اظہار کی درخواست کی کہ کھلم کھلا علی الاعلان تبلیغ کی جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول انکار فرمایا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اصرار پر قبول فرما لیا اور ان سب حضرات کو ساتھ لے کر مسجدِ کعبہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تبلیغی خطبہ شروع کیا۔ یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہؓ اسی دن اسلام لائے ہیں اور اس کے تین دن بعد حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ومشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بھی باوجودیکہ مکہ مکرمہ میں ان کی عام طور سے عظمت وشرافت مسلّم تھی اس قدر مارا کہ تمام چہرۂ مبارک خون میں بھر گیا۔ ناک کان سب لہولہان ہوگئے تھے۔ پہچانے نہ جاتے تھے۔ جوتوں سے لاتوں سے مارا۔ پاؤں میں روندا اور جو نہ کرنا تھا سب ہی کچھ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ بے ہوش ہوگئے۔ بنو تیم یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی وہ وہاں سے اٹھا کر لائے۔ کسی کو بھی اس میں تردد نہ تھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اس وحشیانہ حملہ سے زندہ بچ سکیں گے۔ بنو تیم مسجد میں آئے۔ اور اعلان کیا کہ حضرت ابو بکرؓ کی اگر اس حادثہ میں وفات ہوگئی تو ہم لوگ اُن کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے۔ عتبہ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کا اظہار کیا تھا۔ شام تک حضرت ابو بکرؓ کو بے ہوشی رہی۔ باوجود آوازیں دینے کے بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آئی تھی۔ شام کو آوازیں دینے پر وہ بولے تو سب سے پہلا لفظ یہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے اس پر بہت ملامت کی کہ ان ہی کے ساتھ کی بدولت یہ مصیبت آئی اور دن بھر موت کے منہ میں رہنے پر بات کی تو وہ بھی حضورؐ ہی کا جذبہ اور ان ہی کی لے۔ لوگ پاس سے اُٹھ کر چلے گئے کہ بددلی بھی تھی اور یہ بھی کہ آخر کچھ جان باقی ہے کہ بولنے کی نوبت آئی اور آپ کی والدہ ام خیرؓ سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کے لیے کسی چیز کا انتظام کر دیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت ابو بکرؓ کی وہی ایک صدا تھی کہ حضور کا کیا حال ہے۔ حضور پر کیا گذری۔ ان کی والدہ نے فرمایا مجھے تو خبر نہیں کیا حال ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ام جمیلؓ (حضرت عمرؓ کی بہن) کے پاس جاکر دریافت کرلو کہ کیا حال ہے۔ وہ بے چاری بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی بیتابانہ درخواست کو پورا کرنے کے واسطے ام جمیلؓ کے پاس گئیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا۔ وہ بھی عام دستور کے موافق اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ فرمانے لگیں میں کیا جانوں کون محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کون ابو بکرؓ تیرے بیٹے کی حالت سُن کر رنج ہوا اگر تو کہے تو میں چل کر اس کی حالت دیکھوں۔ اُم خیرؓ نے قبول کر لیا۔ ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابو بکرؓ کی حالت دیکھ کر تحمل نہ کر سکیں۔ بے تحاشا رونا شروع کر دیا کہ بدکرداروں نے کیا حال کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے کیے کی سزا دے۔ حضرت ابو بکرؓ نے پھر پوچھا کہ حضورؐ کا کیا حال ہے اُم جمیلؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی والدہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ سُن رہی ہیں آپؓ نے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فرمایا کہ اُن سے خوف نہ کرو تو اُم جمیل رض نے خیریت سُنائی اور عرض کیا کہ بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ارقم رض کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا کی قسم ہے کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک حضورؐ کی زیارت نہ کروں۔ ان کی والدہ کو تو بے قراری تھی کہ وہ کچھ کھالیں اور انہوں نے قسم کھالی کہ جب تک زیارت نہ کروں کچھ نہ کھاؤں گا۔ اس لیے والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے۔ مبادا کوئی دیکھ لے اور کچھ اذیت پہنچائے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گذر گیا تو حضرت ابو بکر رض کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں ارقم رض کے گھر پہنچیں۔ حضرت ابو بکر رض حضورؐ سے لپٹ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی لپٹ کر روئے اور مسلمان بھی سب رونے لگے کہ حضرت ابو بکر رض کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رض نے درخواست کی کہ یہ میری والدہ ہیں آپ ان کے لیے ہدایت کی دعا بھی فرمادیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرمائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول دعا فرمائی۔ اس کے بعد ان کو اسلام کی ترغیب دی۔ وہ بھی اسی وقت مسلمان ہو گئیں۔ [1] ف عیش و عشرت نشاط و فرحت کے وقت محبت کے دعوے کرنے والے سینکڑوں ہوتے ہیں۔ محبت و عشق وہی ہے جو مصیبت اور تکلیف کے وقت بھی باقی رہے۔

۲۔ حضرت عمر رض کا حضورؐ کے وصال پر رنج

حضرت عمر رض باوجود اپنی اس ضرب المثل قوت، شجاعت، دلیری اور بہادری کے جو آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد بھی شہرۂ آفاق ہے اور باوجودیکہ اسلام کا ظہور حضرت عمر رض کے اسلام لانے ہی سے ہوا کہ اسلام لانے کے بعد اسلام کا اخفا گوارا نہ ہوا۔ حضورؐ کے ساتھ محبت کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ یہ ہے کہ اپنی اس بہادری کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی حالت کا تحمل نہ فرما سکے۔ سخت حیرانی اور پریشانی کی حالت میں تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضورؐ کا وصال ہو گیا ہے تو اس کی گردن اڑادوں گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام طور پر تشریف لے گئے تھے۔ عنقریب حضورؐ واپس تشریف لائیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے جو حضورؐ کے انتقال کی جھوٹی خبر اڑا رہے ہیں۔ حضرت عثمان رض بالکل گم سُم تھے کہ دوسرے دن تک بالکل آواز نہیں نکلی چلتے پھرتے

[1] خمیس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھے مگر بولا نہیں جاتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ چپ چاپ بیٹھے رہ گئے کہ حرکت بھی بدن کو نہ ہوتی تھی صرف ایک حضرت ابو بکرؓ کا دم تھا کہ اس وقت کے پہاڑ جیسے وقت کو برداشت کیا اور اپنی اس محبت کے باوجود جو پہلے قصے میں گذری اس وقت نہایت سکون سے تشریف لا کر اوّل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور باہر تشریف لا کر حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ اس کے بعد خطبہ پڑھا جس کا حاصل یہ تھا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی پرستش کرتا ہو وہ جان لے کہ حضورؐ کا وصال ہو چکا لیکن جو شخص اللہ کی پرستش کرتا ہو وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ زندہ ہیں اور ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اس کے بعد کلام پاک کی آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اخیر تک تلاوت فرمائی ترجمہ: محمد (صلعم) نرے رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں جس پر موت وغیرہ نہ آسکے) سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید بھی ہو جاویں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر جائے گا تو خدا تعالیٰ کا تو کوئی نقصان نہیں کرے گا (اپنا ہی کچھ کھودے گا) اور خدا تعالیٰ شانہٗ جلد ہی جزا دے گا حق شناس لوگوں کو۔[1] ف چونکہ اللہ جل شانہٗ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے خلافت کا اہم کام لینا تھا اس لیے ان کی شایان شان اس وقت یہی حالت تھی اسی وجہ سے اس وقت جس قدر استقلال اور تحمل حضرت صدیق اکبرؓ میں تھا کسی میں بھی نہ تھا اور اس کے ساتھ ہی جس قدر مسائل دفن و میراث وغیرہ کے اس وقت کے مناسب حضرت صدیق اکبرؓ کو معلوم تھے مجموعی طور پر کسی کو بھی معلوم نہ تھے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے دفن میں اختلاف ہوا کہ مکہ مکرمہ میں دفن کیا جائے یا مدینہ منورہ میں یا بیت المقدس میں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ نبی کی قبر اسی جگہ ہوتی ہے جہاں اس کی وفات ہو۔ لہٰذا جس جگہ وفات ہوئی ہے اسی جگہ قبر کھودی جائے۔ آپ نے فرمایا میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ ہم لوگوں (یعنی انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے حضورؐ سے سنا ہے جو شخص مسلمانوں کی حکومت کا متولی بنے اور وہ لاپرواہی سے کوتاہی کرتے ہوئے کسی دوسرے کو امیر بنائے اس پر لعنت ہے۔ نیز حضورؐ کا ارشاد کہ قریش اس امر یعنی سلطنت کے متولی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

۳۔ ایک عورت کا حضورؐ کی خبر کے لیے بے قرار ہونا

اُحد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اذیت بھی بہت پہنچی اور شہید بھی بہت سے ہوئے۔ مدینہ طیبہ میں

[1] خمیس [2] بیان القرآن

Visit : www.Momeen.blogspot.com

یہ وحشت اثر خبر پہنچی تو عورتیں پریشان ہو کر تحقیق حال کے لئے گھر سے نکل پڑیں ایک انصاری عورت نے مجمع کو دیکھا تو بیتابانہ پوچھا کہ حضورؐ کیسے ہیں؟ اس مجمع میں کسی نے کہا کہ تمہارے والد کا انتقال ہوگیا انھوں نے انا للہ پڑھی اور بے قراری سے حضورؐ کی خیریت دریافت کی اتنے میں کسی نے خاوند کے انتقال کی خبر سنائی اور کسی نے بیٹے کی اور کسی نے بھائی کی کہ یہ سب ہی شہید ہوگئے تھے۔ مگر انہوں نے پوچھا کہ حضورؐ کیسے ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ حضورؐ بخیریت ہیں تشریف لا رہے ہیں۔ اس سے اطمینان نہ ہوا کہنے لگیں کہ مجھے بتا دو کہاں ہیں۔ لوگوں نے اشارہ کرکے بتایا کہ اس مجمع میں ہیں۔ یہ دوڑی ہوئی گئیں اور اپنی آنکھوں کو حضورؐ کی زیارت سے ٹھنڈا کرکے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کی زیارت ہو جانے کے بعد ہر مصیبت ہلکی اور معمولی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ جب آپؐ زندہ و سلامت ہیں تو مجھے کسی کی ہلاکت کی پرواہ نہیں۔[۱] ف اس قسم کے متعدد قصے اس موقع پر پیش آئے ہیں۔ اسی وجہ سے مورخین میں ناموں میں اختلاف بھی ہوا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اس نوع کا واقعہ کئی عورتوں کو پیش آیا ہے۔

۴۔ حدیبیہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور مغیرہ رضؓ کا فعل اور عام صحابہؓ کا طرز عمل

حدیبیہ کی مشہور لڑائی ذیقعدہ ۶ھ میں ہوئی جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ عمرہ کے ارادہ سے تشریف لا رہے تھے۔ کفار مکہ کو جب اس کی خبر پہنچی تو انھوں نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ طے کیا کہ مسلمانوں کو مکہ آنے سے روکا جائے اس کے لئے بہت بڑے پیمانہ پر تیاری کی اور مکہ کے علاوہ باہر کے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی اور بڑے مجمع کے ساتھ مقابلہ کی تیاری کی ذوالحلیفہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو حالات کی خبر لانے کے لیے بھیجا جو مکہ سے حالات کی تحقیق کرکے غسفان پر حضورؐ سے ملے۔ انھوں نے عرض کیا کہ مکہ والوں نے مقابلہ کی بہت بڑے پیمانہ پر تیاری کر رکھی ہے اور باہر سے بھی بہت سے لوگوں کو اپنی مدد کے لیے بلا رکھا ہے۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے مشورہ فرمایا کہ اس وقت کیا کرنا چاہیئے۔ ایک صورت یہ ہے کہ جو لوگ باہر سے مدد کو گئے ہیں۔ ان کے گھروں پر حملہ کیا جائے۔ جب وہ خبر سنیں گے تو مکہ سے واپس آجائیں گے دوسری صورت یہ ہے کہ سیدھے چلے چلیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اس وقت آپؐ بیت اللہ کے ارادہ سے تشریف لائے ہیں۔ لڑائی کا ارادہ تو تھا ہی نہیں اس لئے آگے

[۱] خمیس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بڑھے چلیں اگر وہ ہمیں روکیں گے تو مقابلہ کریں گے ورنہ نہیں۔ حضورؐ نے اس کو قبول فرمایا اور آگے بڑھے۔ حدیبیہ میں پہنچ کر بُدیل بن ورقا خزاعی ایک جماعت کو ساتھ لے کر آئے اور حضورؐ سے اس کا ذکر کیا کہ کفار آپؐ کو ہرگز مکّہ میں داخل نہ ہونے دیں گے وہ تو لڑائی پر تُلے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ لڑنے کے واسطے نہیں آئے ہمارا مقصد صرف عمرہ کرنا ہے اور قریش کو روزمرہ کی لڑائی نے بہت نقصان پہنچا رکھا ہے۔ بالکل ہلاک کر دیا ہے اگر وہ راضی ہوں تو میں ان سے مصالحت کرنے کو تیار ہوں کہ میرے اور ان کے درمیان اس پر معاہدہ ہو جائے کہ مجھ سے تعرض نہ کریں۔ میں ان سے تعرض نہ کروں۔ مجھے اوروں سے نمٹنے دیں اور وہ کسی چیز پر بھی راضی نہ ہوں تو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں اس وقت تک ان سے لڑوں گا جب تک کہ اسلام غالب ہو جائے یا میری گردن جدا ہو جائے۔ بُدیل نے عرض کیا کہ اچھا میں آپؐ کا پیام ان تک پہنچائے دیتا ہوں وہ لوٹے اور جا کر پیام پہنچایا مگر کفار راضی نہ ہوئے اسی طرح طرفین سے آمد و رفت کا سلسلہ رہا جن میں ایک مرتبہ عروہ بن مسعود ثقفی کفار کی جانب سے آئے کہ وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ بعد میں مسلمان ہوئے۔ حضورؐ نے ان سے بھی وہی گفتگو فرمائی جو بُدیل سے کی تھی۔ عُروہ نے عرض کیا اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اگر تم یہ چاہتے ہو کہ عرب کا بالکل خاتمہ کر دو تو یہ ممکن نہیں تم نے کبھی نہ سنا ہوگا کہ تم سے پہلے کوئی شخص ایسا گذرا ہو جس نے عرب کو بالکل فنا کر دیا ہو اور اگر دوسری صورت ہوئی کہ وہ تم پر غالب ہو گئے تو یاد رکھو کہ میں تمہارے ساتھ اشراف کی جماعت نہیں دیکھتا۔ یہ اطراف کے کم ظرف لوگ تمہارے ساتھ ہیں مصیبت پڑنے پر سب بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ پاس کھڑے ہوئے تھے یہ جملہ سن کر غصّہ میں بھر گئے اور ارشاد فرمایا کہ تو اپنے معبود لات کی پیشاب گاہ کو چاٹ۔ کیا ہم حضورؐ سے بھاگ جائیں گے اور آپؐ کو اکیلا چھوڑ دیں گے۔ عُروہ نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ ہیں انھوں نے حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارا ایک قدیمی احسان مجھ پر ہے جس کا میں بدلہ نہیں دے سکا اگر یہ نہ ہوتا تو اس گالی کا جواب دیتا یہ کہہ کر عُروہ پھر حضورؐ سے بات میں مشغول ہو گئے اور عرب کے عام دستور کے موافق بات کرتے ہوئے حضورؐ کی داڑھی مبارک کی طرف ہاتھ لے جاتے کہ خوشامد کے موقع پر داڑھی میں ہاتھ لگا کر بات کی جاتی ہے۔ صحابہؓ کو یہ بات کب گوارہ ہو سکتی تھی۔ عُروہ کے بھتیجے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سر پر

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

خود اوڑھے ہوئے اور ہتھیار لگائے ہوئے پاس کھڑے تھے انھوں نے تلوار کا قبضہ عروہ کے ہاتھ پر مارا کہ ہاتھ پرے کو رکھو۔ عروہ نے پوچھا یہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مغیرہ۔ عروہ نے کہا او غدار تیری غداری کو میں اب تک بھگت رہا ہوں اور تیرہ یہ برتاؤ (حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے اسلام سے قبل چند کافروں کا قتل کر دیا تھا جس کی دیت عروہ نے ادا کی تھی اس کی طرف اشارہ تھا) غرض عروہ طویل گفتگو حضورؐ سے کرتے رہے اور نظریں بچا کر صحابہ رضہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کا اندازہ بھی کرتے جاتے تھے۔ چنانچہ واپس جاکر کفار سے کہا کہ اے قریش میں بڑے بڑے بادشاہوں کے یہاں گیا ہوں۔ قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں کو بھی دیکھا ہے اور ان کے آداب بھی دیکھے ہیں۔ خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کی جماعت اس کی ایسی تعظیم کرتی ہو جیسی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جماعت اُن کی تعظیم کرتی ہے اگر وہ تھوکتے ہیں تو جس کے ہاتھ پڑ جائے وہ اس کو بدن اور منہ پر مل لیتا ہے جو بات محمدؐ کے منہ سے نکلتی ہے اس کے پورا کرنے کو سب کے سب ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ان کی وضو کا پانی آپس میں لڑ لڑ کر تقسیم کرتے ہیں۔ زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ اگر کسی کو قطرہ نہ ملے تو وہ دوسرے کے تر ہاتھ کو ہاتھ سے مل کر اپنے منھ پر مل لیتا ہے۔ ان کے سامنے بولتے ہیں تو بہت نیچی آواز سے۔ ان کے سامنے زور سے نہیں بولتے۔ ان کی طرف نگاہ اٹھا کر ادب کی وجہ نہیں دیکھتے۔ اگر ان کے سر یا داڑھی کا کوئی بال گرتا ہے تو اس کو تبرّکاً اٹھا لیتے ہیں اور اس کی تعظیم اور احترام کرتے ہیں۔ غرض میں نے کسی جماعت کو اپنے آقا کے ساتھ اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جماعت ان کے ساتھ کرتی ہے اسی دوران حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو اپنی طرف سے قاصد بناکر سرداران مکّہ کے پاس بھیجا۔ حضرت عثمان رضہ کی باوجود مسلمان ہو جانے کے مکہ میں بہت عزت تھی اور ان کے متعلق زیادہ اندیشہ نہ تھا۔ اس لیے ان کو تجویز فرمایا تھا۔ وہ تشریف لے گئے تو صحابہ رضہ کو رشک ہوا کہ عثمانؓ تو مزے سے کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے امید نہیں کہ وہ میرے بغیر طواف کریں۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ مکّہ میں داخل ہوئے تو ابان بن سعید نے ان کو اپنی پناہ میں لے لیا اور ان سے کہا کہ جہاں دل چاہے چلو پھرو۔ تم کو کوئی روک نہیں سکتا۔ حضرت عثمانؓ ابوسفیان وغیرہ مکّہ کے سرداروں سے ملتے رہے اور حضورؐ کا پیام پہنچاتے رہے۔ جب واپس ہونے لگے تو کفار نے خود درخواست کی کہ تم مکّہ میں آئے ہو تم طواف کرتے

لہ لوہے کی ٹوپی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جاؤ۔ انھوں نے جواب دے دیا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم تو روکے گئے ہوں اور میں طواف کر لوں۔ قریش کو اس جواب پر غصّہ آیا جس کی وجہ سے انھوں نے حضرت عثمان رض کو روک لیا۔ مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ ان کو شہید کر دیا۔ اس پر حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ رض سے اخیر دم تک لڑنے پر بیعت لی۔ جب کفار کو اس کی خبر پہنچی تو گھبرا گئے اور حضرت عثمان رض کو فوراً چھوڑ دیا۔ ف اس قصہ میں حضرت ابوبکر صدیق رض کا ارشاد۔ حضرت مغیرہ رض کا مارنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عام برتاؤ جس کو عُروہ نے بہت غور سے دیکھا۔ حضرت عثمان رض کا طواف سے انکار۔ ہر واقعہ ایسا ہے کہ حضور ص کے ساتھ بے انتہا عشق و محبت کی خبر دیتا ہے۔ یہ بیعت جس کا اس قصہ میں ذکر ہے بیعۃ الشجرہ کہلاتی ہے قرآن پاک میں بھی اس کا ذکر ہے اور اللہ تعالےٰ نے سورۂ فتح کی آیت لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ الآیۃ میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔ پوری آیت مع ترجمہ کے عنقریب خاتمہ میں آ رہی ہے۔

۵۔ حضرت ابن زبیر رض کا خون پینا

حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ سینگیاں لگوائیں اور خون نکلا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رض کو دیا کہ اس کو کہیں دبا دیں وہ گئے اور آ کر عرض کیا کہ دبا دیا۔ حضور ص نے دریافت فرمایا کہاں۔ عرض کیا میں نے پی لیا۔ حضور ص نے فرمایا کہ جس کے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو جہنّم کی آگ نہیں چھو سکتی۔ مگر تیرے لئے بھی لوگوں سے ہلاکت ہے اور لوگوں کو تجھ سے۔ ف حضور ص کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں۔ اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں۔ حضور ص کے اس ارشاد کا مطلب کہ ہلاکت ہے علماء نے لکھا ہے کہ سلطنت اور امارت کی طرف اشارہ ہے کہ امارت ہوگی اور لوگ اس میں مزاحم ہوں گے۔ چنانچہ عبداللہ بن زبیر رض جب پیدا ہوئے تھے اس وقت بھی حضور نے اس طرف اشارہ فرمایا تھا کہ ایک مینڈھا ہے بھیڑیوں کے درمیان ایسے بھیڑیئے جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ یزید اور عبدالملک دونوں کے ساتھ حضرت ابن زبیر رض کی مشہور لڑائی ہوئی اور آخر شہید ہوئے۔

۶۔ حضرت مالک بن سنان رض کا خون پینا

اُحد کی لڑائی میں جب نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ انوار یا سر مبارک میں خود کے دو حلقے گھس گئے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے آگے بڑھے اور دوسری جانب سے حضرت ابوعبیدہ رض دوڑے اور آگے بڑھ کر خود کے حلقے دانت سے کھینچنے شروع

ؒکئے میں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کئے ایک حلقہ نکالا جس سے ایک دانت حضرت ابو عبیدہ رضہ کا ٹوٹ گیا اس کی پرواہ نہ کی۔ دوسرا حلقہ کھینچا۔ جس سے دوسرا دانت بھی ٹوٹا۔ لیکن حلقہ وہ بھی کھینچ ہی لیا۔ ان حلقوں کے نکلنے سے حضورؐ کے پاک جسم سے خون نکلنے لگا تو حضرت ابو سعید خدری رضہ کے والد ماجد مالک رضہ بن سنان نے اپنے لبوں سے اُس خون کو چوس لیا اور نگل لیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے خوں میں میرا خون ملا ہے اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی لہ

۷۔ حضرت زید بن حارثہ رضہ کا اپنے باپ کو انکار

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننہیال جا رہے تھے بنو قیس نے قافلہ کو لوٹا جس میں زید رضہ بھی تھے ان کو مکہ کے بازار میں لاکر بیچا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپی حضرت خدیجہ رضہ کے لیے ان کو خرید لیا۔ جب حضورؐ کا نکاح حضرت خدیجہ رضہ سے ہوا تو انھوں نے زید رضہ کو حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کر دیا۔ زید رضہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا ہی چاہیئے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ زید کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے. اکثر جو اشعار پڑھتے تھے اُن کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ میں زید رضہ کی یاد میں روتا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے تاکہ اس کی اُمید کی جائے یا موت نے اس کو نمٹا دیا۔ خدا کی قسم مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زید رضہ نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تُو عمر بھر میں کبھی بھی واپس آئے گا یا نہیں۔ ساری دنیا میں میری انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے جب بھی مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو ہوتی ہے جب بھی اُسی کی یاد مجھے ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو بھڑکاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میرا فکر کس قدر طویل ہو گیا۔ میں اس کی تلاش اور کوشش میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کا چکر لگانے سے نہیں اکتاؤں گا۔ اونٹ چلنے سے اکتا جائیں تو اُکتا جائیں۔ لیکن میں کبھی بھی نہیں اُکتاؤں گا۔ اپنی ساری زندگی اسی میں گذار دوں گا۔ ہاں میری موت ہی آگئی تو خیر کہ موت ہر چیز کو فنا کر دینے والی ہے۔ آدمی خواہ کتنی ہی امیدیں لگا دیں میں اپنے بعد فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل اولاد کو وصیت کر جاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زید رضہ کو ڈھونڈتے رہیں۔ بغرض یہ اشعار وہ پڑھتے تھے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انھوں نے زید رضہ کو پہچانا۔ باپ کا حال

لہ قرۃ العیون

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سُنایا۔ شعر سُنائے ان کی یادو فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زیدؓ نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ کر بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں یہاں مکہ میں ہوں۔ خیریت سے ہوں۔ تم غم اور صدمہ نہ کرو۔ میں بڑے کریم لوگوں کی غلامی میں ہوں۔ ان لوگوں نے جاکر زیدؓ کی خیر و خبر ان کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو زیدؓ نے کہہ کر بھیجے تھے اور پتہ بتایا۔ زیدؓ کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی نیت سے مکہ مکرمہ پہنچے۔ تحقیق کی پتہ چلایا۔ حضورؐ کی خدمت میں پہنچے۔ اور عرض کیا اے ہاشم کی اولاد اور اپنی قوم کے سردار تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ کے گھر کے پڑوسی۔ تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو۔ بھوکوں کو کھانا دیتے ہو۔ ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمھارے پاس پہنچے ہیں۔ ہم پر احسان کرو اور کرم فرماؤ اور فدیہ قبول کرلو اور اس کو رہا کردو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضورؐ نے فرمایا کیا بات ہے عرض کیا زیدؓ کی طلب میں ہم لوگ آئے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا بس اتنی سی بات ہے۔ عرض کیا کہ حضورؐ بس یہی غرض ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کو بلالو اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمھارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہاری نذر ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کرسکتا جو خود نہ جانے چاہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپؐ نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا۔ یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت زیدؓ بلائے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو پہچانتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں۔ یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضورؐ نے فرمایا میرا حال بھی تمھیں معلوم ہے اب تمھیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو، ان کے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زیدؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ میں آپؐ کے مقابلہ میں بھلا کس کو پسند کرسکتا ہوں۔ آپ میرے لیے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔ ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زیدؓ غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو اور باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہیں زید نے کہا کہ ہاں میں نے ان میں (حضورؐ کی طرف اشارہ کرکے) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلہ میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کرسکتا۔ حضورؐ نے جب یہ جواب سُنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا۔ زیدؓ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے [1] حضرت زیدؓ اس وقت بچے تھے۔ بچپن کی حالت میں سارے گھر کو عزیز و اقارب کو غلامی پر قربان کردینا جس محبت کا پتہ دیتا ہے وہ ظاہر ہے۔

[1] خمیس

۱۸۴

Visit : www.Momeen.blogspot.com

۸۔ حضرت انس بن نضر رض کا عمل اُحد کی لڑائی میں

اُحد کی لڑائی میں مسلمانوں کو جب شکست ہو رہی تھی تو کسی نے یہ خبر اڑا دی کہ حضورؐ بھی شہید ہو گئے اس وحشتناک خبر سے جو اثر صحابہ رض پر ہونا چاہئے تھا وہ ظاہر ہے اسی وجہ سے اور بھی زیادہ گھٹنے ٹوٹ گئے۔ حضرت انس بن نضر رض چلے جا رہے تھے کہ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت میں حضرت عمر رض اور حضرت طلحہ رض نظر پڑے کہ سب حضرات پریشان حال تھے۔ حضرت انس رض نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے کہ مسلمان پریشان سے نظر آ رہے ہیں۔ ان حضرات نے کہا کہ حضورؐ شہید ہو گئے۔ حضرت انس رض نے کہا کہ پھر حضورؐ کے بعد تمہیں زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ تلوار ہاتھ میں لو اور چل کر مر جاؤ۔ چنانچہ حضرت انس رض نے خود تلوار ہاتھ میں لی اور کفار کے جمگھٹے میں گھس گئے اور اس وقت تک لڑتے رہے کہ شہید ہوئے۔[۱] ف ان کا مطلب یہ تھا کہ جس ذات کے دیدار کے لیے جینا تھا جب وہی نہیں رہی تو پھر گویا جی کر ہی کیا کرنا ہے۔ چنانچہ اسی میں اپنی جان نثار کر دی۔

۹۔ سعد رض بن ربیع کا پیام اُحد میں

اسی احد کی لڑائی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ سعد بن ربیع رض کا حال معلوم نہیں ہوا کہ کیا گذری۔ ایک صحابی رض کو تلاش کے لیے بھیجا وہ شہداء کی جماعت میں تلاش کر رہے تھے آوازیں بھی دے رہے تھے کہ شاید وہ زندہ ہوں پھر پکار کر کہا کہ مجھے حضورؐ نے بھیجا ہے کہ سعد بن ربیع رض کی خبر لاؤں تو ایک جگہ سے بہت ضعیف سی آواز آئی یہ اُس طرف بڑھے جا کر دیکھا کہ سات مقتولین کے درمیان پڑے ہیں اور ایک آدھ سانس باقی ہے جب یہ قریب پہنچے تو حضرت سعد رض نے کہا کہ حضورؐ کو میرا اسلام عرض کر دینا اور کہدینا کہ اللہ تعالیٰ میری جانب سے آپ کو اس سے افضل اور بہتر بدلہ عطا فرمائیں جو کسی نبی کو اس کے امتی کی طرف سے بہتر سے بہتر عطا کیا ہو اور مسلمانوں کو میرا یہ پیام پہنچا دینا کہ اگر کافر حضورؐ تک پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی ایک آنکھ بھی چمکتی ہوئی رہے۔ یعنی وہ زندہ رہا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی عذر بھی تمہارا نہ چلے گا اور یہ کہہ کر جان بحق ہو گئے۔[۲] ف فَجَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلُ مَاجَزٰی صَحَابِيًّا عَنْ اُمَّتِ نَبِيِّهٖ درحقیقت ان جاں نثاروں نے (اللہ تعالیٰ اپنے لطف سے ان کی قبروں کو نور سے بھر دے) اپنی جاں نثاری کا پورا ثبوت دے دیا کہ زخموں زخم لگے ہوئے ہیں۔ دم توڑ رہے ہیں مگر کیا مجال ہے کہ کوئی سکوہ کوئی گھبراہٹ کوئی پریشانی

[۱] خمیس [۲] خمیس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لاحق ہوجائے۔ ولولہ ہے تو حضورؐ کی حفاظت کا۔ حضورؐ پر جاں نثاری کا، حضورؐ پر قربانی کا کاش مجھ سے نااہل کو بھی کوئی حصّہ اس محبت کا نصیب ہوجاتا۔

۱۰۔ حضورؐ کی قبر کو دیکھ کر ایک عورت کی موت

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئیں اور آکر عرض کیا کہ مجھے حضور اقدس صلّی اللہ وسلّم کی قبر مبارک کی زیارت کرادو۔ حضرت عائشہؓ نے حجرہ شریفہ کھولا۔ انھوں نے زیارت کی اور زیارت کرکے روتی رہیں اور روتے روتے انتقال فرماگئیں۔ رضی اللہ عنہا وارضاہا۔[۱] ف کیا اس عشق کی نظیر بھی کہیں ملے گی کہ قبر کی زیارت کی تاب نہ لاسکیں اور وہیں جان دے دی۔

۱۱۔ صحابہؓ کی محبت کے متفرق قصّے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کتنی محبت تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے پاک کی قسم حضورؐ ہم لوگوں کے نزدیک اپنے مالوں سے اور اپنی اولادوں سے اور اپنی ماؤں سے اور سخت پیاس کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب تھے۔[۲] ف سچ فرمایا درحقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہی حالت تھی اور کیوں نہ ہوتی جبکہ وہ حضرات کامل الایمان تھے اور اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ؁ (ترجمہ) آپ ان سے کہدیجئے کہ اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیبیاں اور تمھارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو (اگر یہ سب چیزیں) تم کو اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجدیں اور اللہ تعالےٰ بے حکمی کرنے والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔[۳] اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی محبت کے ان سب چیزوں سے کم ہونے پر وعید ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں

[۱] شفا [۲] شفا [۳] بیان القرآن

www.Momeen.blogspot.com
S81

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہو سکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو جائے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مضمون نقل کیا گیا ہے۔ علماء کا ارشاد ہے کہ ان احادیث میں محبت سے محبت اختیاری مراد ہے۔ غیر اختیاری یعنی طبعی اضطراری مراد نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر محبت طبعی مراد ہو تو پھر ایمان سے مراد کمال درجہ کا ایمان ہو جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جائیں اور ایمان کی حلاوت اور ایمان کا مزہ نصیب ہو جائے ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت ان کے ماسوا سب سے زیادہ ہوئے۔ دوسرے یہ کہ جس کسی سے محبت کرے اللہ ہی کے واسطے کرے۔ تیسرے یہ کہ کفر کی طرف لوٹنا اس کو ایسا ہی گراں اور مشکل ہو جیسا کہ آگ میں گرنا۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مجھے اپنی جان کے علاوہ اور سب چیزوں سے آپؐ زیادہ محبوب ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص مؤمن اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس کو میری محبّت اپنی جان سے بھی زیادہ نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اب آپؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا الآن یا عمرؓ (اس وقت اے عمرؓ)۔ علماء نے اس ارشاد کے دو مطلب بتائے ہیں۔ ایک یہ کہ اس وقت تمھارا ایمان کامل ہوا ہے۔ دوسرے یہ کہ تنبیہ ہے کہ اس وقت یہ بات پیدا ہوئی کہ میں تمھیں اپنے نفس سے زیادہ محبوب ہوں۔ حالانکہ یہ بات اول ہی سے ہونا چاہیئے تھی۔ سہیل تستریؒ کہتے ہیں کہ جو شخص ہر حال میں حضورؐ کو اپنا والی نہ جانے اور اپنے نفس کو اپنی ملک میں سمجھے وہ سنت کا مزہ نہیں چکھ سکتا۔ ایک صحابیؓ نے آکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ قیامت کب آئے گی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ قیامت کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے جس کی وجہ سے انتظار ہے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے بہت سی نمازیں اور روزے اور صدقے تو تیار کر نہیں رکھے ہیں۔ البتہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت میرے دل میں ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت میں تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت رکھتے ہو۔ حضورؐ کا یہ ارشاد کہ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہے۔ کئی صحابہؓ نے نقل کیا ہے۔ جن میں عبداللہ بن مسعودؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، صفوانؓ، ابوذرؓ وغیرہ حضرات ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جس قدر خوشی اس ارشاد مبارک سے ہوئی ہے کسی چیز سے بھی اتنی خوشی نہیں ہوئی اور ظاہر بات ہے ہونا بھی چاہیئے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھی کہ حضورؐ کی محبت تو اُن کے رگ و پے میں تھی۔ پھر ان کو کیوں نہ خوشی ہوتی۔ حضرت فاطمہ رضؓ کا مکان شروع میں حضورؐ سے ذرا دور تھا ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا تھا تمہارا مکان تو قریب ہی ہو جاتا۔ حضرت فاطمہ رضؓ نے عرض کیا کہ حارثہ رضؓ کا مکان آپؐ کے قریب ہے اُن سے فرمادیں کہ میرے مکان سے بدل لیں حضورؐ نے فرمایا کہ اُن سے پہلے بھی تبادلہ ہو چکا ہے۔ اب تو شرم آتی ہے۔ حارثہ رضؓ کو اس کی اطلاع ہوئی فوراً حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ فاطمہ رضؓ کا مکان اپنے قریب چاہتے ہیں یہ میرے مکانات موجود ہیں۔ ان سے زیادہ کوئی بھی قریب نہیں۔ جو پسند ہو بدل لیں۔ یا رسول اللہؐ میں اور میرا مال تو اللہ اور اس کے رسولؐ ہی کا ہے یا رسول اللہؐ خدا کی قسم جو مال آپؐ لے لیں وہ مجھے زیادہ پسند ہے اس مال سے جو میرے پاس رہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا سچ کہتے ہو۔ اور برکت کی دُعا دی اور مکان بدل لیا[1] ایک صحابی رضؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپؐ کی محبت مجھے میری جان و مال اور اہل و عیال سے زیادہ ہے میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور آپؐ کا خیال آجاتا ہے تو صبر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ حاضر ہوں اور آکر زیارت نہ کر لوں۔ مجھے یہ فکر ہے کہ موت تو آپؐ کو بھی اور مجھے ضرور آنی ہی ہے۔ اس کے بعد آپؐ تو انبیاء کے درجہ پر چلے جائیں گے تو مجھے یہ خوف رہتا ہے کہ پھر میں آپؐ کو نہیں دیکھ سکوں گا۔ حضورؐ نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت سُنائی وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ (ترجمہ) جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی جنت میں ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں اور اُن کے ساتھ رفاقت محض اللہ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں ہر ایک کے عمل کو) اس قسم کے واقعات بہت سے صحابہ رضؓ کو پیش آئے اور آنا ضروری تھے۔ عشق است و ہزار بدگمانی۔ حضورؐ نے جواب میں یہی آیت سنائی۔ چنانچہ ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے آپؐ سے ایسی محبت ہے کہ جب خیال آجاتا ہے اگر اس وقت آکر زیارت نہ کر لوں تو مجھے غالب گمان ہے کہ میری جان نکل جائے

[1] طبقات۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مگر مجھے یہ خیال ہے کہ اگر میں جنت میں داخل ہو گیا تب بھی آپؐ سے تو نیچے درجہ میں ہوں گا۔ مجھے تو جنت میں بھی آپؐ کی زیارت بغیر بڑی مشقت ہو گی۔ آپؐ نے یہی آیت سُنائی۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک انصاری رض حاضر خدمت ہوئے اور نہایت غمگین تھے۔ حضور ؐ نے فرمایا غمگین کیوں ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ ؐ ایک سوچ میں ہوں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیا سوچ ہے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ ہم صبح و شام حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ آپؐ کی زیارت سے محظوظ ہوتے ہیں۔ آپؐ کی خدمت میں بیٹھتے ہیں۔ کل کو آپؐ تو انبیا کے درجے پر پہنچ جائیں گے۔ ہماری وہاں تک رسائی نہیں ہو گی۔ حضور ؐ نے سکوت فرمایا اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ؐ ان انصاری کو بھی بلایا اور ان کو اس کی بشارت دی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ بہت سے صحابہ رض نے یہ اشکال کیا۔ حضور ؐ نے یہ آیت ان کو سنائی۔ ایک حدیث میں ہے۔ صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ یہ تو ظاہر ہے کہ نبیؐ کو اُمتی پر فضیلت ہے اور جنت میں اس کے درجہ اونچے ہوں گے تو پھر اکٹھا ہونے کی کیا صورت ہو گی۔ حضور ؐ نے ارشاد فرمایا کہ اوپر کے درجہ والے نیچے کے درجہ والوں کے پاس آئیں گے ان کے پاس بیٹھیں گے بات چیت کریں گے[1] حضور ؐ کا ارشاد ہے کہ مجھ سے بہت محبت کرنے والے بعض ایسے لوگ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور ان کی یہ تمنا ہو گی کہ کاش اپنے اہل و عیال اور مال کے بدلے میں وہ مجھے دیکھ لیتے خالد رض کی بیٹی عبدہ کہتی ہیں کہ میرے والد جب بھی سونے لیٹتے تو اتنے آنکھ نہ لگتی اور جاگتے رہتے۔ حضور ؐ کی یاد اور شوق و اشتیاق میں لگے رہتے اور مہاجرین و انصار صحابہ رض کا نام لے کر یاد کرتے رہتے اور یہ کہتے کہ یہی میرے اصول و فروغ ہیں (یعنی بڑے اور چھوٹے) اور ان کی طرف میرا دل کھنچا جا رہا ہے یا اللہ مجھے جلد ہی موت دے دے کہ ان لوگوں سے جا کر ملوں اور یہی کہتے کہتے سو جاتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رض نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے کی بہ نسبت آپ کے چچا ابو طالب کے مسلمان ہو جانے کی زیادہ تمنا ہے اس لیے کہ اس سے آپؐ کو زیادہ خوشی ہو گی۔ حضرت عمر رض نے ایک مرتبہ حضور ؐ کے چچا حضرت عباس رض سے عرض کیا کہ آپکے اسلام لانے کی مجھے زیادہ خوشی ہے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے اس لیے کہ آپ کا اسلام حضور ؐ کو زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عمر رض ایک مرتبہ رات کو حفاظتی گشت فرما رہے تھے کہ ایک گھر میں سے چراغ کی روشنی محسوس ہوئی اور ایک بڑھیا کی آواز کان میں پڑی جو اُون کو دُھنتی ہوئی اشعار پڑھ رہی تھیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ

[1] درمنثور

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

علیہ وسلم پر نیکوں کا درود پہنچے اور پاک صاف لوگوں کی طرف سے جو برگزیدہ ہوں ان کا درود پہنچے۔ بیشک یا رسول اللہ آپ راتوں کو عبادت کرنے والے تھے اور اخیر راتوں کو رونے والے تھے۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ میں اور میرا محبوب کبھی اکٹھا ہو سکتے ہیں یا نہیں اس لیے کہ موت مختلف حالتوں میں آتی ہے نہ معلوم میری موت کس حالت میں آئے اور حضور سے مرنے کے بعد ملنا ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ حضرت عمر رضہ بھی ان اشعار کو سن کر رونے بیٹھ گئے۔ حضرت بلال رضہ کا قصہ مشہور ہے ہی کہ جب ان کے انتقال کا وقت ہوا تو اُن کی بیوی جلائی پر رنجیدہ ہو کر کہنے لگیں کہ ہائے افسوس وہ کہنے لگے سبحان اللہ کیا مزے کی بات ہے کہ کل کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں گے اور اُن کے صحابہ رضہ سے ملیں گے۔ حضرت زید رضہ کا قصہ باب ۵ کے قصہ نمبر ۹ میں گذر چکا ہے کہ جب ان کو سولی دی جانے لگی تو ابو سفیان نے پوچھا کیا تجھے یہ گوارا ہے کہ ہم تجھے چھوڑ دیں اور تیرے بجائے خدا نخواستہ حضور کے ساتھ یہ معاملہ کریں۔ تو زید نے کہا خدا کی قسم مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ حضور اپنے دولت کدہ پر تشریف فرما ہوں اور وہاں اُن کے کانٹا چبھ جائے اور میں اپنے گھر آرام سے رہ سکوں۔ ابو سفیان کہنے لگا کہ میں نے کبھی کسی کو کسی کے ساتھ اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو ان سے ہے۔ تنبیہ علماء نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی مختلف علامات لکھی ہیں۔ قاضی عیاض رح فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی چیز کو محبوب رکھتا ہے اس کو ماسویٰ پر ترجیح دیتا ہے۔ یہی معنی محبت کے ہیں ورنہ محبت نہیں محض دعویٰ محبت ہے۔ پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی علامت میں سب سے مہتم بالشان یہ ہے کہ آپ کا اقتدا کرے۔ آپ کے طریقہ کو اختیار کرے اور آپ کے اقوال و افعال کی پیروی کرے۔ آپ کے احکامات کی بجا آوری کرے اور آپ نے جن چیزوں سے روک دیا ہے اُن سے پرہیز کرے خوشی میں رنج میں تنگی میں وسعت میں ہر حال میں آپ کے طریقے پر چلے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ ۝ ترجمہ:۔ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم میرا اتباع کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے ہیں۔ بڑے رحم فرمانے والے ہیں۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

خاتمہ :۔ صحابۂ کرامؓ کے ساتھ برتاؤ اور اُن کے اجمالی فضائل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ چند قصّے نمونہ کے طور پر لکھے گئے ہیں ورنہ ان کے حالات بڑی ضخیم کتابوں میں بھی پورے نہیں ہو سکتے۔ اُردو میں بھی متعدد کتابیں اور رسالے اس مضمون کے ملتے ہیں۔ کئی مہینے ہوئے یہ رسالہ شروع کیا تھا۔ پھر مدرسہ کے مشاغل اور وقتی عوارض کی وجہ سے ناوقت میں پڑ گیا۔ اس وقت ان اوراق پر خاتمہ کرتا ہوں کہ جتنے لکھے جا چکے ہیں۔ وہ قابل انتفاع ہو جائیں۔ اخیر میں ایک ضروری امر پر تنبیہ بھی اشد ضروری ہے وہ یہ کہ اس آزادی کے زمانہ میں جہاں ہم مسلمانوں میں دین کے اور بہت سے امور میں کوتاہی اور آزادی کا رنگ ہے وہاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی حق شناسی اور ان کے ادب و احترام میں بھی حد سے زیادہ کوتاہی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر بعض دین سے بے پروا لوگ تو ان کی شان میں گستاخی تک کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ صحابہ کرامؓ دین کی بنیاد ہیں۔ دین کے اول پھیلانے والے ہیں ان کے حقوق سے ہم لوگ مرتے دم تک بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل سے ان پاک نفوس پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائیں کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم سے دین حاصل کیا اور ہم لوگوں تک پہنچایا۔ اس لیے اس خاتمہ میں قاضی عیاضؒ کی شفا کی ایک فصل کا مختصر ترجمہ جو اس کے مناسب ہے درج کرتا ہوں اور اسی پر اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم ہی کے اعزاز و اکرام میں داخل ہے۔ حضورؐ کے صحابہؓ کا اعزاز و اکرام کرنا اور ان کے حق کو پہچاننا اور ان کا اتباع کرنا اور اُن کی تعریف کرنا اور ان کے لیے استغفار اور دعائے مغفرت کرنا اور ان کے آپس کے اختلافات میں لب کشائی نہ کرنا اور مورخین اور شیعہ اور بدعتی اور جاہل راویوں کی ان خبروں سے اعراض کرنا جو ان حضرات کی شان میں نقص پیدا کرنے والی ہوں اور اس نوع کی کوئی روایت اگر سننے میں آئے تو اس کی کوئی اچھی تاویل کرلے اور کوئی اچھا محمل تجویز کرلے کہ وہ اس کے مستحق ہیں اور ان حضرات کو برائی سے یاد نہ کرے بلکہ اُن کی خوبیاں اور ان کے فضائل بیان کیا کرے اور عیب کی باتوں سے سکوت کرے جیسا کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب میرے صحابہؓ کا ذکر (یعنی بُرا ذکر) ہو تو سکوت کیا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضائل قرآن شریف اور احادیث میں بکثرت وارد ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ترجمہ:۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان اور اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کرنے والے ہیں کبھی سجدہ کرنے والے ہیں اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں۔ اُن کی عبدیت کے آثار بوجہ تاثیر اُن کے سجدہ کے اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ اُن کے اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں اُن کی یہ مثال ذکر کی ہے کہ جیسے کھیتی کہ اُس نے اول اپنی سوئی نکالی۔ پھر اُس نے اپنی سوئی کو قوی کیا (یعنی وہ کھیتی موٹی ہوئی) پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہوئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی (اسی طرح صحابہؓ میں اول ضعف تھا۔ پھر روزانہ قوت بڑھتی گئی اور اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کو اس لیے یہ نشوونما دیا) تاکہ ان سے کافروں کو حسد میں جلادے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے اور نیک کام کر رہے ہیں مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔" یہ ترجمہ اس صورت میں ہے کہ تورات پر آیت ہو اور آیت کے فرق سے ترجمہ میں بھی فرق ہو جائے گا۔ جو تفاسیر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اسی صورۃ میں دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ ترجمہ:۔ تحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے (جو کہ آپؐ کے ہم سفر ہیں) خوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اُن کے دلوں میں جو کچھ (اخلاص اور عزم) تھا اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں اطمینان پیدا کر دیا تھا اور ان کو ایک لگتے ہاتھ فتح بھی دے دی (مراد اس سے فتح خیبر ہے جو اس کے قریب ہی ہوئی) اور بہت سی غنیمتیں بھی دیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست حکمت والا ہے، یہ ہی وہ بیعت ہے جس کو بیعت الشجرہ کہا جاتا ہے۔ اخیر باب کے قصہ ۱۲ میں اس کا ذکر گذر چکا ہے۔ صحابہؓ کے بارے میں ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ ترجمہ:۔ ان مؤمنین میں ایسے لوگ ہیں کہ انھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اُترے پھر اُن میں سے بعض تو ایسے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے (یعنی شہید ہو چکے) اور بعض ان میں اُس کے مشتاق (منتظر) ہیں (ابھی شہید نہیں ہوئے) اور اپنے ارادہ میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔ ایک جگہ ارشادِ خداوندی ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اور جو مہاجرین و انصار (ایمان لانے میں سب اُمت سے) مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ یہ بڑی کامیابی ہے ان آیات میں اللہ جل شانہٗ نے صحابہ رضؓ کی تعریف اور ان سے خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ اسی طرح احادیث میں بھی بہت کثرت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے بعد ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ کا اقتدا کیا کرو۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جس کا اتباع کیا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ محدثین کو اس حدیث میں کلام ہے اور اسی وجہ سے قاضی عیاض رحؒ پر اُس کے ذکر کرنے میں اعتراض ہے مگر ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ تعدّدِ طرق کی وجہ سے اُن کے نزدیک قابلِ اعتبار ہو یا فضائل میں ہونے کی وجہ سے ذکر کیا ہو (کیونکہ فضائل میں معمولی ضعف کی روایتیں ذکر کر دی جاتی ہیں) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے صحابہ رضؓ کی مثال کھانے میں نمک کی سی ہے کہ کھانا بغیر نمک کے اچھا نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ سے میرے صحابہ رضؓ کے بارے میں ڈرو، اُن کو ملامت کا نشانہ نہ بناؤ جو شخص اُن سے محبت رکھتا ہے میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت رکھتا ہے اور جو اُن سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے بغض رکھتا ہے۔ جو شخص ان کو اذیت دے اُس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اُس نے اللہ کو اذیت دی اور جو شخص اللہ کو اذیت دیتا ہے قریب ہے کہ پکڑ میں آ جائے۔ حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میرے صحابہ رضؓ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد کے پہاڑ کی برابر سونا خرچ کرے تو وہ ثواب کے اعتبار سے صحابہ رضؓ کے ایک مُد بلکہ آدھے مُد کی برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص صحابہ رضؓ کو گالیاں دے اُس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام آدمیوں کی لعنت نہ اُس کا فرض مقبول ہے نہ نفل۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام مخلوق میں سے میرے صحابہ رضؓ کو چھانٹا ہے اور ان میں سے چار کو ممتاز کیا ہے۔ ابوبکر رضؓ، عمر رضؓ، عثمان رضؓ، علی رضؓ ان کو میرے سب صحابہ رضؓ سے افضل قرار دیا۔ ایوب سختیانی رحؒ کہتے ہیں کہ جس شخص نے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ابو بکر رضؓ سے محبت کی اس نے دین کو سیدھا کیا اور جس نے عمر رضؓ سے محبت کی اُس نے دین کے واضح راستے کو پالیا اور جس نے عثمان رضؓ سے محبت کی وہ اللہ کے نور کے ساتھ منور ہوا جس نے علیؓ سے محبت کی اُس نے دین کی مضبوط رسّی کو پکڑ لیا۔ جو صحابہ رضؓ کی تعریف کرتا ہے وہ نفاق سے بَری ہے اور جو صحابہ رضؓ کی بے ادبی کرتا ہے وہ بدعتی، منافق، سنّت کا مخالف ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عمل قبول نہ ہو۔ یہاں تک کہ اُن سب کو محبوب رکھے اور ان کی طرف سے دل صاف ہو۔ ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اے لوگو میں ابو بکر رضؓ سے خوش ہوں تم لوگ ان کا مرتبہ پہچانو۔ میں عمر رضؓ سے علی رضؓ سے عثمان رضؓ سے طلحہ رضؓ سے زبیر رضؓ سے سعد رضؓ سے سعید رضؓ سے عبد الرحمٰن رضؓ بن عوف سے ابو عبیدہ رضؓ سے خوش ہوں۔ تم لوگ اُن کا مرتبہ پہچانو اے لوگو اللہ جل شانہٗ نے بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کی اور حدیبیہ کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کی مغفرت فرمادی۔ تم میرے صحابہ رضؓ کے بارے میں میری رعایت کیا کرو اور اُن لوگوں کے بارے میں جن کی بیٹیاں میرے نکاح میں ہیں یا میری بیٹیاں اُن کے نکاح میں ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ قیامت میں تم سے کسی قسم کے ظلم کا مطالبہ کریں کہ وہ معاف نہیں کیا جائے گا۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ میرے صحابہ رضؓ اور میرے دامادوں میں میری رعایت کیا کرو۔ جو شخص اُن کے بارے میں میری رعایت کرے گا اللہ تعالیٰ شانہٗ دنیا اور آخرت میں اُس کی حفاظت فرمائیں گے اور جو اُن کے بارے میں میری رعایت نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اُس سے بَری ہیں اور جس سے اللہ تعالیٰ بَری ہیں کیا بعید ہے کہ کسی گرفت میں آجائے۔ حضورؐ سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص صحابہ رضؓ کے بارے میں میری رعایت کرے گا میں قیامت کے دن اُس کا محافظ ہوں گا۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ جو میرے صحابہ رضؓ کے بارے میں میری رعایت رکھے گا وہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ سکے گا اور جو ان کے بارے میں میری رعایت نہ کرے گا وہ میرے پاس حوض تک نہیں پہنچ سکے گا اور مجھے صرف دور ہی سے دیکھے گا۔ سہل بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جو شخص حضورؐ کے صحابہ رضؓ کی تعظیم نہ کرے وہ حضورؐ ہی پر ایمان نہیں لایا۔ اللہ جل شانہٗ اپنے لطف و فضل سے اپنی گرفت سے اور اپنے محبوب کے عتاب سے مجھ کو اور میرے دوستوں کو میرے محسنوں کو اور ملنے والوں کو میرے مشائخ کو تلامذہ کو اور سب مومنین کو محفوظ رکھے اور ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین وعلیٰ اتباعہ واتباعہم حملۃ الدین المتین۔ تمت۔

زکریا عفی عنہ کاندھلوی

مقیم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپوری

۱۲ شوال ۱۳۵۷ھ دوشنبہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝

ترجمہ: بیشک فلاح اور کامیابی کو پہنچ گئے وہ لوگ جو اپنی نماز کو خشوع سے پڑھنے والے ہیں

فضائلِ نماز

جس میں

حضرت مولانا الحافظ الحاج محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ

کے ارشاد سے

حضرت مولانا الحافظ الحاج المحدث محمد زکریا صاحب دام فیضہم

شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے

وہ حدیثیں جمع فرمائی ہیں جن میں نماز پڑھنے کی فضیلت، نماز چھوڑنے کا عذاب، جماعت کے ثواب اور اس کے ترک کی سزائیں آئی ہیں ہر مضمون کے مناسب بزرگوں کے ذوق شوق کے واقعات بھی درج فرمائے ہیں۔

ناشر

اسلامک بک سروس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین فضائل نماز

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

خطبہ و تمہید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنَشۡکُرُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَاَتۡبَاعِہِ الۡحُمَاۃِ لِلدِّیۡنِ الۡقَوِیۡمِ وَبَعۡدُ فَھٰذِہٖ اَرۡبَعُوۡنَۃٌ فِیۡ فَضَائِلِ الصَّلٰوۃِ جَمَعۡتُھَا اِمۡتِثَالًا لِاَمۡرِ عَمِّیۡ وَصِنۡوِ اَبِیۡ رَقَاہُ اللّٰہُ اِلَی الۡمَرَاتِبِ الۡعُلۡیَا وَوَفَّقَنِیۡ وَاِیَّاہُ لِمَا یُحِبُّ وَیَرۡضٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ اس زمانہ میں دین کی طرف سے جتنی بے توجہی اور بے التفاتی کی جارہی ہے وہ محتاج بیان نہیں حتیٰ کہ اہم ترین عبادت نماز جو بالاتفاق سب کے نزدیک ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم ہے اور قیامت میں سب سے اوّل اسی کا مطالبہ ہوگا اس سے بھی نہایت غفلت اور لاپرواہی ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ دین کی طرف متوجہ کرنے والی کوئی آواز کانوں تک نہیں پہونچتی تبلیغ کی کوئی صورت بارآور نہیں ہوتی۔ تجربہ سے یہ بات خیال میں آئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات لوگوں تک پہنچانے کی سعی کی جائے۔ اگرچہ اس میں جو مزاحمتیں حائل ہیں وہ بھی مجھ سے بے بضاعت کے لیے کافی ہیں۔ تاہم امید یہ ہے کہ جو لوگ خالی الذہن ہیں اور دین کا مقابلہ نہیں کرتے ہیں یہ پاک الفاظ انشاء اللہ تعالیٰ ان پر ضرور اثر کریں گے اور کلام و صاحبِ کلام کی برکت سے نفع کی توقع ہے نیز دوسرے دوستوں کو اس میں کامیابی کی امیدیں زیادہ ہیں جن کی وجہ سے مخلصین کا اصرار بھی ہے۔ اس لئے اس رسالہ میں صرف نماز کے متعلق چند احادیث کا ترجمہ پیش کرتا ہوں چونکہ نفس تبلیغ کے متعلق بندۂ ناچیز کا ایک مضمون رسالہ فضائل تبلیغ کے نام سے شائع ہوچکا ہے اس وجہ سے اس کو سلسلہ تبلیغ کا نمبر ۲ قرار دیکر فضائل نماز کے نام سے موسوم کرتا ہوں۔ وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡہِ اُنِیۡبُ۔

نماز کے بارے میں تین قسم کے حضرات عام طور سے پائے جاتے ہیں۔ ایک جماعت وہ ہے جو سرے سے نماز ہی کی پرواہ نہیں کرتی، دوسرا گروہ وہ ہے جو نماز تو پڑھتا ہے مگر جماعت کا اہتمام نہیں کرتا، تیسرے وہ لوگ ہیں جو نماز بھی پڑھتے ہیں اور جماعت کا بھی اہتمام کرتے ہیں مگر لاپرواہی اور بُری طرح سے پڑھتے ہیں اس لئے اس رسالہ میں تینوں مضامین کی مناسبت سے تین باب ذکر کیے گئے ہیں اور ہر باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات اور ان کا ترجمہ پیش کر دیا ہے مگر ترجمہ میں وضاحت اور سہولت کا لحاظ کیا ہے لفظی ترجمہ کی زیادہ رعایت نہیں کی نیز چونکہ نماز کی تبلیغ کرنے والے اکثر اہل علم بھی ہوتے ہیں اس لیے حدیث کا حوالہ اور اس کے متعلق جو مضامین اہل علم سے تعلق رکھتے تھے وہ عربی میں لکھ دیئے گئے ہیں کہ عوام کو ان سے کچھ فائدہ نہیں ہے اور تبلیغ کرنے والے حضرات کو بسا اوقات ضرورت پڑ جاتی ہے اور ترجمہ و فوائد وغیرہ اردو میں لکھ دیئے گئے ہیں۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

باب اوّل نماز کی اہمیت کے بیان میں

اس باب میں دو فصلیں ہیں۔ فصل اوّل میں نماز کی فضیلت کا بیان ہے اور دوسری فصل میں نماز کے چھوڑنے پر جو وعید اور عتاب حدیث میں آیا ہے اس کا بیان ہے۔

فصل اوّل نماز کی فضیلت کے بیان میں

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (متفق علیہ) وقال المنذری فی الترغیب رواہ البخاری ومسلم وغیرھما عن غیر واحد من الصحابۃ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے سب سے اوّل لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اس کے بعد نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا حج کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

ف:۔ یہ پانچوں چیزیں ایمان کے بڑے اُصول اور اہم ارکان ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پاک حدیث میں بطور مثال کے اسلام کو ایک خیمہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو پانچ ستونوں پر قائم ہوتا ہے پس کلمہ شہادت خیمہ کی درمیانی لکڑی کی طرح ہے اور بقیہ چاروں ارکان بمنزلہ ان چار ستونوں کے ہیں جو چاروں کونوں پر ہوں، اگر درمیانی لکڑی نہ ہو تو خیمہ کھڑا ہو ہی نہیں سکتا، اور اگر یہ لکڑی موجود ہو چاروں طرف کے کونوں میں کوئی سی لکڑی نہ ہو تو خیمہ قائم تو ہو جائے گا لیکن جونسے کونے کی لکڑی نہیں ہوگی وہ جانب ناقص اور گری ہوئی ہوگی۔ اس پاک ارشاد کے بعد اب ہم لوگوں کو اپنی حالت پر خود ہی غور کر لینا چاہیے کہ اسلام کے اس خیمہ کو ہم نے کس درجہ تک قائم رکھا ہے اور اسلام کا کون سا رکن ایسا ہے جس کو ہم نے پورے طور پر سنبھال رکھا ہے۔ اسلام کے یہ پانچوں ارکان نہایت اہم ہیں، حتّٰی کہ اسلام کی بنیاد انھیں کو قرار دیا گیا ہے۔ اور ایک مسلمان کے لیے بحیثیت مسلمان ہونے کے ان سب کا اہتمام نہایت ضروری ہے مگر ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نے حضور سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے یہاں سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ نماز۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا ہے۔ ارشاد فرمایا، جہاد۔ ملّا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں علماء کے اس قول کی دلیل ہے کہ ایمان کے بعد سب سے مقدم نماز ہے اس کی تائید اس حدیث صحیح سے بھی ہوتی ہے جس میں ارشاد ہے الصلوٰۃ خیر موضوع یعنی بہترین عمل جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے مقرر فرمایا وہ نماز ہے۔ اھ۔ اور احادیث میں کثرت سے یہ مضمون صاف اور صحیح حدیثوں میں نقل کیا گیا کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے چنانچہ جامع صغیر میں حضرت ثوبانؓ، ابن عمرؓ، سلمہؓ، ابوامامہؓ، عبادہ رضی اللہ عنہم پانچ صحابہؓ سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے اور حضرت ابن مسعودؓ و انسؓ سے اپنے وقت پر نماز پڑھنا افضل ترین عمل نقل کیا گیا ہے[1] حضرت ابن عمرؓ اور اُمّ فروہؓ سے اول وقت نماز پڑھنا نقل کیا گیا ہے۔ مقصد سب کا قریب ہی قریب ہے۔

(۲) عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلٰوةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ كَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

(رواہ احمد باسناد حسن کذا فی الترغیب)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے اور پتّے درختوں پر سے گر رہے تھے۔ آپؐ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی اس کے پتے اور بھی گرنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوذر مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں جیسے یہ پتّے درخت سے گر رہے ہیں۔

ف: سردی کے موسم میں درختوں کے پتّے ایسی کثرت سے گرتے ہیں کہ بعضے درختوں پر ایک بھی پتہ نہیں رہتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ اخلاص سے نماز پڑھنے کا اثر بھی یہی ہے کہ سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ایک بھی نہیں رہتا۔ مگر ایک بات قابلِ لحاظ ہے۔ علماء کی تحقیق آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی وجہ سے یہ ہے کہ نماز وغیرہ عبادات سے صرف گناہ صغیرہ معاف ہوتے ہیں، کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا، اس لیے نماز کے ساتھ توبہ اور استغفار کا اہتمام بھی کرنا چاہیے اس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ البتہ حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل سے کسی کے کبیرہ گناہ بھی معاف فرمادیں تو دوسری بات ہے۔ (رواہ احمد ورجالہ محتج بہم فی الصحیح الا علی بن زید کذا فی الترغیب)

[1] جامع الصغیر

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۳) عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَاَخَذَ غُصْنًا مِّنْهَا يَابِسًا فَهَزَّهٗ حَتّٰى تَحَاتَّ وَرَقُهٗ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَا عُثْمَانَ اَلَا تَسْاَلُنِیْ لِمَ اَفْعَلُ هٰذَا قُلْتُ لِمَ تَفْعَلُهٗ قَالَ هٰكَذَا فَعَلَ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهٗ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَاَخَذَ مِنْهَا غُصْنًا يَابِسًا فَهَزَّهٗ حَتّٰى تَحَاتَّ وَرَقُهٗ فَقَالَ يَا سَلْمَانُ اَلَا تَسْاَلُنِیْ لِمَ اَفْعَلُ هٰذَا قُلْتُ وَلِمَ تَفْعَلُهٗ قَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلَّى الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ تَحَاتَّتْ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتَّ هٰذَا الْوَرَقُ وَقَالَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (رواه احمد والنسائی والطبرانی)

ابو عثمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا، انھوں نے اس درخت کی ایک خشک ٹہنی پکڑ کر اس کو حرکت دی جس سے اس کے پتے گر گئے پھر مجھ سے کہنے لگے کہ ابو عثمان تم نے مجھ سے یہ نہ پوچھا کہ میں نے یہ کیوں کیا میں نے کہا بتا دیجئے کیوں کیا انھوں نے کہا کہ میں ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا آپ نے بھی درخت کی ایک خشک ٹہنی پکڑ کر اسی طرح کیا تھا جس سے اس ٹہنی کے پتے جھڑ گئے تھے پھر حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ سلمان پوچھتے نہیں کہ میں نے اس طرح کیوں کیا۔ میں نے عرض کیا کہ بتا دیجئے کیوں کیا آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب مسلمان اچھی طرح سے وضو کرتا ہے پھر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے تو اس کی خطائیں اس سے ایسی ہی گر جاتی ہیں جیسے یہ پتے گرتے ہیں پھر آپ نے قرآن کی آیۃ اقم الصلوٰۃ طرفی النہار تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قائم کرنا نماز کو دن کے دونوں سروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں، بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں گناہوں کو، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔

ف: حضرت سلمان نے جو عمل کر کے دکھایا، یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے تعشق کی ادنیٰ مثال ہے جب کسی شخص کو کسی سے عشق ہوتا ہے اس کی ہر ادا بھاتی ہے اور اسی طرح ہر کام کے کرنے کو جی چاہا کرتا ہے جس طرح محبوب کو کرتے دیکھتا ہے۔ جو لوگ محبت کا ذائقہ چکھ چکے ہیں وہ اس کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد نقل کرنے میں اکثر ان افعال کی بھی نقل کرتے تھے جو اس ارشاد کے وقت حضور نے کیے تھے۔ نماز کا اہتمام اور اس کی وجہ سے گناہوں کا معاف ہونا جس کثرت سے روایات میں ذکر کیا گیا ہے اس کا احاطہ دشوار ہے۔ پہلے بھی متعدد روایات میں یہ مضمون گزر چکا ہے علماء نے اس کو صغیرہ گناہوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے جیسا پہلے معلوم ہو چکا۔ مگر احادیث میں صغیرہ کبیرہ کی کچھ قید نہیں ہے مطلق گناہوں کا ذکر ہے۔ میرے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم کے وقت اس کی دو وجہیں ارشاد فرمائی تھیں، ایک یہ کہ مسلمان کی شان سے یہ بعید ہے کہ اُس کے ذِمّہ کوئی کبیرہ ہو۔ اوّلاً تو اس سے گناہ کبیرہ کا صادر ہونا ہی مشکل ہے اور اگر ہو بھی گیا تو بغیر توبہ کے اس کو چین آنا مشکل ہے۔ مسلمان کی مسلمانی شان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جب اس سے کبیرہ صادر ہو جائے تو اتنے رُوپیٹ کر اس کو دھونے اس کو چین نہ آئے۔ البتہ صغیرہ گناہ ایسے ہیں کہ ان کی طرف بسا اوقات التفات نہیں ہوتا ہے اور ذمہ پر رہ جاتے ہیں جو نماز وغیرہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جو شخص اخلاص سے نماز پڑھے گا اور آداب و مستحبات کی رعایت رکھے گا وہ خود ہی نہ معلوم کتنی مرتبہ توبہ استغفار کرے گا اور نماز میں التحیات کی اخیر دُعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ میں تو توبہ و استغفار خود ہی موجود ہے۔ ان روایات میں وضو کو بھی اچھی طرح سے کرنے کا حکم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے آداب اور مستحبات کی تحقیق کر کے ان کا اہتمام کرے مثلاً ایک سنت اس کی مسواک ہی ہے جس کی طرف عام طور پر بے توجہی ہے، حالانکہ حدیث میں وارد ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے جو بلا مسواک پڑھی جائے ستر درجہ افضل ہے ایک حدیث میں وارد ہے کہ مسواک کا اہتمام کیا کرو اس میں دس فائدے ہیں۔ منہ کو صاف کرتی ہے اللہ کی رضا کا سبب ہے، شیطان کو غصہ دلاتی ہے، مسواک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں اور فرشتے محبوب رکھتے ہیں۔ مسوڑھوں کو قوت دیتی ہے۔ بلغم کو قطع کرتی ہے۔ منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے، صفرا کو دور کرتی ہے، نگاہ کو تیز کرتی ہے، منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے اور اس سب کے علاوہ یہ ہے کہ سنت ہے (منبہات ابن حجر) علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کے اہتمام میں ستر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھنا نصیب ہوتا ہے اور اس کے بالمقابل افیون کھانے میں ستر مضرتیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ یاد نہیں آتا۔ اچھی طرح وضو کرنے کے فضائل احادیث میں بڑی کثرت سے آئے ہیں۔ وضو کے اعضاء قیامت میں روشن اور چمکدار ہوں گے اور اس سے حضورؐ فوراً اپنے اُمتی کو پہچان جائیں گے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھَرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازہ پر ایک نہر جاری ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ روزانہ غسل کرتا ہو کیا اس کے

عــه دیکھو رسالہ فضائلِ مسواک۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

شَیْئٌ قَالَ فَکَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ یَمْحُوا اللّٰہُ بِھِنَّ الْخَطَایَا رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی ورواہ ابن ماجۃ من حدیث عثمان کذا فی الترغیب۔

بدن پر کچھ میل باقی رہے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا حضورؐ نے فرمایا کہ یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ جل شانہٗ ان کی وجہ سے گناہوں کو زائل کر دیتے ہیں حضرت

۲ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ کَمَثَلِ نَھْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰی بَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ مِنْہُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ رواہ مسلم کذا فی الترغیب۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس کا پانی جاری ہو اور بہت گہرا ہو اس میں روزانہ پانچ دفعہ غسل کرے۔

ف:۔ جاری پانی گندگی وغیرہ سے پاک ہوتا ہے اور پانی جتنا بھی گہرا ہوگا اتنا ہی صاف شفاف ہوگا اسی لیے اس حدیث میں اس کا جاری ہونا اور گہرا ہونا فرمایا گیا ہے اور جتنے صاف پانی سے آدمی غسل کرے گا اتنی ہی صفائی بدن پر آئے گی۔ اسی طرح نمازوں کی وجہ سے اگر آداب کی رعایت رکھتے ہوئے پڑھی جائیں تو گناہوں سے صفائی حاصل ہوتی ہے۔ جس قسم کا مضمون اور دو حدیثوں میں ارشاد ہوا ہے اس قسم کا مضمون کئی حدیثوں میں مختلف صحابہؓ سے مختلف الفاظ میں نقل کیا گیا ہے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پانچوں نمازیں درمیانی اوقات کے لیے کفارہ ہیں یعنی ایک نماز سے دوسری نماز تک جو صغیرہ گناہ ہوتے ہیں وہ نماز کی برکت سے معاف ہوجاتے ہیں۔ اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا مثلاً ایک شخص کا کوئی کارخانہ ہے جس میں وہ کچھ کاروبار کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے بدن پر کچھ گرد وغبار میل کچیل لگ جاتا ہے اور اس کے کارخانے اور مکان کے درمیان میں پانچ نہریں پڑتی ہیں جب وہ کارخانہ سے گھر جاتا ہے تو ہر نہر پر غسل کرتا ہے، اسی طرح سے پانچوں نمازوں کا حال ہے کہ جب کبھی درمیانی اوقات میں کچھ خطا لغزش وغیرہ ہوجاتی تو نمازوں میں دعا استغفار کرنے سے اللہ جل شانہٗ بالکل اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس قسم کی مثالوں سے اس امر کا سمجھا دینا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے نماز کو گناہوں کی معافی میں بہت قوی تاثیر عطا فرمائی ہے اور چونکہ مثال سے بات ذرا اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے اس لیے مختلف مثالوں سے حضورؐ نے اس مضمون کو واضح فرمایا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی اس رحمت اور وسعتِ مغفرت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور لطف وانعام اور کرم سے ہم لوگ فائدہ نہ اُٹھائیں تو کسی کا کیا نقصان ہے اپنا ہی کچھ کھوتے ہیں ہم لوگ گناہ کرتے ہیں نافرمانیاں کرتے ہیں، حکم عدولیاں کرتے ہیں، تعمیل ارشاد میں کوتاہیاں کرتے ہیں، اس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ قادر عادل بادشاہ کے یہاں ضرور سزا ہوتی اور اپنے کئے کو بھگتتے، مگر اللہ کے کرم کے قربان کہ جس نے اپنی نافرمانیاں اور حکم عدولیاں کرنے کی تلافی کا طریقہ بھی بتا دیا اگر ہم اس سے نفع حاصل نہ کریں تو ہماری حماقت ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت اور لطف تو عطا کے واسطے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص سوتے ہوئے یہ ارادہ کرے کہ تہجد پڑھوں گا اور پھر آنکھ نہ کھلے تو اس کا ثواب اس کو ملے گا اور سونا مفت میں رہا۔ کیا ٹھکانہ ہے اللہ کی دین اور عطا کا اور جو کریم اس طرح عطائیں کرتا ہو اس سے نہ لینا کتنی سخت محرومی اور کتنا زبردست نقصان ہے۔

(۵) عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهٗ أَمْرٌ فَزِعَ إِلَى الصَّلٰوةِ (اخرجہ احمد وابو داؤد وابن جریر کذا فی الدر المنثور)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تھا تو نماز کی طرف فوراً متوجہ ہوتے تھے۔

ف:۔ نماز اللہ کی بڑی رحمت ہے اس لیے ہر پریشانی کے وقت میں ادھر متوجہ ہو جانا گویا اللہ کی رحمت کی طرف متوجہ ہو جانا ہے اور جب رحمت الٰہی مساعد و مددگار ہو تو پھر کیا مجال ہے کسی پریشانی کی کہ باقی رہے بہت سی روایتوں میں مختلف طور سے یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو ہر قدم پر حضور کا اتباع فرمانے والے ہیں ان کے حالات میں بھی یہ چیز نقل کی گئی ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آندھی چلتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فوراً مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور جب تک آندھی بند نہ ہو جاتی مسجد سے نہ نکلتے۔ اسی طرح جب سورج یا چاند گرہن ہو جاتا تو حضور فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ پہلے انبیاء کا بھی یہی معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سفر میں تھے راستہ میں اطلاع ملی کہ بیٹے کا انتقال ہو گیا۔ اونٹ سے اترے دو رکعت نماز پڑھی پھر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور پھر فرمایا کہ ہم نے وہ کیا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور قرآن پاک کی آیت وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ تلاوت کی۔ ایک اور قصہ اسی قسم کا نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں ان کے بھائی قثم کے انتقال کی خبر ملی راستہ سے ایک طرف کو ہو کر اونٹ سے اترے دو رکعت نماز پڑھی اور التحیات میں بہت دیر تک دعائیں پڑھتے رہے۔ اس کے بعد اُٹھے اور اونٹ پر سوار ہوئے اور قرآن پاک کی آیت وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ

ـــــ ترغیب

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تلاوت فرمائی۔ (ترجمہ) اور مدد حاصل کرو صبر کے ساتھ اور نماز کے ساتھ، اور بیشک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے اُن پر کچھ دشوار نہیں۔ خشوع کا بیان تیسرے باب میں مفصل آتا ہے۔ انہیں کا ایک اور قصہ ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ میں سے کسی کے انتقال کی خبر لی تو سجدہ میں گر گئے کسی نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات تھی، آپ نے فرمایا کہ حضورؐ کا ہم کو یہی ارشاد ہے کہ جب کوئی حادثہ دیکھو تو سجدہ میں (یعنی نماز میں) مشغول ہو جاؤ اس سے بڑا حادثہ اور کیا ہوگا کہ ام المؤمنینؓ کا انتقال ہو گیا[1]

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو لوگ وہاں موجود تھے اُن سے فرمایا کہ میں ہر شخص کو اس سے روکتا ہوں کہ مجھے روئے اور میری روح نکل جائے تو ہر شخص وضو کرے اور اچھی طرح سے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے وضو کرے پھر مسجد میں جائے اور نماز پڑھ کر میرے واسطے استغفار کرے اس لیے کہ اللہ جل شانہٗ نے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ کا حکم فرمایا ہے اس کے بعد مجھے قبر کے گڑھے میں پہونچا دینا۔ حضرت ام کلثومؓ کے خاوند حضرت عبدالرحمٰنؓ بیمار تھے اور ایک دفعہ ایسی سکتہ کی سی حالت ہو گئی کہ سب نے انتقال ہو جانا تجویز کر لیا۔ حضرت ام کلثومؓ اٹھیں اور نماز کی نیت باندھ لی، نماز سے فارغ ہوئیں تو حضرت عبدالرحمٰنؓ کو بھی افاقہ ہوا لوگوں سے پوچھا کیا میری حالت موت کی سی ہو گئی تھی۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ چلو احکم الحاکمین کی بارگاہ میں تمہارا فیصلہ ہونا ہے وہ مجھے لے جانے لگے تو ایک تیسرے فرشتے آئے اور ان دونوں سے کہا کہ تم چلے جاؤ یہ ان لوگوں میں ہیں جن کی قسمت میں سعادت اسی وقت لکھ دی گئی تھی جب یہ ماں کے پیٹ میں تھے اور ابھی ان کی اولاد کو ان سے اور فوائد حاصل کرنے ہیں۔ اس کے بعد ایک مہینہ تک حضرت عبدالرحمٰن زندہ رہے پھر انتقال ہوا۔[2]

حضرت نضرؓ کہتے ہیں کہ دن میں ایک مرتبہ سخت اندھیرا ہو گیا، میں دوڑا ہوا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دریافت کیا کہ حضورؐ کے زمانہ میں بھی کبھی ایسی نوبت آئی ہے انہوں نے فرمایا خدا کی پناہ، حضورؐ کے زمانہ میں تو ذرا بھی ہوا تیز چلتی تھی تو ہم سب مسجدوں کو دوڑ جاتے تھے کہ کہیں قیامت تو نہیں آ گئی[3] عبداللہ بن سلامؓ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں پر کسی قسم کی تنگی پیش آتی تو ان کو نماز کا حکم فرمایا کرتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا الآیۃ۔ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس کا اہتمام کیجئے ہم آپ سے روزی کموانا نہیں چاہتے روزی تو آپ کو ہم دیں گے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس شخص کو کوئی بھی ضرورت پیش آئے دینی ہو یا دنیوی اس کا تعلق

[1] ابوداؤد [2] درمنثور [3] ابوداؤد

www.Momeen.blogspot.com

مالک الملک سے ہو یا کسی آدمی سے اس کو چاہیئے کہ بہت اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ جل شانہٗ کی حمد و ثنا کرے اور پھر درود شریف پڑھے۔ اسکے بعد یہ دعا پڑھے تو انشاء اللہ اس کی حاجت ضرور پوری ہوگی دعا یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

وَہبْ بن مُنَبِّہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے حاجتیں نماز کے ذریعہ طلب کی جاتی ہیں اور پہلے لوگوں کو جب کوئی حادثہ پیش آتا تھا وہ نماز ہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے جس پر بھی کوئی حادثہ گذرتا وہ جلدی سے نماز کی طرف رجوع کرتا۔ کہتے ہیں کوفہ میں ایک قلی تھا جس پر لوگوں کو بہت اعتماد تھا امین ہونے کی وجہ سے تاجروں کا سامان روپیہ وغیرہ بھی لے جاتا، ایک مرتبہ وہ سفر میں جا رہا تھا راستہ میں ایک شخص اس کو ملا، پوچھا کہاں کا ارادہ ہے، قلی نے کہا فلاں شہر کا وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی جانا ہے میں پاؤں چل سکتا تو تیرے ساتھ ہی چلتا کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دینار کرایہ پر مجھے خچر پر سوار کرلے۔ قلی نے اس کو منظور کر لیا وہ سوار ہوگیا۔ راستہ میں ایک دوراہہ ملا، سوار نے پوچھا کدھر کو چلنا چاہیئے۔ قلی نے شارع عام کا راستہ بتایا۔ سوار نے کہا یہ دوسرا راستہ قریب کا ہے اور جانور کے لیے بھی سہولت کا ہے کہ سبزہ اس پر خوب ہے۔ قلی نے کہا میں نے یہ راستہ دیکھا نہیں۔ سوار نے کہا کہ میں بارہا اس راستہ پر چلا ہوں قلی نے کہا اچھی بات ہے۔ اسی راستہ کو چلے۔ تھوڑی دور چل کر وہ راستہ ایک وحشتناک جنگل پر ختم ہوگیا جہاں بہت سے مُردے پڑے تھے۔ وہ شخص سواری سے اترا اور کمر سے خنجر نکال کر قلی کے قتل کرنے کا ارادہ کیا، قلی نے کہا کہ ایسا نہ کر یہ خچر اور سامان سب کچھ لے یہی تیرا مقصود ہے مجھے قتل نہ کر، اس نے نہ مانا اور قسم کھالی کہ پہلے تجھے ماروں گا پھر یہ سب کچھ لوں گا۔ اس نے بہت عاجزی کی مگر اس ظالم نے ایک بھی نہ مانی۔ قلی نے کہا اچھا مجھے دو رکعت آخری نماز پڑھنے دے، اس نے قبول کیا اور ہنس کر کہا جلدی سے پڑھ لے، ان مُردوں نے بھی یہی درخواست کی تھی مگر ان کی نماز نے کچھ بھی کام نہ دیا۔ اس قلی نے نماز شروع کی، الحمد شریف پڑھ کر سورت بھی یاد نہ آئی۔ اُدھر وہ ظالم کھڑا تقاضا کر رہا تھا کہ جلدی ختم کر بے اختیار اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ الآیۃ: یہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا جس کے سر پر چمکتا ہوا خود (لوہے کی ٹوپی) تھا اس نے نیزہ مار کر اس ظالم کو ہلاک کر دیا، جس جگہ وہ ظالم مر کر گرا آگ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کے شعلے اس جگہ سے اٹھنے لگے۔ یہ نمازی بے اختیار سجدہ میں گر گیا، اللہ کا شکر ادا کیا۔ نماز کے بعد اس سوار کی طرف دوڑا، اس سے پوچھا کہ خدا کے واسطے اتنا بتا دو کہ تم کون ہو کیسے آئے، اس نے کہا کہ میں اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ کا غلام ہوں اب تم مامون ہو جہاں چاہے جاؤ۔ یہ کہہ کر چلا گیا[1] درحقیقت نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے کہ اللہ کی رضا کے علاوہ دنیا کے مصائب سے بھی اکثر نجات کا سبب ہوتی ہے اور سکونِ قلب تو حاصل ہوتا ہی ہے۔ ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ اگر مجھے جنت کے جانے میں اور دو رکعت نماز پڑھنے میں اختیار دیدیا جائے تو میں دو رکعت ہی کو اختیار کروں گا۔ اس لیے کہ جنت میں جانا میری اپنی خوشی کے واسطے ہے اور دو رکعت نماز میں میرے مالک کی رضا ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے بڑا قابلِ رشک ہے وہ مسلمان جو ہلکا پھلکا ہو (یعنی اہل و عیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو) نماز سے وافر حصہ اس کو ملا ہو، روزی صرف گذارے کے قابل ہو جس پر صبر کر کے عمر گذار دے اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو، گمنامی میں پڑا ہو، جلدی سے مر جاوے، نہ میراث زیادہ ہو، نہ رونے والے زیادہ ہوں[2] ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے گھر میں نماز کثرت سے پڑھا کرو گھر کی خیر میں اضافہ ہوگا[3]

(۶) عَنْ اَبِیْ مُسْلِمٍ التَّغْلَبِیِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اَبِیْ اُمَامَةَ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ یَا اَبَا اُمَامَةَ اِنَّ رَجُلًا حَدَّثَنِیْ مِنْكَ اَنَّكَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ غَسَلَ یَدَیْهِ وَوَجْهَهٗ وَمَسَحَ عَلٰی رَأْسِهٖ وَاُذُنَیْهِ ثُمَّ قَامَ اِلٰی صَلٰوةٍ مَفْرُوْضَةٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ مَا مَشَتْ اِلَیْهِ رِجْلَاهُ وَقَبَضَتْ عَلَیْهِ یَدَاهُ وَسَمِعَتْ اِلَیْهِ اُذُنَاهُ وَنَظَرَتْ اِلَیْهِ عَیْنَاهُ وَحَدَّثَتْ بِهٖ نَفْسُهٗ مِنْ سُوْءٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُهٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِرَارًا رواه احمد والغالب علی سنده الحسن وتقدم له شواهد

ابو مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو امامہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا کہ مجھ سے ایک صاحب نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو حق تعالیٰ جل شانہٗ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس نے آنکھوں سے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں سب کو معاف فرما دیتے ہیں حضرت ابو امامہؓ نے فرمایا کہ میں نے یہ مضمون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

[1] نزہۃ المجالس [2] الجامع الصغیر [3] الجامع الصغیر

www.Momeen.blogspot.com

فی الوضوء کذا فی الترغیب قلت وقد روی معنی الحدیث عن ابی امامۃ بطرق فی مجمع الزوائد۔

سے کئی دفعہ سنا ہے۔

ف:۔ یہ مضمون بھی کئی صحابہؓ سے نقل کیا گیا ہے چنانچہ حضرت عثمانؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ صنابحی، حضرت عمروؓ بن عبسہ وغیرہ حضرات سے مختلف الفاظ کے ساتھ متعدد روایات میں ذکر کیا گیا ہے اور جو حضرات اہلِ کشف ہوتے ہیں ان کو گناہوں کا زائل ہوجانا محسوس بھی ہوجاتا ہے چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ وضو کا پانی گرتے ہوئے یہ محسوس فرمالیتے تھے کہ کونسا گناہ اس میں دُھل رہا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا گیا ہے کہ کسی شخص کو اس بات سے مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس گھمنڈ پر کہ نماز سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں گناہوں پر جرأت نہیں کرنا چاہیئے اس لیے کہ ہم لوگوں کی نماز اور عبادات جیسی ہوتی ہیں ان کو اگر حق تعالیٰ جل شانہٗ اپنے لطف اور کرم سے قبول فرمالیں تو ان کا لطف و احسان و انعام ہے ورنہ ہماری عبادتوں کی حقیقت ہمیں خوب معلوم ہے۔ اگرچہ نماز کا یہ اثر ضروری ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں مگر ہماری نماز بھی اس قابل ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس وجہ سے گناہ کرنا کہ میرا مالک کریم ہے معاف کرنے والا ہے انتہائی بے غیرتی ہے اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ کوئی شخص یوں کہے کہ اپنے ان بیٹوں سے جو فلاں کام کریں درگذر کرتا ہوں تو وہ نالائق بیٹے اس وجہ سے کہ باپ نے درگذر کرنے کو کہہ دیا ہے جان جان کر اس کی نافرمانیاں کریں۔

(۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ کَانَ رَجُلَانِ مِنْ بَلِیٍّ حَیٌّ مِنْ قُضَاعَةَ اَسْلَمَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتُشْهِدَ اَحَدُهُمَا وَاُخِّرَ الْاٰخَرُ سَنَةً قَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ فَرَاَیْتُ الْمُؤَخَّرَ مِنْهُمَا اُدْخِلَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الشَّهِیْدِ فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ فَاَصْبَحْتُ فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلَیْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَهٗ رَمَضَانَ وَصَلّٰی سِتَّةَ اٰلَافِ رَکْعَةٍ وَکَذَا وَکَذَا رَکْعَةً

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو صحابی ایک ساتھ مسلمان ہوئے ان میں سے ایک صاحب جہاد میں شہید ہوگئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا ان شہید سے بھی پہلے جنت میں داخل ہوگئے تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ شہید کا درجہ تو بہت اونچا ہے وہ پہلے جنت میں داخل ہوتے میں نے حضورؐ سے خود عرض کیا، یا کسی اور نے عرض کیا تو حضورِ اقدس

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

صلوٰۃ سنۃ رواہ احمد باسناد حسن ورواہ ابن ماجۃ وابن حبان فی صحیحہ والبیھقی کلھم عن طلحۃ بنحوہ اطول منہ وزاد ابن ماجۃ وابن حبان فی اٰخرہ فلما بینھما اطول ما بین السماء والارض کذا فی الترغیب ولفظ احمد فی النسخۃ التی بایدینا او کذا وکذا رکعۃ بلفظ او وفی الدر اخرجہ مالک واحمد والنسائی وابن خزیمۃ والحاکم وصححہ والبیھقی فی شعب الایمان عن عامر بن سعد قال سمعت سعدا وناسا من الصحابۃ یقولون کان رجلان اخوان فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان احدھما افضل من الاٰخر فتوفی الذی ھو افضلھما ثم عمر الاٰخر بعدہ اربعین لیلۃ الحدیث وقد اخرج ابو داؤد بمعنی حدیث الباب من حدیث عبید بن خالد بلفظ قتل احدھما ومات الاٰخر بعدہ بجمعۃ الحدیث۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جن صاحب کا بعد میں انتقال ہوا ان کی نیکیاں نہیں دیکھیں کتنی زیادہ ہوگئیں ایک رمضان المبارک کے پورے روزے بھی ان کے زیادہ ہوئے اور چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں نماز کی ایک سال میں ان کی بڑھ گئیں۔

ف:۔ اگر ایک سال کے تمام مہینے انتیس دن کے لگائے جائیں اور صرف فرض اور وتر کی بیس رکعتیں شمار کی جائیں تب بھی چھ ہزار نو سو ساٹھ رکعتیں ہوتی ہیں اور جتنے مہینے تیس دن کے ہوں گے بیس بیس رکعتوں کا اضافہ ہوتا رہے گا۔ اور سنتیں اور نوافل بھی شمار کیے جائیں تو کیا ہی پوچھنا ابن ماجہ میں یہ قصہ اور بھی مفصل آیا ہے اس میں حضرت طلحہؓ جو خواب دیکھنے والے ہیں وہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ساتھ آئے اور اکٹھے ہی مسلمان ہوئے۔ ایک صاحب بہت زیادہ مستعد اور ہمت والے تھے وہ ایک لڑائی میں شہید ہوگئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوں اور وہ دونوں صاحب بھی وہاں ہیں۔ اندر سے ایک شخص آئے اور ان صاحب کو جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا اندر جانے کی اجازت ہوگئی اور جو صاحب شہید ہوئے تھے وہ کھڑے رہ گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر اندر سے ایک شخص آئے اور ان شہید کو بھی اجازت ہوگئی اور مجھ سے یہ کہا کہ تمہارا ابھی وقت نہیں آیا تم واپس چلے جاؤ۔ میں نے صبح کو لوگوں سے اپنے خواب کا تذکرہ کیا۔ سب کو اس پر تعجب ہوا کہ ان شہید کو بعد میں کیوں اجازت ہوئی۔ ان کو تو پہلے ہونی چاہیے تھی۔ آخر حضور سے لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ شہید بھی ہوئے اور بہت زیادہ مستعد اور ہمت والے بھی تھے اور جنت میں یہ دوسرے صاحب پہلے داخل ہوگئے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کیا انھوں نے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ایک سال عبادت زیادہ نہیں کی، عرض کیا بے شک کی۔ ارشاد فرمایا، کیا انہوں نے پورے ایک رمضان کے روزے ان سے زیادہ نہیں رکھے، عرض کیا گیا بے شک رکھے۔ ارشاد فرمایا کہ کیا انہوں نے اتنے اتنے سجدے ایک سال کی نمازوں کے زیادہ نہیں کئے۔ عرض کیا گیا بے شک کئے حضورؐ نے فرمایا پھر تو ان دونوں میں آسمان زمین کا فرق ہو گیا۔ اھ۔

اس نوع کے قصے کئی لوگوں کے ساتھ پیش آئے۔ ابو داؤد شریف میں دو صحابہؓ کا قصہ اسی قسم کا صرف آٹھ دن کے فرق سے ذکر کیا گیا ہے کہ دوسرے صاحب کا انتقال ایک ہفتہ بعد ہوا پھر بھی وہ جنت میں پہلے داخل ہو گئے۔ حقیقت میں ہم لوگوں کو اس کا اندازہ نہیں کہ نماز کتنی قیمتی چیز ہے۔ آخر کوئی تو بات ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بتلائی ہے۔ حضورؐ کی آنکھ کی ٹھنڈک جو انتہائی محبت کی علامت ہے معمولی چیز نہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو بھائی تھے ان میں سے ایک چالیس روز پہلے انتقال کر گئے، دوسرے بھائی کا چالیس روز بعد انتقال ہوا پہلے بھائی زیادہ بزرگ تھے، لوگوں نے ان کو بہت بڑھانا شروع کر دیا حضورؐ نے ارشاد فرمایا کیا دوسرے بھائی مسلمان نہ تھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ بے شک مسلمان تھے مگر معمولی درجہ میں تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ ان چالیس دن کی نمازوں نے ان کو کس درجہ تک پہونچا دیا ہے۔ نماز کی مثال ایک میٹھی اور گہری نہر کی سی ہے جو دروازہ پر جاری ہو آدمی پانچ دفعہ اس میں نہاتا ہو تو اس کے بدن پر کیا میل رہ سکتا ہے اس کے بعد پھر دوبارہ حضورؐ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ اس کی نمازوں نے جو بعد میں پڑھی گئیں اس کو کس درجہ تک پہونچا دیا[1]

(۸) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يُبْعَثُ مُنَادٍ عِنْدَ حَضْرَةِ كُلِّ صَلٰوةٍ فَيَقُوْلُ يَا بَنِيْ اٰدَمَ قُوْمُوْا فَاطْفِئُوْا مَا اَوْقَدْتُمْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَيَقُوْمُوْنَ فَيَتَطَهَّرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ الظُّهْرَ فَيُغْفَرُ لَهُمْ مَا بَيْنَهُمَا فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَتَمَةُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَيَنَامُوْنَ فَمُدْلِجٌ فِيْ خَيْرٍ وَّمُدْلِجٌ فِيْ شَرٍّ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد اٹھو اور جہنم کی اس آگ کو جسے تم نے (گناہوں کی بدولت) اپنے اوپر جلانا شروع کر دیا ہے بجھاؤ۔ چنانچہ (دیندار لوگ) اٹھتے ہیں وضو کرتے ہیں ظہر کی نماز پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے اُن کے گناہوں کی (صبح سے ظہر تک کی) مغفرت کر دی جاتی ہے اسی طرح پھر عصر کے وقت پھر

[1] (قال المنذری رواہ مالک واللفظ لہ واحمد باسناد حسن والنسائی وابن خزیمۃ فی صحیحہ)

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

رواہ الطبرانی فی الکبیر کذا فی الترغیب۔ مغرب کے وقت پھر عشاء کے وقت (غرض ہر نماز کے وقت یہی صورت ہوتی ہے) عشاء کے بعد لوگ سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں، اس کے بعد اندھیری میں بعض لوگ برائیوں (زنا کاری بدکاری چوری وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں اور بعض لوگ بھلائیوں (نماز وظیفہ ذکر وغیرہ) کی طرف چلنے لگتے ہیں۔

فائدہ:۔ حدیث کی کتابوں میں بہت کثرت سے یہ مضمون آیا ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے لطف سے نماز کی بدولت گناہوں کو معاف فرماتے ہیں اور نماز میں چونکہ استغفار خود موجود ہے جیسا کہ اوپر گذرا اس لئے صغیرہ اور کبیرہ ہر قسم کے گناہ اس میں داخل ہو جاتے ہیں بشرطیکہ دل سے گناہوں پر ندامت ہو خود حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ جیسا کہ حدیث ۳ میں گذرا۔

حضرت سلمانؓ ایک بڑے مشہور صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب عشاء کی نماز ہو لیتی ہے تو تمام آدمی تین جماعتوں میں منقسم ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ جماعت ہے جس کے لیے یہ رات نعمت ہے اور کمائی اور بھلائی ہے یہ وہ حضرات ہیں جو رات کی فرصت کو غنیمت سمجھتے ہیں اور جو لوگ اپنے راحت و آرام اور سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں تو یہ لوگ نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں ان کی رات ان کیلیے اجر و ثواب بن جاتی ہے، دوسری وہ جماعت ہے جس کے لیے رات وبال ہے عذاب ہے، یہ وہ جماعت ہے جو رات کی تنہائی اور فرصت کو غنیمت سمجھتی ہے اور گناہوں میں مشغول ہو جاتی ہے ان کی رات ان پر وبال بن جاتی ہے تیسری وہ جماعت ہے جو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتی ہے اس کے لیے نہ وبال ہے نہ کمائی نہ کچھ گیا نہ آیا۔[1]

(۹) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ تَعَالٰى إِنِّيْ افْتَرَضْتُ عَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَعَهِدْتُ عِنْدِيْ عَهْدًا أَنَّهُ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ فِيْ عَهْدِيْ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِيْ كذا فی الدر المنثور وعزاه لابی داؤد وابن ماجة وفيه ايضا اخرج مالك وابن ابی شيبة واحمد وابو داؤد والنسائی

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے یہ فرمایا کہ میں نے تمہاری اُمت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اس کا میں نے اپنے لیے عہد کر لیا ہے کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے اس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جو ان نمازوں کا اہتمام نہ کرے تو مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

ف:۔ ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون اور

[1] در منثور

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

۵ ابن ماجۃ وابن حبان والبیھقی عن عبادۃ بن الصامت فذکر معنی حدیث الباب مرفوعًا باطول منہ۔

ونا حت سے آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جو شخص ان میں لاپروائی سے کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے اچھی طرح وضو کرے اور وقت پر ادا کرے خشوع خضوع سے پڑھے حق تعالیٰ شانہٗ کا عہد ہے کہ اس کو جنت میں ضرور داخل فرمائیں گے اور جو شخص ایسا نہ کرے اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد اس سے نہیں، چاہے اس کی مغفرت فرمائیں چاہے عذاب دیں۔ کتنی بڑی فضیلت ہے نماز کی کہ اس کے اہتمام سے اللہ کے عہد میں اور ذمہ داری میں آدمی داخل ہو جاتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ معمولی سا حاکم یا دولت مند کسی شخص کو اطمینان دلادے یا کسی مطالبہ کا ذمہ دار ہو جائے یا کسی قسم کی ضمانت کرلے تو وہ کتنا مطمئن اور خوش ہوتا ہے اور اس حاکم کا کس قدر احسان مند اور گرویدہ بن جاتا ہے۔ یہاں ایک معمولی عبادت پر جس میں کچھ مشقت بھی نہیں ہے مالک الملک دو جہاں کا بادشاہ عہد کرتا ہے پھر بھی لوگ اس چیز سے غفلت اور لاپروائی کرتے ہیں اس میں کسی کا کیا نقصان ہے اپنی ہی کم نصیبی اور اپنا ہی ضرر ہے۔

(۶) عَنْ اِبْنِ سَلْمَانَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَہٗ قَالَ لَمَّا فَتَحْنَا خَیْبَرَ اَخْرَجُوْا غَنَائِمَھُمْ مِنَ الْمَتَاعِ وَالسَّبْیِ فَجَعَلَ النَّاسُ یَتَبَایَعُوْنَ غَنَائِمَھُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ رَبِحْتُ رِبْحًا مَارَبِحَ الْیَوْمَ مِثْلَہٗ اَحَدٌ مِّنْ اَھْلِ الْوَادِیْ قَالَ وَیْحَکَ وَمَا رَبِحْتَ قَالَ مَازِلْتُ اَبِیْعُ وَاَبْتَاعُ حَتّٰی رَبِحْتُ ثَلٰثَمِائَۃِ اُوْقِیَّۃٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اُنَبِّئُکَ بِخَیْرِ رَجُلٍ رَبِحَ قَالَ مَاھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ رَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ۔ اخرجہ ابوداؤد وسکت عنہ المنذری۔

ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ لڑائی میں جب خیبر کو فتح کر چکے تو لوگوں نے اپنے مال غنیمت کو نکالا جس میں متفرق سامان تھا اور قیدی تھے اور خرید و فروخت شروع ہوگئی (کہ ہر شخص اپنی ضروریات خریدنے لگا۔ دوسری زائد چیزیں فروخت کرنے لگا) اتنے میں ایک صحابیؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے آج کی اس تجارت میں اس قدر نفع ہوا کہ ساری جماعت میں سے کسی کو بھی اتنا نفع نہیں مل سکا حضورؐ نے تعجب سے پوچھا کہ کتنا کمایا، انھوں نے عرض کیا کہ حضورؐ میں سامان خریدتا رہا اور بیچتا رہا جس میں تین سو اوقیہ چاندی نفع میں بچی حضورؐ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں بہترین نفع کی چیز بتاؤں۔ انہوں نے عرض کیا حضورؐ ضرور بتائیں، ارشاد فرمایا کہ فرض نماز کے بعد دو رکعت نفل۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فائدہ: ایک اُوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے اور ایک درم تقریباً چار آنہ کا۔ تو اس حساب سے تین ہزار روپیہ ہوا جس کے مقابلہ میں دوجہان کے بادشاہ کا ارشاد ہے کہ یہ کیا نفع ہوا۔ حقیقی نفع وہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے والا اور کبھی نہ ختم ہونے والا ہے۔ اگر حقیقت میں ہم لوگوں کے ایمان ایسے ہی ہو جائیں اور دو رکعت نماز کے مقابلہ میں تین ہزار روپے کی وقعت نہ رہے تو پھر واقعی زندگی کا لطف ہے اور حق یہ ہے کہ نماز ہے ہی ایسی دولت۔ اسی وجہ سے حضورِ اقدس سید البشر فخرِ رسل نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بتلائی ہے اور وصال کے وقت آخری وصیت جو فرمائی ہے اس میں نماز کے اہتمام کا حکم فرمایا ہے (کنز العمال) متعدد حدیثوں میں اس کی وصیت مذکور ہے۔ منجملہ ان کے حضرت اُمِّ سلمہؓ کہتی ہیں کہ آخری وقت میں جب زبان مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل رہے تھے اس وقت بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور غلاموں کے حقوق کی تاکید فرمائی تھی۔ حضرت علیؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا کہ آخری کلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کی تاکید اور غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کا حکم تھا (جامع صغیر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک مرتبہ جہاد کے لیے لشکر بھیجا جو بہت ہی جلدی واپس لوٹ آیا اور ساتھ ہی بہت سارا مالِ غنیمت لے کر آیا۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنی ذراسی مدت میں ایسی بڑی کامیابی اور مال و دولت کے ساتھ واپس آگیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بھی کم وقت میں اس مال سے بہت زیادہ غنیمت اور دولت کمانے والی جماعت بتاؤں یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز میں جماعت میں شریک ہوں اور آفتاب نکلنے تک اسی جگہ بیٹھے رہیں آفتاب نکلنے کے بعد (جب مکروہ وقت جو تقریباً بیس منٹ رہتا ہے نکل جائے) تو دو رکعت (اشراق کی) نماز پڑھیں۔ یہ لوگ بہت تھوڑے سے وقت میں بہت زیادہ دولت کمانے والے ہیں حضرت شقیق بلخیؒ مشہور صوفی اور بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزیں تلاش کیں ان کو پانچ جگہ پایا۔ روزی کی برکت چاشت کی نماز میں ملی اور قبر کی روشنی تہجد کی نماز میں ملی منکر نکیر کے سوال کا جواب طلب کیا تو اس کو قرأت میں پایا اور پل صراط کا سہولت سے پار ہونا روزہ اور صدقہ میں پایا۔ اور عرش کا سایہ خلوت میں پایا (نزہۃ المجالس) حدیث کی کتابوں میں نماز کے بارے میں بہت ہی تاکید اور بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں اُن سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے تبرکاً چند احادیث کا صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے:۔

(۱) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ نے میری امت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا (۲) نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو (۳) آدمی کے اور شرک کے درمیان نماز ہی حائل ہے (۴) اسلام کی علامت نماز ہے جو شخص دل کو فارغ کرکے اور اوقات اور مستحبات کی رعایت رکھ کر نماز پڑھے وہ مومن ہے (۵) حق تعالیٰ شانہ نے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کوئی چیز ایمان اور نماز سے افضل فرض نہیں کی اگر اس سے افضل کسی اور چیز کو فرض کرتے تو فرشتوں کو اس کا حکم دیتے، فرشتے دن رات کوئی رکوع میں ہے کوئی سجدے میں (۶) نماز دین کا ستون ہے (۷) نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے (۸) نماز مومن کا نور ہے (۹) نماز افضل جہاد ہے (۱۰) جب آدمی نماز میں داخل ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف پوری توجہ فرماتے ہیں وہ جب نماز سے ہٹ جاتا تو وہ بھی توجہ ہٹا لیتے ہیں (۱۱) جب کوئی آفت آسمان سے اترتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹ جاتی ہے (۱۲) اگر آدمی کسی وجہ سے جہنم میں جاتا ہے تو اس کی آگ سجدے کی جگہ کو نہیں کھاتی (۱۳) اللہ نے سجدہ کی جگہ کو آگ پر حرام فرما دیا ہے (۱۴) سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک وہ نماز ہے جو وقت پر پڑھی جائے (۱۵) اللہ جل شانہ کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ پسند ہے کہ اس کو سجدہ میں پڑا ہوا دیکھیں کہ پیشانی زمین سے رگڑ رہا ہے (۱۶) اللہ جل شانہ کے ساتھ آدمی کو سب سے زیادہ قرب سجدہ میں ہوتا ہے (۱۷) جنت کی کنجیاں نماز ہیں۔ (۱۸) جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ جل شانہ کے اور اس نمازی کے درمیان کے پردے ہٹ جاتے ہیں جب تک کہ کھانسی وغیرہ میں مشغول نہ ہو (۱۹) نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہی رہے تو کھلتا ہی ہے (۲۰) نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا درجہ ہے بدن میں (۲۱) نماز دل کا نور ہے جو اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے (نماز کے ذریعہ سے) بنالے (۲۲) جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد خشوع و خضوع سے دو یا چار رکعت نماز فرض یا نفل پڑھ کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اللہ تعالیٰ شانہ معاف فرماتے ہیں (۲۳) زمین کے جس حصہ پر نماز کے ذریعہ سے اللہ کی یاد کی جاتی ہے وہ حصہ زمین کے دوسرے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے (۲۴) جو شخص دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ وہ دعا قبول فرما لیتے ہیں خواہ فوراً ہو یا کسی مصلحت سے کچھ دیر کے بعد مگر قبول ضرور فرماتے ہیں (۲۵) جو شخص تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے جس کو اللہ اور اس کے فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے تو اس کو جہنم کی آگ سے بری ہونے کا پروانہ مل جاتا ہے (۲۶) جو شخص ایک فرض نماز ادا کرے اللہ جل شانہ کے یہاں ایک مقبول دعا اس کی ہو جاتی (۲۷) جو پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہے ان کے رکوع و سجود اور وضو وغیرہ کو اہتمام کے ساتھ اچھی طرح سے پورا کرتا رہے جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے اور دوزخ اس پر حرام ہو جاتی ہے (۲۸) مسلمان جب تک پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے شیطان اس سے ڈرتا رہتا ہے اور جب وہ نمازوں میں کوتاہی کرنے لگتا ہے تو شیطان کو اس پر جرأت ہو جاتی ہے اور اس کے بہکانے کی طمع کرنے لگتا ہے (۲۹) سب سے افضل عمل اول وقت نماز پڑھنا ہے (۳۰) نماز ہر متقی کی قربانی ہے۔ (۳۱) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز کو اول وقت پڑھنا ہے (۳۲) صبح کو جو شخص نماز کو جاتا ہے اس کے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے اور جو بازار کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے (۳۳) ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ تہجد کی چار رکعتوں کا (۳۴) ظہر سے پہلے چار رکعتیں تہجد کی چار رکعتوں کے برابر شمار ہوتی ہیں (۳۵) جب آدمی نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو رحمتِ الٰہیہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے (۳۶) افضل ترین نماز آدھی رات کی ہے، مگر اس کے پڑھنے والے بہت ہی کم ہیں (۳۷) میرے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے اور کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ کتنا ہی آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرنا ہے اور جس سے چاہے محبت کریں آخر ایک دن اس سے جدا ہونا ہے اور آپ جس قسم کا بھی عمل کریں (بھلا یا برا) اس کا بدلہ ضرور ملے گا اس میں کوئی تردد نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد کی نماز ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے استغنا ہے (۳۸) آخیر رات کی دو رکعتیں تمام دنیا سے افضل ہیں۔ اگر مجھے مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو اُمت پر فرض کر دیتا (۳۹) تہجد ضرور پڑھا کرو کہ تہجد صالحین کا طریقہ ہے اور اللہ کے قرب کا سبب ہے تہجد گناہوں سے روکتا ہے اور خطاؤں کی معافی کا ذریعہ ہے اس سے بدن کی تندرستی بھی ہوتی ہے (۴۰) حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے کہ اے آدم کی اولاد تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کروں گا۔

حدیث کی کتابوں میں بہت کثرت سے نماز کے فضائل اور ترغیبیں ذکر کی گئی ہیں۔ چالیسؔ کے عدد کی رعایت سے اتنے پر کفایت کی گئی کہ اگر کوئی شخص ان کو حفظ یاد کرلے تو چالیسؔ حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت حاصل کرلے گا۔ حق یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہے کہ اس کی قدر وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ جل شانہٗ نے اس کا مزہ چکھا دیا ہو اسی دولت کی وجہ سے حضورؐ نے اپنی آنکھ کی ٹھنڈک اس میں فرمائی اور اسی لذت کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کا اکثر حصہ نماز ہی میں گزار دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیت فرمائی اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی متعدد احادیث میں ارشاد نبویؐ نقل کیا گیا اِتَّقُوا اللّٰہَ فِی الصَّلٰوۃِ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ تمام اعمال میں مجھے نماز سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد نبوی پر گذرا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، مجھے بھی شوق ہوا حضورؐ کے پیچھے نیت باندھ لی۔ حضورؐ سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے، میں نے خیال کیا کہ سَو آیتوں پر رکوع کر دیں گے مگر جب وہ گذر گئیں اور رکوع نہ کیا تو میں نے سوچا کہ دوسَو پر رکوع کریں گے مگر وہاں بھی نہ کیا تو مجھے خیال ہوا کہ سورۃ کے ختم ہی پر کریں گے جب سورۃ ختم ہوئی تو حضورؐ نے کئی مرتبہ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ پڑھا اور سورۂ آل عمران شروع کر دی میں سوچ میں پڑ گیا۔ آخر میں نے خیال کیا کہ آخر اس کے

ختم پر تو رکوع کریں ہی گے۔ حضورؐ نے اس کو ختم فرمایا اور تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ پڑھا اور سورہ مائدہ شروع کر دی اس کو ختم کر کے رکوع کیا اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھتے رہے اور اُس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھتے تھے جو سمجھ میں نہ آیا۔ اُس کے بعد اسی طرح سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی بھی پڑھتے رہے اس کے ساتھ بھی کچھ پڑھتے تھے۔ اس کے بعد دوسری رکعت میں سورۂ انعام شروع کر دی میں حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھنے کی ہمت نہ کر سکا اور مجبور ہو کر چلا آیا۔ پہلی رکعت میں تقریباً پانچ سی پارے ہوئے اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا جو نہایت اطمینان سے تجوید اور ترتیل کے ساتھ ایک ایک آیت جدا جدا کر کے پڑھتے تھے ایسی صورت میں کتنی لانبی رکعت ہوئی ہوگی۔ انھیں وجوہ سے آپ کے پاؤں پر نماز پڑھتے پڑھتے ورم آجاتا تھا مگر جس چیز کی لذت دل میں اتر جاتی ہے اس میں مشقت اور تکلیف دشوار نہیں رہتی ابو اسحٰق سبیعیؒ مشہور محدث ہیں سو برس کی عمر میں انتقال فرمایا اس پر افسوس کیا کرتے تھے کہ بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے نماز کا لطف جاتا رہا۔ دو رکعتوں میں دو سورتیں سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھی جاتی ہیں زیادہ نہیں پڑھا جاتا۔ (تہذیب التہذیب) یہ دو سورتیں بھی پونے چار پاروں کی ہیں۔ محمد بن سماک فرماتے ہیں کہ کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا اس کے ایک لڑکا تھا جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا اور رات بھر نماز میں اور شوقیہ اشعار میں رہتا تھا وہ سوکھ کر ایسا ہو گیا کہ صرف ہڈی اور چمڑہ رہ گیا، اس کے والد نے مجھ سے کہا کہ تم اس کو ذرا سمجھاؤ، میں ایک مرتبہ اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا وہ سامنے سے گزرا میں نے اس کو بلایا وہ آیا سلام کر کے بیٹھ گیا۔ میں نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ وہ کہنے لگا، چچا شاید آپ محنت کی کمی کا مشورہ دیں گے۔ چچا جان میں نے اس محلّے کے چند لڑکوں کے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ دیکھیں کون شخص عبادت میں زیادہ کوشش کرے، انھوں نے کوشش اور محنت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلا لیے گئے جب وہ بلائے گئے تو بڑی خوشی اور سرور کے ساتھ گئے ان میں سے میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا، میرا عمل دن میں دو بار ان پر ظاہر ہوتا ہوگا وہ کیا کہیں گے جب اس میں کوتاہی پائیں گے، چچا جان اُن جوانوں نے بڑے بڑے مجاہدے کیے ان کی محنتیں اور مجاہدے بیان کرنے لگا جن کو سن کر ہم لوگ متحیر رہ گئے۔ اس کے بعد وہ لڑکا اُٹھ کر چلا گیا تیسرے دن ہم نے سُنا کہ وہ بھی رخصت ہو گیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (نزہۃ) اب بھی اس گئے گزرے زمانے میں اللہ کے بندے ایسے دیکھے جاتے ہیں جو رات کا اکثر حصّہ نماز میں گزار دیتے ہیں اور دن میں دین کے دوسرے کاموں تبلیغ و تعلیم میں منہمک رہتے ہیں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام نامی سے کون شخص ہندوستان میں ناواقف ہوگا ان کے ایک خلیفہ مولانا عبدالواحدؒ لاہوری نے ایک دن ارشاد فرمایا کیا جنّت میں نماز نہ ہوگی۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت جنت میں نماز کیوں ہو وہ تو اعمال کے بدلہ کی جگہ ہے نہ کہ عمل کرنے کی اس پر ایک آہ کھینچی اور رونے لگے اور فرمایا کہ بغیر نماز کے جنت میں کیونکر گزرے گی۔ ایسے ہی لوگوں سے دنیا قائم ہے اور زندگی کو وصول کرنے والی حقیقت میں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

یہی مبارک ہستیاں ہیں۔ اللہ جل شانہٗ اپنے لطف اور اپنے پر مر مٹنے والوں کے طفیل اس رُو سیاہ کو بھی نواز دے تو اس کے لطف عام سے کیا بعید ہے۔ ایک پُر لطف قصہ پر اس فصل کو ختم کرتا ہوں حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے حضورؐ کے پاس چند صحابہ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارشاد فرمایا آپ نے سچ فرمایا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں آپ کے چہرہ کو دیکھنا اپنے مال کو آپ پر خرچ کرنا اور یہ کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا سچ ہے اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں اَمر بِالمعرُوف نَہی عَنِ المُنکَر (اچھے کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا) اور پرانا کپڑا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا آپ نے سچ کہا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں، بھوکوں کو کھانا کھلانا، ننگوں کو کپڑا پہنانا۔ اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا آپ نے سچ فرمایا اور مجھے تین چیزیں پسند ہیں، مہمان کی خدمت، گرمی کا روزہ اور دشمن پر تلوار۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ مجھے حق تعالیٰ شانہٗ نے بھیجا ہے اور فرمایا کہ اگر میں (یعنی جبرئیل) دنیا والوں میں ہوتا تو بتاؤں مجھے کیا پسند ہوتا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا بتاؤ۔ عرض کیا بھولے ہوؤں کو راستہ بتانا، غریب عبادت کرنے والوں سے محبت رکھنا اور عیال دار مفلسوں کی مدد کرنا اور اللہ جل جلالہٗ کو بندوں کی تین چیزیں پسند ہیں (اللہ کی راہ میں) طاقت کا خرچ کرنا (مال سے ہو یا جان سے) اور (گناہ پر) ندامت کے وقت رونا اور فاقہ پر صبر کرنا۔

حافظ ابن قیم زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز روزی کو کھینچنے والی ہے صحت کی محافظ ہے، بیماریوں کو دفع کرنے والی ہے، دل کو تقویت پہونچاتی، چہرہ کو خوبصورت اور منور کرتی ہے، جان کو فرحت پہونچاتی ہے، اعضاء میں نشاط پیدا کرتی ہے، کاہلی کو دفع کرتی ہے، شرح صدر کا سبب ہے، روح کی غذا ہے، دل کو منور کرتی ہے، اللہ کے انعام کی محافظ ہے اور عذابِ الٰہی سے حفاظت کا سبب ہے شیطان کو دور کرتی ہے اور رحمٰن سے قُرب پیدا کرتی ہے۔ غرض رُوح اور بدن کی صحت کی حفاظت میں اس کو خاص دخل ہے اور دونوں چیزوں میں اس کی عجیب تاثیر ہے۔ نیز دنیا اور آخرت کی مضرتوں کے دور کرنے میں اور دونوں جہان کے منافع پیدا کرنے میں اس کو بہت خصوصیت ہے۔

دوسری فصل نماز کے چھوڑنے پر جو وعید و عتاب حدیث میں آیا ہے اسکا بیان

حدیث کی کتابوں میں نماز نہ پڑھنے پر بہت سخت عذاب ذکر کئے گئے ہیں۔ نمونے کے طور پر چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔ سچی خبر دینے والے کا ایک ارشاد بھی سمجھ دار کے لیے کافی تھا مگر حضور اقدس صلی اللہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

علیہ وسلم کی شفقت کے قربان کہ آپ نے کئی کئی طرح سے اور بار بار اس چیز کی طرف متوجہ فرمایا کہ ان کے نام لیوا اُن کی اُمت کہیں اس میں کوتاہی نہ کرنے لگے۔ پھر افسوس ہے ہمارے حال پر کہ ہم حضورؐ کے اس اہتمام کے باوجود نماز کا اہتمام نہیں کرتے اور بے غیرتی اور بے حیائی سے اپنے کو اُمتی اور متبعِ رسولؐ اور اسلام کا دھنی بھی سمجھتے ہیں۔

(۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ رواہ احمد ومسلم وَقَالَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ ابوداؤد والنسائی ولفظہ لیس بین العبد وبین الکفر الا ترک الصلٰوۃ والترمذی ولفظہ قال بین الکفر والایمان ترک الصلٰوۃ وابن ماجۃ ولفظہ قال بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ کذا فی الترغیب للمنذری وقال السیوطی فی الدر لحدیث جابر اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ ثم قال واخرج ابن ابی شیبۃ واحمد وابوداؤد والترمذی وصححہ والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ عَنْ بُرَيْدَةَ مَرْفُوْعًا اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ بندہ کو اور کفر کو ملانے والی چیز صرف نماز چھوڑنا ہے ایک جگہ ارشاد ہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

فائدہ: اس قسم کا مضمون اور بھی کئی حدیثوں میں آیا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ ابر کے دن نماز جلدی پڑھا کرو کیونکہ نماز چھوڑنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ ابر کی وجہ سے وقت کا پتہ نہ چلے اور نماز قضا ہو جائے اس کو بھی نماز کا چھوڑنا ارشاد فرمایا کتنی سخت بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے چھوڑنے والے پر کفر کا حکم لگاتے ہیں گو علماء نے اس حدیث کو انکار کے ساتھ مقید فرمایا ہے مگر حضورؐ کے ارشاد کی فکر اتنی سخت چیز ہے کہ جس کے دل میں ذرا بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وقعت اور حضورؐ کے ارشاد کی اہمیت ہو گی اس کے لیے یہ ارشادات نہایت سخت ہیں اس کے علاوہ بڑے بڑے صحابہؓ جیسا کہ حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ حضرات کا مذہب یہی ہے کہ بلا عذر جان کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے۔ ائمہ میں سے حضرت امام احمد بن حنبل اسحٰق بن راہویہؒ ابن مبارکؒ کا بھی یہی مذہب نقل کیا جاتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ[1]

(۲) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضؓ قَالَ اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِ

حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سات نصیحتیں کیں جن میں

---

[1] ترغیب۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

خِصَالٍ فَقَالَ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتُمْ اَوْ حُرِّقْتُمْ اَوْ صُلِّبْتُمْ وَلَا تَتْرُكُوا الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدِيْنَ فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ وَلَا تَرْكَبُوا الْمَعْصِيَةَ فَاِنَّهَا سَخَطُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّهَا رَأْسُ الْخَطَايَا كُلِّهَا الحديث رواه الطبرانی ومحمد بن نصر فی کتاب الصلٰوة باسنادین لاباس بهما کذا فی الترغیب وهکذا ذکره السیوطی فی الدر المنثور وعزاه الیهما وفی المشکٰوة بروایة ابن ماجة عن ابی الدرداء نحوه۔

سے چار یہ ہیں اوّل یہ کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ بناؤ چاہے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جاویں یا تم جلادئے جاؤ یا سولی چڑھا دئے جاؤ۔ دوسرے یہ کہ جان کر نماز نہ چھوڑو جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب سے نکل جاتا ہے تیسری یہ کہ اللہ کی نافرمانی نہ کرو کہ اس سے حق تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ شراب نہ پیو کہ وہ ساری خطاؤں کی جڑ ہے۔

ف:۔ ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو الدرداءؓ بھی اس قسم کا مضمون فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ کرنا خواہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جاویں یا آگ میں جلا دیا جائے۔ دوسری نماز جان کر چھوڑنا جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ شانہ بری الذمہ ہیں۔ تیسری شراب نہ پینا کہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

(۳) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ مَكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ وَّاِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ وَاِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَكَ النَّاسُ وَاِنْ اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ فَاثْبُتْ وَاَنْفِقْ عَلٰى اَهْلِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَّاَخِفْهُمْ فِی اللّٰهِ رواه احمد والطبرانی فی الکبیر واسناد احمد صحیح

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں کی وصیت فرمائی (۱) یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے (۲) والدین کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھے اس کا حکم کریں کہ بیوی کو چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کر دے (۳) فرض نماز جان کر نہ چھوڑنا جو شخص فرض نماز جان کر چھوڑ دیتا ہے اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے (۴) شراب نہ پینا کہ یہ ہر برائی اور فحش کی جڑ ہے (۵) اللہ کی نافرمانی نہ کرنا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر نازل ہوتا ہے (۶) لڑائی میں نہ بھاگنا چاہے سب ساتھی مر جائیں (۷) اگر کسی جگہ وبا پھیل جاوے (جیسے طاعون وغیرہ) تو وہاں سے نہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وسلم من الانقطاع فان عبد الرحمٰن ابن جبیر لم یسمع من معاذ لذا فی الترغیب والیهما عزاه السیوطی فی الدر ولم یذکر الانقطاع ثم قال واخرج الطبرانی عن امیمة مولاة رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت کنت اصب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وضوءه فدخل رجل فقال اوصنی فقال لاتشرك بالله شیئا وان قطعت اوحرقت ولاتعقن والدیك وان امراك ان تخلی من اهلك ودنیاك فتخله ولاتشربن خمرا فانه مفتاح کل شر ولاتترکن صلوٰة متعمدا فمن فعل ذالك فقد برأت منه ذمة الله ورسوله

بھاگنا (۸) اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا (۹) تنبیہ کے واسطے ان پر سے لکڑی نہ ہٹانا (۱۰) اللہ تعالیٰ سے ان کو ڈراتے رہنا۔

ف: لکڑی نہ ہٹانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سے بے فکر نہ ہوں کہ باپ تنبیہ نہیں کرتا اور مارتا نہیں جو چاہے کرتے رہو بلکہ ان کو حدود شرعیہ کے تحت میں کبھی کبھی مارتے رہنا چاہیے کہ بغیر مار کے اکثر تنبیہ نہیں ہوتی۔ آج کل اولاد کو شروع میں تو محبت کے جوش میں تنبیہ نہیں کی جاتی۔ جب وہ بری عادتوں میں پختہ ہو جاتے ہیں تو پھر روتے پھرتے ہیں حالانکہ یہ اولاد کے ساتھ محبت نہیں سخت دشمنی ہے کہ اس کو بری باتوں سے روکا نہ جائے اور مار پیٹ کو محبت کے خلاف سمجھا جائے۔ کون سمجھدار اس کو گوارا کر سکتا ہے کہ اولاد کے پھوڑے پھنسی کو بڑھایا جائے اور اس وجہ سے کہ نشتر لگانے سے زخم اور تکلیف ہوگی عملِ جراحی نہ کرایا جائے بلکہ لاکھ بچہ روئے منہ بنائے بھاگے بہر حال نشتر لگانا ہی پڑتا ہے۔ بہت سی حدیثوں میں حضور کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ بچہ کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم کرو اور دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو[1] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بچوں کی نماز کی نگرانی کیا کرو اور اچھی باتوں کی ان کو عادت ڈالو۔ حضرت لقمان حکیم کا ارشاد ہے کہ باپ کی مار اولاد کے لیے ایسی ہے جیسا کہ کھیتی کے لیے پانی[2] حضورؐ کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو تنبیہ کرے یہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے[3] ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر غلہ کا ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت کرے جو گھر والوں کو تنبیہ کے واسطے گھر میں کوڑا لٹکائے رکھے[4] ایک حدیث میں ارشاد ہے کوئی باپ اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھا طریقہ تعلیم کرے[5]

(۴) عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعٰوِیَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةٌ فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ رواه ابن حبان فی صحیحه کذا فی الترغیب زاد السیوطی فی الدر والنسائی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہو گئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔

[1] در [2] در منثور [3] جامع صغیر [4] ایضاً [5] ایضاً

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ایضاقلت ورواہ احمد مسندا۔

ف:- نماز کا ضائع کرنا اکثر یا بال بچوں کی وجہ سے ہوتا ہے کہ ان کی خیر خبر میں مشغول رہے یا مال و دولت کمانے کے لالچ میں ضائع کی جاتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز کا ضائع کرنا انجام کے اعتبار سے ایسا ہی ہے گویا بال بچے اور مال و دولت سب ہی چھین لیا گیا اور اکیلا کھڑا رہ گیا یعنی جتنا خسارہ اور نقصان اس حالت میں ہے اتنا ہی نماز کے چھوڑنے میں ہے یا جس قدر رنج و صدمہ اس حالت میں ہو اتنا ہی نماز کے چھوٹنے میں ہونا چاہئے۔ اگر کسی شخص سے کوئی معتبر آدمی یہ کہدے اور اسے یقین آجائے کہ فلاں راستہ لٹتا ہے اور جو رات کو اس راستہ سے جاتا ہے تو ڈاکو اس کو قتل کر دیتے ہیں اور مال چھین لیتے ہیں تو کون بہادر ہے کہ اس راستہ سے رات کو چلے۔ رات تو درکنار دن کو بھی مشکل سے اس راستہ کو چلے گا مگر اللہ کے سچے رسول ؐ کا یہ پاک ارشاد ایک دو نہیں کئی کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور ہم مسلمان حضور ؐ کے سچے ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹی زبانوں سے کرتے ہیں مگر اس پاک ارشاد کا ہم پر اثر کیا ہے ہر شخص کو معلوم ہے۔

(۵) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَنْ جَمَعَ بَیْنَ صَلٰوتَیْنِ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَقَدْ اَتٰی بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْکَبَائِرِ رواہ الحاکم وقال حنش ھو ابن قیس ثقہ وقال الحافظ بل واہ بمرۃ لا نعلم احدا وثقہ غیر حصین بن نمیر کذا فی الترغیب زاد السیوطی فی الدر للترمذی ایضا وذکر فی اللآلی لہ شواھد وکذا فی التعقبات وقال الحدیث اخرجہ الترمذی وقال حنش ضعیف ضعفہ احمد وغیرہ والعمل علی ھذا عند اھل العلم فاشار بذلک الی ان الحدیث اعتضد بقول اھل العلم وقد صرح غیر واحد بان من دلیل صحۃ الحدیث قول اھل العلم بہ وان لم یکن لہ اسناد یعتمد علی مثلہ اھ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دو نمازوں کو بلا کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہونچ گیا۔

ف:- حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور ؐ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزوں میں تاخیر نہ کر ایک نماز جب اس کا وقت ہو جائے دوسری جنازہ جب تیار ہو جائے۔ تیسری بے نکاحی عورت جب اس کے جوڑ کا خاوند مل جائے۔ (یعنی فوراً نکاح کر دینا) بہت سے لوگ جو اپنے کو دیندار بھی سمجھتے ہیں اور گویا نماز کے پابند بھی سمجھے جاتے ہیں وہ کئی کئی نمازیں معمولی بہانہ سے سفر کا ہو، دوکان کا ہو، ملازمت کا ہو گھر آکر اکٹھی ہی پڑھ لیتے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہے کہ بلا کسی عذر بیماری

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وغیرہ کے نماز کو اپنے وقت پر نہ پڑھا جاوے۔ گو بالکل نماز نہ پڑھنے کی برابر گناہ نہ ہو۔ لیکن بے وقت پڑھنے کا بھی سخت گناہ ہے اس سے خلاصی نہ ہوئی۔

(۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَّهُ نُوْرٌ وَّلَا بُرْهَانٌ وَّلَا نَجَاةٌ وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ اخرجه احمد وابن حبان والطبرانی کذا فی الدر المنثور للسیوطی وقال الهیثمی رواه احمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجال احمد ثقات وقال ابن حجر فی الزواجر اخرجه احمد بسند جید وزاد فیه قارون ایضا مع فرعون وغیره وکذا زاده فی منتخب الکنز بروایة ابن نصر والمشکوٰة ایضا بروایة احمد والدارمی والبیهقی فی الشعب وابن القیم فی کتب الصلوٰة۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی اور نجات کا سبب ہوگی اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اس کے لیے قیامت کے دن نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ۔ اس کا حشر فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

فائدہ:۔ فرعون کو تو ہر شخص جانتا ہے کہ کس درجہ کا کافر تھا حتیٰ کہ خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور ہامان اس کے وزیر کا نام ہے اور اُبی بن خلف مکہ کے مشرکین میں سے بڑا سخت دشمن اسلام تھا ہجرت سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک گھوڑا پالا ہے اس کو بہت کچھ کھلاتا ہوں اس پر سوار ہو کر (نعوذ باللہ) تم کو قتل کروں گا۔ حضور ؐ نے ایک مرتبہ اس سے فرمایا تھا کہ انشاء اللہ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا۔ اُحد کی لڑائی میں وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر وہ آج بچ گئے تو میری خیر نہیں۔ چنانچہ حملہ کے ارادہ سے وہ حضور ؐ کے قریب پہنچ گئے۔ صحابی ؓ نے ارادہ بھی فرمایا کہ دور ہی سے اس کو نمٹا دیں۔ حضور ؐ نے ارشاد فرمایا کہ آنے دو جب وہ قریب ہوا تو حضور ؐ نے ایک صحابی کے ہاتھ میں سے برچھا لے کر اس کے مارا جو اس کی گردن پر لگا اور ہلکا سا خراش اس کی گردن پر آ گیا مگر اس کی وجہ سے گھوڑے سے لڑھکتا ہوا گرا اور کئی مرتبہ گرا۔ اور بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں پہونچ گیا اور چلاتا تھا کہ خدا کی قسم مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کر دیا کفار نے اس کو اطمینان دلایا کہ معمولی خراش ہے کوئی فکر کی بات نہیں۔ مگر وہ کہتا تھا کہ محمد ؐ نے مکہ میں کہا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مر جاتا۔ لکھتے ہیں کہ اس کے چلانے کی آواز ایسی ہو گئی تھی جیسا کہ بیل کی ہوتی ہے۔ ابو سفیان نے جو اس لڑائی میں بڑے زور وں پر تھا اس کو شرم دلائی کہ اس ذرا سی خراش سے اتنا چلاتا ہے۔ اس نے کہا تجھے خبر بھی ہے کہ یہ کس نے ماری ہے یہ محمدؐ کی مار ہے مجھے اس سے جس قدر تکلیف ہو رہی ہے لات اور عزیٰ (دو مشہور بتوں کے نام ہیں) کی قسم اگر یہ تکلیف سارے حجاز والوں کو تقسیم کر دی جائے تو سب ہلاک ہو جائیں۔ محمدؐ نے مجھ سے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ میں نے اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ میں ان کے ہاتھ سے ضرور مارا جاؤں گا، میں ان سے چھوٹ نہیں سکتا اگر وہ اس کہنے کے بعد مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں اس سے بھی مر جاتا۔ چنانچہ مکہ مکرمہ پہونچنے سے ایک دن پہلے وہ راستہ ہی میں مر گیا۔ہم مسلمانوں کے لیے نہایت غیرت اور عبرت کا مقام ہے کہ ایک کافر پکے کافر اور سخت دشمن کو تو حضورؐ کے ارشاد کے سچا ہونے کا اس قدر یقین ہو کہ اس کو اپنے مارے جانے میں ذرا بھی تردد یا شک نہ تھا لیکن ہم لوگ حضورؐ کو نبی ماننے کے باوجود حضورؐ کو سچا ماننے کے باوجود حضورؐ کے ارشادات کو یقینی کہنے کے باوجود حضورؐ کے ساتھ محبت کے دعوے کے باوجود حضورؐ کی امت میں ہونے پر فخر کے باوجود کتنے ارشادات پر عمل کرتے ہیں اور جن چیزوں میں حضورؐ نے عذاب بتائے ہیں ان سے کتنا ڈرتے ہیں کتنا کانپتے ہیں یہ ہر شخص کے اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنے کی بات ہے۔ کوئی دوسرا کسی کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے۔ ابن حجرؒ نے کتاب الزواجر میں قارون کا بھی فرعون وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کے ساتھ حشر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اکثر ان ہی وجوہ سے نماز میں سستی ہوتی ہے جو ان لوگوں میں پائی جاتی تھیں۔ پس اگر اس کی وجہ مال و دولت کی کثرت ہے تو قارون کے ساتھ حشر ہوگا اور حکومت و سلطنت ہے تو فرعون کے ساتھ۔ اور وزارت (یعنی ملازمت یا مصاحبت) ہے تو ہامان کے ساتھ اور تجارت ہے تو ابی بن خلف کے ساتھ اور جب ان لوگوں کے ساتھ اس کا حشر ہو گیا تو پھر جس قسم کے بھی عذاب احادیث میں وارد ہوئے خواہ وہ حدیثیں متکلم فیہ ہوں ان میں کوئی اشکال نہیں رہا کہ جہنم کے عذاب سخت سے سخت ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کو اپنے ایمان کی وجہ سے ایک نہ ایک دن ان سے خلاصی ہو جائے گی اور وہ لوگ ہمیشہ کے لیے اس میں رہیں گے۔ لیکن خلاصی ہونے تک کا زمانہ کیا کچھ ہنسی کھیل ہے نہ معلوم کتنے ہزار برس ہوں گے۔

(۷) قَالَ بَعْضُهُمْ وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ اَنَّ مَنْ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کا اہتمام

لہ خمیس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حَافَظَ عَلَى الصَّلٰوةِ اَكْرَمَهُ اللهُ تَعَالٰى بِخَمْسِ
خِصَالٍ يَرْفَعُ عَنْهُ ضِيْقَ الْعَيْشِ وَعَذَابَ
الْقَبْرِ وَيُعْطِيْهِ اللهُ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَيَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ
كَالْبَرْقِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَمَنْ
تَهَاوَنَ عَنِ الصَّلٰوةِ عَاقَبَهُ اللهُ بِخَمْسَ عَشَرَةَ
عُقُوْبَةً خَمْسَةٌ فِى الدُّنْيَا وَثَلٰثَةٌ عِنْدَ الْمَوْتِ
وَثَلٰثٌ فِىْ قَبْرِهٖ وَثَلٰثٌ عِنْدَ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْقَبْرِ
فَاَمَّا اللَّوَاتِىْ فِى الدُّنْيَا فَالْاُوْلٰى تُنْزَعُ الْبَرَكَةُ مِنْ
عُمْرِهٖ وَالثَّانِيَةُ تُمْحٰى سِيْمَاءُ الصَّالِحِيْنَ مِنْ
وَجْهِهٖ وَالثَّالِثَةُ كُلُّ عَمَلٍ يَعْمَلُهٗ لَا يَاْجُرُهُ
اللهُ عَلَيْهِ وَالرَّابِعَةُ لَا يُرْفَعُ لَهٗ دُعَاءٌ اِلَى السَّمَاءِ
وَالْخَامِسَةُ لَيْسَ لَهٗ حَظٌّ فِىْ دُعَاءِ الصَّالِحِيْنَ
وَاَمَّا الَّتِىْ تُصِيْبُهٗ عِنْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ يَمُوْتُ
ذَلِيْلًا وَالثَّانِيَةُ يَمُوْتُ جُوْعًا وَالثَّالِثَةُ
يَمُوْتُ عَطْشَانًا وَلَوْ سُقِىَ بِحَارَ الدُّنْيَا مَا رُوِىَ
مِنْ عَطْشِهٖ وَاَمَّا الَّتِىْ تُصِيْبُهٗ فِىْ قَبْرِهٖ فَالْاُوْلٰى
يُضَيِّقُ عَلَيْهِ الْقَبْرُ حَتّٰى تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ وَ
الثَّانِيَةُ يُوْقَدُ عَلَيْهِ الْقَبْرُ نَارًا فَيَتَقَلَّبُ عَلَى
الْجَمْرِ لَيْلًا وَّنَهَارًا وَالثَّالِثَةُ يُسَلَّطُ عَلَيْهِ
فِىْ قَبْرِهٖ ثُعْبَانٌ اِسْمُهُ الشُّجَاعُ الْاَقْرَعُ عَيْنَاهُ
مِنْ نَارٍ وَاَظْفَارُهٗ مِنْ حَدِيْدٍ طُوْلُ
كُلِّ ظُفْرٍ مَسِيْرَةُ يَوْمٍ يُكَلِّمُ الْمَيِّتَ
يَقُوْلُ اَنَا الشُّجَاعُ الْاَقْرَعُ وَصَوْتُهٗ مِثْلُ
الرَّعْدِ الْقَاصِفِ يَقُوْلُ اَمَرَنِىْ رَبِّىْ اَنْ
اَضْرِبَكَ عَلٰى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِلٰى بَعْدِ

کرتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ پانچ طرح سے اس کا اکرام و
اعزاز فرماتے ہیں ایک یہ کہ اس پر سے رزق کی
تنگی ہٹا دی جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس سے
عذاب قبر ہٹا دیا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ قیامت کو
اس کے اعمالنامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں
گے (جن کا حال سورۃ الحاقہ میں مفصل مذکور ہے
کہ جن لوگوں کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ دیئے
جائیں گے وہ نہایت خوش و خرم ہر شخص کو
دکھاتے پھریں گے) اور چوتھے یہ کہ پل صراط پر
سے بجلی کی طرح گذر جائیں گے۔ پانچویں یہ کہ
حساب سے محفوظ رہیں گے اور جو شخص نماز
میں سستی کرتا ہے اس کو پندرہ طریقہ سے عذاب
ہوتا ہے۔ پانچ طرح دنیا میں، اور تین طرح سے
موت کے وقت اور تین طرح قبر میں اور تین
طرح قبر سے نکلنے کے بعد دنیا کے پانچ تو یہ ہیں
اول یہ کہ اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی
دوسرے یہ کہ صلحا کا نور اس کے چہرہ سے ہٹا دیا جاتا
ہے تیسرے یہ کہ اس کے نیک کاموں کا اجر ہٹا دیا
جاتا ہے۔ چوتھے اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں
پانچویں یہ کہ نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا
استحقاق نہیں رہتا اور موت کے وقت کے تین
عذاب یہ ہیں کہ اول ذلت سے مرتا ہے۔ دوسرے
بھوکا مرتا ہے، تیسرے پیاس کی شدت میں موت
آتی ہے اگر سمندر بھی پی لے تو پیاس نہیں بجھتی۔
قبر کے تین عذاب یہ ہیں اول اس پر قبر اتنی تنگ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَاَضْرِبُكَ عَلٰى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ الظُّهْرِ اِلَى الْعَصْرِ وَاَضْرِبُكَ عَلٰى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلَى الْمَغْرِبِ وَاَضْرِبُكَ عَلٰى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ اِلَى الْعِشَاءِ وَ اَضْرِبُكَ عَلٰى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلَى الْفَجْرِ فَكُلَّمَا ضَرَبَهٗ ضَرْبَةً يَغُوْصُ فِى الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا فَلَا يَزَالُ فِى الْقَبْرِ مُعَذَّبًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاَمَّا الَّتِىْ تُصِيْبُهٗ عِنْدَ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْقَبْرِ فِىْ مَوْقِفِ الْقِيٰمَةِ فَشِدَّةُ الْحِسَابِ وَسَخَطُ الرَّبِّ وَدُخُوْلُ النَّارِ

وَفِىْ رِوَايَةٍ فَاِنَّهٗ يَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَعَلٰى وَجْهِهٖ ثَلٰثَةُ اَسْطُرٍ مَكْتُوْبَاتٍ اَلسَّطْرُ الْاَوَّلُ يَا مُضَيِّعَ حَقِّ اللّٰهِ اَلسَّطْرُ الثَّانِىْ يَا مَخْصُوْصًا بِغَضَبِ اللّٰهِ اَلثَّالِثُ كَمَا ضَيَّعْتَ فِى الدُّنْيَا حَقَّ اللّٰهِ فَاٰيِسْ الْيَوْمَ اَنْتَ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ وَمَا ذُكِرَ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مِنْ تَفْصِيْلِ الْعَدَدِ لَا يُطَابِقُ جُمْلَةَ الْخَمْسَ عَشَرَةَ لِاَنَّ الْمُفَصَّلَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ فَقَطْ فلعل الراوی نسی الخامس عشر کذا فی الزواجر لابن حجر المکی قلت وھو کذٰلك فان ابا اللیث السمرقندی ذکر الحدیث فی قرۃ العیون فجعل ستۃ فی الدنیا فقال الخامسۃ تمقتہ الخلائق فی الدار الدنیا والسادس لیس لہ حظ فی دعاء الصالحین ثم ذکر الحدیث بتمامہ ولم یعزہ الی احد وفی تنبیہ الغافلین للشیخ نصر بن

ہو جاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ دوسرے قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے تیسرے قبر میں ایک سانپ اس پر ایسی شکل کا مُسلّط ہوتا ہے جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں اور ناخن لوہے کے اتنے لانبے کہ ایک دن پورا چل کر ان کے ختم تک پہونچا جائے۔ اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے میرے رب نے تجھ پر مسلط کیا ہے کہ تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے آفتاب کے نکلنے تک مارے جاؤں اور ظہر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے عصر تک مارے جاؤں، اور پھر عصر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے غروب تک اور مغرب کی نماز کی وجہ سے عشاء تک اور عشاء کی نماز کی وجہ سے صبح تک مارے جاؤں جب وہ ایک دفعہ اس کو مارتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ مُردہ ستّر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے۔ اسی طرح قیامت تک اس کو عذاب ہوتا رہے گا اور قبر سے نکلنے کے بعد کے تین عذاب یہ ہیں۔ ایک حساب سختی سے کیا جائے گا دوسرے حق تعالیٰ شانہٗ کا اس پر غصہ ہوگا تیسرے جہنّم میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ کل میزان چودہ ہوئی ممکن ہے کہ پندرھواں بھول سے رہ گیا ہو اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کے چہرہ پر تین سطریں لکھی ہوتی ہیں پہلی سطر او اللہ کے حق کو ضائع کرنے والے دوسری سطر او اللہ کے غصّہ کے ساتھ مخصوص تیسری سطر جیسا کہ تو نے دنیا میں اللہ کے حق کو ضائع کیا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

محمد بن ابراهيم السمرقندی يقال من داوم على الصلوٰة الخمس فى الجماعة اعطاه الله خمس خصال ومن تهاون بها فى الجماعة عاقبه الله باثنى عشر خصلة ثلثة فى الدنيا وثلثة عند الموت و ثلثة فى القبر وثلثة يوم القيٰمة ثم ذكر نحوها ثم قال وروى عن ابى ذر عن النبى صلى الله عليه وسلم نحو هذا وذكر السيوطى فى ذيل اللالى بعد ما اخرج بمعناه من تخريج ابن النجار فى تاريخ بغداد بسنده الى ابى هريرة قال فى الميزان هذا حديث باطل ركبه محمد بن على بن عباس على ابى بكر بن زياد النيسابورى قلت لكن ذكر الحافظ فى المنبهات عن ابى هريرة مرفوعا الصلوٰة عماد الدين وفيها عشر خصال الحديث ذكرته فى الهداية وذكر الغزالى فى دقائق الاخبار بنحو هذا اتم منه وقال من حافظ عليها اكرمه الله بخمس عشرة الخ مفصلاً

آج تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اگرچہ عام کتب حدیث میں مجھے نہیں ملی لیکن اس میں جتنی قسم کے ثواب اور عذاب ذکر کئے گئے ہیں ان کی اکثر تائید بہت سی روایات سے ہوتی ہے جن میں سے بعض پہلے گذر چکے اور بعض آگے آرہے ہیں۔ اور پہلی روایات میں بے نمازی کا اسلام سے نکل جانا بھی مذکور ہے تو پھر جس قدر عذاب ہو تھوڑا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ جو کچھ مذکور ہے اور آئندہ آرہا ہے وہ سب اس فعل کی سزا ہے اس کے مستحق سزا ہونے کے بعد اور اس دفعہ کی فرد جرم کے ساتھ ہی ارشاد خداوندی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ کہ اللہ تعالیٰ شرک کی تو معافی نہیں فرمائیں گے۔ اس کے علاوہ جس کی دل چاہے معافی فرما دیں گے۔ اس آیت شریفہ اور اس جیسی آیات اور احادیث کی بنا پر اگر معاف فرما دیں تو زہے قسمت، احادیث میں آیا ہے کہ قیامت میں تین عدالتیں ہیں ایک کفر و اسلام کی، اس میں بالکل بخشش نہیں دوسری حقوق العباد کی، اس میں حق والے کا حق ضرور دلایا جائے گا چاہے اس سے لیا جائے جس کے ذمہ ہے یا اس کو معاف فرمانے کی مرضی ہو تو اپنے پاس سے دیا جائے گا تیسری عدالت اللہ تعالیٰ کے اپنے حقوق کی ہے اس میں بخشش کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اس بنا پر یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اپنے افعال کی سزائیں تو یہی ہیں جو احادیث میں وارد ہوئیں لیکن مراحم خسروانہ اس سے بالاتر ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بعض قسم کے عذاب اور ثواب احادیث میں آئے ہیں۔ بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد صحابہؓ سے دریافت فرماتے کہ کسی نے کوئی خواب

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قریب ہوتی ہے اور زکوٰۃ دائیں جانب اور روزہ بائیں جانب اور باقی جتنے بھلائی کے کام کئے تھے وہ پاؤں کی جانب ہوجاتے ہیں اور ہر طرف سے اس کا احاطہ کرلیتے ہیں کہ اس کے قریب تک کوئی نہیں پہونچ سکتا۔ فرشتے دور ہی کھڑے ہوکر سوال کرتے ہیں[1] ایک صحابی رضؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کے گھر والوں پر خرچ کی کچھ تنگی ہوتی تو آپ ان کو نماز کا حکم فرماتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کا اہتمام کرتے رہئے ہم آپ سے روزی (کموانا) نہیں چاہتے روزی تو ہم دیں گے اور بہترین انجام پرہیزگاری ہی کا ہے"۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں میں نے حضورؐ سے سنا کہ قیامت کے دن سارے آدمی ایک جگہ جمع ہوں گے اور فرشتہ جو بھی آواز دے گا سب کو سنائی دے گی اس وقت اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جو راحت اور تکلیف میں ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے تھے، یہ سن کر ایک جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوجائے گی۔ پھر اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جو راتوں کو عبادت میں مشغول رہتے تھے اور ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے تھے پھر ایک جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوجائے گی۔ پھر اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی۔ پھر ایک جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوجائے گی۔ ایک اور حدیث میں بھی یہی قصہ آیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ اعلان ہوگا آج محشر والے دیکھیں گے کہ کریم لوگ کون ہیں اور اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارتی مشاغل اللہ کے ذکر اور نماز سے نہیں روکتے تھے[2]۔ شیخ نصرؒ سمرقندی نے تنبیہ الغافلین میں بھی یہ حدیث لکھی ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ جب یہ حضرات بغیر حساب کتاب چھوٹ چکیں گے تو جہنم سے ایک (عنق) لمبی گردن ظاہر ہوگی جو لوگوں کو پھاندتی ہوئی چلی آئے گی اس میں دو چمکدار آنکھیں ہوں گی اور نہایت فصیح زبان ہوگی، وہ کہے گی کہ میں ہر اس شخص پر مسلط ہوں جو متکبر بد مزاج ہو۔ اور مجمع میں سے ایسے لوگوں کو اس طرح چن لے گی جیسا کہ جانور دانہ چگتا ہے ان سب کو چن کر جہنم میں پھینک دے گی اس کے بعد پھر اسی طرح دوبارہ نکلے گی اور کہے گی کہ اب میں ہر اس شخص پر مسلط ہوں جس نے اللہ کو اور اس کے رسولؐ کو ایذا دی۔ اُن لوگوں کو بھی جماعت سے چن کرلے جائے گی۔ اس کے بعد سہ بارہ پھر نکلے گی اور اس مرتبہ تصویر والوں کو چن کرلے جائے گی۔ اس کے بعد جب یہ تینوں قسم کے آدمی مجمع سے چھٹ جائیں گے تو حساب کتاب شروع ہوگا کہتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں شیطان آدمیوں کو نظر آجاتا تھا ایک

[1] درمنثور [2] ایضاً

Visit : www.Momeen.blogspot.com

صاحب نے اس سے کہا کہ کوئی ترکیب ایسی بتا کہ میں بھی تجھ جیسا ہو جاؤں۔ شیطان نے کہا کہ ایسی فرمائش تو آج تک مجھ سے کسی نے بھی نہیں کی تجھے اس کی کیا ضرورت پیش آئی۔ انہوں نے کہا میرا دل چاہتا ہے۔ شیطان نے کہا اس کی ترکیب یہ ہے کہ نماز میں سستی کر اور قسم کھانے میں ذرا پرواہ نہ کر۔ جھوٹی سچی ہر طرح کی قسمیں کھایا کر۔ ان صاحب نے کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی نماز نہ چھوڑوں گا اور کبھی قسم نہ کھاؤں گا۔ شیطان نے کہا کہ تیرے سوا مجھ سے چال کے ساتھ کسی نے کچھ نہیں لیا میں نے بھی عہد کر لیا کہ آدمی کو کبھی نصیحت نہیں کروں گا۔

حضرت اُبیؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اس اُمت کو رفعت و عزت اور دین کے فروغ کی بشارت دو لیکن دین کے کسی کام کو جو شخص دنیا کے واسطے کرے آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں [1] ایک حدیث میں آیا ہے حضورؐ اقدس ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ شانہٗ کی بہترین صورت میں زیارت کی مجھ سے ارشاد ہوا کہ محمدؐ، مَلَاِ اَعْلٰی والے یعنی فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا مجھے تو علم نہیں، تو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھ دیا جس کی ٹھنڈک سینہ کے اندر تک محسوس ہوئی اور اس کی برکت سے تمام عالم مجھ پر منکشف ہو گیا پھر مجھ سے ارشاد فرمایا اب بتاؤ فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ درجہ بلند کرنے والی چیزوں میں اور ان چیزوں میں جو گناہوں کو کفارہ ہو جاتی ہیں اور جماعت کی نماز کی طرف جو قدم اُٹھتے ہیں ان کے ثواب میں۔ اور سردی کے وقت وضو کو اچھی طرح سے کرنے کے فضائل میں اور ایک نماز کے بعد سے دوسری نماز تک انتظار میں بیٹھے رہنے کی فضیلت میں۔ جو شخص ان کا اہتمام کرے گا بہترین حالت میں زندگی گذارے گا اور بہترین حالت میں مرے گا۔ متعدد احادیث میں آیا ہے حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں اے ابن آدم تو دن کے شروع میں میرے لیے چار رکعت پڑھ لیا کر، میں تمام دن کے تیرے کام بنا دیا کروں گا۔

تنبیہ الغافلین میں ایک حدیث میں لکھی ہے کہ نماز اللہ کی رضا کا سبب ہے فرشتوں کی محبوب چیز ہے انبیاءؑ کی سنت ہے اس سے معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے۔ دعا قبول ہوتی ہے۔ رزق میں برکت ہوتی ہے، یہ ایمان کی جڑ ہے، بدن کی راحت ہے۔ دشمن کے لیے ہتھیار ہے۔ نمازی کے لیے سفارشی ہے۔ قبر میں چراغ ہے اور اس کی وحشت میں دل بہلانے والی ہے۔ منکر نکیر کے سوال کا جواب ہے اور قیامت کی دھوپ میں سایہ ہے اور اندھیرے میں روشنی ہے۔ جہنّم کی آگ کے لیے آڑ ہے۔ اعمال کی ترازو کا بوجھ ہے پل صراط پر جلدی سے گذارنے والی ہے جنّت کی کنجی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں حضرت

---

[1] ترغیب

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عثمان غنی رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص نماز کی محافظت کرے اوقات کی پابندی کے ساتھ اس کا اہتمام کرے حق تعالیٰ شانہٗ نو چیزوں کے ساتھ اس کا اکرام فرماتے ہیں اول یہ کہ اس کو خود محبوب رکھتے ہیں، دوسرے تندرستی عطا فرماتے ہیں، تیسرے فرشتے اس کی حفاظت فرماتے ہیں، چوتھے اس کے گھر میں برکت عطا فرماتے ہیں، پانچویں اس کے چہرہ پر صُلحاء کے انوار ظاہر ہوتے ہیں چھٹے اس کا دل نرم فرماتے ہیں، ساتویں وہ پُل صراط پر بجلی کی طرح سے گذر جائے گا، آٹھویں جہنم سے نجات فرما دیتے ہیں، نویں جنت میں ایسے لوگوں کا پڑوس نصیب ہوگا جن کے بارے میں لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ الآیۃ وارد ہے۔ یعنی قیامت میں نہ ان کو کوئی خوف ہوگا۔ نہ وہ غمگین ہوں گے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس خوبیاں ہیں۔ چہرہ کی رونق ہے، دل کا نور ہے، بدن کی راحت اور تندرستی کا سبب ہے، قبر کا اُنس ہے، اللہ کی رحمت اترنے کا ذریعہ ہے، آسمان کی کنجی ہے، اعمالناموں کی ترازو کا وزن ہے (کہ اس سے نیک اعمال کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے) اللہ کی رضا کا سبب ہے۔ جنت کی قیمت ہے اور دوزخ کی آڑ ہے جس شخص نے اس کو قائم کیا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اس کو چھوڑا اپنے دین کو گرا دیا[1] ایک حدیث میں وارد ہوا کہ گھر میں نماز پڑھنا نور ہے نماز سے اپنے گھروں کو منور کیا کرو[2] اور یہ تو مشہور حدیث ہے کہ میری اُمت قیامت دن وضو اور سجدہ کی وجہ سے روشن ہاتھ پاؤں والی روشن چہرہ والی ہوگی اسی علامت سے دوسری امتوں سے پہچانی جائے گی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آسمان سے کوئی بلا آفت نازل ہوتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹالی جاتی ہے[3] متعدد احادیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم پر حرام کر دیا ہے کہ سجدہ کے نشان کو جلائے (یعنی اگر اپنے اعمال بد کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل بھی ہوگا تو سجدہ کا نشان جس جگہ ہوگا اس پر آگ کا اثر نہ ہوسکے گا) ایک حدیث میں ہے کہ نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے اور صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے[4] ایک جگہ ارشاد ہے کہ نماز شفا ہے[5] دوسری جگہ اس کے متعلق ایک قصہ نقل کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ ایک مرتبہ پیٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ پیٹ میں درد ہے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اُٹھ نماز پڑھ نماز میں شفا ہے[6] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جنت کو خواب میں دیکھا تو حضرت بلال رضؓ کے جوتوں کے گھسیٹنے کی آواز بھی سنائی دی۔ صبح کو حضورؐ نے پوچھا کہ تیرا وہ خصوصی عمل کیا ہے جس کی وجہ سے جنت میں بھی تو (دنیا کی طرح سے) میرے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ عرض کیا کہ رات دن میں جس وقت بھی میری وضو ٹوٹ

---

[1] منبہات ابن حجرؒ [2] جامع الصغیر [3] جامع الصغیر [4] جامع الصغیر [5] ایضاً [6] ابن کثیر۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جاتی ہے تو وضو کرتا ہوں اس کے بعد (تحیۃ الوضو کی) نماز جتنی مقدور ہو پڑھتا ہوں [۱] سفیری رح نے کہا ہے کہ صبح کی نماز چھوڑنے والے کو ملائکہ اُو فاجر سے پکارتے ہیں اور ظہر کی نماز چھوڑنے والے کو اُو خاسر (خسارہ والے سے) اور عصر کی نماز چھوڑنے والے کو عاصی سے اور مغرب کی نماز چھوڑنے والے کو کافر سے اور عشاء کی نماز چھوڑنے والے کو اُو مُضیّع (اللہ کا حق ضائع کرنے والے) سے پکارتے ہیں [۲] علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ یہ بات سمجھ لینا چاہیئے کہ مصیبت ہر اُس آبادی سے ہٹا دی جاتی ہے کہ جہاں کے لوگ نمازی ہوں جیسا کہ ہر اُس آبادی پر نازل ہوتی ہے جہاں کے لوگ نمازی نہ ہوں ایسی جگہوں میں زلزلوں کا آنا، بجلیوں کا گرنا، مکانوں کا دھنس جانا، کچھ بھی مستبعد نہیں۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میں تو نمازی ہوں مجھے دوسروں سے کیا غرض۔ اس لیے کہ جب بلا نازل ہوتی ہے تو عام ہوا کرتی ہے (خود حدیث شریف میں مذکور ہے کسی نے سوال کیا کہ ہم لوگ ایسی صورت میں ہلاک ہو سکتے ہیں کہ ہم میں صلحاء موجود ہوں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں جب خباثت کا غلبہ ہو جائے) اس لئے کہ ان کے ذمہ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی وسعت کے موافق دوسروں کو بُری باتوں سے روکیں اور اچھی باتوں کا حکم کریں [۳]

(۸) رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی مَضٰی وَقْتُہَا ثُمَّ قَضٰی عُذِّبَ فِی النَّارِ حُقْبًا وَالْحُقْبُ ثَمَانُوْنَ سَنَۃً وَالسَّنَۃُ ثَلٰثُمِائَۃٍ وَّسِتُّوْنَ یَوْمًا کُلُّ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَۃٍ کذا فی مجالس الابرار قلت لم اجدہ فیما عندی من کتب الحدیث الا ان مجالس الابرار مدحہ شیخ مشائخنا الشاہ عبد العزیز الدھلوی ثم قال الراغب فی قولہ تعالیٰ لابثین فیہا احقابا قیل جمع الحقب ای الدھر قیل والحقبۃ ثمانون عاما والصحیح ان الحقبۃ مدۃ من الزمان مبہمۃ واخرج ابن کثیر فی تفسیر قولہ تعالیٰ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز کو قضا کر دے گو وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا اور حقب کی مقدار اسّی برس کی ہوتی ہے اور ایک برس تین سو ساٹھ (۳۶۰) دن کا اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کی برابر ہوگا (اس حساب سے ایک حقب کی مقدار دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس ہوئی (۲۸۸۰۰۰۰۰)

فائدہ: حقب کے معنی لغت میں بہت زیادہ زمانہ کے ہیں۔ اکثر حدیثوں میں اس کی مقدار یہی آئی ہے جو اوپر گذری یعنی اسّی سال۔ دُرِّ منثور میں متعدد روایات سے یہی مقدار منقول ہے حضرت علی رضؓ نے ہلال ہجری رضؓ سے دریافت فرمایا کہ

[۱] فتح [۲] غالیۃ المواعظ [۳] لواقح الانوار۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ عن ابن عباس ان فی جھنم لوادیا تستعیذ جھنم من ذالک الوادی فی کل یوم اربعمأئۃ مرۃ اعد ذٰلک الوادی للمرائین من امۃ محمد الحدیث وذکر ابو اللیث السمرقندی فی قرۃ العیون عن ابن عباس وھو مسکن من یؤخر الصلوٰۃ عن وقتھا وعن سعد بن ابی وقاص مرفوعا اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ قال ھم الذین یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتھا صحح الحاکم والبیھقی وقفہ واخرج الحاکم عن عبد اللہ فی قولہ تعالٰی فسوف یلقون غیا قال وادٍ فی جھنم بعید القعر خبیث الطعم وقال صحیح الاسناد ۱۲

حقب کی کیا مقدار ہے انہوں نے کہا کہ حقب اسّی برس کا ہوتا ہے اور ہر برس بارہ مہینے کا اور ہر مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ایک ہزار برس کا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے بھی صحیح روایت سے اسّی برس منقول ہیں حضرت ابو ہریرہؓ نے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے کہ ایک حقب اسّی سال کا ہوتا ہے اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا اور ایک دن تمہارے دنوں کے اعتبار سے (یعنی دنیا کے موافق) ایک ہزار دن کا یہی مضمون حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے بھی حضورؐ سے نقل فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس بھروسہ پر نہیں رہنا چاہیئے کہ ایمان کی بدولت جہنم سے آخر نکل جائیں گے اتنے سال یعنی دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس جلنے کے بعد نکلنا ہوگا وہ بھی جب ہی کہ کوئی اور وجہ زیادہ پڑے رہنے کی نہ ہو۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ مقدار اس سے کم و زیادہ حدیث میں آئی ہے مگر اوّل تو اوپر والی مقدار کئی حدیثوں میں آئی ہے اس لیے یہ مقدّم ہے دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ آدمیوں کی حالت کے اعتبار سے کم و بیش ہو۔

ابو اللیث سمرقندی نے قرۃ العیون میں حضورؐ کا ارشاد نقل کیا ہے جو شخص ایک فرض نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دے اس کا نام جہنّم کے دروازہ پر لکھ دیا جاتا ہے اور اس کو اس میں جانا ضروری ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا یہ کہو کہ اے اللہ ہم میں کسی کو شقی محروم نہ کر پھر فرمایا جانتے ہو شقی محروم کون ہے؟ صحابہؓ کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ شقی محروم نماز کا چھوڑنے والا ہے اس کا کوئی حصّہ اسلام میں نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ دیدہ و دانستہ بلا عذر نماز چھوڑنے والے کی طرف حق تعالٰی قیامت میں التفات ہی نہ فرمائیں گے اور عَذَابٌ اَلِیْمٌ (دکھ دینے والا عذاب) اس کو دیا جائے گا۔ ایک حدیث سے نقل کیا ہے کہ دس آدمیوں کو خاص طور سے عذاب ہوگا منجملہ ان کے نماز کا چھوڑنے والا بھی ہے کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے اور فرشتے منہ اور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

پشت پر ضرب لگا رہے ہوں گے۔ جنت کہے گی کہ میرا تیرا کوئی تعلق نہیں نہ میں تیرے لیے نہ تو میرے لیے۔ دوزخ کہے گی کہ آجا میرے پاس آجا تو میرے لیے ہے میں تیرے لیے۔ یہ بھی نقل کیا ہے کہ جہنم میں ایک وادی (جنگل) ہے جس کا نام ہے لم لم، اس میں سانپ ہیں جو اونٹ کی گردن کے برابر موٹے ہیں اور ان کی لمبائی ایک مہینہ کی مسافت کے برابر ہے اس میں نماز چھوڑنے والوں کو عذاب دیا جائے گا ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک میدان ہے جس کا نام جُبّ الحُزن ہے وہ بچھوؤں کا گھر ہے اور ہر بچھو خچر کی برابر بڑا ہے وہ بھی نماز چھوڑنے والوں کو ڈسنے کے لیے ہیں۔ ہاں مولائے کریم معاف کردے تو کون پوچھنے والا ہے مگر کوئی معافی چاہے بھی تو۔ ابن حجرؒ نے زواجر میں لکھا ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہو گیا تھا اس کا بھائی دفن میں شریک تھا اتفاق سے دفن کرتے ہوئے ایک تھیلی قبر میں گر گئی۔ اس وقت خیال نہیں آیا بعد میں یاد آئی تو بہت رنج ہوا چپکے سے قبر کھول کر نکالنے کا ارادہ کیا۔ قبر کو کھولا تو وہ آگ کے شعلوں سے بھر رہی تھی۔ روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور حال بیان کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ ماں نے بتایا کہ وہ نماز میں سستی کرتی تھی اور قضا کر دیتی تھی۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْھَا۔

(۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا سَھْمَ فِی الْاِسْلَامِ لِمَنْ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَہٗ اخرجه البزار واخرج الحاكم عن عائشة مرفوعًا وصححه ثَلٰثٌ اَحْلِفُ عَلَیْھِنَّ لَا یَجْعَلُ اللّٰہُ مَنْ لَّہٗ سَھْمٌ فِی الْاِسْلَامِ کَمَنْ لَا سَھْمَ لَہٗ وَسِھَامُ الْاِسْلَامِ الصَّوْمُ وَالصَّلٰوۃُ وَالصَّدَقَۃُ الحدیث واخرج الطبرانی فی الاوسط عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا صَلٰوۃَ لَہٗ اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلٰوۃِ مِنَ الدِّیْنِ کَمَوْضِعِ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ کذا فی الدر المنثور۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اسلام میں کوئی بھی حصہ نہیں اس شخص کا جو نماز نہ پڑھتا ہو اور بے وضو کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ دین بغیر نماز کے نہیں ہے۔ نماز دین کے لیے ایسی ہے جیسا آدمی کے بدن کے لیے سر ہوتا ہے۔

ف:۔ جو لوگ نماز نہ پڑھ کر اپنے کو مسلمان کہتے ہیں یا حمیت اسلامی کے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات پر ذرا غور کرلیں اور جن اسلاف کی کامیابیوں تک پہنچنے کے خواب دیکھتے ہیں ان کے حالات کی بھی تحقیق کریں کہ وہ دین کو کس مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے پھر دنیا ان کے قدم کیوں نہ چومتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی آنکھ میں پانی اُتر آیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کا علاج تو ہو سکتا ہے مگر چند روز آپ نماز نہ پڑھ سکیں گے انہوں نے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فرمایا یہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے وہ اللہ جل شانہ کے یہاں ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ حق تعالیٰ شانہ اس پر ناراض ہوں گے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں نے کہا پانچ دن لکڑی پر سجدہ کرنا پڑے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک رکعت بھی اس طرح نہیں پڑھوں گا۔ عمر بھر بینائی کو صبر کر لینا ان حضرات کے یہاں اس سے سہل تھا کہ نماز چھوڑیں حالانکہ اس عذر کی وجہ سے نماز کا چھوڑنا جائز بھی تھا حضرت عمرؓ کے اخیر زمانہ میں جب برچھا مارا گیا تو ہر وقت خون جاری رہتا تھا اور اکثر اوقات غفلت رہتی تھی حتیٰ کہ اسی حالت میں وصال بھی ہوگیا مگر بیماری کے ان دنوں میں جب نماز کا وقت ہوتا تو ان کو ہوشیار کیا جاتا اور نماز کی درخواست کی جاتی وہ اسی حالت میں نماز ادا کرتے اور یہ فرماتے کہ ہاں ہاں ضرور جو شخص نماز نہ پڑھے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہمارے یہاں بیمار کی خیر خواہی راحت رسانی اس میں سمجھی جاتی ہے اس کو نماز کی تکلیف نہ دی جائے بعد میں فدیہ دے دیا جائے گا۔ ان حضرات کے یہاں خیر خواہی یہ تھی جو عبادت بھی چلتے چلاتے کرسکے دریغ نہ کیا جائے ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ حضورؐ سے ایک خادم مانگا کہ کاروبار میں مدد کرے حضورؐ نے فرمایا یہ تین غلام ہیں جو پسند ہو لے لو۔ انہوں نے عرض کیا آپ ہی پسند فرما دیں۔ حضورؐ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ اس کو لے لو یہ نمازی ہے مگر اس کو مارنا نہیں نمازیوں کے مارنے کی ممانعت ہے۔ اس قسم کا واقعہ ایک اور صحابی ابو الہیثمؓ کے ساتھ بھی ہوا۔ انھوں نے بھی حضورؐ سے غلام مانگا تھا اس کے بالمقابل ہمارا ملازم نمازی بن جائے تو ہم اس کو طعن کرتے ہیں اور حماقت سے اس کی نماز میں اپنا حرج سمجھتے ہیں۔ حضرت سفیان ثوریؒ پر ایک مرتبہ غلبۂ حال ہوا تو سات روز تک گھر میں رہے نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے نہ سوتے تھے۔ شیخ کو اس کی اطلاع کی گئی دریافت کیا کہ نماز کے اوقات تو محفوظ رہتے ہیں (یعنی نماز کے اوقات کا تو اہتمام رہتا ہے) لوگوں نے عرض کیا کہ نماز کے اوقات بیشک محفوظ ہیں فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ عَلَیْہِ سَبِیْلًا (تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے شیطان کو اس پر مسلط نہ ہونے دیا۔ [1]

باب دوم جماعت کے بیان میں

جیسا کہ شروع رسالہ میں لکھا جا چکا ہے بہت سے حضرات نماز پڑھتے ہیں لیکن جماعت کا اہتمام

[1] بہجۃ النفوس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نہیں کرتے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح نماز کے بارہ میں بہت سخت تاکید آئی ہے اسی طرح جماعت کے بارہ میں بھی بہت سی تاکیدیں وارد ہوئی ہیں۔ اس باب میں بھی دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل جماعت کے فضائل میں۔ دوسری فصل جماعت کے چھوڑنے پر عتاب میں۔

فصل اوّل جماعت کے فضائل میں

(۱) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً

رواه مالك والبخاري ومسلم والترمذي والنسائي كذا في الترغيب۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے۔

ف: جب آدمی نماز پڑھتا ہے تو ثواب ہی کی نیت سے پڑھتا ہے تو معمولی سی بات ہے کہ گھر میں نہ پڑھے مسجد میں جا کر جماعت سے پڑھ لے کہ نہ اس میں کچھ مشقت ہے نہ وقت اور اتنا بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے کون شخص ایسا ہوگا جس کو ایک روپے کے ستائیس یا اٹھائیس روپے ملتے ہوں اور وہ ان کو چھوڑ دے مگر دین کی چیزوں میں اتنے بڑے نفع سے بھی بے توجہی کی جاتی ہے اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ ہم لوگوں کو دین کی پروا نہیں۔ اس کا نفع ہم لوگوں کی نگاہ میں نفع نہیں۔ دنیا کی تجارت جس میں ایک آنہ دو آنہ فی روپیہ نفع ملتا ہے اس کے پیچھے دن بھر خاک چھانتے ہیں آخرت کی تجارت جس میں ستائیس گنا نفع ہے وہ ہمارے لیے مصیبت ہے جماعت کی نماز کے لیے جانے میں دوکان کا نقصان سمجھا جاتا ہے بکری کا بھی نقصان بتایا جاتا ہے دوکان کے بند کرنے کی بھی دقت کہی جاتی ہے لیکن جن لوگوں کے یہاں اللہ جل شانہ کی عظمت ہے اللہ کے وعدوں پر ان کو اطمینان ہے اس کے اجر و ثواب کی کوئی قیمت ہے ان کے یہاں یہ لچر عذر کچھ بھی وقعت نہیں رکھتے ایسے ہی لوگوں کی اللہ جل شانہ نے کلام پاک میں تعریف فرمائی ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ الآیۃ تیسرے باب کے شروع میں پوری آیت مع ترجمہ موجود ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا جو معمول اذان کے بعد اپنی تجارت کے ساتھ تھا وہ حکایاتِ[عہ] صحابہؓ کے پانچویں باب میں مختصر طور پر گذر چکا۔ سالمؒ حداد ایک بزرگ تھے تجارت کرتے تھے جب اذان کی آواز سنتے تو رنگ متغیر ہو جاتا اور زرد پڑ جاتا، بے قرار ہو جاتے، دوکان کھلی چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے اور یہ اشعار پڑھتے۔

عہ حکایات صحابہؓ۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

إِذَا مَا دَعَا دَاعِيْكُمْ قُمْتُ مُسْرِعًا ٭ مُجِيْبًا لِمَوْلًى جَلَّ لَيْسَ لَهٗ مِثْلٗ

جب تمہارا منادی (موذن) پکارنے کے واسطے کھڑا ہو جاتا ہے تو میں جلدی سے کھڑا ہو جاتا ہوں ایسے مالک کی پکار کو قبول کرتے ہوئے جس کی بڑی شان ہے اس کا کوئی مثل نہیں۔

أُجِيْبُ إِذَا نَادٰى بِسَمْعٍ وَّطَاعَةٍ ٭ وَبِيْ نَشْوَةٌ لَبَّيْكَ يَا مَنْ لَّهُ الْفَضْلُ

جب وہ منادی (موذن) پکارتا ہے تو میں بحالت نشاط اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ جواب میں کہتا ہوں کہ اے فضل و بزرگی والے لبیک یعنی حاضر ہوتا ہوں۔

وَيَصْفَرُّ لَوْنِيْ خِيْفَةً وَّمَهَابَةً ٭ وَيَرْجِعُ لِيْ عَنْ كُلِّ شُغْلٍ بِهٖ شُغْلُ

اور میرا رنگ خوف اور ہیبت سے زرد پڑ جاتا ہے اور اس پاک ذات کی مشغولی مجھے ہر کام سے بے خبر کر دیتی ہے۔

وَحَقِّكُمْ مَا لَذَّ لِيْ غَيْرُ ذِكْرِكُمْ ٭ وَذِكْرُ سِوَاكُمْ فِيْ فَمِيْ قَطُّ لَا يَحْلُوْ

تمہارے حق کی قسم تمہارے ذکر کے سوا مجھے کوئی چیز بھی لذیذ نہیں معلوم ہوتی اور تمہارے سوا کسی کے ذکر میں بھی مجھے مزہ نہیں آتا۔

مَتٰى يَجْمَعُ الْأَيَّامُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ٭ وَيَفْرَحُ مُشْتَاقٌ إِذَا جُمِعَ الشَّمْلُ

دیکھئے زمانہ مجھ کو اور تم کو کب جمع کرے گا اور مشتاق تو جب ہی خوش ہوتا ہے جب اجتماع نصیب ہوتا ہے۔

فَمَنْ شَاهَدَتْ عَيْنَاهُ نُوْرَ جَمَالِكُمْ ٭ يَمُوْتُ اشْتِيَاقًا نَحْوَكُمْ قَطُّ لَا يَسْلُوْ

جس کی آنکھوں نے تمہارے جمال کا نور دیکھ لیا ہے تمہارے اشتیاق میں مرجائے گا کبھی بھی تسلی نہیں پا سکتا[1]

حدیث میں آیا ہے کہ (جو لوگ کثرت سے مسجد میں جمع رہتے ہوں وہ) مسجد کے کھونٹے ہیں فرشتے ان کے ہمنشین ہوتے ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو فرشتے ان کی عیادت کرتے ہیں اور وہ کسی کام کو جائیں تو فرشتے ان کی اعانت کرتے ہیں۔[2]

(۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَفِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا وَذٰلِكَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی گئی ہو اس نماز سے جو گھر میں پڑھ لی ہو یا بازار میں پڑھ لی ہو پچیس ۲۵ درجہ المضاعف ہوتی ہے اور بات

[1] نزہۃ [2] حاکم۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ فَإِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ مَالَمْ يُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ فِيْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ رواہ البخاری واللفظ لہ ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ کذا فی الترغیب

یہ ہے کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور وضو کو کمال درجہ تک پہونچا دیتا ہے پھر مسجد کی طرف صرف نماز کے ارادہ سے چلتا ہے کوئی اور ارادہ اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتا تو جو قدم بھی رکھتا ہے اس کی وجہ سے ایک نیکی بڑھ جاتی ہے اور ایک خطا معاف ہو جاتی ہے اور پھر جب نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک وہ باوضو بیٹھا رہے گا فرشتے اس کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جب تک آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے۔

فائدہ: پہلی حدیث میں ستائیس درجہ کی زیادتی بتلائی گئی تھی اور اس حدیث میں پچیس[۲۵] درجہ کی۔ ان دونوں حدیثوں میں جو اختلاف ہوا ہے علماء نے اس کے بہت سے جوابات تحریر فرمائے ہیں جو شروح حدیث میں مذکور ہیں، منجملہ ان کے یہ ہے کہ یہ نمازیوں کے حال کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ بعضوں کو پچیس درجہ کی زیادتی ہوتی ہے اور بعضوں کو اخلاص کی وجہ سے ستائیس کی ہو جاتی ہے بعض علماء نے نماز کے اختلاف پر محمول فرمایا ہے کہ سرّی نمازوں میں پچیس[۲۵] ہے اور جہری میں ستائیس ہے۔ بعض نے ستائیس[۲۷] عشاء اور صبح کے لیے بتایا ہے کہ ان دونوں نمازوں میں جانا مشکل معلوم ہوتا ہے اور پچیس[۲۵] باقی نمازوں میں۔ بعض شراح نے لکھا ہے کہ اس اُمت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کی بارش بڑھتی ہی چلی گئی۔ جیسا کہ اور بھی بہت سی جگہ اس کا ظہور ہے اس لیے اول پچیس[۲۵] درجہ تھا بعد میں ستائیس[۲۷] ہو گیا۔ بعض شراح نے ایک عجیب بات لکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کا ثواب پہلی حدیث سے بہت زیادہ ہے۔ اس لیے کہ اس حدیث میں یہ ارشاد نہیں کہ وہ پچیس درجہ کی زیادتی ہے بلکہ یہ ارشاد ہے کہ پچیس[۲۵] درجہ المضاعف ہوتی ہے جس کا ترجمہ دو چند اور دوگنا ہوتا ہے یعنی یہ کہ پچیس[۲۵] مرتبہ تک دوگنا اجر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس صورت میں جماعت کی ایک نماز کا ثواب تین کروڑ پینتیس لاکھ چون ہزار چار سو بتیس (۳۳۵۵۴۴۳۲) درجہ ہوا۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت سے یہ ثواب کچھ بعید نہیں اور جب نماز کے چھوڑنے کا گناہ ایک حقبہ ہے جو پہلے باب میں گذرا تو اس کے پڑھنے کا ثواب یہ ہونا قرینِ قیاس بھی ہے۔

اس کے بعد حضورؐ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ تو خود ہی غور کر لینے کی چیز ہے کہ جماعت کی نماز

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں کس قدر اجر و ثواب اور کس کس طرح حسنات کا اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کرکے محض نماز کی نیت سے مسجد میں جائے تو اس کے ہر ہر قدم پر ایک نیکی کا اضافہ اور ایک خطا کی معافی ہوتی چلی جاتی ہے بنو سلمہ مدینہ طیبہ میں ایک قبیلہ تھا اُن کے مکانات مسجد سے دور تھے، انہوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب ہی کہیں منتقل ہوجائیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، وہیں رہو تمہارے مسجد تک آنے کا ہر ہر قدم لکھا جاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کرکے نماز کو جائے وہ ایسا ہے جیسا کہ گھر سے احرام باندھ کر حج کو جائے۔ اس کے بعد حضورؐ ایک اور فضیلت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ جب نماز پڑھ چکا تو اس کے بعد جب تک مصلّے پر رہے فرشتے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ فرشتے اللہ کے مقبول اور معصوم بندے ہیں ان کی دعا کی برکات خود ظاہر ہیں۔ محمد بن سماعہؒ ایک بزرگ عالم ہیں جو امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ کے شاگرد ہیں ایک سو تین ۱۰۳ برس کی عمر میں انتقال ہوا، اس وقت دو سو ۲۰۰ رکعات نفل روزانہ پڑھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ مسلسل چالیس برس تک میری ایک مرتبہ کے علاوہ تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ صرف ایک مرتبہ جس دن میری والدہ کا انتقال ہوا ہے اس کی مشغولی کی وجہ سے تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی تھی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری جماعت کی نماز فوت ہوگئی تھی تو میں نے اس وجہ سے کہ جماعت کی نماز کا ثواب پچیس درجہ زیادہ ہے اس نماز کو پچیس ۲۵ دفعہ پڑھا تاکہ وہ عدد پورا ہوجائے۔ تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ محمد پچیس ۲۵ دفعہ تو نماز پڑھ لی مگر ملائکہ کی آمین کا کیا ہوگا۔[۱] ملائکہ کی آمین کا مطلب یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں یہ ارشاد نبوی آیا ہے کہ جب امام سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہوجاتی ہے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ تو خواب میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ مولانا عبدالحیؒ صاحب فرماتے ہیں کہ اس قصے میں اس طرف اشارہ ہے کہ جماعت کا ثواب مجموعی طور سے جو حاصل ہوتا ہے وہ اکیلے میں حاصل ہو ہی نہیں سکتا چاہے ایک ہزار مرتبہ اس نماز کو پڑھ لے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ آمین کی موافقت ہی صرف نہیں بلکہ مجمع کی شرکت نماز سے فراغت کے بعد ملائکہ کی دعا جس کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں جو جماعت ہی میں پائی جاتی ہیں ایک ضروری عمل یہ بھی قابل لحاظ ہے، علماء نے لکھا ہے کہ فرشتوں کی اس دعا کا مستحق جب ہی ہوگا جب نماز نماز بھی ہو۔ اور اگر ایسے ہی پڑھی کہ پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر منہ پر ماردی گئی تو پھر فرشتوں کی دعا کا مستحق نہیں ہوتا۔[۲]

---

۱ فوائد بہیہ ۲ بہجۃ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۳) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوٰتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ اِلٰى مَسْجِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوْهَا حَسَنَةً وَّيَرْفَعُهٗ بِهَا دَرَجَةً وَّيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِى الصَّفِّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهٗ اَوْ مَرِيْضٌ اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يَاْتِيَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلٰوةَ فِى الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ رواه مسلم وابوداؤد والنسائى وابن ماجة كذا فى الترغيب والدر المنثور والسنة نوعان سنة الهدى وتاركها يستوجب اساءة كالجماعة والاذان والزوائد وتاركها لا يستوجب اساءة كسير النبى صلى الله عليه وسلم فى لباسه وقعوده

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو وہ ان نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہے (یعنی مسجد میں) اس لیے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں انہیں میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں۔ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے چھوڑنے والے ہوگے اور یہ سمجھ لو کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دوگے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد مسجد کی طرف جائے تو ہر ہر قدم پر ایک ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک ایک خطا معاف ہوگی اور ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہو وہ تو جماعت سے رہ جاتا تھا ورنہ حضورؐ کے زمانہ میں عام منافقوں کی بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی یا کوئی سخت بیمار ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا جا سکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

ف: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے یہاں جماعت کا اس قدر اہتمام تھا کہ اگر بیمار بھی کسی طرح جماعت میں جا سکتا تھا تو وہ بھی جا کر شریک

Visit : www.Momeen.blogspot.com

كذا فى نور الانوار والاضافة فى سنة الهدى بيانية اى سنة هى هدى والحمل مبالغة كذا فى قمر الاقمار۔

ہوجاتا تھا چاہے دو آدمیوں کو کھینچ کر لے جانے کی نوبت آتی، اور یہ اہتمام کیوں نہ ہوتا جب کہ ان کے اور ہمارے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کا اہتمام تھا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں یہی صورت پیش آئی کہ مرض کی شدت کی وجہ سے بار بار غشی ہوتی تھی اور کئی کئی دفعہ وضو کا پانی طلب فرماتے تھے آخر ایک مرتبہ وضو فرمایا اور حضرت عباسؓ اور ایک دوسرے صحابی کے سہارے مسجد میں تشریف لے گئے کہ زمین پر پاؤں مبارک اچھی طرح جمتا بھی نہ تھا حضرت ابوبکرؓ نے تعمیل ارشاد میں نماز پڑھانا شروع کر دی تھی، حضورؐ جا کر نماز میں شریک ہوئے[1] حضرت ابو درداؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا وہ بالکل سامنے ہے اور تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مُردوں کی فہرست میں شمار کیا کر (زندوں میں اپنے کو سمجھ ہی نہیں کہ پھر نہ کسی بات کی خوشی نہ کسی بات کا رنج) اور مظلوم کی بددعا سے اپنے کو بچا اور جو تو اتنی بھی طاقت رکھتا ہو کہ زمین پر گھسٹ کر عشاء اور صبح کی جماعت میں شریک ہوسکے تو دریغ نہ کر۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ منافقوں پر عشاء اور صبح کی نماز بہت بھاری ہے اگر ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ جماعت میں کتنا ثواب ہے تو زمین پر گھسٹ کر جاتے اور جماعت سے ان کو پڑھتے[2]

(۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِىْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ رواه الترمذى وقال لا اعلم احدا رفعه الا ما روى مسلم بن قتيبة عن طعمة ابن عمرو وقال المملى و مسلم وبقية رواته ثقات كذا فى الترغيب قلت وله شواهد من حديث عمرؓ رفعه من صلى فى مسجد جماعة اربعين ليلة لا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ ایسی طرح نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو اس کو دو پروانے ملتے ہیں ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔

فائدہ: یعنی جو اس طرح چالیس دن اخلاص سے نماز پڑھے کہ شروع ہی سے امام کے ساتھ شریک ہو اور نماز شروع کرنے کی تکبیر جب امام کہے تو اسی وقت یہ بھی نماز میں شریک ہو جائے تو وہ شخص نہ جہنم میں داخل ہوگا نہ منافقوں میں داخل ہوگا منافق

[1] صحیحین [2] ترغیب۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تفوتہ الرکعۃ الاولی من صلوٰۃ العشاء کتب اللہ لہ بہا عتقا من النار رواہ ابن ماجۃ واللفظ لہ والترمذی وقال نحو حدیث انس یعنی المتقدم ولم یذکر لفظہ وقال مرسل یعنی ان عمارۃ الراوی عن انس لم یدرک انسا وعزاہ فی منتخب الکنز الی البیہقی فی الشعب وابن عساکر وابن النجار

وہ لوگ کہلاتے ہیں جو اپنے کو مسلمان ظاہر کریں لیکن دل میں کفر رکھتے ہوں اور چالیس دن کی خصوصیت بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حالات کے تغیر میں چالیس دن کو خاص دخل ہے چنانچہ آدمی کی پیدائش کی ترتیب جس حدیث میں آئی ہے اس میں بھی چالیس دن تک نطفہ رہنا پھر گوشت کا ٹکڑا چالیس دن تک اسی طرح چالیس چالیس دن میں اس کا تغیر ذکر فرمایا ہے اسی وجہ سے صوفیہ کے یہاں چلّہ بھی خاص اہمیت رکھتا ہے کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کی برسوں بھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوتی۔

(۵) عن ابی ھریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن وضوءہ ثم راح فوجد الناس قد صلوا اعطاہ اللہ مثل اجر من صلاھا وحضرھا لا ینقص ذلک من اجورھم شیئا[عہ] رواہ ابوداؤد والنسائی والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم کذا فی الترغیب وفیہ ایضا عن سعید ابن المسیب قال حضر رجلا من الانصار الموت فقال انی محدثکم حدیثا ما احدثکموہ الا احتسابا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا توضأ احدکم فاحسن الوضوء الحدیث وفیہ فان اتی المسجد فصلی فی جماعۃ غفر لہ فان اتی المسجد وقد صلوا بعضا وبقی بعض صلی ما ادرک واتم مابقی کان کذلک فان اتی

نبی اکرم صلی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لیے جائے اور وہاں پہونچ کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی تو بھی اس کو جماعت کی نماز کا ثواب ہوگا اور اس ثواب کی وجہ سے ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی جنہوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے۔

ف: یہ اللہ کا کس قدر انعام و احسان ہے کہ محض کوشش اور سعی پر جماعت کا ثواب مل جائے گو جماعت نہ مل سکے۔ اللہ کی اس دَین پر بھی ہم لوگ خود ہی نہ لیں تو کسی کا کیا نقصان ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ محض اس کھٹکے سے کہ جماعت ہو چکی ہوگی مسجد میں جانا ملتوی نہ کرنا چاہیے اگر جا کر معلوم ہو کہ ہو چکی ہے تب بھی ثواب تو مل ہی جائے گا۔ البتہ اگر پہلے سے یقیناً معلوم

عہ کذا فی الاصل ولفظ ابی داؤد شیئا بالنصب وھو الظاہر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

المسجد وقد صلوا فاتمّ الصلوٰة کان کذٰلک رواہ ابوداؤد۔

ہو جائے کہ جماعت ہو چکی ہے تو مضائقہ نہیں۔

(۶) عَنْ قُبَاثِ بْنِ اَشْيَمَ اللَّيْثِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلَيْنِ يَؤُمُّ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ اَزْكٰى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلٰوةِ اَرْبَعَةٍ تَتْرٰى وَصَلٰوةُ اَرْبَعَةٍ اَزْكٰى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلٰوةِ ثَمَانِيَةٍ تَتْرٰى وَصَلٰوةُ ثَمَانِيَةٍ يَؤُمُّهُمْ اَحَدُهُمْ اَزْكٰى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلٰوةِ مِائَةٍ تَتْرٰى رواہ البزار والطبرانی باسناد لا باس بہ کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد رواہ البزار والطبرانی فی الکبیر ورجال الطبرانی موثقون وعزاہ فی الجامع الصغیر الی الطبرانی والبیہقی ورقم لہ بالصحۃ وعن ابی بن کعب رفعہ بمعنی حدیث الباب وفیہ قصہ وفی اٰخرہ وکلما کثر فھو احب الی اللہ عز وجل رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیھما والحاکم وقد جزم یحیی بن معین والذھلی بصحۃ ھذا الحدیث کذا فی الترغیب۔

(۶) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ دو آدمیوں کی جماعت کی نماز کہ ایک امام ہو ایک مقتدی اللہ کے نزدیک چار آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ نماز سے زیادہ پسندیدہ ہے اسی طرح چار آدمیوں کی جماعت کی نماز آٹھ آدمیوں کی متفرق نماز سے زیادہ محبوب ہے، اور آٹھ آدمیوں کی جماعت کی نماز سو آدمیوں کی متفرق نمازوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے اسی طرح جتنی بڑی جماعت میں نماز پڑھی جائے گی وہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے مختصر جماعت سے۔

فائدہ: جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دو چار آدمی مل کر گھر دکان زینہ پر جماعت کر لیں وہ کافی ہے اول تو اس میں مسجد کا ثواب شروع ہی سے نہیں ہوتا دوسرے کثرتِ جماعت کے ثواب سے بھی محرومی ہوتی ہے۔ مجمع جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور جب اللہ کی خوشنودی کے واسطے ایک کام کرنا ہے تو پھر جس طریقہ میں اس کی خوشنودی زیادہ ہو اسی طریقہ سے کرنا چاہیے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ تین چیزوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں ایک جماعت کی صف کو، ایک اس شخص کو جو آدھی رات (تہجد) کی نماز پڑھ رہا ہو، تیسرے اس شخص کو جو کسی لشکر کے ساتھ رہا ہو[1]

(۷) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ

حضرت سہل فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجدوں میں بکثرت جاتے رہتے ہیں ان کو قیامت کے دن کے

[1] جامع الصغیر

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رواه ابن ماجة وابن خزيمة في صحيحه والحاكم واللفظ له وقال صحيح على شرط الشيخين كذا في الترغيب وفي المشكوة برواية الترمذي وابي داؤد عن بريدة ثم قال رواه ابن ماجة عن سهل بن سعد وانس اه قلت وله شاهد في منتخب كنز العمال برواية الطبراني عن ابي امامة بلفظ بشر المدلجين الى المساجد في الظلم بمنابر من نور يوم القيمة يفزع الناس ولا يفزعون وذكر السيوطي في الدر المنثور في تفسير قوله تعالى انما يعمر مساجد الله عدة روايات في هذا المعنى

پورے پورے نور کی خوش خبری سنا دے۔

ف: یعنی آج دنیا میں اندھیری رات میں مسجد میں جانے کی قدر اس وقت معلوم ہوگی جب قیامت کا ہولناک منظر سامنے ہوگا اور ہر شخص مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ آج کے اندھیروں کی مشقت کا بدلہ اور اس کی قدر اس وقت ہوگی جب ایک چمکتا ہوا نور اور آفتاب سے کہیں زیادہ روشنی ان کے ساتھ ساتھ ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ قیامت کے دن نور کے ممبروں پر ہوں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن ارشاد فرمائیں گے کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں۔ فرشتے عرض کریں گے کہ آپ کے پڑوسی کون ہیں؟ ارشاد ہوگا کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب میں زیادہ ناپسند بازار ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مسجدیں جنت کے باغ ہیں[1] ایک صحیح حدیث میں وارد ہے حضرت ابوسعید رضؓ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں جس شخص کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اسکے ایماندار ہونے کی گواہی دو[2] اس کے بعد إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ یہ آیت تلاوت فرمائی یعنی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں[3] ایک حدیث میں وارد ہے کہ مشقت کے وقت وضو کرنا اور مسجد کی طرف قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنا گناہوں کو دھو دیتا ہے[4] ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص جتنا مسجد سے دور ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا[5] اس کی وجہ یہی ہے کہ ہر قدم پر اجر و ثواب ہے اور جتنی دور مسجد ہوگی اتنے ہی قدم زیادہ ہوں گے اسی وجہ سے بعض صحابہ رضؓ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر لوگوں کو ان کا ثواب معلوم ہو جائے تو لڑائیوں سے ان کو حاصل کیا جائے ایک اذان کہنا دوسری جماعت کی نمازوں کے لیے دوپہر کے وقت جانا۔ تیسری پہلی صف میں نماز پڑھنا[6] ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب ہر شخص پریشان حال ہوگا اور آفتاب نہایت تیزی پر ہوگا سات آدمی ایسے ہوں گے جو اللہ کی رحمت کے سایہ میں ہوں گے ان میں ایک وہ

---

[1] جامع الصغیر [2] ایضاً [3] در [4] جامع الصغیر [5] ایضاً [6] ایضاً۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

شخص بھی ہوگا جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے کہ جب کسی ضرورت سے باہر آئے پھر مسجد ہی میں واپس جانے کی خواہش ہو ایک حدیث میں وارد ہے جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ جل شانہٗ اس سے الفت فرماتے ہیں[1]

شریعتِ مطہرہ کے ہر حکم میں خیر و برکت اجر و ثواب تو بے پایاں ہے ہی اس کے ساتھ ہی بہت سی مصلحتیں بھی اِن احکام میں جو ملحوظ ہوتی ہیں ان کی حقیقت تک پہونچنا تو مشکل ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے علوم اور اُن کے مصالح تک کس کی رسائی ہے مگر اپنی اپنی استعداد اور حوصلہ کے موافق جہاں تک اپنی سمجھ کام دیتی ہے ان کی مصالح بھی سمجھ میں آتی ہیں اور جتنی استعداد ہوتی ہے اتنی ہی خوبیاں ان احکام کی معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ علماء نے جماعت کی مصالح بھی اپنی اپنی سمجھ کے موافق تحریر فرمائی ہیں۔ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے حجۃ اللہ البالغہ میں ایک تقریر اس کے متعلق ارشاد فرمائی ہے جس کا ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ:۔

رسم و رواج کے مہلکات سے بچنے کے لیے اس سے زیادہ نافع کوئی چیز نہیں کہ عبادات میں سے کسی عبادت کو ایسی عام رسم اور عام رواج بنالیا جائے جو علی الاعلان ادا کی جائے اور ہر شخص کے سامنے خواہ سمجھ دار ہو یا ناسمجھ وہ ادا کی جاسکے۔ اس کے ادا کرنے میں شہری اور غیر شہری برابر ہوں مسابقت اور تفاخر اسی پر کیا جائے اور ایسی عام ہوجائے کہ ضروریاتِ زندگی میں اس طرح داخل ہوجائے کہ اس سے علیحدگی ناممکن اور دشوار بن جائے تاکہ وہ اللہ کی عبادت کے لیے مؤید ہوجائے اور وہ رسم و رواج جو موجب مضرت و نقصان تھا وہی حق کی طرف کھینچنے والا بن جائے، اور چونکہ عبادات میں کوئی عبادت بھی نماز سے زیادہ مہتم بالشان اور دلیل و حجت کے اعتبار سے بڑھی ہوئی نہیں اس لیے ضروری ہوا کہ آپس میں اس کے رواج کو خوب شائع کیا جائے اور اس کے لیے خاص طور سے اجتماع کیا جائے اور آپس میں اتفاق سے اس کو ادا کیا جائے۔ نیز ہر مذہب اور دین میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مقتدا ہوتے ہیں کہ ان کا اتباع کیا جاتا ہے اور کچھ لوگ دوسرے درجہ میں ایسے ہوتے ہیں جو کسی معمولی سی ترغیب و تنبیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور کچھ لوگ تیسرے درجہ میں بہت ناکارہ اور ضعیف الاعتقاد ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو اگر مجمع میں عبادت کا مکلف نہ کیا جائے تو وہ سستی اور کاہلی کی وجہ سے عبادت بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اس وجہ سے مصلحت کا مقتضا یہی ہے کہ سب لوگ اجتماعی طور پر عبادت کو ادا کریں تاکہ جو لوگ عبادت کو چھوڑنے والے ہیں وہ عبادت کرنے والوں سے ممتاز ہوجائیں اور رغبت کرنے والوں اور بے رغبتی کرنے والوں میں کھلا تفاوت ہوجائے اور ناواقف لوگ علماء کے اتباع سے واقف بن جائیں اور جاہل لوگوں کو عبادت کا طریقہ معلوم ہوجائے اور اللہ کی عبادت ان لوگوں میں اس پگھلی ہوئی چاندی کی طرح سے ہوجائے جو کسی ماہر کے

[1] جامع الصغیر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سامنے رکھی جائے جس سے جائز، ناجائز اور کھرے کھوٹے میں کھلا فرق ہو جائے جائز کی تقویت کی جائے اور ناجائز کو روکا جائے۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کے ایسے اجتماع میں جس میں اللہ کی طرف رغبت کرنے والے اس کی رحمت کے طلب کرنے والے اس ڈرنے والے موجود ہوں اور سب کے سب اللہ ہی طرف ہمہ تن متوجہ ہوں برکتوں کے نازل ہونے اور رحمت کے متوجہ ہونے کی عجیب خاصیت رکھی ہے۔

نیز امتِ محمدیہ کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ کا بول بالا ہو اور دین اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ ہو اور یہ ممکن نہیں جب تک یہ طریقہ رائج نہ ہو سب کے سب عوام خواص شہر کے رہنے والے اور گاؤں کے رہنے والے چھوٹے بڑے ایک جگہ جمع ہو کر اس چیز کو جو اسلام کا سب سے بڑا شعار ہے اور سب سے بالاتر عبادت ہے ادا نہ کریں ان وجوہ سے شریعت جمعہ اور جماعت کے اہتمام کی طرف متوجہ ہوئی۔ ان کے اظہار و اعلان کی ترغیبیں اور چھوڑنے پر وعیدیں نازل ہوئیں اور چونکہ اظہار و اجتماع ایک صرف محلہ اور قبیلہ کا ہے اور ایک تمام شہر کا۔ اور محلہ کا اجتماع ہر وقت سہل ہے اور تمام شہر کا ہر وقت مشکل ہے کہ اس میں تنگی ہے اس لیے محلہ کا اجتماع ہر نماز کے وقت قرار دیا اور جماعت کی نماز اس کے لیے مشروع ہوئی اور تمام شہر کا اجتماع آٹھویں دن قرار دیا اور جمعہ کی نماز اس کے لیے تجویز ہوئی۔

دوسری فصل جماعت کے چھوڑنے پر عتاب کے بیان میں

حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے احکام کی پابندی پر جیسے کہ انعامات کا وعدہ فرمایا ہے ایسے ہی تعمیل نہ کرنے پر ناراضی اور عتاب بھی فرمایا ہے۔ یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ تعمیل میں بے گراں انعامات کا وعدہ ہے ورنہ بندگی کا مقتضا صرف عتاب ہی ہونا چاہیے تھا کہ بندگی کا فرض ہے تعمیل ارشاد، پھر اس پر انعام کے کیا معنی اور نافرمانی کی صورت میں جتنا بھی عتاب و عذاب ہو وہ برمحل کہ آقا کی نافرمانی سے بڑھ کر اور کیا جرم ہو سکتا ہے۔ پس کسی خاص عتاب یا تنبیہ کے فرمانے کی ضرورت نہ تھی مگر پھر بھی اللہ جل شانہٗ اور اس کے پاک رسول ﷺ نے ہم پر شفقت فرمائی کہ طرح طرح سے متنبہ فرمایا، اس کے نقصانات بتائے، مختلف طور سے سمجھایا پھر بھی ہم نہ سمجھیں تو اپنا ہی نقصان ہے۔

(۱) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

يَمْنَعْهُ مِنْ اِتِّبَاعِهِ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ صَلّٰى رواه ابو داؤد وابن حبان فی صحیحه وابن ماجه بنحوه کذا فی الترغیب وفی المشکوٰة رواه ابوداؤد والدار قطنی

نماز کو نہ جائے (وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے، ارشاد ہوا کہ مرض ہو یا کوئی خوف ہو۔

فائدہ: قبول نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس نماز پر جو ثواب اور انعام حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے ہونا وہ نہ ہوگا۔ گو فرض ذمہ سے اتر جائے گا اور یہی مراد ہے ان حدیثوں سے جن میں آیا ہے کہ اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ ایسا ہونا بھی کچھ ہونا ہوا جس پر انعام و اکرام نہ ہوا۔ یہ ہمارے امام کے نزدیک ہے ورنہ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کے نزدیک ان احادیث کی بنا پر بلاعذر جماعت کا چھوڑنا حرام ہے اور جماعت سے پڑھنا فرض ہے حتیٰ کہ بہت سے علماء کے نزدیک نماز ہوتی ہی نہیں حنفیہ کے نزدیک اگرچہ نماز ہو جاتی ہے مگر جماعت کے چھوڑنے کا مجرم تو ہو ہی گا۔ حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا کہ اس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی اور رسولؐ کی نافرمانی کی حضرت ابن عباسؓ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور جماعت سے نماز نہ پڑھے نہ اُس نے بھلائی کا ارادہ کیا نہ اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اذان کی آواز سُنے اور جماعت میں حاضر نہ ہو اس کے کان پگھلے ہوئے سیسے سے بھر دیئے جاویں۔ یہ بہتر ہے۔

(۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ الْجَفَاءُ كُلُّ الْجَفَاءِ وَالْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِيَ اللّٰهِ يُنَادِيْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يُجِيْبُهُ رواه احمد والطبرانی من روایة زبان بن فائد کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد رواه الطبرانی فی الکبیر وزبان ضعفه ابن معین ووثقه ابو حاتم اه وعزاه فی الجامع الصغیر الی الطبرانی ورقم له بالضعف۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اور نفاق ہے (اس شخص کا فعل) جو اللہ کے منادی (یعنی موذن) کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے۔

ف: کتنی سخت وعید اور ڈانٹ ہے اس حدیث پاک میں کہ اس کی اس حرکت کو کافروں کا فعل اور منافقوں کی حرکت بتایا ہے کہ گویا مسلمان سے یہ بات ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی کی بدبختی اور بدنصیبی کے لیے یہ کافی ہے کہ مؤذن کی آواز سُنے اور نماز کو نہ جائے۔ سلیمان بن ابی حثمہ جلیل القدر لوگوں میں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھے۔ حضورؐ کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ مگر حضورؐ سے روایت سننے کی نوبت کم عمری کی وجہ سے نہیں آئی۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بازار کا نگراں بنا رکھا تھا۔ ایک دن اتفاق سے صبح کی نماز میں موجود نہ تھے حضرت عمرؓ اس طرف تشریف لے گئے تو ان کی والدہ سے پوچھا کہ سلیمان آج صبح کی نماز میں نہیں تھے۔ والدہ نے کہا کہ رات بھر نفلوں میں مشغول رہا۔ نیند کے غلبہ سے آنکھ لگ گئی۔ آپ نے فرمایا میں صبح کی جماعت میں شریک ہوں یہ مجھے اس سے پسندیدہ ہے کہ رات بھر نفلیں پڑھوں۔

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ فِتْيَتِیْ فَيَجْمَعُوْا اِلٰی حُزَمًا مِّنْ حَطَبٍ ثُمَّ اٰتِیْ قَوْمًا يُصَلُّوْنَ فِیْ بُيُوْتِهِمْ لَيْسَتْ بِهِمْ عِلَّةٌ فَاُحَرِّقُهَا عَلَيْهِمْ رواه مسلم وابو داؤد وابن ماجة والترمذی کذا فی الترغيب قال السيوطی فی الدر اخرج ابن ابی شيبة والبخاری ومسلم وابن ماجة عن ابی هريرة رفعه أثقل الصلوٰة علی المنافقين صلوٰة العشاء وصلوٰة الفجر ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما ولو حبوا ولقد هممت ان امر بالصلوٰة فتقام الحديث بنحوه۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر کے گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر اُن کے گھروں کو جلا دوں۔

ف: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اس شفقت اور رحمت کے جو اُمت کے حال پر تھی اور کسی شخص کی ادنیٰ سی تکلیف بھی گوارا نہ تھی ان لوگوں پر جو گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اس قدر غصہ ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دینے کو بھی آمادہ ہیں۔

(۴) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ ثَلٰثَةٍ فِیْ قَرْيَةٍ وَّلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلٰوةُ اِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا يَاْكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِيَةَ رواه احمد وابو داؤد والنسائی وابن خزيمة وابن حبان فی صحيحهما والحاكم وزاد رزين فی جامعه وَاِنَّ ذِئْبَ الْاِنْسَانِ الشَّيْطٰنُ اِذَا خَلَا بِهٖ اَكَلَهٗ

(۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے اس لیے جماعت کو ضروری سمجھو، بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کھیتی باڑی میں مشغول رہتے ہیں اگر تین آدمی ہوں تو اُن کو جماعت سے نماز پڑھنا چاہیے بلکہ دو کو بھی جماعت سے پڑھنا اولیٰ ہے۔ کسان عام طور سے اول تو نماز

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فی الترغیب ورقم لہٗ فی الجامع الصغیر بالصحۃ وصححہ الحاکم واقرہ علیہ الذہبی۔

پڑھتے ہی نہیں کہ ان کے لیے کھیتی کی مشغولی اپنے نزدیک کافی عذر ہے اور جو بہت دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اکیلے ہی پڑھ لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر چند کھیت والے بھی ایک جگہ جمع ہو کر پڑھیں تو کتنی بڑی جماعت ہو جائے اور کتنا بڑا ثواب حاصل کریں۔ چار پیسے کے واسطے گرمی سردی دھوپ بارش سب سے بے نیاز ہو کر دن بھر مشغول رہتے ہیں لیکن اتنا بڑا ثواب ضائع کرتے ہیں اور اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ لوگ اگر جنگل میں جماعت سے نماز پڑھیں تو اور بھی زیادہ ثواب کا سبب ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پچاس نمازوں کا ثواب ہو جاتا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی بکریاں چرانے والا کسی پہاڑ کی جڑ میں (یا جنگل میں) اذان کہتا ہے اور نماز پڑھنے لگتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس سے بیحد خوش ہوتے ہیں اور تعجب و تفاخر سے فرشتوں سے فرماتے ہیں، دیکھو جی میرا بندہ اذان کہہ کر نماز پڑھنے لگا یہ سب میرے ڈر کی وجہ سے کر رہا ہے میں نے اس کی مغفرت کر دی اور جنت کا داخلہ کر دیا۔[1]

(۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ وَلَا يَشْهَدُ الْجَمَاعَةَ وَلَا الْجُمُعَةَ فَقَالَ هٰذَا فِي النَّارِ رواہ الترمذی موقوفا کذا فی الترغیب وفی تنبیہ الغافلین روی عن مجاهد ان رجلا جاء الی ابن عباس فقال یا ابن عباس ما تقول فی رجل فذکرہ بلفظہ زاد فی آخرہ فاختلف الیہ شہراً یسالہ عن ذٰلک وہو یقول ہو فی النار۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا (اس کے متعلق کیا حکم ہے) آپ نے فرمایا کہ یہ شخص جہنمی ہے۔

ف:۔ گو ایک خاص زمانہ تک سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکل آئے کہ بہر حال مسلمان ہے مگر نہ معلوم کتنے عرصہ تک پڑا رہنا پڑے گا۔ جاہل صوفیوں میں وظیفوں اور نفلوں کا تو زور ہوتا ہے مگر جماعت کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اس کو وہ بزرگی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کمال بزرگی اللہ کے محبوب کا اتباع ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ تین شخصوں پر حق تعالیٰ شانہٗ لعنت بھیجتے ہیں، ایک اس شخص پر جس سے نمازی (کسی معقول وجہ سے) ناراض ہوں اور وہ امامت کرے۔ دوسرے اس عورت پر جس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔ تیسرے اس شخص پر جو اذان کی آواز سنے اور جماعت میں شریک نہ ہو۔

(۶) اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ

حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس

---

[1] مشکوٰۃ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قَالَ وَالَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ عَلٰی مُوْسٰے	پاک ذات کی جس نے تورات حضرت موسیٰ پر
وَالْاِنْجِیْلَ عَلٰی عِیْسٰے وَالزَّبُوْرَ عَلٰی دَاؤُدَ وَ	اور انجیل حضرت عیسیٰؑ پر اور زبور حضرت داؤد
الْفُرْقَانَ عَلٰی مُحَمَّدٍ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَاتُ	پر (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) نازل فرمائی
فِی الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَاتِ حَیْثُ یُنَادٰی بِهِنَّ	اور قرآن شریف سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل
یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ اِلٰی قَوْلِهٖ وَهُمْ سَالِمُوْنَ	فرمایا کہ یہ آیتیں فرض نمازوں کو جماعت سے ایسی
اَلصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ اِذَا نُوْدِیَ بِهَا وَاَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ	جگہ پڑھنے کے بارہ میں جہاں اذان ہوتی ہو نازل
فِی الشُّعَبِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ الصَّلَوٰتُ	ہوئی ہیں (ترجمہ آیات) جس دن حق تعالیٰ شانہٗ
فِی الْجَمَاعَاتِ واخرج البیهقی عن ابن	ساق کی تجلی فرمائیں گے (جو ایک خاص قسم کی
عباس قال الرجل یسمع الاذان فلا	تجلی ہوگی) اور لوگ اس دن سجدہ کے لئے بلائے
یجیب الصلوٰة كذا فی الدر المنثور قلت	جاویں گے۔ تو یہ لوگ سجدہ نہیں کرسکیں گے
وتمام الاٰیة یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ	ان کی آنکھیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی
اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ خَاشِعَةً	اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی اس لیے کہ یہ لوگ
اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا	دنیا میں سجدہ کی طرف بلائے جاتے تھے اور صحیح سالم
یُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ٥	تندرست تھے (پھر بھی سجدہ نہیں کرتے تھے)۔

فائدہ:- ساق کی تجلی ایک خاص قسم کی تجلی ہے جو میدانِ حشر میں ہوگی اس تجلی کو دیکھ کر سارے مسلمان سجدہ میں گر جائیں گے۔ مگر بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کی کمر تختہ ہو جائے گی اور سجدہ پر قدرت نہ ہوگی یہ کون لوگ ہوں گے اس کے بارے میں تفسیریں مختلف وارد ہوئی ہیں ایک تفسیر یہ ہے جو کعب احبارؓ سے منقول ہے اور اسی کے موافق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی منقول ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں جماعت کی نماز کے واسطے بلائے جاتے تھے اور جماعت کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ دوسری تفسیر بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے کہ میں نے حضورؐ سے سنا کہ یہ لوگ وہ ہوں گے جو دنیا میں ریا اور دکھلاوے کے واسطے نماز پڑھتے تھے۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ یہ کافر لوگ ہیں جو دنیا میں سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تھے چوتھی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ۔

بہر حال اس تفسیر کے موافق جس کو حضرت کعبؓ احبار قسم کھا کر ارشاد فرما رہے ہیں اور حضرت ابن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابی امام تفسیر سے اس کی تائید ہوتی ہے کتنا سخت معاملہ ہے کہ میدان

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حشر میں ذلت نکبت ہو۔ اور جہاں سارے مسلمان سجدہ میں مشغول ہوں اس سے سجدہ ادا نہ ہوسکے ان کے علاوہ اور بھی بہت سی وعیدیں جماعت کے چھوڑنے پر آئی ہیں مسلمان کے لیے تو ایک بھی وعید کی ضرورت نہیں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم وارشاد ہی سب کچھ ہے اور جس کو اس کی قدر نہیں اس کے لیے ہزار طرح کی وعیدیں بھی بیکار ہیں۔ جب سزا کا وقت آئے گا تو پشیمانی ہوگی جو بیکار ہوگی۔

تیسرا باب خشوع، خضوع کے بیان میں

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور ان میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں جو جماعت کا بھی اہتمام فرماتے ہیں لیکن اس کے باوجود ایسی بُری طرح پڑھتے ہیں کہ وہ نماز بجائے اس کے ثواب واجر کا سبب ہو، ناقص ہونے کی وجہ سے منہ پر ماردی جاتی ہے گو نہ پڑھنے سے یہ بھی بہتر ہے کیونکہ نہ پڑھنے کی صورت میں جو عذاب ہے وہ بہت زیادہ سخت ہے اور اس صورت میں یہ ہوا کہ وہ قابل قبول نہ ہوئی اور منہ پر پھینک کر ماردی گئی اس پر کوئی ثواب نہیں ہوا۔ لیکن نہ پڑھنے میں جس درجہ کی نافرمانی اور نخوت ہوئی وہ تو اس صورت میں نہ ہوگی البتہ یہ مناسب ہے کہ جب آدمی وقت خرچ کرے، کاروبار چھوڑے، مشقت اٹھائے تو اس کی کوشش کرنا چاہیے کہ جتنی زیادہ سے زیادہ وزنی اور قیمتی پڑھ سکے اس میں کوتاہی نہ کرے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے گو وہ قربانی کے بارے میں ہے مگر احکام تو سارے ایک ہی فرماتے ہیں لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۔ نہ تو حق تعالیٰ شانہٗ کے پاس اُن کا گوشت پہونچا ہے نہ اُن کا خون بلکہ اس کے پاس تو تمہارا تقویٰ اور اخلاص پہونچتا ہے پس جس درجہ کا اخلاص ہوگا اسی درجہ کی مقبولیت ہوگی حضرت معاذؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے یمن کو بھیجا تو میں نے آخری وصیت کی درخواست کی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دین کے ہر کام میں اخلاص کا اہتمام کرنا کہ اخلاص سے تھوڑا عمل بھی بہت کچھ ہے۔ حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے سنا۔ اخلاص والوں کے لیے خوشحالی ہو کہ وہ ہدایت کے چراغ ہیں ان کی وجہ سے سخت سے سخت فتنے دور ہوجاتے ہیں۔ ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ضعیف لوگوں کی برکت سے اس اُمت کی مدد فرماتے ہیں نیز ان کی دُعا سے ان کی نماز سے[1] ان کے اخلاص سے[1] نماز کے بارے میں

[1] ترغیب۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ بڑی خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ جو ایسے ہیں کہ دکھلاوا کرتے ہیں۔ بے خبر ہونے کی بھی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ وقت کی خبر نہ ہو قضا کر دے۔ دوسرے یہ کہ متوجہ نہ ہو ادھر اُدھر مشغول ہو۔ تیسرے یہ کہ یہی خبر نہ ہو کتنی رکعتیں ہوئیں۔ دوسری جگہ منافقین کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھلاتے ہیں (کہ ہم بھی نمازی ہیں) اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت تھوڑا سا۔ ایک جگہ چند انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرما کر ارشاد ہے فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۙ پس ان نبیوں کے بعد بعضے ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور خواہشاتِ نفسانیہ کے پیچھے پڑ گئے سو عنقریب آخرت میں خرابی دیکھیں گے۔ غَیّ کا ترجمہ لغت میں گمراہی ہے۔ جس سے مراد آخرت کی خرابی اور ہلاکت ہے اور بہت سے مفسرین نے لکھا ہے کہ غَیّ جہنم کا ایک طبقہ ہے جس میں لہو پیپ وغیرہ جمع ہو گا اس میں یہ لوگ ڈالدیئے جائیں گے۔ ایک جگہ ارشاد ہے وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ (ترجمہ) اور ان کی خیر خیرات مقبول ہونے سے اور کوئی چیز بجز اس کے مانع نہیں ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا اور نماز نہیں پڑھتے مگر کاہلی سے اور نیک کام میں خرچ نہیں کرتے مگر گرانی سے۔" اس کے بالمقابل اچھی طرح سے نماز پڑھنے والوں کے بارے میں ارشاد ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۙ (ترجمہ) بے شک کامیابی اور فلاح کو پہونچ گئے وہ مومن جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو لغویات سے اعراض کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں[ع] (یا اپنے اخلاق کو درست کرنے والے ہیں) اور جو اپنی شرمگاہوں

ع زکوٰۃ کی تفسیر میں اختلاف ہے کہ اس جگہ مشہور معنی زکوٰۃ کے مراد ہیں یا زکوٰۃ بدنی یعنی اپنی اصلاح اور نفس کا تزکیہ۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کی حفاظت کرنے والے ہیں بجز اپنی بیبیوں اور باندیوں کے کہ ان میں کوئی حرج نہیں البتہ جوان کے علاوہ اور جگہ شہوت پوری کرنا چاہیں وہ لوگ حد سے گزرنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی رعایت کرنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کا اہتمام کرنے والے ہیں یہی لوگ جنت کے وارث ہیں جو فردوس کے وارث بنیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے'' حدیث میں آیا ہے کہ فردوس جنت کا اعلیٰ اور افضل ترین حصہ ہے وہاں سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں اس پر عرش الٰہی ہوگا۔ جب تم جنت کی دعا کیا کرو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔ دوسری جگہ نماز کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے۔ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (ترجمہ) ''بے شک نماز دشوار ہے مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے ان پر کچھ بھی دشوار نہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اس کا خیال رکھتے ہیں کہ بلا شبہ وہ اپنے رب سے قیامت میں ملنے والے ہیں اور مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں'' ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ط وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ط پ ۱۸ ع ۱۔ ایسے گھروں میں جن کے متعلق اللہ جل شانہٗ نے حکم فرمادیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے ان کو بلند کیا جائے ان میں صبح شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ایسے لوگ جن کو اللہ کی یاد سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تو تجارت غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت غفلت میں ڈالتی ہے وہ لوگ ایسے دن کی سختی سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی (یعنی قیامت کا دن) اور وہ لوگ یہ سب کچھ اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ ان کے نیک اعمال کا بدلہ ان کو عطا فرمادیں۔ اور بدلہ سے بھی بہت زیادہ انعامات اپنے فضل سے عطا فرمادیں اور اللہ جل شانہٗ تو جس کو چاہتے ہیں بے شمار عطا فرمادیتے ہیں ؎

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لیے   در تری رحمت کے ہر دم کھلے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نماز قائم کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کے رکوع سجدہ کو اچھی طرح ادا کرے ہمہ تن متوجہ رہے اور خشوع کے ساتھ پڑھے۔ قتادہؓ سے بھی یہی نقل کیا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

گیا کہ نماز کا قائم کرنا اس کے اوقات کی حفاظت رکھنا اور وضو کا اور رکوع سجدے کا اچھی طرح ادا کرنا ہے یعنی جہاں جہاں قرآن شریف میں اَقَامَ الصَّلٰوۃَ اور یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ آیا ہے یہی مراد ہے[1] یہی لوگ ہیں جن کی تعریف دوسری جگہ ان الفاظ سے ارشاد فرمائی گئی وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا وَّالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا اور رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر عاجزی سے (اکڑ کر نہیں چلتے) اور جب ان سے جاہل لوگ (جہالت کی) بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سلام (یعنی سلامتی کی بات کرتے ہیں جو رفع شر کی ہو یا بس دور ہی سے سلام) اور یہ وہ لوگ ہیں جو رات بھر گذار دیتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے کرنے میں اور نماز میں کھڑے رہنے میں آگے ان کے اور چند اوصاف ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہے۔ اُولٰٓئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَۃَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْھَا تَحِیَّۃً وَّسَلٰمًا خَالِدِیْنَ فِیْھَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا یہی لوگ ہیں جن کو جنت کے بالاخانے بدلہ میں دیئے جائیں گے اس لیے کہ انہوں نے صبر کیا (یا دین پر ثابت قدم رہے) اور جنت میں فرشتوں کی طرف سے دعا و سلام سے استقبال کیا جاوے گا اور اس جنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ کیا ہی اچھا ٹھکانا اور رہنے کی جگہ ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ پ۱۳ ع ۸۔ "اور فرشتے ہر دروازہ سے داخل ہوں گے اور کہیں گے کہ تم پر سلام (اور سلامتی) ہو اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا (یا دین پر مضبوط اور ثابت قدم رہے) پس کیا ہی اچھا انجام کار ٹھکانا ہے۔" انہیں لوگوں کی تعریف دوسری جگہ ان الفاظ سے فرمائی گئی ہے تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وہ لوگ ایسے ہیں کہ رات کو ان کے پہلو ان کے خوابگاہوں اور بستروں سے علیحدہ رہتے ہیں اور) اپنے رب کو عذاب کے ڈر سے اور ثواب کی امید میں پکارتے رہتے ہیں اور ہماری عطا کی ہوئی چیزوں سے خرچ کرتے ہیں سو کوئی بھی نہیں جانتا کہ ایسے لوگوں کے لیے کیا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان پردۂ غیب میں موجود ہے جو بدلہ ہے ان کے نیک اعمال کا انہیں لوگوں کی شان میں ہے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰھُمْ رَبُّھُمْ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ مُحْسِنِیْنَ کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ پ۲۶ ع ۱۷۔ بے شک متقی لوگ جنتوں اور پانی

---

[1] در

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کے چشموں کے درمیان میں ہوں گے اور انکو ان کے رب اور مالک نے جو کچھ ثواب عطا فرمایا اس کو خوشی خوشی لے رہے ہوں گے اور کیوں نہ ہو کہ لوگ اس سے پہلے (دنیا میں) اچھے کام کرنے والے تھے وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور اخیر شب میں استغفار کرنے والے تھے۔" ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ پ۲۳ ع۱۴ (کیا برابر ہو سکتا ہے بے دین) اور وہ شخص جو عبادت کرنے والا ہو رات کے اوقات میں کبھی سجدہ کرنے والا ہو اور کبھی نیت باندھ کر کھڑا ہونے والا ہو آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہو (اچھا آپ ان سے یہ پوچھیں) کہیں عالم اور جاہل برابر ہو سکتا ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ عالم اپنے رب کی عبادت کرے ہی گا اور جو ایسے کریم مولیٰ کی عبادت نہ کرے وہ جاہل بلکہ اجہل ہے ہی) نصیحت وہی لوگ مانتے ہیں جو اہل عقل ہیں۔" ایک جگہ ارشاد ہے إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝ اس میں شک نہیں کہ انسان غیر مستقل مزاج پیدا ہوا ہے کہ جب کوئی تکلیف اس کو پہونچتی ہے تو بہت زیادہ گھبرا جاتا ہے اور جب کوئی بھلائی پہونچتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے کہ دوسرے کو یہ بھلائی نہ پہونچے مگر (ہاں) وہ نمازی جو اپنی نماز کے ہمیشہ پابند رہتے ہیں اور سکون و وقار سے پڑھنے والے ہیں" آگے ان کی اور چند صفتیں ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہے کہ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ پ۲۹ ع۶ اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کا جنتوں میں اکرام کیا جائے گا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں نماز کا حکم اور نمازیوں کے فضائل ان کے اعزاز و اکرام ذکر فرمائے گئے ہیں۔ اور حقیقت میں نماز ایسی ہی دولت ہے۔ اسی وجہ سے دو جہاں کے سردار فخر رسل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اسی وجہ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ دعا فرماتے ہیں رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ اے رب مجھ کو نماز کا خاص اہتمام کرنے والا بنادے اور میری اولاد میں سے بھی ایسے لوگ پیدا فرما جو اہتمام کرنے والے ہوں۔ اے ہمارے رب میری یہ دعا قبول فرمالے۔" اللہ کا ایک پیارا نبی جس کو خلیل ہونے کا بھی فخر ہے وہ نماز کی پابندی اور اہتمام کو اللہ ہی سے مانگتا ہے خود حق سبحانہ و تقدس اپنے محبوب سید المرسلین کو حکم فرماتے ہیں وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِرِنَا۟ قَانَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى پ ۱۶ ع ۱۶ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس کا اہتمام کیجئے۔ ہم آپ سے روزی (کموانا) نہیں چاہتے روزی تو آپ کو ہم دیں گے اور بہترین انجام تو پرہیزگاری کا ہے، حدیث میں آیا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تنگی وغیرہ پیش آتی تو گھر والوں کو نماز کا حکم فرماتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے۔ اور یہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی معمول نقل کیا گیا جب بھی ان حضرات کو کوئی دقت پیش آتی تو نماز میں مشغول ہو جاتے مگر ہم لوگ اس اہم چیز سے ایسے غافل اور بے نیاز ہیں کہ اسلام اور مسلمانی کے لمبے لمبے دعوؤں کے باوجود بھی اِدھر متوجہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اگر کوئی بلانے والا کہنے والا کھڑا ہوتا ہے تو اس پر فقرے کستے ہیں۔ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ مگر کسی کا کیا نقصان ہے اپنا ہی کچھ کھوتے ہیں اور جو لوگ نماز پڑھتے بھی ہیں اُن میں سے بھی اکثر ایسی پڑھتے ہیں جس کو نماز کے ساتھ مذاق سے اگر تعبیر کیا جائے تو بیجا نہیں کہ اکثر ارکان بھی پورے طور سے ادا نہیں کرتے خشوع خضوع کا تو کیا ذکر ہے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے ہے وہ ہر کام خود کر کے دکھلا گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے کارنامے بھی سامنے ہیں ان کا اتباع کرنا چاہیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے چند قصے نمونہ کے طور پر اپنے رسالہ حکایاتِ صحابہ[1] میں لکھ چکا ہوں۔ یہاں اُن کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس رسالہ میں چند حکایات صوفیاء کی نقل کرنے کے بعد چند ارشادات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کرتا ہوں:

شیخ عبدالواحدؒ مشہور صوفیا میں ہیں فرماتے ہیں کہ ایک روز نیند کا اتنا غلبہ ہوا کہ رات کو اَوراد و وظائف بھی چھوٹ گئے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت حسین خوبصورت لڑکی سبز ریشمی لباس پہنے ہوئے ہے۔ جس کے پاؤں کی جوتیاں تک تسبیح میں مشغول ہیں۔ کہتی ہے کہ میری طلب میں کوشش کر میں تیری طلب میں ہوں۔ اس کے بعد اس نے چند شوقیہ شعر پڑھے۔ یہ خواب سے اُٹھے اور قسم کھالی کہ رات کو نہیں سوؤں گا۔ کہتے ہیں کہ چالیس برس تک صبح کی نماز عشاء کی وضو سے پڑھی[2]۔

شیخ مظہر سعدیؒ ایک بزرگ ہیں جو اللہ جل شانہٗ کے عشق و شوق میں ساٹھ برس تک روتے رہے۔ ایک شب خواب میں دیکھا گویا ایک نہر ہے جس میں خالص مشک بھرا ہوا ہے۔ اس کے کناروں پر موتیوں کے درخت سونے کی شاخوں والے لہلہا رہے ہیں۔ وہاں چند نو عمر لڑکیاں پکار پکار کر اللہ کی تسبیح میں مشغول ہیں انہوں نے پوچھا تم کون ہو تو انہوں نے دو شعر پڑھے

---

[1] حکایاتِ صحابہ عکسی [2] نزہتہ۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جن کا مطلب یہ تھا کہ ہم کو لوگوں کے معبود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے ان لوگوں کے واسطے پیدا فرمایا ہے جو رات کو اپنے پروردگار کے سامنے اپنے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں اور اپنے اللہ سے مناجات کرتے رہتے ہیں۔

ابو بکر ضریرؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک نوجوان غلام رہتا تھا دن بھر روزہ رکھتا تھا اور رات بھر تہجد پڑھتا تھا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا اور بیان کیا کہ میں اتفاق سے آج رات سو گیا تھا خواب میں دیکھا کہ محراب کی دیوار پھٹی اس میں سے چند لڑکیاں نہایت ہی حسین اور خوبصورت ظاہر ہوئیں مگر ایک ان میں نہایت بدصورت بھی ہے۔ میں نے اُن سے پوچھا تم کون ہو اور یہ بدصورت کون ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ ہم تیری گذشتہ راتیں ہیں اور یہ تیری آج کی رات ہے۔[1]

ایک بزرگؒ کہتے ہیں کہ مجھے ایک رات ایسی گہری نیند آئی کہ آنکھ نہ کھلی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ایسی نہایت حسین لڑکی ہے کہ اس جیسی میں نے عمر بھر نہیں دیکھی اس میں سے ایسی تیز خوشبو مہک رہی تھی کہ میں نے ویسی خوشبو بھی کبھی نہیں سونگھی۔ اس نے مجھے ایک کاغذ کا پرچہ دیا جس میں تین شعر لکھے ہوئے تھے ان کا مطلب یہ تھا کہ تو نیند کی لذت میں مشغول ہو کر جنت کے بالاخانوں سے غافل ہو گیا جہاں ہمیشہ تجھے رہنا ہے اور موت بھی وہاں نہ آئے گی اپنی نیند سے اُٹھ، سونے سے تہجد میں قرآن پڑھنا بہت بہتر ہے کہتے ہیں اس کے بعد سے جب مجھے نیند آتی ہے اور یہ اشعار یاد آتے ہیں تو نیند بالکل اُڑ جاتی ہے۔

حضرت عطاؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک بازار میں گیا وہاں ایک باندی فروخت ہو رہی تھی جو دیوانی بتائی جاتی تھی میں نے سات دینار میں خرید لی اور اپنے گھر لے آیا جب رات کا کچھ حصّہ گذرا تو میں نے دیکھا کہ وہ اُٹھی وضو کیا نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ روتے روتے اس کا دم نکلا جاتا تھا نماز کے بعد اس نے مناجات شروع کی اور یہ کہنے لگی اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرما میں نے اس سے کہا کہ اس طرح نہ کہو یوں کہو کہ مجھے تجھ سے محبت رکھنے کی قسم۔ یہ سُن کر اس کو غصہ آگیا اور کہنے لگی قسم ہے اُس ذات کی اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سُلاتا اور مجھے یوں نہ کھڑا رکھتا۔ پھر اوندھے منہ گر گئی اور چند شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ بے چینی بڑھتی جارہی ہے اور دل جلا جارہا ہے اور صبر جاتا رہا اور آنسو بہہ رہے ہیں اس شخص کو کس طرح قرار آسکتا ہے جس کو عشق و شوق اور اضطراب سے چین ہی نہیں، اے اللہ اگر کوئی خوشی کی چیز ہو تو اس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما اس کے بعد بلند

---

[1] نزہتہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

آواز سے یہ دعا کی کہ یا الٰہی میرا اور تیرا معاملہ اب تک پوشیدہ تھا اب مخلوق کو خبر ہو چلی اب مجھے اٹھا لیجیے۔ یہ کہہ کر زور سے ایک چیخ ماری اور مر گئی۔

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت سری رحؒ کے ساتھ بھی پیش آیا کہتے ہیں کہ میں نے اپنی خدمت کے لیے ایک باندی خریدی۔ ایک مدت تک وہ میری خدمت کرتی رہی اور اپنی حالت کا مجھ سے اِخفا کرتی۔ اس کی نماز کی ایک جگہ متعین تھی۔ جب کام سے فارغ ہو جاتی وہاں جاکر نماز میں مشغول ہو جاتی۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ کبھی نماز پڑھتی ہے اور کبھی مناجات میں مشغول ہو جاتی ہے اور کہتی ہے کہ آپ اس محبت کے وسیلہ سے جو مجھ سے ہے فلاں فلاں کام کر دیں۔ میں نے آواز سے کہا کہ اے عورت یوں کہہ کہ میری محبت کے وسیلہ سے جو مجھے آپ سے ہے کہنے لگی میرے آقا اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں نماز سے بٹھلا کر مجھے کھڑا نہ کرتا۔ سری کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے اس کو بلا کر کہا کہ تو میری خدمت کے قابل نہیں اللہ ہی کی عبادت کے لائق ہے۔ اس کو کچھ سامان دیکر آزاد کر دیا۔[1]

حضرت سری سقطیؒ ایک عورت کا حال فرماتے ہیں کہ جب وہ تہجد کی نماز کو کھڑی ہوتی تو کہتی اے اللہ ابلیس بھی تیرا ایک بندہ ہے اس کی پیشانی بھی تیرے قبضہ میں ہے وہ مجھے دیکھتا ہے اور میں اسے نہیں دیکھ سکتی تو اسے دیکھتا ہے اور اس کے سارے کاموں پر قادر ہے اور وہ تیرے کسی کام پر بھی قدرت نہیں رکھتا اے اللہ اگر وہ میری برائی چاہے تو تُو اس کو دفع کر اور وہ میرے ساتھ مکر کرے تو تُو اس کے مکر کا انتقام لے میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں اور تیری مدد سے اس کو دھکیلتی ہوں۔ اس کے بعد وہ روتی رہتی تھی۔ حتیٰ کہ روتے روتے اس کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ لوگوں نے اس سے کہا خدا سے ڈر کہیں دوسری آنکھ بھی نہ جاتی رہے، اس نے کہا اگر یہ آنکھ جنت کی آنکھ ہے تو اللہ جل شانہ، اس سے بہتر عطا فرمائیں گے اور اگر دوزخ کی آنکھ ہے اس کا دور ہی ہونا اچھا۔

شیخ ابوعبداللہ جلاءؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے میرے والد سے مچھلی کی فرمائش کی۔ والد صاحب بازار تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا، مچھلی خریدی۔ گھر تک لانے کے واسطے مزدور کی تلاش تھی کہ ایک نوعمر لڑکا جو پاس ہی کھڑا تھا کہنے لگا چچا جان اسے اٹھانے کے واسطے مزدور چاہیئے۔ کہا، ہاں اس لڑکے نے اپنے سر پر اٹھالی اور ہمارے ساتھ چل دیا راستہ میں اس نے اذان کی آواز سن لی کہنے لگا اللہ کے منادی نے بلایا ہے مجھے وضو بھی کرنا ہے۔ نماز

[1] نزہتہ۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لے جا سکوں گا۔ آپ کا دل چاہے انتظار کر لیجئے ورنہ اپنی مچھلی لے لیجئے۔ یہ کہہ کر مچھلی رکھ کر چلا گیا۔ میرے والد صاحب کو خیال آیا کہ یہ مزدور لڑکا تو ایسا کرے ہمیں بطریق اولیٰ اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ یہ سوچ کر وہ بھی مچھلی رکھ کر مسجد میں چلے گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر ہم سب آئے تو مچھلی اسی طرح رکھی ہوئی تھی۔ اس لڑکے نے اٹھا کر ہمارے گھر پہونچا دی۔ گھر جا کر والد نے یہ عجیب قصہ والدہ کو سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کو روک لو وہ بھی مچھلی کھا کر جائے۔ اس سے کہا گیا اس نے جواب دیا کہ میرا تو روزہ ہے۔ والد نے اصرار کیا کہ شام کے وقت یہیں آ کر افطار کرے۔ لڑکے نے کہا کہ میں ایک دفعہ جا کر دوبارہ نہیں آتا۔ یہ ممکن ہے کہ میں پاس ہی مسجد میں ہوں شام کو آپ کی دعوت کھا کر چلا جاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ قریب ہی مسجد میں چلا گیا۔ شام کو بعد مغرب آیا کھانا کھایا اور کھانے سے فراغت پر اس کو تخلیہ کی جگہ بتا دی۔ ہمارے قریب ہی ایک اپاہج عورت رہا کرتی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ وہ بالکل اچھی تندرست آ رہی ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کس طرح اچھی ہو گئی۔ کہا میں نے اس مہمان کے طفیل سے دعا کی تھی کہ یا اللہ اس کی برکت سے مجھے اچھا کر دے میں فوراً اچھی ہو گئی۔ اس کے بعد جب ہم اس کے تخلیہ کی جگہ اس کو دیکھنے گئے تو دیکھا دروازے بند ہیں اور اس مزدور کا کہیں پتہ نہیں۔

ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ ان کے پاؤں میں پھوڑا نکل آیا طبیبوں نے کہا اگر ان کا پاؤں نہ کاٹا گیا تو ہلاکت کا اندیشہ ہے ان کی والدہ نے کہا ابھی ٹھہر جاؤ۔ جب یہ نماز کی نیت باندھ لیں تو کاٹ لینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔

ابو عامر کہتے ہیں کہ میں نے ایک باندی دیکھی جو بہت کم داموں پر فروخت ہو رہی تھی جو نہایت دُبلی پتلی تھی اس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اس پر رحم کھا کر اس کو خرید لیا۔ اس سے کہا کہ ہمارے ساتھ بازار چل۔ رمضان المبارک کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لیں کہنے لگی اللہ کا شکر ہے جس نے میرے واسطے سارے مہینے یکساں کر دیئے۔ وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتی۔ رات بھر نماز پڑھتی۔ جب عید قریب آئی تو میں نے اس سے کہا کل صبح بازار چلیں گے تو بھی ساتھ چلنا عید کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لائیں گے کہنے لگی میرے آقا تم دنیا میں بہت ہی مشغول ہو۔ پھر اندر گئی اور نماز میں مشغول ہو گئی اور اطمینان سے ایک ایک آیت مزے لے کر پڑھتی رہی۔ حتیٰ کہ اس آیت پر پہونچی وَيُسْقَىٰ مِن مَّاءٍ صَدِيدٍ الآیہ (س ابراہیم ع ۳) اس آیت کو بار بار پڑھتی رہی اور ایک چیخ مار کر اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ایک سید صاحبؒ کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں، اور پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی. کئی کئی دن ایسے گذر جاتے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔

اہلِ مجاہدہ لوگوں میں اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے ملتے ہیں۔ان حضرات کی حرص تو بہت ہی مشکل ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ان کو پیدا ہی اس لیے فرمایا تھا لیکن جو حضرات اکابر کہ دوسرے دینی اور دنیوی مشاغل میں مشغول تھے ان کی حرص بھی ہم جیسوں کو دشوار ہے۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے سب ہی واقف ہیں خلفاء راشدین کے بعد انہیں کا شمار ہے۔ان کی بیوی فرماتی ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے زیادہ وضو اور نماز میں مشغول ہونے والے تو اور بھی ہوں گے مگر ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا میں نے نہیں دیکھا۔عشاء کی نماز کے بعد مصلّے پر بیٹھ جاتے اور دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے اور روتے رہتے حتیٰ کہ اسی میں نیند کا غلبہ ہوتا تو آنکھ لگ جاتی۔پھر جب کھل جاتی تو اسی طرح روتے رہتے اور دعا میں مشغول رہتے کہتے ہیں کہ خلافت کے بعد سے جنابت کے غسل کی نوبت نہیں آئی۔ان کی بیوی عبدالملک بادشاہ کی بیٹی تھیں۔باپ نے بہت سے زیورات جواہر دیئے تھے اور ایک ایسا ہیرا دیا تھا جس کی نظیر نہیں تھی۔آپ نے بیوی سے فرمایا کہ دونوں باتوں میں سے ایک اختیار کر۔یا تو وہ زیور سارا اللہ واسطے دے کہ میں اس کو بیت المال میں داخل کر دوں، یا مجھ سے جدائی اختیار کرے مجھے یہ چیز ناگوار ہے کہ میں اور وہ مال ایک گھر میں جمع رہیں۔بیوی نے عرض کیا کہ وہ مال کیا چیز ہے میں اس سے کئی چند زیادہ پر بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتی۔یہ کہہ کر سب بیت المال میں داخل کر دیا۔آپ کے انتقال کے بعد جب عبدالملک کا بیٹا یزید بادشاہ بنا تو اس نے بہن سے دریافت کیا، اگر تم چاہو تو تمہارا زیور تم کو واپس دے دیا جائے۔فرمانے لگیں کہ جب میں اُن کی زندگی میں اس سے خوش نہ ہوئی تو ان کے مرنے کے بعد اس سے کیا خوش ہوں گی۔مرض الموت میں آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس مرض کے متعلق کیا خیال کیا جاتا ہے۔کسی نے عرض کیا کہ لوگ جادو سمجھ رہے ہیں آپ نے فرمایا یہ نہیں۔پھر ایک غلام کو بلایا اس سے پوچھا کہ مجھے زہر دینے پر کس چیز نے تجھ کو آمادہ کیا۔اس نے کہا سو دینار دیئے گئے اور آزادی کا وعدہ کیا گیا۔آپ نے فرمایا وہ دینار لے آ۔اس نے حاضر کئے۔آپ نے ان کو بیت المال میں داخل فرمادیا اور اس غلام سے فرمایا تو کسی ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے۔انتقال کے وقت مسلمہؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے اولاد کے ساتھ ایسا کیا جو کسی نے بھی نہیں کیا ہو گا۔آپ کے تیرہ بیٹے ہیں اور ان

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کے لیے نہ کوئی روپیہ آپ نے چھوڑا، نہ پیسہ۔ آپ نے فرمایا، ذرا مجھے بٹھا دو بیٹھ کر فرمایا کہ میں نے ان کا کوئی حق نہیں دبایا اور جو دوسروں کا حق تھا وہ ان کو دیا نہیں پس اگر وہ صالح ہیں تو اللہ جل شانہٗ خود ان کا کفیل ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ (وہی متولی ہے صلحا کا) اور اگر وہ گنہگار ہیں تو ان کی مجھے بھی کچھ پرواہ نہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ جو فقہ کے مشہور امام ہیں دن بھر مسائل میں مشغول رہنے کے باوجود رات دن میں تین سَو رکعات نفل پڑھتے تھے۔ حضرت سعیدؒ بن جبیر ایک رکعت میں پورا قرآن شریف پڑھ لیتے تھے۔ حضرت محمدؒ بن منکدر حفاظِ حدیث میں ہیں۔ ایک رات تہجد میں اتنی کثرت سے روئے کہ حد نہ رہی کسی نے دریافت کیا تو فرمایا تلاوت میں یہ آیت آگئی تھی وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ اخیر تک (س زمر ع ۵) اوپر کی آیت میں اس کا ذکر ہے کہ اگر ظلم کرنے والوں کے پاس دنیا کی ساری چیزیں ہوں اور اتنی ہی ان کے ساتھ اور بھی ہوں تو وہ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹنے کے لیے فدیہ کے طور پر دینے لگیں اس کے بعد ارشاد ہے وَبَدَا لَهُمْ الآیہ۔ اور اللہ کی طرف سے ان کے لیے (عذاب کا) وہ معاملہ پیش آئے گا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا اور اس وقت ان کو اپنی تمام بداعمالیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ حضرت محمدؒ ابن منکدر وفات کے وقت بھی بہت گھبرا رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی آیت سے ڈر رہا ہوں۔

حضرت ثابت بنانیؒ حفاظ حدیث میں ہیں اس قدر کثرت سے اللہ کے سامنے روتے تھے کہ حد نہیں۔ کسی نے عرض کیا کہ آنکھیں جاتی رہیں گی۔ فرمایا کہ ان آنکھوں سے اگر روئیں نہیں تو فائدہ ہی کیا ہے اس کی دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہو تو مجھے بھی ہو جائے۔ ابوسنانؒ کہتے ہیں خدا کی قسم میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ثابت کو دفن کیا۔ دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے اس نے مجھے کہا چپ ہو جاؤ۔ جب دفن کر چکے تو ان کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے دریافت کیا کہ ثابت کا عمل کیا تھا۔ اس نے کہا کیوں پوچھتے ہو۔ ہم نے قصہ بیان کیا اس نے کہا کہ پچاس برس شب بیداری کی اور صبح کو ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرمایا[1]

حضرت امام ابو یوسفؒ باوجود علمی مشاغل کے جو سب کو معلوم ہیں اور ان کے علاوہ قاضی القضاۃ ہونے کی وجہ سے قضا کے مشاغل علیحدہ تھے لیکن پھر بھی دو سَو رکعات نوافل روزانہ پڑھتے تھے۔

[1] اقامۃ الحجۃ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حضرت محمد بن نصرؒ مشہور محدث ہیں اس انہماک سے نماز پڑھتے تھے جس کی نظیر مشکل ہے ایک مرتبہ پیشانی پر ایک بھڑ نے نماز میں کاٹا جس کی وجہ سے خون بھی نکل آیا مگر نہ حرکت ہوئی نہ خشوع خضوع میں کوئی فرق آیا۔ کہتے ہیں کہ نماز میں لکڑی کی طرح سے بے حرکت کھڑے رہتے تھے۔ حضرت بقی بن مخلد روزانہ تہجد اور وتر کی تیرہ رکعت میں ایک قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ہناد ایک محدث ہیں ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ وہ بہت ہی زیادہ روتے تھے ایک مرتبہ صبح کو ہمیں سبق پڑھاتے رہے اس کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر زوال تک نفلیں پڑھتے رہے دوپہر کو گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر میں آکر ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر تک نفلوں میں مشغول رہے پھر عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن پاک کی تلاوت مغرب تک فرماتے رہے۔ مغرب کے بعد میں واپس چلا آیا۔ میں نے ان کے ایک پڑوسی سے تعجب سے کہا کہ یہ شخص کس قدر عبادت کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا کہ ستر برس سے ان کا یہی عمل ہے اور اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھو گے اور بھی تعجب کرو گے۔

مسروق ایک محدث ہیں ان کی بیوی کہتی ہیں کہ وہ نمازیں اتنی لمبی لمبی پڑھا کرتے تھے کہ اُن کی پنڈلیوں پر ہمیشہ اس کی وجہ سے ورم رہتا تھا اور میں ان کے پیچھے بیٹھی ہوئی ان کے حال پر ترس کھا کر رویا کرتی تھی۔ سعید بن المسیبؒ کے متعلق لکھا ہے کہ پچاس برس تک عشاء اور صبح ایک ہی وضو سے پڑھی اور ابو المعتمرؒ کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک ایسا ہی کیا۔ امام غزالیؒ نے ابوطالب مکیؒ سے نقل کیا کہ چالیس تابعیوں سے تواتر کے طریق سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے ان میں سے بعض کا چالیس برس تک یہی عمل رہا۔[1] حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق تو بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی کہ تیس یا چالیس یا پچاس برس عشاء اور صبح ایک وضو سے پڑھی اور یہ اختلاف نقل کرنے والوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ جس شخص کو جتنے سال کا علم ہوا اتنا ہی نقل کیا لکھا ہے کہ آپ کا معمول صرف دوپہر کو تھوڑی دیر سونے کا تھا اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دوپہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کا معمول تھا کہ رمضان میں ساٹھ قرآن شریف نماز میں پڑھتے تھے۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ میں کئی روز تک امام شافعیؒ کے یہاں رہا صرف رات کو تھوڑی دیر سوتے تھے۔ حضرت احمد بن حنبلؒ تین سو رکعتیں روزانہ پڑھتے تھے اور جب بادشاہِ وقت نے آپ کے کوڑے لگوائے اور اس کی وجہ سے ضعف بہت ہو گیا تو ڈیڑھ سو سورہ گئی تھیں اور تقریباً اسی برس کی عمر تھی۔ ابو عتاب سلمی چالیس برس تک رات بھر روتے تھے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے۔ ان کے علاوہ ہزاروں

---

[1] اتحاف۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لاکھوں واقعات توفیق والوں کے کتب تواریخ میں مذکور ہیں جن کا احاطہ بھی دشوار ہے۔ نمونہ اور مثال کے لیے یہی واقعات کافی ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ مجھے بھی اور ناظرین کو بھی ان حضرات کے اتباع کا کچھ حصہ اپنے لطف وفضل سے نصیب فرمائیں۔ آمین۔

(۱) عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهٗ إِلَّا عُشْرُ صَلٰوتِهٖ تُسْعُهَا ثُمُنُهَا سُبْعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا رواه ابوداؤد قال المنذری فی الترغیب رواه ابوداؤد والنسائی وابن حبان فی صحیحه بنحوه اھ وعزاه فی الجامع الصغیر الی احمد وابی داؤد وابن حبان ورقم له بالصحیح وفی المنتخب عزاه الی احمد ایضا وفی الدر المنثور اخرج احمد عن ابی الیسر مرفوعا منکم من یصلی الصلٰوة کاملة ومنکم من یصلی النصف والثلث والربع حتی بلغ العشر قال المنذری فی الترغیب رواه النسائی باسناد حسن واسم ابی الیسر کعب بن عمرو السلمی شهد بدرا اھ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے اسی طرح بعض کے لیے نواں حصہ بعض کے لیے آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھائی، تہائی، آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔ ف: یعنی جس درجہ کا خشوع اور اخلاص نماز میں ہوتا ہے اتنی ہی مقدار اجر وثواب کی ملتی ہے حتیٰ کہ بعض کو پورے اجر کا دسواں حصہ ملتا ہے اگر اس کے موافق خشوع خضوع ہو اور بعض کو آدھا مل جاتا ہے اور اسی طرح دسویں سے کم اور آدھے سے زیادہ بھی مل جاتا ہے حتیٰ کہ بعض کو پورا پورا اجر مل جاتا ہے اور بعض کو بالکل بھی نہیں ملتا کہ وہ اس قابل ہی نہیں ہوتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرض نماز کے لیے اللہ کے یہاں ایک خاص وزن ہے جتنی اس میں کمی رہ جاتی ہے اس کا حساب کیا جاتا ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ لوگوں میں سے سب سے پہلے خشوع اٹھایا جائے گا کہ پوری جماعت میں ایک شخص بھی خشوع سے پڑھنے والا نہ ملے گا۔[1]

(۲) رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا وَاَسْبَغَ لَهَا وُضُوْءَهَا وَاَتَمَّ لَهَا قِيَامَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا خَرَجَتْ وَهِيَ بَيْضَاءُ مُسْفِرَةٌ تَقُوْلُ حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَا حَفِظْتَنِيْ وَمَنْ صَلَّاهَا لِغَيْرِ وَقْتِهَا وَلَمْ يُسْبِغْ لَهَا وُضُوْءَهَا وَلَمْ يُتِمَّ لَهَا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نمازوں کو اپنے وقت پر پڑھے وضو بھی اچھی طرح کرے خشوع وخضوع سے بھی پڑھے کھڑا بھی پورے وقار سے ہو۔ پھر اسی طرح رکوع سجدہ بھی اچھی طرح سے اطمینان سے کرے۔ غرض ہر چیز کو اچھی طرح ادا کرے تو وہ نماز نہایت روشن

[1] جامع الصغیر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

خُشُوْعَهَا وَلَا رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا خَرَجَتْ وَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ تَقُوْلُ ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ لُفَّتْ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلِقُ ثُمَّ ضُرِبَ بِهَا وَجْهُهٗ رواه الطبرانی فی الاوسط کذا فی الترغیب والدر المنثور وعزاہ فی المنتخب الی البیہقی فی الشعب وفیہ ایضا بروایۃ عبادۃ بمعناہ وزادفی الاولی بعد قولہ کما حفظتنی ثم اصعد بہا الی السماء ولہا ضوء ونور ففتحت لہ ابواب السماء حتی تنتہی بہا الی اللہ فتشفع لصاحبہا وقال فی الثانیۃ وغلقت دونہا ابواب السماء وعزاہ فی الدر الی البزار والطبرانی وفی الجامع الصغیر حدیث عبادۃ الی الطیالسی و قال صحیح۔

بن کر جاتی ہے اور نمازی کو دعا دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ تیری بھی ایسی ہی حفاظت کرے جیسی تونے میری حفاظت کی۔ اور جو شخص نماز کو بری طرح پڑھے وقت کو بھی ٹال دے وضو بھی اچھی طرح نہ کرے رکوع سجدہ بھی اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز بری صورت سے سیاہ رنگ میں بددعا دیتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی ایسا ہی برباد کرے جیسا تونے مجھے ضائع کیا اس کے بعد وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح سے لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

ف: خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو نماز کو اچھی طرح پڑھیں کہ اللہ کی اہم ترین عبادت ان کے لیے دعا کرتی ہے۔ لیکن عام طور سے جیسی نماز پڑھی جاتی ہے کہ رکوع کیا تو وہیں سے سجدے میں چلے گئے۔ سجدے سے اٹھے تو سر اٹھانے بھی نہ پائے تھے کہ فوراً کوے کی سی ٹھونگ دوسری دفعہ ماردی۔ ایسی نماز کا جو حشر ہے وہ اس حدیث شریف میں ذکر فرما یا ہی دیا اور پھر جب وہ بربادی کی بددعا کرے تو اپنی بربادی کا گلہ کیوں کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ آج کل مسلمان گرتے جارہے ہیں اور ہر طرف تباہی ہی تباہی کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں بھی یہی مضمون وارد ہوا ہے اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جو نماز خشوع خضوع سے پڑھی جاتی ہے آسمان کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں وہ نہایت نورانی ہوتی ہے اور نمازی کے لیے حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں سفارشی بنتی ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس نماز میں رکوع اچھی طرح نہ کیا جائے کہ کمر پوری جھک جائے اس کی مثال اس عورت کی سی ہے جو حاملہ ہو اور جب بچہ ہونے کا وقت قریب آجائے تو اسقاط کردے[1] ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ بہت سے روزے دار ایسے ہیں جن کو روزے سے بجز بھوکا اور پیاسا رہنے کے کوئی حاصل نہیں اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں جن کو جاگنے کے علاوہ کوئی چیز نہیں ملتی۔

---

[1] ترغیب۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جو قیامت کے دِن پانچوں نمازیں ایسی لے کر حاضر ہو کہ ان کے اوقات کی بھی حفاظت کرتا رہا ہو اور وضو کا بھی اہتمام کرتا رہا ہو اور ان نمازوں کو خشوع خضوع سے پڑھتا رہا ہو تو حق تعالیٰ شانہٗ نے عہد فرمالیا ہے کہ اس کو عذاب نہیں کیا جائے گا اور جو ایسی نمازیں نہ لے کر حاضر ہو اس کے لیے کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے اپنی رحمت سے معاف فرمادیں۔ چاہے عذاب دیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا تمہیں معلوم بھی ہے اللہ جلّ شانہٗ نے کیا فرمایا صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ ہی جانتے ہیں۔ حضورؐ نے اہتمام کی وجہ سے تین مرتبہ یہی دریافت فرمایا اور صحابہؓ کرام یہی جواب دیتے رہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنی عزت اور اپنی بڑائی کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جو شخص ان نمازوں کو اوقات کی پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے گا میں اس کو جنّت میں داخل کروں گا اور جو پابندی نہ کرے گا تو میرا دل چاہے گا رحمت سے بخشدوں گا ورنہ عذاب دوں گا۔

(۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ عَمَلِہٖ صَلٰوتُہٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ خَابَ وَخَسِرَ وَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَۃٍ قَالَ الرَّبُّ اُنْظُرُوْا ھَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُکَمَّلُ بِھَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِیْضَۃِ ثُمَّ یَکُوْنُ سَائِرُ عَمَلِہٖ عَلٰی ذٰلِکَ رواہ الترمذی وحسنہ النسائی وابن ماجۃ والحاکم وصححہ کذا فی الدر وفی المنتخب بروایۃ الحاکم فی الکنی عن ابن عمر اول ما افترض اللہ علٰی امتی الصلوٰۃ الخمس واول ما یرفع من اعمالھم الصلوٰۃ الخمس الحدیث بطولہ بمعنی حدیث الباب وفیہ ذکر الصیام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب کیا جائے گا۔ اگر نماز اچھی نکل آئی تو وہ شخص کامیاب ہوگا اور بامُراد اور اگر نماز بیکار ثابت ہوئی تو وہ نامُراد خسارہ میں ہوگا اور اگر کچھ نماز میں کمی پائی گئی تو ارشاد خداوندی ہوگا کہ دیکھو اس بندہ کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں جن سے فرضوں کو پورا کر دیا جائے۔ اگر نکل آئیں تو ان سے فرضوں کی تکمیل کردی جائے گی اس کے بعد پھر اسی طرح باقی اعمال روزہ زکوٰۃ وغیرہ کا حساب ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آدمی کو نفلوں کا ذخیرہ بھی اپنے پاس کافی رکھنا چاہئیے کہ اگر فرضوں میں کچھ کوتاہی نکلے تو میزان

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

والزکوٰۃ نحو الصلوٰۃ وفی الدر اخرج ابو یعلی عن انس رفعه اول ما افترض اللّٰه علی الناس من دینهم الصلوٰۃ واٰخر ما یبقی الصلوٰۃ واول ما یحاسب به الصلوٰۃ یقول اللّٰه انظروا فی صلوٰۃ عبدی فان کانت تامة کتبت تامة وان کانت ناقصة قال انظروا هل له من تطوع الحدیث فیه ذکر الزکوٰۃ والصدقة وفیه ایضا اخرج ابن ماجة والحاکم عن تمیم الداری مرفوعًا اول ما یحاسب به العبد یوم القیٰمة صلوٰته الحدیث وفی اٰخره ثم الزکوٰۃ مثل ذٰلك ثم توخذ الاعمال حسب ذٰلك وعزاه السیوطی فی الجامع الی احمد وابی داؤد والحاکم وابن ماجة ورقم له بالصحیح

پوری ہو جائے بہت سے لوگ کہہ دیا کرتے ہیں اجی ہم سے فرض ہی پورے ہو جائیں تو بہت غنیمت ہے نفلیں پڑھنا تو بڑے آدمیوں کا کام ہے اس میں شک نہیں کہ فرض ہی اگر پورے پورے ہو جائیں تو بہت کافی ہیں لیکن ان کا بالکل پورا پورا ادا ہو جانا کون سا سہل کام ہے ہر ہر چیز بالکل پوری ادا ہو جائے اور جب تھوڑے بہت کوتاہی ہوتی ہی ہے تو اس کے پورا کرنے کے لیے نفلوں بغیر چارہ کار نہیں۔ ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون زیادہ وضاحت سے آیا ہے ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادات میں سب سے پہلے نماز کو فرض فرمایا ہے اور سب سے پہلے اعمال میں سے نماز ہی پیش کی جاتی ہے اور سب سے پہلے قیامت میں نماز ہی کا حساب ہوگا اگر فرض نمازوں میں کچھ کمی رہ گئی تو نفلوں سے اس کو پورا کیا جائیگا۔ اور پھر اس کے بعد اسی طرح روزوں کا حساب کیا جائے گا اور فرض روزوں میں جو کمی ہوگی وہ نفل روزوں سے پوری کر دی جائے گی اور پھر زکوٰۃ کا حساب اسی طریقہ سے ہوگا۔ ان سب چیزوں میں نوافل کو ملا کر بھی اگر نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گیا تو وہ شخص خوشی خوشی جنت میں داخل ہو جائے گا ورنہ جہنم میں پھینکدیا جائے گا۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا کہ جو شخص مسلمان ہوتا سب سے اول اس کو نماز سکھائی جاتی۔

(۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَائِرُ عَمَلِهٖ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهٖ رواه الطبرانی فی الاوسط ولا باس باسناده انشاء اللّٰه کذا فی الترغیب وفی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا اگر وہ اچھی اور پوری نکل آئی تو باقی اعمال بھی پورے اتریں گے اور اگر وہ خراب ہو گئی تو باقی اعمال بھی خراب نکلیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک اعلان سب جگہ کے حکام کے پاس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

المنتخب بروایۃ الطبرانی فی الاوسط وایضا عن انس بلفظه وفی الترغیب عن ابی هریرۃ رفعه الصلوٰۃ ثلثة اثلاث الطهور ثلث والرکوع ثلث والسجود ثلث فمن اداها بحقها قبلت منه وقبل منه سائر عمله ومن ردت علیه صلوته رد علیه سائر عمله رواه البزار وقال لا نعلمه مرفوعا الا من حدیث المغیرۃ بن مسلم قال الحافظ واسناده حسن اه واخرج مالك فی الموطا ان عمر بن الخطاب کتب الی عماله ان اهم امورکم عندی الصلوٰۃ من حفظها او حافظ علیها حفظ دینه ومن ضیعها فهو لما سواها اضیع کذا فی الدر

بھیجا تھا کہ سب سے زیادہ مہتم بالشان چیز میرے نزدیک نماز ہے جو شخص اس کی حفاظت اور اس کا اہتمام کرے گا وہ دین کے اور اجزاء کا بھی اہتمام کر سکتا ہے اور جو اس کو ضائع کر دے گا وہ دین کے اور اجزاء کو زیادہ برباد کر دے گا۔

ف: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک ارشاد اور حضرت عمرؓ کے اس کے اعلان کا منشاء بظاہر یہ ہے جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ شیطان مسلمان سے اس وقت تک ڈرتا رہتا ہے جب تک وہ نماز کا پابند اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا رہتا ہے کیونکہ خوف کی وجہ سے اس کو زیادہ جرأت نہیں ہوتی لیکن جب وہ نماز کو ضائع کر دیتا ہے تو اس کی جرأت بہت بڑھ جاتی ہے اور اس آدمی کے گمراہ کرنے کی اُمنگ پیدا ہو جاتی ہے اور پھر بہت سے مہلکات اور بڑے بڑے گناہوں میں اس کو مبتلا کر دیتا ہے [1] اور یہی مطلب ہے حق سبحانہ و تقدس کے ارشاد اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ کا جس کا بیان قریب ہی آرہا ہے۔

(۵) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِیْ یَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللهِ وَکَیْفَ یَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا رواه الدارمی وفی الترغیب رواه احمد والطبرانی وابن خزیمة فی صحیحه وقال صحیح الاسناد اه وفی المقاصد الحسنة حدیث ان اسوء الناس سرقة رواه احمد والدارمی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدترین چوری کرنے والا شخص وہ ہے جو نماز میں سے بھی چوری کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز میں سے کس طرح چوری کرے گا ارشاد فرمایا کہ اس کا رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے نہ کرے۔

ف: یہ مضمون کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے اوّل تو چوری خود ہی کس قدر ذلت کی چیز ہے اور چور کو کیسی حقارت سے دیکھا جاتا ہے پھر چوری میں بھی اس حرکت کو بدترین چوری ارشاد فرمایا ہے

[1] منتخب کنز

Visit : www.Momeen.blogspot.com

في مسنديهما من حديث الوليد بن مسلم
عن الاوزاعي عن يحيى بن ابي كثير
عن عبد الله بن ابي قتادة عن ابيه
مرفوعا وفي لفظ بحذف ان وصححه
ابن خزيمة والحاكم وقال انه على شرطهما
ولم يخرجاه لرواية كاتب الاوزاعي له عنه
عن يحيى عن ابي سلمة عن ابي هريرة ورواه
احمد ايضا والطيالسي في مسنديهما من
حديث علي بن زيد عن سعيد بن المسيب
عن ابي سعيد الخدري به مرفوعا و
رواية ابي هريرة عند ابن منيع وفي الباب
عن عبد الله ابن مغفل وعن النعمان بن
مرة عند مالك مرسلا في اخرين اه وقال
المنذري في الترغيب لحديث ابن مغفل
رواه الطبراني في معاجمه الثلثة
باسناد جيد وقال لحديث ابي هريرة
رواه الطبراني في الاوسط وابن
حبان في صحيحه والحاكم وقال
صحيح الاسناد قلت وحديث ابي
قتادة وابي سعيد ذكرهما السيوطي
في الجامع الصغير ورقم بالصحيح

کہ رکوع سجدہ کو اچھی طرح نہ کرے۔ حضرت
ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی
اور یہ ارشاد فرمایا کہ اس وقت علم دنیا سے اُٹھ
جانے کا وقت (منکشف ہوا) ہے حضرت زیادؓ
صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ علم ہم سے کس
طرح اٹھ جائے گا ہم لوگ قرآن شریف پڑھتے
ہیں اور اپنی اولاد کو پڑھاتے ہیں (اور وہ اسی
طرح اور اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور سلسلہ چلتا
رہے گا) حضورؐ نے فرمایا میں تو تجھے بڑا سمجھدار
خیال کرتا تھا۔ یہ یہود و نصاریٰ بھی تو توراۃ انجیل
پڑھتے پڑھاتے ہیں پھر کیا کارآمد ہوا۔ ابو درداءؓ کے
شاگرد کہتے ہیں کہ میں نے دوسرے صحابی حضرت
عُبادہؓ سے جا کر یہ قصہ سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ
ابو درداءؓ سچ کہتے ہیں اور میں بتاؤں کہ سب سے
پہلے کیا چیز دنیا سے اُٹھے گی۔ سب سے پہلے نماز
کا خشوع اُٹھ جائے گا تو دیکھے گا کہ بھری مسجد میں
ایک شخص بھی خشوع سے نماز پڑھنے والا نہ ہوگا
حضرت حذیفہؓ جو حضور کے رازدار کہلاتے ہیں وہ
بھی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے نماز کا خشوع اُٹھایا
جائیگا[1]۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ
اس نماز کی طرف توجہ ہی نہیں فرماتے جس میں رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کیا جائے۔ ایک حدیث میں
ارشاد نبویؐ ہے کہ آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے مگر ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی کہ کبھی رکوع
اچھی طرح کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہٗ نے
اپنے مکاتیب (خطوط) میں نماز کے اہتمام پر بہت زور دیا ہے اور بہت سے گرامی ناموں میں مختلف

---
[1] در۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مضامین پر بحث فرمائی ہے۔ ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملانے کا اور رکوع میں انگلیوں کو علیحدہ علیحدہ کرنے کا اہتمام بھی ضروری ہے شریعت نے انگلیوں کو ملانے کا کھولنے کا حکم بے فائدہ نہیں فرمایا ہے یعنی ایسے معمولی آداب کی رعایت بھی ضروری ہے اسی سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ نگاہ کا جمائے رکھنا اور رکوع کی حالت میں پاؤں پر نگاہ رکھنا اور سجدہ میں جاکر ناک پر رکھنا اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں پر نگاہ رکھنا نماز میں خشوع کو پیدا کرتا ہے اور اس سے نماز میں دلجمعی نصیب ہوتی ہے جب ایسے معمولی آداب بھی اتنے اہم فائدے رکھتے ہیں تو بڑے آداب اور سنتوں کی رعایت تم سمجھ لو کہ کس قدر فائدہ بخشے گی۔

(٦) عَنْ اُمِّ رُوْمَانَ وَالِدَةِ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ رَآنِیْ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ اَتَمَیَّلُ فِیْ صَلٰوتِیْ فَزَجَرَنِیْ زَجْرَۃً کِدْتُّ اَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوتِیْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیُسْکِنْ اَطْرَافَہٗ لَا یَتَمَیَّلُ تَمَیُّلَ الْیَہُوْدِ فَاِنَّ سُکُوْنَ الْاَطْرَافِ فِی الصَّلٰوۃِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ اخرجه الحکیم الترمذی من طریق القاسم بن محمد عن اسماء بنت ابی بکر عن ام رومان کذا فی الدر وعزاہ السیوطی فی الجامع الصغیر الی ابی نعیم فی الحلیۃ وابن عدی فی الکامل ورقم له بالضعف وذکر ایضا بروایۃ ابن عساکر عن ابی بکر رضؓ من تمام الصلوٰۃ سکون الاطراف

حضرت عائشہ رضؓ کی والدہ اُم رومان فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہی تھی نماز میں اِدھر اُدھر جھکنے لگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے دیکھ لیا تو مجھے اس زور سے ڈانٹا کہ میں (ڈر کی وجہ سے) نماز توڑنے کی قریب ہوگئی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ جب کوئی شخص نماز کو کھڑا ہو تو اپنے تمام بدن کو بالکل سکون سے رکھے، یہود کی طرح ہلے نہیں۔ بدن کے تمام اعضاء کا نماز میں بالکل سکون سے رہنا نماز کے پورا ہونے کا جزو ہے۔ ف: نماز میں بالکل سکون سے رہنے کی تاکید بہت سی حدیثوں میں آئی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ اکثر آسمان کی طرف دیکھنے کی تھی کہ وحی کے فرشتے کا انتظار رہتا تھا اور جب کسی چیز کا انتظار ہوتا ہے تو اس طرف نگاہ بھی لگ جاتی ہے اسی وجہ سے کبھی نماز میں بھی نگاہ اوپر اٹھ جاتی تھی۔ جب قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ نازل ہوئی تو پھر نگاہ نیچے رہتی تھی۔ صحابہ رضؓ کے متعلق بھی حدیث میں آیا ہے کہ اوّل اوّل ادھر اُدھر توجہ فرمایا کرتے تھے مگر اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد سے کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ اسی آیت شریفہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ صحابہ رضؓ کرام جب نماز کو کھڑے ہوتے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھے تو کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے ہمہ تن نماز کی طرف متوجہ رہتے تھے اپنی نگاہوں کو سجدہ کی جگہ رکھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ان کی طرف متوجہ ہیں حضرت علیؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ خشوع کیا چیز ہے فرمایا کہ خشوع دل میں ہوتا ہے (یعنی دل سے نماز میں متوجہ رہنا) اور یہ بھی اس میں داخل ہے کہ کسی طرف توجہ نہ کرے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خشوع کرنے والے وہ ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور نماز میں سکون سے رہنے والے ہیں حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ نفاق کے خشوع سے اللہ ہی سے پناہ مانگو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ نفاق کا خشوع کیا چیز ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ظاہر میں تو سکون ہو اور دل میں نفاق ہو۔ حضرت ابو درداءؓ بھی اس قسم کا ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں جس میں حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا کہ نفاق کا خشوع یہ ہے کہ ظاہر بدن تو خشوع والا معلوم ہو اور دل میں خشوع نہ ہو۔ حضرت قتادہؒ کہتے ہیں کہ دل کا خشوع اللہ کا خوف ہے اور نگاہ کو نیچی رکھنا۔ حضورؐ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں داڑھی پر ہاتھ پھیر رہا ہے ارشاد فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو بدن کے سارے اعضا میں سکون ہوتا۔ حضرت عائشہؓ نے حضورؐ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ یہ شیطان کا نماز میں سے اُچک لینا ہے۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ نماز میں اوپر دیکھتے ہیں وہ اپنی اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ نگاہیں اوپر کی اوپر ہی رہ جائیں گی [1] بہت سے صحابہؓ اور تابعین سے نقل کیا گیا ہے کہ خشوع سکون کا نام ہے یعنی نماز نہایت سکون سے پڑھی جائے۔ متعدد احادیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ نماز ایسی طرح پڑھا کرو گویا یہ آخری نماز ہے۔ ایسی طرح پڑھا کرو جیسا وہ شخص پڑھتا ہے جس کو یہ گمان ہو کہ اس وقت کے بعد مجھے دوسری نماز کی نوبت ہی نہ آئے گی۔ [2]

(۷) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ فَقَالَ مَنْ لَّمْ تَنْهَهُ صَلٰوتُهٗ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اخرجه ابن ابی حاتم وابن مردویہ کذا فی الدر المنثور۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے حق تعالیٰ شانہٗ کے ارشاد اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى الخ (بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور ناشائستہ حرکتوں سے) کے متعلق دریافت کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی نماز ایسی نہ ہو اور اس کو بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔ **فائدہ**: بے شک نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے اور اس کو اپنی اصلی

[1] در منثور [2] جامع الصغیر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حالت پر پڑھنے کا ثمرہ یہی ہے کہ وہ ایسی نامناسب باتوں سے روک دے۔ اگر یہ بات پیدا نہیں ہوئی تو نماز کے کمال میں کمی ہے، بہت سی حدیثوں میں یہ مضمون وارد ہوا ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں گناہوں سے روک ہے اور گناہوں سے ہٹانا ہے۔ حضرت ابو العالیہؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے ارشاد اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں تین چیزیں ہوتی ہیں اخلاص، اللہ کا خوف اور اللہ کا ذکر، جس نماز میں یہ چیزیں نہیں وہ نماز ہی نہیں۔ اخلاص نیک کاموں کا حکم کرتا ہے اور اللہ کا خوف بُری باتوں سے روکتا ہے اور اللہ کا ذکر قرآن پاک ہے جو مستقل طور پر اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو نماز بری باتوں اور نامناسب حرکتوں سے نہ روکے وہ نماز بجائے اللہ کے قرب کے اللہ سے دوری پیدا کرتی ہے۔ حضرت حسنؓ بھی حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کی نماز اس کو بُری باتوں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں، اس نماز کی وجہ سے اللہ سے دوری پیدا ہوتی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے بھی حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی مضمون نقل فرمایا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو نماز کی اطاعت نہ کرے اس کی نماز ہی کیا اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ بے حیائی اور بُری باتوں سے رُکے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا رہتا ہے اور صبح ہوتے چوری کرتا ہے حضورؐ نے فرمایا کہ اس کی نماز اس کو اس فعل سے عنقریب ہی روک دے گی[1] اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص بری باتوں میں مشغول ہو تو اس کو اہتمام سے نماز میں مشغول ہونا چاہیے۔ بری باتیں اس سے خود ہی چھوٹ جائیں گی۔ ہر ہر بُری بات کے چھڑانے کا اہتمام دشوار بھی ہے اور دیر طلب بھی اور اہتمام سے نماز میں مشغول ہو جانا آسان بھی ہے اور دیر طلب بھی نہیں۔ اس کی برکت سے بُری باتیں اس سے اپنے آپ ہی چھوٹتی چلی جاویں گی۔ حق تعالیٰ شانہٗ مجھے بھی اچھی طرح نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

(۸) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ اخرجہ ابن ابی شیبۃ ومسلم والترمذی وابن ماجۃ کذا فی الدر المنثور وفیہ ایضًا عَنْ مُجَاھِدٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ قَالَ مِنَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ افضل نماز وہ ہے جس میں لمبی لمبی رکعتیں ہوں مجاہد کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے ارشاد وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ (اور نماز میں کھڑے رہو اللہ کے سامنے مؤدب) اس آیت میں رکوع بھی داخل

[1] در منثور۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

الْقُنُوْتِ الرُّكُوْعَ وَالْخُشُوْعَ وَطُوْلَ الرُّكُوْعِ يَعْنِيْ طُوْلَ الْقِيَامِ وَغَضَّ الْبَصَرِ وَخَفْضَ الْجَنَاحِ وَالرَّهْبَةَ لِلّٰهِ وَكَانَ الْفُقَهَاءُ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُهُمْ فِي الصَّلٰوةِ يَهَابُ الرَّحْمٰنَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَنْ يَلْتَفِتَ اَوْيُقَلِّبَ الْحَصٰى اَوْيَشُدَّ بَصَرَهُ اَوْيَعْبَثَ بِشَيْءٍ اَوْيُحَدِّثَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا اِلَّا نَاسِيًا حَتّٰى يَنْصَرِفَ اخرجه سعيد بن منصور وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن حاتم والاصبهانی فی الترغیب والبیهقی فی شعب الایمان اھ وهذا آخر ما اردت ایراده فی هذه الرسالة رعاية لعدد الاربعين والله ولی التوفيق وقد وقع الفراغ منه ليلة التروية من سنة سبع وخمسين بعد الالف و ثلثمائة والحمد لله اولا وآخرا۔

ہے اور خشوع بھی اور لمبی رکعت ہونا بھی اور آنکھوں کو پست کرنا، بازوؤں کو جھکانا (یعنی اکڑ کے کھڑا نہ ہونا) اور اللہ سے ڈرنا بھی (شامل ہے کہ لفظ قنوت میں جس کا اس آیت میں حکم دیا گیا یہ سب چیزیں داخل ہیں) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے جب کوئی شخص نماز کو کھڑا ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا تھا اس بات سے کہ ادھر ادھر دیکھے یا (سجدہ میں جاتے ہوئے کنکریوں کو الٹ پلٹ کرے (عرب میں صفوں کی جگہ کنکریاں بچھائی جاتی ہیں) یا کسی لغو چیز میں مشغول ہو یا دل میں کسی دنیاوی چیز کا خیال لائے۔ ہاں بھول کے خیال آگیا ہو تو دوسری بات۔

ف:۔ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ کی تفسیر میں مختلف ارشادات وارد ہوئے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ قٰنِتِيْنَ کے معنی چپ چاپ کے ہیں ابتدا زمانہ میں نماز میں بات کرنا، سلام کا جواب دینا وغیرہ وغیرہ امور جائز تھے، مگر جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو نماز میں بات کرنا ناجائز ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضورؐ نے اس بات کا عادی بنا رکھا تھا کہ جب میں حاضر ہوں تو گو حضورؐ نماز میں مشغول ہوں میں سلام کرتا حضورؐ جواب دیتے۔ ایک مرتبہ میں حاضر ہوا، حضورؐ نماز میں مشغول تھے۔ میں نے حسب عادت سلام کیا، حضورؐ نے جواب نہیں دیا۔ مجھے سخت فکر ہوا کہ شاید میرے بارے میں اللہ جلّ شانہٗ کے یہاں سے کوئی عتاب نازل ہوا ہو۔ اور پرانے خیالات نے مجھے گھیر لیا، پرانی پرانی باتیں سوچتا تھا کہ شاید فلاں بات پر حضورؐ ناراض ہوگئے ہوں، شاید فلانی بات ہوگئی ہو۔ جب حضورؐ نے سلام پھیر لیا تو ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے احکام میں جو چاہتے ہیں تبدیل فرماتے ہیں حق تعالیٰ شانہٗ نے نماز میں بولنے کی ممانعت فرمادی۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا کہ نماز میں اللہ کے ذکر اس کی تسبیح، اس کی حمد وثنا کے سوا بات کرنا جائز نہیں۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

معاویہؓ بن حکم سُلمی کہتے ہیں کہ جب میں مدینہ طیبہ مسلمان ہونے کے لیے حاضر ہوا تو مجھے بہت سی چیزیں سکھائی گئیں۔ منجملہ ان کے یہ بھی تھا کہ جب کوئی چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو اس کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنا چاہیئے۔ چونکہ نئی تعلیم تھی اس وقت تک یہ بھی معلوم نہ تھا کہ نماز میں نہ کہنا چاہیئے۔ ایک صاحب کو نماز میں چھینک آئی میں نے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہا۔ آس پاس کے لوگوں نے مجھے تنبیہ کے طور پر گھورا مجھے اس وقت تک یہ بھی معلوم نہ تھا کہ نماز میں بولنا جائز نہیں اس لیے میں نے کہا کہ ہائے افسوس تمہیں کیا ہوا کہ مجھے کڑوی کڑوی نگاہوں سے گھورتے ہو۔ مجھے اشارہ سے ان لوگوں نے چپ کر دیا۔ میری سمجھ میں تو آیا نہیں مگر میں چپ ہو گیا۔ جب نماز ختم ہو چکی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے ماں باپ آپ پر قربان) نہ مجھے مارا، نہ ڈانٹا، نہ بُرا بھلا کہا بلکہ یہ ارشاد فرمایا کہ نماز میں بات کرنا جائز نہیں۔ نماز تسبیح و تکبیر اور قراءۃ قرآن ہی کا موقع ہے خدا کی قسم حضورؐ جیسا شفیق استاد نہ میں نے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

دوسری تفسیر حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ قَانِتِيْنَ کے معنی خَاشِعِيْنَ کے ہیں یعنی خشوع سے نماز پڑھنے والے اسی کے موافق مجاہدؒ یہ نقل کرتے ہیں جو اوپر ذکر کیا گیا کہ یہ سب چیزیں خشوع میں داخل ہیں یعنی لمبی لمبی رکعات کا ہونا اور خشوع خضوع سے پڑھنا نگاہ کو نیچی رکھنا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں حضور اقدسؐ رات کو جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے کو رسّی سے باندھ لیا کرتے کہ نیند کے غلبہ سے گر نہ جائیں اس پر طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى نازل ہوئی اور یہ مضمون تو کئی حدیثوں میں آیا ہے کہ حضورؐ اتنی طویل رکعت کیا کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آجاتا تھا اگرچہ ہم لوگوں پر شفقت کی وجہ سے حضورؐ نے یہ ارشاد فرمادیا کہ جس قدر تحمّل اور نباہ ہو سکے اتنی محنت کرنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ تحمّل سے زیادہ بار اٹھانے کی وجہ سے بالکل ہی جاتا رہے۔ چنانچہ ایک صحابیؓ عورت نے بھی اسی طرح رسّی میں اپنے کو باندھنا شروع کیا تو حضورؐ نے منع فرمادیا۔ مگر اتنی بات ضرور ہے کہ تحمّل کے کے بعد جتنی لمبی نماز ہوگی اتنی ہی بہتر اور افضل ہوگی۔ آخر حضورؐ کا اتنی لمبی نماز پڑھنا کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا تھا کوئی بات رکھتا ہے۔ صحابہؓ کرام عرض بھی کرتے کہ سورۂ فتح میں آپ کی مغفرت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمالیا ہے تو حضورؐ ارشاد فرماتے کہ پھر میں شکر گذار بندہ کیوں نہ بنوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے آپ کے سینۂ مبارک سے رونے کی آواز (سانس رکنے کی وجہ سے) ایسی مسلسل آتی تھی جیسا چکّی کی آواز ہوتی ہے ایک دوسری

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حدیث میں آیا ہے کہ ایسی آواز ہوتی تھی جیسا کہ ہنڈیا کے پکنے کی آواز ہوتی ہے [1]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں میں نے حضورؐ کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور رو رہے تھے کہ اسی حالت میں صبح فرما دی۔ متعدد احادیث میں ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، چند آدمیوں سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ منجملہ ان کے وہ شخص ہے جو سردی کی رات میں نرم بستر پر لحاف میں لپٹا ہوا لیٹا ہو، اور خوبصورت دل میں جگہ کرنے والی بیوی پاس لیٹی ہو اور پھر تہجد کے لیے اُٹھے اور نماز میں مشغول ہو جائے۔ حق تعالیٰ شانہ، اس شخص سے بہت ہی خوش ہوتے ہیں تعجب فرماتے ہیں۔ باوجود عالم الغیب ہونے کے فرشتوں سے فخر کے طور پر دریافت فرماتے ہیں کہ اس بندہ کو کس بات نے مجبور کیا کہ اس طرح کھڑا ہو گیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ آپ کے لطف وعطایا کی امید نے اور آپ کے عتاب کے خوف نے، ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا جس چیز کی اس نے مجھ سے امید رکھی وہ میں نے عطا کی اور جس چیز کا اس کو خوف ہے اس سے امن بخشا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ کسی بندہ کو کوئی عطا اللہ کی طرف سے اس سے بہتر نہیں دی گئی کہ اس کو دو رکعت نماز کی توفیق عطا ہو جائے۔

قرآن وحدیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے کہ فرشتے ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ احادیث میں آیا ہے کہ ایک جماعت ان کی ایسی ہے جو قیامت تک رکوع ہی میں رہے گی، اور ایک جماعت اسی طرح ہر وقت سجدہ میں مشغول رہتی ہے اور ایک جماعت اسی طرح کھڑی رہتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ، نے مومن کے لیے یہ اکرام و اعزاز فرمایا کہ ان سب چیزوں کا مجموعہ اس کو دو رکعت نماز میں عطا فرما دیا تاکہ فرشتوں کی ہر عبادت سے اس کو حصّہ مل جائے اور نماز میں قرآن شریف کی تلاوت ان کی عبادتوں پر اضافہ ہے اور جب یہ فرشتوں کی عبادتوں کا مجموعہ ہے تو انہیں کی سی صفات سے اس میں لطف میسّر ہو سکتا ہے۔ اسی لیے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ نماز کے لیے اپنی کمر اور پیٹ کو ہلکا رکھا کرو [2] کمر کو ہلکا رکھنے کا یہ مطلب کہ بہت سے جھگڑے اپنے پیچھے نہ لگاؤ اور پیٹ کو ہلکا رکھنا ظاہر ہے کہ زیادہ سیر ہو کر نہ کھاؤ اس سے کاہلی سستی پیدا ہوتی ہے۔

صوفیہ کہتے ہیں کہ نماز میں بارہ ہزار چیزیں ہیں جن کو حق تعالیٰ شانہ، نے بارہ ہزار چیزوں میں منضم فرمایا ہے۔ ان بارہؐ کی رعایت ضروری ہے تاکہ نماز مکمل ہو جائے اور اس کا پورا فائدہ حاصل ہو۔ یہ بارہ حسب ذیل ہیں۔ اوّل علم، حضورؐ کا ارشاد ہے کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی

---

[1] ترغیب [2] جامع الصغیر۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جہل کی حالت کے بہت سے عمل سے افضل ہے، دوسرے وضو، تیسرے لباس، چوتھے وقت پانچویں قبلہ کی طرف رُخ کرنا، چھٹے نیت، ساتویں تکبیرِ تحریمہ، آٹھویں نماز میں کھڑا ہونا، نویں قرآن شریف پڑھنا، دسویں رکوع، گیارھویں سجدہ، بارھویں التحیات میں بیٹھنا اور ان سب کی تکمیل اخلاص کے ساتھ ہے۔ پھر ان بارہ کے تین تین جزو ہیں۔ اوّل علم کے تین جُزو یہ ہیں کہ فرضوں اور سنتوں کو علیحدہ علیحدہ معلوم کرے۔ دوسرے یہ معلوم کرے کہ وضو اور نماز میں کتنی چیزیں ہیں کتنی سنت ہیں۔ تیسرے یہ معلوم کرے کہ شیطان کس کس مکر سے نماز میں رخنہ ڈالتا ہے اس کے بعد وضو کے بھی تین جزو ہیں۔ اول یہ کہ دل کو کینہ اور حسد سے پاک کرے جیسا کہ ظاہری اعضاء کو پاک کر رہا ہے، دوسرے ظاہری اعضاء کو گناہوں سے پاک رکھے، تیسرے وضو کرنے میں نہ اسراف کرے نہ کوتاہی کرے۔ پھر لباس کے بھی تین جزو ہیں اول یہ کہ حلال کمائی سے ہو، دوسرے یہ کہ پاک ہو، تیسرے سنت کے موافق ہو کہ ٹخنے وغیرہ ڈھکے ہوئے نہ ہوں تکبّر اور بڑائی کے طور پر نہ پہنا ہو۔ پھر وقت میں بھی تین چیزوں کی رعایت ضروری ہے اوّل یہ کہ دھوپ ستاروں وغیرہ کی خبر گیری رکھے تاکہ اوقات صحیح معلوم ہو سکیں (اور ہمارے زمانہ میں اس کے قائم مقام گھڑی گھنٹے ہو گئے ہیں) دوسرے اذان کی خبر رکھے، تیسرے دل سے ہر وقت نماز کے وقت کا خیال رکھے، کبھی ایسا نہ ہو کہ وقت گذر جائے پتہ نہ چلے۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت رکھے۔ اوّل یہ کہ ظاہری بدن سے ادھر متوجہ ہو، دوسرے یہ کہ دل سے اللہ کی طرف توجہ رکھے کہ دل کا کعبہ وہی ہے۔ تیسرے مالک کے سامنے جس طرح ہمہ تن متوجہ ہونا چاہئے اس طرح متوجہ ہو۔ پھر نیت بھی تین چیزوں کی محتاج ہے اوّل یہ کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے، دوسرے یہ کہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے اور وہ دیکھتا ہے، تیسرے یہ کہ وہ دل کی حالت کو بھی دیکھتا ہے پھر تکبیر تحریمہ کے وقت بھی تین چیزوں کی رعایت کرنا ہے۔ اوّل یہ کہ لفظ صحیح ہو دوسرے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے (گویا اشارہ ہے کہ اللہ کے ماسوا سب چیزوں کو پیچھے پھینک دیا) تیسرے یہ کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اللہ کی بڑائی اور عظمت دل میں بھی موجود ہو پھر قیام یعنی کھڑے ہونے میں بھی تین چیزیں ہیں اول یہ کہ نگاہ سجدہ کی جگہ رہے، دوسرے دل سے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا خیال کرے، تیسرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ جو شخص نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بڑی مشکل سے دربانوں کی منت سماجت کرکے بادشاہ کے حضور میں پہونچے اور جب رسائی ہو اور بادشاہ اس کی طرف

Visit : www.Momeen.blogspot.com

متوجہ ہو تو وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگے ایسی صورت میں بادشاہ اس کی طرف کیا توجہ کرے گا۔ پھر قرأت میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے اول صحیح ترتیل سے پڑھے، دوسرے اس کے معنی پر غور کرے، تیسرے جو پڑھے اس پر عمل کرے، پھر رکوع میں بھی تین چیزیں ہیں اول یہ کہ کمر کو رکوع میں بالکل سیدھا رکھے نہ نیچا کرے نہ اونچا علماء نے لکھا ہے کہ سر اور کمر اور سُرین تینوں چیزیں برابر رہیں، دوسرے ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر چوڑی کر کے گھٹنوں پر رکھے، تیسرے تسبیحات کو عظمت اور وقار سے پڑھے پھر سجدہ میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے، اول یہ کہ دونوں ہاتھ سجدہ میں کانوں کے برابر رہیں، دوسرے ہاتھوں کی کہنیاں کھڑی رہیں، تیسرے تسبیحات کو عظمت سے پڑھے، پھر بیٹھنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے اول یہ کہ دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پر بیٹھے۔ دوسرے یہ کہ عظمت کے ساتھ معنیٰ کی رعایت کر کے تشہد پڑھے کہ اس میں حضورؐ پر سلام ہے۔ مومنین کے لیے دعا ہے پھر فرشتوں پر اور دائیں بائیں جانب جو لوگ ہیں ان پر سلام کی نیت کرے۔ پھر اخلاص کے بھی تین جزو ہیں اول یہ کہ اس نماز سے صرف اللہ کی خوشنودی مقصود ہو۔ دوسرے یہ سمجھے کہ اللہ ہی کی توفیق سے یہ نماز ادا ہوئی تیسرے اس پر ثواب کی اُمید رکھے۔

حقیقت میں نماز میں بڑی خیر اور بڑی برکت ہے اس کا ہر ذکر بہت سی خوبیوں کو اور اللہ کی بڑائیوں کو لیے ہوئے ہے ایک سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ہی کو دیکھ لیجئے جو سب سے پہلی دعا ہے کہ کتنے فضائل پر حاوی ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ یا اللہ تیری پاکی بیان کرتا ہوں، کہ تو ہر عیب سے پاک ہے۔ ہر بُرائی سے دور ہے وَبِحَمْدِكَ جتنی تعریف کی باتیں ہیں اور جتنے بھی قابل مدح امور ہیں وہ سب تیرے لیے ثابت ہیں اور تجھے زیبا وَتَبَارَكَ اسْمُكَ تیرا نام بابرکت ہے اور ایسا بابرکت ہے کہ جس چیز پر تیرا نام لیا جائے وہ بھی بابرکت ہو جاتی ہے وَتَعَالٰى جَدُّكَ تیری شان بہت بلند ہے تیری عظمت سب سے بالاتر ہے وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں نہ کوئی ذات پرستش کے لائق کبھی ہوئی نہ ہو۔ اسی طرح رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ میرا عظمت اور بڑائی والا رب ہر عیب سے بالکل پاک ہے اس کی بڑائی کے سامنے اپنی عاجزی اور بیچارگی کا اظہار ہے کہ گردن کا بلند کرنا غرور اور تکبّر کی علامت ہے اور اس کا جھکا دینا نیازمندی اور فرمانبرداری کا اقرار ہے تو رکوع میں گویا اس کا اقرار ہے کہ تیرے احکام کے سامنے اپنے کو جھکاتا ہوں اور تیری اطاعت اور بندگی کو اپنے سر پر رکھتا ہوں، میرا یہ گنہگار جسم تیرے سامنے حاضر ہے اور تیری بارگاہ میں جھکا ہوا ہے تو بیشک بڑائی والا ہے اور تیری بڑائی کے سامنے میں سرنگوں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہوں اسی طرح سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی میں بھی اللہ کی بیحد رفعت اور بلندی کا اقرار ہے اور اس بلندی کے ساتھ ہر برائی اور عیب سے پاکی کا اقرار ہے۔ اپنے اس سر کو اس کے سامنے ڈال دینا ہے جو سارے اعضاء میں اشرف شمار کیا جاتا ہے اور اس میں محبوب ترین چیزیں آنکھ، کان، ناک، زبان ہیں، گویا اس کا اقرار ہے کہ میری یہ سب اشرف اور محبوب چیزیں تیرے حضور میں حاضر اور تیرے سامنے زمین پر پڑی ہوئی ہیں اس امید پر کہ تو مجھ پر فضل فرمائے اور رحم کرے اور اس عاجزی کا پہلا ظہور اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر مؤدب کھڑے ہونے میں تھا اس پر ترقی اس کے سامنے سر جھکا دینے میں تھی اور اس پر بھی ترقی اس کے سامنے زمین پر ناک رگڑنے اور سر رکھ دینے میں ہے۔ اسی طرح پوری نماز کی حالت ہے اور حق یہ ہے کہ یہی اصلی ہیئت نماز کی ہے اور یہی ہے وہ نماز جو دین و دنیا کی فلاح و بہبود کا زینہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے مجھے اور سب مسلمانوں کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اور جیسا کہ مجاہدؒ نے بیان کیا ہے فقہائے صحابہؓ کی یہی نماز تھی وہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے، اللہ سے ڈرتے تھے۔ حضرت حسنؓ جب وضو فرماتے تو چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا کسی نے پوچھا یہ کیا بات ہے تو ارشاد فرمایا کہ ایک بڑے جبار بادشاہ کے حضور میں کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے پھر وضو کر کے جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ فرماتے اِلٰهِیْ عَبْدُكَ بِبَابِكَ يَا مُحْسِنُ قَدْ اَتَاكَ الْمُسِیْئُ وَقَدْ اَمَرْتَ الْمُحْسِنَ مِنَّا اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنِ الْمُسِیْئِ فَاَنْتَ الْمُحْسِنُ وَاَنَا الْمُسِیْئُ فَتَجَاوَزْ عَنْ قَبِیْحِ مَا عِنْدِیْ بِجَمِیْلِ مَا عِنْدَكَ يَا كَرِيْمُ۔ ترجمہ: "یا اللہ تیرا بندہ تیرے دروازہ پر حاضر ہے، اے احسان کرنے والے، اور بھلائی کا برتاؤ کرنے والے، بداعمال تیرے پاس حاضر ہے تو نے ہم لوگوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ اچھے لوگ بُروں سے درگذر کریں، تو اچھائی والا ہے اور بدکار ہوں، اے کریم میری برائیوں سے اُن خوبیوں کی بدولت جن کا تو مالک ہے درگذر فرما"۔ اس کے بعد مسجد میں داخل ہوتے۔

حضرت زین العابدینؒ روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔ تہجد کبھی سفر یا حضر میں ناغہ نہیں ہوا جب وضو کرتے چہرہ زرد ہو جاتا تھا۔ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ آ جاتا۔ کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کیا تمھیں خبر نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں۔ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی یہ نماز میں مشغول رہے، لوگوں نے عرض کیا تو فرمایا کہ دنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے غافل رکھا، آپ کا ارشاد ہے کہ مجھے تکبر کرنے والے پر تعجب ہے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہ کل تک ناپاک نطفہ تھا اور کل کو مردار ہو جائے گا پھر تکبر کرتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ لوگ فنا ہونے والے گھر کے لیے تو فکر کرتے ہیں، ہمیشہ رہنے والے گھر کی فکر نہیں کرتے آپ کا معمول تھا کہ رات کو چھپ کر صدقہ کیا کرتے، لوگوں کو یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ کس نے دیا۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو سو گھر ایسے نکلے جن کا گذارہ آپ کی اعانت پر تھا[۱]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا، بدن پر کپکپی آجاتی۔ کسی نے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے جس کو آسمان و زمین نہ اٹھا سکے۔ پہاڑ اس کے اٹھانے سے عاجز ہو گئے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو پورا کر سکوں گا یا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب اذان کی آواز سنتے تو اس قدر روتے کہ چادر تر ہو جاتی رگیں پھول جاتیں آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ کسی نے عرض کیا کہ ہم تو اذان سنتے ہیں مگر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا، آپ اس قدر گھبراتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ مؤذن کیا کہتا ہے تو راحت و آرام سے محروم ہو جائیں اور نیند اڑ جائے۔ اس کے بعد اذان کے ہر ہر جملہ کی تنبیہ کو مفصل ذکر فرمایا۔

ایک شخص نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ذوالنون مصریؒ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی جب انہوں نے اللہ اکبر کہا تو لفظ اللہ کے وقت اُن پر جلال الٰہی کا ایسا غلبہ تھا گویا ان کے بدن میں روح نہیں رہی بالکل مبہوت سے ہو گئے اور جب اکبر زبان سے کہا تو میرا دل ان کی اس تکبیر کی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا[۲]

حضرت اُویس قرنیؒ مشہور بزرگ اور افضل ترین تابعی ہیں۔ بعض مرتبہ رکوع کرتے اور تمام رات اسی حالت میں گذار دیتے کبھی سجدہ میں یہی حالت ہوتی کہ تمام رات ایک ہی سجدہ میں گذار دیتے[۳]

عصامؒ نے حضرت حاتم زاہد بلخیؒ سے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے اوّل نہایت اطمینان سے اچھی طرح وضو کرتا ہوں پھر اس جگہ پہونچتا ہوں جہاں نماز پڑھنا ہے اوّل نہایت اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا کعبہ میرے منہ کے سامنے ہے اور میرا پاؤں پل صراط پر ہے، داہنی طرف جنت ہے بائیں طرف دوزخ ہے۔ موت کا فرشتہ

---

[۱] نزہۃ البساتین [۲] ایضاً [۳] ایضاً

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میرے سر پر ہے، اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے، پھر کوئی اور نماز شاید میسر نہ ہو، اور میرے دل کی حالت کو اللہ ہی جانتا ہے اس کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں، پھر معنی کو سوچ کر قرآن پڑھتا ہوں، تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں، عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور اطمینان سے نماز پوری کرتا ہوں، اس طرح کہ اللہ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں اور اپنے اعمال سے مردود ہو جانے کا خوف کرتا ہوں۔ عصامؒ نے پوچھا کہ کتنی مدت سے آپ ایسی نماز پڑھتے ہیں؟ حاتمؒ نے کہا تیس برس سے عصام رونے لگے کہ مجھے ایک بھی نماز ایسی نصیب نہ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ حاتمؒ کی ایک مرتبہ جماعت فوت ہوگئی جس کا بیحد اثر تھا ایک دو ملنے والوں نے تعزیت کی۔ اس پر رونے لگے اور فرمایا کہ اگر میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا بلخ تعزیت کرتا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ دس ہزار آدمیوں سے زیادہ تعزیت کرتے جماعت کے فوت ہونے پر ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ دین کی مصیبت لوگوں کی نگاہ میں دنیا کی مصیبت سے ہلکی ہے۔

حضرت سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ بیس برس کے عرصہ میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ اذان ہوئی ہو اور مسجد میں پہلے سے موجود نہ ہوں۔ محمد بن واسعؒ کہتے ہیں کہ مجھے دنیا میں صرف تین چیزیں چاہئیں ایک ایسا دوست ہو جو میری لغزشوں پر متنبہ کرتا رہے۔ ایک بقدر زندگی روزی جس میں کوئی جھگڑا نہ ہو۔ ایک جماعت کی نماز ایسی کہ اس میں جو کوتاہی ہو جائے وہ تو معاف ہو اور ثواب جو ہو مجھے مل جائے۔ حضرت ابو عبیدۃ بن الجراحؓ نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی، نماز کے بعد فرمانے لگے کہ شیطان نے اس وقت مجھ پر ایک حملہ کیا، میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ میں افضل ہوں (اس لیے کہ افضل کو امام بنایا جاتا تھا) آئندہ کبھی نماز نہیں پڑھاؤں گا۔ میمونؒ بن مہران ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے تو جماعت ہو چکی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا کہ اس نماز کی فضیلت مجھے عراق کی سلطنت سے بھی زیادہ محبوب تھی۔

کہتے ہیں کہ ان حضرات کرام میں سے جس کی تکبیر اولی فوت ہو جاتی تین دن تک اس کا رنج کرتے تھے اور جس کی جماعت جاتی رہتی سات دن تک اس کا افسوس کرتے تھے[1]۔ بکرؒ بن عبد اللہؒ کہتے ہیں کہ اگر تو اپنے مالک اپنے مولا سے بلا واسطہ بات کرنا چاہے تو جب چاہے کر سکتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا صورت ہے۔ فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرا ور نماز کی نیت باندھ لے۔

---

[1] احیاء۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ ہم سے باتیں کرتے تھے اور ہم حضورؐ سے باتیں کرتے تھے لیکن جب نماز کا وقت آجاتا تو ایسے ہوجاتے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف مشغول ہوجاتے تھے۔ سعید تنوخیؒ جب تک نماز پڑھتے رہتے مسلسل آنسوؤں کی لڑی رخساروں پر جاری رہتی۔ خلف بن ایوبؒ سے کسی نے پوچھا کہ یہ مکھیاں تم کو نماز میں دق نہیں کرتیں۔ کہنے لگے کہ میں اپنے کو کسی ایسی چیز کا عادی نہیں بناتا، جس سے نماز میں نقصان آئے، یہ بدکار لوگ حکومت کے کوڑوں کو برداشت کرتے رہتے ہیں محض اتنی سی بات کے لیے کہ لوگ کہیں گے کہ بڑا متحمل مزاج ہے اور پھر اس کو فخریہ بیان کرتے رہتے ہیں۔ میں اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہوں اور ایک مکھی کی وجہ سے حرکت کرنے لگوں۔

بہجۃ النفوس میں لکھا ہے کہ ایک صحابیؓ رات کو نماز پڑھ رہے تھے، ایک چور آیا اور گھوڑا کھول کرلے گیا۔ لے جاتے ہوئے اس پر نظر بھی پڑ گئی، مگر نماز نہ توڑی۔ بعد میں کسی نے کہا بھی کہ آپ نے پکڑ نہ لیا۔ فرمایا جس چیز میں مشغول تھا وہ اس سے بہت اونچی تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تو قصہ مشہور ہے کہ جب لڑائی میں ان کے تیر لگ جاتے تو وہ نماز ہی میں نکالے جاتے چنانچہ ایک مرتبہ ران میں ایک تیر گھس گیا لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی نہ نکل سکا آپس میں مشورہ کیا کہ جب یہ نماز میں مشغول ہوں اس وقت نکالا جائے آپ نے جب نفلیں شروع کیں اور سجدہ میں گئے تو ان لوگوں نے اس کو زور سے کھینچ لیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آس پاس مجمع دیکھا، فرمایا کیا تم تیر نکالنے کے واسطے آئے ہو، لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو ہم نے نکال بھی لیا۔ آپ نے فرمایا مجھے خبر ہی نہیں ہوئی۔

مسلم بن یسارؒ جب نماز پڑھتے تو گھر والوں سے کہہ دیتے کہ تم باتیں کرتے رہو مجھے تمہاری باتوں کا پتہ نہیں چلے گا۔ ربیعؒ کہتے ہیں کہ میں جب نماز میں کھڑا ہوتا ہوں مجھ پر اس کا فکر سوار ہوجاتا ہے کہ مجھ سے کیا کیا سوال وجواب ہوگا۔ عامر بن عبداللہ جب نماز پڑھتے تو گھر والوں کی باتوں کی تو کیا خبر ہوتی ڈھول کی آواز کا بھی پتہ نہ چلتا تھا۔ کسی نے اُن سے پوچھا کہ تمھیں نماز میں کسی چیز کی بھی خبر ہوتی ہے۔ فرمایا ہاں مجھے اس کی خبر ہوتی ہے کہ ایک دن اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا ہوگا اور دونوں گھروں جنت یا دوزخ میں سے ایک میں جانا ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا، یہ نہیں پوچھتا ہماری باتوں میں سے بھی کسی کی خبر ہوتی ہے؟ فرمایا کہ مجھ میں نیزوں کی بھالیں گھس جائیں یہ زیادہ اچھا ہے اس سے کہ مجھے نماز میں تمہاری باتوں کا پتہ چلے ان کا یہ بھی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ارشاد ہے کہ آخرت کا منظر اس وقت میرے سامنے ہو جائے تو میرے یقین اور ایمان میں اضافہ نہ ہو۔ ذکرِ غیب پر ایمان اتنا ہی پختہ ہے جتنا مشاہدہ پر ہوتا ہے) ایک صاحب کا کوئی عضو خراب ہو گیا تھا جس کے لیے اس کے کاٹنے کی ضرورت تھی۔ لوگوں نے تجویز کیا کہ جب یہ نماز کی نیت باندھیں اس وقت کاٹنا چاہیئے۔ ان کو پتہ بھی نہ چلے گا۔ چنانچہ نماز پڑھتے ہوئے اس عضو کو کاٹ دیا گیا۔ ایک سے پوچھا گیا کہ تمہیں نماز میں دنیا کا بھی خیال آجاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہ نماز میں آتا ہے نہ بغیر نماز کے۔ ایک اور صاحب کا قصّہ لکھا ہے کہ اُن سے کسی نے دریافت کیا کہ تمہیں نماز میں کوئی چیز یاد آجاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نماز سے بھی زیادہ کوئی محبوب چیز ہے جو نماز میں یاد آئے۔

بہجۃ النفوس میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص ملنے کے لیے آیا، وہ ظہر کی نماز میں مشغول تھے وہ انتظار میں بیٹھ گیا۔ جب نماز سے فارغ ہو چکے تو نفلوں میں مشغول ہو گئے اور عصر تک نفلیں پڑھتے رہے۔ یہ انتظار میں بیٹھا رہا۔ نفلوں سے فارغ ہوئے تو عصر کی نماز شروع کر دی اور اس سے فارغ ہو کر ذکر میں مشغول ہو گئے اور مغرب تک مشغول رہے۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی اور نفلیں شروع کر دیں۔ عشاء تک اس میں مشغول رہے بیچارہ انتظار میں بیٹھا رہا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر پھر نفلوں کی نیت باندھ لی اور صبح تک اس میں مشغول رہے پھر صبح کی نماز پڑھی اور ذکر شروع کر دیا اور اوراد و وظائف پڑھتے رہے۔ اسی میں مصلّے پر بیٹھے بیٹھے آنکھ جھپک گئی تو فوراً آنکھوں کو ملتے ہوئے اُٹھے، استغفار توبہ کرنے لگے اور یہ دُعا پڑھی۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَیْنٍ لَّا تَشْبَعُ مِنَ النَّوْمِ (اللہ ہی سے پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھ سے جو نیند سے بھرتی ہی نہیں)۔

ایک صاحب کا قصّہ لکھا ہے کہ وہ رات کو سونے لیٹتے تو کوشش کرتے کہ آنکھ لگ جائے مگر جب نیند نہ آتی تو اُٹھ کر نماز میں مشغول ہو جاتے اور عرض کرتے یا اللہ تجھ کو معلوم ہے کہ جہنّم کی آگ کے خوف نے میری نیند اُڑا دی اور یہ کہہ کر صبح تک نماز میں مشغول رہتے۔

ساری رات بے چینی اور اضطراب یا شوق و اشتیاق میں جاگ کر گذار دینے کے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ اُن کا احاطہ ممکن نہیں۔ ہم لوگ اس لذّت سے اتنے دور ہو گئے ہیں کہ ہم کو ان واقعات کی صحت میں بھی تردّد ہونے لگا۔ لیکن اوّل تو جس کثرت اور تواتر سے یہ واقعات نقل کئے گئے ہیں اُن کی تردید میں ساری ہی تواریخ سے اعتماد اُٹھتا ہے کہ واقعہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کی صحت کثرتِ نقل ہی سے ثابت ہوتی ہے۔ دوسرے ہم لوگ اپنی آنکھوں سے ایسے لوگوں کو آئے دن دیکھتے ہیں جو سینما اور تھیٹر میں ساری رات کھڑے کھڑے گذار دیتے ہیں کہ نہ کو تعجب ہوتا ہے نہ نیند ستاتی ہے۔ پھر کیا وجہ کہ ہم ایسے معاصی کی لذّتوں کا یقین کرنے کے باوجود ان طاعات کی لذتوں کا انکار کریں۔ حالانکہ طاعات میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے قوت بھی عطا ہوتی ہے۔ ہمارے اس تردّد کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم ان لذّتوں سے ناآشنا ہیں اور نابالغ بلوغ کی لذّتوں سے ناواقف ہوتا ہی ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس لذّت تک پہونچا دیں تو زہے نصیب"۔

آخری گذارش

صوفیہ نے لکھا ہے کہ نماز حقیقت میں اللہ جلّ شانہٗ کے ساتھ مناجات کرنا اور ہم کلام ہونا ہے جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا۔ نماز کے علاوہ اور عبادتیں غفلت سے بھی ہو سکتی ہیں مثلاً زکوٰۃ ہے کہ اس کی حقیقت مال کا خرچ کرنا ہے۔ یہ خود ہی نفس کو اتنا شاق ہے کہ اگر غفلت کے ساتھ ہو تب بھی نفس کو شاق گذرے گا۔ اسی طرح روزہ دن بھر کا بھوکا پیاسا رہنا، صحبت کی لذت سے رُکنا کہ یہ سب چیزیں نفس کو مغلوب کرنے والی ہیں۔ غفلت سے بھی اگر متحقق ہوں تو نفس کی شدت و تیزی پر اثر پڑے گا۔ لیکن نماز کا معظم حصہ ذکر ہے، قراءت قرآن ہے۔ یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں ایسی ہی ہیں جیسے کہ بخار کی حالت میں ہذیان اور بکواس ہوتی ہے کہ جو چیز دل میں ہوتی ہے وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہو جاتی ہے نہ اس میں کوئی مشقت ہوتی ہے نہ کوئی نفع۔ اسی طرح چونکہ نماز کی عادت پڑ گئی ہے اس لیے اگر توجہ نہ ہو تو عادت کے موافق بلا سوچے سمجھے زبان سے الفاظ نکلتے رہیں گے۔ جیسا کہ سونے کی حالت میں اکثر باتیں زبان سے نکلتی ہیں کہ نہ سننے والا اس کو اپنے سے کلام سمجھتا ہے نہ اس کا کوئی فائدہ ہے اسی طرح حق تعالیٰ شانہٗ بھی ایسی نماز کی طرف التفات اور توجہ نہیں فرماتے جو بلا ارادہ کے ہو۔ اس لیے نہایت اہم ہے کہ نماز اپنی وسعت و ہمت کے موافق پوری توجہ سے پڑھی جائے لیکن یہ امر نہایت ضروری

ہے کہ اگر یہ حالات اور کیفیات جو پچھلوں کی معلوم ہوئی ہیں حاصل نہ بھی ہوں تب بھی نماز جس حال سے بھی ممکن ہو ضرور پڑھی جائے۔ یہ بھی شیطان کا ایک سخت ترین مکر ہوتا ہے وہ یہ سمجھائے کہ بری طرح پڑھنے سے تو نہ پڑھنا ہی اچھا ہے، یہ غلط ہے۔ نہ پڑھنے سے بُری طرح کا پڑھنا ہی بہتر ہے اس لیے کہ نہ پڑھنے کا جو عذاب ہے وہ نہایت ہی سخت ہے۔ حتیٰ کہ علماء کی ایک جماعت نے اس شخص کے کفر کا فتویٰ دیا ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے۔ جیسا کہ پہلے باب میں مفصّل گذر چکا ہے البتہ اس کی کوشش ضرور ہونا چاہیئے کہ نماز کا جو حق ہے اور اپنے اکابر اس کے مطابق پڑھ کر دکھا گئے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے اس کی توفیق عطا فرمائیں اور عمر بھر میں کم از کم ایک ہی نماز ایسی ہو جائے جو پیش کرنے کے قابل ہو۔ اخیر میں اس امر پر تنبیہ بھی ضروری ہے کہ حضرات محدّثین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک فضائل کی روایات میں توسّع ہے اور معمولی ضعف قابل تسامح باقی صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے واقعات تو تاریخی حیثیت رکھتے ہی ہیں اور ظاہر ہے کہ تاریخ کا درجہ حدیث کے درجہ سے کہیں کم ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهِمْ وَحَمَلَةِ الدِّيْنِ الْمَتِيْنِ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

زکریا عفی عنہ کاندھلوی

شب دوشنبہ، محرم ۱۳۵۸ھ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً

فضائلِ تبلیغ

جس میں

تبلیغ کی اہمیت اور اس کے آداب نیز مبلّغین اور عام لوگوں کے فرائض
بتلائے گئے ہیں۔

جس کو

بقیۃ السّلف حجۃ الخلف حضرت اقدس الحافظ الحاج مولانا
محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ بانیٔ سلسلۂ تبلیغ بستی حضرت نظام الدینؒ دہلی
کے تعمیل ارشاد میں
حضرت مولانا الحافظ الحاج مولوی محمّد زکریا صاحب شیخ الحدیث
مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے تالیف فرمایا

ناشر:
اسلامک بک سروس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تمہید

حمد وصلوٰۃ کے بعد، مجدِّدِ دین اسلام کے ایک درخشندہ جوہر، اور علماء ومشائخ عصر کے ایک آبدار گوہر کا ارشاد ہے کہ تبلیغ دین کی ضرورت کے متعلق مختصر طور پر چند آیات واحادیث لکھ کر پیش کروں چونکہ مجھ جیسے سیہ کار کے لئے ایسے ہی حضرات کی رضا وخوشنودی وسیلۂ نجات اور کفارۂ سیئات ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس عجالۂ نافعہ کو خدمت میں پیش کرتے ہوئے ہر اسلامی مدرسہ، اسلامی انجمن، اسلامی اسکول اور ہر اسلامی طاقت بلکہ ہر مسلمان سے گذارش ہے کہ اس وقت دین کا انحطاط جس قدر روز افزوں ہے، دین کے اوپر جس طرح کفار کی طرف سے نہیں خود مسلمانوں کی طرف سے حملے ہو رہے ہیں فرائض وواجبات پر عمل عام مسلمانوں سے نہیں بلکہ خاص اور اخصّ الخواص مسلمانوں سے متروک ہوتا جا رہا ہے۔ نماز روزہ کے چھوڑ دینے کا کیا ذکر جبکہ لاکھوں آدمی کھلے ہوئے شرک وکفر میں مبتلا ہیں۔ اور غضب یہ ہے کہ ان کو شرک وکفر نہیں سمجھتے۔ محرّمات اور فسق وفجور کا شیوع جس قدر صاف اور واضح طریق سے بڑھتا جا رہا ہے اور دین کے ساتھ لاپرواہی بلکہ استخفاف واستہزا جتنا عام ہوتا جا رہا ہے وہ کسی فردِ بشر سے مخفی نہیں۔ اسی وجہ سے خاص علماء، بلکہ عام علماء میں بھی لوگوں سے یکسوئی اور وحشت بڑھتی جا رہی ہے جس کا لازمی اثر یہ ہو رہا ہے کہ دین اور دینیات سے اجنبیت ہیں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ عوام اپنے کو معذور کہتے ہیں کہ ان کو تبلانے والا کوئی نہیں۔ اور علماء اپنے کو معذور سمجھتے ہیں کہ اُن کی سُننے والا کوئی نہیں۔ لیکن خدائے قدوس کے یہاں نہ عوام کا یہ عذر کافی کہ کسی نے تبلایا نہ تھا اس لئے کہ دینی امور کا معلوم کرنا، تحقیق کرنا ہر شخص کا اپنا فرض ہے قانون سے ناواقفیت کا عذر کسی حکومت میں بھی معتبر نہیں۔ اَحکم الحاکمین کے یہاں یہ پوچ عذر کیسے چل سکتا ہے۔ یہ تو عذرِ گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ اسی طرح نہ علماء کے لئے یہ جواب موزوں کہ کوئی سننے والا نہیں۔ جن اسلاف کی نیابت کے آپ حضرات دعویدار ہیں انھوں نے کیا کچھ تبلیغ کی خاطر برداشت نہیں فرمایا، کیا پتھر نہیں کھائے، گالیاں نہیں کھائیں، مصیبتیں نہیں جھیلیں؟ لیکن ہر نوع کی تکالیف برداشت فرمانے کے بعد اپنی تبلیغی ذمہ داریوں کا احساس فرما کر لوگوں تک دین پہنچایا، ہر سخت سے سخت مزاحمت کے باوجود نہایت شفقت سے اسلام واحکام اسلام کی اشاعت کی۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عام طور پر مسلمانوں نے تبلیغ کو علماء کے ساتھ مخصوص سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ہر وہ شخص جس کے سامنے کوئی منکر ہو رہا ہو اور وہ اس کے روکنے پر قادر ہو یا اس کے روکنے کے اسباب پیدا کر سکتا ہو اس کے ذمہ واجب ہے کہ اس کو روکے۔ اور اگر بفرض محال مان بھی لیا جاوے کہ یہ علماء کا کام ہے تب بھی جبکہ وہ اپنی کوتاہی سے یا کسی مجبوری سے اس حق کو پورا نہیں کر رہے ہیں یا ان سے پورا نہیں ہو رہا ہے تو ضروری ہے کہ ہر شخص کے ذمہ یہ فریضہ عائد ہو۔ قرآن وحدیث میں جس قدر اہتمام سے تبلیغ اور اَمر بِالمَعرُوف والنَّہی عَنِ المُنکَر کو ارشاد فرمایا گیا ہے وہ ان آیات واحادیث سے ظاہر ہے جو آئندہ فصلوں میں آرہی ہیں۔ ایسی حالت میں صرف علماء کے ذمہ رکھ کر یا ان کی کوتاہی بتا کر کوئی شخص بریُّ الذمّہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میری علَی العُمُوم درخواست ہے کہ ہر مسلمان کو اس وقت تبلیغ میں کچھ نہ کچھ حصہ لینا چاہیے اور جس قدر وقت بھی دین کی تبلیغ اور حفاظت میں خرچ کر سکتا ہو کرنا چاہیے۔

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار　　کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

یہ بھی معلوم کر لینا ضروری ہے کہ تبلیغ کے لئے یا اَمر بِالمَعرُوف اور نَہی عَنِ المُنکَر کے لئے پورا کامل ومکمل ہونا ضروری نہیں ہر وہ شخص جو کوئی مسئلہ جانتا ہو اس کو دوسروں تک پہنچائے۔ جب اس کے سامنے کوئی ناجائز امر کیا جارہا ہو اور وہ اس کے روکنے پر قادر ہو تو اس کو روکنا اس پر واجب ہے۔ اس رسالہ میں مختصر طور پر سات فصلیں ذکر کی ہیں۔

فصل اوّل

میں تبرکاً اللہ پاک کی بابرکت کلام میں سے چند آیات کا ترجمہ جن میں تبلیغ واَمر بِالمَعرُوف کی تاکید وترغیب فرمائی ہے پیش کرتا ہوں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خود حق سبحانہٗ وتقدس کو اس کا کتنا اہتمام ہے کہ جس کے لئے بار بار مختلف عنوانوں سے اپنے پاک کلام میں اس کا اعادہ کیا ہے۔ تقریباً ساٹھ آیات تو میری کوتاہ نظر سے اس کی ترغیب اور توصیف میں گذر چکی ہیں۔ اگر کوئی دقیقُ النظر غور سے دیکھے تو معلوم کس قدر آیات معلوم ہوں۔ چونکہ ان سب آیات کا اس جگہ جمع کرنا طول کا سبب ہوگا۔ اس لئے چند آیات ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) قَالَ اللّٰهُ عَزَّ اِسْمُهٗ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو خدا کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ (بیان القرآن)

مفسّرین نے لکھا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کسی کو بلائے وہ اس بشارت اور تعریف کا

مستحق ہے خواہ کسی طریق سے بلائے۔ مثلاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معجزہ وغیرہ سے بلاتے ہیں اور علماء دلائل سے، مجاہدین تلوار سے، اور مؤذنین اذان سے۔ غرض جو بھی کسی شخص کو دعوت إلی الخیر کرے وہ اس میں داخل ہے خواہ اعمالِ ظاہرہ کی طرف بلائے یا اعمالِ باطنہ کی طرف۔ جیسا کہ مشائخ صوفیہ معرفت اللہ کی طرف بلاتے ہیں (خازن) مفسرین نے یہ بھی لکھا قَالَ إِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسلمان ہونے کے ساتھ تفاخر بھی ہو۔ اس کو اپنے لئے باعثِ عزت بھی سمجھتا ہو۔ اس اسلامی امتیاز کو تفاخر کے ساتھ ذکر بھی کرے۔ بعض مفسرین نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ مقصد یہ ہے کہ اس وعظ، نصیحت تبلیغ سے اپنے کو بہت بڑی ہستی نہ کہنے لگے بلکہ یہ کہے کہ عام مسلمین میں سے ایک مسلمان میں بھی ہوں۔

(۲) وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ — اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو سمجھاتے رہیئے کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو نفع دیگا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے قرآن پاک کی آیات سنا کر نصیحت فرمانا مقصود ہے کہ وہ نفع رساں ہے مومنین کے لئے تو ظاہر ہے کفار کے لئے بھی، اس لحاظ سے کہ وہ ان شاء اللہ اس کے ذریعہ سے مومنین میں داخل ہو جائیں گے اور آیت کے مصداق میں شامل ہوں گے۔ ہمارے اس زمانے میں وعظ و نصیحت کا راستہ تقریباً بند ہو گیا ہے وعظ کا مقصد بالعموم شستگی تقریر بن گیا ہے تا کہ سننے والے تعریف کر دیں حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو شخص تقریر و بلاغت اس لئے سیکھے تا کہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے تو قیامت کے دن اس کی کوئی عبادت مقبول نہیں نہ فرض نہ نفل۔

(۳) وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى — اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس کے پابند رہیئے ہم آپ سے معاش نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔

متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کی تنگئ معاش کے رفع فرمانے کا فکر ہوتا تو اس کو نماز کی تاکید فرمانے اور آیتِ بالا کو تلاوت فرما کر گویا اس طرف اشارہ فرماتے کہ وسعتِ رزق کا وعدہ اہتمامِ نماز پر موقوف ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس آیتِ شریفہ میں نماز کے حکم کرنے کے ساتھ خود اس پر اہتمام کرنے کا حکم اس لئے ارشاد ہوا ہے کہ یہ أنفع ہے کہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ جس چیز کا دوسروں کو حکم کیا جاوے خود بھی اس پر اہتمام کیا جاوے کہ اس سے دوسروں پر اثر بھی زیادہ ہوتا ہے اور دوسروں کے اہتمام کا سبب بنتا ہے۔ اسی لئے ہدایت کے واسطے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے کہ وہ نمونہ بن کر سامنے ہوں تو عمل کرنے والوں کو عمل کرنا سہل ہو اور یہ خدشہ نہ گذرے کہ فلاں حکم

Visit : www.Momeen.blogspot.com
www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مشکل ہے اس پر عمل کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد رزق کے وعدہ کی مصلحت یہ ہے کہ نماز کا اپنے اوقات کے ساتھ بسا اوقات اسباب معیشت میں ظاہراً نقصان کا سبب معلوم ہوتا ہے بالخصوص تجارت ملازمت وغیرہ میں، اس لئے اس کو ساتھ کے ساتھ دفع فرد یا کہ یہ ہمارے ذمہ ہے۔ یہ سب دنیاوی امور کے اعتبار سے ہے اس کے بعد بطور قاعدۂ کلیہ اور امر بدیہی کہ فرمایا کہ عافیت تو ہے ہی متقیوں کے لئے اس میں کسی دوسرے کی شرکت ہی نہیں۔

(۴) یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔

بیٹا نماز پڑھا کر، اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے (بیان القرآن)

اس آیت شریفہ میں مہتم بالشان امور کو ذکر فرمایا ہے اور حقیقۃً یہ امور اہم ہیں، تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہیں۔ مگر ہم لوگوں نے ان ہی چیزوں کو خاص طور سے پس پشت ڈال رکھا ہے۔ اَمر بالمعروف کا تو ذکر ہی کیا کہ وہ تو تقریباً سب ہی کے نزدیک متروک ہے۔ نماز جو تمام عبادات میں سب سے زیادہ اہم چیز ہے اور ایمان کے بعد سب سے مقدم اسی کا درجہ ہے اس کی طرف سے کس قدر غفلت برتی جاتی ہے۔ اُن لوگوں کو چھوڑ کر جو بے نمازی کہلاتے ہیں خود نمازی لوگ بھی اس کا کامل اہتمام نہیں فرماتے، بالخصوص جماعت جس کی طرف اقامت نماز سے اشارہ ہے صرف غرباء کے لئے رہ گئی۔ امراء اور باعزت لوگوں کے لئے مسجد میں جانا گویا عار بن گیا ہے۔

فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی ع انچہ عار تست او فخر من است

(۵) وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ ہ

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کرے اور بُرے کاموں سے روکا کرے اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔

حق سُبحانہٗ وتقدس نے اس آیتِ شریفہ میں ایک اہم مضمون کا حکم فرمایا ہے وہ یہ کہ اُمت میں سے ایک جماعت اس کام کے لئے مخصوص ہو کہ وہ اسلام کی طرف لوگوں کو تبلیغ کیا کرے یہ حکم مُسلمانوں کے لئے تھا مگر افسوس کہ اس اصل کام کو ہم لوگوں نے بالکلیہ ترک کر دیا ہے اور دوسری قوموں نے نہایت اہتمام سے پکڑ لیا ہے۔ نصاریٰ کی مستقل جماعتیں دُنیا میں تبلیغ کے لئے مخصوص ہیں اور اسی طرح دوسری اقوام میں اس کے لئے مخصوص کارکن موجود ہیں۔ لیکن کیا مسلمانوں میں بھی کوئی جماعت ایسی ہے ؟ اس کا جواب نفی میں نہیں تو اثبات میں بھی مشکل ہے۔ اگر کوئی جماعت یا فرد اس کے لئے اُٹھتا بھی ہے تو اس وجہ سے کہ بجائے اعانت کے اس پر اعتراضات کی اس قدر بھرمار ہوتی ہے کہ وہ آج نہیں تو کل تھک کر بیٹھ جاتا ہے۔ حالانکہ خیر خواہی کا مقتضا یہ تھا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہ اس کی مدد کی جاتی، اور کوتاہیوں کی اصلاح کی جاتی ۔ نہ یہ کہ خود کوئی کام نہ کیا جاوے اور کام کرنیوالوں کو اعتراضات کا نشانہ بنا کر ان کو کام کرنے سے گویا روک دیا جائے۔

(۶) كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ — تم بہترین اُمّت ہو کہ لوگوں کے (نفع رسانی) کے لئے نکالے گئے ہو۔ تم لوگ نیک کام کا حکم کرتے ہو، اور بُرے کام سے منع کرتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو (بیان القرآن و ترجمہ عاشقی)

مسلمانوں کا اَشرفُ النّاسِ اور اُمت محمدیہ کا اَشرفُ الاُمَم ہونا متعدد احادیث میں تصریح سے وارد ہوا ہے، قرآن پاک کی آیات میں بھی کئی جگہ اس مضمون کو صراحتہً واشارۃً بیان فرمایا گیا ہے اس آیت شریفہ میں بھی خَیرَ اُمَّۃٍ کا اطلاق فرمایا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کی علّت کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ تم بہترین اُمت ہو اس لئے کہ اَمر بالمعروف اور نہی عَنِ المنکر کرتے ہو۔

مُفسّرین نے لکھا ہے کہ اس آیت شریفہ میں اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ایمان سے بھی پہلے ذکر فرمایا۔ حالانکہ ایمان سب چیزوں کی اصل ہے بغیر ایمان کے کوئی خیر بھی معتبر نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان میں تو اور امم سابقہ بھی شریک تھیں۔ یہ خاص خصوصیت جس کی وجہ سے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متبعین سے امت محمدیہ کو تفوق ہے وہ یہی اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے جو اس اُمت کا تمغۂ امتیاز ہے، اور چونکہ بغیر ایمان کے کوئی عملِ خیر معتبر نہیں اس لئے ساتھ ہی بطور قید کے اس کو بھی ذکر فرمادیا، ورنہ اصل مقصود اس آیتِ شریفہ میں اسی کا ذکر فرمانا ہے اور چونکہ وہی اس جگہ مقصود بالذکر ہے اس لئے اس کو مقدم فرمایا۔

اس اُمّت کے لئے تمغۂ امتیاز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مخصوص اہتمام کیا جائے ورنہ کہیں چلتے پھرتے تبلیغ کر دینا اس میں کافی نہیں اس لئے کہ یہ امر پہلی امتوں میں بھی پایا جاتا تھا جس کو فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ وغیرہ آیات میں ذکر فرمایا ہے، امتیاز مخصوص اہتمام کا ہے کہ اس کو مستقل کام سمجھ کر دین کے اور کاموں کی طرح سے اس میں مشغول ہوں۔

(۷) لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ پ۵۔ ع۱۷ — عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر (و برکت) نہیں ہوتی، مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ صدقہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کے لئے خفیہ تدبیریں اور مشورے کرتے ہیں اُن کے مشوروں میں البتہ خیر و برکت ہے۔) اور جو شخص یہ کام (یعنی نیک اعمال کی ترغیب

Visit : www.Momeen.blogspot.com

محض) اللہ کی رضا کے واسطے کرے گا (نہ کہ لالچ یا شہرت کی غرض سے) اس کو ہم عنقریب اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے"۔
اِس آیت میں حق تعالیٰ شانہٗ نے امر بالمعروف کرنے والوں کے لئے بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے، اور جس اجر کو حق جل جلالہٗ بڑا فرمادیں اس کی کیا انتہا ہو سکتی ہے۔ اس آیت شریفہ کی تفسیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل کیا گیا ہے کہ آدمی کا ہر کلام اس پر بار ہے مگر یہ کہ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ، یا اللہ کا ذکر ہو۔

دوسری احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو نفل نماز روزہ صدقہ سب سے افضل ہو" صحابہؓ نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "لوگوں میں مصالحت کرانا۔ کیونکہ آپس کا بگاڑ نیکیوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسا کہ اُسترہ بالوں کو اُڑا دیتا ہے"۔ اور بھی بہت سی نصوص میں لوگوں کے درمیان مصالحت کرانے کی تاکید فرمائی گئی ہے، اس جگہ اس کا ذکر مقصود نہیں۔ اس جگہ اس بات کا بیان کرنا مقصود ہے کہ امر بالمعروف میں یہ بھی داخل ہے کہ لوگوں میں مصالحت کی صورت جس طریق سے بھی پیدا ہو سکے اس کا بھی ضرور اہتمام کیا جائے۔

فصلِ ثانی

میں اُن احادیث میں سے بعض کا ترجمہ ہے جو مضمون بالا کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ تمام احادیث کا نہ احاطہ مقصود ہے نہ ہو سکتا ہے نیز اگر کچھ زیادہ مقدار میں آیات و احادیث جمع بھی کی جائیں تو ڈر ہے کہ دیکھے گا کون۔ آج کل ایسے امور کے لئے کسے فرصت اور کس کے پاس وقت ہے اس لئے صرف یہ امر دکھلانے کے لئے اور آپ حضرات تک پہنچا دینے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر اہمیت کے ساتھ اس کی تاکید فرمائی ہے اور نہ ہونے کی صورت میں کس قدر سخت وعید اور دھمکی فرمائی ہے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں:۔

(۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ رواہ مسلم والترمذی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی ناجائز امر کو ہوتے ہوئے دیکھے اگر اس پر قدرت ہو کہ اس کو ہاتھ سے بند کر دے تو اس کو بند کر دے۔ اگر اتنی مقدرت نہ ہو تو زبان سے اس پر انکار کر دے، اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

و ابن ماجہ والنسائی کذا فی الترغیب بہت ہی کم درجہ ہے۔

ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ اگر اس کو زبان سے بند کرنے کی طاقت ہو تو بند کر دے ورنہ دل سے اُس کو بُرا سمجھے کہ اس صورت میں بھی وہ بری الذمہ ہے۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص دل سے بھی اس کو بُرا سمجھے تو وہ بھی مومن ہے مگر اس سے کم درجہ ایمان کا نہیں۔

اس مضمون کے متعلق کئی ارشادات نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مختلف احادیث میں نقل کئے گئے ہیں۔ اب اس کے ساتھ اس ارشاد کی تعمیل پر بھی ایک نظر ڈالتے جائیں کہ کتنے آدمی ہم میں سے ایسے ہیں کہ کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھ کر ہاتھ سے روک دیتے ہیں یا فقط زبان سے اُس کی بُرائی اور ناجائز ہونے کا اظہار کر دیتے ہیں۔ یا کم از کم اس ایمان کے ضعیف درجہ کے موافق دل ہی سے اس کو بُرا سمجھتے ہیں یا اس کام کو ہوتا ہوا دیکھنے سے دل تلملاتا ہے۔ تنہائی میں بیٹھ کر ذرا غور تو کیجئے کہ کیا ہونا چاہیئے تھا اور کیا ہو رہا ہے:۔

(۲) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍؓ قَالَ مَثَلُ الْقَائِمِ فِىْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اِسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فَصَارَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِیْ فِىْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِىْ نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَاِنْ تَرَكُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعًا وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى اَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا۔ (رواہ البخاری والترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود پر قائم ہے اور اس شخص کی جو اللہ کی حدود میں پڑنے والا ہے اس قوم کی سی ہے جو ایک جہاز میں بیٹھے ہوں اور قرعہ سے (مثلاً) جہاز کی منزلیں مقرر ہو گئی ہوں کہ بعض لوگ جہاز کے اوپر کے حصہ میں ہوں اور بعض لوگ نیچے (تلے) کے حصہ میں ہوں، جب نیچے والوں کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ جہاز کے اوپر کے حصہ پر آ کر پانی لیتے ہیں اگر وہ یہ خیال کر کے کہ ہمارے بار بار اوپر پانی کے لئے جانے سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے ہم اپنے ہی حصہ میں یعنی جہاز کے نیچے کے حصہ میں ایک سوراخ سمندر میں کھول لیں جس سے پانی یہاں ہی ملتا رہے اُوپر والوں کو ستانا نہ پڑے۔ ایسی صورت میں اگر اُوپر والے ان احمقوں کی اس تجویز کو نہ روکیں گے اور خیال کر لیں گے کہ وہ جانیں اُن کا کام جانے ہمیں اُن سے کیا واسطہ۔ تو اس صورت میں وہ جہاز غرق ہو جائے گا اور دونوں فریق ہلاک ہو جائیں گے اور اگر

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وہ ان کو روک دیں گے تو دونوں فریق ڈوبنے سے بچ جائیں گے۔

صحابۂ کرامؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ ہم لوگ ایسی حالت میں تباہ و برباد ہو سکتے ہیں جب کہ ہم میں صلحاء اور متقی لوگ موجود ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جب خباثت غالب ہو جائے۔

اس وقت مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے ہر طرف گیت گائے جا رہے ہیں اور اس پر شور مچایا جا رہا ہے، نئے نئے طریقے ان کی اصلاح کے واسطے تجویز کئے جا رہے ہیں۔ مگر کسی روشن خیال (تعلیم جدید کے شیدائی) کی تو کیا کسی تاریک خیال (مولوی صاحب) کی بھی نظر اس طرف نہیں جاتی ہے کہ حقیقی طبیب اور شفیق مربی نے کیا مرض تشخیص فرمایا اور کیا علاج بتلایا ہے اور اس پر کس درجہ عمل کیا جا رہا ہے۔ کیا اس ظلم کی کچھ انتہا ہے کہ جو سببِ مرض ہے جس سے مرض پیدا ہوا ہے وہی علاج تجویز کیا جا رہا ہے کہ (دین کی ترقی کے لئے دین و اسباب دین سے بے توجہی کی جا رہی ہے۔ اپنی ذاتی رایوں پر عمل کیا جا رہا ہے) تو یہ مریض کل کی جگہ آج ہلاک نہ ہو گا تو کیا ہو گا ؎

میرؔ کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اُسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

(۳) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنَّہٗ کَانَ الرَّجُلُ یَلْقَی الرَّجُلَ فَیَقُوْلُ یَا ھٰذَا اتَّقِ اللّٰہَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ بِہٖ فَاِنَّہٗ لَا یَحِلُّ لَکَ ثُمَّ یَلْقَاہُ مِنَ الْغَدِ وَھُوَ عَلٰی حَالِہٖ فَلَا یَمْنَعُہٗ ذٰلِکَ اَنْ یَّکُوْنَ اَکِیْلَہٗ وَشَرِیْبَہٗ وَقَعِیْدَہٗ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِکَ ضَرَبَ اللّٰہُ قُلُوْبَ بَعْضِھِمْ بِبَعْضٍ ثُمَّ قَالَ لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِلٰی قَوْلِہٖ فَاسِقُوْنَ ثُمَّ قَالَ کَلَّا وَاللّٰہِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ وَلَتَأْخُذُنَّ عَلٰی یَدِ الظَّالِمِ وَلَتَأْطِرُنَّ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا تنزل اس طرح شروع ہوا کہ ایک شخص کسی دوسرے سے ملتا اور کسی ناجائز بات کو کرتے ہوئے دیکھتا تو اس کو منع کرتا کہ دیکھ اللہ سے ڈر ایسا نہ کر لیکن اس کے نہ ماننے پر بھی وہ اپنے تعلقات کی وجہ سے کھانے پینے میں اور نشست و برخاست میں ویسا ہی برتاؤ کرتا جیسا کہ اس سے پہلے تھا۔ جب عام طور پر ایسا ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے بعضوں کے قلوب کو بعضوں کے ساتھ خلط کر دیا (یعنی نافرمانوں کے قلوب جیسے تھے، ان کی نحوست سے فرمانبرداروں کے قلوب بھی ویسے ہی کر دیئے) پھر ان کی تائید میں کلام پاک کی آیتیں لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عَلَی الْحَقِّ اَطْرًا (رواہ ابوداؤد والترمذی کذافی الترغیب) فَاسِقُوْنَ تک پڑھیں اس کے بعد حضورؐ نے بڑی تاکید سے یہ حکم فرمایا کہ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ کرتے رہو، ظالم کو ظلم سے روکتے رہو اور اس کو حق کی بات کی طرف کھینچ کر لاتے رہو۔"

دوسری حدیث میں وارد ہے کہ حضورؐ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے جوش میں اُٹھ کر بیٹھ گئے اور قسم کھا کر فرمایا کہ تم نجات نہیں پاؤ گے جب تک کہ اُن کو ظلم سے نہ روک دو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے قسم کھا کر فرمایا کہ تم اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ کرتے رہو اور ظالموں کو ظلم سے روکتے رہو اور حق بات کی طرف کھینچ کر لاتے رہو ورنہ تمہارے قلوب بھی اسی طرح خلط کر دئے جائیں گے جس طرح ان لوگوں کے کر دیئے گئے اور اسی طرح تم پر بھی لعنت ہوگی جس طرح ان پر یعنی بنی اسرائیل پر لعنت ہوئی۔ قرآن پاک کی آیات تائید میں اس لئے پڑھیں کہ ان آیات شریفہ میں ان لوگوں پر لعنت فرمائی ہے اور سببِ لعنت منجملہ اور اسباب کے یہ بھی ہے کہ وہ مُنکَرات سے ایک دوسرے کو نہیں روکتے تھے۔

آج کل یہ خوبی سمجھی جاتی ہے کہ آدمی صُلحِ کُل رہے جس جگہ جاوے ویسی ہی کہنے لگے۔ اسی کو کمال اور وسعتِ اخلاق سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ عَلَی الْاِطْلَاقِ غلط ہے بلکہ جہاں اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وغیرہ قطعاً مفید نہ ہو ممکن ہے کہ صرف سکوت کی کچھ گنجائش نکل آوے (نہ کہ ہاں میں ہاں ملانے کی) لیکن جہاں مفید ہو سکتا ہے مثلاً اپنی اولاد، اپنے ماتحت، اپنے دست نگر لوگوں میں۔ وہاں کسی طرح بھی یہ سکوت کمالِ اخلاق نہیں بلکہ سکوت کرنے والا شرعًا وعُرفًا خود مجرم ہے۔

سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے پڑوسیوں کو محبوب ہو اپنے بھائیوں میں محمود ہو اغلب یہ ہے کہ وہ مداہن ہوگا۔

متعدد روایات میں یہ مضمون آیا ہے کہ جب کوئی گناہ مخفی طور سے کیا جاتا ہے اُس کی مُضَرَّت کرنے والے ہی کو ہوتی ہے لیکن جب کوئی گناہ کُھلم کُھلا کیا جاتا ہے اور لوگ اس کے روکنے پر قادر ہیں اور پھر نہیں روکتے تو اس کی مُضَرَّت اور نقصان بھی عام ہوتا ہے۔

اب ہر شخص اپنی ہی حالت پر غور کرلے کہ کتنے مَعَاصی اس کے علم میں ایسے کئے جاتے ہیں جن کو وہ روک سکتا ہے، اور پھر بے توجہی، لا پرواہی، بے التفاتی سے کام لیتا ہے اور اس سے بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ اس کو روکنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی مخالفت کی جاتی ہے، اس کو کوتاہ نظر بتلایا جاتا ہے، اس کی اعانت کرنے کی بجائے اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے فَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ہ

(۴) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ فِيْ قَوْمٍ تَعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُّغَيِّرُوْا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُوْنَ اِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتُوْا (رواه ابوداؤد وابن ماجة وابن حبان والاصبهانی وغیرهم کذا فی الترغیب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی جماعت اور قوم میں کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت و قوم باوجود قدرت کے اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو اُن پر مرنے سے پہلے دُنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب مسلّط ہو جاتا ہے۔

میرے مخلص بزرگو! اور ترقیٔ اسلام و مسلمین کے خواہشمند دوستو! یہ ہیں مسلمانوں کی تباہی کے اسباب اور روز افزوں بربادی کی وجوہ۔ ہر شخص اجنبیوں کو نہیں، برابر والوں کو نہیں، اپنے گھر کے لوگوں کو، اپنے چھوٹوں کو، اپنی اولاد کو، اپنے ماتحتوں کو ایک لحہ اس نظر سے دیکھ لے کہ کتنے کھلے ہوئے معاصی میں وہ لوگ مبتلا ہیں۔ اور آپ حضرات اپنی ذاتی وجاہت اور اثر سے ان کو روکتے ہیں یا نہیں؟ روکنے کو چھوڑیئے روکنے کا ارادہ بھی کر لیتے ہیں یا نہیں؟ یا آپ کے دل میں کسی وقت اس کا خطرہ بھی گزر جاتا ہے کہ یہ لاڈلا بیٹا کیا کر رہا ہے۔ اگر وہ حکومت کا کوئی جرم کرتا ہے۔ جرم بھی نہیں سیاسی مجالس میں شرکت ہی کر لیتا ہے تو آپ کو فکر ہوتی ہے کہ کہیں ہم نہ ملوّث ہو جائیں۔ اس کو تنبیہ کی جاتی ہے اور اپنی صفائی اور تبرّی کی تدبیریں اختیار کی جاتی ہیں۔ مگر کہیں اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن کے مجرم کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جاتا ہے جو معمولی حاکم عارضی کے مجرم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

آپ خوب جانتے ہیں کہ پیارا بیٹا شطرنج کا شوقین ہے۔ تاش سے دل بہلاتا ہے۔ نماز کئی کئی وقت کی اُڑا دیتا ہے مگر افسوس کہ آپ کے مُنہ سے کبھی حرفِ غلط کی طرح بھی یہ نہیں نکلتا کہ کیا کر رہے ہو۔ یہ مسلمانوں کے کام نہیں ہیں۔ حالانکہ اُس کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دینے کے بھی مامور تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے ؎ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔ ایسے بہت سے لوگ ملیں گے جو اپنے لڑکے سے اِس لئے ناخوش ہیں کہ وہ عہدی ہے۔ گھر پڑا رہتا ہے۔ ملازمت کی سعی نہیں کرتا ہے یا دوکان کا کام تندہی سے نہیں کرتا ہے لیکن ایسے لوگ بہت کم ملیں گے جو لڑکے سے اس لئے ناراض ہوں کہ وہ جماعت کی پرواہ نہیں کرتا یا نماز قضا کر دیتا ہے۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بزرگو اور دوستو! اگر صرف آخرت ہی کا وبال ہوتا تب بھی یہ امور اس قابل تھے کہ ان سے کوسوں دُور بھاگا جاتا۔ لیکن قیامت تو یہ ہے کہ اِس دُنیا کی تباہی کو جس کو ہم عملاً آخرت سے مُقدّم سمجھتے ہیں اِنھیں امور کی وجہ سے ہے۔ غور تو کیجئے اِس اندھے پن کی کوئی حد بھی ہے۔ مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى حقیقی بات یہ ہے کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ کا پرتو ہے۔

(۵) رُوِيَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَنْفَعُ مَنْ قَالَهَا وَتَرُدُّ عَنْهُمُ الْعَذَابَ وَالنِّقْمَةَ مَالَمْ يَسْتَخِفُّوْا بِحَقِّهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِخْفَافُ بِحَقِّهَا قَالَ يُظْهَرُ الْعَمَلُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ فَلَا يُنْكَرُ وَلَا يُغَيَّرُ (رواه الاصبهانی ترغیب)

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والے کو ہمیشہ نفع دیتا ہے اور اس سے عذاب و بلا کو دفع کرتا ہے جب تک کہ اس کے حقوق سے بے پرواہی اور استخفاف نہ کیا جائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کے حقوق سے بے پرواہی و استخفاف کئے جانے کا کیا مطلب ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نافرمانیاں کھُلی طور پر کیجائیں اور اُن کو بند کرنے کی کوئی کوشش نہ کی جائے ۔ اب آپ ہی ذرا انصاف سے فرمائیے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی کوئی انتہا، کوئی حد ہے اور اس کے روکنے یا بند کرنے کی یا کم از کم تقلیل کی کوئی سعی، کوئی کوشش ہے، ہرگز نہیں، ایسے خطرناک ماحول میں مسلمانوں کا عالم میں موجود رہنا ہی اللہ تعالیٰ کا حقیقی انعام ہے۔ ورنہ ہم نے اپنی بربادی کے لئے کیا کچھ اسباب پیدا نہیں کر لئے ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا کوئی اللہ کا عذاب اگر زمین والوں پر نازل ہو اور وہاں کچھ دین دار لوگ بھی ہوں تو اُن کو بھی نقصان پہنچتا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ دُنیا میں تو سب کو اثر پہنچتا ہے مگر آخرت میں وہ لوگ گنہگاروں سے علیحدہ ہوجائیں گے، اِس لئے وہ حضرات جو اپنی دِین داری پر مطمئن ہو کر دُنیا سے یکسو ہو بیٹھے اِس سے بے فکر نہ رہیں کہ خدانخواستہ اگر منکرات کے اِس شیوع پر کوئی بلا نازل ہوگئی تو اُن کو بھی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

(۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهٖ اَنْ قَدْ حَضَرَهٗ شَيْءٌ فَتَوَضَّاَ وَمَا كَلَّمَ اَحَدًا فَلَصِقْتُ بِالْحُجْرَةِ اَسْتَمِعُ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک مرتبہ دولتکدہ پر تشریف لائے تو میں نے چہرۂ انور پر ایک خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مَا يَقُوْلُ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَكُمْ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ قَبْلَ اَنْ تَدْعُوْا فَلَا اُجِيْبَ لَكُمْ وَتَسْاَلُوْنِيْ فَلَا اُعْطِيَكُمْ وَتَسْتَنْصِرُوْنِيْ فَلَا اَنْصُرَكُمْ فَمَا زَادَ عَلَيْهِنَّ حَتّٰى نَزَلَ (رواہ ابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب)

اہم بات پیش آئی ہے۔ حضورؐ نے کسی سے کچھ بات چیت نہیں فرمائی اور وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ میں حجرہ کی دیوار سے لگ کر سننے کھڑی ہوگئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں حضورؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا۔ لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اَمر بِالْمعروف اور نَہی عَنِ الْمُنکَر کرتے رہو، مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو۔ تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں" یہ کلماتِ طیبات حضورؐ نے ارشاد فرمائے اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

اِس مضمون پر وہ حضرات خصوصیت سے توجہ فرمائیں جو دشمن کے مقابلہ کے لئے اُمورِ دینیہ میں تسامح اور مساہلت پر زور دیتے ہیں کہ مسلمانوں کی اعانت اور امدادِ دین کی پختگی ہی میں مضمر ہے حضرت ابوالدرداءؓ جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے ظالم بادشاہ کو مسلّط کردے گا جو تمہارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، تمہارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اُس وقت تمہارے برگزیدہ لوگ دعائیں کرینگے تو قبول نہ ہونگی، تم مدد چاہو گے تو مدد نہ ہوگی، مغفرت مانگو گے تو مغفرت نہ ملے گی۔ خود حق جل جلالہٗ کا ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ (اور دشمنوں کے مقابلہ میں تمہارے قدم جمادے گا۔ (بیان القرآن) دوسری جگہ ارشادِ باری عزّ اسمہٗ ہے اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ الآیۃ۔ ترجمہ۔ اگر اللہ تعالیٰ شانہٗ تمہاری مدد کریں تو کوئی شخص تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہاری مدد نہ کریں تو پھر کون شخص ہے جو تمہاری مدد کرسکتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہیئے۔

دُرِّ منثور میں بروایتِ ترمذی وغیرہ حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر یہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اَمر بِالْمعروف اور نَہی عَنِ الْمُنکَر کرتے رہو۔ ورنہ اللہ جلّ جلالہٗ اپنا عذاب تم پر مسلّط کردیں گے پھر تم دعا بھی مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔

یہاں پہنچ کر میرے بزرگ اوّل یہ سوچ لیں کہ ہم لوگ اللہ کی کس قدر نافرمانیاں کرتے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہیں پھر معلوم ہوجائے گا کہ ہماری کوششیں بیکار کیوں جاتی ہیں۔ ہماری دُعائیں بے اثر کیوں رہتی ہیں۔ ہم اپنی ترقی کے بیج بو رہے ہیں یا تنزل کے۔

(۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا عَظَّمَتْ اُمَّتِیَ الدُّنْیَا نُزِعَتْ مِنْھَا ھَیْبَۃُ الْاِسْلَامِ وَاِذَا تَرَکَتِ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ حُرِمَتْ بَرَکَۃَ الْوَحْیِ وَاِذَا تَسَابَّتْ اُمَّتِیْ سَقَطَتْ مِنْ عَیْنِ اللّٰہِ (کذا فی الدر عن الحکیم الترمذی)

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ جب میری اُمّت دُنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت و وقعت اُس کے قلوب سے نکل جائیگی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہوجائیگی اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ جل شانہٗ کی نگاہ سے گر جائے گی۔

اے بہی خواہانِ قوم! ترقیٔ اسلام اور ترقیٔ مسلمین کیلئے ہر شخص کوشاں اور ساعی ہے۔ لیکن جو اسباب اس کے لئے اختیار کئے جا رہے ہیں وہ تنزل کی طرف لے جانے والے ہیں۔ اگر درحقیقت تم اپنے رسول (روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو سچا رسول سمجھتے ہو۔ ان کی تعلیم کو سچی تعلیم سمجھتے ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ جس چیز کو وہ سببِ مرض بتا رہے ہیں۔ جن چیزوں کو وہ بیماری کی جڑ فرما رہے ہیں وہی چیزیں تمہارے نزدیک سببِ شفاء و صحت قرار دی جا رہی ہیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے "کہ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش اُس دین کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں"۔ لیکن تمہاری رائے ہے کہ مذہب کی آڑ کو بیچ سے ہٹا دیا جائے تاکہ ہم بھی دیگر اقوام کی طرح ترقی کر سکیں۔ اللہ جلّ جلالہٗ کا ارشاد ہے۔

مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَۃِ نَزِدْ لَہٗ فِیْ حَرْثِہٖ وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِہٖ مِنْھَا وَمَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ نَّصِیْبٍ ۝

جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اُسکی کھیتی میں ترقی دینگے اور جو دُنیا کی کھیتی کا طالب ہو ہم اُ کو کچھ دُنیا دیدینگے اور آخرت میں اُس کا کچھ حصّہ نہیں۔ (بیان القرآن)

حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمان آخرت کو اپنا نصب العین بنا لیتا ہے اللہ جل شانہٗ اُس کے دل کو غنی فرما دیتے ہیں اور دُنیا ذلیل ہو کر اُس کے پاس آتی ہے۔ اور جو شخص دُنیا کو اپنا نصب العین قرار دیتا ہے پریشانیوں میں مبتلا ہوتا ہے اور دُنیا میں سے جتنا حصّہ مقدّر ہو چکا ہے اس سے زیادہ ملتا ہی نہیں۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس آیتِ پاک کو تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ اے ابنِ آدم تُو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرے سینہ کو تفکرات

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سے خالی کر دوں گا اور تیرے فقر کو ہٹا دوں گا ورنہ تیرے دل میں (سینکڑوں طرح کے) مشاغل بھر دوں گا اور تیرا فقر بند نہیں کروں گا" یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ارشاد ہے اور تمہاری رائے ہے کہ مسلمان ترقی میں اس لئے پیچھے ہٹے ہوئے ہیں کہ جو راستہ ترقی کیلئے اختیار کیا جاتا ہے یہ مُلّانے اُس میں رُکاوٹیں پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ ہی ذرا انصاف کی نظر سے ملاحظ فرمائیں کہ اگر یہ مُلّانے ایسے ہی لالچی ہیں تو آپ حضرات کی ترقیات ان کے لئے تو مُسرّت کا سبب ہونگی کیونکہ جب ان کی روزی آپ کے زعم میں آپ کے ذریعہ سے ہے تو جس قدر وسعت اور فتوحات آپ پر ہوں گی، وہ ان کے لئے بھی سببِ وسعت اور فتوحات ہوں گی مگر یہ خود غرض پھر بھی آپ کی مخالفت کرتے ہیں تو کوئی تو مجبوری ان کو درپیش ہے جس کی وجہ سے یہ اپنے نفع کو بھی کھو رہے ہیں، اور آپ جیسے محسن و مربیوں سے بگاڑ کر گویا اپنی دُنیا خراب کر رہے ہیں۔ میرے دوستو! ذرا غور تو کرو، اگر یہ مُلّانے کوئی ایسی بات کہیں جو قرآنِ پاک میں بھی صاف طور سے موجود ہو تو پھر تو ان کی ضد سے منہ پھیرنا نہ صرف عقل ہی سے دُور ہے بلکہ شانِ اسلام سے بھی دور ہے۔ یہ مُلّانے خواہ کتنے ہی نااہل ہوں مگر جبکہ صریح ارشادِ باری عزّاسمہ، اور ارشادِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ تک پہنچا رہے ہوں تو آپ پر ان ارشادات کی تعمیل فرض ہے اور حکم عدولی کی صورت میں جوابدہی لازمی ہے۔ کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ سرکاری قانون کی اِس لئے پرواہ نہیں کہ اعلان کرنیوالا بھنگی تھا۔

آپ حضرات یہ نہ فرمائیں کہ یہ مولوی جو دینی کاموں کے لئے مخصوص ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمیشہ دُنیا سے سوال کرتے ہیں۔ اِس لئے کہ میرا جہاں تک خیال ہے حقیقی مولوی اپنی ذات کے لئے شاید ہی کبھی سوال کریں بلکہ جس قدر بھی وہ اللہ کی عبادت میں منہمک ہیں اسی قدر استغناء سے ہدیہ بھی قبول فرماتے ہیں۔ البتہ کسی دینی کام کے لئے سوال کرنے میں انشاء اللہ وہ اس سے زیادہ ماجور ہیں جتنا اپنے لئے سوال نہ کرنے میں۔

ایک عام اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ دینِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رہبانیت کی تعلیم نہیں اِس میں دین و دُنیا دونوں کو ساتھ رکھا گیا ہے۔ ارشادِ باری عزّاسمہ ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور اِس آیت شریفہ پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ گویا تمام قرآنِ پاک میں عمل کے لئے یہی ایک آیت نازل ہوئی ہے۔ لیکن اوّل تو آیتِ شریفہ کی تفسیر رَاسِخِیْنَ فِی الْعِلْم سے معلوم کرنے کی ضرورت تھی اور اسی وجہ سے علماء کا ارشاد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہے کہ صرف لفظی ترجمہ دیکھ کر اپنے کو عالمِ قرآن سمجھ لینا جہالت ہے۔ صحابہ کرامؓ اور علماء تابعینؒ سے جو آیتِ شریفہ کی تفسیریں منقول ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں:۔

حضرتِ قتادہؓ سے مروی ہے کہ دُنیا کی بھلائی سے مُراد عافیت اور بقدرِ کفایت روزی ہے، حضرتِ علی کرّم اللہ وجہہٗ سے منقول ہے کہ اِس سے صالح بیوی مراد ہے۔ حضرتِ حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ اس سے مرادِ علم اور عبادت ہے۔ سُدیؒ سے منقول ہے کہ پاک مال مراد ہے۔ حضرت ابنِ عمرؓ سے مروی ہے کہ نیک اولاد اور خلقت کی تعریف مراد ہے۔ جعفرؓ سے منقول ہے کہ صحت اور روزی کا کافی ہونا اور اللہ پاک کے کلام کا سمجھنا، دشمنوں پر فتح اور صالحین کی صحبت مراد ہے دوسرے یہ کہ اگر ہر قسم کی دُنیا کی ترقی مُراد ہو جیسا کہ میرا بھی دل چاہتا ہے تب بھی اس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کا ذکر ہے نہ کہ اس کی تحصیل میں اِنہماک اور مشغولی کا، اور اللہ تعالیٰ سے مانگنا خواہ ٹوٹے ہوئے جُوتے کی اصلاح ہی کیوں نہ ہو یہ خود دین ہے۔ تیسرے یہ کہ دُنیا کے حاصل کرنے کو، اس کے کمانے کو کون منع کرتا ہے۔ یقیناً حاصل کیجئے اور بہت شوق سے حاصل کیجئے۔ ہم لوگوں کی ہرگز یہ غرض نہیں ہے کہ خدانخواستہ آپ دُنیا جیسی مُغتنم و مقصود چیز کو چھوڑ دیں۔

مقصد یہ ہے کہ جتنی کوشش دُنیا کے لئے کریں اس سے زیادہ نہیں تو کم از کم اس کے برابر تو دین کے لئے کریں۔ اس لئے کہ خود آپ کے قول کے موافق دین اور دُنیا دونوں کی تعلیم دی گئی ہے۔ ورنہ میں پوچھتا ہوں کہ جس قرآنِ پاک میں یہ آیت ارشاد فرمائی ہے اسی کلام پاک کی وہ آیت بھی تو ہے جو اُوپر گزر چکی مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ پ۲۵ اور اسی کلام پاک میں یہ بھی ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ (پ۱۵ ع۲) اسی کلام پاک میں ہے ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ سورہ آلِ عمران رکوع ۲۔ اِسی کلام پاک میں ہے مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ پ۴ آلِ عمران۔ اسی کلام پاک میں ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى پ۵ اِسی کلام پاک میں ہے وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۝ سورۂ انعام اسی کلام پاک میں ہے وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا سورہ انعام اسی کلام پاک میں ہے تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ پ۱۰ اسی کلام پاک میں ہے اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ پ۱۰ اسی کلام پاک میں ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ پ۱۲ اسی کلام پاک میں ہے وَفَرِحُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ پ۱۳ اسی کلام پاک میں ہے فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ پ۱۴

اِن کے علاوہ بہت سی آیات ہیں جن میں دُنیا و آخرت کا تقابل کیا گیا ہے۔ اسوقت نہ احصاء مقصود نہ ضرورت، نمونہ کے طور پر چند آیات اختصاراً لکھدی ہیں اور اختصار ہی کی وجہ سے ترجمہ کے بجائے پارہ کا حوالہ لکھدیا ہے۔ کسی مترجم قرآن شریف سے ترجمہ دیکھ لیجئے مقصود سب کا یہ ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں جو لوگ دنیا کو ترجیح دیتے ہیں وہ نہایت خسران میں ہیں۔ اگر دونوں کو آپ نہیں سنبھال سکتے تو پھر صرف آخرت ہی قابلِ ترجیح ہے مجھے انکار نہیں کہ دُنیا کی زندگی میں آدمی ضروریاتِ دنیویہ کا سخت محتاج ہے مگر اس وجہ سے کہ آدمی کو بَیْتُ الْخَلَاءِ جانا لابد ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں، اسلئے دن بھر وہیں بیٹھا رہے اسکو کوئی بھی عقلِ سلیم گوارا نہ کریگی۔

حکمتِ الٰہی پر ایک نگاہِ عمیق ڈالیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ شریعت مطہرہ میں ایک ایک چیز کا اِنْضِبَاط ہے اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے ایک ایک چیز کو واضح فرما دیا۔ نمازوں کے اوقات کی تقسیم نے صاف طور سے اس جانب اشارہ کر دیا کہ روز و شب کے چوبیس گھنٹوں میں نصف بندہ کا حق ہے چاہے وہ اس کو اپنی راحت میں خرچ کرے یا طلبِ معیشت میں، اور نصف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اور آپ کی تجویز کے موافق دین و دنیا کے ساتھ ساتھ رکھنے کا مقتضیٰ بھی یہی ہونا چاہئے کہ روز و شب میں سے آدھا وقت دین کیلئے خرچ ہونا چاہئے اور آدھا دُنیا کیلئے۔ ورنہ اگر دُنیاوی مشاغل خواہ فکرِ معاش کے ہوں یا راحتِ بدن کے نصف سے بڑھ گئے تو یقیناً آپنے دُنیا کو راجح بنالیا پس آپکی تجویز کے موافق بھی مقتضائے عدل یہی ہے کہ شب و روز کے ۲۴ گھنٹوں میں سے ۱۲ گھنٹے دین کے لئے خرچ کئے جاویں تاکہ دونوں کا حق ادا ہو جائے اور اسوقت یقیناً یہ کہنا بجا ہوگا کہ دنیا و آخرت دونوں کی حسنات کی تحصیل کا حکم کیا گیا ہے اور اسلام نے رہبانیت نہیں سکھلائی۔ یہ مضمون اس جگہ مقصود نہ تھا بلکہ اشکال کے جواب میں تبعاً آگیا، اسلئے مختصر و مجمل طور پر اشارہ کرکے چھوڑ دیا، اس فصل میں مقصود احادیثِ تبلیغ کا ذکر کرنا تھا، ان میں سے سات احادیث پر اکتفا کرتا ہوں کہ ماننے والے کے لئے سات تو سات ایک بھی کافی ہے اور نہ ماننے والے کے لئے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ۝ کافی سے زائد ہے۔

اخیر میں ایک ضروری گذارش یہ بھی ہے کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ کے زمانہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں جبکہ بخل کی اطاعت ہونے لگے اور خواہشاتِ نفسانیہ کا اتباع کیا جائے، دنیا کو دین پر ترجیح دی جائے، ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرے، دوسرے کی نہ مانے، اسوقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کی اصلاح چھوڑ کر یکسوئی کا حکم فرمایا ہے۔ مگر مشائخ کے نزدیک ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ اسلئے جو کچھ کرنا ہے کرلو، خدا نہ کرے کہ وہ وقت دیکھتی آنکھوں آن پہونچے کہ اسوقت کسی قسم کی اصلاح ممکن نہ ہوگی، نیز اُن عیوب سے جن کا ذکر اس حدیث شریف میں وارد ہوا ہے اہتمام سے بچنا ضروری ہے کہ یہ فتنوں کے دروازے ہیں، ان کے بعد سراسر فتنے ہی فتنے ہیں۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں انکو ہلاک کردینے والی چیزوں میں شمار کیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ۔

فصلِ ثالث

میں ایک خاص مضمون پر تنبیہ مقصود ہے وہ یہ کہ جس طرح اس زمانہ میں نفس تبلیغ میں کوتاہی ہورہی ہے اور عام طور پر لوگ اس سے بہت زیادہ غافل ہورہے ہیں، اسی طرح بعض لوگوں میں ایک خاص مرض یہ ہے کہ جب وہ کسی دینی منصب تقریر، تحریر، تعلیم، تبلیغ، وعظ وغیرہ پر مامور ہوجاتے ہیں تو دوسروں کی فکر میں ایسے مبتلا ہوجاتے ہیں کہ اپنے سے غفلت ہوجاتی ہے۔ حالانکہ جس قدر دوسروں کی اصلاح کی ضرورت ہے اس سے بہت زیادہ اپنے نفس کی اصلاح کی احتیاج ہے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع میں بہت زیادہ اہتمام سے منع فرمایا ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرتا پھرے اور خود مبتلائے معاصی رہے۔

آپؐ نے شبِ معراج میں ایک جماعت کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کترے جاتے تھے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ تو حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ یہ لوگ آپ کی اُمت کے واعظ و مقرر ہیں کہ دوسروں کو نصیحت کرتے تھے خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے (مشکوٰۃ شریف) ایک حدیث میں وارد ہے کہ اہل جنت کے چند لوگ بعض اہل جہنم سے جاکر پوچھیں گے کہ تم یہاں کیسے پہونچ گئے، ہم تو جنت میں تمہاری ہی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرنے کی بدولت پہنچے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ ہم تم کو تو بتلاتے تھے مگر خود عمل نہیں کرتے تھے۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ بدکار قرّاء (علماء) کی طرف عذابِ جہنم زیادہ سُرعت سے چلے گا، وہ اس پر تعجب کریں گے کہ بُت پرستوں سے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بھی پہلے ان کو عذاب دیا جاتا ہے۔ تو جواب ملے گا کہ جاننے کے باوجود کسی جرم کا کرنا انجان ہو کر کرنے کی برابر نہیں ہو سکتا۔

مشائخ نے لکھا ہے کہ اُس شخص کا وعظ نافع نہیں ہوتا جو خود عامل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں ہر روز جلسے، وعظ، تقریریں ہوتی رہتی ہیں مگر ساری بے اثر، مختلف انواع کی تحریرات و رسائل شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مگر سب بے سود۔ خود اللہ جل جلالہٗ کا ارشاد ہے۔ اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

ترجمہ: کیا تم حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو حالانکہ پڑھتے ہو کتاب کیا تم سمجھتے نہیں (ترجمہ عاشقی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَا تَزَالُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ اَرْبَعٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَ اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَ اَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَ اَنْفَقَهٗ وَعَنْ عِلْمِهٖ مَاذَا عَمِلَ فِيْهِ (ترغیب عن البیہقی وغیرہ)

ترجمہ: قیامت میں آدمی کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے جب تک کہ چار سوال نہ کر لئے جاویں۔ عمر کس مشغلہ میں ختم کی، جوانی کس کام میں خرچ کی، مال کس طرح کمایا تھا اور کس مصرف میں خرچ کیا تھا، اپنے علم پر کیا عمل کیا تھا۔

حضرت ابو الدرداءؓ جو ایک بڑے صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ اس امر کا خوف ہے کہ قیامت کے دن تمام مجمعوں کے سامنے مجھے پکار کر یہ سوال نہ کیا جاوے کہ جتنا علم حاصل کیا تھا اس پر کیا عمل کیا۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابیؓ نے دریافت کیا کہ بدترین خلائق کون شخص ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بُرائی کے سوالات نہیں کیا کرتے، بھلائی کی باتیں پوچھو، بدترین خلائق بدترین علماء ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ علم دو طرح کا ہوتا ہے، ایک وہ جو صرف زبان پر ہو وہ اللہ تعالیٰ کا الزام ہے اور گویا اس عالم پر حجت تام ہے۔ دوسرے وہ علم ہے جو دل پر اثر کرے وہ علم نافع ہے، حاصل یہ ہے کہ علم ظاہری کے ساتھ علم باطن بھی حاصل کرے تاکہ علم کے ساتھ قلب بھی متصف ہو جائے ورنہ اگر دل میں اس کا اثر نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی حجت ہوگا، اور قیامت کے دن اُس پر مواخذہ ہوگا کہ اس علم پر کیا عمل کیا۔ اور بھی بہت سی روایات میں اس پر سخت سے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ مبلغین حضرات اپنی اصلاحِ ظاہر و باطن کی پہلے فکر کریں۔ مبادا ان وعیدوں میں داخل ہو جائیں۔ اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ اپنی رحمتِ واسعہ کے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

طفیل اس سیہ کار کو بھی اصلاحِ ظاہر و باطن کی توفیق عطا فرما دیں کہ اپنے سے زیادہ بد افعال کسی کو بھی نہیں پاتا۔ اِلَّآ اَنۡ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحۡمَتِہٖ وَاسِعَۃٍ۔

فصلِ رابع

میں بھی ایک خاص و نہایت اہم امر کی طرف حضرات مُبلّغین کی توجہ مبذول کرانا مقصود ہے جو نہایت ہی اہم ہے وہ یہ کہ تبلیغ میں بسا اوقات تھوڑی سی بے احتیاطی سے نفع کے ساتھ نقصان بھی شامل ہو جاتا ہے اس لئے بہت ضروری ہے کہ احتیاط کے ہر پہلو کا لحاظ رکھا جائے بہت سے لوگ تبلیغ کے جوش میں اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ایک مُسلمان کی پردہ دری ہو رہی ہے حالانکہ عِرضِ مُسلم ایک عظیم الشان و وَقیع شے ہے۔ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔ عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رَضِ مَرۡفُوۡعًا مَنۡ سَتَرَ عَلٰی مُسۡلِمٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِیۡ عَوۡنِ الۡعَبۡدِ مَا كَانَ الۡعَبۡدُ فِیۡ عَوۡنِ اَخِیۡهِ۔ (رواہ مسلم و ابوداؤد و غیرہما ترغیب) ترجمہ: جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ جل شانہٗ دُنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بندہ کی مدد فرماتے ہیں جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍؓ مَرۡفُوۡعًا مَنۡ سَتَرَ عَوۡرَةَ اَخِیۡهِ سَتَرَ اللّٰهُ عَوۡرَتَهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَمَنۡ كَشَفَ عَوۡرَةَ اَخِیۡهِ الۡمُسۡلِمِ كَشَفَ اللّٰهُ عَوۡرَتَهٗ حَتّٰی يَفۡضَحَهٗ بِهَا فِیۡ بَيۡتِهٖ (رواہ ابن ماجہ ترغیب) ترجمہ: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ جل شانہٗ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، جو شخص کسی مسلمان کی پردہ دری کرتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کی پردہ دری فرماتا ہے حتّٰی کہ گھر بیٹھے اس کو رسوا کر دیتا ہے۔

الغرض بہت سی روایات میں اس قسم کا مضمون وارد ہوا ہے اس لئے مبلّغین حضرات کو مُسلمان کی پردہ پوشی کا اہتمام بھی نہایت ضروری ہے اور اس سے زیادہ بڑھ کر اس کی آبرو کی حفاظت ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایسے وقت میں مسلمان کی مدد نہ کرے کہ اس کی آبرو ریزی ہو رہی ہو تو اللہ جل شانہٗ اس کی مدد سے ایسے وقت میں اعراض فرماتے ہیں جبکہ وہ مدد کا محتاج ہو۔ ایک دوسری حدیث میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ مبارک ہے کہ بدترین سود مسلمان کی آبرو ریزی ہے۔

اسی طرح بہت سی روایات میں مُسلمان کی آبرو ریزی پر سخت سے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کے ساتھ متصف فرمائیں۔ کیونکہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی دینی اور دنیوی ثمرات کے اعتبار سے بہت بڑھا ہوا ہے اور بغیر اخلاص کے نہ دُنیا میں اس کا کوئی اثر نہ آخرت میں کوئی اُجر۔

نبئ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد مبارک ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (مشکوٰۃ عن مسلم) ترجمہ: حق تعالیٰ شانہٗ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں کو اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کسی نے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اخلاص۔ ترغیب نے مختلف روایات میں یہ مضمون ذکر کیا ہے نیز ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضرت معاذؓ کو جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یمن میں حاکم بنا کر بھیجا تو انھوں نے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرما دیجئے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ دین میں اخلاص کا اہتمام رکھنا کہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی کافی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اعمال میں سے صرف اسی عمل کو قبول فرماتے ہیں جو خالص اِنھیں کے لئے کیا گیا ہو۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیْ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ فَھُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَہٗ (مشکوٰۃ عن مسلم)

ترجمہ:۔ حق سبحانہٗ وتقدس کا ارشاد ہے کہ میں سب شرکاء میں شرکت سے بہت زیادہ بے نیاز ہوں یعنی دنیا کے شرکاء شرکت کے محتاج اور شرکت پر راضی ہوتے ہیں اور میں خَلّاقٌ عَلَی الْاِطْلَاقِ ہوں بے پرواہوں عبادت میں غیر کی شرکت سے بیزار ہوں جو شخص کوئی عمل ایسا کرے جس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک کرلے میں اس کو اس کے شرک کے حوالہ کر دیتا ہوں، دوسری روایت میں ہے کہ میں اس سے بَری ہو جاتا ہوں۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں ایک منادی باوازِ بلند کہے گا کہ جس شخص نے کسی عمل میں دوسرے کو شریک کیا ہو وہ اس کا ثواب اور بدلہ اسی سے مانگے۔ اللہ تعالیٰ سب شرکاء میں شرکت سے بہت زیادہ بے نیاز ہے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ (مشکوٰۃ عن احمد) ترجمہ:۔ جو شخص ریاکاری سے نماز پڑھتا ہے وہ مُشرک ہو جاتا ہے اور جو شخص ریاکاری سے روزہ رکھتا ہے وہ مُشرک ہو جاتا ہے، جو شخص ریاکاری سے صدقہ دیتا ہے وہ مُشرک ہو جاتا ہے مُشرک ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو جن کے دِکھلانے کے لئے یہ اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیتا ہے۔ اس حالت میں یہ اعمال اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہتے ہیں بلکہ اُن لوگوں کے لئے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بن جاتے ہیں جن کو دکھلانے کے لئے کئے جاتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ارشادِ نبوی ہے إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اُسْتُشْهِدْتُّ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ بِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ (مشکوٰۃ عن مسلم)

ترجمہ: قیامت کے دن جن لوگوں کا اوّل وہلہ میں فیصلہ سُنایا جاوے گا ان میں سے ایک وہ شہید بھی ہوگا جس کو بُلا کر اولاً اللہ تعالیٰ اپنی اس نعمت کا اظہار فرمائیں گے جو اس پر کی گئی تھی وہ اس کو پہچانے گا اور اقرار کرے گا۔ اس کے بعد سوال کیا جاوے گا کہ اس نعمت سے کیا کام لیا۔ وہ کہے گا کہ تیری رضا کے لئے جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اس لئے کیا تھا کہ لوگ بہادر کہیں گے سو کہا جاچکا اور جس غرض کے لئے جہاد کیا گیا تھا وہ حاصل ہوچکی۔ اس کے بعد اس کو حکم سُنادیا جاوے گا اور وہ مُنہ کے بل گھسیٹ کر جہنّم میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسرے وہ عالِم بھی ہوگا جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پاک حاصل کیا، اُس کو بلا کر اُس پر جو انعامات دُنیا میں کئے گئے تھے اُن کا اظہار کیا جاویگا اور وہ اقرار کرے گا۔ اس کے بعد اس سے بھی پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں میں کیا کام کئے۔ وہ عرض کریگا کہ تیری رضا کے لئے علم پڑھا اور لوگوں کو پڑھایا قرآن پاک تیری رضا کے لئے حاصل کیا۔ جواب ملے گا جھوٹ بولتا ہے تو نے علم اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ عالم کہیں اور قرآن اس لئے حاصل کیا تھا کہ لوگ قاری کہیں سو کہا جاچکا (اور جو غرض پڑھنے کی تھی وہ پوری ہوچکی) اس کے بعد اس کو بھی حکم سُنا دیا جاویگا اور وہ بھی مُنہ کے بل کھینچ کر جہنّم میں پھینک دیا جائے گا۔ تیسرے وہ مالدار بھی ہوگا جس کو اللہ نے وسعتِ رزق عطا فرمائی اور ہر قسم کا مال مرحمت فرمایا بُلایا جائے گا اور اس سے بھی نعمتوں کے اظہار اور اُن کے اقرار کے بعد پوچھا جائے گا کہ ان انعامات میں کیا کارگذاری کی ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ کوئی مصرفِ خیر ایسا نہیں جس میں خرچ کرنا تیری رضا کا سبب ہو اور میں نے اس میں خرچ نہ کیا ہو۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

یہ سب اس لئے کیا گیا کہ لوگ فیاض کہیں سو کہا جا چکا اس کو بھی حکم کے موافق کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

لہٰذا بہت ہی اہم اور ضروری ہے کہ مبلغین حضرات اپنی کارگذاری میں اللہ کی رضاء اس کے دین کی اشاعت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کا اتباع مقصود رکھیں، شہرت، عزّت تعریف کو ذرا بھی دل میں جگہ دیں، اگر خیال بھی آجائے تو لاحول و استغفار سے اس کی اصلاح فرمالیں اللہ جل شانہٗ اپنے لطف اور اپنے محبوب کے صدقے اور محبوب کے پاک کلام کی برکت سے مجھ سیاہ کار کو بھی اخلاص کی توفیق عطا فرمائے اور ناظرین کو بھی۔ آمین

فصلِ سادس

میں عامۂ مسلمین کو ایک خاص امر کی طرف متوجہ کرنا ہے وہ یہ کہ اس زمانہ میں علماء کی طرف سے بدگمانی بے توجہی نہیں بلکہ مقابلہ اور تحقیر کی صورتیں بالعموم اختیار کی جارہی ہیں۔ یہ امر دین کے لحاظ سے نہایت ہی سخت خطرناک ہے۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ دنیا کی ہر جماعت میں جس طرح اچھوں میں بُرے بھی ہوتے ہیں، علماء کی جماعت میں بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ جھوٹے سچوں میں شامل ہیں۔ اور علماء سوء، علماء رُشد میں مخلوط ہیں ——— مگر پھر بھی دو امر بیحد لحاظ کے قابل ہیں اوّل یہ کہ جب تک کسی شخص کا علماء سُوء میں سے ہونا محقق نہ ہو جائے اس پر ہرگز کوئی حکم نہ لگا دینا چاہیئے۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۚ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۔ ترجمہ:۔ اور جس بات کی تحقیق نہ ہو اس پر عملدرآمد نہ کیا کر۔ کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی پوچھ ہوگی (بیان القرآن) اور محض اس بدگمانی پر کہ کہنے والا شاید علماء سوء میں ہو اس کی بات کو بلا تحقیق رد کر دینا اور بھی زیادہ ظلم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اس قدر احتیاط فرمائی ہے کہ یہود تورات کے مضامین کو عربی میں نقل کر کے سُناتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ نہ ان کی تصدیق کیا کرو نہ تکذیب بلکہ یہ کہہ دیا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے سب پر ایمان ہے۔ بلکہ یہ کافروں کی نقل کے متعلق بھی بلا تحقیق تصدیق و تکذیب سے روک دیا۔ لیکن ہم لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جب کوئی شخص کسی قسم کی بات ہماری رائے کے خلاف کہتا ہے تو اس کی بات کی وقعت گرانے کے لئے کہنے والی کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں، گو اُس کا اہلِ حق ہونا بھی محقق ہو۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

دوسرا ضروری امر یہ ہے کہ علماء حقانی، علماء رشد، علماء خیر بھی بشریت سے خالی نہیں ہوتے معصوم ہونا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے اس لئے ان کی لغزشوں، ان کی کوتاہیوں، اُن کے قصوروں کی ذمہ داری انھیں پر عائد ہے اور اللہ تعالیٰ سے ان کا معاملہ ہے سزا دیں یا معاف فرما دیں بلکہ اغلب یہ ہے کہ ان کی لغزشیں انشاء اللہ تعالیٰ معاف ہی ہو جاویں گی۔ اس لئے کہ کریم آقا اپنے اس غلام سے جو ذاتی کاروبار چھوڑ کر آقا کے کام میں مشغول ہو جائے اور ہمہ تن اسی میں لگا رہے اکثر تسامح اور درگذر کیا کرتا، پھر اللہ جل وعلا کے برابر تو کوئی کریم ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن وہ بمقتضائے عدل گرفت بھی فرمائیں تو وہ ان کا اپنا معاملہ ہے۔ ان امور کی وجہ سے علماء سے لوگوں کو بدگمان کرنا، نفرت دِلانا، دُور رکھنے کی کوشش کرنا لوگوں کے لئے بد دینی کا سبب ہوگا اور ایسا کرنے والوں کے لئے وبالِ عظیم ہے۔

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِکْرَامُ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ وَلَا الْجَافِیْ عَنْہُ وَاِکْرَامُ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔ ترغیب عن ابی داؤد)

ترجمہ: تینوں اصحاب ذیل کا اعزاز اللہ تعالیٰ کا اعزاز ہے، ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا وہ محافظ قرآن جو افراط و تفریط سے خالی ہو تیسرا منصف حاکم۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے: لَیْسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ لَّمْ یُجِلَّ کَبِیْرَنَا وَیَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیَعْرِفْ عَالِمَنَا (ترغیب عن احمد والحاکم وغیرھما) ترجمہ: وہ شخص جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، ہمارے بچّوں پر رحم نہ کرے، ہمارے علماء کی قدر نہ کرے وہ ہماری اُمّت میں سے نہیں ہے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے: عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ لَا یَسْتَخِفُّ بِھِمْ اِلَّا مُنَافِقٌ ذُوالشَّیْبَۃِ فِی الْاِسْلَامِ ذُوالْعِلْمِ وَاِمَامٌ مُّقْسِطٌ (ترغیب عن الطبرانی) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین شخص ایسے ہیں کہ ان کو خفیف سمجھنے والا منافق ہی ہو سکتا ہے (نہ کہ مسلمان) (وہ تین شخص یہ ہیں) ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا عالم، تیسرا مُنصف حاکم۔

بعض روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مجھے اپنی امت پر سب چیزوں سے زیادہ تین چیزوں کا خوف ہے ایک یہ کہ ان پر دنیاوی فتوحات زیادہ ہونے لگیں جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے حسد پیدا ہونے لگے۔ دوسرے یہ کہ قرآن شریف آپس میں اس قدر عام ہو جائے کہ ہر شخص اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرے حالانکہ اس کے معانی اور مطالب بہت سے ایسے بھی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا، اور جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ بھی یوں کہتے ہیں ہم اس پر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کی طرف سے (بیان القرآن) یعنی علم میں پختہ کار لوگ بھی تصدیق کے سوا آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کرتے تو پھر عوام کو چون وچرا کا کیا حق ہے۔ تیسرے یہ کہ علماء کی حق تلفی کی جائے اور ان کے ساتھ لاپروائی کا معاملہ کیا جائے۔ ترغیب میں اس حدیث کو بروایت طبرانی ذکر کیا ہے اور اس قسم کی روایات بکثرت حدیثوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔

جس قسم کے الفاظ اس زمانہ میں علماء اور علوم دینیہ کے متعلق اکثر استعمال کئے جاتے ہیں فتاویٰ عالمگیری میں ان میں اکثر الفاظ کو الفاظ کفریہ میں شمار کیا ہے مگر لوگ اپنی ناواقفیت سے اس حکم سے غافل ہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ اس قسم کے الفاظ بالعموم استعمال کرنے میں بہت زیادہ احتیاط کی جائے۔ بفرض اگر مان بھی لیا جاوے کہ علماء حقانی کا اس وقت وجود ہی نہیں رہا اور یہ سب جماعتیں جن پر علماء کا اطلاق کیا جاتا ہے علماء سُوء ہی ہیں تب بھی آپ حضرات کی صرف ان علماء کو علماء سُوء کہنے سے سبکدوشی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ایسی حالت میں تمام دُنیا پر یہ فرض عائد ہوجاتا ہے کہ علماء حقانی کی ایک جماعت پیدا کی جائے ان کو علم سکھایا جائے اس لئے کہ علماء کا وجود فرض کفایہ ہے اگر ایک جماعت اس کے لئے موجود ہے تو یہ فرض سب سے ساقط ہے ورنہ تمام دُنیا گنہگار ہے۔

ایک عام اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ ان علماء کے اختلاف نے عوام کو تباہ و برباد کردیا ہے ممکن ہے کہ کسی درجہ میں صحیح ہو، مگر حقیقت یہ ہے کہ علماء کا یہ اختلاف آج کا نہیں سو پچاس برس کا نہیں خیر القرون بلکہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنے نعلین شریف بطور علامت کے دیکر اس اعلان کے لئے بھیجتے ہیں کہ جو شخص کلمہ گو ہو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا، راستہ میں حضرت عمرؓ ملتے ہیں اور معاملہ پوچھتے ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ اپنے آپ کو حضورؐ کا قاصد بتاتے ہیں لیکن پھر بھی حضرت عمرؓ اس زور سے اُن کے سینہ پر دونوں ہاتھ مارتے ہیں کہ وہ بیچارے سُرینوں کے بل زمین پر گر پڑتے ہیں مگر نہ کوئی حضرت عمرؓ کے خلاف پوسٹر شائع ہوتا ہے نہ کوئی جلسہ ہوکر احتجاجی ریزولیوشن پاس ہوتا ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ میں ہزاروں مسئلے مختلف فیہا ہیں اور ائمہ اربعہؒ کے یہاں تو شاید فقہ کی کوئی جزئی ہو جو مختلف فیہ نہ ہو۔ چار رکعت نماز میں نیت باندھنے سے سلام پھیرنے تک تقریباً دوسو مسئلے ائمہ اربعہ کے یہاں ایسے مختلف فیہ ہیں جو مجھ کوتاہ نظر کی نگاہ سے بھی گذر چکے ہیں اور اس سے زائد نہ معلوم کتنے ہوں گے۔ مگر کبھی رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ دو تین مسئلوں کے سوا کانوں میں نہ پڑے ہوں گے نہ اُن کے لئے اشتہارات و پوسٹر شائع ہوئے ہوں گے نہ جلسے اور مناظرے ہوتے دیکھے ہوں گے، راز یہ ہے کہ

عوام کے کان ان مسائل سے آشنا نہیں ہیں۔ علماء میں اختلاف رحمت ہے اور بدیہی امر ہے جب بھی کوئی عالم کسی شرعی دلیل سے کوئی فتوی دے گا دوسرے کے نزدیک اگر وہ حجت صحیح نہیں تو وہ شرعاً اختلاف کرنے پر مجبور ہے۔ اگر اختلاف نہ کرے تو مُداہن اور عاصی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگ کام نہ کرنے کے لئے اس لچر اور پوچ عذر کو حیلہ بناتے ہیں ورنہ ہمیشہ اطباء میں اختلاف ہوتا ہے، وکلاء کی رائے میں اختلاف ہوتا ہے، مگر کوئی شخص علاج کرانا نہیں چھوڑتا مقدمہ لڑانے سے نہیں رُکتا، پھر کیا مصیبت ہے کہ دینی امور میں اختلافِ علماء کو حیلہ بنایا جاتا ہے۔ یقیناً سچے عمل کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ جس عالم کو وہ اچھا سمجھتا ہے، متبع سنت سمجھتا ہے اس کے قول پر عمل کرے اور دوسروں پر لغو حملوں اور طعن وتشنیع سے باز رہے۔ جس شخص کے ذہن کی رسائی دلائل کے سمجھنے اور ان میں ترجیح دینے تک نہیں ہے اس کا حق نہیں کہ ان میں دخل دے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نقل کیا گیا ہے کہ علم کو ایسے لوگوں سے نقل کرنا جو اس کے اہل نہ ہوں اس کو ضائع کرنا ہے۔ مگر جہاں بد دینی کی یہ حد ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشادات پر لب کشائی ہر شخص کا حق سمجھا جاتا ہوں وہاں بیچارے علماء کا کیا شمار ہے۔ جس قدر الزامات رکھے جائیں کم ہیں۔ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

فصلِ سابع

گویا چھٹی فصل کا تکملہ اور تتمّہ ہے۔ اس میں ناظرین کی خدمات عالیہ میں ایک اہم درخواست ہے وہ یہ کہ اکثر اللہ والوں کے ساتھ ارتباط ان کی خدمت میں کثرت سے حاضری دینی امور میں تقویت اور خیر وبرکت کا سبب ہوتی ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے: اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مِلَاكِ هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِيْ تُصِيْبُ بِهٖ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ عَلَيْكَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ الذِّكْرِ الحدیث (مشکوٰۃ ۴۲۵)

ترجمہ: کیا تجھے دین کی نہایت تقویت دینے والی چیز نہ بتاؤں، جس سے تُو دین ودُنیا دونوں کی فلاح کو پہونچے وہ اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے والوں کی مجلس ہے، اور جب تُو تنہا ہوا کرے تو اپنے کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے رَطْبُ اللِّسَانِ رکھا کر۔

اس کی تحقیق بہت ضروری ہے کہ اہل اللہ کون لوگ ہیں؟ اہل اللہ کی پہچان اتباعِ سنّت ہے کہ حق سبحانہٗ تقدس نے اپنے محبوب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُمّت کی ہدایت کے لئے نمونہ بنا کر بھیجا ہے اور اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

Visit : www.Momeen.blogspot.com
www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدائے تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو، خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ غفورٌ رحیم ہیں (بیان القرآن) لہٰذا جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل متبع ہو وہ حقیقۃً اللہ والا ہے، اور جو شخص اتباعِ سنّت سے جس قدر دور ہو وہ قربِ الٰہی سے بھی اسی قدر دور ہے مفسّرین نے لکھا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبّت کا دعویٰ کرے اور سنّتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے وہ جھوٹا ہے اس لئے کہ قاعدۂ محبت اور قانونِ عشق ہے کہ جس سے کسی کو محبّت ہوتی ہے اس کے گھر سے، در و دیوار سے، صحن سے، باغ سے، حتّٰی کہ اُس کے کُتّے سے، اس کے گدھے سے محبت ہوتی ہے ؎

أَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلٰى ۔۔۔ أُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارَ وَذَا الْجِدَارَا

وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِيْ ۔۔۔ وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

ترجمہ: کہتا ہے، کہ میں لیلیٰ کے شہر پر گذرتا ہوں تو اس دیوار کو اور اُس دیوار کو پیار کرتا ہوں کچھ شہروں کی محبّت نے میرے دل کو فریفتہ نہیں کیا ہے بلکہ ان لوگوں کی محبّت کی کار فرمائی ہے جو شہروں کے رہنے والے ہیں۔ دوسرا شاعر کہتا ہے ؎

تَعْصِى الْاِلٰهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ ۔۔۔ وَهٰذَا الْعُمْرِىْ فِى الْفِعَالِ بَدِيْعٌ

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَّاَطَعْتَهٗ ۔۔۔ اِنَّ الْمُحِبَّ بِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ

ترجمہ: تو اللہ کی محبّت کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کی نافرمانی کرتا ہے، اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا تو کبھی نافرمانی نہ کرتا اس لئے کہ عاشق ہمیشہ معشوق کا تابعدار ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری تمام اُمت جنّت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کر دیا صحابہؓ نے عرض کیا کہ جس نے انکار کر دیا سے کیا مُراد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص میری اطاعت کرے گا وہ جنّت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی کرے گا وہ انکار کرنے والا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا کہ اس کی خواہش اس دین کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں (مشکوٰۃ)

حیرت کی بات ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی بہبودی کے دعویدار اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے بے بہرہ ہوں کسی بات کو اُن مدّعیوں کے سامنے یہ کہہ دینا کہ سُنّت کے خلاف ہے حضورؐ کے طریقہ کے خلاف ہے گویا برچھی مار دینا ہے ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید ۔۔۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

Visit : www.Momeen.blogspot.com

پیمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے طریقہ کے خلاف جو شخص بھی کوئی راستہ اختیار کرے گا کبھی بھی منزلِ مقصود تک نہیں پہونچ سکتا۔ بالجملہ اس تحقیق کے بعد کہ یہ شخص اللہ والوں میں سے ہے اس کے ساتھ ربط کا بڑھانا اس کی خدمت میں کثرت سے حاضر ہونا، اس کے علوم سے مُنتفع ہونا دین کی ترقی کا سبب ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امر بھی ہے۔

ایک حدیث میں ارشادِ عالی ہے کہ جب تم جنت کے باغوں میں گذرا کرو تو کچھ حاصل بھی کرلیا کرو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا چیز ہیں، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ علمی مجالس۔

دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ علماء کی خدمت میں بیٹھنے کو ضروری سمجھو اور حکمائے اُمّت کے ارشادات کو غور سے سُنا کرو کہ حق تعالیٰ شانہٗ حکمت کے نور سے مُردہ دلوں کو ایسا زندہ فرماتے ہیں کہ جیسے مُردہ زمین کو موسلا دھار بارش سے اور حکماء دین کے جاننے والے ہی ہیں نہ کہ دوسرے اشخاص۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ بہترین ہمنشیں ہم لوگوں کے واسطے کون شخص ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جس کے دیکھنے سے اللہ کی یاد پیدا ہو، جس کی بات علم میں ترقی ہو، جس کے عمل سے آخرت یاد آجائے۔ ترغیب میں ان روایات کو ذکر کیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے بہترین بندے وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے، خود حق سُبحانہٗ و تقدس کا ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو (بیان القرآن) مُفسرین نے لکھا ہے کہ سچوں سے مراد اس جگہ مشائخ صوفیہ ہیں۔ جب کوئی شخص ان کی چوکھٹ کے خدام میں داخل ہو جاتا ہے تو ان کی تربیت اور قوتِ ولایت کی بدولت بڑے بڑے مراتب تک ترقی کر جاتا ہے۔

شیخ اکبرؒ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر تیرے کام دوسرے کی مرضی کے تابع نہیں ہوتے تو تو کبھی بھی اپنے نفس کی خواہشات سے انتقال نہیں کرسکتا گو عمر بھر مجاہدے کرتا رہے۔ لہٰذا جب بھی تجھے کوئی ایسا شخص ملے جس کا احترام تیرے دل میں ہو اس کی خدمت گذاری کر اور اس کے سامنے مُردہ بن کر رہ، کہ وہ تجھ میں جس طرح چاہے تصرّف کرے اور تیری اپنی کوئی بھی خواہش نہ رہے اس کے حکم کی تعمیل میں جلدی کر، اور جس چیز سے روکے اُس سے احتراز کر، اگر پیشہ کرنے کا حکم کرے پیشہ کر۔ مگر اس کے حکم سے نہ کہ اپنی رائے سے۔ بیٹھ جانے کا حکم کرے تو بیٹھ جا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ شیخ کامل کی تلاش میں سعی کر، تاکہ تیری ذات کو اللہ سے ملادے۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہو تو ملائکہ اس کو گھیر لیتے ہیں، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور حق سبحانہٗ وتقدس اپنی پاک مجلس میں ان لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں۔ ایک دل ربودہ کے واسطے اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ محبوب کی مجلس میں اس کا ذکر ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ کی یاد کرنے والی جماعت کے لوگوں کو جو اخلاص سے اللہ کو یاد کر رہے ہوں ایک پکارنے والا آواز دیتا ہے کہ اللہ نے تمہاری مغفرت کر دی، اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں اس کے رسول پر درود نہیں، اس مجلس والوں کو قیامت کے دن حسرت ہوگی۔

حضرت داؤد علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی دعا ہے کہ یا اللہ اگر تو مجھے ذاکرین کی مجلس سے گزر کر غافلین کی مجلس میں جاتا ہوا دیکھے تو میرے پاؤں توڑ دے ؎

جب اسکی صوت وصورت سے ہے محرومی تو بہتر ہے مرے کانوں کا کر (بہرے) ہونا، اور آنکھیں کور (اندھی) ہوجانی

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جن مجالس میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہوتی ہے، وہ آسمان والوں کے نزدیک ایسی چمکتی ہیں جیسے کہ زمین والوں کے نزدیک ستارے۔

حضرت ابوہریرہؓ ایک مرتبہ بازار میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم لوگ یہاں بیٹھے ہو اور مسجد میں رسول اللہؐ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے۔ لوگ دوڑے ہوئے آئے، وہاں کچھ بھی تقسیم نہ ہو رہا تھا۔ واپس جاکر عرض کیا کہ وہاں تو کچھ بھی نہیں ابوہریرہؓ نے پوچھا کہ آخر کیا ہو رہا تھا، لوگوں نے کہا کہ چند لوگ اللہ کے ذکر میں مشغول تھے اور کچھ لوگ تلاوت میں، انھوں نے کہا کہ یہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔

امام غزالیؒ نے اس نوع کی روایات بکثرت ذکر فرمائی ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حکم ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝

ترجمہ: اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پاویں، اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی

www.Momeen.blogspot.com

نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا حال حد سے بڑھ گیا ہے۔

متعدد روایات میں وارد ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جلّ جلالہٗ کا اس پر شکر ادا فرمایا کرتے تھے کہ میری اُمّت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے جن کی مجلس میں اپنے آپ کو روکے رکھنے کا مامور ہوں۔ اور اسی آیت شریفہ میں دوسری جماعت کا بھی حکم ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جن کے قلوب اللہ کی یاد سے غافل ہیں اپنی خواہشات کا اتباع کرتے ہیں، حدود سے بڑھ جاتے ہیں ان کے اتباع سے روک دیا گیا ہے۔

اب وہ حضرات جو ہر قول و فعل میں دین و دنیا کے کاموں میں کفّار و فسّاق کو مقتدا بناتے ہیں مشرکین و نصاریٰ کے ہر قول و فعل پر سو جان سے نثار ہیں، خود ہی غور فرمالیں کہ کس راستے جا رہے ہیں ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

مرادِ ما نصیحت بود و کردیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم
وَمَا عَلَى الرَّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

ممتثل امر:-

محمّد زکریّا۔ کاندھلوی

مقیم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵ رصفر ۱۳۵۰ھ مطابق ۲۱ رجون ۱۹۳۱ء شب دوشنبہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

کیا ایمان والوں کے لیے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے لیے جھک جائیں

برکاتِ ذکر

یعنی

فضائلِ ذکر

جس میں حضرت الحافظ الحاج مولانا **محمد الیاس صاحب** نور اللہ مرقدہ
کے ارشاد سے حضرت الحافظ الحاج مولانا محمد زکریا صاحب دام فیضہم
شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے وہ آیات و احادیث جمع کی ہیں
جن میں ذکر کی برکات، کلمہ طیبہ کے فضائل اور سوم کلمہ یعنی تسبیحات فاطمہ کے
ثواب وارد ہوئے ہیں، خاتمہ میں صلوٰۃ التسبیح کا مفصل بیان ہے

ناشر:-

اسلامک بک سروس

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فہرست مضامین

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تمت

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَاَتۡبَاعِهٖ حَمَلَةِ الدِّيۡنِ الۡقَوِيۡمِ

اللہ جلّ جلالہٗ عمّ نوالہ کے پاک نام میں جو برکت، لذت، حلاوت، سرور طمانینت ہے وہ کسی ایسے شخص سے مخفی نہیں جو کچھ دن اس پاک نام کی رٹ لگا چکا ہو اور ایک زمانہ تک اس کو حرزِ جان بنا چکا ہو۔ یہ پاک نام دلوں کا سرور اور طمانیت کا باعث ہے خود حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔ اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ (سورۂ رعد، رکوع ۴) ترجمہ:۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں یہ خاصیت ہے کہ اس سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ آج کل عام طور سے عالم میں پریشانی ہے۔ روزانہ ڈاک میں اکثر و بیشتر مختلف نوع سے پریشانیوں ہی کا تذکرہ اور تفکرات ہی کی داستان ہوتی ہے۔ اس رسالہ کا مقصد یہی ہے کہ جو لوگ پریشان حال ہیں خواہ انفرادی طور پر یا اجتماعی طریقہ پر اُن کو اپنے درد کی دوا معلوم ہو جائے اور اللہ کے ذکر کے فضائل کی عام اشاعت سے سعید و مبارک ہستیاں بہرہ مند ہو جائیں۔ کیا بعید ہے کہ اس رسالہ کے دیکھنے سے کسی کو اخلاص سے اس پاک نام لینے کی توفیق ہو جائے۔ اور یہ مجھ ناکارہ و بے عمل کے لیے بھی ایسے وقت میں کام آ جائے جس وقت صرف عمل ہی کام آتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ بلا عمل بھی اپنے فضل سے کسی کی دستگیری فرمالیں یہ دوسری بات ہے اس کے علاوہ اس وقت ایک خاص محرک یہ بھی پیش آیا کہ حق تعالیٰ شانہٗ عم نوالہٗ نے اپنے لطف و احسان سے میرے عم محترم حضرت مولانا الحافظ الحاج محمد الیاس صاحب کاندھلوی مقیم نظام الدین دہلی کو تبلیغ میں ایک خاص ملکہ اور جذبہ عطا فرمایا ہے جس کی وہ سرگرمیاں جو ہند سے متجاوز ہو کر حجاز تک بھی پہنچ گئی ہیں کسی تعارف کی محتاج نہیں رہیں۔ اس کے ثمرات سے ہند و بیرونِ ہند عموماً اور خطۂ میوات خصوصاً جس قدر متمتع اور منتفع ہوا اور ہو رہا ہے وہ واقفین سے مخفی نہیں۔ ان کے اصولِ تبلیغ سب ہی نہایت پختہ مضبوط اور ٹھوس ہیں جن کے لیے عادۃً ثمرات و برکات لازم ہیں۔ ان کے اہم ترین اصول میں سے یہ بھی ہے کہ مبلغین ذکر کا اہتمام رکھیں اور بالخصوص تبلیغی اوقات میں ذکر الٰہی کی کثرت کی جائے اس ضابطہ کی برکات آنکھوں سے دیکھیں کانوں سے سنیں جس کی وجہ سے اس کی ضرورت خود بھی محسوس ہوئی اور آں مخدوم کا بھی ارشاد ہوا کہ فضائل ذکر کو

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ان لوگوں تک پہونچایا جائے تاکہ جو لوگ محض تعمیل ارشاد میں اب تک اس کا اہتمام کرتے ہیں وہ اس کے فضائل معلوم ہونے کے بعد خود اپنے شوق سے بھی اس کا اہتمام کریں کہ اللہ کا ذکر بڑی دولت ہے۔ اُس کے فضائل کا احاطہ نہ تو مجھ جیسے بے بضاعت کے امکان میں ہے اور نہ واقع میں ممکن ہے اس لیے مختصر طور پر اس رسالہ میں چند روایات کا ذکر کرتا ہوں اور اس کو تین بابوں پر منقسم کرتا ہوں۔ بابِ اول : مطلق ذکر کے فضائل میں۔ بابِ دوم : افضل الذکر کلمۂ طیبہ کے بیان میں۔ بابِ سوم : کلمۂ سوم یعنی تسبیحاتِ فاطمہؓ کے بیان میں۔

باب اوّل ـــــــ فضائل ذکر

اللہ تعالیٰ شانہ کے پاک ذکر میں اگر کوئی آیت یا حدیثِ نبوی نہ بھی وارد ہوتی تب بھی اس منعمِ حقیقی کا ذکر ایسا تھا کہ بندہ کو کسی آن بھی اس سے غافل نہ ہونا چاہیے تھا کہ اس ذاتِ پاک کے انعام و احسان ہر آن اتنے کثیر ہیں جن کی نہ کوئی انتہا ہے نہ مثال ایسے منعم کا ذکر اس کی یاد اس کا ذکر، اس کی احسان مندی فطری چیز ہے۔ ؎

خداوندِ عالم کے قربان میں ۔۔۔ کرم جس کے لاکھوں ہیں ہر آن میں

لیکن اس کے ساتھ جب قرآن و حدیث اور بزرگوں کے اقوال و احوال اس پاک ذکر کی ترغیب و تحریض سے بھرے ہوئے ہیں تو پھر کیا پوچھنا ہے اس پاک ذکر کی برکات کا، اور کیا ٹھکانا ہے اس کے انوار کا تاہم اول چند آیات۔ پھر چند احادیث اس مبارک ذکر کے متعلق پیش کرتا ہوں

فصل اوّل ـــــــ آیاتِ ذکر میں

(۱) فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝ (سورہ بقرہ رکوع ۱۸)

(۱) پس تم میری یاد کرو (میرا ذکر کرو) میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو

(۲) فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝ (سورۂ بقرہ۔ رکوع ۲۵)

(۲) پھر جب تم (حج کے موقع میں) عرفات سے واپس آجاؤ تو مزدلفہ میں (ٹھہر کر) اللہ کو یاد کرو اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے در حقیقت تم اس سے پہلے محض ناواقف تھے۔

(۳) فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ

(۳) پھر جب تم حج کے اعمال پورے کر چکو تو اللہ کا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ (سورہ بقرہ رکوع ۲۵)

ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباء (واجداد) کا ذکر کیا کرتے ہو (کہ ان کی تعریفوں میں رطب اللسان ہوتے ہو) بلکہ اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر ہونا چاہیے پھر (جو لوگ اللہ کو یاد بھی کرلیتے ہیں) ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو (اپنی دعاؤں میں) یوں کہتے ہیں اے پروردگار ہمیں تو دنیا ہی میں دیدے (سو ان کو تو جو ملنا ہوگا دنیا ہی میں مل جائیگا) اور انکے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عطا فرما اور آخرت میں بھی بہتری عطا کر اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا سو یہی ہیں جن کو ان کے عمل کی وجہ سے (دونوں جہان میں) حصہ ملے گا اور اللہ جلدی ہی حساب لینے والے ہیں۔

ف: حدیث میں آیا ہے کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی (بلکہ ضرور قبول ہوتی ہے) ایک وہ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔ دوسرے مظلوم۔ تیسرے وہ بادشاہ جو ظلم نہ کرتا ہو۔[1]

(۴) وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ (سورہ بقرہ۔ رکوع ۲۵)

(۴) اور (حج کے زمانہ میں منیٰ میں بھی ٹھہر کر) کئی روز تک اللہ کو یاد کیا کرو اس کا ذکر کیا کرو۔

(۵) وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۴)

(۵) اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کیجیے اور صبح شام تسبیح کیا کیجیے۔

(۶) الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (سورہ آل عمران۔ رکوع ۲۰)

(۶) (پہلے سے عقلمندوں کا ذکر ہے) وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں (اور غور کے بعد یہ کہتے ہیں) کہ اے ہمارے رب آپ نے یہ سب بیکار تو پیدا کیا نہیں ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو عذاب جہنم سے بچا لیجیے۔

[1] جامع الصغیر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۷) فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ج (سورہ نساء ع ۱۵)

(۷) جب تم نماز (خوف جس کا پہلے سے ذکر ہے) پوری کر چکو تو اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ، کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی کسی حال میں بھی اس کی یاد اور اُس کے ذکر سے غافل نہ ہو۔

(۸) وَإِذَا قَامُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى لا يُرَاءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ه (سورہ نساء: رکوع ۲۱)

(۸) (منافقوں کی حالت کا بیان ہے) اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو اپنا نمازی ہونا دکھلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر یوں ہی تھوڑا سا۔

(۹) إِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ أَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ه (سورہ مائدہ۔ رکوع ۱۲)

(۹) شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تم میں آپس میں عداوت اور بغض پیدا کر دے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے بتاؤ اب بھی (ان بری چیزوں سے) باز آجاؤ گے۔

(۱۰) وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط (سورۃ انعام۔ رکوع ۶)

(۱۰) اور ان لوگوں کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجیے جو صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہیں جس سے خاص اس کی رضا کا ارادہ کرتے ہیں۔

(۱۱) وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ه (سورہ اعراف۔ رکوع ۳)

(۱۱) اور پکارا کرو اس کو (یعنی اللہ کو) خالص کرتے ہوئے اُس کے لیے دین کو۔

(۱۲) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ج وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ه (سورہ اعراف۔ ع ۷)

(۱۲) تم لوگ پکارتے رہو اپنے رب کو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے (بھی) بیشک حق تعالیٰ شانہٗ حد سے بڑھنے والوں کو ناپسند کرتے ہیں اور دنیا میں بعد اس کے کہ اس کی اصلاح کر دی گئی فساد نہ پھیلاؤ اور اللہ جل شانہٗ کو پکارا کرو خوف کے ساتھ (عذاب سے) اور طمع کے ساتھ (رحمت میں) بے شک اللہ کی رحمت اچھے کام کرنے والوں کے بہت قریب ہے۔

(۱۳) وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ

(۱۳) اللہ ہی کے واسطے ہیں اچھے اچھے نام پس

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِهَا ص (سورہ اعراف رکوع ۲۲)

ان کی ساتھ اللہ کو پکارو

(۱۴) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ (سورہ اعراف۔ رکوع ۲۴)

(۱۴) اور اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں اور ذرا دھیمی آواز سے بھی اس حالت میں کہ عاجزی بھی ہو اور اللہ کا خوف ہو (ہمیشہ) صبح کو بھی اور شام کو بھی اور غافلین میں سے نہ ہو۔

(۱۵) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (سورہ انفال۔ رکوع ۱)

(۱۵) ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب انکے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو (اس کی بڑائی کے تصور سے) ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے اللہ پر توکل کرتے ہیں (آگے ان کی نماز وغیرہ کے ذکر کے بعد ارشاد ہے یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں ان کے لیے بڑے بڑے درجے ہیں انکے رب کے پاس اور مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے)

(۱۶) وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (سورہ رعد ع ۴)

(۱۶) اور جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس کو ہدایت فرماتے ہیں وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے انکے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی خاصیت ہے کہ اس) سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے

(۱۷) قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ج (سورہ اسراء۔ رکوع ۱۲)

(۱۷) آپ فرما دیجیے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکاروگے (وہی بہتر) ہے کیونکہ اس کے لیے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔

(۱۸) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ۔ (سورہ کہف ع ۴)
وفی مسائل السلوک فیہ الذکر ظاہر۔

(۱۸) اور جب آپ بھول جاویں تو اپنے رب کا ذکر کر لیا کیجیے۔

(۱۹) وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ج تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (سورہ کہف۔ رکوع ۴)

(۱۹) آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ (بیٹھنے کا) پابند رکھا کیجیے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں محض اس کی رضا جوئی کے لیے اور محض دنیا کی رونق کے خیال سے آپ کی نظر (یعنی توجہ) ان سے ہٹنے نہ پاوے (رونق سے یہ مراد ہے کہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

رئیس مسلمان ہو جائیں تو اسلام کو فروغ ہو) اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی خواہشات کا تابع ہے اور اس کا حال حد سے بڑھ گیا ہے۔

(۲۰) وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۙ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ۔ (سورہ کہف۔ رکوع ۱۱)

(۲۰) اور ہم دوزخ کو اس روز (یعنی قیامت کے دن) کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر ہماری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا۔

(۲۱) ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۚ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ (سورہ مریم۔ رکوع ۱)

(۲۱) یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کی مہربانی فرمانے کا اپنے بندے زکریا (علیہ السلام) پر جب کہ انہوں نے اپنے پروردگار کو چپکے سے پکارا۔

(۲۲) وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ (سورہ مریم۔ رکوع ۳)

(۲۲) اور پکارتا ہوں میں اپنے رب کو (قطعی امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔

(۲۳) اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ۝ (طٰہٰ: ع ۱)

(۲۳) بیشک میں ہی اللہ ہوں میرا سوا کوئی معبود نہیں پس تم (اے موسیٰ) میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کے لیے نماز پڑھا کرو بلاشبہ قیامت آنے والی ہے میں اس کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ مل جائے۔

(۲۴) وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۚ (س طٰہٰ ع ۳)

(۲۴) (حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو ارشاد ہے) اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

(۲۵) وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ۔ (سورہ انبیاء۔ ع ۶)

(۲۵) اور نوح (علیہ السلام کا تذکرہ ان سے کیجیے) جب کہ پکارا انھوں نے اپنے رب کو (حضرت ابراہیم کے قصے سے) پہلے۔

(۲۶) وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۚ (سورۃ انبیاء۔ ع ۶)

(۲۶) اور ایوب (علیہ السلام کا ذکر کیجیے) جب کہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو بڑی تکلیف پہنچی اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔

(۲۷) وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ

(۲۷) اور مچھلی والے (پیغمبر یعنی حضرت یونس

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورہ انبیاء۔ رکوع ۶)

علیہ السّلام کا ذکر کیجیے) جب وہ (اپنی قوم سے) خفا ہو کر چلے گئے اور یہ سمجھے کہ ہم ان پر دار گیر نہ کریں گے پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ ہر عیب سے پاک ہیں۔ بیشک میں قصور وار ہوں۔

(۲۸) وَزَكَرِيَّآ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ (سورۃ انبیاء۔ ع)

(۲۸) اور زکریا (علیہ السّلام کا ذکر کیجیے) جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھے لاوارث مت چھوڑو (اور یوں تو) سب وارثوں سے بہتر (اور حقیقی وارث) آپ ہی ہیں۔

(۲۹) إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۖ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ (ایضًا)

(۲۹) بیشک یہ سب (انبیاء جن کا پہلے سے ذکر ہو رہا ہے) نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور پکارتے تھے ہم کو (ثواب کی) رغبت اور (عذاب کے) خوف کرتے ہوئے اور تھے سب کے سب ہمارے لیے عاجزی کرنے والے۔

(۳۰) وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ (سورہ حج رکوع ۵)

(۳۰) اور آپ (جنت وغیرہ کی) خوشخبری سنا دیجیے ایسے خشوع کرنے والوں کو جن کا یہ حال ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں۔

(۳۱) إِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ إِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ أَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (مومنون۔ ع)

(۳۱) (قیامت میں کفار سے گفتگو کے ذیل میں کہا جائے گا کیا تم کو یاد نہیں) میرے بندوں کا ایک گروہ تھا (جو بیچارے ہم سے) یوں کہا کرتے تھے اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخش دیجیے۔ اور ہم پر رحمت فرمایئے آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ پس تم نے ان کا مذاق اڑایا حتّٰی کہ اس مشغلے نے تم کو ہماری یاد بھی بھلا دی اور تم اُن سے ہنسی کیا کرتے تھے میں نے آج اُن کو اُن کے صبر کا بدلہ دے دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

(۳۲) رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ

(۳۲) (کامل ایمان والوں کی تعریف کے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ الآیۃ۔
(سورہ نور رکوع ۵)

ذیل میں ہے) وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو اللہ کے ذکر سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے نہ فروخت

(۳۳) وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ (سورہ عنکبوت ع۵)

(۳۳) اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

(۳۴) تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ
(سورہ سجدہ۔ رکوع ۲)

فی الدر عن الضحاک ھم قوم لا یزالون یذکرون اللہ وروی نحوہ عن ابن عباس

(۳۴) ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں اس طرح پر کہ عذاب کے ڈر سے اور رحمت کی امید سے وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں سے خرچ کرتے ہیں پس کسی کو بھی خبر نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان خزانۂ غیب میں محفوظ ہے جو بدلہ ہے ان کے اعمال کا

(ف) ایک حدیث میں آیا ہے کہ بندہ اخیر شب میں اللہ کے یہاں بہت مقرب ہوتا ہے اگر تجھ سے ہو سکے تو اس وقت اللہ کا ذکر کیا کر[1]

(۳۵) لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰهَ کَثِیْرًا ۝ (سورہ احزاب۔ رکوع۳)

(۳۵) بیشک تم لوگوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود تھا یعنی ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہو (کہ جب حضورؐ لڑائی میں شریک ہوتے اور جہاد کیا تو اس کے لیے کیا مانع ہو سکتا ہے)

(۳۶) وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ لا اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا (احزاب ع۵)

(۳۶) (پہلے سے مومنوں کی صفات کا بیان ہے اس کے بعد ارشاد ہے) اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

(۳۷) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ (سورہ احزاب ع۶)

(۳۷) اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو

(۳۸) وَلَقَدْ نَادٰنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ۝
(سورہ صٰفّٰت۔ ع ۳)

(۳۸) اور پکارا تھا ہم کو نوح (علیہ السلام) نے پس ہم خوب فریاد سننے والے ہیں۔

(۳۹) فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (سورہ زمر رکوع ۳)

(۳۹) پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے یہ لوگ کھلی گمراہی

[1] جامع الصغیر

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں ہیں۔

(۴۰) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (سورۂ زمر۔ رکوع ۳)

(۴۰) اللہ جل جلالہ نے بڑا عمدہ کلام (یعنی قرآن) نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی جس سے ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر اُن کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کو چاہتا ہے اُس کے ذریعہ سے ہدایت فرما دیتا ہے۔

(۴۱) فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (سورہ مومن۔ رکوع ۲)

(۴۱) پس پکارو اللہ کو خالص کرتے ہوئے اُس کے لیے دین کو گو کافروں کو ناگوار ہو۔

(۴۲) هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔ (سورۂ مومن ع)

(۴۲) وہی زندہ ہے اُس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں پس تم خالص اعتقاد کر کے اس کو پکارا کرو

(۴۳) وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ (سورہ زخرف۔ رکوع ۴)

(۴۳) جو شخص رحمان کے ذکر سے (جان بوجھ کر) اندھا ہو جائے ہم اُس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ (ہر وقت) اسکے ساتھ رہتا ہے

(۴۴) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔ (س فتح۔ ع)

(۴۴) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان اور اے مخاطب تو اُن کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں (اور خشوع خضوع کے) آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں یہ اُن کے اوصاف توراۃ میں ہیں اور انجیل میں جیسا کھیتی کہ اُس نے اوّل اپنی سوئی نکالی پھر اس کو قوی کیا پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر

اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی ا اسی طرح صحابہ میں اول ضعف تھا پھر روزانہ قوت بڑھتی گئی اور اللہ نے یہ نشو و نما اس لیے دیا کہ ان سے کافروں کو جلائے اللہ نے تو ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کر رہے ہیں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

(ف) آیت شریفہ میں گو ظاہر طور پر رکوع و سجود اور نماز کی فضیلت زیادہ تر مقصود ہے اور وہ تو ظاہر ہے لیکن کلمۂ طیبہ کے دوسرے جز محمد رسول اللہ کی فضیلت بھی اس سے ظاہر ہے۔

امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ اوپر سے صلح حدیبیہ میں کفار کے انکار پر اور اس بات کے اصرار کرنے پر کہ محمد رسول اللہ نہ لکھو محمد بن عبداللہ لکھو۔ حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ اللہ خود گواہ ہیں اس بات پر کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جب بھیجنے والا خود اقرار کرے کہ فلاں شخص میرا قاصد ہے تو لاکھ کوئی انکار کرے اس کے انکار سے کیا ہوتا ہے اسی گواہی کے اقرار کے لیے اللہ جل شانہٗ نے محمد رسول اللہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد آیت شریفہ میں اور بھی کئی اہم مضامین ہیں، منجملہ ان کے یہ ہے کہ چہرہ کے آثار نمایاں ہونے کی فضیلت ہے اس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں ایک یہ بھی ہے کہ شب بیداروں کے چہروں پر جو انوار و برکات ظاہر ہوتے ہیں وہ مراد ہیں۔ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ یہ محقق امر ہے کہ رات کو دو شخص جاگیں ایک لہو و لعب میں مشغول رہے دوسرا نماز قرآن اور علم کے سیکھنے میں مشغول رہے دوسرے دن دونوں کے چہرے کے نور میں کھلا ہوا فرق ہوگا۔ جو شخص لہو و لعب میں مشغول ہے وہ اس جیسا ہو ہی نہیں سکتا جو ذکر و شکر میں رات بھر لگا رہے۔ تیسری اہم بات یہ ہے کہ حضرت امام مالکؒ اور ایک جماعت نے علماء کی اس آیت سے ان لوگوں کے کفر پر استدلال کیا ہے جو صحابہ کرامؓ کو گالیاں دیتے ہیں، برا کہتے ہیں ان سے بغض رکھتے ہیں لہ

(۴۵) اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (سورہ حدید رکوع ۲)

(۴۵) کیا ایمان والوں کے لیے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی یاد کے واسطے جھک جائیں۔

(۴۶) اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۤىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (سورہ مجادلہ رکوع ۳)

(۴۶) (پہلے سے منافقوں کا ذکر ہے) ان پر شیطان کا تسلط ہوگیا پس اس نے ان کو ذکر اللہ سے غافل کر دیا یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں خوب سمجھ لو یہ بات محقق ہے کہ شیطان کا گروہ خسارہ والا ہے

(۴۷) فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ

(۴۷) پھر جب (جمعہ کی) نماز پوری ہو چکے تو تم کو اجازت ہے کہ تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی

لہ ابن کثیر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٥

(سورہ جمعہ ۔ رکوع ۲)

تلاش کرو (یعنی دنیا کے کاموں میں مشغول ہونے کی اجازت ہے لیکن اُس میں بھی) اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو تاکہ تم فلاح کو پہنچ جاؤ۔

(۴۸) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ٥

(سورہ منافقون ۔ رکوع ۲)

(۴۸) اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کے ذکر سے اس کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارہ والے ہیں (کیونکہ یہ چیزیں تو دنیا ہی میں ختم ہو جانے والی ہیں اور اللہ کی یاد آخرت میں کام دینے والی ہے۔)

(۴۹) وَمَن يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۙ (سورہ جن ۔ رکوع ۱)

(۴۹) اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی اور اعراض کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔

(۵۰) وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۙ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ٥ (جن ع ۱)

(۵۰) جب خدا کا خاص بندہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کو پکارنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو یہ کافر لوگ اُس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

(۵۱) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۙ (سورہ مزمل ۔ رکوع ۱)

(۵۱) اور اپنے رب کا نام لیتے رہیں اور سب تعلقات منقطع کر کے اُسی کی طرف متوجہ رہیں (منقطع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے تعلق کے مقابلہ میں سب مغلوب ہوں۔)

(۵۲) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۚ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ٥ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ٥ (سورہ دہر رکوع ۲)

(۵۲) اور اپنے رب کا صبح اور شام نام لیتے رہا کیجیے اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اُس کو سجدہ کیا کیجیے اور رات کے بڑے حصہ میں اُس کی تسبیح کیا کیجیے (مراد اس سے تہجد کی نماز ہے) یہ لوگ (جو آپ کے مخالف ہیں) دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے (آنے والے) ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔

(۵۳) وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ

(۵۳) یہ کافر لوگ جب ذکر (قرآن) سنتے ہیں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ۔ (سورہ قلم۔ رکوع ۲)

(تو شدت عداوت سے) ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے اور کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ تو مجنون ہیں۔

(ف) نگاہ سے پھسلا کر گرا دینا کنایہ ہے دشمنی کی زیادتی سے جیسا کہ ہمارے یہاں بولتے ہیں ایسا دیکھ رہا ہے کہ کھا جائے گا۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ جس کو نظر لگ گئی ہو اُس پر اس آیت شریفہ کو پڑھ کر دم کرنا مفید ہے۔ (جمل)

(۵۴) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۙ (سورہ اعلیٰ۔ رکوع: ۱)

(۵۴) بے شک بامراد ہوگیا وہ شخص جو (برے اخلاق سے) پاک ہوگیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

فصل ثانی ـــ احادیث ذکر میں

جب کہ اس مضمون میں قرآن پاک کی آیات اس کثرت سے موجود ہیں تو احادیث کا کیا پوچھنا کیونکہ قرآن شریف کے کل تیس۳۰ پارے ہیں اور حدیث شریف کی لاتعداد کتابیں ہیں اور ہر کتاب میں بیشمار حدیثیں ہیں ایک بخاری شریف ہی کے بڑے بڑے تیس پارے ہیں اور ابوداؤد شریف کے بتیس۳۲ پارے ہیں۔ در کوئی کتاب بھی ایسی نہیں کہ اس مبارک ذکر سے خالی ہو۔ اس لیے احادیث کا احاطہ تو کون کرسکتا ہے نہ اور عمل کے واسطے ایک آیت اور ایک حدیث بھی کافی ہے۔ اور جس کو عمل ہی نہیں کرنا اُس کے لیے دفتر کے دفتر بھی بیکار ہیں۔

(۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَّاِنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً۔ رواہ احمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اُس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بے گناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

والبیہقی فی الشعب واخرج احمد والبیہقی فی الاسماء والصفات عن انس بمعناہ بلفظ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِذَا ذَکَرْتَنِیْ فِیْ نَفْسِکَ الحدیث وفی الباب عن معاذ بن انس عند الطبرانی باسناد حسن وعن ابن عباس عند البزار باسناد صحیح والبیہقی وغیرھما وعن ابی ھریرۃ عند ابن ماجۃ وابن حبان وغیرھما بلفظ انا مع عبدی اذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ کما فی الدر المنثور والترغیب للمنذری والمشکوٰۃ مختصرًا وفیہ بروایۃ مسلم عن ابی ذر بمعناہ وفی الاتحاف علقہ البخاری عن ابی ھریرۃ بصیغۃ الجزم ورواہ ابن حبان من حدیث ابی الدرداء اھ

اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔

(ف) اس حدیث شریف میں کئی مضمون وارد ہیں۔ اوّل یہ کہ بندہ کے ساتھ اس کے گمان کے موافق معاملہ کرتا ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ سے اس کے لطف و کرم کی امید رکھنا چاہیے اس کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیے۔ یقیناً ہم لوگ گنہگار ہیں اور سراپا گناہ اور اپنی حرکتوں اور گناہوں کی سزا اور بدلہ کا یقین ہے لیکن اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہیں ہونا چاہیے۔ کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے لطف و کرم سے بالکل ہی معاف فرما دیں کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ کلام اللہ شریف میں وارد ہے۔

ترجمہ:۔ حق تعالیٰ شانہٗ شرک کے گناہ کو تو معاف نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے سب کچھ معاف فرمائیں گے۔ لیکن ضروری نہیں کہ معاف فرما ہی دیں اسی وجہ سے علماء فرماتے ہیں ایمان امید و خوف کے درمیان ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان صحابیؓ کے پاس تشریف لے گئے وہ نزع کی حالت میں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کس حال میں ہو عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں یعنی امید و خوف جس بندہ کے دل میں ایسی حالت میں ہوں تو اللہ جل شانہٗ جو امید ہے وہ عطا فرما دیتے ہیں اور جس کا خوف اُس سے امن عطا فرما دیتے ہیں[1]

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور وہ پہاڑ اس پر گرنے لگا اور فاجر شخص گناہ کو ایسا سمجھتا ہے گویا ایک مکھی بیٹھی تھی اڑا دی یعنی ذرا پروا نہیں۔

[1] جمع الفوائد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہوتی مقصود یہ ہے کہ گناہ کا خوف اس کے مناسب ہونا چاہیے اور رحمت کی امید اس کے مناسب۔

حضرت معاذ رضؓ طاعون میں شہید ہوئے انتقال کے قریب زمانہ میں بار بار غشی ہوتی تھی جب افاقہ ہوتا تو فرماتے یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ مجھ کو تجھ سے محبت ہے تیری عزت کی قسم تجھے یہ بات معلوم ہے جب بالکل موت کا وقت قریب آگیا تو فرمایا کہ اے موت تیرا آنا مبارک ہے۔ کیا ہی مبارک مہمان آیا مگر فاقہ کی حالت میں یہ مہمان آیا ہے اس کے بعد فرمایا اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں ہمیشہ تجھ سے ڈرتا رہا آج تیرا امیدوار ہوں یا اللہ مجھے زندگی کی محبت تھی مگر نہریں کھودنے اور باغ لگانے کے واسطے نہیں تھی۔ بلکہ گرمیوں کی شدت پیاس برداشت کرنے اور (دین کی خاطر) مشقتیں جھیلنے کے واسطے اور ذکر کے حلقوں میں علماء کے پاس جم کر بیٹھنے کے واسطے تھی۔[1] بعض علماء نے لکھا ہے کہ حدیث بالا میں گمان کے موافق معاملہ عام حالات کے اعتبار سے ہے خاص مغفرت کے متعلق نہیں دُعا صحت وُسعت امن وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں مثلاً دعا کے ہی متعلق سمجھو، مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ یہ یقین کرتا ہے کہ میری دعا قبول ہوتی ہے اور ضرور ہوگی تو اُس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اگر یہ گمان کرے کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی تو ویسا ہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ دوسری احادیث میں آیا ہے کہ بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک یہ نہ کہنے لگے کہ میری تو دعا قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح صحت تونگری وغیرہ سب امور کا حال ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو فاقہ کی نوبت آئے اگر اس کو لوگوں سے کہتا پھرے تو تونگری نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ کی پاک بارگاہ میں عرض معروض کرے تو جلد یہ حالت دور ہو جائے لیکن یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی ساتھ حسن ظن اور چیز ہے اور اللہ پر گھمنڈ دوسری چیز ہے کلام اللہ شریف میں مختلف عنوانات سے اس پر تنبیہ کی گئی ارشاد ہے۔ وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ (اور نہ دھوکہ میں ڈالے تم کو دھوکہ باز) یعنی شیطان تم کو یہ نہ سمجھائے کہ گناہ کیے جا وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَحِیْمٌ ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا ۔ کَلَّا۔ (کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا یا اللہ تعالیٰ سے اُس نے عہد کر لیا ہے ایسا ہرگز نہیں) دوسرا مضمون یہ ہے کہ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اُسکے ساتھ ہوتا ہوں دوسری حدیث میں ہے کہ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو جب تک اُس کے ہونٹ میری یاد میں حرکت کرتے رہتے ہیں میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں یعنی میری خاص توجہ اس پر رہتی ہے اور خصوصی رحمت کا نزول ہوتا رہتا ہے تیسرا مضمون یہ ہے کہ میں فرشتوں کے مجمع میں ذکر کرتا ہوں یعنی تفاخر کے طور پر اُس کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ آدمی کی خلقت جس ترکیب سے ہوئی ہے اس کے موافق اس میں اطاعت اور معصیت دونوں کا مادہ رکھا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۸ کے ذیل میں آرہا ہے

[1] تہذیب اللغات

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس حالت میں طاعت کا کرنا یقیناً تفاخر کا سبب ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ فرشتوں نے ابتداءِ خلقت کے وقت عرض کیا تھا۔ "آپ ایسی مخلوق کو پیدا فرماتے ہیں جو دنیا میں خونریزی اور فساد کرے گی، اور اسکی وجہ بھی وہی مادہ فریاد کا ان میں ہونا ہے بخلاف فرشتوں کے کہ ان میں یہ مادہ نہیں اسی لیے انہوں نے عرض کیا تھا کہ تیری تسبیح و تقدیس ہم کرتے ہی ہیں۔ تیسرے اس وجہ سے کہ انسان کی اطاعت اس کی عبادت فرشتوں کی عبادت سے اس وجہ سے بھی افضل ہے کہ انسان کی عبادت غیب کے ساتھ ہے اور فرشتوں کی عالم آخرت کے مشاہدہ کے ساتھ اسی کی طرف اللہ پاک کے اس کلام میں اشارہ ہے کہ اگر وہ جنت و دوزخ کو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا۔ ان وجوہ سے حق تعالیٰ شانہٗ اپنے یاد کرنے والوں اور اپنی عبادت کرنے والوں کے کارنامے جتاتے ہیں۔ چوتھا مضمون حدیث میں یہ ہے کہ بندہ جس درجہ میں حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس سے زیادہ توجہ اور لطف اللہ جل شانہٗ کی طرف سے اس بندہ پر ہوتا ہے۔ یہی مطلب ہے قریب ہونے اور دوڑ کر چلنے کا کہ میرا لطف اور رہبری رحمت تیزی کے ساتھ اس کی طرف چلتی ہے۔ اب ہر شخص کو اپنا اختیار ہے کہ جس قدر رحمت و لطف الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے اتنی ہی اپنی توجہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف بڑھائے۔ پانچویں بحث اس حدیث شریف میں یہ ہے کہ اس میں فرشتوں کی جماعت کو بہتر بتایا ہے ذکر کرنے والے شخص سے حالانکہ یہ مشہور امر ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کی ایک وجہ تو ترجمہ میں ظاہر کردی گئی کہ ان کا بہتر ہونا ایک خاص حیثیت سے ہے کہ وہ معصوم ہیں اُن سے گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ باعتبار اکثر افراد کے ہے کہ اکثر افراد فرشتوں کے اکثر آدمیوں بلکہ اکثر مومنوں سے افضل ہیں گو خاص مومن جیسے انبیاء علیہم السلام سارے ہی فرشتوں سے افضل ہیں اسکے علاوہ اور بھی وجوہ ہیں جن میں بحث طویل ہے۔

(۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اخرجه ابن ابی شیبۃ واحمد والترمذی وحسنہ وابن ماجۃ وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ والبیہقی کذا فی الدر وفی المشکوٰۃ بروایۃ الترمذی وابن ماجۃ

(۲) ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ احکام تو شریعت کے بہت سے ہیں ہی، مجھے ایک چیز کوئی ایسی بتا دیجیے جس کو میں اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنا لوں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے تو، ہر وقت رطب اللسان رہے ایک اور حدیث میں ہے حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ جدائی کے وقت آخری گفتگو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی وہ یہ تھی میں نے دریافت کیا کہ سب

وحکی عن الترمذی حسن غریب اھ قلت وصححہ الحاکم واقرہ علیہ الذھبی وفی الجامع الصغیر بروایۃ ابی نعیم فی الحلیۃ مختصرا بلفظ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَ لِسَانُکَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ورقم لہ بالضعف وبمعناہ عن مالک بن یخامر اَنَّ مُعَاذَ ابْنُ جَبَلٍ قَالَ لَھُمْ اِنَّ اٰخِرَ کَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَیْہِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ قُلْتُ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُکَ رَطْبٌ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اخرجہ ابن ابی الدنیا والبزار وابن حبان والطبرانی والبیہقی کذا فی الدر والحصن الحصین والترغیب للمنذری وذکرہ فی الجامع الصغیر مختصرا وعزاہ الی ابن حبان فی صحیحہ وابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی الشعب وفی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی باسانید۔

اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس حال میں تیری موت آوے کہ اللہ کے ذکر میں رطب اللسان ہو۔

(ف) جدائی کے وقت کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو اہل یمن کی تبلیغ و تعلیم کے لیے یمن کا امیر بنا کر بھیجا تھا اس وقت رخصت کے وقت حضورؐ نے کچھ وصیتیں بھی فرمائی تھیں اور انہوں نے بھی کچھ سوالات کیے تھے۔ شریعت کے احکام بہت سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر حکم کی بجا آوری تو ضروری ہے ہی لیکن ہر چیز میں کمال پیدا کرنا اور اس کو مستقل مشغلہ بنانا دشوار ہے اس لیے ان میں سے ایک چیز جو سب سے اہم ہو مجھے ایسی بتا دیجیے کہ اس کو مضبوط پکڑ لوں اور ہر وقت ہر جگہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کرتا رہوں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص کو یہ مل جائے اس کو دین و دنیا کی بھلائی مل جائے ایک وہ زبان جو ذکر میں مشغول رہنے والی ہو۔ دوسرے وہ دل جو شکر میں مشغول رہتا ہو۔ تیسرے وہ بدن جو مشقت برداشت کرنے والا ہو چوتھے وہ بیوی جو اپنے نفس میں اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے نفس میں خیانت یہ ہے کہ کسی قسم کی گندگی میں مبتلا ہو جائے۔ رطب اللسان کا مطلب اکثر علماء نے کثرت کا لکھا ہے اور یہ عام محاورہ ہے ہمارے عرف میں بھی جو شخص کسی کی تعریف یا تذکرہ کثرت سے کرتا ہے تو یہ بولا جاتا ہے کہ فلاں کی تعریف میں رطب اللسان ہے مگر بندہ ناچیز کے خیال میں ایک دوسرا مطلب بھی ہو سکتا ہے وہ یہ کہ جس سے عشق و محبت ہوتی ہے اس کے نام لینے سے منہ میں ایک لذت اور مزہ محسوس ہوا کرتا ہے جن کو باب عشق سے کچھ سابقہ پڑ چکا ہے وہ اس سے واقف ہیں اس بنا پر مطلب یہ ہے کہ اس لذت سے اللہ کا پاک نام لیا جائے کہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com
www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مزہ آجائے۔ میں نے اپنے بعض بزرگوں کو بکثرت دیکھا ہے کہ ذکر بالجہر کرتے ہوئے ایسی طراوٹ آجاتی ہے کہ پاس بیٹھنے والا بھی اس کو محسوس کرتا ہے اور ایسا منہ میں پانی بھر جاتا ہے کہ ہر شخص اسکو محسوس کرتا ہے مگر یہ جب حاصل ہوتا ہے کہ جب دل میں چسک ہو اور زبان کثرتِ ذکر کے ساتھ مانوس ہو چکی ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ سے محبت کی علامت اس کے ذکر سے محبت ہے اور اللہ سے بغض کی علامت اس کے ذکر سے بغض ہے۔

حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی زبان اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہتی ہے وہ جنت میں ہنستے ہوئے داخل ہوں گے۔

(۳) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرَقِ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی ذِکْرُ اللّٰہِ اخرجہ احمد والترمذی وابن ماجۃ وابن ابی الدنیا والحاکم وصححہ والبیھقی کذا فی الدر والحصن الحصین قلت قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاہ واقرہ علیہ الذھبی ورقم لہ فی الجامع الصغیر بالصحۃ واخرجہ احمد عن معاذ بن جبل کذا فی الدر وفیہ ایضا بروایۃ احمد والترمذی والبیھقی عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

(۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتادیں آپ نے ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر ہے

ف :۔ یہ عام حالت اور ہر وقت کے اعتبار سے ارشاد فرمایا ہے ورنہ وقتی ضرورت کے اعتبار سے صدقہ جہاد وغیرہ امور سے افضل ہو جاتے ہیں اسی وجہ سے بعض احادیث میں ان چیزوں کی افضلیت بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ ان کی فرورتیں وقتی ہیں اور اللہ پاک کا ذکر دائمی چیز ہے اور سب سے زیادہ اہم اور افضل ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر چیز کے لیے کوئی صاف کرنے والی اور میل کچیل دُور کرنے والی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قَالَ نَوْضَرَبَ بِسَيْفِهٖ فِى الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا تَكَانَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ اَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً۔	چیز ہوتی ہے (مثلاً کپڑے اور بدن کے لیے صابون لوہے کے لیے آگ کی بھٹی وغیرہ وغیرہ) دلوں کی صفائی کرنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور

کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں ہے اس حدیث میں چونکہ ذکر کو دل کی صفائی کا ذریعہ اور سبب بتایا ہے اس سے بھی اللہ کے ذکر کا سب سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ ہر عبادت اُسی وقت عبادت ہو سکتی ہے جب اخلاص سے ہو اور اس کا مدار دلوں کی صفائی پر ہے اسی وجہ سے بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے نہ کہ زبانی ذکر اور ذکرِ قلبی یہ ہے کہ دل ہر وقت اللہ کے ساتھ وابستہ ہو جائے اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ حالت ساری عبادتوں سے افضل ہے اس لیے کہ جب یہ حالت ہو جائے تو پھر کوئی عبادت چھوٹ ہی نہیں سکتی کہ سارے اعضاء ظاہرہ و باطنہ دل کے تابع ہیں جس چیز کے ساتھ دل وابستہ ہو جاتا ہے سارے ہی اعضاء اس کی ساتھ ہو جاتے ہیں عشاق کے حالات سے کون بے خبر ہے اور بھی بہت سی احادیث میں ذکر کا سب سے افضل ہونا وارد ہوا ہے حضرت سلمان رضؓ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے بڑا عمل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ تم نے قرآن شریف نہیں پڑھا۔ قرآن پاک میں ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ کوئی چیز اللہ کے ذکر سے افضل نہیں حضرت سلمان رضؓ نے جس آیت شریفہ کی طرف اشارہ فرمایا وہ اکیسویں[۲۱] پارہ کی پہلی آیت ہے۔ صاحب مجالس الابرار کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اللہ کے ذکر کو صدقہ اور جہاد اور ساری عبادات سے افضل اس لیے فرمایا کہ اصل مقصود اللہ کا ذکر ہے اور ساری عبادتیں اُس کا ذریعہ اور آلہ ہیں اور ذکر بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک زبانی اور ایک قلبی جو زبان سے بھی افضل ہے اور وہ مراقبہ اور دل کی سوچ ہے اور یہی مراد ہے اُس حدیث سے جس میں آیا ہے کہ ایک گھڑی کا سوچنا ستر برس کی عبادت سے افضل ہے۔ مسند احمد میں ہے حضرت سہل رضؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کا ذکر اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے سات لاکھ حصہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس تقریر سے یہ معلوم ہو گیا کہ صدقہ اور جہاد وغیرہ جو وقتی چیزیں ہیں وقتی ضرورت کے اعتبار سے اُن کی فضیلت بہت زیادہ ہو جاتی ہے لہٰذا ان احادیث میں کوئی اشکال نہیں جن میں ان چیزوں کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ تھوڑی دیر کا اللہ کے راستہ میں کھڑا ہونا اپنے گھر پر ستر[۷۰] سال کی نماز سے افضل ہے حالانکہ نماز بالاتفاق افضل ترین عبادت ہے لیکن کفار کے ہجوم کے وقت جہاد اُس سے بہت زیادہ افضل ہو جاتا ہے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ن الْخُدْرِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَذْکُرَنَّ اللّٰہَ اَقْوَامٌ فِی الدُّنْیَا عَلَی الْفُرُشِ الْمُمَهَّدَۃِ یُدْخِلُهُمُ اللّٰہُ فِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی اخرجه ابن حبان کذا فی الدر قلت ویؤیدہ الحدیث المتقدم قریبا بلفظ اَرْفَعُهَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَاَیْضًا قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَالذَّاکِرَاتِ .... رواہ مسلم کذا فی الحصن وفی روایة قَالَ الْمُسْتَهْتَرُوْنَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ یَضَعُ الذِّکْرُ عَنْهُمْ اَثْقَالَهُمْ فَیَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ خِفَافًا رواہ الترمذی والحاکم مختصرًا وقال صحیح علی شرط الشیخین وفی الجامع رواہ الطبرانی عن ابی الدرداء ایضا

(۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ شانہ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ جنت کے اعلیٰ درجوں میں اُن کو پہنچا دیتا ہے۔

(ف) یعنی دنیا میں مشقتیں جھیلنا صعوبتیں برداشت کرنا آخرت کے رفع درجات کا سبب ہے اور جتنی بھی دینی امور میں یہاں مشقت اٹھائی جائے گی اتنا ہی بلند مرتبوں کا استحقاق ہوگا لیکن اللہ پاک کے مبارک ذکر کی یہ برکت ہے کہ راحت و آرام سے نرم بستروں پر بیٹھ کر بھی کیا جائے تب بھی رفع درجات کا سبب ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم ہر وقت ذکر میں مشغول رہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کرنے لگیں۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ مفرد لوگ بہت آگے بڑھ گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ مفرد کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اللہ کے ذکر میں والہانہ طریقہ پر مشغول ہیں۔ اس حدیث کی بنا پر صوفیہ نے لکھا ہے کہ سلاطین اور امراء کو اللہ کے ذکر سے نہ روکنا چاہیے کہ وہ اس کی وجہ سے درجاتِ اعلیٰ حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ تو اللہ کے ذکر کو اپنی مسرتوں اور خوشیوں کے اوقات میں کر وہ تجھ کو مشقتوں اور تکلیفوں کے وقت کام دے گا۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ جب بندہ راحت کے، خوشی کے، ثروت کے اوقات میں اللہ کا ذکر کرتا ہے پھر اُس کو کوئی مشقت اور تکلیف پہنچے تو فرشتے کہتے ہیں کہ مانوس آواز ہے جو ضعیف بندہ کی ہے پھر اللہ کے یہاں اس کی سفارش کرتے ہیں اور جو شخص راحت کے اوقات میں اللہ کو یاد نہ کرے پھر کوئی تکلیف اُس کو پہنچے اور اُس وقت یاد کرے تو فرشتے کہتے ہیں کیسی غیر مانوس آواز ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک ان میں صرف ذاکرین کے لیے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کثرت سے کرے وہ نفاق سے بَری ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہٗ اُس سے محبت فرماتے ہیں۔ ایک سفر سے واپسی ہو رہی تھی ایک جگہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے بڑھنے والے کہاں ہیں صحابہؓ نے عرض کیا کہ بعض تیز رو آگے چلے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آگے بڑھنے والے کہاں ہیں جو اللہ کے ذکر میں والہانہ مشغول ہیں جو شخص یہ چاہے کہ جنت سے خوب سیراب ہو وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔

(۵) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّهٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ اخرجه البخاری ومسلم والبیہقی کذا فی الدر والمشکوٰۃ۔

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مُردے کی سی ہے کہ ذکر کرنے والے زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مُردہ ہے۔

ف: زندگی ہر شخص کو محبوب ہے اور مرنے سے ہر شخص ہی گھبراتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ زندہ بھی مُردے ہی کے حکم میں ہے اُس کی زندگی بھی بے کار ہے۔ ؎

زندگانی نتواں گفت حیاتیکہ مراست | زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

کہتے ہیں کہ وہ زندگی ہی نہیں ہے جو میری ہے۔ زندہ وہ ہے جس کو دوست کا وصال حاصل ہو۔

بعض علماء نے فرمایا ہے یہ دل کی حالت کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ رہتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کا دل مَر جاتا ہے۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تشبیہ نفع اور نقصان کے اعتبار سے ہے کہ اللہ کے ذکر کرنے والے شخص کو جو ستائے وہ ایسا ہے جیسا کسی زندہ کو ستائے کہ اس سے انتقام لیا جائے گا اور وہ اپنے کیے کو بھگتے گا اور غیر ذاکر کو ستانے والا ایسا ہے جیسا مردہ کو ستانے والا کہ وہ خود انتقام نہیں لے سکتا صوفیہ کہتے ہیں کہ اس سے ہمیشہ کی زندگی مراد ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے اخلاص کے ساتھ کرنے والے مرتے ہی نہیں بلکہ وہ اس دنیا سے منتقل ہو جانے کے بعد بھی زندوں ہی کے حکم میں رہتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں شہید کے متعلق وارد ہوا ہے۔ بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ اسی طرح ان کے لیے بھی ایک خاص قسم کی زندگی ہے۔

حکیم ترمذیؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کو تر کرتا ہے اور نرمی پیدا کرتا ہے اور جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہوتا ہے تو نفس کی گرمی اور شہوت کی آگ سے خشک ہو کر سخت ہو جاتا ہے اور سارے اعضاء سخت ہو جاتے ہیں۔ طاعت سے رُک جاتے ہیں اگر ان اعضاء کو کھینچو تو ٹوٹ جائیں گے جیسے کہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

خشک لکڑی کہ جھکانے سے نہیں جھکتی صرف کاٹ کر جلا دینے کے کام کی رہ جاتی ہے۔

(۶) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِیْ حِجْرِہٖ دَرَاھِمُ یَقْسِمُھَا وَاٰخَرُ یَذْکُرُ اللّٰہَ لَکَانَ الذَّاکِرُ لِلّٰہِ اَفْضَلُ۔ اخرجه الطبرانی کذا فی الدر وفی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجاله وثقوا۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔

ف: یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا کتنی ہی بڑی چیز کیوں نہ ہو لیکن اللہ کی یاد اس کے مقابلہ میں بھی افضل ہے پھر کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مالدار اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والے جن کو اللہ کے ذکر کی بھی توفیق نصیب ہو جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے بھی روزانہ بندوں پر صدقہ ہوتا رہتا ہے اور ہر شخص کو اُس کی حیثیت کے موافق کچھ نہ کچھ عطا ہوتا رہتا ہے لیکن کوئی عطاء اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کو اللہ کے ذکر کی توفیق ہو جائے جو لوگ کاروبار میں مشغول رہتے ہیں تجارت، زراعت، ملازمت میں گھرے رہتے ہیں اگر تھوڑا بہت وقت اللہ کی یاد کے لیے اپنے اوقات میں سے نکال لیں تو کیسی مفت کی کمائی ہے دن رات کے چوبیس[۲۴] گھنٹوں میں سے دو چار گھنٹے اس کام کے لیے نکال لینا کون سی مشکل بات ہے آخر فضولیات لغویات میں بہت سا وقت خرچ ہوتا ہے اس کار آمد چیز کے واسطے وقت نکالنا کیا دشوار ہے ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جو اللہ کے ذکر کے واسطے چاند سورج ستارے اور سایہ کی تحقیق رکھتے ہیں یعنی اوقات کی تحقیق کا اہتمام کرتے ہیں اگرچہ اس زمانہ میں گھڑی گھنٹوں کی کثرت نے اس سے بے نیاز کر دیا پھر بھی فی الجملہ واقفیت ان چیزوں کی مناسب ہے کہ گھڑی کے خراب اور غلط ہو جانے کی صورت میں اوقات ضائع نہ ہو جائیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ زمین کے جس حصہ پر اللہ کا ذکر کیا جائے وہ حصہ نیچے ساتوں زمینوں تک دوسرے حصوں پر فخر کرتا ہے۔

(۷) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ یَتَحَسَّرُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ اِلَّا عَلٰی سَاعَۃٍ مَرَّتْ بِھِمْ لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْھَا اخرجه

(۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق و افسوس نہیں ہوگا بجز اُس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر بغیر گذر گئی ہو۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

الطبرانی والبیہقی کذا فی الدر وفی الجامع رواہ الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی الشعب ورقم بالحسن وفی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات وفی شیوخ الطبرانی خلاف واخرج ابن ابی الدنیا والبیہقی عن عائشۃ بمعناہ مرفوعا کذا فی الدر وفی الترغیب بمعناہ عن ابی ھریرۃ مرفوعا وقال رواہ احمد باسناد صحیح وابن حبان والحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری۔

ف: جنت میں جانے کے بعد جب یہ منظر سامنے ہوگا کہ ایک دفعہ اس پاک نام کو لینے کا اجر و ثواب کتنا زیادہ مقدار میں ہے کہ پہاڑوں کی برابر مل رہا ہے تو اُس وقت اس اپنی کمائی کے نقصان پر جس قدر بھی افسوس ہوگا ظاہر ہے! ایسے خوش نصیب بندے بھی ہیں جن کو دنیا ہی بغیر ذکر اللہ کے اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معاذ رازیؒ اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے۔ اِلٰهِی لَا يَطِيبُ اللَّيْلُ إِلَّا بِمُنَاجَاتِكَ وَلَا يَطِيبُ النَّهَارُ إِلَّا بِطَاعَتِكَ وَلَا تَطِيبُ الدُّنْيَا إِلَّا بِذِكْرِكَ وَلَا تَطِيبُ الْاٰخِرَةُ إِلَّا بِعَفْوِكَ وَلَا تَطِيبُ الْجَنَّةُ إِلَّا بِرُؤْيَتِكَ۔ یا اللہ رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ اور دن اچھا معلوم نہیں ہوتا مگر تیری عبادت کے ساتھ اور دنیا اچھی نہیں معلوم ہوتی مگر تیرے ذکر کی ساتھ اور آخرت بھلی نہیں مگر تیری معافی کے ساتھ اور جنت میں لطف نہیں مگر تیرے دیدار کے ساتھ۔

حضرت سَریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جرجانیؒ کو دیکھا کہ ستو پھانک رہے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ خشک ہی پھانک رہے ہو کہنے لگے کہ میں نے روٹی چبانے اور پھانکنے کا جب حساب لگایا تو چبانے میں اتنا وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ اُس میں آدمی ستر مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے اس لیے میں نے چالیس برس سے روٹی کھانا چھوڑ دی ستو پھانک کر گذر کر لیتا ہوں۔

منصورؒ بن معتمر کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک عشاء کے بعد کسی سے بات نہیں کی ربیع بن خثیم کے متعلق لکھا ہے کہ بیس برس تک جو بات کرتے اُس کو ایک پرچہ پر لکھ لیتے اور رات کو اپنے دل سے حساب کرتے کہ کتنی بات اس میں ضروری تھی اور کتنی غیر ضروری۔

(۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَ اَبِیْ سَعِيْدٍؓ اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ

(۸) حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعیدؓ دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اُس جماعت کو

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ۔ اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد ومسلم والترمذی وابن ماجۃ والبیھقی کذا فی الدر والحصن والمشکوٰۃ وفی حدیث طویل لِاَبِیْ ذَرٍّ اُوْصِیْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ رَاْسُ الْاَمْرِ كُلِّهٖ وَعَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَاءِ وَنُوْرٌ لَّكَ فِي الْاَرْضِ الحدیث ذکرہ فی الجامع الصغیر بروایۃ الطبرانی وعبد بن حمید فی تفسیرہ ورقم لہ بالحسن۔

سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت اُن کو ڈھانک لیتی ہے اور سکینہ اُن پر نازل ہوتی ہے اور اللہ جلّ شانہٗ اُن کا تذکرہ اپنی مجلس میں (تفاخر کے طور پر) فرماتے ہیں حضرت ابو ذرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں تجھے اللہ کے تقوی کی وصیت کرتا ہوں کہ تمام چیزوں کی جڑ ہے اور قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام کر کہ اس آسمانوں میں تیرا ذکر ہوگا۔ اور زمین میں نور کا سبب بنے گا۔ اکثر اوقات چپ رہا کر کہ بھلائی بغیر کوئی کلام نہ ہو۔ یہ بات شیطان کو دور کرتی ہے اور دین کے کاموں میں مددگار ہوتی ہے زیادہ ہنسی سے بھی بچتا رہ کہ اس سے دل مرجاتا ہے۔ اور چہرہ کا نور جاتا رہتا ہے۔ جہاد کرتے رہنا کہ میری اُمت کی فقیری یہی ہے مسکینوں سے محبت رکھنا انکے پاس اکثر بیٹھتے رہنا اور اپنے سے کم حیثیت لوگوں پر نگاہ رکھنا اور اپنے سے اونچے لوگوں پر نگاہ نہ کرنا کہ اس سے اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری پیدا ہوتی ہے جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہیں قرابت والوں سے تعلقات جوڑنے کی فکر رکھنا وہ اگرچہ تجھ سے تعلقات توڑدیں حق بات کہنے میں تردد نہ کرنا گو کسی کو کڑوی لگے۔ اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پروا نہ کرنا تجھے اپنی عیب بینی دوسروں کے عیوب پر نظر نہ کرنے دے اور جس عیب میں خود مبتلا ہو اس میں دوسرے پر غصہ نہ کرنا اے ابو ذرؓ حسن تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقلمندی نہیں اور ناجائز امور سے بچنا بہتر بن پرہیزگاری ہے اور خوش خلقی کی برابر کوئی شرافت نہیں۔

ف:۔ سکینہ کے معنے سکون و وقار کے ہیں یا کسی مخصوص رحمت کے جس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں جن کو مختصر طور پر میں اپنے رسالہ چہل حدیث جدید در فضائل قرآن میں لکھ چکا ہوں امام نووی رحؒ فرماتے ہیں کہ یہ کوئی ایسی مخصوص چیز ہے جو طمانینت رحمت وغیرہ سب کو شامل ہے اور ملائکہ کی ساتھ اترتی ہے حق تعالیٰ شانہٗ کا ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے تفاخر کے طور پر فرمانا ایک تو اس وجہ سے ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت عرض کیا تھا کہ یہ لوگ دنیا میں فساد کریں گے جیسا کہ پہلی حدیث کے ذیل میں گذر چکا ہے۔ دوسرے اس وجہ سے ہے کہ فرشتوں کی جماعت اگرچہ سراپا عبادت سراپا پابندگی و اطاعت ہے لیکن ان میں معصیت کا مادہ بھی نہیں ہے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور انسان میں چونکہ دونوں مادّے موجود ہیں اور غفلت اور نافرمانی کے اسباب اس کو گھیرے ہوئے ہیں شہوتیں لذتیں اس کا جز ہیں اس لیے اس سے ان سب کے مقابلہ میں جو عبادت جو اطاعت ہو اور جو معصیت کا مقابلہ ہو وہ زیادہ قابل مدح اور قابل قدر ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہ نے جنت کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا کہ اسکو دیکھ کر آؤ انہوں نے آکر عرض کیا یا اللہ آپ کی عزت کی قسم جو شخص بھی اسکی خبر سُن لے گا اسمیں جائے بغیر نہیں رہے گا یعنی لذتیں اور راحتیں، فرحتیں، نعمتیں جس قدر اس میں رکھی گئی ہیں اُن کے سننے اور یقین آجانے کے بعد کون ہوگا جو اس میں جانے کی انتہائی کوشش نہ کرے گا اس کے بعد حق تعالیٰ شانہ نے اس کو مشقتوں سے ڈھانک دیا کہ نمازیں پڑھنا روزے رکھنا جہاد کرنا حج کرنا وغیرہ وغیرہ اس پر سوار کر دیئے گئے کہ ان کو بجا لاؤ تو جنت میں جاؤ اور پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ اب دیکھو انہوں نے عرض کیا کہ اب تو یا اللہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کوئی اس میں جا ہی نہ سکے گا اسی طرح جب جہنم کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو اسکے دیکھنے کا حکم ہوا وہاں کے عذاب، وہاں کے مصائب، گندگیاں اور تکلیفیں دیکھ کر انہوں نے عرض کیا کہ یا اللہ آپکی عزت کی قسم جو شخص اس کے حالات سُن لے گا کبھی بھی اس کے پاس نہ جائے گا حق سبحانہٗ و تقدس نے دنیا کی لذتوں سے اُس کو ڈھانک دیا کہ زنا کرنا، شراب پینا، ظلم کرنا احکام پر عمل نہ کرنا وغیرہ وغیرہ کا پردہ اس پر ڈالدیا گیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اب دیکھو انھوں نے عرض کیا کہ یا اللہ اب تو مجھے اندیشہ ہوگیا کہ شاید ہی کوئی اس سے بچے! اسی وجہ سے جب کوئی بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے، گناہ سے بچتا ہے تو اس ماحول کے اعتبار سے جس میں وہ ہے قابلِ قدر ہوتا ہے اسی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ اظہارِ مسرت فرماتے ہیں۔ جن فرشتوں کا اس حدیث پاک میں اور اس قسم کی بہت سی حدیثوں میں ذکر آیا ہے وہ فرشتوں کی ایک خاص جماعت ہے جو اسی کام پر متعین ہے کہ جہاں اللہ کے ذکر کی مجالس ہوں، اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہوں وہاں جمع ہوں اور اس کو سنیں چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت متفرق طور پر پھرتی رہتی ہے اور جس جگہ اللہ کا ذکر سنتی ہے اپنے ساتھیوں کو آواز دیتی ہے کہ آجاؤ اس جگہ تمہارا مقصود اور غرض موجود ہے اور پھر ایک دوسرے پر جمع ہوتے رہتے ہیں حتیٰ کہ آسمان تک ان کا حلقہ پہنچ جاتا ہے جیسا کہ تیسرے باب کی دوسری فصل کے نمبر (۱۴) پر آرہا ہے۔

(۹) عَنْ مُعٰوِیَۃَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ قَالُوْا اَجْلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ وَنَحْمَدُہٗ

(۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم ایک مرتبہ صحابہؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے عرض

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عَلٰی مَا هَدٰنَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا قَالَ اللّٰهُ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ قَالُوْا اللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلٰكِنْ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ. اخرجه ابن ابی شیبة واحمد ومسلم والترمذی والنسائی کذا فی الدر والمشکوٰۃ۔

کیا کہ اللہ جل شانہٗ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اسکی حمد و ثنا کر رہے ہیں کہ اُس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو صحابہؓ نے عرض کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بدگمانی کی وجہ سے میں نے تم لوگوں کو قسم نہیں دی بلکہ جبرئیلؑ میرے پاس ابھی آئے تھے اور یہ خبر سنا گئے کہ اللہ جل شانہٗ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہے ہیں۔ (ف) یعنی میں نے جو قسم دیکر پوچھا اس سے مقصود اہتمام اور تاکید تھی کہ ممکن ہے کوئی اور خاص بات بھی اس کے علاوہ ہو اور وہ بات اللہ جل شانہٗ کے فخر کا سبب ہو اب معلوم ہو گیا کہ صرف یہ تذکرہ ہی سبب فخر ہے۔ کس قدر خوش قسمت تھے وہ لوگ جن کی عبادتیں مقبول تھیں اور انکی حمد و ثنا پر حق تعالیٰ شانہٗ کے فخر کی خوشخبری اُنکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے دنیا ہی میں معلوم ہو جاتی تھی اور کیوں نہ ہوتا کہ ان حضرات کے کارنامے اسی کے مستحق تھے ان کے کارناموں کا مختصر تذکرہ میں اپنے رسالہ "حکایاتِ[عہ] صحابہؓ" میں نمونہ کے طور پر لکھ چکا ہوں۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ فخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ لوگ باوجود یکہ نفس انکے ساتھ ہے شیطان ان پر مسلط ہے شہوتیں ان میں موجود ہیں دنیا کی ضرورتیں انکے پیچھے لگی ہوئی ہیں ان سب کے باوجود ان سب کے مقابلہ میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہیں اور اتنی کثرت سے ہٹانے والی چیزوں کے باوجود میرے ذکر سے نہیں ہٹتے۔ تمہارا ذکر و تسبیح اس لحاظ سے کہ تمہارے لیے کوئی مانع بھی ان میں سے نہیں ہے۔ ان کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔

(۱۰) عَنْ اَنَسٍؓ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ لَا يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ اخرجه احمد والبزار وابویعلی والطبرانی واخرجه الطبرانی عن سهل بن

(۱۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کے لیے مجتمع ہوں اور انکا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخشدیے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔ دوسری حدیث میں ہے اس کے بالمقابل جو اجتماع ایسا ہو کہ اس میں اللہ پاک کا

عہ رسالہ حکایات صحابہؓ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

الحنظلیة ایضاً واخرجه البیہقی عن عبد اللّٰہ بن مُغَفَّلٍ وَزَادَ وَمَا مِنْ قَوْمٍ اِجْتَمَعُوْا فِیْ مَجْلِسٍ فَتَفَرَّقُوْا وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ اِلَّا کَانَ ذٰلِکَ عَلَیْہِمْ حَسْرَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کذا فی الدر وفی المنذری رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورواتہ محتج بہم فی الصحیح وفی الباب عن ابی ہریرۃ عند احمد وابن حبان وغیرہما وصححہ الحاکم علی شرط مسلم فی موضع وعلی شرط البخاری فی موضع اخری وعزا السیوطی فی الجامع حدیث سہل الی الطبرانی والبیہقی فی الشعب والضیاء ورقم لہ بالحسن وفی الباب روایات ذکرہا فی مجمع الزوائد۔

کا کوئی ذکر ہوا ہی نہیں تو یہ اجتماع قیامت کے دن حسرت و افسوس کا سبب ہوگا۔ (ف) یعنی اس اجتماع کی بے برکتی اور اضاعت پر حسرت ہوگی اور کیا بعید ہے کہ وبال کا سبب کسی وجہ سے بن جائے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ ہو اس مجلس والے ایسے ہیں جیسے مرے ہوئے گدھے پر سے اٹھے ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے اختتام پر یہ دعا پڑھ لے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو بھی مجلس ایسی ہو جس میں اللہ کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ ہو وہ مجلس قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہوگی پھر حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے چاہے مغفرت فرمادیں چاہے مطالبہ اور عذاب فرمادیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مجلسوں کا حق ادا کیا کرو اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر اُن میں کثرت سے کرو راہگیروں کو (بوقت ضرورت) راستہ بتاؤ اور (ناجائز چیز سامنے آجائے تو) آنکھیں بند کرلو یا نیچی کرلو کہ اُس پر نگاہ نہ پڑے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کا ثواب بہت بڑی ترازو میں تُلے (یعنی ثواب بہت زیادہ مقدار میں ہو کہ وہی بڑی ترازو میں تلے گا معمولی چیز تو بڑی ترازو کے پاسنگ میں آجائے گی) اس کو چاہیے کہ مجلس کے ختم پر یہ دعا پڑھا کرے۔ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ [1] حدیث بالا میں برائیوں کے نیکیوں سے بدل دینے کی بشارت بھی ہے قرآن پاک میں بھی سورۂ فرقان کے ختم پر مومنین کی چند صفات ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہے۔ فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ وَّکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ (پس یہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو حق تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں۔

اس آیت شریفہ کے متعلق علمائے تفسیر کے چند اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ سیئات معاف فرمادی جائیں گی اور حسنات باقی رہ جائیں گی گویا یہ بھی تبدیل ہے کہ سیئہ کوئی باقی نہیں رہی۔ دوسرے یہ کہ

[1] حصن و ہامش

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ان لوگوں کو بجائے بُرے اعمال کرنے کے نیک اعمال کی توفیق حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں نصیب ہوگی جیسا کہ بولتے ہیں گرمی کے بجائے سردی ہوگئی۔ تیسرے یہ کہ اُن کی عادتوں کا تعلق بجائے بری چیزوں کے اچھی چیزوں کے ساتھ وابستہ ہوجاتا ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ آدمی کی عادتیں طبعی ہوتی ہیں جو بدلتی نہیں اسی وجہ سے ضرب المثل ہے "جبل گردد جبلت نہ گردد" اور یہ مثل بھی ایک حدیث سے ماخوذ ہے جس میں ارشاد ہے کہ اگر تم سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا اور دوسری جگہ چلا گیا تو اسکی تصدیق کرلو لیکن اگر سنو کہ طبیعت بدل گئی تو اس کی تصدیق نہ کرو گویا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ عادات کا زائل ہونا پہاڑ کے زائل ہونے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ اس کے بعد پھر اشکال ہوتا ہے کہ صوفیا اور مشائخ جو عادات کی اصلاح کرتے ہیں اُس کا کیا مطلب ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عادتیں نہیں بدلتیں بلکہ ان کا تعلق بدل جاتا ہے مثلاً ایک شخص کے مزاج میں غصہ ہے وہ مشائخ کی اصلاح اور مجاہدوں سے ایسا ہوجائے کہ غصہ بالکل نہ رہے یہ تو دشوار ہے ہاں اس غصہ کا تعلق پہلے سے جن چیزوں کے ساتھ تھا مثلاً بے جا ظلم، تکبر وغیرہ اب بجائے ان کے اللہ کی نافرمانیوں پر اُس کے احکام کی خلاف ورزی وغیرہ وغیرہ کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ وہی حضرت عمرؓ جو ایک زمانہ میں مسلمانوں کی ایذارسانی میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے تھے ایمان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے کفار و فساق پر اسی طرح ٹوٹتے تھے۔ اسی طرح اور اخلاق کا بھی حال ہے۔ اس توضیح کے بعد اب مطلب یہ ہوا کہ حق تعالیٰ شانہٗ ایسے لوگوں کے اخلاق کا تعلق بجائے معاصی کے حسنات سے فرمادیتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ ان کو اپنی برائیوں پر توبہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں جس کی وجہ سے پُرانے پُرانے گناہ یاد آکر ندامت اور توبہ کا سبب ہوتا ہے اور ہر گناہ کے بدلے ایک توبہ جو عبادت ہے اور نیکی ہے ثبت ہوجاتی ہے۔ پانچویں یہ ہے کہ اگر مولائے کریم کو کسی کی کوئی ادا پسند ہو اور اُس کو اپنے فضل سے برائیوں کے برابر نیکیاں دے تو کسی کے باپ کا کیا اجارہ ہے وہ مالک ہے، بادشاہ ہے، قدرت والا ہے۔ اس کی رحمت کی وسعت کا کیا کہنا، اس کی مغفرت کا دروازہ کون بند کرسکتا ہے، اس کی عطا کو کون روک سکتا ہے جو دے رہا ہے وہ اپنی ہی ملک سے دیتا ہے اس کو اپنی قدرت کے مظاہر بھی دکھانا ہیں اپنی مغفرت کے کرشمے بھی اسی دن ظاہر کرنا ہیں۔ احادیث میں محشر کا نظارہ اور حساب کی جانچ مختلف طریقوں سے وارد ہوئی ہے جس کو بہجۃ النفوس نے مختصر طور پر ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ حساب چند انواع پر منقسم ہوگا۔ ایک نوع یہ ہوگی کہ بعض بندوں سے نہایت مخفی رحمت کے پردہ میں محاسبہ ہوگا اور ان کے گناہ ان کو گنوائے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ تو نے فلاں وقت یہ گناہ کیا فلاں وقت ایسا کیا اور اس کو اقرار

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بغیر چارہ کار نہ ہوگا حتیٰ کہ وہ گناہوں کی کثرت سے یہ سمجھے گا کہ میں ہلاک ہوگیا تو ارشاد ہوگا کہ ہم نے دنیا میں بھی تجھ پر ستاری کی آج بھی ستاری کرتے ہیں اور معاف کرتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ شخص اور اس جیسا جو ہوگا وہ حساب کے مقام سے واپس جائے گا تو لوگ دیکھ کر کہیں گے کہ یہ کیسا مبارک بندہ ہے کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں اس لیے کہ ان کو اسکے گناہوں کی خبر ہی نہ ہوئی۔ اسی طرح ایک نوع ایسی ہوگی کہ انکے لیے چھوٹے بڑے گناہ ہونگے اُسکے بعد ارشاد ہوگا کہ اچھا انکے چھوٹے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دو تو وہ جلدی سے کہیں گے کہ ابھی اور بھی گناہ ایسے ہیں جو یہاں ذکر نہیں کیے گئے۔ اسی طرح اور انواع کا ذکر کیا ہے کہ کس کس طرح سے پیشی اور حساب ہوگا۔ حدیث میں ایک قصہ آتا ہے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب سے اخیر میں جہنم سے نکالا جائے گا اور سب سے اخیر میں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ایک شخص کو بلایا جائے گا اور فرشتوں سے کہا جائے گا کہ اسکے بڑے بڑے گناہ تو ابھی ذکر نہ کیے جائیں چھوٹے چھوٹے گناہ اس کے سامنے پیش کیے جائیں اُن پر باز پرس کی جائے چنانچہ یہ شروع ہوجائے گا اور ایک ایک گناہ وقت کے حوالے کے ساتھ اس کو جتایا جائے گا وہ انکار کیسے کر سکتا ہے اقرار کرتا جائے گا اتنے میں ارشاد ربی ہوگا کہ اس کو ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دی جا تو وہ جلدی سے کہے گا کہ ابھی تو اور بھی بہت سے گناہ باقی ہیں ان کا تو ذکر ہی نہیں آیا۔ اس قصہ کو نقل فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہنسی آگئی۔

اس قصے میں اوّل تو جہنم میں سے سب سے اخیر میں نکلنا ہے یہی کیا کم سزا ہے دوسرے کیا معلوم کون خوش قسمت ایسا ہوسکتا ہے کہ جس کے گناہوں کی تبدیل ہو اسلیے اللہ کی پاک ذات سے امید کرتے ہوئے فضل کا مانگتے رہنا بندگی کی شان ہے لیکن اس پر مطمئن ہونا جرأت ہے البتہ سیئات کو حسنات سے بدلنے کا سبب اخلاص سے مجالس ذکر میں حاضری حدیث بالا سے معلوم ہوتی ہی ہے لیکن اخلاص بھی اللہ ہی کی عطا سے ہوسکتا ہے

ایک ضروری بات یہ ہے کہ جہنم سے اخیر میں نکلنے والے کے بارہ میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں لیکن ان میں کوئی اشکال نہیں ایک معتد بہ جماعت اگر نکلے تو بھی ہر شخص اخیر میں نکلنے والا ہے۔ اور جو قریب اخیر کے نکلے وہ بھی اخیر ہی کہلاتا ہے نیز خاص خاص جماعت کا اخیر بھی مراد ہوسکتا ہے۔ اس حدیث میں اہم مسئلہ اخلاص کا ہے اور اخلاص کی قید اور بھی بہت سی احادیث میں اس رسالہ میں نظر سے گذرے گی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اخلاص ہی کی قدر ہے جس درجہ کا اخلاص ہوگا اُسی درجہ کی عمل کی قیمت ہوگی صوفیہ کے نزدیک اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ قال اور حال برابر ہوں۔ ایک حدیث میں آئندہ آرہا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ گناہوں سے روک دے بہجۃ النفوس میں لکھا ہے ایک بادشاہ کے لیے جو نہایت ہی جابر اور متشدد تھا ایک جہاز میں

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بہت سی شراب لائی جا رہی تھی۔ ایک صاحب کا اس جہاز پر گذر ہوا اور جس قدر ٹھلیاں شراب سے بھری ہوئی تھیں سب ہی توڑ دیں ایک چھوڑ دی کسی شخص کی ہمت ان کو روکنے کی نہ پڑی لیکن اس پر حیرت تھی کہ اس بادشاہ کے تشدد کا مقابلہ بھی کوئی نہیں کرسکتا تھا پھر اس نے کس طرح جرأت کی۔ بادشاہ کو اطلاع دی گئی اس کو بھی تعجب ہوا اوّلاً اس بات پر کہ اس کے مال پر کس طرح ایک معمولی آدمی نے جرأت کی اور پھر اس پر کہ ایک مٹکی کیوں چھوڑ دی۔ ان صاحب کو بلایا گیا پوچھا کہ یہ کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے دل میں اس کا تقاضا ہوا اسلیے ایسا کیا تمہارا جو دل چاہے سزا دیدو اس نے پوچھا کہ یہ ایک کیوں چھوڑ دی انہوں نے کہا کہ مجھے اوّلاً اسلامی غیرت کا تقاضا تھا اس لیے میں نے توڑیں مگر جب ایک رہی تو میرے دل میں ایک خوشی سی پیدا ہوئی کہ میں نے ایک ناجائز کام کو مٹا دیا تو مجھے اس کے توڑنے میں یہ شبہ ہوا کہ یہ حظِ نفس دل کی خوشی کی وجہ سے ہے اس لیے ایک کو چھوڑ دیا۔ بادشاہ نے کہا اس کو چھوڑ دو یہ مجبور تھا۔

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا تھا ایک جماعت اسکے پاس آئی اور کہا کہ یہاں ایک قوم ہے جو ایک درخت کو پوجتی ہے یہ سن کر اس کو غصہ آیا اور کلہاڑا کندھے پر رکھ کر اس کو کاٹنے کے لیے چل دیا راستہ میں شیطان ایک پیر مرد کی صورت میں ملا عابد سے پوچھا کہاں جا رہے ہو اس نے کہا فلاں درخت کاٹنے جاتا ہوں۔ شیطان نے کہا تمہیں اس درخت سے کیا واسطہ تم اپنی عبادت میں مشغول رہو تم نے اپنی عبادت کو ایک مہمل کام کے واسطے چھوڑ دیا عابد نے کہا یہ بھی عبادت ہے شیطان نے کہا کہ میں نہیں کاٹنے دوں گا۔ دونوں میں مقابلہ ہوا وہ عابد اس کے سینے پر چڑھ گیا شیطان نے اپنے کو عاجز دیکھ کر خوشامد کی اور کہا اچھا ایک بات سن لے۔ عابد نے اسکو چھوڑ دیا۔ شیطان نے کہا اللہ نے تجھ پر اس کو فرض تو کیا نہیں تیرا اس سے کوئی نقصان نہیں تو اس کی پرستش نہیں کرتا اللہ کے بہت سے نبی ہیں اگر وہ چاہتا تو کسی نبی کے ذریعہ سے اس کو کٹوا دیتا عابد نے کہا میں ضرور کاٹوں گا پھر مقابلہ ہوا وہ عابد پھر اس کے سینے پر چڑھ گیا شیطان نے کہا اچھا سن ایک فیصلہ والی بات تیرے نفع کی کہوں اس نے کہا۔ کہہ شیطان نے کہا تو غریب ہے دنیا پر بوجھ بنا ہوا ہے تو اس کام سے باز آ میں تجھے روزانہ تین دینار (اشرفی) دیا کروں گا جو روزانہ تیرے سرہانے رکھے ہوئے ملا کرینگے تیری بھی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی اپنے اعزہ پر بھی احسان کرسکے گا فقیروں کی مدد کرسکے گا اور بہت سے ثواب کے کام کرسکے گا اس میں ایک ہی ثواب ہوگا اور وہ بھی بیکار کہ لوگ پھر دوسرا لگالیں گے۔ عابد کی سمجھ میں آگیا قبول کرلیا۔ دو دن تو وہ ملے تیسرے دن ندارد۔ عابد کو غصہ آیا اور کلہاڑی لے کر پھر چلا راستہ میں وہ بوڑھا ملا پوچھا کہاں جا رہا ہے۔ عابد نے بتایا کہ اُسی درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں بوڑھے نے کہا کہ تو اس کو نہیں کاٹ سکتا دونوں میں جھگڑا ہوا وہ بوڑھا غالب آگیا اور عابد کے سینہ پر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

چڑھ گیا عابد کو بڑا تعجب ہوا اس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ تو اس مرتبہ غالب ہو گیا اُس بوڑھے نے کہا کہ پہلی مرتبہ تیرا غصہ خالص اللہ کے واسطے تھا اس لیے اللہ جل شانہٗ نے مجھے مغلوب کر دیا تھا اس مرتبہ اس میں دیناروں کا دخل تھا اسلیے تو مغلوب ہوا حق یہ ہے کہ جو کام خالص اللہ کے واسطے کیا جاتا ہے اس میں بڑی قوت ہوتی ہے

(۱۱) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ اٰدَمِیٌّ عَمَلًا اَنْجٰی لَهٗ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اخرجه احمد كذا فى الدر والى احمد عزاه فى الجامع الصغير بلفظ انجى له من عذاب الله ورقم له بالصحة وفى مجمع الزوائد رواه احمد ورجاله رجال الصحيح الا ان زيادًا لم يدرك معاذًا ثم ذكره بطريق اخر وقال رواه الطبرانى ورجاله رجال الصحيح قلت وفى المشكوٰة عنه موقوفًا بلفظ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلًا اَنْجٰی لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وقال رواه مالك والترمذى وابن ماجه اه قلت وهكذا رواه الحاكم وقال صحيح الاسناد واقره عليه الذهبى وفى المشكوٰة برواية البيهقى فى الدعوات عن ابن عمر مرفوعًا بمعناه قال القارى رواه ابن ابى شيبة وابن ابى الدنيا وذكره فى الجامع الصغير برواية البيهقى فى الشعب ورقم له بالضعف وزاد فى اوله لِكُلِّ شَیْءٍ سِقَالَةٌ وَسِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ وفى مجمع الزوائد برواية جابر مرفوعًا نحوه وقال رواه الطبرانى فى الصغير والاوسط ورجالهما رجال الصحيح اه

(۱۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔ (ف) عذاب قبر کتنی سخت چیز ہے اس سے وہی لوگ واقف ہیں جن کے سامنے وہ احادیث ہیں جو عذابِ قبر کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں، حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر تشریف لے جاتے تو اس قدر روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی کسی نے پوچھا کہ آپ جنت کے دوزخ کے ذکر سے ایسا نہیں روتے جیسا کہ قبر کے سامنے آجانے سے روتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے جو شخص اس سے نجات پالے بعد کی سب منزلیں اس پر سہل ہو جاتی ہیں اور جو اس سے نجات نہ پائے بعد کی منزلیں دشوار ہی ہوتی جاتی ہیں پھر آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد سنایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے کوئی منظر قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا نہیں دیکھا حضرت عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے حضرت زیدؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم ڈر اور خوف کی وجہ سے مردوں کا دفن کرنا چھوڑ دو گے ورنہ میں اس کی دعا کرتا کہ اللہ جل شانہٗ تمہیں بھی عذاب قبر سنا دے۔ آدمیوں اور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جنات کے سوا اور جاندار عذابِ قبر کو سنتے ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر میں تشریف لے جا رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بدکنے لگی کسی نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو کیا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کو قبر کا عذاب ہو رہا ہے اُس کی آواز سے بدکنے لگی۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے تو چند آدمیوں کو دیکھا کہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو اکثر یاد کیا کرو تو یہ بات نہ ہو کوئی دن قبر پر ایسا نہیں گذرتا جس میں وہ یہ اعلان نہیں کرتی کہ میں غربت کا گھر ہوں تنہائی کا گھر ہوں کیڑوں اور جانوروں کا گھر ہوں جب کوئی مومن (کامل ایمان والا) دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے تیرا آنا مبارک ہے تو نے بہت ہی اچھا کیا کہ آگیا جتنے لوگ میری پشت پر (یعنی زمین پر) چلتے تھے تو اُن سب میں مجھے بہت محبوب تھا آج تو میرے سپرد ہوا ہے تو میرا حسنِ سلوک بھی دیکھے گا اس کے بعد وہ اس قدر وسیع ہو جاتی ہے کہ منتہائے نظر تک کھل جاتی ہے اور جنت کا ایک دروازہ اُس میں کھل جاتا ہے جس سے وہاں کی ہوائیں خوشبوئیں وغیرہ پہنچتی رہتی ہیں اور جب کافر یا فاجر دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے کہ تیرا آنا منحوس اور نامبارک ہے کیا ضرورت تھی تیرے آنے کی جتنے آدمی میری پشت پر چلتے تھے سب میں زیادہ بغض مجھے تجھ سے تھا آج تو میرے حوالہ ہوا تو میرا معاملہ بھی دیکھے گا اس کے بعد اس کو اس قدر زور سے بھینچتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں جس طرح ہاتھ میں ہاتھ ڈالنے سے انگلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ اُس کے بعد نوّے یا ننانوے اژدہے اس پر مسلط ہو جاتے ہیں جو اس کو نوچتے رہتے ہیں اور قیامت تک یہی ہوتا رہے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر ایک اژدہا بھی اُن میں سے زمین پھنکار مار دے تو قیامت تک زمین میں گھاس نہ اُگے! اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر یا جنت کا ایک باغ ہے یا جہنّم کا ایک گڑھا! ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گذر ہوا ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے ایک کو چغل خوری کے جرم میں دوسرے کو پیشاب کی احتیاط نہ کرنے میں (کہ بدن کو اس سے بچاتا نہ تھا ہمارے کتنے مہذب لوگ ہیں جو استنجے کو عیب سمجھتے ہیں اس کا مذاق اڑاتے ہیں علماء نے پیشاب سے نہ بچنا گناہِ کبیرہ بتایا ہے! ابن حجر مکیؒ نے لکھا ہے کہ صحیح روایت میں آیا ہے کہ اکثر عذابِ قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قبر میں سب سے پہلے مطالبہ پیشاب کا ہوتا ہے بالجملہ عذابِ قبر نہایت سخت چیز ہے اور جیسا کہ اُس کے ہونے میں بعض گناہوں کو خاص دخل ہے اسی طرح اُس سے بچنے میں بھی بعض عبادات کو خصوصی شرافت حاصل ہے چنانچہ متعدد احادیث میں وارد ہے کہ سورۂ تبارک الذی کا ہر رات کو پڑھتے رہنا عذابِ قبر سے نجات کا سبب ہے، اور عذابِ جہنّم سے بھی حفاظت کا سبب ہے اور اللہ کے ذکر کے بارے میں تو حدیث بالا ہے ہی۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۱۲) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَبْعَثَنَّ اللّٰهُ اَقْوَامًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْ وُجُوْهِهِمُ النُّوْرُ عَلٰی مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ یَغْبِطُهُمُ النَّاسُ لَیْسُوْا بِاَنْبِیَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ حَلِّهِمْ لَنَا نَعْرِفْهُمْ قَالَ هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰی وَبِلَادٍ شَتّٰی یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ یَذْکُرُوْنَهٗ اخرجه الطبرانی باسناد حسن کذا فی الدر ومجمع الزوائد والترغیب للمنذری وذکرا ایضا له متابعة بروایة عمرو بن عبسة عند الطبرانی مرفوعا قال المنذری واسناده مقارب لا بأس به ورقم لحدیث عمرو بن عبسة فی الجامع الصغیر بالحسن وفی مجمع الزوائد رجاله موثوقون وفی مجمع الزوائد بمعنی هذا الحدیث مطولا وفیه حَلِّهِمْ لَنَا یعنی صِفْهُمْ لَنَا شَکِّلْهُمْ لَنَا فَسُرَّ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِسُؤَالِ الْاَعْرَابِیِّ الحدیث۔ قال رواه احمد والطبرانی بنحوه ورجاله وثقوا قلت وفی الباب عن ابی هریرة عند البیهقی فی الشعب اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَعُمُدًا مِنْ یَاقُوْتٍ عَلَیْهَا غُرَفٌ مِنْ زَبَرْجَدٍ لَهَا اَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ تُضِیْءُ کَمَا یُضِیْءُ الْکَوْکَبُ الدُّرِّیُّ یَسْکُنُهَا الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْمُتَجَالِسُوْنَ فِی اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْمُتَلَاقُوْنَ فِی اللّٰهِ کذا فی الجامع الصغیر ورقم له بالضعف وذکر فی مجمع الزوائد له شواهد وکذا فی المشکوٰة

(۱۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ بعض قوموں کا حشر ایسی طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں میں نور چمکتا ہوا ہوگا وہ موتیوں کے ممبروں پر ہوں گے لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کا حال بیان کر دیجیے کہ ہم ان کو پہچان لیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے خاندانوں سے آکر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں یاقوت کے ستون ہوں گے جن پر زبرجد (زمرد) کے بالاخانے ہوں گے ان میں چاروں طرف دروازے کھلے ہوئے ہوں گے وہ ایسے چمکتے ہونگے جیسے کہ نہایت روشن ستارہ چمکتا ہے اُن بالاخانوں میں وہ لوگ رہیں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے ایک جگہ اکٹھے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے آپس میں ملتے جلتے ہوں

(ف) اس میں اطباء کا اختلاف ہے کہ زبرجد اور زمرد ایک ہی پتھر کے دو نام ہیں یا ایک پتھر کی دو قسمیں ہیں یا ایک ہی نوع کے دو پتھر ہیں۔ بہرحال یہ ایک پتھر ہوتا ہے جو نہایت ہی روشن چمکدار ہوتا ہے اس کے نگینے بنتے ہیں جو بازار میں چکدار کاغذ کی طرح سے بکتے ہیں۔ آج خانقاہوں کے بیٹھنے والوں پر ہر طرح الزام ہے ہر طرف سے فقرے کسے جاتے ہیں۔ آج انہیں جتنا دل چاہے بُرا کہہ لیں۔ کل جب آنکھ کھلے گی اُس وقت حقیقت معلوم ہوگی کہ یہ بوریوں پر بیٹھنے والے کیا کچھ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کما کرے گئے جب وہ ان منبروں اور بالاخانوں پر ہوں گے اور یہ ہنسنے والے اور گالیاں دینے والے کیا کما کرلے گئے

سہ فَسَوْفَ تَرٰی اِذَا انْکَشَفَ الْغُبَارُ ❊ اَفَرَسٌ تَحْتَ رِجْلِكَ اَمْ حِمَارُ

(عنقریب جب غبار ہٹ جائے گا تو معلوم ہوگا کہ گھوڑے پر سوار تھے یا گدھے پر)

ان خانقاہوں کی اللہ کے یہاں کیا قدر ہے جن پر آج چاروں طرف سے گالیاں پڑتی ہیں یہ اُن احادیث سے معلوم ہوتا ہے جن میں ان کی فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں ایک حدیث میں وارد ہے کہ جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو وہ آسمان والوں کے لیے ایسا چمکتا ہے جیسے زمین والوں کے لیے ستارے والوں کے لیے ایسا چمکتا ہے جیسے زمین والوں کے لیے ستارے چمکتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ذکر کی مجالس پر جو سکینہ (ایک خاص نعمت) نازل ہوتی ہے فرشتے انکو گھیر لیتے ہیں رحمتِ الٰہی انکو ڈھانک لیتی ہے اور اللہ جل جلالہٗ عرش پر ان کا ذکر فرماتے ہیں۔ ابو رزین رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں وہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے دین کی تقویت کی چیز بتاؤں جس سے تو دونوں جہان کی بھلائی کو پہنچے وہ اللہ کا ذکر کرنے والوں کی مجلسیں ہیں اُن کو مضبوط پکڑ اور جب تو تنہا ہوا کرے تو جتنی بھی قدرت ہو اللہ کا ذکر کرتا رہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آسمان والے اُن گھروں کو جن میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ایسا چمکدار دیکھتے ہیں جیسا کہ زمین والے ستاروں کو چمکدار دیکھتے ہیں یہ گھر جن میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ایسے روشن اور منور ہوتے ہیں کہ اپنے نور کی وجہ سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں اور جن کو اللہ جل شانہٗ نور کے دیکھنے کی آنکھیں عطا فرماتے ہیں وہ یہاں بھی ان کی چمک دیکھ لیتے ہیں بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں جو بزرگوں کا نور ان کے گھروں کا نور اپنی آنکھوں سے چمکتا ہوا دیکھتے ہیں چنانچہ حضرت فضیل رحمہ اللہ بن عیاض جو مشہور بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ آسمان والوں کے نزدیک ایسا چمکتے ہیں جیسا کہ چراغ شیخ عبدالعزیز دباغ ابھی قریب ہی زمانہ میں ایک بزرگ گذرے ہیں جو بالکل امی تھے مگر قرآن شریف کی آیت حدیث قدسی حدیث نبوی اور موضوع حدیث کو علیحدہ علیحدہ بتا دیتے تھے اور کہتے تھے کہ متکلم کی زبان سے جب لفظ نکلتے ہیں تو اُن الفاظ کے نور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کس کا کلام ہے کہ اللہ پاک کے کلام کا نور علیحدہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا نور دوسرا ہے اور دوسرے کلاموں میں دونوں نور نہیں ہوتے۔

تذکرۃ الخلیل یعنی سوانح حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ میں بروایت مولانا ظفر احمد صاحب لکھا ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کے پانچویں حج میں جس وقت حضرت رحمہ اللہ مسجد الحرام میں طوافِ قدوم کے لیے تشریف لائے تو احقر مولانا محب الدین صاحب رحمہ اللہ (جو اعلیحضرت مولانا الحاج امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہٗ کے خاص خلفا میں تھے اور صاحب کشف مشہور تھے) کے پاس بیٹھا تھا مولانا اس وقت درود شریف کی کتاب کھولے ہوئے اپنا وِرد پڑھ رہے تھے کہ دفعۃً میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے اس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وقت حرم میں کون آ گیا کہ دفعۃً سارا حرم انوار سے بھر گیا میں خاموش رہا کہ اتنے میں حضرتؒ طواف سے فارغ ہو کر مولانا کے پاس کو گذرے مولانا کھڑے ہو گئے اور ہنس کر فرمایا کہ میں بھی تو کہوں آج حرم میں کون آ گیا۔ مجالس ذکر کی فضیلت مختلف عنوانات سے بہت سی احادیث میں وارد ہوئی ہے ایک حدیث میں وارد ہے کہ افضل ترین رباط نماز ہے اور ذکر کی مجالس۔ رباط کہتے ہیں دار الاسلام کی حفاظت کرنے کو تاکہ کفار اس طرف سے حملہ نہ کریں۔

(۱۳) عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قَالَ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ اخرجه احمد والترمذی وحسنه وذکره فی المشکوٰۃ بروایۃ الترمذی وزاد فی الجامع الصغیر والبیہقی فی الشعب ورقم له بالصحۃ وفی الباب عن جابر عند ابن ابی الدنیا والبزار وابی یعلی والحاکم وصححه والبیہقی فی الدعوات کذا فی الدر وفی الجامع الصغیر بروایۃ الطبرانی عن ابن عباس بلفظ مجالس العلم وبروایۃ الترمذی عن ابی ھریرۃ بلفظ المساجد محل حلق الذکر وزاد الرتع سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

(۱۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں پر گذرو تو خوب چرو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ذکر کے حلقے (ف) مقصود یہ ہے کہ کسی خوش قسمت کی ان مجالس اِن حلقوں تک رسائی ہو جائے تو اس کو بہت زیادہ غنیمت سمجھنا چاہیے کہ یہ دنیا ہی میں جنت کے باغ ہیں اور "خوب چرو" سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جیسے جانور جب کسی سبزہ زار یا کسی باغ میں چرنے لگتا ہے تو معمولی سے ہٹانے سے بھی نہیں ہٹتا بلکہ مالک کے ڈنڈے وغیرہ بھی کھاتا رہتا ہے لیکن ادھر سے منہ نہیں موڑتا اسی طرح ذکر کرنے والے کو بھی دنیاوی تفکرات اور موانع کی وجہ سے اِدھر سے منہ نہ موڑنا چاہیے اور جنت کے باغ اس لیے فرمائے کہ جیسا کہ جنت میں کسی قسم کی آفت نہیں ہوتی اسی طرح یہ مجالس بھی آفات سے محفوظ رہتی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر دلوں کی شفا ہے یعنی دل میں جس قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں تکبر، حسد، کینہ وغیرہ سب ہی امراض کا علاج ہے۔ صاحب القوائد فی الصلات والعوائد نے لکھا ہے کہ آدمی ذکر پر مداومت سے تمام فتنوں سے محفوظ رہتا ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تمہیں ذکر اللہ کی کثرت کا حکم کرتا ہوں اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پیچھے کوئی دشمن لگ جائے اور وہ اُس سے بھاگ کر کسی قلعہ میں محفوظ ہو جائے اور ذکر کرنے والا اللہ جل شانہ کا ہم نشین ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا فائدہ ہوگا کہ وہ مالک الملک کا ہم نشین ہو جائے اس کے علاوہ اُس سے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

شرح صدر ہو جاتا ہے دل منور ہو جاتا ہے۔ اس کے دل کی سختی دور ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ظاہری اور باطنی منافع ہوتے ہیں جن کو بعض علماء نے سو تک شمار کیا ہے۔ انتہیٰ۔

حضرت ابو امامہؓ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا کہ جب کبھی آپ اندر جاتے ہیں یا باہر آتے ہیں یا کھڑے ہوتے ہیں یا بیٹھتے ہیں تو فرشتے آپ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ ابو امامہؓ نے فرمایا اگر تمہارا دل چاہے تو تمہارے لیے بھی وہ دعا کر سکتے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی:۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا سے رَحِيمًا تک گویا اس طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، کی رحمت اور ملائکہ کی دعا تمہارے ذکر پر متفرع ہے جتنا تم ذکر کروگے اتنا ہی ادھر سے ذکر ہوگا

(۱۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَجَزَ مِنْكُمْ عَنِ اللَّيْلِ اَنْ يُّكَابِدَهُ وَبَخِلَ بِالْمَالِ اَنْ يُّنْفِقَهُ وَجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ اَنْ يُّجَاهِدَهُ فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ اللّٰهِ رواه الطبرانی والبیھقی والبزار واللفظ له وفی سنده ابو یحیی القتات وبقیة محتج بهم فی الصحیح کذا فی الترغیب قلت هو من رواة البخاری فی الادب المفرد والترمذی وابی داؤد وابن ماجة وثقه ابن معین وضعفه آخرون وفی التقریب لین الحدیث وفی مجمع الزوائد رواه البزار والطبرانی وفیه القتات قد وثق وضعفه الجمهور وبقیة رجال البزار رجال الصحیح۔

(۱۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کیا جاتا ہو۔ (یعنی نفلی صدقات) اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو اُس کو چاہیے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔ (ف) یعنی ہر قسم کی کوتاہی جو عباداتِ نفلیہ میں ہوتی ہے اللہ کے ذکر کی کثرت اُس کی تلافی کر سکتی ہے حضرت انسؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ اللہ کا ذکر ایمان کی علامت ہے اور نفاق سے برأت ہے اور شیطان سے حفاظت ہے اور جہنم کی آگ سے بچاؤ ہے اور انہیں منافع کی وجہ سے اللہ کا ذکر بہت سی عبادتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے بالخصوص شیطان کے تسلط سے بچنے میں اس کو خاص دخل ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان گھٹنے جمائے ہوئے آدمی کے دل پر مسلط رہتا جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ عاجز ذلیل ہو کر پیچھے ہٹ جاتا ہے آدمی غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے اسی لیے صوفیہ کرام ذکر کی کثرت کراتے ہیں تاکہ قلب میں اس کے وساوس کی گنجائش نہ رہے اور وہ اتنا قوی ہو جائے کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہی راز ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے یہ قوتِ قلبیہ اعلیٰ درجہ پر حاصل تھی تو اُن کو فتن میں

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لگانے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے جتنا بعد ہوتا گیا اتنی ہی قلب کے لیے اس مقوی قلب خمیرہ کی ضرورت بڑھتی گئی اب قلوب اس درجہ ماؤف ہوچکے ہیں کہ بہت سے علاج سے بھی وہ درجہ قوت کا تو حاصل نہیں ہوتا لیکن جتنا بھی ہوجاتا ہے وہی بساغنیمت ہے، کہ وبائی مرض میں جس قدر بھی کمی ہو بہتر ہے۔ ایک بزرگ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے اللہ جل شانہ سے دعاء کی کہ شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی صورت ان پر منکشف ہوجائے کہ کس طرح ڈالتا ہے تو انہوں نے دیکھا کہ دل کے بائیں طرف مونڈھے کے پیچھے مچھر کی شکل سے بیٹھا ہے ایک لمبی سی سونڈ منہ پر ہے جس کو سوئی کی طرح دل کی طرف لے جاتا ہے اس کو ذاکر پاتا ہے تو جلدی اس سونڈ کو کھینچ لیتا ہے غافل پاتا ہے تو اس سونڈ کے ذریعے وساوس اور گناہوں کا زہر انجکشن کے طریقہ سے دل میں بھرتا ہے۔ ایک حدیث میں بھی یہ مضمون آیا ہے کہ شیطان اپنی ناک کا اگلا حصہ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ذلت سے پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ غافل ہوتا ہے تو اس کے دل کو لقمہ بنا لیتا ہے۔

(۱۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔ رواہ احمد وابویعلی وابن حبان والحاکم فی صحیحہ وقال صحیح الاسناد وروی عن ابن عباس مرفوعا بلفظ اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّکُمْ مُرَاءُوْنَ رواہ الطبرانی ورواہ البیہقی عن ابی الجوزاء مرسلاً کذا فی الترغیب والمقاصد الحسنۃ للسخاوی وھکذا فی الدر المنثور للسیوطی الا انہ عزحدیث ابی الجوزاء الی عبد اللہ ابن احمد فی زوائد الزھد وعزاہ فی الجامع الصغیر الی سعید بن منصور فی سننہ والبیہقی فی فی الشعب ورقم لہ بالضعف وذکرفی الجامع الصغیر ایضا بروایۃ الطبرانی عن ابن عباس مسندًا ورقم لہ بالضعف وعزا

(۱۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں دوسری حدیث میں ہے کہ ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریا کار کہنے لگیں۔ (ف) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منافقوں یا بیوقوفوں کے ریا کار کہنے یا مجنون کہنے سے ایسی بڑی دولت چھوڑنا نہ چاہیے بلکہ اس کثرت اور اہتمام سے کرنا چاہیے کہ یہ لوگ تم کو پاگل سمجھ کر تمہارا پیچھا چھوڑ دیں اور مجنون جب ہی کہا جائے گا جب نہایت کثرت سے اور زور سے ذکر کیا جائے آہستہ میں یہ بات نہیں ہوسکتی ابن کثیرؒ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے کوئی چیز بندوں پر ایسی فرض نہیں فرمائی جس کی کوئی حد مقرر نہ کردی ہو اور پھر اس کے عذر کو قبول نہ فرما لیا ہو بجز اللہ کے ذکر کے کہ نہ اس کی کوئی حد مقرر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حدیث ابی سعید الی احمد وابی یعلی فی مسندہ وابن حبان والحاکم والبیہقی فی الشعب ورقم لہٗ بالحسن۔

فرمائی اور نہ عقل رہنے تک کسی کو معذور قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ اُذکُرُوا اللّٰہَ ذِکراً کَثِیراً (اللہ جل شانہٗ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو)

رات میں دن میں جنگل میں دریا میں سفر میں حضر میں فقر میں تونگری بیماری میں صحت میں آہستہ اور پکار کر اور ہر حال میں۔ حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ سے قرآن پاک کے ارشاد وَکَانَ تَحْتَہٗ کَنْزٌ لَّھُمَا میں منقول ہے کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس میں سات سطریں لکھی ہوئی تھیں جن کا ترجمہ یہ ہے (۱) مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو موت کو جانتا ہو پھر بھی ہنسے (۲) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہے کہ دنیا آخر ایک دن ختم ہونے والی ہے۔ پھر بھی اُس میں رغبت کرے (۳) مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جس کو آخرت میں حساب کا یقین ہو پھر بھی مال جمع کرے (۵) مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جس کو جہنم کی آگ کا علم ہو پھر بھی گناہ کرے (۶) مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو اللہ کو جانتا ہو پھر کسی اور چیز کا ذکر کرے (۷) مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو پھر دنیا میں کسی چیز سے راحت پائے۔ بعض نسخوں میں یہ بھی ہے کہ مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھے پھر بھی اس کی اطاعت کرے۔ حافظؒ نے حضرت جابرؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے اللہ کے ذکر کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا بغیر ذکر کے کوئی چیز نفع نہ دے گی۔ ان سب روایات سے یہ معلوم ہوا کہ ذکر کی جتنی بھی کثرت ممکن ہو دریغ نہ کرے لوگوں کے مجنون یا ریاکار کہنے کی وجہ سے اس کو چھوڑ دینا اپنا ہی نقصان کرنا ہے صوفیہ نے لکھا ہے کہ یہ بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ اول وہ ذکر سے اس خیال سے روکتا ہے کہ لوگ دیکھیں گے کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا۔ وغیرہ وغیرہ پھر شیطان کو روکنے کے لیے یہ ایک مستقل ذریعہ اور حیلہ مل جاتا ہے اس لیے یہ تو ضروری ہے کہ دکھلانے کی نیت سے کوئی عمل نہ کرے لیکن اگر کوئی دیکھے تو بلا سے دیکھے اس وجہ سے چھوڑنا بھی نہ چاہیے۔ حضرت عبداللہ ذوالبجادین ایک صحابیؓ ہیں جو لڑکپن میں یتیم ہوگئے تھے۔ چچا کے پاس رہتے تھے وہ بہت اچھی طرح رکھتا تھا گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہوگئے تھے: چچا کو خبر ہوگئی تو اس نے غصہ میں بالکل ننگا کرکے نکال دیا ماں بھی بیزار تھی لیکن پھر ماں تھی ایک موٹی سی چادر ننگا دیکھ کر دے دی جس کو انہوں نے دو ٹکڑے کرکے ایک سے ستر ڈھکا دوسرا اوپر ڈال لیا مدینہ طیبہ حاضر ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پڑے رہا کرتے اور بہت کثرت سے بلند آواز کے ساتھ ذکر کرتے تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا یہ شخص ریاکار ہے کہ اس طرح ذکر کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ یہ اوّاہین میں ہے۔ غزوۂ تبوک میں انتقال ہوا صحابہؓ نے دیکھا کہ رات کو قبروں کے قریب چراغ جل رہا ہے قریب جاکر دیکھا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اترے ہوئے ہیں، حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ لاؤ اپنے بھائی کو مجھے پکڑا دو دونوں حضرات نے نعش کو پکڑا دیا دفن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ سارا منظر دیکھ کر مجھے تمنا ہوئی کہ یہ نعش تو میری ہوتی حضرت فضیلؓ جو اکابر صوفیہ میں ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کسی عمل کو اس وجہ سے نہ کرنا کہ لوگ دیکھیں گے یہ بھی ریا میں داخل ہے اور اس وجہ سے کسی عمل کو کرنا تاکہ لوگ دیکھیں یہ شرک میں داخل ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض آدمی ذکر کی کنجیاں ہیں کہ جب اُنکی صورت دیکھی جائے تو اللہ کا ذکر کیا جائے۔ یعنی اُنکی صورت دیکھ کر ہی اللہ کا ذکر یاد آئے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کے ولی ہیں وہ لوگ جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتے ہوں ایک حدیث میں آیا ہے کہ تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آتے ہوں اور اس کے کلام سے علم میں ترقی ہوتی ہو اور اسکے اعمال سے آخرت کی رغبت پیدا ہوتی ہو۔ اور یہ بات جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب کوئی شخص کثرت سے ذکر کا عادی ہو اور جس کو خود ہی توفیق نہ ہو اس کو دیکھ کر کیا کسی کو اللہ کی یاد آ سکتی ہے بعض لوگ پکار کر ذکر کرنے کو بدعت اور ناجائز بتاتے ہیں یہ خیال حدیث پر نظر کی کمی سے پیدا ہو گیا ہے مولانا عبدالحی صاحبؒ نے ایک رسالہ سَبَاحَةُ الْفِكْرِ اسی مسئلہ میں تصنیف فرمایا ہے جس میں تقریباً پچاس حدیثیں ایسی ذکر فرمائی ہیں جن سے جہر (پکار کر) ثابت ہوتا ہے البتہ یہ ضروری امر ہے کہ شرائط کے ساتھ اپنی حدود کے اندر ہے کہ کسی کی اذیت کا سبب نہ ہو۔

(۱۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَالشَّابُّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰی ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِیًا

(۱۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سات آدمی ہیں جن کو اللہ جل شانہٗ اپنے (رحمت کے) سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا جس دن اُسکے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک عادل بادشاہ دوسرے وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹک رہا ہو چوتھے وہ دو شخص جن میں اللہ ہی کے واسطے محبت ہو اُسی پر ان کا اجتماع ہو اُسی پر جدائی۔ پانچویں وہ شخص جس کو کوئی حسین شریف عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ کہدے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔ رواه البخاری ومسلم وغيرهما كذا فى الترغيب والمشكوٰة وفى الجامع الصغير برواية مسلم عن ابى هريرة وابى سعيد معاً وذكر عدة طرقه اخرى۔

کہ مجھے اللہ کا ڈر مانع ہے چھٹے وہ شخص جو ایسے مخفی طریق سے صدقہ کرے کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ ساتویں وہ شخص جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور آنسو بہنے لگیں۔ (ف) آنسو بہنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ اپنے معاصی اور گناہوں کو یاد کرکے رونے لگے اور دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ غلبۂ شوق میں بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکلنے لگیں بروایت ثابت بنانیؒ ایک بزرگ کا مقولہ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہوجاتا ہے کہ میری کونسی دعا قبول ہوئی لوگوں نے پوچھا کہ کس طرح معلوم ہوجاتا ہے فرمانے لگے کہ جس دعا میں بدن کے بال کھڑے ہوجاتے ہیں اور دل دھڑکنے لگتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں وہ دعا قبول ہوتی ہے۔ ان سات آدمیوں میں جن کا ذکر حدیث پاک میں وارد ہوا ایک وہ شخص بھی ہے جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور رونے لگے اس شخص میں دو خوبیاں جمع ہیں اور دونوں اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ ایک اخلاص کہ تنہائی میں اللہ کی یاد میں مشغول ہوا دوسرا اللہ کا خوف یا شوق کہ دونوں میں رونا آتا ہے اور دونوں کمال ہیں ؎

ہمارا کام ہے راتوں کو رونا یادِ دلبر میں
ہماری نیند ہے محوِ خیالِ یار ہوجانا

حدیث کے الفاظ ہیں۔ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا (ایک وہ آدمی جو اللہ کا ذکر کرے اس حال میں کہ خالی ہو) صوفیہ نے لکھا ہے کہ خالی ہونے کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ آدمیوں سے خالی ہو جس کے معنی تنہائی کے ہیں یہ عام مطلب ہے۔ دوسرے یہ کہ دل اغیار سے خالی ہو وہ فرماتے ہیں کہ اصل خلوت یہی ہے اس لیے اکمل درجہ تو یہ ہے کہ دونوں خلوتیں حاصل ہوں لیکن اگر کوئی شخص مجمع میں ہو اور دل غیروں سے بالکل خالی ہو اور ایسے وقت اللہ کے ذکر سے کوئی شخص رونے لگے تو وہ اس میں داخل ہے کہ مجمع کا ہونا نہ ہونا اس کے حق میں برابر ہے جب اس کا دل مجمع تو درکنار غیر اللہ کے التفات سے خالی ہے تو اس کو مجمع کیا مضر ہوسکتا ہے۔ اللہ کی یاد میں یا اس کے خوف سے رونا بڑی ہی دولت ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو حق تعالیٰ شانہٗ میسر فرمادیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے وہ اس وقت تک جہنم میں نہیں جاسکتا، جب تک کہ دودھ تھنوں میں واپس جائے (اور ظاہر ہے کہ یہ ناممکن ہے۔ پس ایسے ہی اس کا جہنم میں جانا بھی ناممکن ہے) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے حتیٰ کہ اس کے آنسوؤں میں سے کچھ زمین میں ٹپک جائے تو اس کو قیامت کے دن عذاب نہیں ہوگا۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو اور دوسری وہ جو اسلام کی اور مسلمانوں کی کفار سے حفاظت کرنے میں جاگی ہو۔
ایک اور حدیث میں ہے کہ جو آنکھ اللہ کے خوف سے روئی ہو اس پر جہنم کی آگ حرام ہے اور جو آنکھ اللہ کی راہ میں جاگی ہو اس پر بھی حرام ہے اور جو آنکھ ناجائز چیز (مثلاً نامحرم وغیرہ) پر پڑنے سے رُک گئی ہو اس پر بھی حرام ہے اور جو آنکھ اللہ کی راہ میں ضائع ہو گئی ہو اس پر بھی جہنم کی آگ حرام ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص تنہائی میں اللہ کا ذکر کرنے والا ہو وہ ایسا ہے جیسے اکیلا کفار کے مقابلہ میں چل دیا ہو۔

(۱۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَیْنَ اُولُوا الْاَلْبَابِ قَالُوْا اَیَّ اُولِی الْاَلْبَابِ تُرِیْدُ قَالَ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ عُقِدَ لَهُمْ لِوَاءٌ فَاتَّبَعَ الْقَوْمُ لِوَاءَهُمْ وَقَالَ لَهُمْ اُدْخُلُوْهَا خَالِدِیْنَ اخرجه الاصبهانی فی الترغیب کذا فی الدر

(۱۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ عقلمند لوگ کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے کہ عقلمندوں سے کون مراد ہیں جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے (یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے) اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا کیا ہی نہیں ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجیے اسکے بعد ان لوگوں کے لیے ایک جھنڈا بنایا جائے گا جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (ف) آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں یعنی اللہ کی قدرت کے مظاہر اور اس کی حکمتوں کے عجائب سوچتے ہیں جس سے اللہ جل جلالہٗ کی معرفت میں قوت پیدا ہوتی ہے سہ الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا۔ ابن ابی الدنیاؒ نے ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے جو چپ چاپ بیٹھے تھے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا بات ہے کس سوچ میں بیٹھے ہو؟ عرض کیا مخلوقاتِ الٰہیہ کی سوچ میں ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اللہ کی ذات میں غور نہ کیا کرو (کہ وہ وراء الوراء ہے) اس کی مخلوقات میں غور کیا کرو۔ حضرت عائشہ رضؓ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب بات سنا دیجیے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی بات ایسی تھی جو عجیب نہ تھی۔ ایک مرتبہ رات کو تشریف لائے میرے بستر پر میرے لحاف میں لیٹ گئے پھر ارشاد فرمایا چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت کروں یہ فرما کر اٹھے وضو فرمایا اور

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نماز کی نیت باندھ کر رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آنسو سینۂ مبارک پر بہتے رہے پھر اسی طرح رکوع میں روتے رہے پھر سجدہ میں اسی طرح روتے رہے ساری رات اسی طرح گذار دی حتیٰ کہ صبح کی نماز کے واسطے حضرت بلالؓ بلانے کے لیے آ گئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو بخشے بخشائے ہیں پھر آپ اتنا کیوں روتے ارشاد فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں پھر فرمایا میں کیوں نہ روتا حالانکہ آج یہ آیتیں نازل ہوئیں (یعنی آیات بالا اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ سے فَقِنَا عَذَابَ النَّار تک) پھر فرمایا کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو ان کو پڑھے اور غور و فکر نہ کرے۔ عامر بن عبد قیس کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا ہے ایک سے دو سے تین سے نہیں (بلکہ ان سے زیادہ سے سنا ہے) کہ ایمان کی روشنی اور ایمان کا نور غور و فکر ہے حضرت ابو ہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی چھت پر لیٹا ہوا آسمان اور ستاروں کو دیکھ رہا تھا پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ تمہارا پیدا کرنے والا بھی کوئی ضرور ہے اے اللہ تو میری مغفرت فرما دے نظر رحمت اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کی مغفرت ہو گئی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کا غور تمام رات کی عبادت سے افضل ہے حضرت ابو درداءؓ اور حضرت انسؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے حضرت انسؓ سے یہ بھی نقل کیا گیا کہ ایک ساعت کا غور ان چیزوں میں اسّی سال کی عبادت سے افضل ہے ام درداءؓ سے کسی نے پوچھا کہ ابو درداء کی افضل ترین عبادت کیا تھی فرمایا غور و فکر بروایت ابو ہریرہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک ساعت کا غور و فکر ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے لیکن ان روایتوں کا یہ مطلب نہیں کہ پھر عبادت کی ضرورت نہیں رہتی ہر عبادت اپنی جگہ جو درجہ رکھتی ہے فرض ہو یا واجب سنت ہو یا مستحب اس کے چھوڑنے پر اسی درجہ کی وعید عذاب یا ملامت ہو گی جس درجہ کی وہ عبادت ہو گی۔

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ غور و فکر کو افضل عبادات اس لیے کہا گیا کہ اس میں معنی ذکر کے تو موجود ہوتے ہی ہیں۔ دو چیزوں کا اضافہ اور ہوتا ہے۔ ایک اللہ کی معرفت اس لیے کہ غور و فکر معرفت کی کنجی ہے دوسری اللہ کی محبت کہ فکر پر یہ مرتب ہوتی ہے۔ یہی غور و فکر ہے جس کو صوفیہ مراقبہ سے تعبیر فرماتے ہیں بہت سی روایات سے اس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، مسند ابو یعلیٰ میں بروایت حضرت عائشہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ وہ ذکر خفی جس کو فرشتے بھی نہ سن سکیں ستر درجہ دو چند ہوتا ہے۔ جب قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ تمام مخلوق کو حساب کے لیے جمع فرمائیں گے اور کراماً کاتبین اعمال نامے لے کر آئیں گے تو ارشاد ہو گا کہ فلاں بندہ کے اعمال دیکھو کچھ اور باقی ہیں وہ عرض کریں گے کہ ہم نے کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو تو ارشاد ہو گا کہ ہمارے پاس اسکی ایسی نیکی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں وہ ذکر خفی ہے۔

بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہؓ سے بھی یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس ذکر کو فرشتے بھی نہ سن سکیں وہ اس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ذکر پر جس کو وہ سنیں۔ ستر درجے بڑھا ہوا ہے۔ یہی مراد ہے اُس شعر سے جس میں کہا گیا ہے ؎

میانِ عاشق و معشوق رمزے است کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

کہ عاشق و معشوق میں ایسی رمز بھی ہوتی ہے جس کی فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو ایک لحظہ بھی غفلت نہیں ہوتی کہ ان کی ظاہری عبادت تو اپنے اپنے اجر و ثواب حاصل کریں ہی گی یہ ہر وقت کا ذکر و فکر پوری زندگی کے اوقات میں ستر گنا مزید برآں۔ یہی چیز ہے جس نے شیطان کو دِق کر رکھا ہے حضرت جنیدؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو بالکل ننگا دیکھا انہوں نے فرمایا تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے وہ کہنے لگا کہ یہ کوئی آدمی ہیں آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ کہ مسجد میں بیٹھے ہیں جنہوں نے میرے بدن کو دبلا کر دیا اور میرے جگر کے کباب کر دیئے۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں جب انھوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکہ میں نہ پڑ جانا مسُوحیؒ سے بھی اس کے قریب ہی نقل کیا گیا ہے۔ انہوں نے شیطان کو ننگا دیکھا انہوں نے کہا تجھے آدمیوں کے درمیان اس طرح چلتے شرم نہیں آتی۔ کہنے لگا خدا کی قسم یہ آدمی نہیں اگر یہ آدمی ہوتے تو میں ان کی ساتھ اس طرح نہ کھیلتا جس طرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں آدمی وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے بدن کو بیمار کر دیا اور صوفیہ کی جماعت کی طرف اشارہ کیا۔ ابو سعیدؒ خراز کہتے ہیں۔۔۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شیطان نے مجھ پر حملہ کیا میں لکڑی سے مارنے لگا۔ اس نے ذرا بھی پرواہ نہ کی غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ اس سے نہیں ڈرتا۔ یہ دل کے نور سے ڈرتا ہے۔ حضرت سعدؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ بہترین ذکر ذکرِ خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کا درجہ رکھتا ہو۔ حضرت عبادہؓ نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے کہ بہترین ذکر ذکرِ خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کا درجہ رکھتا ہو (یعنی نہ کم ہو کہ گذر نہ ہو سکے نہ زیادہ ہو کہ تکبر اور فواحش میں مبتلا کرے) ابن حبان اور ابو یعلیٰؒ نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ کو ذکر خامل سے یاد کیا کرو کسی نے دریافت کیا کہ ذکر خامل کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ مخفی ذکر۔ ان سب روایات سے ذکرِ خفی کی افضلیت معلوم ہوتی ہے۔ اور ابھی قریب ہی وہ روایت گذر چکی جس میں مجنون کہنے کا ذکر گذرا ہے دونوں مستقل چیزیں ہیں جو حالات کے اعتبار سے مختلف ہیں اس کو شیخ تجویز کرتا ہے کہ کس شخص کے لیے کس وقت کیا مناسب ہے۔

(۱۸) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ قَالَ نَزَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۸) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدہ میں تھے کہ آیت وَاصْبِرْ نَفْسَكَ نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وَهُوَ فِیْ بَعْضِ اَبْیَاتِہٖ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ فَخَرَجَ یَلْتَمِسُھُمْ فَوَجَدَ قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ فِیْھِمْ ثَائِرُ الرَّاْسِ وَجَافُ الْجِلْدِ وَذُوالثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلَمَّا رَاٰھُمْ جَلَسَ مَعَھُمْ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ اَمَرَنِیْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَھُمْ اخرجہ ابن جریر والطبرانی وابن مردویہ کذا فی الدر۔

اپنے آپ کو اُن لوگوں کے پاس (بیٹھنے کا) پابند کیجیے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے پر اُن لوگوں کی تلاش میں نکلے ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے بعض لوگ اُن میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں (کہ ننگے بدن ایک لنگی صرف ان کے پاس ہے) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔

(ف) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تلاش فرمایا تو مسجد کے آخری حصہ میں بیٹھے ہوئے پایا کہ ذکر اللہ میں مشغول تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میری زندگی (ہی) میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے اُن کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔ پھر فرمایا تم ہی لوگوں کی ساتھ زندگی ہے اور تمہارے ہی ساتھ مرنا ہے یعنی مرنے جینے کے ساتھی اور رفیق تم ہی لوگ ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ وغیرہ حضرات صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت ذکر اللہ میں مشغول تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہ لوگ چپ ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا کر رہے تھے عرض کیا ذکر الٰہی میں مشغول تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رحمتِ الٰہی تم لوگوں پر اتر رہی ہے تو میرا بھی دل چاہا کہ آ کر تمہارے ساتھ شرکت کروں پھر ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ اللہ جل شانہ نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے جن کے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا۔ ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ سے مراد ذاکرین کی جماعت ہے۔ ان ہی جیسے احکام سے صوفیہ نے استنباط کیا ہے کہ مشائخ کو بھی مریدین کے پاس بیٹھنا ضروری ہے اس میں علاوہ فائدہ پہنچانے کے اختلاط سے شیخ کے نفس کے لیے بھی مجاہدہ تامہ ہے کہ غیر مہذب لوگوں کی بدعنوانیوں کے تحمل اور برداشت سے نفس میں انقیاد پیدا ہوگا اُس کی قوت میں انکسار پیدا ہوگا۔ اس کے علاوہ قلوب کے اجتماع کو اللہ جل جلالہٗ کی رحمت اور رافت کے متوجہ کرنے میں خاص دخل ہے اسی وجہ سے جماعت کی نماز مشروع ہوئی اور یہی بڑی وجہ ہے کہ عرفات کے میدان میں سب حجاج بیک حال ایک میدان میں اللہ کی طرف متوجہ کیے جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حجۃ اللہ البالغہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں متعدد جگہ اس مضمون کو اہتمام سے ارشاد فرمایا ہے۔ یہ سب اس جماعت کے بارے میں ہے جو اللہ کا ذکر کرنے والی ہو کہ احادیث میں کثرت سے اس کی ترغیب آئی ہے اس کے بالمقابل اگر کوئی شخص غافلین کی جماعت میں پھنس جائے اور اُس وقت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو اس کے بارے میں بھی احادیث میں کثرت سے فضائل آئے ہیں ایسے موقع پر آدمی کو اور بھی زیادہ اہتمام اور توجہ سے اللہ کی طرف مشغول رہنا چاہیے تاکہ ان کی نحوست سے محفوظ رہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ غافلین کی جماعت میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ جہاد میں بھاگنے والوں کی جماعت میں سے کوئی شخص جم کر مقابلہ کرے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے بھاگنے والوں کی طرف سے کفار کا مقابلہ کرے نیز وہ ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ۔ نیز وہ ایسا ہے جیسے پت جھڑ والے درختوں میں کوئی شاداب سرسبز درخت ہو ایسے شخص کو حق تعالیٰ شانہٗ اُس کا جنت کا گھر پہلے ہی دکھا دیں گے۔ اور ہر آدمی اور حیوان کی برابر اس کی مغفرت کی جاوے گی یہ جب ہے کہ ان مجالس میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہو ورنہ ایسی مجالس کی شرکت کی ممانعت آئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ عشیرۃ یعنی یارانہ کی مجالس سے اپنے آپ کو بچاؤ عزیزیؒ کہتے ہیں یعنی ایسی مجالس سے جن میں غیر اللہ کا ذکر کثرت سے ہوتا ہو لغویات اور لہو و لعب میں مشغول ہوتی ہو۔ ایک بزرگ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ بازار جا رہا تھا ایک حبشیّہ باندی میرے ساتھ تھی میں نے بازار میں ایک جگہ اُس کو بٹھا دیا کہ میں واپسی میں اُس کو لے لوں گا وہ وہاں سے چلی آئی جب میں نے واپسی پر اس کو وہاں نہ دیکھا تو مجھے غصہ آیا میں گھر واپس آیا تو وہ باندی آئی اور کہنے لگی میرے آقا خفگی میں جلدی نہ کریں آپ مجھے ایسے لوگوں کے پاس چھوڑ گئے جو اللہ کے ذکر سے غافل تھے مجھے یہ ڈر ہوا کہ ان پر کوئی عذاب نازل نہ ہو وہ زمین میں دھنس نہ جائیں اور میں بھی اُن کے ساتھ عذاب میں دھنس نہ جاؤں۔

(۱۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَذْکُرُ عَنْ رَّبِّہٖ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُذْکُرْنِیْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ سَاعَۃً اَکْفِکَ فِیْمَا بَیْنَھُمَا اخرجہ احمد کذا فی الدر۔

(۱۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جل جلالہٗ کا پاک ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کر لیا کر میں درمیانی حصہ میں تیری کفایت کروں گا۔ (ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا کر وہ تیری مطلب براری میں معین ہوگا)

(ف) آخرت کے واسطے نہ سہی دنیا کے واسطے ہم لوگ کیسی کیسی کوشش کر ڈالتے ہیں کیا بگڑ جائے اگر تھوڑی سی دیر صبح اور عصر کے بعد اللہ کا ذکر بھی کر لیا کریں کہ احادیث میں کثرت سے ان دو وقتوں میں اللہ کے ذکر کے فضائل وارد ہوئے اور جب اللہ جل جلالہٗ کفایت کا وعدہ فرماتے ہیں پھر کسی دوسری چیز کی کیا ضرورت باقی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وَمُتَعَلِّمًا۔ رواہ الترمذی وابن ماجۃ والبیہقی وقال الترمذی حدیث حسن کذا فی الترغیب وذکرہ فی الجامع الصغیر بروایۃ ابن ماجۃ ورقم لہ بالحسن وذکرہ فی مجمع الزوائد بروایۃ الطبرانی فی الاوسط عن ابن مسعودؓ وکذا السیوطی فی الجامع الصغیر وذکرہ بروایۃ البزار عن ابن مسعود بلفظ اِلَّا اَمْرًا بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهْيًا عَنْ مُّنْكَرٍ اَوْ ذِكْرَ اللّٰهِ ورقم لہ بالصحۃ

قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔ (ف) اس کے قریب ہونے سے مراد ذکر کے قریب ہونا بھی ہوسکتا ہے اس صورت میں وہ چیزیں مراد ہوں گی جو اللہ کے ذکر میں معین و مددگار ہوں جن میں کھانا پینا بھی بقدر ضرورت داخل ہے اور زندگی کے اسبابِ ضروریہ بھی اس میں داخل ہیں اور اس صورت میں اللہ کا ذکر ہر چیز کو جو عبادت کی قبیل سے ہو شامل ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے قریب ہونے سے اللہ کا قرب مراد ہو تو اس صورت میں ساری عبادتیں اس میں داخل ہوں گی اور اللہ کے ذکر سے مخصوص ذکر مراد ہوگا اور دونوں صورتوں میں علم ان میں خود داخل ہوگیا تھا پہلی صورت میں اس وجہ سے کہ علم ہی اللہ کے ذکر کے قریب لے جاتا ہے کہ "بے علم نتواں خدارا شناخت" (بغیر علم کے اللہ کو پہچان نہیں سکتا) اور دوسری صورت میں اس وجہ سے کہ علم سے بڑھکر کون عبادت ہوگی لیکن اسکے باوجود پھر عالم اور طالب العلم کو علیحدہ اہتمام کی وجہ سے فرمایا کہ علم بہت ہی بڑی دولت ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ علم کا صرف اللہ کے لیے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں ہے اور اس کی طلب (یعنی تلاش کے لیے کہیں جانا) عبادت ہے اور اس کا یاد کرنا تسبیح ہے اور اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے اور اس کا پڑھنا صدقہ ہے اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ کے یہاں قربت ہے اس لیے کہ علم جائز ناجائز کے پہچاننے کے لیے علامت ہے اور جنت کے راستوں کا نشان ہے۔ وحشت میں جی بہلانے والا ہے اور سفر کا ساتھی ہے (کہ کتاب کا دیکھنا دونوں کام دیتا ہے اسی طرح) تنہائی میں ایک محدّث ہے خوشی اور رنج میں دلیل ہے دشمنوں پر ہتھیار ہے۔ دوستوں کے لیے حق تعالیٰ شانہٗ اس کی وجہ سے ایک جماعت (علماء) کو بلند مرتبہ کرتا ہے کہ وہ خیر کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں اور ایسے امام ہوتے ہیں کہ ان کے نشانِ قدم پر چلا جائے اور ان کے افعال کا اتباع کیا جائے ان کی رائے کی طرف رجوع کیا جائے فرشتے ان سے دوستی کرنے کی رغبت کرتے ہیں۔ اپنے پروں کو (برکت حاصل کرنے کے لیے یا محبت کے طور پر) ان پر ملتے ہیں۔ اور ہر تر اور خشک چیز دنیا کی ان کے لیے اللہ سے مغفرت کی دعا کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں اور جنگل کے درندے اور چوپائے اور زہریلے جانور (سانپ وغیرہ) تک بھی دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ سب اس لیے کہ علم دلوں کی روشنی ہے آنکھوں کا نور ہے علم کی وجہ سے بندہ امت کے بہترین افراد تک پہنچ جاتا ہے دنیا اور آخرت کے بلند مرتبوں کو حاصل کر لیتا ہے اس کا مطالعہ روزوں کے برابر ہے اس کا یاد کرنا تہجد کے برابر ہے اسی سے رشتے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جوڑے جاتے ہیں اور اسی سے حلال وحرام کی پہچان ہوتی ہے وہ عمل کا امام ہے اور عمل اُس کا تابع ہے سعید لوگوں کو اُس کا الہام کیا جاتا ہے اور بدبخت اس سے محروم رہتے ہیں۔ اس حدیث پر مجموعی طور سے بعض نے کلام کیا ہے لیکن جس قسم کے فضائل اس میں ذکر کیے گئے ہیں اُن کی تائید دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے نیز ان کے علاوہ اور بہت سے فضائل حدیث کی کتابوں میں بکثرت آئے ہیں اس وجہ سے عالم اور طالب علم کو خاص طور سے حدیث بالا میں ذکر فرمایا ہے۔ حافظ ابن قیمؒ ایک مشہور محدّث ہیں انہوں نے ایک مبسوط رسالہ عربی میں "الوابل الصیب" کے نام سے ذکر کے فضائل میں تصنیف کیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ذکر میں سَو سے بھی زیادہ فائدے ہیں ان میں سے نمبروار اُناسیؔ فائدے انہوں نے ذکر فرمائے ہیں۔ جن کو مختصراً اس جگہ ترتیب وار نقل کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ بہت سے فوائد ان میں ایسے ہیں جو کئی کئی فائدوں کو شامل ہیں اس لحاظ سے یہ سَو سے زیادہ کو مشتمل ہیں۔

(۱) ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اس کی قوت کو توڑتا ہے (۲) اللہ جلّ جلالہٗ کی خوشنودی کا سبب ہے۔
(۳) دل سے فکر وغم کو دور کرتا ہے (۴) دل میں فرحت سرور اور انبساط پیدا کرتا ہے (۵) بدن کو اور دل کو قوت بخشتا ہے۔ (۶) چہرہ اور دل کو منور کرتا ہے (۷) رزق کو کھینچتا ہے (۸) ذکر کرنے والے کو ہیبت اور حلاوت کا لباس پہناتا ہے یعنی اُس کے دیکھنے سے رعب پڑتا ہے اور دیکھنے والوں کو حلاوت نصیب ہوتی ہے (۹) اللہ تعالیٰ شانہٗ کی محبت پیدا کرتا ہے اور محبت ہی اسلام کی روح اور دین کا مرکز ہے اور سعادت اور نجات کا مدار ہے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی محبت تک اس کی رسائی ہو اس کو چاہیے کہ اس کے ذکر کی کثرت کرے جیسا کہ پڑھنا اور تکرار کرنا علم کا دروازہ ہے اسی طرح اللہ کا ذکر اس کی محبت کا دروازہ ہے (۱۰) ذکر سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے جو مرتبۂ احسان تک پہنچا دیتا ہے یہی مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہوتی ہے گویا اللہ جل شانہٗ کو دیکھ رہا ہے (یہی مرتبہ صوفیہ کا منتہائے مقصود ہوتا ہے)
(۱۱) اللہ کی طرف رجوع پیدا کرتا ہے جس سے رفتہ رفتہ یہ نوبت آجاتی ہے کہ ہر چیز میں حق تعالیٰ شانہٗ اس کی جائے پناہ اور ماویٰ وملجا بن جاتے ہیں اور ہر مصیبت میں اسی کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔
(۱۲) اللہ کا قرب پیدا کرتا ہے اور جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا ہے اتنا ہی قرب میں اضافہ ہوتا ہے اور جتنی ذکر سے غفلت ہوتی ہے اتنی ہی دوری ہوتی ہے (۱۳) اللہ کی معرفت کا دروازہ کھولتا ہے۔ (۱۴) اللہ جلّ شانہٗ کی ہیبت اور اس کی بڑائی دل میں پیدا کرتا ہے اور اللہ کی ساتھ حضوری پیدا کرتا ہے (۱۵) اللہ جلّ شانہٗ کی بارگاہ میں ذکر کا سبب ہے چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ اور حدیث میں وارد ہے۔ مَنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ الحدیث چنانچہ آیات اور احادیث کے بیان میں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

پہلے مفصل گذر چکا ہے اگر ذکر میں اس کے سوا اور کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تب بھی شرافت اور کرامت کے اعتبار سے یہی ایک فضیلت کافی تھی چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سی فضیلتیں ہیں (۱۶) دل کو زندہ کرتا ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کے لیے ایسا ہے جیسا مچھلی کے لیے پانی۔ خود غور کر لو کہ بغیر پانی کے مچھلی کا کیا حال ہوتا ہے (۱۷) دل اور روح کی روزی ہے اگر ان دونوں کو اپنی روزی نہ ملے تو ایسا ہے جیسا بدن کو اس کی روزی (یعنی کھانا) نہ ملے۔ (۱۸) دل کو زنگ سے صاف کرتا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہوا ہے ہر چیز پر اُس کے مناسب زنگ اور میل کچیل ہوتا ہے دل کا میل اور زنگ خواہشات اور غفلت ہیں یہ اس کے لیے صفائی کا کام دیتا ہے (۱۹) لغزشوں اور خطاؤں کو دور کرتا ہے (۲۰) بندہ کو اللہ جل شانہٗ سے جو وحشت ہو جاتی ہے اُس کو دور کرتا ہے کہ غافل کے دل پر اللہ کی طرف سے ایک وحشت رہتی ہے جو ذکر ہی سے دور ہوتی ہے (۲۱) جو اذکار بندہ کرتا ہے وہ عرش کے چاروں طرف بندہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے (باب نمبر۳ فصل نمبر۲ حدیث نمبر۱۷)۔ (۲۲) جو شخص راحت میں اللہ جل شانہٗ کا ذکر کرتا ہے اللہ جل جلالہٗ مصیبت کے وقت اس کو یاد کرتا ہے (۲۳) اللہ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے۔ (۲۴) سکینہ اور رحمت کے اترنے کا سبب ہے اور فرشتے ذکر کرنے والے کو گھیر لیتے ہیں (سکینہ کے معنی باب ہٰذا کی فصل نمبر(۲) حدیث نمبر(۸) میں گذر چکے ہیں)۔ (۲۵) اس کی برکت سے زبان غیبت، چغلخوری، جھوٹ، بدگوئی، لغو گوئی سے محفوظ رہتی ہے چنانچہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جس شخص کی زبان اللہ کے ذکر کی عادی ہو جاتی ہے وہ ان اشیاء سے عموماً محفوظ رہتا ہے اور جس کی زبان عادی نہیں ہوتی ہر نوع کی لغویات میں مبتلا رہتا ہے (۲۶) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں اور لغویات اور غفلت کی مجلسیں شیطان کی مجلسیں ہیں اب آدمی کو اختیار ہے جس قسم کی مجلسوں کو چاہے پسند کرلے اور ہر شخص اُسی کو پسند کرتا ہے جس سے مناسبت رکھتا ہے۔ (۲۷) ذکر کی وجہ سے ذکر کرنے والا بھی سعید (نیک بخت) ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی اور غفلت یا لغویات میں مبتلا ہونے والا خود بھی بدبخت ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی (۲۸) قیامت کے دن حسرت سے محفوظ رکھتا ہے اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہے (۲۹) ذکر کے ساتھ اگر تنہائی کا رونا بھی نصیب ہو جائے تو قیامت کے دن کی تپش اور گرمی میں جبکہ ہر شخص میدانِ حشر میں بلبلا رہا ہوگا۔ یہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ (۳۰) ذکر میں مشغول رہنے والوں کو ان سب چیزوں سے زیادہ ملتا ہے۔ جو دعائیں مانگنے والوں کو ملتی ہیں۔ حدیث میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص کو میرے ذکر نے دعا سے روک دیا اس کو میں دعائیں مانگنے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

والوں سے افضل عطا کروں گا۔ (۳۱) باوجود سہل ترین عبادت ہونے کے تمام عبادتوں سے افضل ہے اس لیے کہ زبان کو حرکت دینا بدن کے اور تمام اعضاء کو حرکت دینے سے سہل ہے (۳۲) اللہ کا ذکر جنت کے پودے ہیں (چنانچہ باب ۳ فصل ۲ حدیث ۷) میں مفصّل آرہا ہے (۳۳) جس قدر بخشش اور انعام کا وعدہ اس پر ہے اتنا کسی اور عمل پر نہیں ہے چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سو مرتبہ کسی دن پڑھے تو اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے اور سو نیکیاں اس کے لیے لکھی جاتی ہیں اور سو برائیاں اس سے معاف کر دی جاتی ہیں اور شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس سے افضل نہیں ہوتا مگر وہ شخص کہ اس سے زیادہ عمل کرے اسی طرح اور بہت سی احادیث ہیں جن سے ذکر کا افضلِ اعمال ہونا معلوم ہوتا ہے (اور بہت سی ان میں سے اس رسالہ میں مذکور ہیں) (۳۴) دوامِ ذکر کی بدولت اپنے نفس کو بھولنے سے امن نصیب ہوتا ہے جو سبب ہے دارین کی شقاوت کا اس لیے کہ اللہ کی یاد کو بھلا دینا سبب ہوتا ہے خود اپنے نفس کے بھلا دینے کا اور اپنے تمام مصالح کے بھلا دینے کا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورہ حشر رکوع ۳) (تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللہ سے بے پروائی کی پس اللہ نے اُن کو اپنی جانوں سے بے پروا کر دیا یعنی ان کی عقل ایسی ماری گئی کہ اپنے حقیقی نفع کو نہ سمجھا) اور جب آدمی اپنے نفس کو بھلا دیتا ہے تو اس کی مصالح سے غافل ہو جاتا ہے اور یہ سبب ہلاکت کا بن جاتا ہے جیسا کہ کسی شخص کی کھیتی ہو یا باغ ہو اور اس کو بھول جائے اس کی خبر گیری نہ کرے تو لامحالہ وہ ضائع ہوگا۔ اور اس سے امن جب ہی مل سکتا ہے جب اللہ کے ذکر سے زبان کو ہر وقت تر و تازہ رکھے اور ذکر اس کو ایسا محبوب ہو جائے جیسا کہ پیاس کی شدّت کے وقت پانی اور بھوک کے وقت کھانا اور سخت گرمی اور سخت سردی کے وقت مکان اور لباس بلکہ اللہ کا ذکر اس سے زیادہ کا مستحق ہے اس لیے کہ ان اشیاء کے نہ ہونے سے بدن کی ہلاکت ہے جو روح کی اور دل کی ہلاکت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے (۳۵) ذکر آدمی کی ترقی کرتا رہتا ہے بستر پر بھی اور بازار میں بھی صحت میں بھی اور بیماری میں بھی نعمتوں اور لذتوں کے ساتھ مشغولی میں بھی اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہر وقت ترقی کا سبب بنتی ہو حتیٰ کہ جس کا دل نور ذکر سے منوّر ہو جاتا ہے وہ سوتا ہوا بھی غافل شب بیداروں سے بڑھ جاتا ہے (۳۶) ذکر کا نور دنیا میں بھی ساتھ رہتا ہے اور قبر میں بھی ساتھ رہتا ہے اور آخرت میں پلصراط پر آگے آگے چلتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

يَمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا (سورہ انعام رکوع ۱۵) (ایسا شخص جو پہلے مردہ یعنی گمراہ تھا پھر ہم نے اُس کو زندہ یعنی مسلمان بنا دیا اور اس کو ایسا نور دے دیا کہ وہ اُس نور کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے یعنی وہ نور ہر وقت اُس کی ساتھ رہتا ہے کیا ایسا شخص بدحالی میں اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو گمراہیوں کی تاریکیوں میں گھرا ہو کہ ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا) پس اوّل شخص مومن ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی محبّت اور اس کی معرفت اور اس کے ذکر سے منور ہے اور دوسرا شخص ان چیزوں سے خالی ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ نور نہایت مہتم بالشان چیز ہے اور اسی میں پوری کامیابی ہے اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اس کی طلب اور دعا میں مبالغہ فرمایا کرتے تھے اور اپنے ہر ہر جزو میں نور کو طلب فرماتے تھے چنانچہ احادیث میں متعدد دعائیں ایسی ہیں جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعا فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کے گوشت میں ہڈیوں میں پٹھوں میں بال میں کھال میں کان میں آنکھ میں اوپر نیچے دائیں بائیں آگے پیچھے نور ہی نور کر دے حتیٰ کہ یہ بھی دعا کی کہ خود مجھی کو سرتاپا نور بنا دے کہ آپ کی ذات ہی نور بن جائے اسی نور کی بقدر اعمال میں نور ہوتا ہے حتیٰ کہ بعض لوگوں کے نیک عمل ایسی حالت میں آسمان پر جاتے ہیں کہ اُن پر آفتاب جیسا نور ہوتا ہے اور ایسا ہی نور اُن کے چہروں پر قیامت کے دن ہوگا (۳۷) ذکر تصوّف کا اصل اصول ہے اور تمام صوفیہ کے سب طریقوں میں رائج ہے جس شخص کے لیے ذکر کا دروازہ کھل گیا ہے اُس کے لیے اللہ جل شانہٗ تک پہنچنے کا دروازہ کھل گیا۔ اور جو اللہ جل شانہٗ تک پہنچ گیا وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے پاس کسی چیز کی بھی کمی نہیں ہے (۳۸) آدمی کے دل میں ایک گوشہ ہے جو اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی پُر نہیں ہوتا اور جب ذکر دل پر مسلط ہو جاتا ہے تو وہ نہ صرف اس گوشہ کو پُر کرتا ہے بلکہ ذکر کرنے والے کو بغیر مال کے غنی کر دیتا ہے اور بغیر کنبہ اور جماعت کے لوگوں کے دلوں میں عزت والا بنا دیتا ہے اور بغیر سلطنت کے بادشاہ بنا دیتا ہے اور جو شخص ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ باوجود مال و دولت کنبہ اور حکومت کے ذلیل ہوتا ہے (۳۹) ذکر پراگندہ کو مجتمع کرتا ہے اور مجتمع کو پراگندہ کرتا ہے دور کو قریب کرتا ہے اور قریب کو دور کرتا ہے پراگندہ کو مجتمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے دل پر جو متفرق ہموم غموم تفکرات پریشانیاں ہوتی ہیں ان کو دور کر کے جمعیت خاطر پیدا کرتا ہے اور مجتمع کو پراگندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی پر جو تفکرات مجتمع ہیں ان کو متفرق کر دیتا ہے اور آدمی کی جو لغزشیں اور گناہ جمع ہو گئے ہیں ان کو پراگندہ کر دیتا ہے اور جو شیطان کے لشکر آدمی پر مسلّط ہیں اُن کو پراگندہ کر دیتا ہے اور آخرت کو جو دور ہے قریب کر دیتا ہے اور دنیا کو جو قریب ہے دور کر دیتا ہے۔ (۴۰) ذکر آدمی کے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

دل کو نیند سے جگاتا ہے غفلت سے چوکنا کرتا ہے اور دل جب تک سوتا رہتا ہے اپنے سارے ہی منافع کھوتا رہتا ہے (۴۱) ذکر ایک درخت ہے جس پر معارف کے پھل لگتے ہیں صوفیہ کی اصطلاح میں احوال اور مقامات کے پھل لگتے ہیں اور جتنی بھی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی اس درخت کی جڑ مضبوط ہوگی اور جتنی جڑ مضبوط ہوگی اتنے ہی زیادہ پھل اُس پر آئیں گے (۴۲) ذکر اس پاک ذات کے قریب کر دیتا ہے جس کا ذکر کر رہا ہے حتیٰ کہ اس کے ساتھ معیّت نصیب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا (اللہ جل شانہٗ متقیوں کی ساتھ ہے) اور حدیث میں وارد ہے اَنَا مَعَ عَبْدِیْ مَا ذَکَرَنِیْ (میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہے) ایک حدیث میں ہے کہ میرا ذکر کرنے والے میرے آدمی ہیں، میں ان کو اپنی رحمت سے دُور نہیں کرتا اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہیں تو میں اُن کا حبیب ہوں اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں اُن کا طبیب ہوں کہ اُن کو پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہوں تاکہ اُن کو گناہوں سے پاک کروں۔ نیز ذکر کی وجہ سے جو اللہ جل شانہٗ کی معیت نصیب ہوتی ہے وہ ایسی معیت ہے جس کی برابر کوئی دوسری معیّت نہیں ہے نہ وہ زبان سے تعبیر ہو سکتی ہے نہ تحریر میں آسکتی ہے اس کی لذت وہی جان سکتا ہے جس کو یہ نصیب ہو جاتی ہے (اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ مِنْهُ شَیْئًا) (۴۳) ذکر غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہے مالوں کے خرچ کرنے کے برابر ہے اللہ کے راستے میں جہاد کی برابر ہے (بہت سی روایات میں اس قسم کے مضامین گذر بھی چکے ہیں اور آیندہ بھی آنے والے ہیں) (۴۴) ذکر شکر کی جڑ ہے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اللہ جل جلالہٗ سے عرض کیا آپ نے مجھ پر بہت احسانات کیے ہیں مجھے طریقہ بتا دیجیے کہ میں آپ کا بہت شکر ادا کروں۔ اللہ جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا کہ جتنا بھی تم میرا ذکر کرو گے اتنا ہی شکر ادا ہوگا۔ دوسری حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی یہ درخواست ذکر کی گئی ہے کہ یا اللہ تیری شان کے مناسب شکر کس طرح ادا ہو؟ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ تمہاری زبان ہر وقت ذکر کے ساتھ تر و تازہ رہے (۴۵) اللہ کے نزدیک پرہیزگار لوگوں میں زیادہ معزز وہ لوگ ہیں جو ذکر میں ہر وقت مشغول رہتے ہوں اس لیے کہ تقویٰ کا منتہا جنّت ہے اور ذکر کا منتہا اللہ کی معیت ہے (۴۶) دل میں ایک خاص قسم کی قسوت (سختی) ہے جو ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی نرم نہیں ہوتی (۴۷) ذکر دل کی بیماریوں کا علاج ہے (۴۸) ذکر اللہ کے ساتھ دوستی کی جڑ ہے اور ذکر سے غفلت اس کے ساتھ دشمنی کی جڑ ہے (۴۹) اللہ کے ذکر کی برابر کوئی چیز نعمتوں کی کھینچنے والی اور اللہ کے عذاب کو ہٹانے والی نہیں ہے (۵۰) ذکر کرنے والے پر اللہ کی صلوٰۃ (رحمت) اور فرشتوں کی صلوٰۃ (دعا) ہوتی ہے (۵۱) جو شخص یہ چاہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی جنّت کے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

باغوں میں رہے وہ ذکر کی مجالس میں بیٹھے کیونکہ یہ مجالس جنّت کے باغ ہیں (۵۲) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں (احادیث مذکورہ میں یہ مضمون مفصّل گذر چکا ہے) (۵۳) اللہ جل شانہٗ ذکر کرنے والوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں (۵۴) ذکر پر مداومت کرنے والا جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوتا ہے (۵۵) تمام اعمال اللہ کے ذکر ہی کے واسطے مقرر کیے گئے ہیں۔ (۵۶) تمام اعمال میں وہی عمل افضل ہے جس میں ذکر کثرت سے کیا جائے روزوں میں وہ روزہ افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو حج میں وہ حج افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو اسی طرح اور اعمال جہاد وغیرہ کا حکم ہے (۵۷) یہ نوافل اور دوسری نفل عبادات کے قائم مقام ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ فقراء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یہ مالدار لوگ بڑے بڑے درجے حاصل کرتے ہیں یہ روزے نمازیں ہمارے شریک ہیں اور اپنے مالوں کی وجہ سے حج عمرہ جہاد میں ہم سے سبقت لے جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جس سے کوئی شخص تم تک نہ پہنچ سکے مگر وہ شخص جو یہ عمل کرے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنے کو فرمایا (جیسا کہ باب نمبر ۳ فصل نمبر ۲ حدیث نمبر ۔ میں آ رہا ہے) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج عمرہ جہاد وغیرہ ہر عبادت کا بدل ذکر کو قرار دیا ہے (۵۸) ذکر دوسری عبادات کے لیے بڑا معین و مددگار ہے کہ اس کی کثرت سے ہر عبادت محبوب بن جاتی ہے اور عبادات میں لذّت آنے لگتی ہے اور کسی عبادت میں بھی مشقّت اور بار نہیں رہتا (۵۹) ذکر کی وجہ سے ہر مشقت آسان بن جاتی ہے اور ہر دشوار چیز سہل ہو جاتی ہے اور ہر قسم کے بوجھ میں خفت ہو جاتی ہے اور ہر مصیبت زائل ہو جاتی ہے (۶۰) ذکر کی وجہ سے دل سے خوف و ہراس دور ہو جاتا ہے ڈر کے مقام پر اطمینان پیدا کرنے اور خوف کے زائل کرنے میں اللہ کے ذکر کو خصوصی دخل ہے اور اس کی یہ خاص تاثیر ہے جتنی بھی ذکر کی کثرت ہوگی اتنا ہی اطمینان نصیب ہوگا اور خوف زائل ہوگا (۶۱) ذکر کی وجہ سے آدمی میں ایک خاص قوت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے ایسے کام اُس سے صادر ہونے لگتے ہیں جو دشوار نظر آتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضؓ کو جب انہوں نے چکی کی مشقت اور کاروبار کی دشواری کی وجہ سے ایک خادم طلب کیا تھا تو سوتے وقت سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳۔ ۳۳ مرتبہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہ خادم سے بہتر ہے (۶۲) آخرت کے لیے کام کرنے والے سب دوڑ رہے ہیں اور اس دوڑ میں ذاکرین کی جماعت سب سے آگے ہے عمر مولیٰ غفرہؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ قیامت میں جب لوگوں کو اعمال کا ثواب ملے گا تو بہت سے لوگ اُس وقت حسرت کریں گے کہ ہم نے ذکر کا اہتمام کیوں نہ کیا کہ سب سے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

زیادہ سہل عمل تھا ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مفرد لوگ آگے بڑھ گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ مفرّد لوگ کون ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ذکر پر مرمٹنے والے کہ ذکر اُن کے بوجھوں کو ہلکا کردیتا ہے (۶۳) ذکر کرنے والے کی اللہ تعالیٰ شانہٗ تصدیق کرتے ہیں اور اس کو سچا بتاتے ہیں اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ خود سچا بتا ئیں اُس کا حشر جھوٹوں کی ساتھ نہیں ہوسکتا حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں میرے بندہ نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں سب سے بڑا ہوں (۶۴) ذکر سے جنت میں گھر تعمیر ہوتے ہیں جب بندہ ذکر سے رُک جاتا ہے تو فرشتے تعمیر سے رک جاتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ فلاں تعمیر تم نے کیوں روک دی تو وہ کہتے ہیں کہ اُس تعمیر کا خرچ ابھی تک آیا نہیں ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ سات مرتبہ پڑھے ایک گنبد اس کے لیے جنت میں تعمیر ہوجاتا ہے۔ (۶۵) ذکر جہنم کے لیے آڑ ہے اگر کسی بدعملی کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہوجائے تو ذکر درمیان میں آڑ بن جاتا ہے اور جتنی ذکر کی کثرت ہوگی اُتنی ہی پختہ آڑ ہوگی (۶۶) ذکر کرنے والے کے لیے فرشتے استغفار کرتے ہیں حضرت عمرو بن العاصؓ سے ذکر کیا گیا ہے کہ جب بندہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہتا ہے یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہے تو فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما۔ (۶۷) جس پہاڑ پر یا میدان میں اللہ کا ذکر کیا جائے وہ فخر کرتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دے کر پوچھتا ہے کہ کوئی ذکر کرنے والا تجھ پر آج گذرا ہے اگر وہ کہتا ہے کہ گذرا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے (۶۸) ذکر کی کثرت نفاق سے بری ہونے کا اطمینان (اور سند) ہے کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے منافقوں کی صفت یہ بیان کی ہے کہ لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ (نہیں ذکر کرتے اللہ کا مگر تھوڑا سا) کعبؓ احبار سے نقل کیا گیا ہے کہ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرے وہ نفاق سے بری ہے (۶۹) تمام نیک اعمال کے مقابلہ میں ذکر کے لیے ایک خاص لذت ہے جو کسی عمل میں بھی نہیں پائی جاتی۔ اگر ذکر میں اس لذت کے سوا کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تو یہی چیز اُس کی فضیلت کے لیے کافی تھی مالک بن دینار کہتے ہیں کہ لذت پانے والے کسی چیز میں بھی ذکر کے برابر لذت نہیں پاتے (۷۰) ذکر کرنے والوں کے چہروں پر دنیا میں رونق اور آخرت میں نور ہوگا۔ (۷۱) جو شخص راستوں میں اور گھروں میں سفر میں اور حضر میں کثرت سے ذکر کرے قیامت میں اس کے گواہی دینے والے کثرت سے ہوں گے حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن کے بارے میں فرماتے ہیں یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا (اُس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں۔ صحابہؓ نے لاعلمی ظاہر کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مرد وعورت نے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

آیات کا ذکر ہے جن میں کلمہ طیبہ مراد ہے اور کلمہ طیبہ کا لفظ نہیں ہے اس لیے ان آیات کی مختصر تفسیر حضرات صحابہ کرام اور خود سید البشر علیہ افضل الصلوات والسلام سے نقل کی گئی۔ دوسری فصل میں ان آیات کا حوالہ ہے جن میں کلمہ طیبہ پورا یعنی لا الٰہ الا اللہ تمام کا تمام ذکر کیا گیا ہے یا کسی معمولی تغیر کے ساتھ جیسے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اور چونکہ ان میں یہ کلمہ خود ہی موجود ہے یا اس کا ترجمہ دوسرے الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے اس لیے ان آیات کے ترجمہ کی ضرورت نہیں سمجھی صرف حوالہ سورت اور رکوع پر اکتفا کیا گیا اور تیسری فصل میں ان احادیث کا ترجمہ اور مطلب ذکر کیا گیا جن میں اس پاک کلمہ کی ترغیب اور حکم فرمایا گیا وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ

فصل اوّل

اُن آیات میں جن میں لفظ کلمہ طیبہ کا نہیں ہے اور مراد کلمہ طیبہ ہے۔

(۱) اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ ۙ تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّھَا ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ○ وَمَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیْثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ خَبِیْثَۃِ ۣ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَھَا مِنْ قَرَارٍ ○ (سورہ ابراہیم ع ۴)

(۱) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی اچھی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ کی کہ وہ مشابہ ہے ایک عمدہ پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ زمین کے اندر گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اوپر آسمان کی طرف جا رہی ہوں اور وہ درخت اللہ کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہو۔ (یعنی خوب پھلتا ہو) اور اللہ تعالیٰ مثالیں اس لیے بیان فرماتے ہیں تاکہ لوگ خوب سمجھ لیں اور خبیث کلمہ (یعنی کلمہ کفر) کی مثال ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاوے اور اس کو زمین میں کچھ ثبات نہ ہو (ف) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ سے کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مراد ہے جس کی جڑ مومن کے قول میں ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں کہ اُس کی وجہ سے مومن کے اعمال آسمان تک جاتے ہیں اور کلمہ خبیثہ شرک ہے کہ اُس کی ساتھ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ ایک دوسری حدیث میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہر وقت پھل دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو دن رات ہر وقت یاد کرتا ہو۔ حضرت قتادہ تابعیؒ نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ مالدار (صدقات کی بدولت) سارا ثواب اڑا لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا بتا تو سہی اگر کوئی شخص سامان کو اوپر نیچے رکھتا چلا جائے تو کیا آسمان پر چڑھ جائے گا میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جس کی جڑ زمین میں ہو اور شاخیں آسمان پر۔ ہر نماز کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ دس دس مرتبہ پڑھا کر اس کی جڑ زمین میں ہے اور شاخیں آسمان پر۔

(۲) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ط اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (سورہ فاطر۔ رکوع ۲)

(۲) جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے (وہ اللہ ہی سے عزت حاصل کرے کیونکہ) ساری عزت اللہ ہی کے واسطے ہے اُسی تک اچھے کلمے پہنچتے ہیں اور نیک عمل ان کو پہنچاتا ہے۔ (ف) اچھے کلموں سے مراد بہت سے مفسرین کے نزدیک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے جیسا کہ عام مفسرین نے نقل کیا ہے اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد کلماتِ تسبیح ہیں جیسا کہ دوسرے باب میں آئے گا۔

(۳) وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط (سورہ انعام۔ رکوع ۱۴)

(۳) اور تیرے رب کا کلمہ سچائی اور انصاف (واعتدال) کے اعتبار سے پورا ہے۔ (ف) حضرت انس رضؓ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رب کے کلمہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے کلام اللہ شریف مراد ہے۔

(۴) يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ج وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ قف وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ہ (سورہ ابراہیم۔ رکوع ۴)

(۴) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ) سے دنیا اور آخرت دونوں میں مضبوط رکھتا ہے اور کافروں کو دونوں جہان میں بچلا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت سے) جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(ف) حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب قبر میں سوال ہوتا ہے تو مسلمان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیتا ہے آیت شریفہ میں پکی بات سے یہی مراد ہے حضرت عائشہ رضؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد قبر کا سوال جواب ہے حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ مسلمان جب مرتا ہے تو فرشتے اس وقت حاضر ہوتے ہیں اُس کو سلام کرتے ہیں جنت کی خوشخبری دیتے ہیں جب وہ مرجاتا ہے تو فرشتے اس کی ساتھ جاتے ہیں اسکی نمازِ جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور جب وہ دفن ہوجاتا ہے تو اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال جواب ہوتے ہیں جن میں یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ تیری گواہی کیا ہے وہ کہتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہی مراد ہے آیت شریفہ میں حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ دنیا میں پکی بات سے مراد لا الٰہ الا اللہ ہے اور آخرت میں قبر کا سوال جواب مراد ہے۔ حضرت طاؤس رضؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۵) لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (سورہ رعد ع ۲)

(۵) سچا پکارنا اسی کے لیے خاص ہے اور رضا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کرسکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے (اور اُس پانی کو اپنی طرف بلائے) تاکہ وہ اُس کے منہ تک آجائے اور وہ (پانی اڑ کر) اس کے منہ تک آنے والا کسی طرح بھی نہیں اور کافروں کی درخواست محض بے اثر ہے۔

(ف) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ دعوت الحق سے مراد توحید یعنی لا الٰہ اِلّا اللہ ہے حضرت ابن عباس رضؓ سے بھی یہی منقول ہے کہ دعوۃ الحق سے شہادت لا الٰہ الا اللہ کی مراد ہے۔ اسی طرح انکے علاوہ دوسرے حضرات سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

(۶) قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (سورہ آل عمران۔ رکوع ۷)

(۶) (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجیے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسے کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلّم ہونے میں) برابر ہے وہ یہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب قرار نہ دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر اس کے بعد بھی وہ اعراض کریں تو تم لوگ کہہ دو کہ تم اس کے گواہ رہو کہ ہم لوگ تو مسلمان ہیں۔ (ف) آیت شریفہ کا مضمون خود ہی صاف ہے کہ کلمہ سے مراد توحید اور کلمۂ طیبہ ہے حضرت ابو العالیہؒ اور مجاہدؒ سے صراحت کے ساتھ منقول ہے کہ کلمہ سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

(۷) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (سورہ آل عمران۔ رکوع ۱۲)

(۷) (اے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم لوگ (سب اہلِ مذاہب سے) بہترین جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کو نفع پہنچانے کے لیے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے رُکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا ان میں سے بعض تو مسلمان ہیں (جو ایمان لے آئے) لیکن اکثر حصہ ان میں سے کافر ہے۔ (ف) حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (اچھی بات کا حکم

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کرتے ہو) کا مطلب یہ ہے کہ اس کا حکم کرتے ہو کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دیں اور اللہ کے احکام کا اقرار کریں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ساری اچھی چیزوں میں سے بہترین چیز ہے اور سب سے بڑھی ہوئی۔

(۸) وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ (سورہ ہود، رکوع ۱۰)

(۸) اور (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نماز کی پابندی رکھیے دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں بے شک نیک کام مٹا دیتے ہیں (نامۂ اعمال سے) برے کاموں کو یہ بات ایک نصیحت ہے، نصیحت ماننے والوں کے لیے۔

(ف) اس آیت شریفہ کی تفسیر میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت شریفہ کی توضیح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ نیکیاں (اعمالنامہ سے) برائیوں کو مٹا دیتی ہیں حضرت ابوذرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرما دیجیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ سے ڈرتے رہو جب کوئی برائی صادر ہو جائے فوراً کوئی بھلائی اس کے بعد کرو تاکہ اس کی مکافات ہو جائے اور وہ زائل ہو جائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بھی نیکیوں میں شمار ہے یعنی اس کا ورد اس کا پڑھنا بھی اس میں داخل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو نیکیوں میں افضل ترین چیز ہے حضرت انسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو بندہ رات میں یا دن میں کسی وقت بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا ہے اسکے اعمالنامہ سے برائیاں دھل جاتی ہیں۔

(۹) اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورہ نحل ع ۱۳)

(۹) بیشک اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں عدل کا اور احسان کا اور قرابت داروں کو دینے کا اور منع فرماتے ہیں فحش باتوں سے اور بری باتوں سے اور کسی پر ظلم کرنے سے حق تعالیٰ شانہٗ تم کو نصیحت فرماتے ہیں تاکہ تم نصیحت کو قبول کرو۔

(ف) عدل کے معنی تفاسیر میں مختلف آئے ہیں۔ ایک تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے بھی منقول ہے کہ عدل سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرنا ہے اور احسان سے مراد فرائض کا ادا کرنا ہے۔

(۱۰) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ

(۱۰) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور راستی کی (ریکی) بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال اچھے کر دے گا اور گناہ معاف فرما دے گا اور جو شخص اللہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فَاَزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (سورہ احزاب. رکوع ۹) اور اسکے رسول کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔

(ف) حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عکرمہؓ دونوں حضرات سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا کے معنی یہ ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا کرو ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ پکے اعمال تین چیزیں ہیں ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا (غمی ہو یا خوشی تنگی ہو یا فراخی) دوسرے اپنے بارے میں انصاف کا معاملہ کرنا (یہ نہ ہو کہ دوسروں پر تو زور دکھلائے اور جب کوئی اپنا معاملہ ہو تو اِدھر اُدھر کی کہنے لگے) تیسرے بھائی کے ساتھ مالی ہمدردی کرنا۔

(۱۱) فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (س. زمر ع ۲)

(۱۱) پس آپ میرے ایسے بندوں کو خوشخبری سنا دیجیے جو اس کلام پاک کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی بہترین باتوں کا اتباع کرتے ہیں یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں (ف) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعیدؓ بن زید حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ یہ تینوں حضرات جاہلیت کے زمانہ ہی میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرتے تھے اور یہی مراد ہے اس آیت شریفہ میں اَحْسَنَ الْقَوْلِ سے حضرت زید بن اسلم سے بھی اس کے قریب ہی منقول ہے کہ یہ آیتیں ان تین آدمیوں کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں جو جاہلیت کے زمانہ میں بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرتے تھے۔ زیدؓ بن عمرو بن نفیل اور ابوذر غفاریؓ اور سلمان فارسیؓ۔

(۱۲) وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (س. زمر. ع ۴)

(۱۲) اور جو لوگ (اللہ کی طرف سے یا اسکے رسول کی طرف سے) سچی بات لے کر آئے اور خود بھی اس کی تصدیق کی (اس کو سچا جانا) تو یہ لوگ پرہیزگار ہیں یہ لوگ جو کچھ چاہیں گے ان کے لیے اُن کے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے یہ بدلہ ہے نیک کام کرنے والوں کا تاکہ اللہ تعالیٰ اِن کے بُرے اعمال کو ان سے دور کر دے (اور معاف کر دے) اور نیک کاموں کا بدلہ (ثواب) دے (ف) جو لوگ اللہ کی طرف سے لانے والے ہیں وہ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور جو لوگ اُس کے رسول کی طرف لانے والے ہیں وہ علماء کرام ہیں شکر اللہ سَعْیَہُمْ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ سچی بات سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ (جو شخص سچی بات اللہ کی طرف سے لے کر آیا) سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور صَدَّقَ بِہٖ (وہ لوگ جنہوں نے اس کی تصدیق کی) سے مراد مومنین ہیں۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۱۳) اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (سورۂ حٰمٓ سجدہ۔ رکوع۔۴)

(۱۳) بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ (جل جلالہٗ) ہے پھر مستقیم رہے (یعنی جمے رہے اس کو چھوڑا نہیں) اُن پر فرشتے اُتریں گے (موت کے وقت اور قیامت میں یہ کہتے ہوئے) کہ نہ اندیشہ کرو نہ رنج کرو اور خوشخبری لو اُس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم تمہارے رفیق تھے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے اور آخرت میں تمہارے لیے جس چیز کو تمہارا دل چاہے وہ موجود ہے اور وہاں جو تم مانگو گے وہ ملے گا (اور یہ سب انعام واکرام) بطور مہمانی کے ہے اللہ جل شانہٗ کی طرف سے (کہ تم اس کے مہمان ہوگے اور مہمان کا اکرام کیا جاتا ہے)۔

(ف) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کے معنے یہ ہیں کہ پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے اقرار پر قائم رہے حضرت ابراہیمؒ اور حضرت مجاہدؒ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر مرتے تک قائم رہے شرک وغیرہ میں مبتلا نہیں ہوئے۔

(۱۴) وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (سورۂ حم سجدہ۔ رکوع۔۵)

(۱۴) بات کی عمدگی کے لحاظ سے کون شخص اُس سے اچھا ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

(ف) حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ سے مؤذن کا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا مراد ہے عاصم بن ہبیرہؒ کہتے ہیں کہ جب تو اذان سے فارغ ہو تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کہا کر۔

(۱۵) هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ (س رحمٰن رکوع۳)

(۱۵) بھلا احسان کا بدلہ احسان کے سوا اور بھی کچھ ہو سکتا ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں سے منکر ہو جاؤ گے۔ (ف) حضرت ابن عباسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آیت شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص پر میں نے دنیا میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کا انعام کیا بھلا آخرت میں جنت کے سوا اور کیا بدلہ ہو سکتا ہے حضرت عکرمہؓ سے بھی یہی منقول ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کا بدلہ جنت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے حضرت حسنؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

(۱۶) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ

(۱۶) پس اللہ تعالیٰ نے اپنی سکینہ (سکون تحمل یا خاص رحمت) اپنے رسول پر نازل فرمائی اور مومنین پر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

كَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ط (س فتح۔ رکوع ۳) اور ان کو تقویٰ کے کلمہ پر (تقویٰ کی بات پر) جمائے رکھا اور وہی اُس تقوے کے کلمہ کے مستحق تھے اور اہل تھے۔ (ف) تقویٰ کے کلمہ سے مراد اکثر روایات میں یہی وارد ہوا ہے کہ کلمہ طیبہ ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت سلمہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور حضرت اُبی ابن کعبؓ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ وغیرہ بہت سے صحابہؓ سے یہی نقل کیا گیا ہے۔ عطاء خراسانی سے پورا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نقل کیا گیا ہے حضرت علیؓ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ بھی نقل کیا گیا ہے۔ ترمذیؒ نے حضرت براءؓ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔

(۱۷) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ (سورہ اعلیٰ رکوع ۱) | (۱۷) فلاح کو پہنچ گیا وہ شخص جس نے تزکیہ کرلیا (یا پاکی حاصل کی) (ف) حضرت جابرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تَزَكّٰى سے مراد یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دے اور بتوں کو خیر باد کہے۔ حضرت عکرمہؓ کہتے ہیں کہ تَزَكّٰى کے یہ معنی ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے یہی حضرت ابن عباسؓ سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

(۱۸) فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ط (س۔الیل۔ع ۱) | (۱۸) پس جس شخص نے (اللہ کی راہ میں مال) دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کی تصدیق کی تو آسان کردیں گے ہم اس کو آسانی کی چیز کے لیے (ف) آسانی کی چیز سے جنت مراد ہے کہ ہر قسم کی راحت اور سہولتیں وہاں میسر ہیں اور مطلب یہ ہے کہ ایسے اعمال کی توفیق اس کو دیں گے جس سے وہ اعمال سہولت سے ہونے لگیں گے جو جنت میں جلد پہنچا دینے والے ہوں اکثر مفسرین سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اچھی بات کی تصدیق سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تصدیق مراد ہے۔ ابو عبدالرحمن سلمیؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ اچھی بات سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مراد ہے۔ حضرت امام اعظمؒ نے بروایت ابو الزبیرؒ حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى پڑھا اور ارشاد فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تصدیق کرے اور كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى پڑھا اور ارشاد فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تکذیب کرے۔

(۱۹) مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (سورہ انعام رکوع ۲۰) | (۱۹) جو شخص نیک کام کرے گا اس کو (کم سے کم) دس حصے ثواب کے ملیں گے اور جو برا کام کرے گا اُس کو اس کے برابر ہی بدلہ ملے گا اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا (کہ کوئی نیکی درج نہ کی جائے یا بدی کو بڑھا کر لکھ لیا جائے)۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(ف) ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آیت شریفہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ نازل ہوئی تو کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ لا الٰہ الا اللہ بھی حسنہ (نیکی) میں داخل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حسنہ سے لا الٰہ الا اللہ مراد ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ غالباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ حسنہ سے لا الٰہ الا اللہ مراد ہے حضرت ابوذرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے جیسا کہ آیت نمبر ۸ کے ذیل میں گذر چکا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دس گنا ثواب عوام کے لیے ہے مہاجرین کے لیے سات سو گنا تک ثواب ہو جاتا ہے۔

(۲۰) حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ (سورہ غافر۔ رکوع ۱)

(۲۰) یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت (یا عطا) والا ہے اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ (ف) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے اس آیت شریفہ کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ گناہ کی مغفرت فرمانے والا ہے اُس شخص کے لیے جو لا الٰہ الا اللہ کہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے اُس شخص کی جو لا الٰہ الا اللہ کہے سخت عذاب والا ہے اُس شخص کے لیے جو لا الٰہ الا اللہ نہ کہے ذی الطَّول کے معنے غِنا والا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رد ہے کفار قریش پر جو توحید کے قائل نہ تھے اور اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ کے معنے اُسی کی طرف لوٹنا ہے اُس شخص کا جو لا الٰہ الا اللہ کہے تاکہ اس کو جنت میں داخل کرے اور اُسی کی طرف لوٹنا ہے اُس شخص کا جو لا الٰہ الا اللہ نہ کہے تاکہ اُس کو جہنم میں داخل کرے۔

(۲۱) فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ (سورہ بقرہ۔ رکوع ۳۴)

(۲۱) پس جو شخص شیطان سے بد اعتقاد ہو اور اللہ کے ساتھ خوش عقیدہ ہو تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ پکڑ لیا جس کو کسی طرح شکستگی نہیں۔

(ف) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عُرْوَةِ الْوُثْقٰى (مضبوط حلقہ) پکڑ لیا یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا سفیانؒ سے بھی یہی منقول ہے عُرْوَةُ الْوُثْقٰى سے کلمۂ اخلاص مراد ہے۔ (تکمیل) قُلْتُ وَقَدْ وَرَدَ فِیْ تَفْسِیْرِ اٰیَاتٍ اُخَرَ عَدِیْدَۃٍ اَیْضًا اَنَّ الْمُرَادَ بِبَعْضِ الْاَلْفَاظِ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ کَلِمَۃُ التَّوْحِیْدِ عِنْدَ بَعْضِھِمْ فَقَدْ قَالَ الرَّاغِبُ فِیْ قَوْلِہٖ فِیْ قِصَّۃِ زَکَرِیَّا مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ قِیْلَ کَلِمَۃُ التَّوْحِیْدِ وَکَذَا قَالَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ الْاٰیَۃَ قِیْلَ ھِیَ کَلِمَۃُ التَّوْحِیْدِ اَقْتَصَرْتُ عَلٰی مَا مَرَّ بِلَا اخْتِصَارٍ۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فصل دوم

میں ان آیات کا ذکر ہے جن میں کلمہ طیبہ ذکر کیا گیا ہے۔ اکثر جگہ پورا کلمہ مذکور ہے اور کہیں مختصر اور کہیں دوسرے الفاظ میں بعینہٖ کلمہ طیبہ کے معنی مذکور ہیں کہ کلمہ طیبہ (لا الٰہ الا اللہ) کے معنی ہیں کوئی معبود نہیں ہے اللہ پاک کے سوا یہی معنی مَا مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ کے ہیں۔ کہ کوئی معبود نہیں ہے اسکے سوا یہی معنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کے ہیں اور یہی معنی قریب قریب ہیں لَا نَعْبُدُ اِلَّا اللّٰہَ کے نہیں عبادت کرتے ہم اللہ کے سوا کسی کی اور یہی معنی ہیں لَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ کے کہ نہیں عبادت کرتے ہیں ہم اس کے سوا کسی کی اسی طرح اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ کے معنی ہیں اس کے سوا نہیں کہ معبود وہی ایک ہے۔ اسی طرح اور آیات بھی ہیں۔ جن کا مفہوم کلمہ طیبہ ہی کے ہم معنی ہے ان آیات کی سورتوں اور رکوعوں کا حوالہ اسی لیے لکھا جاتا ہے کہ پوری آیت کا ترجمہ کوئی دیکھنا چاہے تو مترجم قرآن شریف کو سامنے رکھ کر حوالوں سے دیکھتا رہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ سارا ہی کلام مجید کلمہ طیبہ کا مفہوم ہے کہ اصل مقصد تمام قرآن شریف کا اور تمام دین کا توحید ہی ہے۔ توحید ہی کی تعلیم کے لیے مختلف زمانوں میں مختلف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ توحید ہی سب مذاہب میں مشترک رہی ہے اور توحید کے اثبات کے لیے مختلف عنوانات اختیار فرمائے گئے ہیں اور یہی مفہوم کلمہ طیبہ کا ہے۔

(۱) وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (سورہ بقرہ ۱۶۳) (۲) اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (سورہ بقرہ ۲۵۵) (۳) اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (سورہ آل عمران ۲) (۴) شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ (سورہ آل عمران ۱۸) (۵) لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (سورہ آل عمران ۱۸) (۶) وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنَّ اللّٰہَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (سورہ آل عمران ۶۲) (۷) تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ (سورہ آل عمران ۶۴) (۸) اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (سورہ نساء ۸۷) (۹) وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّآ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (سورہ مائدہ ۷۳) (۱۰) قُلْ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (سورہ انعام ۱۹) (۱۱) مَنْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ یَاْتِیْکُمْ بِہٖ (سورہ انعام ۴۶) (۱۲) ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ (سورہ انعام ۱۰۲) (۱۳) لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ (سورہ انعام ۱۰۶) (۱۴) قَالَ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰھًا (سورہ اعراف ۱۴۰) (۱۵) لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ (سورہ اعراف ۱۵۸) (۱۶) وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰھًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ (سورہ توبہ ۳۱) (۱۷) حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (سورہ توبہ ۱۲۹) (۱۸) ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ (سورہ یونس ۳) (۱۹) فَذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمُ الْحَقُّ (سورہ یونس ۳۲) (۲۰) قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ (سورہ یونس ۹۰) (۲۱) فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ (سورہ یونس ۱۰۴) (۲۲) فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَأَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (سورہ ہود رکوع ۲) (۲۳) أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللّٰهَ (سورہ ہود ۲۶) (۲۴-۲۵-۲۶) قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ (سورہ ہود ۵۰-۶۱-۸۴) (۲۷) أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ یوسف ۳۹) (۲۸) أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ (سورہ یوسف ۴۰) (۲۹) قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (سورہ رعد ۳۰) (۳۰) وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ (سورہ ابراہیم ۵۲) (۳۱) أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ (سورہ نحل ۲) (۳۲) إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ (سورہ نحل ۲۲) (۳۳) إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ (سورہ نحل ۵۱) (۳۴) وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ (سورہ بنی اسرائیل ۳۹) (۳۵) قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ (سورہ بنی اسرائیل ۴۲) (۳۶) فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلٰهًا (سورہ کہف ۱۴) (۳۷) هٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً (سورہ کہف ۱۵) (۳۸) يُوحٰى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ (سورہ کہف ۱۱۰) (۳۹) وَإِنَّ اللّٰهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ (سورہ مریم ۳۶) (۴۰) اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (سورہ طٰہٰ ۸) (۴۱) إِنَّنِي أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي (سورہ طٰہٰ ۱۴) (۴۲) إِنَّمَا إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (سورہ طٰہٰ ۹۸) (۴۳) لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (سورہ انبیاء ۲۲) (۴۴) أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً (سورہ انبیاء ۲۴) (۴۵) إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا (سورہ انبیاء ۲۵) (۴۶) أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا (سورہ انبیاء ۴۳) (۴۷) أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ (سورہ انبیاء ۶۶) (۴۸) لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ (سورہ انبیاء ۸۷) (۴۹) إِنَّمَا يُوحٰى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ (سورہ انبیاء ۱۰۸) (۵۰) فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا (سورہ حج ۳۴) (۵۱ و ۵۲) اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ (سورہ مؤمن ۲۳) (۵۳) وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلٰهٍ (سورہ مؤمنون ۹۱) (۵۴) فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (سورہ مؤمنون ۱۱۶) (۵۵) وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ (سورہ مؤمنون ۱۱۷) (۵۶) أَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ (پانچ مرتبہ سورہ نمل رکوع نمبر ۵ میں وارد ہے ۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴) (۵۷) وَهُوَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ (سورہ قصص ۷۰) (۵۸) مَنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ (سورہ قصص ۷۰) (۵۹) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (سورہ قصص ۸۸) (۶۰) وَإِلٰهُنَا وَإِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ (سورہ عنکبوت ۴۶) (۶۱) لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ (سورہ فاطر ۳) (۶۲) إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ (سورہ صٰفٰت ۴) (۶۳) إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُونَ (سورہ صٰفٰت ۳۵) (۶۴) أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلٰهًا وَاحِدًا (سورہ ص ۵)

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۶۵) وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ ص ۶۵) (۶۶) هُوَ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ زمر ۴) (۶۷) ذٰلِكُمُ اللّٰہُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ زمر ۶) (۶۸) لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (سورہ مؤمن ۳) (۶۹) لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (سورہ مؤمن ۶۲) (۷۰) هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ (سورہ مؤمن ۶۵) (۷۱) يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورہ حم سجدہ ۶) (۷۲) اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہَ (سورہ حم سجدہ ۱۴) (۷۳) اَللّٰہُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ (سورہ شوریٰ ۱۵) (۷۴) اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ (سورہ زخرف ۴۵) (۷۵) رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (سورہ دخان ۷) (۷۶) لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ (سورہ دخان ۸) (۷۷) اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہَ (سورہ احقاف ۲۱) (۷۸) فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ (سورہ محمد ۱۹) (۷۹) وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰہِ اِلٰهًا اٰخَرَ (سورہ ذریٰت ۵۱) (۸۰) هُوَ اللّٰہُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ حشر ۲۲) (۸۱) اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (سورہ ممتحنہ ۴) (۸۲) اَللّٰہُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ تغابن ۱۳) (۸۳) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ مزمل ۹) (۸۴) لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ (۲-۳) (۸۵) قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (سورہ اخلاص ۱)

یہ پچاسی آیات ہیں جن میں کلمۂ طیبہ یا اس کا مضمون وارد ہوا ہے ان کے علاوہ اور بھی آیات بکثرت ہیں جن میں اس کے معنی اور مفہوم وارد ہوا ہے اور جیسا میں اس فصل کے شروع میں لکھ چکا ہوں توحید ہی اصل دین ہے۔ اس لیے جتنا اس میں انہماک اور شغف ہوگا دین میں پختگی پیدا ہوگی اسی لیے اس مضمون کو مختلف عبارات میں مختلف طریقوں سے ذکر فرمایا ہے کہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔ اور اندرون دل میں پختہ ہو جائے۔ اور دل میں اللہ کے ماسوا کی کوئی جگہ باقی نہ رہے۔

فصل سوم

میں ان احادیث کا ذکر ہے جن میں کلمۂ طیبہ کی ترغیب و فضائل ذکر فرمائے گئے ہیں۔ اس مضمون میں جب آیات اتنی کثرت سے ذکر فرمائی ہیں تو احادیث کا کیا پوچھنا۔ سب کا احاطہ ناممکن ہے۔ اس لیے چند احادیث بطور نمونہ کے ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) عَنْ جَابِرٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قَالَ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کذا فی المشکوۃ بروایۃ الترمذی وابن ماجۃ وقال المنذری رواہ ابن ماجۃ والنسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم کلھم من طریق طلحۃ بن خراش عنہ وقال الحاکم صحیح الاسناد قلت رواہ الحاکم بسندین وصححھا واقر علیھما الذھبی وکذا رقم لہ بالصحۃ السیوطی فی الجامع

اذکار میں افضل لا الٰہ الا اللہ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہے۔

(ف) لا الٰہ الا اللہ کا افضل الذکر ہونا تو ظاہر ہے اور بہت سی احادیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے نیز سارے دین کا مدار ہی کلمہ توحید پر ہے تو پھر اس کے افضل ہونے میں کیا تردّد ہے اور الحمد للہ کو افضل دعا اس لحاظ سے فرمایا ہے کہ کریم کی ثنا کا مطلب سوال ہی ہوتا ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ کسی رئیس امیر نواب کی تعریف میں قصیدہ خوانی کا مطلب اس سے سوال ہی ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ پڑھے اس کے بعد اس کو الحمد للہ بھی کہنا چاہیے اس لیے قرآن پاک میں فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وارد ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تمام ذکروں میں افضل اور سب سے بڑھا ہوا ذکر کلمہ طیبہ ہے کہ یہی دین کی وہ بنیاد ہے جس پر سارے دین کی تعمیر ہے اور یہ وہ پاک کلمہ ہے کہ دین کی چکی اسی کے گرد گھومتی ہے۔ اسی وجہ سے صوفیہ اور عارفین اسی کلمہ کا اہتمام فرماتے ہیں اور سارے اذکار پر اس کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی کی جتنی ممکن ہو کثرت کراتے ہیں کہ تجربہ سے اس میں جس قدر فوائد اور منافع معلوم ہوئے ہیں کسی دوسرے میں نہیں چنانچہ سید علی بن میمون مغربی کا قصہ مشہور ہے کہ جب شیخ علوانؒ حموی جو ایک متبحر عالم اور مفتی اور مدرس تھے سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سید صاحب کی ان پر خصوصی توجہ ہوئی تو ان کو سارے مشاغل درس تدریس فتوی وغیرہ سے روک دیا اور سارا وقت ذکر میں مشغول کر دیا۔ عوام کا تو کام ہی اعتراض اور گالیاں دینا ہے۔ لوگوں نے بڑا شور مچایا کہ شیخ کے منافع سے دنیا کو محروم کر دیا اور شیخ کو ضائع کر دیا وغیرہ وغیرہ کچھ دنوں بعد سید صاحب کو معلوم ہوا کہ شیخ کسی وقت کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، سید صاحبؒ نے اس کو بھی منع کر دیا تو پھر تو پوچھنا ہی کیا۔ سید صاحب پر زندیقی اور بد دینی کا الزام لگنے لگا۔ لیکن چند ہی روز بعد شیخ پر ذکر کا اثر ہو گیا اور دل رنگ گیا تو سید صاحبؒ نے فرمایا کہ اب تلاوت شروع کر دو۔ کلام پاک جو کھولا تو ہر ہر لفظ پر وہ علوم و معارف کھلے کہ پوچھنا ہی کیا ہے۔ سید صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے خدانخواستہ تلاوت کو منع نہیں کیا تھا بلکہ اس چیز کو پیدا کرنا چاہتا تھا۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

چونکہ یہ پاک کلمہ دین کی اصل ہے ایمان کی جڑ ہے اس لیے جتنی بھی اس کی کثرت کی جائے گی اتنی ہی ایمان کی جڑ مضبوط ہوگی ایمان کا مدار اسی کلمہ پر ہے بلکہ دنیا کے وجود کا مدار اسی کلمہ پر ہے چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی زمین پر ہو دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ جب تک کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا روئے زمین پر ہو قیامت نہیں ہوگی۔

(۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ قَالَ قَالَ مُوْسٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَارَبِّ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَذْکُرُکَ بِہٖ وَاَدْعُوْکَ بِہٖ قَالَ قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ یَارَبِّ کُلُّ عِبَادِکَ یَقُوْلُ ھٰذَا قَالَ قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ اِنَّمَا اُرِیْدُ شَیْئًا تَخُصُّنِیْ بِہٖ قَالَ یَا مُوْسٰی لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعَ فِیْ کِفَّۃٍ وَّلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِیْ کِفَّۃٍ مَالَتْ بِھِمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رواہ النسائی وابن حبان والحاکم کلھم من طریق دراج عن ابی الھیثم عنہ وقال الحاکم صحیح الاسناد کذا فی الترغیب قلت قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاہ واقرہ علیہ الذھبی واخرج فی المشکوٰۃ بروایۃ شرح السنۃ نحوہ زاد فی منتخب الکنز ابا یعلی والحکیم وابا نعیم فی الحلیۃ والبیھقی فی الاسماء وسعید بن منصور فی سننہ وفی مجمع الزوائد رواہ ابو یعلی ورجالہ وثقوا وفیھم ضعف

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ جل جلالہٗ کی پاک بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ورد تعلیم فرما دیجیے جس سے آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکارا کروں ارشاد خداوندی ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا اے پروردگار یہ تو ساری ہی دنیا کہتی ہے ارشاد ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہا کرو عرض کیا میرے رب میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں جو مجھی کو عطا ہو ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسری طرف لا الہ الا اللہ کو رکھ دیا جائے تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا۔

(ف) اللہ جل جلالہٗ عم نوالہٗ کی عادت شریفہ یہی ہے کہ جو چیز جس قدر ضرورت کی ہوتی ہے اتنی ہی عام عطا کی جاتی ہے ضروریات دینویہ ہی میں دیکھ لیا جائے کہ سانس، پانی، ہوا کیسی عام ضرورت کی چیزیں ہیں، اللہ جل شانہٗ نے ان کو کس قدر عام فرما رکھا ہے۔ البتہ یہ ضروری چیز ہے کہ اللہ کے یہاں وزن اخلاص کا ہے جس قدر اخلاص سے کوئی کام کیا جائے گا اتنی ہی وزنی ہوگا اور جس قدر اخلاص کی کمی اور بے دلی سے کیا جائے گا اتنا ہی ہلکا ہوگا۔ اخلاص پیدا کرنے کے لیے بھی جس قدر مفید اس کلمہ کی کثرت ہے اتنی کوئی دوسری چیز نہیں کہ اس کلمہ کا نام ہی جِلَاءُ الْقُلُوْب (دلوں کی صفائی) ہے اسی وجہ سے حضرات صوفیہ اس کا ورد کثرت سے بتاتے ہیں۔ اور سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی مقدار میں روزانہ کا معمول تجویز کرتے ہیں۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مُلّا علی قاری ؒ نے لکھا ہے کہ ایک مرید نے اپنے شیخ سے عرض کیا تھا کہ میں ذکر کرتا ہوں، مگر دل غافل رہتا ہے انہوں نے فرمایا کہ ذکر برابر کرتے رہو اور اس پر اللہ کا شکر کرتے رہو کہ اس نے ایک عضو یعنی زبان کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی اور اللہ سے دل کی توجہ کے لیے دعا کرتے رہو اس قسم کا واقعہ احیاء العلوم میں بھی ابو عثمان مغربی ؒ کے متعلق نقل کیا گیا کہ ان سے کسی مرید نے شکایت کی تھی جس پر انہوں نے یہ جواب دیا تھا۔ درحقیقت بہترین نسخہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا کلام پاک میں ارشاد ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو میں اضافہ کروں گا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ذکر اس کی بڑی نعمت ہے اس کا شکر ادا کیا کرو کہ اللہ نے ذکر کی توفیق عطا فرمائی۔

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ظَنَنْتُ یَا اَبَاهُرَیْرَةَ اَنْ لَّا یَسْئَلُنِیْ عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اَحَدٌ اَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَاَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْحَدِیْثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ رواہ البخاری وقد اخرجہ الحاکم بمعناہ وذکرہ صاحب بہجۃ النفوس فی الحدیث اربعا وثلثین بحثا۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا قیامت کے دن کون شخص ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے احادیث پر تمہاری حرص دیکھ کر یہی گمان تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے کوئی دوسرا شخص نہ پوچھے گا (پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کا جواب ارشاد فرمایا) کہ سب سے زیادہ سعادتمند اور نفع اٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے

(ف) سعادت کہتے ہیں کہ آدمی کو خیر کی طرف پہنچانے کے لیے توفیقِ الٰہی کے شاملِ حال ہونے کو۔ اب اخلاص سے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کا سب سے زیادہ مستحقِ شفاعت ہونے کے دو مطلب ہوسکتے ہیں ایک تو یہ کہ اس حدیث سے وہ شخص مراد ہے جو اِخلاص سے مسلمان ہوا اور کوئی نیک عمل بجز کلمہ طیبہ پڑھنے کے اس کے پاس نہ ہو اس صورت میں ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ سعادت اس کو شفاعت ہی سے حاصل ہوسکتی ہے کہ اپنے پاس تو کوئی عمل نہیں ہے۔ اس مطلب کے موافق یہ حدیث ان احادیث کے قریب قریب ہوگی جن میں ارشاد ہے کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لیے ہے کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے لیکن کلمہ طیبہ کی برکت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ان کو نصیب ہوگی۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کے مصداق وہ لوگ ہیں جو

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اخلاص سے اس کلمہ کا ورد رکھیں اور نیک اعمال ہوں ان کے سب سے زیادہ سعادت مند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ نفع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ان کو پہنچے گا کہ ترقی درجات کا سبب بنے گی۔ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قیامت کے دن چھ طریقہ سے ہوگی۔ اوّل میدانِ حشر کی قید سے خلاصی کی ہوگی۔ کہ حشر میں ساری مخلوق طرح طرح کے مصائب میں مبتلا پریشان حال یہ کہتی ہوئی ہوگی کہ ہم کو جہنم ہی میں ڈال دیا جائے مگر ان مصائب سے تو خلاصی ہو اس وقت جلیل القدر انبیاءؑ کی خدمت میں یکے بعد دیگرے حاضری ہوگی کہ آپؑ ہی اللہ کے یہاں سفارش فرمائیں مگر کسی کو جرأت نہ ہوگی کہ سفارش فرما سکیں بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے یہ شفاعت تمام عالم تمام مخلوق جن وانس مسلم کافر سب کے حق میں ہوگی اور سب ہی اس سے منتفع ہوں گے۔ احادیثِ قیامت میں اس کا مفصل قصہ مذکور ہے۔ دوسری شفاعت بعض کفار کے حق میں تخفیف عذاب کی ہوگی جیسا ابوطالب کے بارہ میں صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔ تیسری شفاعت بعض مومنوں کو جہنم سے نکالنے کے بارہ میں ہوگی جو اس میں داخل ہو چکے ہیں۔ چوتھی شفاعت بعض مومن جو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونے کے مستحق ہو چکے ہیں۔ ان کی جہنم سے معافی اور جہنم میں نہ داخل ہونے کے بارے میں ہوگی پانچویں شفاعت بعض مومنین کے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے میں ہوگی۔ اور چھٹی شفاعت مومنین کے درجات بلند ہونے میں ہوگی۔

(۴) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قِيْلَ وَمَا اِخْلَاصُهَا قَالَ اَنْ تَحْجِزَهٗ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر۔

(۴) حضرت زید ابن ارقمؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا کسی نے پوچھا کہ کلمہ کے اخلاص (کی علامت) کیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے۔

(ف) اور یہ ظاہر ہے کہ جب حرام کاموں سے رک جائے گا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا قائل ہوگا۔ تو اسکے سیدھا جنت میں جانے میں کیا تردد ہے۔ لیکن اگر حرام کاموں سے نہ بھی رکے تب بھی اس کلمہ پاک کی یہ برکت تو بلا تردد ہے کہ اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگتنے کے بعد کسی نہ کسی وقت جنت میں ضرور داخل ہوگا البتہ اگر خدانخواستہ بداعمالیوں کی بدولت اسلام و ایمان ہی سے محروم ہو جائے تو دوسری بات ہے۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ تنبیہ الغافلین میں لکھتے ہیں ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ کثرت

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا رہا کرے اور حق تعالیٰ شانہٗ سے ایمان کے باقی رہنے کی دعا بھی کرتا رہے اور اپنے کو گناہوں سے بچاتا رہے اس لیے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ گناہوں کی نحوست سے آخر میں اُن کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور دنیا سے کفر کی حالت میں جاتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو گی کہ ایک شخص کا نام ساری عمر مسلمانوں کی فہرست میں رہا ہو مگر قیامت میں وہ کافروں کی فہرست میں ہو یہ حقیقی حسرت اور کمال حسرت ہے۔ اس شخص پر افسوس نہیں ہوتا جو گرجا یا بت خانہ میں ہمیشہ رہا ہو اور وہ کافروں کی فہرست میں آخر میں شمار کیا جائے افسوس اُس پر ہے جو مسجد میں رہا ہو اور کافروں میں شمار ہو جائے۔ اور یہ بات گناہوں کی کثرت سے اور تنہائیوں میں حرام کاموں میں مبتلا ہونے سے پیدا ہوتی ہے بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس دوسروں کا مال ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ دوسروں کا ہے مگر دل کو سمجھاتے ہیں کہ میں کسی وقت اس کو واپس کر دوں گا اور صاحب حق سے معاف کرا لوں گا مگر اس کی نوبت نہیں آتی اور موت اُس سے قبل آجاتی ہے بہت سے لوگ ہیں کہ بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے اور وہ اس کو سمجھتے ہیں مگر پھر بھی اُس سے ہم بستری کرتے ہیں اور اسی حالت میں موت آجاتی ہے کہ توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی ہے ایسے ہی حالات میں آخر میں ایمان سلب ہو جاتا ہے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ۔ حدیث کی کتابوں میں ایک قصہ لکھا ہے کہ حضورؐ کے زمانہ میں ایک نوجوان کا انتقال ہونے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اُس سے کلمہ نہیں پڑھا جاتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اس سے دریافت فرمایا کیا بات ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک قفل سا دل پر لگا ہوا ہے تحقیق حالات سے معلوم ہوا کہ اس کی ماں اس سے ناراض ہے اور اس نے ماں کو ستایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ اگر کوئی شخص بہت سی آگ جلا کر اس تمہارے لڑکے کو اُس میں ڈالنے لگے تو تم سفارش کرو گی انہوں نے عرض کیا ہاں حضور کروں گی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا ہے تو اس کا قصور معاف کر دے انہوں نے سب معاف کر دیا پھر اس سے کلمہ پڑھنے کو کہا گیا تو فوراً پڑھ لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے انہوں نے آگ سے نجات پائی۔ اس قسم کے سیکڑوں واقعات پیش آتے ہیں کہ ہم لوگ ایسے گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ جن کی نحوست دین اور دنیا دونوں میں نقصان پہنچاتی ہے صاحب احیاءؒ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے خطبہ پڑھا جس میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کو اس طرح سے کہے کہ خلط ملط نہ ہو تو اس کے لیے جنّت واجب ہو جاتی ہے حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ حضور اس کو واضح فرما دیں خلط ملط کا کیا مطلب ہے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی محبت اور اس کی طلب میں لگ جانا بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ انبیاءؑ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کی سی باتیں کرتے ہیں اور متکبر اور جابر لوگوں کے سے عمل کرتے ہیں اگر کوئی اس کلمہ کو اس طرح کہے کہ یہ کام نہ کرتا ہو تو جنت اُس کے لیے واجب ہے۔

(۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ عَبْدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَآءِ حَتّٰی یُفْضِیَ اِلَی الْعَرْشِ مَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَآئِرُ۔ رواہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب کذا فی الترغیب وھکذا فی المشکوٰۃ لکن لیس فیھا حسن بل غریب فقط قال القاری ورواہ النسائی وابن حبان وعزاہ السیوطی فی الجامع الی الترمذی ورقم لہ بالحسن وحکاہ السیوطی فی الدر من طریق ابن مردویہ عن ابی ھریرۃ ولیس فیہ ما اجتنبت الکبائر وفی الجامع الصغیر بروایۃ الطبرانی عن معقل ابن یسار لکل شیء مفتاح ومفتاح السمٰوٰت قول لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ورقم لہ بالضعف

(۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کہے اور اس کے لیے آسمانوں کے دروازے نہ کھل جائیں یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

(ف) کتنی بڑی فضیلت ہے اور قبولیت کی انتہا ہے کہ یہ کلمہ براہ راست عرش معلّٰی تک پہنچتا ہے اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ اگر کبیرہ گناہوں کے ساتھ بھی کہا جائے تو نفع سے اس وقت بھی خالی نہیں۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ کبائر سے بچنے کی شرط قبول کی جلدی اور آسمان کے سب دروازے کھلنے کے اعتبار سے ہے ورنہ ثواب اور قبول سے کبائر کے ساتھ بھی خالی نہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ ایسے شخص کے واسطے مرنے کے بعد اس کی روح کے اعزاز میں آسمان کے سب دروازے کھل جائیں گے۔ ایک حدیث میں آیا ہے دو کلمے ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک کے لیے عرش سے نیچے کوئی منتہا نہیں۔ دوسرا آسمان اور زمین کو (اپنے نور یا اپنے اجر سے) بھر دے ایک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرا اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔

(۶) عَنْ یَعْلَی بْنِ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ شَدَّادُ بْنُ اَوْسٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ حَاضِرٌ یُصَدِّقُ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ فِیْکُمْ غَرِیْبٌ یَعْنِیْ اَهْلَ الْکِتَابِ قُلْنَا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَمَرَ بِغَلْقِ الْاَبْوَابِ وَقَالَ ارْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ وَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَرَفَعْنَا

(۶) حضرت شدادؓ فرماتے ہیں اور حضرت عبادہؓ اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کوئی اجنبی (غیر مسلم) تو مجمع میں نہیں ہے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اَیْدِیَنَا سَاعَةً ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ بَعَثْتَنِیْ بِھٰذِہِ الْکَلِمَةِ وَوَعَدْتَّنِیْ عَلَیْھَا الْجَنَّةَ وَاَنْتَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ثُمَّ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَکُمْ رواہ احمد باسناد حسن والطبرانی وغیرھما کذا فی الترغیب قلت واخرجہ الحاکم وقال اسمٰعیل بن عیاش احد ائمۃ اھل الشام وقد نسب الی سوء الحفظ وانا علی شرطی فی امثالہ وقال الذھبی راشد ضعفہ الدار قطنی وغیرہ ووثقہ وحیم اھ وفی مجمع الزوائد رواہ احمد والطبرانی والبزار ورجال موثقون اھ

عرض کیا کوئی نہیں ارشاد فرمایا کواڑ بند کردو اس کے بعد ارشاد فرمایا ہاتھ اٹھاؤ اور کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہم نے تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے رکھے (اور کلمہ طیبہ پڑھا) پھر فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اے اللہ تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا ہے اور اس کلمہ پر جنت کا وعدہ کیا ہے اور تو وعدہ خلاف نہیں ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ خوش ہو جاؤ اللہ نے تمہاری مغفرت فرما دی۔

(ف) غالبًا اجنبی کو اسی لیے دریافت فرمایا تھا اور اسی لیے کواڑ بند کرائے تھے کہ ان لوگوں کے کلمۂ طیبہ پڑھنے پر تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت کی بشارت کی امید ہوگی اوروں کے متعلق یہ امید نہ ہو صوفیہ نے اس حدیث سے مشائخ کا اپنے مریدین کی جماعت کو ذکر تلقین کرنے پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ جامع الاصول میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہؓ کو جماعۃً اور منفردًا ذکر تلقین کرنا ثابت ہے جماعت کو تلقین کرنے میں اس حدیث کو پیش کیا ہے اس صورت میں کواڑوں کا بند کرنا مستفیدین کی توجہ کے تام کرنے کی غرض سے ہو اور اسی وجہ سے اجنبی کو دریافت فرمایا کہ غیر کا مجمع میں ہونا حضورؐ پر تشتت کا سبب اگرچہ نہ ہو لیکن مستفیدین کے تشتت کا احتمال تو تھا ہی ؎

چہ خوش است باتو بزمے بنہفتہ ساز کردن ∴ درِ خانہ بند کردن سرِ شیشہ باز کردن

(کیسی مزے کی چیز ہے تیری ساتھ خفیہ ساز کر لینا گھر کا دروازہ بند کر دینا اور بوتل کا منہ کھول دینا)

(۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا قَالَ اَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ رواہ احمد والطبرانی واسناد احمد حسن کذا فی الترغیب قلت ورواہ الحاکم فی صحیحہ وقال صحیح الاسناد قال الذھبی صدقۃ (الراوی) ضعفوہ قلت

(۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو یعنی تازہ کرتے رہا کرو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان کی تجدید کس طرح کریں؟ ارشاد فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو کثرت سے پڑھا کرو۔

(ف) ایک روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ ایمان پرانا ہو جاتا ہے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ھومن رواۃ ابی داؤد والترمذی و اخرج لہ البخاری فی الادب المفرد وقال فی التقریب صدوق لہ اوھام وذکرہ السیوطی فی الجامع الصغیر بروایۃ احمد والحاکم ورقم لہ بالصحۃ وفی مجمع الزوائد رواہ احمد واسنادہ جید وفی موضع اٰخر رواہ احمد والطبرانی ورجال احمد ثقات۔

جیسا کہ کپڑا پرانا ہو جاتا ہے اس لیے اللہ جل شانہ سے ایمان کی تجدید مانگتے رہا کرو۔ پرانے ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ معاصی سے قوتِ ایمانیۃ اور نورِ ایمان جاتا رہتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نشان (دھبہ) اُس کے دل میں ہو جاتا ہے اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ نشان دھل جاتا ہے ورنہ جما رہتا ہے اور پھر جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نشان ہو جاتا ہے اسی طرح سے آخر دل بالکل کالا ہو جاتا ہے اور زنگ آلود ہو جاتا ہے جس کو حق تعالیٰ شانہ نے سورۂ تطفیف میں ارشاد فرمایا ہے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ اس کے بعد اس کے دل کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ حق بات اس میں اثر اور سرایت ہی نہیں کرتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ چار چیزیں آدمی کے دل کو برباد کر دیتی ہیں۔ احمقوں سے مقابلہ، گناہوں کی کثرت، عورتوں کے ساتھ کثرتِ اختلاط اور مردہ لوگوں کے پاس کثرت سے بیٹھنا کسی نے پوچھا مردوں سے کیا مراد ہے فرمایا ہر وہ مالدار جس کے اندر مال نے اکڑ پیدا کر دی ہو۔

(۸) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا مِنْ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَبْلَ اَنْ یُّحَالَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھَا۔ رواہ ابو یعلی باسناد جید قوی کذا فی الترغیب وعزاہ فی الجامع الی ابی یعلی وابن عدی فی الکامل ورقم لہ بالضعف وزاد لقنوھا موتاکم وفی مجمع الزوائد رواہ ابو یعلی ورجالہ رجال الصحیح غیر ضمام وھو ثقۃ۔

(۸) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کثرت سے کرتے رہا کرو قبل اس کے کہ ایسا وقت آئے کہ تم اُس کلمہ کو نہ کہہ سکو۔

(ف) یعنی موت حائل ہو جائے کہ اس کے بعد کسی عمل کا بھی وقت نہیں رہتا زندگی کا زمانہ بہت ہی تھوڑا سا ہے اور یہی عمل کرنے کا اور تخم بو لینے کا وقت ہے اور مرنے کے بعد کا زمانہ بہت ہی دیا ہے اور وہاں وہی مل سکتا ہے جو یہاں بو دیا گیا۔

(۹) عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لَا یَقُوْلُھَا عَبْدٌ حَقًّا مِّنْ قَلْبِہٖ فَیَمُوْتُ عَلٰی

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ دل سے حق سمجھ کر اس کو پڑھے اور اسی حال میں

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ذٰلِكَ اِلَّا حَرَّمَ عَلَى النَّارِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرطهما ورویاہ بنحوہ کذا فی الترغیب۔

مرجائے مگر وہ جہنم پر حرام ہوجاتے وہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ (ف) بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے ان سب سے اگر یہ مراد ہے کہ وہ مسلمان ہی اس وقت ہوا ہے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں کہ اسلام لانے کے بعد کفر کے گناہ بالاتفاق معاف ہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ پہلے سے مسلمان تھا اور اخلاص کے ساتھ اس کلمہ کو کہہ کر مرا ہے تب بھی کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف سے سارے ہی گناہ معاف فرما دیں حق تعالیٰ شانہ کا تو خود ہی ارشاد ہے کہ شرک کے علاوہ سارے ہی گناہ جس کے چاہیں گے معاف فرما دیں گے۔ ملا علی قاریؒ نے بعض علماء سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ اور اس قسم کی احادیث اس وقت کے اعتبار سے ہیں جب تک دوسرے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد اس کلمہ کو اُس کے حق کی ادائیگی کے ساتھ کہنا جیسا کہ پہلے حدیث نمبر (۴) میں گزر چکا ہے۔ حسن بصریؒ وغیرہ حضرات کی بھی یہی رائے ہے۔ امام بخاری کی تحقیق یہ ہے کہ ندامت کے ساتھ اس کلمہ کو کہا ہو کہ یہی حقیقت توبہ کی ہے اور پھر اسی حال پر انتقال ہوا ہو۔ ملا علی قاریؒ کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے ہمیشہ جہنم میں رہنے کی حرمت مراد ہے ان سب کے علاوہ ایک کھلی ہوئی بات اور بھی ہے وہ یہ کہ کسی چیز کا کوئی خاص اثر ہونا اس کے منافی نہیں کہ کسی عارض کی وجہ سے وہ اثر نہ کرسکے سَقْمُونیا کا اثر اِسہال ہے لیکن اگر اس کے بعد کوئی سخت قابض چیز کھالی جائے تو یقیناً سقمونیا کا اثر نہ ہوگا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس دوا کا اثر نہیں رہا بلکہ اس عارض کی وجہ سے اُس شخص پر اثر نہ ہوسکا۔

(۱۰) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رواہ احمد کذا فی المشکوٰۃ والجامع الصغیر ورقم لہ بالضعف وفی مجمع الزوائد رواہ احمد ورجالہ وثقوا الا ان شهرا لم یسمعه عن معاذ اھ ورواہ البزار کذا فی الترغیب وزاد السیوطی فی الدر ابن مردویہ والبیهقی وذکرہ فی المقاصد الحسنۃ بروایۃ احمد بلفظ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(۱۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرنا جنت کی کنجیاں ہیں۔

(ف) کنجیاں اس لحاظ سے فرمایا کہ ہر دروازہ کی اور ہر جنت کی کنجی یہ ہی کلمہ ہے اس لیے ساری کنجیاں یہی کلمہ ہوا یا اس لحاظ سے کہ یہ کلمہ بھی دو جزو لیے ہوئے ہے ایک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار دوسرے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار اس لیے دو ہوگئے کہ دونوں کے مجموعہ سے کھل سکتا ہے اور بھی ان روایات میں جہاں جہاں جنت کے دخول یا جہنم کے حرام

Visit : www.Momeen.blogspot.com

واختلف فی وجہ حل الشہادۃ وھی مفرد علی المفاتیح وھی جمع علی اقوال اوجھہا عندی انھا لما کانت مفتاحا لکل باب من ابوابہ صارت کالمفاتیح۔

ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد پورا ہی کلمہ ہے ایک حدیث میں وارد ہے کہ جنت کی قیمت لا الٰہ الا اللہ ہے۔

(۱۱) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِیْ سَاعَۃٍ مِّنْ لَیْلٍ اَوْ نَھَارٍ اِلَّا طُمِسَتْ مَا فِی الصَّحِیْفَۃِ مِنَ السَّیِّئَاتِ حَتّٰی تَسْکُنَ اِلٰی مِثْلِھَا مِنَ الْحَسَنَاتِ رواہ ابو یعلی کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد فیہ عثمان بن عبدالرحمٰن الزھری وھو متروک اھ۔

(۱۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی بندہ کسی وقت بھی دن میں یا رات میں لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو اعمالنامہ میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(ف) برائیاں مٹ کر نیکیاں لکھی جانے کے متعلق باب اول فصل ثانی کے نمبر (۱۰) پر مفصل گزر چکا ہے اور اس قسم کی آیات و روایات کے چند معنی لکھے گئے ہیں ہر معنی کے اعتبار سے گناہوں کا اس حدیث میں اعمالنامہ سے مٹانا تو معلوم ہوتا ہی ہے البتہ اخلاص ہونا ضروری ہے اور کثرت سے اللہ کا پاک نام لینا اور کلمہ طیبہ کا کثرت سے پڑھنا خود بھی اخلاص پیدا کرنے والا ہے اسی لیے اس پاک کلمہ کا نام کلمۂ اخلاص ہے۔

(۱۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَمُوْدًا مِّنْ نُّوْرٍ بَیْنَ یَدَیِ الْعَرْشِ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اھْتَزَّ ذٰلِکَ الْعَمُوْدُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُسْکُنْ فَیَقُوْلُ کَیْفَ اَسْکُنُ وَلَمْ تُغْفَرْ لِقَائِلِھَا فَیَقُوْلُ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ فَیَسْکُنُ عِنْدَ ذٰلِکَ رواہ البزار وھو غریب کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد فیہ عبد اللہ بن ابراھیم بن ابی عمرو وھو ضعیف جدا اھ قلت وبسط السیوطی فی اللآلی علی طرقہ وذکر لہ شواھد۔

(۱۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عرش کے سامنے نور کا ایک ستون ہے جب کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے اللہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ ٹھہر جا وہ عرض کرتا ہے کیسے ٹھیروں حالانکہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا میں نے اسکی مغفرت کردی تو وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔

(ف) محدثین حضرات کو اس روایت میں کلام ہے لیکن علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ یہ روایت کئی طریقوں سے مختلف الفاظ سے نقل کی گئی ہے بعض روایتوں میں اس کے ساتھ اللہ جل شانہ کا یہ بھی ارشاد وارد ہے کہ میں نے کلمہ طیبہ اس شخص کی زبان پر اسی لیے جاری کرادیا تھا کہ اس کی مغفرت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کروں کس قدر لطف وکرم ہے اللہ کا کہ خود ہی توفیق عطا فرماتے ہیں اور پھر خود ہی اُس لطف کی تکمیل میں مغفرت فرماتے ہیں حضرت عطاءؒ کا قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے وہاں ایک دیوانی باندی فروخت ہو رہی تھی انہوں نے خرید لی جب رات کا کچھ حصہ گذرا تو وہ دیوانی اٹھی اور وضو کرکے نماز شروع کردی اور نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ آنسوؤں سے دم گھٹا جا رہا تھا اُس کے بعد اس نے کہا اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرما دیجئے۔ عطاءؒ نے یہ سن کر فرمایا کہ لونڈی یوں کہہ اے اللہ مجھے آپ سے محبت رکھنے کی قسم یہ سن کر اس کو غصہ آیا اور کہنے لگی اُس کے حق کی قسم اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں یوں میٹھی نیند نہ سُلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ کرتا۔ اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے ؎

اَلْکَرْبُ مُجْتَمِعٌ وَالْقَلْبُ مُحْتَرِقٌ ۔۔۔ وَالصَّبْرُ مُفْتَرِقٌ وَالدَّمْعُ مُسْتَبِقٌ

کَیْفَ الْقَرَارُ عَلٰی مَنْ لَّا قَرَارَ لَهٗ ۔۔۔ مِمَّا جَنَاهُ الْهَوٰی وَالشَّوْقُ وَالْقَلَقُ

یَا رَبِّ اِنْ کَانَ شَیْءٌ فِیْهِ لِیْ فَرَجٌ ۔۔۔ فَامْنُنْ عَلَیَّ بِهٖ مَا دَامَ بِیْ رَمَقٌ

ترجمہ:۔ بے چینی جمع ہو رہی ہے اور دل جل رہا ہے۔ اور صبر جدا ہو گیا اور آنسو بہہ رہے ہیں۔ اس کو کس طرح قرار آ سکتا ہے جس کو عشق وشوق اور بے چینی کے حملوں کی وجہ سے ذرا بھی سکون نہیں اے اللہ اگر کوئی چیز ایسی ہو سکتی ہے جس میں غم سے نجات ہو تو زندگی میں اُس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما۔ اس کے بعد اُس نے کہا اے اللہ میرا اور آپ کا معاملہ اب راز میں نہیں رہا مجھے اٹھا لیجیے یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور مر گئی۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ توفیق جب تک شامل حال نہ ہو کیا ہو سکتا ہے۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۞ اور تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے ہو)

(۱۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلٰى اَهْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْشَةٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ وَلَا مُنْشَرِهِمْ وَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰٓى اَهْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَهُمْ یَنْفُضُوْنَ التُّرَابَ عَنْ رُّءُوْسِهِمْ۔ وَیَقُوْلُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَیْسَ عَلٰٓى اَهْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْشَةٌ عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا عِنْدَ الْقَبْرِ

(۱۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ والوں پر نہ قبروں میں وحشت ہے نہ میدانِ حشر میں اس وقت گویا وہ منظر میرے سامنے ہے کہ جب وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے (قبروں سے) اُٹھیں گے اور کہیں گے کہ تمام تعریف اُس اللہ کے لیے ہے جس نے ہم سے (ہمیشہ کے لیے) رنج وغم دور کر دیا دوسری حدیث میں ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ والوں پر نہ موت کے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

رواه الطبراني والبيهقي كلاهما من رواية
يحيى بن عبد الحميد الحماني وفي متنه نكارة
كذا في الترغيب وذكره في الجامع الصغير برواية
الطبراني عن ابن عمرؓ ورقم له بالضعف
وفي اسنى المطالب رواه الطبراني وابو يعلى بسند
ضعيف وفي مجمع الزوائد رواه الطبراني وفي
رواية ليس على اهل لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْشَةٌ
عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا عِنْدَ الْقَبْرِ وفي الاولى يحيى
الحماني وفي الاخرى مجاشع بن عمرو كلاهما
ضعيف اه وقال السخاوي في المقاصد الحسنة
رواه ابو يعلى والبيهقي في الشعب والطبراني
بسند ضعيف عن ابن عمرؓ اه قلت وما حكم
عليه المنذري بالنكارة مبناه أَنَّهُ حَمَلَ
أَهْلَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَلَى الظَّاهِرِ عَلَى كُلِّ
مُسْلِمٍ وَمَعْلُوْمٌ أَنَّ بَعْضَ الْمُسْلِمِيْنَ يُعَذَّبُوْنَ
فِي الْقُبُوْرِ وَالْحَشْرِ فَيَكُوْنُ الْحَدِيْثُ مُخَالِفًا لِلْمَعْرُوْفِ
فَيَكُوْنُ مُنْكَرًا لٰكِنَّهُ إِنْ أُرِيْدَ بِهِ الْمَخْصُوْصُ
بِهٰذِهِ الصِّفَةِ فَيَكُوْنُ مُوَافِقًا لِلنُّصُوْصِ
الْكَثِيْرَةِ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْحَدِيْثِ فَالسَّابِقُوْنَ
السَّابِقُوْنَ أُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمِنْهُمْ
سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَسَبْعُوْنَ
أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَغَيْرُ
ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيَاتِ وَالرِّوَايَاتِ فَالْحَدِيْثُ
مُوَافِقٌ لَهَا لَا مُخَالِفٌ فَيَكُوْنُ مَعْرُوْفًا لَا
مُنْكَرًا وَذَكَرَ السيوطي في الجامع الصغير

وقت وحشت ہوگی نہ قبر کے وقت۔
(ف) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نہایت غمگین تھے حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے
عرض کیا کہ اللہ جل جلالہٗ نے آپ کو سلام فرمایا ہے
اور ارشاد فرمایا کہ آپ کو رنجیدہ اور غمگین دیکھ
رہا ہوں یہ کیا بات ہے (حالانکہ حق تعالیٰ شانہٗ
دلوں کے بھید جاننے والے ہیں لیکن اکرام اعزاز
اور اظہار شرافت کے واسطے اس قسم کے سوال
کرائے جاتے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ جبرئیل مجھے اپنی اُمت کا فکر بہت بڑھ رہا
ہے کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا۔ حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کفار کے
بارے میں یا مسلمانوں کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے بارے میں فکر ہے
حضرت جبرئیلؑ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ
لیا اور ایک مقبرہ پر تشریف لے گئے جہاں
قبیلہ بنو سلمہ کے لوگ دفن تھے حضرت جبرئیلؑ نے
ایک قبر پر ایک پَر مارا اور ارشاد فرمایا کہ قُمْ
بِإِذْنِ اللّٰهِ (اللہ کے حکم سے کھڑا ہوجا) اس قبر
سے ایک شخص نہایت حسین خوبصورت چہرہ والا
اٹھا وہ کہہ رہا تھا لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حضرت
جبرئیلؑ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ لوٹ جاؤ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بروایۃ ابن مردویہ والبیہقی فی البعث عن عُمَرَ بِلَفْظِ سَابِقُنَا سَابِقٌ وَمُقْتَصِدُنَا نَاجٍ وَظَالِمُنَا مَغْفُوْرٌ لَّهٗ وَرَقَمَ لَهٗ بِالْحَسَنِ قلت ویؤیدہ حدیث سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ الْمُسْتَهْتَرُوْنَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ فَيَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خِفَافًا رواہ الترمذی والحاکم عن ابی ھریرۃ والطبرانی عن ابی الدرداء کذا فی الجامع ورقم لہ بالصحۃ وفی الاتحاف عن ابی الدرداء موقوفا اَلَّذِيْنَ لَا تَزَالُ أَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَةً مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَهُمْ يَضْحَكُوْنَ وفی الجامع الصغیر بروایۃ الحاکم ورقم لہ بالصحۃ اَلسَّابِقُ وَالْمُقْتَصِدُ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَالظَّالِمُ لِنَفْسِهٖ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا ثُمَّ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔

چلا گیا۔ پھر دوسری قبر پر دوسرا پَر مارا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا اس میں سے ایک شخص نہایت بدصورت کالا منہ کیری آنکھوں والا کھڑا ہوا وہ کہہ رہا تھا ہائے افسوس ہائے شرمندگی ہائے مصیبت پھر حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا اپنی جگہ لوٹ جا اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جس حالت پر یہ لوگ مرتے ہیں اسی حالت پر اٹھیں گے۔ حدیث بالا میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ والوں سے بظاہر وہ لوگ مراد ہیں جن کو اللہ پاک کلمہ کے ساتھ خصوصی لگاؤ خصوصی مناسبت خصوصی اشتغال ہو اس لیے کہ دودھ والا جوتوں والا موتی والا ابرف والا وہی شخص کہلاتا ہے جس کے یہاں ان چیزوں کی خصوصی بکری اور خصوصی ذخیرہ موجود ہو اس لیے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ والوں کی ساتھ

اس معاملہ میں کوئی اشکال نہیں قرآن پاک میں سورۂ فاطر میں اس امت کے تین طبقے بیان فرمائے ہیں ایک طبقہ سابق بالخیرات کا بیان فرمایا جن کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ وہ بے حساب جنّت میں داخل ہوں گے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرے اُس کو حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن ایسی حالت میں اُٹھائیں گے کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ان کا چہرہ روشن ہوگا حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی زبانیں اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہتی ہیں وہ جنت میں ہنستے ہوئے داخل ہوں گے۔

(۱۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَسْتَخْلِصُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِّثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِيْ

(۱۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو منتخب فرما کر تمام دنیا کے سامنے بلائیں گے اور اس کے سامنے ننانوے دفتر اعمال کے کھولیں گے ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ منتہائے نظر تک (یعنی جہاں تک نگاہ جاسکے وہاں تک) پھیلا ہوا ہوگا

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اَلْحَافِظُوْنَ فَیَقُوْلُ لَا یَا رَبِّ فَیَقُوْلُ اَفَلَكَ عُذْرٌ فَیَقُوْلُ لَا یَا رَبِّ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی بَلٰی اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَاِنَّهٗ لَا ظُلْمَ عَلَیْكَ الْیَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِیْهَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فیقول اُحْضُرْ وَزْنَكَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَقَالَ فَاِنَّكَ لَا تُظْلَمُ الْیَوْمَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِیْ كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِیْ كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا یَثْقُلُ مَعَ اللّٰهِ شَیْءٌ رواه الترمذی وقال حسن غریب وابن ماجة وابن حبان فی صحیحه والبیهقی والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم کذا فی الترغیب قلت کذا قال الحاکم فی کتاب الایمان واخرجه ایضا فی کتاب الدعوات وقال صحیح الاسناد واقره فی الموضعین الذهبی وفی المشکوٰة اخرجه بروایة الترمذی وابن ماجة وزاد السیوطی فی الدر فیمن عزاه الیهم احمد وابن مردویه واللالکائی والبیهقی فی البعث وفیه اختلاف فی بعض الالفاظ کقوله فی اول الحدیث یُصَاحُ بِرَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ وَفِیْهِ اَیْضًا فَیَقُوْلُ اَفَلَكَ عُذْرٌ اَوْ حَسَنَةٌ فَیُهَابُ الرَّجُلُ فَیَقُوْلُ لَا یَا رَبِّ فَیَقُوْلُ بَلٰی اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً الحدیث وعلم منه ان الاستدراك فی الحدیث علی محله ولا حاجة اذا الی ما ادله القاری فی المرقاة وذکر السیوطی

اُس کے بعد اس سے سوال کیا جائے گا کہ ان اعمالناموں میں سے تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے کیا میرے اُن فرشتوں نے جو اعمال لکھنے پر متعین تھے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے (کہ کوئی گناہ بغیر کیے ہوئے لکھ لیا ہو یا کرنے سے زیادہ لکھ لیا ہو) وہ عرض کرے گا نہیں (نہ انکار کی گنجائش ہے نہ فرشتوں نے ظلم کیا) پھر ارشاد ہو گا کہ تیرے پاس ان بداعمالیوں کا کوئی عذر ہے وہ عرض کرے گا کوئی عذر بھی نہیں ارشاد ہو گا اچھا تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہے پھر ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ لکھا ہوا ہو گا ارشاد ہو گا کہ جا اس کو تلوالے وہ عرض کرے گا کہ اتنے دفتروں کے مقابلہ میں یہ پرزہ کیا کام دے گا ارشاد ہو گا کہ آج تجھ پر ظلم نہیں ہو گا پھر اُن سب دفتروں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جاوے گا اور دوسری جانب وہ پرزہ ہو گا تو دفتروں والا پلڑا اڑنے لگے گا اُس پرزہ کے وزن کے مقابلہ میں۔ پس بات یہ ہے کہ اللہ کے نام سے کوئی چیز وزنی نہیں۔

(ف) یہ اخلاص ہی کی برکت ہے کہ ایک مرتبہ کلمہ طیبہ اخلاص کے ساتھ کا پڑھا ہوا ان سب دفتروں پر غالب آگیا اسی لیے ضروری ہے کہ آدمی کسی مسلمان کو بھی حقیر نہ سمجھے اور اپنے کو اس سے افضل نہ سمجھے کیا معلوم کہ اس کا کونسا عمل اللہ کے یہاں مقبول ہو جائے جو اس کی نجات کے لیے کافی ہو جائے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ما یؤیدہ الروایۃ من الروایات الاخر۔ اور اپنا حال معلوم نہیں کہ کوئی عمل قابلِ قبول ہوگا یا نہیں۔ حدیث شریف میں ایک قصہ آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے ایک عابد تھا دوسرا گنہگار۔ وہ عابد اس گنہگار کو ہمیشہ ٹوکا کرتا تھا وہ کہہ دیتا کہ مجھے میرے خدا پر چھوڑ۔ ایک دن اُس عابد نے غصہ میں آکر کہہ دیا کہ خدا کی قسم تیری مغفرت کبھی نہیں ہوگی۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے عالمِ ارواح میں دونوں کو جمع فرمایا اور گنہگار کو اس لیے کہ وہ رحمت کا امیدوار تھا۔ معاف فرمایا اور عابد کو اس قسم کھانے کی پاداش میں عذاب کا حکم فرما دیا اور اس میں کیا شک ہے کہ قسم نہایت سخت تھی خود حق تعالیٰ شانہٗ تو ارشاد فرمائیں اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (حق تعالیٰ شانہٗ کفر و شرک کی مغفرت نہیں فرما دیں گے اس کے علاوہ ہر گناہ کی جس کے لیے چاہیں گے مغفرت فرما دیں گے) تو کسی کو کیا حق ہے یہ کہنے کا کہ فلاں کی مغفرت نہیں ہوسکتی لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ معاصی پر گناہوں پر ناجائز باتوں پر گرفت نہ کی جائے ٹوکا نہ جائے قرآن و حدیث میں سیکڑوں جگہ اس کا حکم ہے نہ ٹوکنے پر وعید ہے احادیث میں بکثرت آیا ہے کہ جو لوگ کسی گناہ کو کرتے دیکھیں اور اس کے روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں تو وہ خود اس کی سزا میں مبتلا ہوں گے عذاب میں شریک ہونگے اس مضمون کو میں اپنے رسالہ تبلیغ* میں مفصل لکھ چکا ہوں جس کا دل چاہے اس کو دیکھے۔ یہاں ایک ضروری چیز یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ جہاں دینداروں کا گنہگاروں کو قطعی جہنمی سمجھ لینا مہلک ہے وہاں جہلا کا ہر شخص کو مقتدا اور بڑا بنا لینا خواہ کتنے ہی کفریات بکے سمِ قاتل اور نہایت مہلک ہے۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی بدعتی کی تعظیم کرتا ہے وہ اسلام کے منہدم کرنے پر اعانت کرتا ہے۔ بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں دجال مکار کذاب پیدا ہونگے جو ایسی احادیث تم کو سنا دیں گے جو تم نے نہ سنی ہوں گی ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کریں اور فتنہ میں ڈال دیں۔

(۱۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ جِیْءَ بِالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَمَا بَیْنَھُنَّ وَمَا تَحْتَھُنَّ فَوُضِعْنَ فِیْ کِفَّۃِ الْمِیْزَانِ وَوُضِعَتْ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِی الْکِفَّۃِ الْاُخْرٰی لَرَجَحَتْ بِھِنَّ۔ اخرجہ الطبرانی کذا فی الدر وھکذا فی مجمع الزوائد وزاد

(۱۵) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمام آسمان و زمین اور جو لوگ اُن کے درمیان میں ہیں وہ سب اور جو چیزیں اُن کے درمیان میں ہیں وہ سب کچھ اور جو کچھ ان کے نیچے ہے وہ سب کا سب ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار دوسری جانب ہو تو

* یہ رسالہ نہایت ضروری ہے اس کا پورا نام فضائل تبلیغ ہے۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فِیْ اَوَّلِہٖ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ شَھَادَۃَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَمَنْ قَالَھَا عِنْدَ مَوْتِہٖ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَنْ قَالَھَا فِیْ صِحَّتِہٖ قَالَ تِلْکَ اَوْجَبُ وَاَوْجَبُ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ الحدیث قال رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات الا ان ابن ابی طلحۃ لم یسمع من ابن عباس۔

وہی تول میں بڑھ جائے گا۔

(ف) اس قسم کا مضمون بہت سی مختلف روایتوں میں ذکر کیا گیا ہے اس میں شک نہیں کہ اللہ کے پاک نام کی برابر کوئی بھی چیز نہیں بدقسمتی اور محرومی ہے اُن لوگوں کی جو اس کو ہلکا سمجھتے ہیں البتہ اس میں وزن اخلاص سے پیدا ہوتا ہے جس قدر اخلاص ہوگا اتنا ہی وزنی یہ پاک نام ہو سکتا ہے اسی اخلاص کے پیدا کرنے کے واسطے مشائخ صوفیہ کی جوتیاں سیدھی کرنا پڑتی ہیں ایک حدیث میں اس ارشاد نبوی سے پہلے ایک اور مضمون مذکور ہے۔ وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ میّت کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ "تلقین کیا کرو جو شخص مرتے وقت اس پاک کلمہ کو کہتا ہے اُس کے لیے جنّت واجب ہو جاتی ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی تندرستی ہی میں کہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو اور بھی زیادہ جنّت کو واجب کرنے والا ہے اُس کے بعد یہ قسمیہ مضمون ارشاد فرمایا جو اوپر ذکر کیا گیا

(۱۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ جَاءَ النَّحَّامُ ابْنُ زَیْدٍ وَقَرْدُ بْنُ کَعْبٍ وَبَحْرِیُّ بْنُ عَمْرٍو فَقَالُوْا یَا مُحَمَّدُ مَا تَعْلَمُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا غَیْرَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بِذٰلِکَ بُعِثْتُ وَاِلٰی ذٰلِکَ اَدْعُوْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ قَوْلِھِمْ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً الآیۃ اخرجہ ابن اسحاق وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ کذا فی الدر المنثور۔

(۱۶) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک مرتبہ تین کافر حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) تم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں جانتے (نہیں مانتے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا) اسی کلمہ کے ساتھ میں مبعوث ہوا ہوں اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں اسی بارہ میں آیت قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً نازل ہوئی۔

(ف) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اسی کلمہ کے ساتھ میں مبعوث ہوا ہوں یعنی نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور اسی کلمہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ حضور صلی اللہ کی اس میں خصوصیت ہے بلکہ سارے ہی نبی اسی کلمہ کے ساتھ نبی بنا کر بھیجے گئے اور سب ہی انبیاء نے اسی کلمہ کی طرف دعوت دی ہے حضرت آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلامُ سے لے کر خاتم الانبیاء فخر رُسُل صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی بھی نبی ایسا نہیں ہے جو اس مبارک کلمہ کی دعوت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نہ دیتا ہو کس قدر با برکت اور مہتم بالشان کلمہ ہے کہ سارے انبیاء اور سارے سچے مذہب اسی پاک کلمہ کی طرف بلانے والے اور اس کے شائع کرنے والے رہے آخر کوئی تو بات ہے کہ اس سے کوئی بھی سچا مذہب خالی نہیں اسی کلمہ کی تصدیق میں قرآن پاک کی آیت قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً (سورہ انعام ع ۲) نازل ہوئی جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں حق تعالیٰ شانہٗ کی گواہی کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اسکی تصدیق فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں میرے بندہ نے سچ کہا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۱۷) عَنْ لَيْثٍ قَالَ قَالَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُمَّةُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَثْقَلُ النَّاسِ فِي الْمِيزَانِ ذَلَّتْ اَلْسِنَتُهُمْ بِكَلِمَةٍ ثَقُلَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اخرج الاصبهانی فی الترغیب کذا فی الدر۔

(۱۷) حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اعمال (حشر کی ترازو میں اس لیے) سب سے زیادہ بھاری ہیں کہ انکی زبانیں ایک ایسے کلمہ کے ساتھ مانوس ہیں جو ان سے پہلی امتوں پر بھاری تھا وہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

(ف) یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ کے درمیان کلمہ طیبہ کا جتنا زور اور کثرت ہے کسی امت میں بھی اتنی کثرت نہیں ہے۔ مشائخ سلوک کی لاکھوں نہیں کروڑوں کی مقدار ہے اور پھر ہر شیخ کے کم وبیش سینکڑوں مرید اور تقریباً سب ہی کے یہاں کلمہ طیبہ کا ورد ہزاروں کی مقدار میں روزانہ کے معمولات میں داخل ہے جامع الاصول میں لکھا ہے کہ لفظ اللہ کا ذکر ورد کے طور پر کم از کم پانچ ہزار کی مقدار رہے اور زیادہ کے لیے کوئی حد نہیں اور صوفیہ کے لیے کم از کم پچیس ہزار روزانہ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی مقدار کے متعلق لکھا ہے کہ کم از کم پانچ ہزار روزانہ ہو۔ یہ مقداریں مشائخ سلوک کی تجویز کے موافق کم وبیش ہوتی رہتی ہیں یہ مقصود حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں مشائخ کا انداز بیان کرنا ہے کہ ایک ایک شخص کے لیے روزانہ کی مقداریں کم از کم یہ بتائی گئی ہیں۔

ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے قول جمیل میں اپنے والدؒ سے نقل کیا ہے کہ میں ابتدائے سلوک میں ایک سانس میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو سو مرتبہ کہا کرتا تھا۔

شیخ ابو یزید قرطبیؒ فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لیے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لیے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا ہمارے پاس ایک نوجوان

Visit : www.Momeen.blogspot.com

رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور رہتا کہ یہ صاحبِ کشف ہے جنّت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعۃً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اُسکی حالت مجھے نظر آئی قرطبیؒ کہتے ہیں کہ میں اُس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اسکی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا مجھے تجربہ ہو جائے گا چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا اُن نصابوں میں سے جو اپنے لیے پڑھے تھے اُس کی ماں کو بخشدیا میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے ایک تو اس برکت کا جو ستّر ہزار کی مقدار پر میں نے سُنی تھی اُس کا تجربہ ہوا دوسرے اُس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔

یہ ایک واقعہ ہے اس قسم کے نہ معلوم کتنے واقعات اس وقت اس امت کے افراد میں پائے جاتے ہیں صوفیہ کی اصطلاح میں ایک معمولی چیز پاس انفاس ہے یعنی اس کی مشق کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر کے بغیر نہ اندر جائے نہ باہر آئے۔ اُمت محمدیہ کے کروڑوں افراد ایسے ہیں جن کو اس کی مشق حاصل ہے تو پھر کیا تردد ہے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اس ارشاد میں کہ ان کی زبانیں اس کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی ساتھ مانوس اور منقاد ہو گئیں۔

(۱۸) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَکْتُوْبٌ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا لَا اُعَذِّبُ مَنْ قَالَھَا
اَخرجہ ابو الشیخ کذا فی الدر۔

(۱۸) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنّت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا ہے (اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا لَا اُعَذِّبُ مَنْ قَالَھَا) میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جو شخص اس (کلمہ) کو کہتا رہے گا میں اس کو عذاب نہیں کروں گا۔ (ف) گناہوں پر عذاب کا ہونا دوسری احادیث میں بکثرت آیا ہے اس لیے اس سے اگر دائمی عذاب مراد ہو تو کوئی اشکال نہیں لیکن کوئی خوش قسمت ایسے اخلاص سے اس جملہ کا ورد رکھنے والا ہو کہ باوجود گناہوں کے اس کو بالکل عذاب نہ کیا جائے یہ بھی رحمت خداوندی سے بعید نہیں ہے جیسا حدیث نمبر ۱۴ میں گذرا اسکے علاوہ نمبر ۹ میں بھی کچھ تفصیل گذر چکی ہے۔

(۱۹) عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ

(۱۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السّلام سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ کا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِیْ مَنْ جَآءَ نِیْ مِنْکُمْ بِشَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بِالْاِخْلَاصِ دَخَلَ فِیْ حِصْنِیْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اَمِنَ عَذَابِیْ اخرجه ابو نعیم فی الحلیة کذا فی الدر وابن عساکر کذا فی الجامع الصغیر وفیه ایضًا بروایة الشیرازی عن علی ورقم له بالصحة وفی الباب عن عتبان ابن مالك بلفظ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَی النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ رواه الشیخان وعن ابن عمر بلفظ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِهٖ اِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِیْ یَتَمَرَّدُ عَلَی اللّٰهِ وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رواه ابن ماجة۔

ارشاد ہے کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا میرے ہی عبادت کیا کرو جو شخص تم میں سے اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتا ہوا آوے گا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو جائے گا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہو گا وہ میرے عذاب سے مامون ہو گا۔

(ف) اگر یہ بھی کبائر سے بچنے کی ساتھ مشروط ہو جیسا کہ حدیث نمبر ۵ میں گذر چکا تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر کبائر کے باوجود یہ کلمہ کہے تو پھر قواعد کے موافق تو عذاب سے مراد دائمی عذاب ہے ہاں اللہ جل شانہٗ کی رحمت قواعد کی پابند نہیں قرآن پاک کا صاف ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہٗ شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اسی شخص کو عذاب کرتے ہیں جو اللہ پر تمرد (سرکشی) کرے اور لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کرے ایک حدیث میں آیا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حق تعالیٰ شانہٗ کے غصہ کو دور کرتا رہتا ہے جب تک کہ دنیا کو دین پر ترجیح نہ دینے لگیں اور جب دنیا کو دین پر ترجیح دینے لگیں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے رہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ تم اپنے دعوے میں سچے نہیں ہو۔

(۲۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَآءِ الْاِسْتِغْفَارُ ثُمَّ قَرَأَ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ الأية اخرجه الطبرانی وابن مردویه والدیلمی کذا فی الدر وفی الجامع الصغیر بروایة الطبرانی مَا مِنَ الذِّکْرِ اَفْضَلُ

(۲۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام ذکروں میں افضل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل استغفار ہے پھر اسکی تائید میں سورۂ محمد کی آیت فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تلاوت فرمائی۔

(ف) اس فصل کی سب سے پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گذر چکا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سب اذکار سے افضل ہے جس کی وجہ صوفیا نے یہ لکھی

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مِنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا مِنَ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ دُرِّد قحہ لہ بالحسن۔

ہے کہ دل کے پاک ہونے میں اس ذکر کو خاص مناسبت ہے اس کی برکت سے دل ساری ہی گندگیوں سے پاک ہوجاتا ہے اور جب اس کے ساتھ استغفار بھی شامل ہوجائے تو پھر کیا ہی کہنا ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضرت یونس علیہ السّلام کو جب مچھلی نے کھا لیا تھا تو اُس کے پیٹ میں اُن کی دعا یہ تھی لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ o جو شخص بھی ان الفاظ سے دعا مانگے گا وہ ضرور قبول ہوگی اس فصل کی سب سے پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گذرا ہے کہ سب سے افضل اور بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے لیکن وہاں سب سے افضل دعا اَلحمد للّٰہ ارشاد ہوا تھا اور یہاں اِستغفار وارد ہے اس قسم کا اختلاف حالات کے اعتبار سے بھی ہوتا ہے اور ایک متقی پرہیز گار ہے اُس کے لیے اس کے لیے الحمد للّٰہ سب سے افضل ہے ایک گناہگار ہے وہ توبہ اور استغفار کا بہت محتاج ہے اس کے حق میں استغفار سب سے اہم ہے اس کے علاوہ افضلیت کبھی مختلف وجوہ سے ہوتی ہے منافع کے حاصل کرنے کے واسطے اللہ کی حمد وثنا سب سے زیادہ نافع ہے اور مضرتیں اور تنگیاں دور کرنے کے لیے اِستغفار سب سے زیادہ مفید ہے انکے علاوہ اور بھی وجوہ اِس قسم کے اختلاف کی ہوتی ہیں۔

(۲۱) عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رض عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْاِسْتِغْفَارِ فَاَکْثِرُوْا مِنْھُمَا فَاِنَّ اِبْلِیْسَ قَالَ اَھْلَکْتُ النَّاسَ بِالذُّنُوْبِ وَاَھْلَکُوْنِیْ بِلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْاِسْتِغْفَارِ فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِکَ اَھْلَکْتُھُمْ بِالْاَھْوَاءِ وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ اخرجہ ابویعلی کذا فی الدر وا لجامع الصغیر ورقم لہ بالضعف۔

(۲۱) حضرت ابوبکر صدیق رض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور استغفار کو بہت کثرت سے پڑھا کرو شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کر دیا جب میں نے دیکھا کہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا، تو میں نے ان کو ہوائے نفس (یعنی بدعات) سے ہلاک کیا اور وہ اپنے کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔

ف) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور استغفار سے ہلاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کا منتہائے مقصد دل پر اپنا زہر چڑھانا ہے جس کا ذکر باب اول فصل دوم کے نمبر ۱۴ پر گذر چکا اور یہ زہر جب ہی چڑھتا ہے جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہو ورنہ شیطان کو ذلت کے ساتھ دل سے واپس ہونا پڑتا ہے اور اللہ کا ذکر دلوں کی صفائی کا ذریعہ ہے چنانچہ مشکوٰۃ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سے نقل کیا ہے کہ ہر چیز کے لیے ایک صفائی ہوتی ہے دلوں کی صفائی اللہ کا ذکر ہے اسی طرح اِستغفار کے بارہ میں کثرت سے احادیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ وہ دلوں کے میل اور زنگ کو دُور کرنے والا ہے اَبُوعلی دقاق کہتے ہیں کہ جب بندہ اخلاص سے لَآ اِلٰہَ کہتا ہے تو ایک دم دل صاف ہو جاتا ہے (جیسا آئینہ پر بھیگا ہوا کپڑا پھیرا جاوے) پھر وہ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو صاف دِل پر اُس کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ شیطان کی ساری ہی کوشش بے کار ہو گئی اور ساری محنت رائیگاں گئی ہوائے نفس سے ہلاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ناحق کو حق سمجھنے لگے اور جو دل میں آجائے اسی کو دین اور مذہب بنالے۔ قرآن شریف میں کئی جگہ اس کی مذمت وارد ہوئی ہے ایک جگہ ارشاد ہے۔ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (س جاثیہ ع ۲) کیا آپ نے اُس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہشِ نفس کو بنا رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اُس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا اور اُس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور آنکھ پر پردہ ڈال دیا (کہ حق بات کو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ دل میں اترتی ہے) پس اللہ کے (گمراہ کر دینے کے) بعد کون ہدایت کر سکتا ہے پھر بھی تم نہیں سمجھتے اور دوسری جگہ ارشاد ہے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (سورہ قصص رکوع ۵) (ایسے شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہو بغیر اس کے کہ کوئی دلیل اللہ کی طرف سے (اُس کے پاس) ہو اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا) اور بھی متعدد جگہ اس قسم کا مضمون وارد ہوا ہے۔ یہ شیطان کا بہت ہی سخت حملہ ہے کہ وہ غیر دین کو دین کے لباس میں سمجھا دے۔ اور آدمی اُس کو دین سمجھ کر کرتا ہے اور اُس پر ثواب کا امیدوار بنتا ہے اور جب وہ اُس کو عبادت اور دین سمجھ کر کر رہا ہے تو اُس سے توبہ کیونکر کر سکتا ہے اگر کوئی شخص زنا کاری چوری وغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو تو کسی نہ کسی وقت توبہ اور چھوڑ دینے کی اُمید ہے لیکن جب کسی ناجائز کام کو وہ عبادت سمجھتا ہے تو اس سے توبہ کیوں کرے اور کیوں اُس کو چھوڑے بلکہ دن بدن اُس میں ترقی کرے گا یہی مطلب ہے شیطان کے اس کہنے کا کہ میں نے گناہوں میں مبتلا کیا لیکن ذِکر اذکار توبہ استغفار سے وہ مجھے دق کرتے رہے تو میں نے ایسے جال میں پھانس دیا کہ اُس سے نکل ہی نہیں سکتے اسلیے دین کے ہر کام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے طریقہ کو اپنا رہبر بنانا بہت ہی ضروری امر ہے اور کسی ایسے طریقہ کو اختیار کرنا جو خلافِ سنت ہو نیکی برباد گناہ لازم ہے۔ امام غزالیؒ نے حسن بصریؒ سے بھی نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ ہمیں یہ روایت پہنچی کہ شیطان کہتا ہے میں نے اُمتِ محمدیہ کے سامنے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

گناہوں کو زیب و زینت کے ساتھ پیش کیا مگر ان کے استغفار نے میری کمر توڑ دی تو میں نے ایسے گناہ اُن کے پاس پیش کیے جن کو وہ گناہ ہی نہیں سمجھتے کہ ان سے استغفار کریں اور وہ اہوا یعنی بدعات ہیں کہ وہ اُن کو دین سمجھ کر کرتے ہیں۔ وہب بن منبہؒ کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو، تو شیطان کو مجمعوں میں لعنت کرتا ہے اور چپکے سے اُس کی اطاعت کرتا ہے اور اس سے دوستی کرتا ہے۔ بعض صوفیہ سے منقول ہے کہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ جیسے محسن کے احسانات معلوم ہونے کے بعد اُن کے اقرار کے بعد اُس کی نافرمانی کی جائے اور شیطان کی دشمنی کے باوجود اُس کی عیاری اور سرکشی معلوم ہونے کے باوجود اس کی اطاعت کی جائے۔

(۲۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَمُوْتُ عَبْدٌ یَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَرْجِعُ ذٰلِکَ اِلٰی قَلْبٍ مُّوْقِنٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِلَّا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ اخرجہ احمد و النسائی والطبرانی والحاکم والترمذی فی نوادر الاصول وابن مردویہ والبیہقی فی الاسماء والصفات کذا فی الدر وابن ماجۃ وفی الباب عَنْ عِمْرَانَ بِلَفْظِ مَنْ عَلِمَ اَنَّ اللّٰہَ رَبُّہٗ وَاَنِّیْ نَبِیُّہٗ مُوْقِنًا مِّنْ قَلْبِہٖ حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ رواہ البزار ورقم لہ فی الجامع بالصحۃ وفیہ ایضا بروایۃ البزار عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ ورقم لہ بالصحۃ۔

(۲۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بھی اس حال میں مرے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی سچے دل سے شہادت دیتا ہو، ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ضرور اس کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیں گے۔

(ف) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا کہ خوشخبری سنو اور دوسروں کو بھی بشارت سنا دو کہ جو شخص سچے دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ جل جلالہٗ کے یہاں اخلاص کی قدر ہے اور اخلاص کی ساتھ تھوڑا سا عمل بھی بہت زیادہ اجر و ثواب رکھتا ہے۔ دنیا کے دکھاوے کے واسطے لوگوں کے خوش کرنے کے واسطے کوئی کام کیا جاوے وہ تو ان کی سرکار میں بیکار ہے بلکہ کرنے والے کے لیے وبال ہے لیکن اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی بہت کچھ رنگ لاتا ہے اس لیے اخلاص سے جو شخص کلمۂ شہادت پڑھے اُسکی ضرور مغفرت ہوگی وہ ضرور جنت میں داخل ہوکر رہے گا اس میں ذرا بھی تردد نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے کچھ دنوں سزا بھگت کر داخل ہو لیکن ضروری نہیں، کسی مخلص کا اخلاص مالک الملک کو پسند ہو اس کی کوئی خدمت پسند آجائے تو وہ سارے ہی گناہوں کو معاف فرما سکتے ہیں ایسی کریم ذات پر ہم نہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مرتّبیں کتنی سخت محرومی ہے۔ بہرحال ان احادیث میں کلمۂ طیبہ کے پڑھنے والے کے لیے بہت کچھ وعدے ہیں جن میں دونوں احتمال ہیں قواعد کے موافق گناہوں کی سزا کے بعد معافی اور کرم لطف اِحسان اور مراحم خسروانہ میں بلاعذاب معافی۔

یحییٰ رحؒ بن اکثم ایک محدث ہیں جب اُن کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے اُن کو خواب میں دیکھا اُن سے پوچھا کیا گذری۔ فرمانے لگے کہ میری پیشی ہوئی مجھ سے فرمایا او گنہگار بوڑھے تو نے فلاں کام کیا فلاں کیا میرے گناہ گنوائے گئے اور کہا گیا تو نے ایسے ایسے کام کیے میں نے عرض کیا یا اللہ مجھے آپ کی طرف سے یہ حدیث نہیں پہنچی فرمایا اور کیا حدیث پہنچی عرض کیا مجھ سے عبدالرزاق رحؒ نے کہا اُن سے معمر رحؒ نے کہا اُن سے زہری رحؒ نے کہا اُن سے عروہ رحؒ نے کہا اُن سے حضرت عائشہ رضؓ نے کہا اُن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُن سے حضرت جبرئیل عؑ نے عرض کیا اُن سے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں بوڑھا ہو اور میں اس کو (اس کے اعمال کی وجہ سے) عذاب دینے کا ارادہ بھی کروں لیکن اُس کے بڑھاپے سے شرما کر معاف کر دیتا ہوں اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ میں بوڑھا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ عبدالرزاق رحؒ نے سچ کہا اور معمر رحؒ نے بھی سچ کہا۔ زہری نے بھی سچ کہا عروہ رضؓ نے بھی سچ نقل کیا عائشہ رضؓ نے بھی سچ کہا اور نبی ﷺ نے بھی سچ کہا اور جبرئیل عؑ نے بھی سچ کہا اور میں نے بھی سچ بات کہی۔ یحییٰ رحؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے جنّت میں داخلہ کا ارشاد فرما دیا۔

(۲۳) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَیْءٌ اِلَّا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ اِلَّا قَوْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَدُعَاءَ الْوَالِدِ

اخرجہ ابن مردویہ کذا فی الدر وفی الجامع الصغیر بروایۃ النجار ورقم بالضعف وفی الجامع الصغیر بروایۃ الترمذی عن ابن عمرو ورقم لہ بالصحۃ اَلتَّسْبِیْحُ نِصْفُ الْمِیْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاُہٗ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَیْسَ لَھَا دُوْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلَیْہِ۔

(۲۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر عمل کے لیے اللہ کے یہاں پہنچنے کے لیے درمیان میں حجاب ہوتا ہے مگر لا الٰہ الا اللہ اور باپ کی دعا بیٹے کے لیے ان دونوں کے لیے کوئی حجاب نہیں

(ف) پردہ نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان چیزوں کے قبول ہونے میں ذرا سی بھی دیر نہیں لگتی اور اور کے درمیان میں قبول تک اور بھی واسطے حائل ہوتے ہیں لیکن یہ چیزیں براہِ راست بارگاہِ الٰہی تک فوراً پہنچتی ہیں۔

ایک کافر بادشاہ کا قصہ لکھا ہے کہ نہایت متشدد متعصب تھا اتفاق سے مسلمانوں کی ایک لڑائی میں گرفتار ہو گیا چونکہ مسلمانوں کو اُس سے تکلیفیں بہت پہنچی تھیں اس لیے انتقام کا جوش ان میں بھی بہت تھا اُس کو ایک دیگ میں ڈال کر آگ پر رکھ دیا اس نے اوّل اپنے بتوں کو پکارنا شروع

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کیا اور مدد چاہی جب کچھ نہ بن پڑا تو وہیں مسلمان ہوا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا ورد شروع کیا لگاتار پڑھ رہا تھا۔ اور ایسی حالت میں جس خلوص اور جوش سے پڑھا جا سکتا ہے ظاہر ہے فوراً اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے مدد ہوئی اور اس زور سے بارش ہوئی کہ وہ ساری آگ بھی بجھ گئی اور دیگ ٹھنڈی ہو گئی۔ اُس کے بعد زور سے آندھی چلی جس سے وہ دیگ اُڑی اور دور کسی شہر میں جہاں سب ہی کافر تھے جا کر گری یہ شخص لگاتار کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور اعجوبہ دیکھ کر متحیر تھے اس سے حال دریافت کیا اس نے اپنی سرگذشت سنائی جس سے وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے

(۲۴) عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُّوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا حَرَّمَ عَلَى النَّارِ

اخرجہ احمد والبخاری ومسلم وابن ماجۃ والبیہقی فی الاسماء والصفات کذا فی الدر۔

(۲۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے نہیں آئے گا کوئی شخص قیامت کے دن کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کو اس طرح سے کہتا ہے کہ اللہ کی رضا کے سوا کوئی مقصود نہ ہو مگر جہنم اس پر حرام ہوگی۔

(ف) جو شخص اخلاص کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ورد کرتا رہا ہو اس پر جہنم کی آگ کا حرام ہونا ظاہری قواعد کے موافق تو مقید ہے کبائر گناہ نہ ہونے کی ساتھ یا جہنم کے حرام ہونے سے اُس میں ہمیشہ کا رہنا حرام ہے۔ لیکن اللہ جل شانہٗ اس پاک کلمہ کو اخلاص سے پڑھنے والے کو باوجود گناہوں کے بالکل ہی جہنم سے معاف فرما دیں تو کون روکنے والا ہے۔ احادیث میں ایسے بندوں کا بھی ذکر آتا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ بعض لوگوں کو فرمائیں گے تو نے فلاں گناہ کیا فلاں کیا اس طرح جب بہت سے گناہ گنوائے جا چکیں گے اور وہ سمجھے گا کہ میں ہلاک ہو گیا اور اقرار بغیر چارہ کار نہ ہوگا تو ارشاد ہوگا کہ ہم نے دنیا میں تیری ستاری کی آج بھی ستاری کرتے ہیں تجھے معاف کر دیا اس نوع کے بہت سے واقعات احادیث میں موجود ہیں اس لیے اُن ذاکرین کے لیے بھی اس قسم کا معاملہ ہو تو بعید نہیں ہے اللہ کے پاک نام میں بڑی برکت اور بہبودی ہے اس لیے جتنی بھی کثرت ہو سکے دریغ نہ کرنا چاہیے کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ مبارک ہستیاں جنہوں نے اس پاک کلمہ کی برکات کو سمجھا اور اس کے ورد میں عمریں ختم کر دیں۔

(۲۵) عَنْ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ رُئِيَ طَلْحَةُ حَزِيْنًا فَقِيْلَ لَهٗ مَا لَكَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۲۵) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ نہایت غمگین بیٹھے ہیں کسی نے پوچھا کیا بات ہے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تھا کہ مجھے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُوْلُهَا عَبْدٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ اِلَّا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَتَهٗ وَ اَشْرَقَ لَوْنُهٗ وَرَاٰى مَا يَسُرُّهٗ وَمَا مَنَعَنِيْ اَنْ اَسْاَلَهٗ عَنْهَا اِلَّا الْقُدْرَةُ عَلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ عُمَرُؓ اِنِّيْ لَاَعْلَمُهَا قَالَ فَمَا هِيَ قَالَ لَا نَعْلَمُ كَلِمَةً هِيَ اَعْظَمُ مِنْ كَلِمَةٍ اَمَرَ بِهَا عَمَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَهِيَ وَاللّٰهِ هِيَ ۔ اخرجه البيهقى فى الاسماء والصفات كذا فى الدر قلت اخرجه الحاكم وقال صحيح على شرط الشيخين واقره عليه الذهبى واخرجه احمد واخرج ايضًا من مسند عمرؓ بمعناه بزيادة فيهما واخرجه ابن ماجة عن يحيى بن طلحة عن امه وفى شرح الصدور للسيوطى واخرجه ابو يعلى والحاكم بسند صحيح عن طلحة وعمر قال سمعنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول انى اعلم كلمة الحديث

ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ جو شخص مرتے وقت اُس کو کہے تو موت کی تکلیف اُس سے ہٹ جائے اور رنگ چمکنے لگے اور خوشی کا منظر دیکھے مگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کلمہ کے پوچھنے کی قدرت نہ ہوئی (اُس کا رنج ہو رہا ہے) حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے معلوم ہے طلحہؓ (خوش ہو کر) کہنے لگے کیا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا ہمیں معلوم ہے کہ کوئی کلمہ اُس سے بڑھا ہوا نہیں ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابو طالب) پر پیش کیا تھا۔ اور وہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فرمایا واللہ یہی ہے واللہ یہی ہے۔

(ف) کلمۂ طیبہ کا سراسر نور و سرور ہونا بہت سی روایات سے معلوم اور مفہوم ہوتا ہے حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے نقل کیا ہے کہ اندھیرے پانچ ہیں اور پانچ ہی ان کے لیے چراغ ہیں۔ دنیا کی محبت اندھیرا ہے جس کا چراغ تقویٰ ہے اور گناہ اندھیرا ہے جس کا چراغ توبہ ہے اور قبر اندھیرا ہے جس کا چراغ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے اور آخرت اندھیرا ہے جس کا چراغ نیک عمل ہے اور پل صراط اندھیرا ہے جس کا چراغ یقین ہے۔ رابعہ عدویہؒ مشہور ولیہ ہیں رات بھر نماز میں مشغول رہتیں صبح صادق کے بعد تھوڑی دیر سو رہتیں اور جب صبح کا چاندنا اچھی طرح ہو جاتا تو گھبرا کر اُٹھتیں اور نفس کو ملامت کرتیں کہ کب تک سوتا رہے گا عنقریب قبر کا زمانہ آنے والا ہے جس میں صُور پھونکنے تک سونا ہی ہوگا۔ جب انتقال کا وقت قریب ہوا تو ایک خادمہ کو وصیت فرمائی کہ یہ اونی گدڑی جس کو وہ تہجد کے وقت پہنا کرتی تھیں اس میں مجھے کفن دیدینا اور کسی کو میرے مرنے کی خبر نہ کرنا چنانچہ حسب وصیت تجہیز و تکفین کر دی گئی بعد میں اُس خادمہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت عمدہ لباس پہنے ہوئے ہیں اُس نے دریافت کیا کہ وہ آپ کی گدڑی کیا ہوئی جس میں کفن دیا گیا تھا فرمایا کہ لپیٹ کر میرے اعمال کے ساتھ رکھ دی گئی انہوں نے درخواست کی کہ مجھے کوئی نصیحت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فرمائیں کہا کہ اللہ کا ذکر جتنا بھی کر سکو کرتی رہو کہ اس کی وجہ سے تم قبر میں قابل رشک بن جاؤ گی۔

(۲۶) عَنْ عُثْمَانَ رَضِ قَالَ اِنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ حَزِنُوْا عَلَیْہِ حَتّٰی کَادَ بَعْضُھُمْ یُوَسْوِسُ قَالَ عُثْمَانُ رَضِ وَکُنْتُ مِنْھُمْ فَبَیْنَا اَنَا جَالِسٌ مَرَّ عَلَیَّ عُمَرُ رَضِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَشْعُرْ بِہٖ فَاشْتَکٰی عُمَرُ رَضِ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ رَضِ ثُمَّ اَقْبَلَا حَتّٰی سَلَّمَا عَلَیَّ جَمِیْعًا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِ مَا حَمَلَکَ عَلٰی اَنْ لَّا تَرُدَّ عَلٰی اَخِیْکَ عُمَرَ رَضِ سَلَامَہٗ قُلْتُ مَا فَعَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِ بَلٰی وَاللّٰہِ لَقَدْ فَعَلْتَ قَالَ قُلْتُ وَاللّٰہِ مَا شَعَرْتُ اَنَّکَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِ صَدَقَ عُثْمَانُ رَضِ قَدْ شَغَلَکَ عَنْ ذٰلِکَ اَمْرٌ فَقُلْتُ اَجَلْ قَالَ مَا ھُوَ قُلْتُ تَوَفَّی اللّٰہُ تَعَالٰی نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ نَّسْاَلَہٗ عَنْ نَّجَاۃِ ھٰذَا الْاَمْرِ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِ قَدْ سَاَلْتُہٗ عَنْ ذٰلِکَ فَقُمْتُ اِلَیْہِ وَقُلْتُ لَہٗ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَنْتَ اَحَقُّ بِھَا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا نَجَاۃُ ھٰذَا الْاَمْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَبِلَ مِنِّی الْکَلِمَۃَ الَّتِیْ عَرَضْتُ عَلٰی عَمِّیْ فَرَدَّھَا فَھِیَ لَہٗ نَجَاۃٌ رواہ احمد کذا فی المشکوٰۃ وفی مجمع الزوائد رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط باختصار وابو یعلی بتمامہ والبزار بنحوہ وفیہ رجل لم یسم لکن الزہری وثقہ وابہمہ اھ قلت وذکر فی مجمع الزوائد لہ متابعات بالفاظ متقاربۃ۔

(۲۶) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہٗ) کے وصال کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس قدر سخت صدمہ تھا کہ بہت سے مختلف طور کے وساوس میں مبتلا ہوگئے حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی اُن ہی لوگوں میں تھا جو وساوس میں گھرے ہوئے ہوئے تھے حضرت عمرؓ میرے پاس تشریف لائے مجھے سلام کیا مگر مجھے مطلق پتہ نہ چلا انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی (کہ عثمانؓ بھی بظاہر خفا ہیں کہ میں نے سلام کیا انہوں نے جواب بھی نہ دیا) اس کے بعد دونوں حضرات اکٹھے تشریف لائے اور سلام کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی عمرؓ کے سلام کا بھی جواب نہ دیا (کیا بات ہے) میں نے عرض کیا میں نے تو ایسا نہیں کیا حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسا ہی ہوا میں نے عرض کیا مجھے تو آپ کے آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی کہ کب آئے نہ سلام کا پتہ چلا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا سچ ہے ایسا ہی ہوا ہوگا، غالباً تم کسی سوچ میں بیٹھے ہوگے میں نے عرض کیا واقعی میں ایک گہری سوچ میں تھا، حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا کیا تھا میں نے عرض کیا حضورؐ کا وصال ہوگیا اور ہم نے یہ بھی نہ پوچھ لیا کہ اس کام کی نجات کس چیز میں ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پوچھ چکا ہوں۔ میں اُٹھا اور میں نے کہا تم پر میرے ماں باپ قربان واقعی تم ہی زیادہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مستحق تھے اس کے دریافت کرنے کے (کہ دین کی ہر چیز میں آگے بڑھنے والے ہو) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے حضورؐ سے دریافت کیا تھا کہ اس کام کی نجات کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس کلمہ کو قبول کرے جس کو میں نے اپنے چچا (ابو طالب پر اُن کے انتقال کے وقت) پیش کیا تھا اور انہوں نے رد کر دیا تھا وہی کلمہ نجات ہے۔

(ف) وساوس میں مبتلا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اس وقت رنج و غم کی شدت میں ایسے پریشان ہو گئے تھے کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر بہادر تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضورؐ کا وصال ہو گیا اُس کی گردن اڑادوں گا حضورؐ تو اپنے رب سے ملنے تشریف لے گئے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰؑ طور پر تشریف لے گئے تھے بعض صحابہ کو یہ خیال بیٹھ گیا تھا۔ کہ دین اب ختم ہو چکا ،بعض اس سوچ میں تھے کہ اب دین کے فروغ کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی بعض بالکل گم تھے کہ ان سے بولا ہی نہیں جاتا تھا ایک ابو بکر صدیقؓ کا دم تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمالِ عشق کمالِ محبت کے باوجود اُس وقت ثابت قدم اور جمے ہوئے قدم سے کھڑے تھے انہوں نے للکار کر خطبہ پڑھا جس میں وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ والی آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں ہیں جسے موت ہی نہ آسکے) پس کیا اگر وہ مر جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم لوگ (دین سے) پھر جاؤ گے اور جو شخص (دین سے) پھر جائے گا وہ خدا کا تو کوئی نقصان نہیں کرے گا (اپنا ہی کچھ کھو دے گا) مختصر طور پر اس قصہ کو میں اپنے رسالہ حکایاتِ صحابہؓ[عہ] میں لکھ چکا ہوں آگے جو ارشاد ہے کہ اس کام کی نجات کیا ہے اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ دین کے کام تو بہت سے ہیں ان سب کاموں میں مدار کس چیز پر ہے کہ جس کے بغیر چارہ کار نہ ہو اس مطلب کے موافق جواب ظاہر ہے کہ دین کا سارا مدار کلمہ شہادت پر ہے اور اسلام کی جڑ ہی کلمہ طیبہ ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کام یعنی دین میں دقتیں بھی پیش آتی ہیں وساوس بھی گھیرتے ہیں شیطان کی رخنہ اندازی بھی مستقل ایک مصیبت ہے دنیاوی ضروریات بھی اپنی طرف کھینچتی ہیں اس صورت میں مطلب الفاظ نبویؐ کا یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کی کثرت ان سب چیزوں کا علاج ہے کہ وہ اخلاص پیدا کرنے والا ہے، دلوں کا صاف کرنے والا ہے شیطان کی ہلاکت کا سبب ہے، جیسا کہ ان سب روایات میں اس کے اثرات بہت سے ذکر کیے گئے ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ اپنے پڑھنے والے سے ننانوے قسم کی بلائیں دُور کرتا ہے، جن میں سب سے کم غم ہے، جو ہر وقت آدمی پر سوار رہتا ہے۔

[عہ] حکایات صحابہؓ اردو، ہندی، انگریزی۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۲۷) عَنْ عُثْمَانَ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَةً لَایَقُوْلُھَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِہٖ اِلَّا حُرِّمَ عَلَی النَّارِ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ رض بْنُ الْخَطَّابِ اَنَا اُحَدِّثُكَ مَا هِيَ هِيَ كَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ الَّتِيْ اَعَزَّ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِهَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَہٗ وَهِيَ كَلِمَةُ التَّقْوٰى الَّتِيْ اَلَاصَ عَلَيْهَا نَبِيُّ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَمَّہٗ اَبَا طَالِبٍ عِنْدَ الْمَوْتِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

رواہ احمد واخرجہ الحاکم بھذا اللفظ وقال صحیح علی شرطھما واقرہ علیہ الذھبی واخرجہ الحاکم بروایۃ عثمان رض عن عمر رض مَرْفُوْعًا اِنِّیْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُوْلُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِہٖ فَيَمُوْتُ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰہُ عَلَى النَّارِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وقال ھذا صحیح علی شرطھما ثم ذکر لہ شاھدین من حدیثھما۔

(۲۷) حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سنا تھا کہ میں ایک کلمہ ایسا جانتا ہوں کہ جو شخص اسکو حق سمجھ کر اخلاص کے ساتھ دل سے یقین کرتے ہوئے اس کو پڑھے تو جہنّم کی آگ اُس پر حرام ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں بتاؤں وہ کلمہ کیا ہے وہ وہی کلمہ ہے جس کے ساتھ اللہ نے اپنے رسول کو اور اُس کے صحابہؓ کو عزّت دی وہ وہی تقویٰ کا کلمہ ہے جس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے اُن کے انتقال کے وقت خواہش کی تھی وہ شہادت ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی۔

(ف) حضورؐ کے چچا ابو طالب کا قصّہ حدیث تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں مشہور معروف ہے کہ جب اُنکے انتقال کا وقت قریب ہوا تو چونکہ انکے احسانات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر کثرت سے تھے اس لیے نبی اکرمؐ انکے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے چچا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیجیے تاکہ مجھے قیامت کے دن آپ کی سفارش کا موقع مل سکے۔ اور میں اللہ کے یہاں آپ کے اسلام کی گواہی دے سکوں انہوں نے فرمایا کہ لوگ مجھے یہ طعنہ دیں گے کہ موت کے ڈر سے بھتیجے کا دین قبول کرلیا اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں اس وقت اس کلمہ کے کہنے سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا اس پر حضورؐ رنجیدہ واپس تشریف لائے اسی قصّہ میں قرآن پاک کی آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ (س قصص ع ۶) نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں فرما سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کرتا ہے اِس قصّہ سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں خدا اور اس کے رسولؐ سے بیگانہ رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کسی عزیز قریب بزرگ کی دعا سے بیڑا پار ہو جائے گا غلطی میں مبتلا ہیں کام چلانے والا صرف اللہ ہی ہے اُسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اُسی سے سچّا تعلق قائم کرنا

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ضروری ہے البتہ اللہ والوں کی صحبت اُن کی دعا ان کی توجہ معین ومددگار بن سکتی ہے۔

(۲۸) عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَذْنَبَ اٰدَمُ الذَّنْبَ الَّذِیْ اَذْنَبَہٗ رَفَعَ رَأْسَہٗ اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلَّا غَفَرْتَ لِیْ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ وَمَنْ مُحَمَّدٌ فَقَالَ تَبَارَکَ اِسْمُکَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ رَفَعْتُ رَأْسِیْ اِلٰی عَرْشِکَ فَاِذَا فِیْہِ مَکْتُوْبٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَعَلِمْتُ اَنَّہٗ لَیْسَ اَحَدٌ اَعْظَمُ عِنْدَکَ قَدْرًا مِمَّنْ جَعَلْتَ اِسْمَہٗ مَعَ اِسْمِکَ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ یَا اٰدَمُ اِنَّہٗ اٰخِرُ النَّبِیِّیْنَ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ وَلَوْلَا ھُوَ مَا خَلَقْتُکَ اخرجہ الطبرانی فی الصغیر والحاکم وابونعیم والبیھقی کلاھما فی الدلائل وابن عساکر فی الدر وفی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر وفیہ من لم اعرفھم قلت ویؤید الاخر الحدیث المشھور لولاک لما خلقت الافلاک، قال القاری فی الموضوعات الکبیر موضوع لکن معناہ صحیح وفی التشرف معناہ ثابت ویؤید الاول ما ورد فی غیر روایۃ من انہ مکتوب علی العرش واوراق الجنۃ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کما بسط طرقہ السیوطی فی مناقب اللآلی فی غیر موضع وبسط لہ شواھد ایضا فی تفسیرہ فی سورۃ الم نشرح۔

(۲۸) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) سے جب وہ گناہ صادر ہو گیا (جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دعاء واستغفار کرتے رہتے تھے ایک مرتبہ) آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں وحی نازل ہوئی کہ محمدؐ کون ہیں (جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی) عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے جن کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ رکھا وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں تمہاری اولاد میں سے ہیں لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کیے جاتے۔

(ف) حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس وقت کیا کیا دعائیں کیں اور کس کس طرح سے گڑگڑائے، اس بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں اور ان میں کوئی تعارض بھی نہیں جس پر مالک کی ناراضگی، آقا کی خفگی ہوئی ہو وہی جانتا ہے ان بے حقیقت آقاؤں کی ناراضگی کی وجہ سے نوکروں اور خادموں پر کیا کچھ گذرتا ہے اور وہاں تو مالک الملک رزّاق عالم اور مختصر یہ کہ خدا کا عتاب تھا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور گذر کس پر رہی تھی اس شخص پر جس کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اپنا مُقرّب بنایا جو شخص جتنا مقرب ہوتا ہے اتنا ہی عتاب کا اُس پر اثر ہوتا ہے بشرطیکہ کمینہ نہ ہو اور وہ تو نبی تھے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اُس قدر روئے ہیں کہ تمام دنیا کے آدمیوں کا رونا اگر جمع کیا جائے تو ان کے برابر نہیں ہو سکتا چالیس برس تک سر اوپر نہیں اٹھایا حضرت بریدہؓ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اگر حضرت آدمؑ کے رونے کا تمام دنیا کے رونے سے مقابلہ کیا جاوے تو ان کا رونا بڑھ جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر اُن کے آنسوؤں کو ان کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے وزن کیا جائے تو انکے آنسو بڑھ جائیں گے ایسی حالت میں کس کس طرح زاری فرمائی ہوگی ظاہر ہے ؎

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں ؞ واں ایک خامشی مری سب کے جواب میں

اس لیے جو روایات میں ذکر کیا گیا اُن سب کے مجموعہ میں کوئی اِشکال نہیں منجملہ اُن کے یہ بھی ہے کہ حضورؐ کا وسیلہ اختیار فرمایا دوسرا مضمون عرش پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہونا یہ اور بھی بہت سی مختلف روایتوں میں آیا ہے۔

حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں، میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اُس کی دونوں جانبوں میں تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں پہلی سطر میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ لکھا تھا دوسری سطر میں مَا قَدَّمْنَا وَجَدْنَا وَمَا اَکَلْنَا رَبِحْنَا وَمَا خَلَّفْنَا خَسِرْنَا تھا (جو ہم نے آگے بھیج دیا یعنی صدقہ وغیرہ کر دیا وہ پالیا اور جو دنیا میں کھایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ نقصان رہا) اور تیسری سطر میں تھا اُمَّةٌ مُّذْنِبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ (اُمت گناہگار اور مالک بخشنے والا) ایک بزرگ کہتے ہیں میں ہندوستان کے ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ ہوتے ہیں اس کے دو چھلکے ہوتے ہیں جب ان کو توڑا جاتا ہے تو ان کے اندر سے ایک سبز پتہ لپٹا ہوا نکلتا ہے جب اس کو کھولا جاتا ہے تو سرخی سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ لکھا ہوا ملتا ہے میں نے اس قصہ کو ابو یعقوبؒ شکاری سے ذکر کیا انہوں نے کہا تعجب کی بات نہیں میں نے اِبْلَہ میں ایک مچھلی شکار کی تھی اُس کے ایک کان پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا۔

(۲۹) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ بْنِ السَّکَنِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اسْمُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ فِیْ ھَاتَیْنِ الْاٰیَتَیْنِ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَالٓمّٓ

(۲۹) حضرت اسماءؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ اللہ کا سب سے بڑا نام (جو اسم اعظم کے نام سے عام طور پر مشہور ہے) ان دونوں آیتوں میں ہے (بشرطیکہ اِخلاص سے پڑھی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ اخرجہ ابن ابی شیبۃ و احمد و الدارمی و ابوداؤد و الترمذی وصححہ و ابن ماجۃ و ابومسلم الکجی فی السنن و ابن الضریس و ابن ابی حاتم و البیہقی فی الشعب کذا فی الدر۔

جائیں۔) وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (س بقرہ ع ۱۹) اور الٓمّٓ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (سورہ آل عمران ع ۱)

(ف) اسم اعظم کے متعلق روایات حدیث میں کثرت سے یہ وارد ہوا ہے کہ جو دعا بھی اسکے بعد مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

البتہ اسم اعظم کی تعیین میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں اور یہ عادۃ اللہ ہے کہ ہر ایسی مہتم بالشان چیز میں اخفاء کی وجہ سے اختلاف پیدا فرما دیتے ہیں، چنانچہ شب قدر کی تعیین میں جمعہ کے دن میں دعا قبول ہونے کے خاص وقت میں اختلاف ہوا اس میں بہت سی مصالح ہیں جن کو میں اپنے رسالہ فضائل رمضان عہ میں لکھ چکا ہوں اسی طرح اسم اعظم کی تعیین میں بھی مختلف روایات وارد ہوئیں۔ منجملہ ان کے یہ روایات بھی ہے جو اوپر ذکر کی گئی۔ اور بھی روایات میں ان آیتوں کے متعلق ارشاد وارد ہوا ہے حضرت انس رضؓ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ متمرد اور شریر شیاطین پر اِن دو آیتوں سے زیادہ سخت کوئی آیت نہیں وہ دو آیتیں وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سے شروع ہیں ابراہیمؒ بن وسمہ کہتے ہیں کہ مجنونانہ حالت نظر وغیرہ کے لیے ان آیات کا پڑھنا مفید ہے جو شخص ان آیات کے پڑھنے کا اہتمام رکھے اِس قسم کی چیزوں سے محفوظ رہے وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ پوری آیت (سورۂ بقرہ رکوع ۱۹) اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ آیۃ الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخر آیت اور اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سے مُحْسِنِیْنَ تک (س اعراف ع ۱۴) اور سورۂ حشر کی آخر آیتیں (ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے) ہمیں یہ بات پہنچی کہ سب آیات (جن کو گنوایا) عرش کے کونوں پر لکھی ہوئی ہیں اور ابراہیمؒ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ بچوں کو اگر ڈر لگتا ہو، یا نظر کا اندیشہ ہو تو یہ آیات اُن کے لیے لکھ دیا کرو۔ علامہ شامیؒ نے حضرت امام اعظمؒ سے نقل کیا ہے اِسمِ اعظم لفظ اللہ ہے اور لکھا ہے کہ یہی قول علامہ طحاویؒ اور بہت سے علماء سے نقل کیا گیا ہے اور اکثر عارفین (اکابر صوفیہ) کی یہی تحقیق ہے اسی وجہ سے ان کے نزدیک ذکر بھی اسی پاک نام کا کثرت سے ہوتا ہے۔ سید الطائفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نوراللہ مرقدہٗ سے بھی یہی نقل کیا گیا فرماتے ہیں کہ اسمِ اعظم اللہ ہے بشرطیکہ جب تو اس پاک نام کو لے تو تیرے دل میں اس کے سوا کچھ نہ ہو فرماتے ہیں کہ عوام کے لیے اس پاک نام کو اس طرح

عہ دیکھو فضائل رمضان

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لینا چاہیے کہ جب یہ زبان پر جاری ہو تو عظمت اور خوف کے ساتھ ہو اور خواص کے لیے اس طرح ہو کہ اس پاک نام والے کی ذات وصفات کا بھی استحضار ہو اور اخص الخواص کے لیے یہ ضروری ہے کہ اُس پاک ذات کے سوا دل میں کوئی چیز بھی نہ ہو، کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں بھی یہ مبارک نام اتنی کثرت سے ذکر کیا گیا کہ حد نہیں جس کی مقدار دو ہزار تین سو ساٹھ بتاتے ہیں، شیخ اسمٰعیل فرغانی کہتے ہیں کہ مجھے ایک عرصے سے اسم اعظم سیکھنے کی تمنا تھی مجاہدے بہت کرتا تھا کئی کئی دن فاقے کرتا حتیٰ کہ فاقوں کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر جاتا ایک روز میں دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ دو آدمی مسجد میں داخل ہوئے اور میرے قریب کھڑے ہو گئے مجھے اُن کو دیکھ کر خیال ہوا کہ یہ فرشتے معلوم ہوتے ہیں ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تو اسم اعظم سیکھنا چاہتا ہے اُس نے کہا ہاں بتا دیجیے، میں یہ گفتگو سن کر غور کرنے لگا اُس نے کہا کہ وہ لفظ اللہ ہے بشرطیکہ صدق لجا سے ہو، شیخ اسمٰعیل کہتے ہیں کہ صدق لجا کا مطلب یہ ہے کہ کہنے والے کی حالت اُس وقت ایسی ہو کہ جیسا کوئی شخص دریا میں غرق ہو رہا ہو اور کوئی بھی اُس کا بچانے والا نہ ہو تو ایسے وقت جس خلوص سے نام لیا جائے گا وہ حالت مراد ہے اسم اعظم معلوم ہونے کے لیے بڑی اہلیت اور بڑے ضبط وتحمل کی ضرورت ہے، ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ اُن کو اسم اعظم آتا تھا ایک فقیر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تمنا واستدعا کی کہ مجھے بھی سکھا دیجیے ان بزرگ نے فرما دیا کہ تم میں اہلیت نہیں ہے فقیر نے کہا کہ مجھ میں اس کی اہلیت ہے تو بزرگ نے فرمایا کہ اچھا فلاں جگہ جا کر بیٹھ جاؤ اور جو واقعہ وہاں پیش آوے اس کی مجھے خبر دو فقیر اُس جگہ گئے دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص گدھے پر لکڑیاں لادے ہوئے آ رہا ہے سامنے سے ایک سپاہی آیا اس نے اس بوڑھے کو مار پیٹ کی اور لکڑیاں چھین لیں، فقیر کو اُس سپاہی پر بہت غصہ آیا واپس آ کر بزرگ سے سارا قصہ سنایا اور کہا کہ مجھے اگر اسم اعظم آ جاتا تو اُس سپاہی کے لیے بد دعا کرتا بزرگ نے کہا کہ اس لکڑی والے ہی سے میں نے اسم اعظم سیکھا ہے۔

(۳۰) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَفِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنَ الْاِیْمَانِ۔ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَوْ ذَکَرَنِیْ اَوْ خَافَنِیْ

(۳۰) حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ (قیامت کے دن) حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرمائیں گے کہ جہنم سے ہر اُس شخص کو نکال لو جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہو اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی ایمان ہو اور ہر اُس شخص کو نکال لو جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہو یا مجھے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فِیْ مَقَامٍ ۔ اخرجہ الحاکم بروایۃ المؤمل عن المبارک بن فضالۃ وقال صحیح الاسناد واقرہ علیہ الذھبی وقال الحاکم قد تابع ابوداؤد مؤملا علی روایتہ واختصرہ۔

(کسی طرح بھی) یاد کیا ہو یا کسی موقعہ پر مجھ سے ڈرا ہو
(ف) اس پاک کلمہ میں حق تعالیٰ شانہٗ نے کیا کیا برکات رکھی ہیں اس کا معمولی سا اندازا تنی ہی بات سے ہوجاتا ہے کہ سو برس کا بوڑھا جس کی تمام عمر کفر و شرک میں گذری ہو ایک مرتبہ اس پاک کلمہ کو ایمان کے ساتھ پڑھنے سے مسلمان ہوجاتا ہے اور عمر بھر کے سارے گناہ زائل ہوجاتے ہیں اور ایمان لانے کے بعد اگر گناہ بھی کیے ہوں تب بھی اس کلمہ کی برکت سے کسی نہ کسی وقت جہنّم سے ضرور نکلے گا، حضرت حذیفہؓ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار ہیں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے (ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے) کہ اسلام ایسا دھندلا رہ جائے گا جیسے کپڑے کے نقش و نگار (پرانے ہوجانے سے) دُھندلے ہوجاتے ہیں کہ نہ کوئی روزہ کو جانے گا نہ حج کو نہ زکوٰۃ کو آخر ایک رات ایسی ہوگی کہ قرآن پاک بھی اٹھالیا جائے گا کوئی آیت اس کی باقی نہ رہے گی بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں یہ کہیں گی کہ ہم نے اپنے بڑوں کو کلمہ لاالٰہ الا اللہ پڑھتے سنا تھا ہم بھی اُسی کو پڑھیں گے حضرت حذیفہؓ کے ایک شاگرد نے عرض کیا کہ جب زکوٰۃ، حج، روزہ کوئی رکن نہ ہوگا تو یہ کلمہ ہی کیا کام دے گا، حضرت حذیفہؓ نے سکوت فرمایا، انھوں نے پھر یہی عرض کیا تیسری مرتبہ میں حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ (کسی نہ کسی وقت) جہنّم سے نکالے گا، جہنّم سے نکالے گا، جہنّم سے نکالے گا، یعنی ارکان اسلام کے ادا نہ کرنے کا عذاب بھگتنے کے بعد کسی نہ کسی وقت اس کلمہ کی برکت سے نجات پائے گا یہی مطلب ہے حدیث بالا کا کہ اگر ایمان کا ذرا سا حصّہ بھی ہے تب بھی جہنّم سے کسی نہ کسی وقت نکالا جائے گا ایک حدیث میں ہے جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھے وہ اس کو کسی نہ کسی دن ضرور کام دے گا۔ گو اُس کو کچھ نہ کچھ سزا بھگتنا پڑے۔

(۳۱) عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِیٌّ عَلَیْہِ جُبَّۃٌ مِنْ طَیَالِسَۃٍ مَکْفُوْفَۃٌ بِالدِّیْبَاجِ فَقَالَ اِنَّ صَاحِبَکُمْ ھٰذَا یُرِیْدُ یَرْفَعُ کُلَّ رَاعٍ وَابْنَ رَاعٍ وَیَضَعُ کُلَّ فَارِسٍ وَابْنَ فَارِسٍ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا فَاَخَذَ

(۳۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص گاؤں کا رہنے والا آیا جو ریشمی جبّہ پہن رہا تھا اور اس کے کناروں پر دیبا کی گوٹ تھی (صحابہؓ سے خطاب کرکے) کہنے لگا کہ تمہارے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلّم) یہ چاہتے ہیں کہ ہر چرواہے (بکری چرانے والے) اور چرواہے زادے کو

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِمَجَامِعِ ثَوْبِهٖ فَاجْتَذَبَهٗ وَقَالَ اَلَا اَرٰی عَلَيْكَ ثِيَابَ مَنْ لَّا يَعْقِلُ ثُمَّ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَقَالَ اِنَّ نُوْحًا لَّمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا اِبْنَيْهِ فَقَالَ اِنِّيْ قَاصٌّ عَلَيْكُمَا الْوَصِيَّةَ اٰمُرُكُمَا بِاثْنَيْنِ وَاَنْهَاكُمَا عَنِ اثْنَيْنِ اَنْهَاكُمَا عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ وَاٰمُرُكُمَا بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا فِيْهِمَا لَوْ وُضِعَتْ فِيْ كِفَّةِ الْمِيْزَانِ وَوُضِعَتْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِي الْكِفَّةِ الْاُخْرٰی كَانَتْ اَرْجَحَ مِنْهُمَا وَلَوْ اَنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا فِيْهِمَا كَانَتْ حَلْقَةً فَوُضِعَتْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَلَيْهَا لَقَصَمَتْهُمَا وَاٰمُرُكُمَا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فَاِنَّهُمَا صَلٰوةُ كُلِّ شَيْءٍ وَبِهِمَا يُرْزَقُ كُلُّ شَيْءٍ اخرجه الحاكم وقال صحيح الاسناد ولم يخرجه للصقعب ابن زهير فانه ثقة قليل الحديث اه واقره عليه الذهبي وقال الصقعب ثقة ورواه ابن عجلان عن زيد بن اسلم مرسلاً ه قلت ورواه احمد فی مسنده بزیادة فيه بطرق وفی بعض مِنْهَا فَاِنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ كُنَّ حَلْقَةً مُّبْهَمَةً قَصَمَتْهُنَّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وذكره المنذری فی الترغيب عن ابن عمرؓ مختصراً وفيه لَوْ كَانَتْ حَلْقَةً لَقَصَمَتْهُنَّ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلَى اللّٰهِ ثم قال رواه البزار ورواته محتج بهم فی الصحيح الا ابن اسحٰق وهو فی النسائی عن صالح بن سعيد رفعه الی سليمان

بڑھا دیں۔ اور شہسوار ادر شہسواروں کی اولاد کو گرادیں حضورؐ ناراضگی سے اٹھے اور اُس کے کپڑوں کو گریبان سے پکڑ کر ذرا کھینچا اور ارشاد فرمایا کہ (تو ہی بتا) تو بے وقوفوں کے سے کپڑے نہیں پہن رہا ہے پھر اپنی جگہ واپس آکر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب انتقال ہونے لگا تو اپنے دونوں صاحب زادوں کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں (آخری) وصیّت کرتا ہوں جس میں دو چیزوں سے روکتا ہوں اور دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں جن سے روکتا ہوں ایک شرک ہے۔ دوسرا تکبر اور جن چیزوں کا حکم کرتا ہوں ایک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے، کہ تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اگر سب ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے میں (اخلاص سے کہا ہوا) لا الٰہ الا اللّٰہ رکھ دیا جائے تو وہی پلڑا جھک جائے گا، اور اگر تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے ایک حلقہ بنا کر اس پاک کلمہ کو اس پر رکھ دیا جائے تو وہ وزن سے ٹوٹ جائے اور دوسری چیز جس کا حکم کرتا ہوں وہ سُبحان اللّٰہ وبحمدہٖ ہے کہ یہ دو لفظ ہر مخلوق کی نماز ہیں اور انہیں کی برکت سے ہر چیز کو رزق عطا فرمایا جاتا ہے۔

(ف) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑوں کے متعلق ارشاد فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر سے باطن پر استدلال کیا جاتا ہے، جس شخص کا ظاہر

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بن یسار الی رجل من الانصار لم یسمہ ورواہ الحاکم عن عبد اللہ وقال صحیح الاسناد ثم ذکر لفظہ قلت وحدیث سلیمان بن یسار ریاتی فی بیان التسبیح وفی مجمع الزوائد رواہ احمد ورواہ الطبرانی بنحوہ ورواہ البزار من حدیث ابن عمر ورجال احمد ثقات وقال فی روایۃ البزار محمد بن اسحٰق وھو مدلس وھو ثقۃ۔

حال خراب ہے اس کے باطن کا حال بھی لبطا ہر ویسا ہی ہے اس لیے ظاہر کو بہتر رکھنے کی سعی کی جاتی ہے کہ باطن اس کے تابع ہوتا ہے اسی لیے صوفیہ کرام ظاہری طہارت وضو وغیرہ کا اہتمام کراتے ہیں تاکہ باطن کی طہارت حاصل ہوجائے جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں آجی باطن اچھا ہونا چاہیے ظاہر چاہے کیسا ہی ہو صحیح نہیں باطن کا اچھا ہونا مستقل مقصود ہے اور ظاہر کا بہتر ہونا مستقل، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِیْ خَیْرًا مِّنْ عَلَانِیَتِیْ وَاجْعَلْ عَلَانِیَتِیْ صَالِحَۃً (اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے زیادہ بہتر بنا اور میرے ظاہر کو صالح اور نیک بنا دے) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔

(۳۲) عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ اَبَا بَکْرٍؓ دَخَلَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ کَئِیْبٌ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَالِیْ اَرَاکَ کَئِیْبًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَمٍّ لِّیَ الْبَارِحَۃَ فُلَانٌ وَھُوَ یَکِیْدُ بِنَفْسِہٖ قَالَ فَھَلْ لَقَّنْتَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَقَالَھَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ ھِیَ لِلْاَحْیَاءِ قَالَ ھِیَ اَھْدَمُ لِذُنُوْبِھِمْ ھِیَ اَھْدَمُ لِذُنُوْبِھِمْ رواہ ابویعلی والبزار فیہ زائدۃ بن ابی الرقاد وثقہ القواریری وضعفہ البخاری وغیرہ کذا فی مجمع الزوائد واخرج بمعناہ عن ابن عباس ایضا قلت وروی عن علیؓ مرفوعا من قال اذا مر

(۳۲) حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رنجیدہ سے ہو کر حاضر ہوئے حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ میں تمہیں رنجیدہ دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے انہوں نے عرض کیا کہ گذشتہ شب میرے چچازاد بھائی کا انتقال ہوگیا میں نزع کی حالت میں اُن کے پاس بیٹھا تھا اُس منظر سے طبیعت پر اثر ہے حضورؐ نے فرمایا تم نے اس کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین بھی کی تھی؟ عرض کیا کی تھی ارشاد فرمایا کہ اُس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تھا؟ عرض کیا کہ پڑھ لیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ جنت اس کے لیے واجب ہوگئی حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ زندہ لوگ اس کلمہ کو پڑھیں تو کیا ہو، حضورؐ نے دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ یہ کلمہ اُن کے گناہوں کو بہت ہی منہدم کر دینے والا ہے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِالْمَقَابِرِ اَلسَّلَامُ عَلٰٓی اَھْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ اَھْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کَیْفَ وَجَدْتُّمْ قَوْلَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِغْفِرْ لِمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَۃِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ غُفِرَ لَهٗ ذُنُوْبُ خَمْسِیْنَ سَنَةً قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ لَّمْ تَکُنْ لَّهٗ ذُنُوْبُ خَمْسِیْنَ سَنَةً قَالَ لِوَالِدَیْهِ وَلِقَرَابَتِهٖ وَلِعَامَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ رواه الدیلمی فی تاریخ ھمدان والرافعی وابن النجار کذا فی منتخب کنز العمال لکن روی نحوه السیوطی فی ذیل اللآلی وتکلم علی سنده وقال الاسناد کله ظلمات ورمی رجاله بالکذب وفی تنبیه الغافلین وروی عن بعض الصحابة مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ خَالِصًا وَمَدَّهَا بِالتَّعْظِیْمِ کَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ ذَنْبٍ مِّنَ الْکَبَائِرِ قِیْلَ اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ اَرْبَعَةُ اٰلَافِ ذَنْبٍ قَالَ یُغْفَرُ مِنْ ذُنُوْبِ اَھْلِهٖ وَجِیْرَانِهٖ اھ قلت وروی بمعناه مرفوعًا لکنھم حکموا علیه بالوضع کما فی ذیل اللآلی نعم یؤیده الامر بدفن جوار الصالح وتاذیه بجوار السوء ذکره السیوطی فی اللآلی بطرق وورد السلام علی اھل القبور بالفاظ مختلفة فی کنز العمال وغیره۔

بہت ہی منہدم کردینے والا ہے (یعنی بالکل ہی مٹا دینے والا ہے۔

(ف) مقابر میں اور میّت کے قریب کلمۂ طیبہ پڑھنے کے متعلق بھی کثرت سے احادیث میں ارشاد ہوا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ جنازہ کے ساتھ کثرت سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھا کرو، ایک حدیث میں آیا ہے کہ میری اُمت کا شعار (نشان) جب وہ پل صراط پر چلیں گے تو یا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ ہوگا دوسری حدیث میں ہے کہ جب وہ اپنی قبروں سے اُٹھیں گے تو اُن کا نشان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ، ہوگا۔ تیسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے اندھیروں میں اُن کا نشان لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ ہوگا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو کثرت سے پڑھنے کی برکتیں مرنے سے پہلے بھی لیا اوقات نزع کے وقت سے محسوس ہوجاتی ہیں اور بعض اللہ کے بندوں کو اس سے بھی پہلے ظاہر ہوجاتی ہیں، ابوالعباسؒ کہتے ہیں کہ میں اپنے شہر اشبیلیہ میں بیمار پڑا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ بہت سے پرندے بڑے بڑے اور مختلف رنگ کے سفید سُرخ سبز ہیں جو ایک ہی دفعہ سب پر سمیٹ لیتے ہیں اور ایک ہی مرتبہ کھول دیتے ہیں اور بہت سے آدمی ہیں جن کے ہاتھ میں بڑے بڑے طباق ڈھکے ہوئے ہیں جن کے اندر کچھ رکھا ہوا ہے میں اس سب کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ موت کے تحفے ہیں، میں جلدی جلدی کلمۂ طیبہ پڑھنے لگا ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تمہارا وقت ابھی نہیں آیا، یہ ایک اور مومن کے لیے تحفہ ہے جس کا وقت آگیا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو فرمایا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مجھے بٹھادو لوگوں نے بٹھادیا پھر فرمایا۔ (یا اللہ) تونے مجھے بہت سے کاموں کا حکم فرمایا، مجھ سے اس میں کوتاہی ہوئی تونے مجھے بہت سی باتوں سے منع فرمایا مجھ سے اُس میں نافرمانی ہوئی تین مرتبہ یہی کہتے رہے اس کے بعد فرمایا لیکن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ یہ فرما کر ایک جانب غور سے دیکھنے لگے، کسی نے پوچھا کیا دیکھتے ہو فرمایا کچھ سبز چیزیں ہیں کہ نہ وہ آدمی ہیں نہ جن اس کے بعد انتقال فرمایا زُبیدہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اُس سے پوچھا کیا گذری اُس نے کہا کہ ان چار کلموں کی بدولت میری مغفرت ہوگئی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اُفْنِیْ بِهَا عُمُرِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اَدْخُلُ بِهَا قَبْرِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اَخْلُوْ بِهَا وَحْدِیْ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اَلْقٰی بِهَا رَبِّیْ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے ساتھ اپنی عمر کو ختم کروں گی۔ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہی کو قبر میں لے کر جاؤں گی۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہی کے ساتھ تنہائی کا وقت گذاروں گی اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہی کو لے کر اپنے رب کے پاس جاؤں گی۔

(۲۳) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَوْصِنِیْ قَالَ اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَةً فَاَتْبِعْهَا حَسَنَةً تَمْحُهَا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَمِنَ الْحَسَنَاتِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ قَالَ هِیَ اَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ

رواہ احمد وفی مجمع الزوائد رواہ احمد ورجالہ ثقات الا ان شمر بن عطیة حدثہ عن اشیاخہ ولم یسم احدًا منھم قال السیوطی فی الدر اخرجہ ایضًا ابن مردویہ والبیھقی فی الاسماء والصفات قلت واخرجہ الحاکم بلفظ یا اَبَا ذَرٍّ اِتَّقِ اللہَ حَیْثُ کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ وقال صحیح علی شرط ھما واقرہ علیہ الذھبی وذکرہ السیوطی فی الجامع مختصرًا ورقم لہ بالصحة۔

(۲۳) حضرت ابوذر غفاری رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت فرمادیجیے ارشاد ہوا کہ جب کوئی برائی سرزد ہوجائے تو کفارہ کے طور پر فورًا کوئی نیک کام کرلیا کرو (تاکہ برائی کی نحوست دُھل جائے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھنا بھی نیکیوں میں داخل ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے۔

(ف) برائی اگر گناہ صغیرہ ہے نیکی سے اس کا محو ہوجانا اور مٹ جانا ظاہر ہے اور اگر کبیرہ ہے تو قواعد کے موافق توبہ سے محو ہوسکتی ہے یا محض اللہ کے فضل سے جیسا پہلے بھی گذر چکا ہے، بہرصورت محو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پھر وہ گناہ اعمالنامہ میں رہتا ہے نہ کہیں اُس کا ذکر ہوتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ وہ گناہ کراماً کاتبین کو بھلادیتے ہیں اور اس گناہگار کے ہاتھ پاؤں کو بھی بھلادیتے ہیں اور زمین کے اُس حصّہ کو بھی جس پر وہ گناہ کیا گیا ہے حتّٰی کہ کوئی بھی اُس گناہ کی گواہی دینے والا نہیں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

رہنا گواہی کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں آدمی کے ہاتھ پاؤں اور بدن کے دوسرے حصے نیک یا بد اعمال جو بھی کیے ہوں ان کی گواہیاں دیں گے جیسا کہ باب سوم فصل دوم حدیث ۱۸ کے تحت میں آرہا ہے۔ حدیث بالا کی تائید اُن روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ گناہ کیا ہی نہیں) یہ مضمون کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ توبہ اُس کو کہتے ہیں کہ جو گناہ ہوچکا اس پر انتہائی ندامت اور شرم ہو اور آئندہ کے لیے پکا ارادہ ہو کہ پھر کبھی اُس گناہ کو نہیں کرونگا ایک دوسری حدیث میں حضورؐ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور ایسے اخلاص سے عمل کیا کر جیسا کہ وہ پاک ذات تیرے سامنے ہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر اور اللہ کی یاد ہر پتھر اور ہر درخت کے قریب کر (تاکہ بہت سے گواہ قیامت کے دن ملیں اور جب کوئی برائی ہوجائے تو اس کے کفارہ میں کوئی نیکی کیا کر اگر برائی مخفی کی ہے تو نیکی بھی مخفی ہو اور برائی کو علی الاعلان کیا ہے تو اس کے کفارہ میں نیکی بھی علی الاعلان ہو۔

(۳۴) عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَتْ لَهٗ اَرْبَعُوْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ اخرجه احمد قلت اخرج الحاكم شواهده بالفاظ مختلفة

(۳۴) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ کو دس مرتبہ پڑھے گا چالیس ہزار نیکیاں اسکے لیے لکھی جائیں گی (ف) کلمہ طیبہ کی خاص خاص مقدار پر بھی حدیث کی کتابوں میں بڑی فضیلتیں ذکر فرمائی گئی ہیں

ایک حدیث میں آیا ہے جب تم فرض نماز پڑھا کرو تو ہر فرض کے بعد دس مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے کہ جیسے ایک غلام آزاد کیا۔

(۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَيْ اَلْفِ حَسَنَةٍ رواه الطبرانی كذا في الترغيب وفي مجمع الزوائد فيه فائد ابو الورقاء متروك۔

(۳۵) دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ پڑھے اُس کے لیے بیس لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (ف) کس قدر اللہ جل شانہٗ کے یہاں سے انعام احسان کی بارش ہے کہ ایک معمولی سی چیز کے پڑھنے پر جس میں نہ مشقت نہ وقت خرچ ہو پھر بھی ہزار ہزار لاکھ لاکھ نیکیاں عطا ہوتی ہیں لیکن ہم لوگ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس قدر غفلت اور دنیاوی اغراض کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ ان الطاف کی بارشوں سے کچھ بھی وصول نہیں کرتے اللہ جل شانہٗ کے یہاں ہر نیکی کے لیے کم از کم دس گنا ثواب تو متعین ہی ہے بشرطیکہ اخلاص سے ہو اُس کے بعد اخلاص ہی کے اعتبار سے ثواب بڑھتا رہتا ہے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اسلام لانے سے جتنے گناہ حالتِ کفر میں کیے ہیں وہ معاف ہو جاتے ہیں اُس کے بعد پھر حساب ہے، ہر نیکی دس گنے سے لے کر سات سو تک اور جہاں تک اللہ چاہیں لکھی جاتی ہے اور برائی ایک ہی لکھی جاتی ہے، اور اگر جل شانہٗ اس کو معاف فرمادیں تو وہ بھی نہیں لکھی جاتی، دوسری حدیث میں ہے جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو صرف ارادہ سے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب عمل کرتا ہے تو دس نیکیاں سات سو تک اور اس کے بعد جہاں تک اللہ تعالیٰ شانہ چاہے لکھی جاتی ہے اس قسم کی اور بھی احادیث بکثرت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے یہاں دینے میں کمی نہیں کوئی لینے والا ہو یہی چیز اللہ والوں کی نگاہ میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی اُن کو نہیں لبھا سکتی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْھُمْ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال چھ طریقے کے ہیں اور آدمی چار طریقے کے۔ دو عمل تو واجب کرنے والے ہیں اور دو برابر سرابر اور ایک دس گنا اور ایک سات سو گنا۔ دو عمل جو واجب کرنے والے ہیں ایک یہ کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ شرک نہ کرتا ہو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ دوسرے جو شخص شرک کی حالت میں مرے ضرور جہنم میں جائے گا، اور جو عمل برابر سرابر ہے وہ نیکی کا ارادہ ہے کہ دِل اُس کے لیے پختہ ہو گیا ہو (مگر اس عمل کی نوبت نہ آئی ہو) اور دس گنا اجر ہے اگر عمل بھی کرلے اور اللہ کے راستہ میں (جہاد وغیرہ میں) خرچ کرنا سات سو درجہ کا اجر رکھتا ہے اور گناہ اگر کرے تو ایک کا بدلہ ایک ہی ہے اور چار قسم کے آدمی یہ ہیں کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن پر دنیا میں وسعت ہے، آخرت میں تنگی ہے بعض ایسے ہیں جن پر دنیا میں تنگی ہے آخرت میں وسعت بعض ایسے ہیں جن پر دونوں جگہ تنگی ہے (کہ دنیا میں فقر آخرت میں عذاب ہے) بعض ایسے ہیں کہ دونوں جہان میں وسعت ہے۔ ایک شخص حضرت ابوہریرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے سُنا ہے آپ یہ نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ بعض نیکیوں کا بدلہ دس لاکھ گنا عطا فرماتے ہیں، حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا اس میں تعجب کی کیا بات ہے میں نے خدا کی قسم ایسا ہی سُنا ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ بعض نیکیوں کا ثواب بیس لاکھ تک ملتا ہے اور جب حق تعالیٰ شانہٗ یُضٰعِفْھَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا ارشاد فرمائیں (اُس کے ثواب کو بڑھاتے ہیں اور اپنے پاس سے بہت سا اجر دیتے ہیں) جس چیز کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں اس کی مقدار کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ثواب کی اتنی بڑی مقداریں جب ہی ہوسکتی ہیں جب ان الفاظ کے معانی کا تصور اور لحاظ کرکے پڑھے کہ یہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی اہم صفات ہیں۔

(۳۶) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُبْلِغُ اَوْ فَیُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ الثَّمَانِیَۃِ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّھَا شَاءَ رواہ مسلم وابوداؤد وابن ماجۃ وقالا فَیُحْسِنُ الْوُضُوْءَ زادابو داؤد ثُمَّ یَرْفَعُ طَرْفَہٗ اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ یَقُوْلُ فذکرہ ورواہ الترمذی کابی داؤد وزاد اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ الحدیث وتکلم فیہ کذا فی الترغیب زاد السیوطی فی الدر ابن ابی شیبۃ والدارمی۔

(۳۶) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے (یعنی سنتوں اور آداب کی پوری رعایت کرے پھر یہ دعا پڑھے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے دل چاہے داخل ہو۔

(ف) جنت میں داخل ہونے کے لیے ایک دروازہ بھی کافی ہے پھر آٹھوں کا کھل جانا یہ غایت اعزاز اور اکرام کے طور پر ہے ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور ناحق کسی کا خون نہ کیا ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

(۳۷) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ اِلَّا بَعَثَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَوَجْھُہٗ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ وَلَمْ یُرْفَعْ لِاَحَدٍ یَوْمَئِذٍ عَمَلٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمَلِہٖ اِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ قَوْلِہٖ اَوْ زَادَ رواہ الطبرانی وفیہ عبد الوھاب بن ضحاک متروک کذا فی مجمع الزوائد قلت ھو من رواۃ ابن ماجۃ ولاشک انھم ضعفوہ جدًا الا ان معناہ مؤید بروایات

(۳۷) حضورؐ کا ارشاد ہے جو شخص سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا کرے حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن اس کو ایسا روشن چہرہ والا اٹھائیں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور جس دن یہ تسبیح پڑھے اس دن اُس سے افضل عمل والا وہی شخص ہوسکتا ہے جو اس سے زیادہ پڑھے۔

(ف) متعدد روایات اور آیات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ دل کے لیے بھی نور ہے اور چہرے کے لیے بھی نور ہے اور یہ تو مشاہدہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

منہا ما تقدم من روایات یحیٰی بن طلحۃ ولاشك انه افضل الذكر وله شاهد من حدیث ام هانی الاٰتی۔

بھی ہے کہ جن اکابر کا اس کلمہ کی کثرت معمول ہے ان کا چہرہ دنیا ہی میں نورانی ہوتا ہے۔

(۳۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِفْتَحُوْا عَلٰى صِبْيَانِكُمْ اَوَّلَ كَلِمَةٍ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَقِّنُوْهُمْ عِنْدَ الْمَوْتِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّهٗ مَنْ كَانَ اَوَّلُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ عَاشَ اَلْفَ سَنَةٍ لَمْ يُسْئَلْ عَنْ ذَنْبٍ وَّاحِدٍ موضوع ابن محمویۃ وابوہ مجہولان وقد ضعف البخاری ابراهیم بن مهاجر حكاه السیوطی عن ابن الجوزی ثم تعقبه بقوله الحدیث فی المستدرك واخرجه البیهقی فی الشعب عن الحاكم وقال متن غریب لم نكتبه الا بهذا الاسناد واورده الحافظ ابن حجر فی امالیه ولم یقدح فیه بشیٔ الا انه قال ابراهیم فیه لین وقد اخرج له مسلم فی المتابعات كذا فی اللاٰلی وذكره السیوطی فی شرح الصدور ولم یقدح فیه بشیٔ قلت وقد ورد فی التلقین احادیث كثیرة ذكرها الحافظ فی التلخیص وقال فی جملة من رواها وعن عروة بن مسعود الثقفی رواه العقیلی باسناد ضعیف ثم قال روی فی الباب احادیث صحاح عن غیر واحد من الصحابة ورواه ابن ابی الدنیا فی كتاب المحتضرین من طریق عروة بن مسعود عن ابیه عن حُذَیْفَةَ بِلَفْظِ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّهَا تَهْدِمُ

(۳۸) حضور صَلَّی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بچہ کو شروع میں جب وہ بولنا سیکھنے لگے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ یاد کراؤ اور جب مرنے کا وقت آئے جب بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ تلقین کرو جس شخص کا اول کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہو اور آخری کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہو وہ ہزار برس بھی زندہ رہے تو (انشاء اللہ) کسی گناہ کا اُس سے مطالبہ نہیں ہوگا (یا اس وجہ سے کہ گناہ صادر نہ ہوگا یا اگر صادر ہوا تو توبہ وغیرہ سے معاف ہوجائے گا یا اس وجہ سے کہ اللہ جلّ شانہٗ اپنے فضل سے معاف فرمادیں گے۔

(ف) تلقین اس کو کہتے ہیں کہ مرتے وقت آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھا جائے تاکہ اس کو سن کر وہ بھی پڑھنے لگے اُس پر اُس وقت جبر یا تقاضا نہیں کرنا چاہیے کہ وہ شدّت تکلیف میں ہوتا ہے اخیر وقت میں کلمہ تلقین کرنے کا حکم اور بھی بہت سی احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے متعدد حدیثوں میں یہ بھی ارشاد نبوی وارد ہوا ہے کہ جس شخص کو مرتے وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ نصیب ہوجائے اُس سے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے سیلاب کی وجہ سے تعمیر بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جس شخص کو مرتے وقت یہ مبارک کلمہ نصیب ہوجاتا ہے تو پچھلی خطائیں معاف ہوجاتی ہیں۔ ایک

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مَا قَبْلَهَا مِنَ الْخَطَايَا وروی نیه ایضًا عن عمرو عثمان وابن مسعود وانس وغیرهم اھ وفی الجامع الصغیر لقنوا موتاکم۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رواہ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی سعید ومسلم وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ والنسائی عن عائشۃ ورقم لہ بالصحۃ وفی الحصن اِذَا اَفْصَحَ الْوَلَدُ فَلْيُعَلِّمْهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وفی الحرز رواہ ابن السنی عن عمرو بن العاص اھ قلت وبلفظہ فی عمل الیوم واللیلۃ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ جَدِّي الَّذِي حَدَّثَهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَفْصَحَ اَوْلَادُكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ لَا تُبَالُوْا مَتٰى مَاتُوْا وَاِذَا اَثْغَرُوْا فَمُرُوْهُمْ بِالصَّلٰوةِ وفی الجامع الصغیر بروایۃ احمد وابی داؤد والحاکم عَنْ مُعَاذٍ مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ورقم لہ بالصحۃ وفی مجمع الزوائد عَنْ عَلِيٍّ رَفَعَهُ مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ وفی غیر روایۃ مرفوعۃ مَنْ لُقِّنَ عِنْدَ الْمَوْتِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

حدیث میں آیا ہے کہ منافق کو اس کلمہ کی توفیق نہیں ہوتی ایک حدیث میں آیا ہے اپنے مُردوں کو لا اِلٰہ اِلّا اللہ کا توشہ دیا کرو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ لا اِلٰہ اِلّا اللہ کہنے لگے اُس سے حساب معاف ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے مرنے کے وقت ایک فرشتہ اُس کے پاس آتا ہے جو شیطان کو دور کر دیتا ہے اور مرنے والے کو لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ تلقین کرتا ہے ایک بات کثرت سے تجربہ میں آئی ہے کہ اکثر و بیشتر کا فائدہ جب ہی ہوتا ہے کہ زندگی میں بھی اس پاک کلمہ کی کثرت رکھتا ہو ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ وہ بھُس فروخت کیا کرتا تھا۔ جب اُس کے مرنے کا وقت آیا تو لوگ اُس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ کہتا تھا کہ یہ گٹھا اتنے کا ہے اور یہ اتنے کا ہے اسی طرح اور بھی متعدد واقعات نزہۃ البساتین میں بھی لکھے ہیں اور مشاہدہ میں بھی آتے ہیں۔ بسا اوقات کسی گناہ کا کرنا بھی اس کا سبب بن جاتا ہے کہ مرتے وقت کلمہ طیبہ نصیب نہیں ہوتا۔ علماء نے لکھا ہے کہ افیون کھانے میں ستّر نقصان ہیں جن میں سے ایک یہ کہ مرتے وقت کلمہ یاد نہیں آتا۔ اس کے بالمقابل مسواک میں ستّر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ طیبہ یاد آتا ہے۔ ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ مرتے وقت اُس کو کلمہ شہادت تلقین کیا گیا وہ کہنے لگا کہ اللہ سے دُعا کرو میری زبان سے نکلتا نہیں لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے اُس نے کہا میں تولنے میں بے احتیاطی کرتا تھا۔ ایک دوسرے شخص کا قصہ ہے کہ جب اُس کو تلقین کی گئی تو کہنے لگا کہ مجھ سے کہا نہیں جاتا، لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے اُس نے کہا کہ ایک عورت مجھ سے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تو لیے خرید نے آئی تھی مجھے وہ اچھی لگی ہیں اس کو دیکھتا رہا اور بھی بہت سے واقعات اس نوع کے ہیں جن میں سے بعض تذکرۂ قرطبیہ میں بھی لکھے ہیں۔ بندہ کا کام ہے کہ گناہوں سے توبہ کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ شانہ سے توفیق کی دعا کرتا رہے۔

(۳۹) عَنْ اُمِّ هَانِیٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا يَسْبِقُهَا عَمَلٌ وَلَا تَتْرُكُ ذَنْبًا۔ رواہ ابن ماجۃ کذا فی منتخب کنز العمال قلت واخرجہ الحاکم فی حدیث طویل وصححہ ولفظہ قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا يَتْرُكُ ذَنْبًا وَلَا يُشْبِهُهَا عَمَلٌ اھ وتعقبہ علیہ الذھبی بان زکریا ضعیف وسقط بین محمد وام ھانی ذکرہ فی الجامع بروایۃ ابن ماجۃ ورقم لہ بالضعف۔

(۳۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الٰہ الا اللہ سے نہ تو کوئی عمل بڑھ سکتا ہے اور نہ یہ کلمہ کسی گناہ کو چھوڑ سکتا ہے۔

(ف) کسی عمل کا اس سے نہ بڑھ سکنا تو ظاہر ہے کہ کوئی بھی عمل ایسا نہیں ہے جو بغیر کلمہ طیبہ پڑھے کارآمد ہو سکتا ہو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض ہر عمل ایمان کا محتاج ہے۔ اگر ایمان ہے تو وہ اعمال بھی مقبول ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں اور کلمہ طیبہ جو خود ایمان لاتا ہی ہے وہ کسی عمل کا بھی محتاج نہیں اسی وجہ سے اگر کوئی شخص فقط ایمان رکھتا ہو اور ایمان کے علاوہ کوئی عمل صالح نہ ہو تو بھی وہ کسی نہ کسی وقت انشاء اللہ جنت میں ضرور جائے گا اور جو شخص ایمان نہ رکھتا ہو خواہ وہ کتنے ہی پسندیدہ اعمال کرے نجات کے لیے کافی نہیں۔ دوسرا جزو کسی گناہ کو نہ چھوڑنا ہے اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ جو شخص آخری وقت میں مسلمان ہوا اور کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد فوراً ہی مر جائے تو ظاہر ہے کہ اس ایمان لانے سے کفر کی حالت میں جتنے گناہ کیے تھے وہ سب بالاجماع جاتے رہے۔ اور اگر پہلے سے پڑھنا مراد ہو تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ دلوں کی صفائی اور صیقل ہونے کا ذریعہ ہے جب اس پاک کلمہ کی کثرت ہو گی تو دل کی صفائی کی وجہ سے توبہ کیے بغیر چین ہی نہ پڑے گا۔ اور آخر کار گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جائے گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو سونے کے وقت اور جاگنے کے وقت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اہتمام ہو اس کو دنیا بھی آخرت پر مستعد کرے گی اور مصیبت سے اس کی حفاظت کرے گی۔

(۴۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ

(۴۰) حضور کا ارشاد ہے کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں (بعض روایات میں ستتر آئی ہیں) ان میں سب سے افضل لا الٰہ الا اللہ کا پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز (اینٹ، لکڑی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مِّنَ الْإِيْمَانِ رواه الستة وغيرهم بالفاظ مختلفة واختلاف يسير في العدد وغيره وهذا اٰخر ما اردت ايراده في هذا الفصل رعاية لعدد الاربعين والله الموفق لما يحب ويرضى۔

کانٹے وغیرہ) کا ہٹا دینا ہے اور حیا بھی (ایک خصوصی) شعبہ ہے ایمان کا۔

(ف) حیا کو خصوصی اہتمام کی وجہ سے ذکر فرمایا کہ یہ بہت سے گناہوں زنا، چوری، فحش گوئی، ننگا ہونا گالی گلوچ وغیرہ سے بچنے کا سبب ہے اسی طرح رسوائی کے خیال سے بہت سے نیک کام کرنا ضروری ہو جاتے ہیں۔ بلکہ دنیا اور آخرت کی شرم سارے ہی نیک کاموں پر اُبھارتی ہے۔ نماز زکوٰۃ حج وغیرہ تو ظاہر ہیں اسی طرح سے اور بھی تمام احکام بجالانے کا سبب ہے، اسی وجہ سے مثل مشہور "تو بے حیا باش و ہر چہ خواہی کُن" تو بے غیرت ہو جا پھر جو چاہے کر اس معنیٰ میں صحیح حدیث بھی وارد ہے إِذَا لَمْ تَسْتَحِيْ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ جب تو حیا دار نہ رہے تو پھر جو چاہے کر کہ ساری فکر غیرت اور شرم ہی کی ہے اور اگر حیا ہے تو یہ خیال بھی ضروری ہے کہ نماز نہ پڑھوں گا تو آخرت میں کیا منہ دکھلاؤں گا اور شرم نہیں ہے تو پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی کہہ کر کیا کرے گا۔

(تنبیہ) اس حدیث شریف میں ایمان کی ستّر سے زیادہ شاخیں ارشاد فرمائی ہیں اس بارے میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں اور متعدد روایات میں "ستّر" کا عدد آیا ہے اسی لیے ترجمہ میں اس طرف اشارہ بھی کر دیا تھا۔ ان ستّر کی تفصیل میں علماء نے بہت سی مستقل تصانیف فرمائی ہیں۔ امام ابو حاتم بن حبانؒ فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کا مطلب ایک مدت تک سوچتا رہا۔ جب عبادتوں کو گنتا تو وہ ستّر سے بہت زیادہ ہو جاتیں احادیث کو تلاش کرتا اور حدیث شریف میں جن چیزوں کو خاص طور سے ایمان کی شاخوں کے ذیل میں ذکر کیا ہے ان کو شمار کرتا تو وہ اس عدد سے کم ہو جاتیں میں قرآن پاک کی طرف متوجہ ہوا اور قرآن شریف میں جن چیزوں کو ایمان کے ذیل میں ذکر کیا اُن کو شمار کیا تو وہ بھی اس عدد سے کم تھیں تو میں نے قرآن شریف اور حدیث شریف دونوں کو جمع کیا اور دونوں میں جن چیزوں کو ایمان کا جزو قرار دیا اُن کو شمار کر کے جو چیزیں دونوں میں مشترک تھیں ان کو ایک ایک عدد شمار کر کے میزان دیکھی تو دونوں کا مجموعہ مکررات کو نکال کر اس عدد کے موافق ہو گیا تو میں سمجھا کہ حدیث شریف کا مفہوم یہی ہے۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے ان شاخوں کی تفصیل بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اجتہاد سے ان تفصیلات کے مراد ہونے کا حکم لگایا ہے حالانکہ اس مقدار کی خصوصی تفصیل نہ معلوم ہونے سے ایمان میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا جبکہ ایمان کے اصول و فروع سارے بالتفصیل معلوم و محقق ہیں۔ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ اس تعداد کی تفصیل اللہ کے اور اُس کے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

رسول کے علم میں ہے اور شریعتِ مطہرہ میں موجود ہے تو اس تعداد کے ساتھ تفصیل کا معلوم نہ ہونا کچھ مضر نہیں۔

امام نووی رحؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاخوں میں سب سے اعلیٰ توحید یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو قرار دیا ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ایمان میں سب سے اوپر اس کا درجہ ہے اس سے اوپر کوئی چیز ایمان کی شاخ نہیں ہے جس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ اصل توحید ہے، جو ہر مکلّف پر ضروری ہے اور سب سے نیچے دفع کرنا ہے اس چیز کا جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کا احتمال رکھتی ہو باقی سب شاخیں ان کے درمیان ہیں جن کی تفصیل معلوم ہونا ضروری نہیں اجمالاً ان پر ایمان لانا کافی ہے جیسا کہ سب فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن ان کی تفصیل اور ان کے نام ہم نہیں جانتے لیکن ایک جماعت محدثین نے ان سب شاخوں کی تفصیل میں مختلف تصانیف فرمائی ہیں، چنانچہ ابو عبد اللہ رحؒ حلیمی نے ایک کتاب اسی مضمون میں تصنیف فرمائی ہے جس کا نام فوائد المنہاج رکھا ہے اور امام بیہقی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ہی شعب الایمان رکھا ہے اسی طرح شیخ عبد الجلیل رحؒ نے بھی ایک کتاب لکھی ہے اُس کا نام بھی شعب الایمان رکھا ہے اور اسحاق رحؒ بن قرطبی نے کتاب النَّصائح اسی مضمون میں تصنیف فرمائی ہے اور امام ابو حاتم رحؒ نے اپنی کتاب کا نام وصف الایمان و شعبہ رکھا ہے۔ شراح رحؒ بخاری نے اس باب میں مختلف تصانیف سے تلخیص کرتے ہوئے ان کو مختصر طور پر جمع فرمایا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ دراصل ایمان کامل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اوّل تصدیق قلبی یعنی دِل سے جملہ امور کا یقین کرنا۔ دوسرے زبان کا اقرار و عمل۔ تیسرے بدن کے اعمال یعنی ایمان کی جملہ شاخیں تین حصّوں پر منقسم ہیں اول وہ جن کا تعلق نیت و اعتقاد اور عمل قلبی سے ہے دوسرے وہ جن کا تعلق زبان سے ہے تیسرے وہ جن کا تعلق باقی حصّہ بدن سے ہے ایمان کی جملہ چیزیں ان تین میں داخل ہیں۔ ان میں سے **پہلی قسم**:۔ جو تمام عقائد کو شامل ہے اس کا خلاصہ تیس ۳۰ چیزیں ہیں۔ (۱) اللہ پر ایمان لانا جس میں اُس کی ذات اُس کی صفات پر ایمان لانا داخل ہے اور اس کا یقین بھی کہ وہ پاک ذات ایک ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اُس کا کوئی مثل ہے۔ (۲) اللہ کے ماسوا سب چیزیں بعد کی پیدا وار ہیں۔ ہمیشہ سے وہی ایک ذات ہے (۳) فرشتوں پر ایمان لانا (۴) اللہ کی اتاری ہوئی کتابوں پر ایمان لانا (۵) اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا (۶) تقدیر پر ایمان لانا کہ بھلی ہو یا بُری سب اللہ کی طرف سے ہے۔

(۷) قیامت کے حق ہونے پر ایمان لانا جس میں قبر کا سوال، جواب قبر کا عذاب مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا حساب ہونا اعمال کا تلنا اور پلصراط پر گذرنا سب ہی داخل ہے (۸) جنّت کا یقین ہونا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور یہ کہ مومن انشاء اللہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے (۹) جہنم کا یقین ہونا اور یہ کہ اس میں سخت سے سخت عذاب ہیں اور وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی (۱۰) اللہ تعالیٰ شانہٗ سے محبت رکھنا۔
(۱۱) اللہ کے واسطے دوسروں سے محبت رکھنا اور اللہ ہی کے واسطے بغض رکھنا یعنی اللہ والوں سے محبت رکھنا اور اس کی نافرمانی کرنے والوں سے بغض رکھنا اور اسی میں داخل ہے صحابہ کرامؓ بالخصوص مہاجرین اور انصار کی محبت اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت (۱۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا جس میں آپ کی تعظیم بھی آگئی اور حضورؐ پر درود شریف پڑھنا بھی اور آپ کی سنتوں کا اتباع کرنا بھی داخل ہے (۱۳) اخلاص جس میں ریا نہ کرنا اور نفاق سے بچنا بھی داخل ہے۔
(۱۴) توبہ یعنی دل سے گناہوں پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عہد (۱۵) اللہ کا خوف (۱۶) اللہ کی رحمت کا امیدوار ہونا (۱۷) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا (۱۸) شکر گزاری (۱۹) وفا (۲۰) صبر (۲۱) تواضع جس میں بڑوں کی تعظیم بھی داخل ہے (۲۲) شفقت و رحمت جس میں بچوں پر شفقت کرنا بھی داخل ہے (۲۳) مقدر پر راضی رہنا (۲۴) توکل (۲۵) خود بینی اور خود ستائی کا چھوڑنا جس میں اصلاح نفس بھی داخل ہے (۲۶) کینہ اور حسد نہ رکھنا جس میں حسد بھی داخل ہے (۲۷) عینی میں یہ نمبرہ گیا ہے میرے خیال میں اس جگہ حیا کرنا ہے جو کاتب کی غلطی سے رہ گیا ہے (۲۸) غصہ نہ کرنا (۲۹) فریب نہ دینا جس میں بدگمانی نہ کرنا اور کسی کے ساتھ مکر نہ کرنا بھی داخل ہے (۳۰) دنیا کی محبت دل سے نکال دینا جس میں مال کی اور جاہ کی محبت بھی داخل ہے۔ علامہؒ عینی فرماتے ہیں کہ امور بالا میں دل کے تمام اعمال داخل ہیں، اگر کوئی چیز بظاہر خارج معلوم ہو تو وہ غور سے ان نمبروں میں سے کسی نہ کسی نمبر میں داخل ہوگی۔ **دوسری قسم** زبان کا عمل تھا اس کے سات شعبے ہیں۔ (۱) کلمہ طیبہ کا پڑھنا (۲) قرآن پاک کی تلاوت کرنا (۳) علم سیکھنا (۴) علم دوسروں کو سکھانا (۵) دعا کرنا (۶) اللہ کا ذکر جس میں استغفار بھی داخل ہے۔
(۷) لغو باتوں سے بچنا۔ **تیسری قسم** باقی بدن کے اعمال ہیں یہ کل چالیسؔ ہیں جو تین حصوں پر منقسم ہیں۔

پہلا حصہ:- اپنی ذاتوں سے تعلق رکھتا ہے یہ سولہ شاخیں ہیں۔ (۱) پاکی حاصل کرنا جس میں بدن کی پاکی کپڑے کی پاکی مکان کی پاکی سب ہی داخل ہے اور بدن کی پاکی میں وضو بھی داخل ہے اور حیض و نفاس اور جنابت کا غسل بھی (۲) نماز کی پابندی کرنا اس کو قائم کرنا ؏ جس میں فرض نفل

؏ نماز کا قائم کرنا اس کے آداب و شرائط کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرنے کا نام ہے جیسا کہ فضائل نماز کے تیسرے باب میں مذکور ہے۔ ۱۲ فضائل نماز

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ادا قضا سب داخل ہے (۳) صدقہ جس میں زکوٰۃ صدقہ فطر وغیرہ بھی داخل ہے اور بخشش کرنا لوگوں کو کھانا کھلانا مہمان کا اکرام کرنا اور غلاموں کو آزاد کرنا بھی داخل ہے (۴) روزہ فرض ہو یا نفل (۵) حج کرنا فرض ہو یا نفل اور اسی میں عمرہ بھی داخل ہے اور طواف بھی (۶) اعتکاف کرنا جس میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنا بھی داخل ہے (۷) دین کی حفاظت کے لیے گھر چھوڑنا جس میں ہجرت بھی داخل ہے (۸) نذر کا پورا کرنا (۹) قسموں کی نگہداشت رکھنا (۱۰) کفاروں کا ادا کرنا (۱۱) ستر کا نماز میں اور نماز کے علاوہ ڈھانکنا (۱۲) قربانی کرنا اور قربانی کے جانوروں کی خبرگیری اور ان کا اہتمام کرنا (۱۳) جنازہ کا اہتمام کرنا اُس کے جملہ امور کا انتظام کرنا (۱۴) قرض کا ادا کرنا۔ (۱۵) معاملات کا درست کرنا سود سے بچنا (۱۶) سچّی بات کی گواہی دینا حق کو نہ چھپانا۔

دوسرا حصّہ:۔کسی دوسرے کے ساتھ کے برتاؤ کا ہے اُس کی چھ شاخیں ہیں۔ (۱) نکاح کے ذریعہ سے حرام کاری سے بچنا (۲) اہل وعیال کے حقوق کی رعایت کرنا اور ان کا ادا کرنا اس میں نوکروں اور خادموں کے حقوق بھی داخل ہیں (۳) والدین کے ساتھ سلوک کرنا نرمی برتنا فرمانبرداری کرنا (۴) اولاد کی اچھّی تربیت کرنا (۵) صلہ رحمی کرنا (۶) بروں کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنا۔

تیسرا حصّہ: حقوق عامّہ کا ہے جو اٹھارہ شعبوں پر منقسم ہے (۱) عدل کے ساتھ حکومت کرنا (۲) حقانی جماعت کا ساتھ دینا (۳) حکام کی اطاعت کرنا (بشرطیکہ خلافِ شرع حکم نہ ہو (۴) آپس کے معاملات کی اصلاح کرنا جس میں مفسدوں کو سزا دینا باغیوں سے جہاد کرنا بھی داخل ہے (۵) نیک کاموں میں دوسروں کی مدد کرنا (۶) نیک کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا جس میں تبلیغ ووعظ بھی داخل ہے (۷) حدود کا قائم کرنا (۸) جہاد کرنا جس میں مورچوں کی حفاظت بھی داخل ہے (۹) امانت کا ادا کرنا جس میں خُمس جو غنیمت کے مالوں میں ہوتا ہے وہ بھی داخل ہے۔ (۱۰) قرض کا دینا اور ادا کرنا (۱۱) پڑوسیوں کا حق ادا کرنا۔ اُن کا اکرام کرنا (۱۲) معاملہ اچھا کرنا جس میں جائز طریقہ سے مال کا جمع کرنا بھی داخل ہے (۱۳) مال کا اپنے محل (موقع) پر خرچ کرنا اِسراف اور بخل سے بچنا بھی اس میں داخل ہے (۱۴) سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا (۱۵) چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا (۱۶) دُنیا کو اپنے نقصان سے اپنی تکلیف سے بچانا (۱۷) لہو ولعب سے بچنا (۱۸) راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا۔ یہ ستتر شاخیں ہوئیں ان میں بعض کو ایک دوسرے میں منضم بھی کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ اچھے معاملہ میں مال کا جمع کرنا اور خرچ کرنا دونوں داخل ہوسکتے ہیں اسی طرح سے غور سے اور بھی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۱) وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ (س بقرہ ع ۴)

(۱) فرشتوں کا مقولہ انسان کی پیدائش کے وقت اور ہم بحمد اللہ آپ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور آپ کی پاکی کا دل سے اقرار کرتے رہتے ہیں۔

(۲) قَالُوْا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ٥ (س بقرہ ع ۴)

(۲) ملائکہ کا جب بمقابلہ انسان امتحان ہوا تو کہا آپ تو ہر عیب سے پاک ہیں ہم کو تو اس کے سوا کچھ بھی علم نہیں جتنا آپ نے بتا دیا ہے بے شک آپ بڑے علم والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں۔

(۳) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْكَارِ ۔ (س آل عمران ع ۴)

(۳) اور اپنے رب کو بکثرت یاد کیجیو اور اُس کی تسبیح کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کے وقت بھی۔

(۴) رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (س آل عمران ع ۲۰)

(۴) (سمجھدار لوگ جو اللہ کے ذکر میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں اور قدرت کے کارناموں میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں) یہ کہتے ہیں اے ہمارے رب آپ نے یہ سب بے فائدہ پیدا نہیں کیا ہے (بلکہ بڑی حکمتیں اس میں ہیں) آپ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا دیجیے۔

(۵) سُبْحَانَهٗ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ (س نساء ع ۲۳)

(۵) وہ ذات اس سے پاک ہے کہ اسکے اولاد ہو۔

(۶) قَالَ سُبْحَانَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ؕ (س مائدہ ع ۱۶)

(۶) قیامت میں جب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام سے سوال ہوگا کہ اپنی امت کو تثلیث کی تعلیم کیا تم نے دی تھی تو وہ کہیں گے (توبہ توبہ) میں تو آپ کو (شرک سے اور ہر عیب سے) پاک سمجھتا ہوں میں ایسی بات کیسے کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہ تھا۔

(۷) سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ (س انعام رکوع ۱۲)

(۷) اللہ جل جلالہٗ (ان سب باتوں سے) پاک ہے جن کو (یہ کافر لوگ) اللہ کی شان میں کہتے ہیں (کہ اس کے اولاد ہے یا شریک ہے وغیرہ وغیرہ)

(۸) فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ (س اعراف ع ۱۷)

(۸) جب طور پر حق تعالیٰ شانہٗ کی ایک تجلی سے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام بیہوش ہو کر گر گئے تھے) پھر جب افاقہ ہوا تو عرض کیا کہ بے شک آپ کی ذات (ان آنکھوں کے دیکھنے سے اور

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہر عیب سے) پاک ہے میں (دیدار کی درخواست سے) توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

(۹) إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ (پ ۹ اعراف ع ۲۴)

(۹) بے شک جو اللہ کے مقرب ہیں (یعنی فرشتے) وہ اُس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے رہتے ہیں۔

(ف) صوفیا نے لکھا ہے کہ آیت میں تکبر کی نفی کو مقدم کرتے ہیں اس طرف اشارہ ہے کہ تکبر کا ازالہ عبادات پر اہتمام کا ذریعہ ہے اور تکبر سے عبادات میں کوتاہی واقع ہوتی ہے۔

(۱۰) سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ (پ ۱۰ توبہ ع ۵)

(۱۰) اُس کی ذات پاک ہے ان چیزوں سے جن کو وہ (کافر اُس کا) شریک بناتے ہیں۔

(۱۱) دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ یونس ع ۱)

(۱۱) اُن جنتیوں کے) منہ سے یہ بات نکلے گی۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور آپس کا اُن کا سلام ہوگا السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور جب دنیا کی دِقتوں کو یاد کریں گے اور خیال کریں گے کہ اب ہمیشہ کے لیے اُن سے خلاصی ہوگئی تو آخر میں کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(۱۲) سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ (پ یونس ع ۲)

(۱۲) وہ ذات پاک اور برتر ہے ان چیزوں سے جن کو وہ کافر شریک بناتے ہیں۔

(۱۳) قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ هُوَ الْغَنِيُّ۔ (پ یونس ع ۷)

(۱۳) وہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کے اولاد ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔

(۱۴) وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (پ یوسف ع ۱۲)

(۱۴) اور اللہ جل شانہٗ (ہر عیب سے) پاک ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

(۱۵) وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ۔ (پ رعد ع ۲)

(۱۵) اور رعد (فرشتہ) اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتا ہے اور دوسرے فرشتے بھی اُس کے ڈر سے (تسبیح، تحمید کرتے ہیں۔

(ف) علما نے لکھا ہے کہ جو شخص بجلی کے کڑکنے کے وقت سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ پڑھے گا اس کو بجلی کے نقصان سے حفاظت حاصل ہوگی ایک حدیث میں بھی آیا ہے کہ جب بجلی کی گرج سنا کرو تو اللہ کا ذکر کیا کرو بجلی ذکر کرنے والے تک نہیں جاسکتی دوسری حدیث میں وارد ہے کہ بجلی کی گرج کے وقت تسبیح کیا کرو تکبیر نہ کہا کرو۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۱۶) وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (سورہ حجر ع ۶)

(۱۶) اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ (جو نامناسب کلمات آپ کی شان میں) کہتے ہیں ان سے آپ کو دل تنگی ہوتی ہے پس (اس کی پرواہ نہ کیجیے) آپ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیں اور سجدہ کرنے والوں (یعنی نمازیوں) میں شامل رہیں اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کی وفات کا وقت آوے۔

(۱۷) سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورہ نحل ع ۱)

(۱۷) وہ ذات لوگوں کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے۔

(۱۸) وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهٗ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ۔ (س نحل رکوع ۷)

(۱۸) اور وہ اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں وہ ذات اس سے پاک ہے اور تماشا یہ ہے کہ اپنے لیے ایسی چیز تجویز کرتے ہیں جس کو خود پسند کرتے ہیں۔

(۱۹) سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى (س۔ بنی اسرائیل ع ۱)

(۱۹) (ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی (معراج کا قصہ)

(۲۰) سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا (سورہ بنی اسرائیل ع ۵)

(۲۱) تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ (س۔ بنی اسرائیل ع ۵)

(۲۲) وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (س بنی اسرائیل ع ۵)

(۲۰ تا ۲۲) یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ اس سے پاک اور بہت زیادہ بلند مرتبہ ہیں تمام ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے (آدمی فرشتے اور جن) ان کے درمیان میں ہیں سب کے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں (اور یہی نہیں بلکہ) کوئی چیز بھی (جاندار ہو یا بے جان) ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔

(۲۳) قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ (س بنی اسرائیل ع ۱۰)

(۲۳) (آپ ان لغو مطالبوں کے جواب میں جو وہ کرتے ہیں) کہہ دیجیے کہ سبحان اللہ میں تو ایک آدمی ہوں رسول ہوں (خدا نہیں ہوں کہ جو چاہے کروں)

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۲۴) وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا (س بنی اسرائیل ع ۱۲)

(۲۴) (ان علما پر جب قرآن شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر جاتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے بے شک اُس کا وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔

(۲۵) فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا (س مریم ع ۱)

(۲۵) پس (حضرت زکریا علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) حجرہ میں سے باہر تشریف لائے اور اپنی قوم کو اشارہ سے فرمایا کہ تم لوگ صبح اور شام خدا کی تسبیح کیا کرو۔

(۲۶) مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ (سورہ مریم ع ۲)

(۲۶) اللہ جل شانہٗ کی یہ شان (ہی) نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے وہ ان سب نقصوں سے پاک ہے

(۲۷) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى (س طٰہٰ ع ۸)

(۲۷) (محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اُن لوگوں کی نا مناسب باتوں پر صبر کیجیے) اور اپنے رب کی حمد (وثنا) کے ساتھ تسبیح کرتے رہا کیجیے آفتاب نکلنے سے پہلے اور غروب سے پہلے اور رات کے اوقات میں تسبیح کیا کیجیے اور دن کے اول و آخر میں تاکہ آپ (اُس ثواب اور بے انتہا بدلے پر جو اُن کے مقابلہ میں ملنے والا ہے بہت) خوش ہو جائیں۔

(۲۸) يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ (س۔ انبیاء ع ۲)

(۲۸) (اللہ کے مقبول بندے اس کی عبادت سے تھکتے نہیں) شب و روز اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں کسی وقت بھی موقوف نہیں کرتے۔

(۲۹) فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (س۔ انبیاء۔ ع ۲)

(۲۹) اللہ تعالیٰ جو کہ مالک ہے عرش کا ان سب امور سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں (کہ نعوذ باللہ اس کے شریک ہیں یا اس کے اولاد ہے)

(۳۰) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ (سورہ انبیاء۔ رکوع ۲)

(۳۰) یہ (کافر لوگ یہ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) رحمٰن نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو) اولاد بنایا ہے اُس کی ذات اس سے پاک ہے۔

(۳۱) وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ (س۔ انبیاء ع ۶)

(۳۱) ہم نے پہاڑوں کو داؤد (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کے تابع کر دیا تھا کہ اُن کی تسبیح کے ساتھ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وہ بھی تسبیح کیا کریں اور اسی طرح پرندوں کو تابع کر دیا تھا کہ وہ بھی (حضرت داؤد علیہ السلام کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کیا کریں)

(۳۲) لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ (سورہ انبیاء رکوع ۶)

(۳۲) (حضرت یونس علیہ السلام نے تاریکیوں میں پکارا) کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ سب عیوب سے پاک ہیں میں بے شک قصوروار ہوں۔

(۳۳) سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ (س مومنون ۔ ع ۵)

(۳۳) اللہ تعالیٰ ان سب اُمور سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

(۳۴) سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (سورہ نور ع ۲)

(۳۴) سبحان اللہ یہ (لوگ جو کچھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں تہمت لگاتے ہیں) بہت بڑا بہتان ہے۔

(۳۵) يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (س نور ع ۵)

(۳۵) اُن (مسجدوں) میں ایسے لوگ صبح شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید تا غفلت میں ڈالتا ہے نہ فروخت کرنا وہ ایسے دن (کے عذاب) سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی۔ (یعنی قیامت کے دن سے)

(۳۶) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ۔ (س۔ نور ع ۶)

(۳۶) (اے مخاطب) کیا تجھے (دلائل اور مشاہدہ سے) یہ معلوم نہیں ہوا کہ اللہ جل شانہٗ کی تسبیح کرتے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور (خصوصاً) پرندے بھی جو پَر پھیلائے ہوئے (اڑتے پھرتے) ہیں سب کو اپنی اپنی دُعا (نماز) اور اپنی اپنی تسبیح (کا طریقہ) معلوم ہے اور اللہ جل شانہٗ کو سب کا حال اور جو کچھ لوگ کرتے ہیں وہ سب معلوم ہے۔

(۳۷) قَالُوْا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًا

(۳۷) (قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ ان کافروں کو اور جن کو یہ پوجتے تھے سب کو جمع کر کے ان معبودوں سے پوچھے گا کیا تم نے ان کو

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بُوْرًا (سورہ فرقان ع ۲) گمراہ کیا تھا تو) وہ کہیں گے سبحان اللہ ہماری کیا طاقت تھی کہ آپ کے سوا اور کسی کو کارساز تجویز کرتے بلکہ یہ (احمق خود ہی بجائے شکر کے کفر میں مبتلا ہوئے) کہ آپ نے ان کو اور ان کے بڑوں کو خوب ثروت عطا فرمائی یہاں تک کہ یہ لوگ (دولت کے نشہ میں شہوتوں میں مبتلا ہوئے اور) آپ کی یاد کو بھلا دیا اور خود ہی برباد ہو گئے۔

(۳۸) وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا۔ (سہ فرقان ع ۵)

(۳۸) اور اُس ذات پاک پر توکل رکھیے جو زندہ ہے اور کبھی اس کو فنا نہیں اور اسی کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہیے (یعنی تسبیح وتحمید میں مشغول رہیے کسی کی مخالفت کی پرواہ نہ کیجیے) کیونکہ وہ پاک ذات اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے (قیامت میں ہر شخص کی مخالفت کا بدلہ دیا جائے گا)۔

(۳۹) وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (س نمل ع ۱)

(۳۹) اللہ رب العالمین ہر قسم کی کدورت سے پاک ہے۔

(۴۰) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ (س قصص ع)

(۴۰) اللہ جل جلالہٗ ان سب چیزوں سے پاک ہے جن کو یہ مشرک بیان کرتے ہیں اور ان سے بالاتر ہے۔

(۴۱) فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔ (س۔ روم ع ۲)

(۴۱) پس تم اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت (یعنی رات میں) اور صبح کے وقت اور اسی کی حمد (کی جاتی) ہے تمام آسمانوں میں اور زمین میں اور اُسی کی (تسبیح وتحمید کیا کرو) شام کے وقت بھی (یعنی عصر کے وقت بھی) اور ظہر کے وقت بھی۔

(۴۲) سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ (س روم ع ۴)

(۴۲) اللہ جل شانہٗ کی ذات پاک اور بالاتر ہے ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ اس کی طرف (منسوب کرکے) بیان کرتے ہیں۔

(۴۳) اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔ (س سجدہ ع ۲)

(۴۳) پس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن کو وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۴۴) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا۔ (س۔ احزاب ع ۶)

(۴۴) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کا ذکر خوب کثرت سے کرو اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

(۴۵) قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ (س۔ سبا ع ۵)

(۴۵) (جب قیامت میں ساری مخلوق کو جمع کرکے حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے پوچھیں گے کیا یہ لوگ تمہاری پرستش کرتے تھے؟) وہ کہیں گے آپ (شرک وغیرہ عیوب سے) پاک ہیں۔ ہمارا تو محض آپ سے تعلق ہے نہ کہ اُن سے۔

(۴۶) سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا (س۔ یٰس ع ۳)

(۴۶) وہ ذات پاک ہے جس نے تمام جوڑکی (یعنی یک دوسرے کے متقابل) چیزیں پیدا کیں۔

(۴۷) فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ (س یٰس ع ۵)

(۴۷) پس پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں ہر چیز کا پورا پورا اختیار ہے اور اسی طرف لوٹائے جاؤگے۔

(۴۸) فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ (س۔ صافات ع ۵)

(۴۸) پس اگر (یونس علیہ السلام) تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتے تو قیامت تک اسی (مچھلی) کے پیٹ میں رہتے۔

(۴۹) سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ (س۔ صافات ع ۵)

(۴۹) اللہ کی ذات پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

(۵۰) وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ (س صافات ع ۵)

(۵۰) (فرشتے کہتے ہیں کہ ہم سب ادب سے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں) اور سب اُس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔

(۵۱) سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (س۔ صافات ع ۵)

(۵۱) آپ کا رب جو عزت (وعظمت) والا ہے پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تعریف اللہ ہی کے واسطے ثابت ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

(۵۲) اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ (س۔ صۤ۔ ع ۲)

(۵۲) ہم نے پہاڑوں کو حکم کر رکھا تھا کہ ان کی (حضرت داؤد علیہ السلام کی) ساتھ شریک ہو کر صبح شام تسبیح کیا کریں اسی طرح پرندوں کو بھی حکم کر رکھا تھا (جو کہ تسبیح کے وقت) ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے اور سب (پہاڑ اور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

پرندے مل کر حضرت داؤد علیہ السّلام کی ساتھ) اللہ کی طرف رجوع کرنے والے (اور تسبیح و تحمید میں مشغول ہونے والے) ہوتے تھے۔

(۵۳) سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (س۔ زمر۔ ع ۱)

(۵۳) وہ عیوب سے پاک ہے ایسا اللہ ہے جو اکیلا ہے (کوئی اس کا شریک نہیں) زبردست ہے۔

(۵۴) سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (س زمر ع ۷)

(۵۴) وہ ذات پاک اور برتر ہے اس چیز سے جس کو یہ لوگ شریک کرتے ہیں۔

(۵۵) وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (س زمر ع ۸)

(۵۵) آپ (قیامت میں) فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے چاروں طرف حلقہ باندھے کھڑے ہونگے اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہوں گے اور (اس دن) تمام بندوں کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیا جائے گا اور (ہر طرف سے) کہا جائے گا الحمد للہ رب العالمین (تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے)۔

(۵۶) اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔ (س مومن ع ۱)

(۵۶) جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اُس کے چاروں طرف ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور حمد کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت اور علم ہر شے کو شامل ہے پس ان لوگوں کو بخش دیجیے جنہوں نے توبہ کرلی ہے اور آپ کے راستہ پر چلتے ہیں اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچائیے۔

(۵۷) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ (س۔ مومن ع ۶)

(۵۷) صبح اور شام (ہمیشہ) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے۔

(۵۸) فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ۔ (س حم سجدہ ع ۵)

(۵۸) جو آپ کے رب کے نزدیک ہیں (یعنی مُقرّب ہیں مراد فرشتے ہیں) وہ رات دن اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں ذرا بھی نہیں اکتاتے۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۵۹) وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ۔ (س شوریٰ۔ع ۱)

(۵۹) اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو زمین میں رہتے ہیں اُن کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

(۶۰) وَتَقُوْلُوْا سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ (س۔ زخرف ع ۱)

(۶۰) (اور تم سواریوں پر بیٹھ جانے کے بعد اپنے رب کی یاد کرو) اور کہو پاک ہے وہ ذات جس نے ان سواریوں کو ہمارے تابع کیا اور ہم تو ایسے نہ تھے کہ ان کو تابع کر سکتے اور بے شک ہم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(۶۱) سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ (س زخرف۔ع ۷)

(۶۱) آسمانوں اور زمین کا پروردگار جو مالک ہے عرش کا بھی پاک ہے اُن چیزوں سے جن کو یہ بیان کرتے ہیں۔

(۶۲) وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (س۔ فتح ع ۱)

(۶۲) اور تسبیح کرتے رہو اس کی صبح کے وقت اور شام کے وقت۔

(۶۳) فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ۔ (س ق ع ۳)

(۶۳) پس ان لوگوں کی (نامناسب باتوں پر) جو کچھ وہ کہیں صبر کیجیے اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہیے آفتاب نکلنے سے پہلے اور آفتاب کے غروب کے بعد اور رات میں بھی اس کی تسبیح وتحمید کیجیے اور (فرض) نمازوں کے بعد بھی تسبیح وتحمید کیجیے۔

(۶۴) سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ (س۔ طور ع ۲)

(۶۴) اللہ کی ذات پاک ہے ان چیزوں سے جن کو وہ شریک کرتے ہیں۔

(۶۵) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ۔ (س طور ع ۲)

(۶۵) اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید کیا کیجیے۔ (مجلس سے یا سونے سے) اُٹھنے کے بعد (یعنی تہجد کے وقت) اور رات کے وقت بھی اس کی تسبیح کیا کیجیے اور ستاروں کے (غروب ہونے کے بعد بھی)

(۶۶ و ۶۷) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ۔ (سورہ واقعہ ع ۱ دو جگہ)

(۶۶ و ۶۷) پس اپنے اُس بڑی عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کیجیے۔

(۶۸) سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(۶۸) اللہ جل شانہٗ کی تسبیح کرتے ہیں وہ سب

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (س۔ حدید ع ۱) | کچھ جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔

(۶۹) سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (س۔ حشر ع ۱) | (۶۹) اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور وہ سب چیزیں جو زمین میں ہیں وہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔

(۷۰) سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ (س حشر ع ۳) | (۷۰) اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس چیز سے جس کو یہ شریک کرتے ہیں۔

(۷۱) يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (س حشر ع ۳) | (۷۱) اللہ تعالیٰ شانہٗ کی تسبیح کرتی رہتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔

(۷۲) سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (س صف ع ۱) | (۷۲) اللہ جل شانہٗ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں وہ زبردست ہے اور حکمت والا۔

(۷۳) يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ (س جمعہ ع ۱) | (۷۳) اللہ جل شانہٗ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں وہ بادشاہ ہے (سب عیبوں سے) پاک ہے زبردست ہے حکمت والا ہے۔

(۷۴) يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (س تغابن ع ۱) | (۷۴) اللہ جل شانہٗ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہے اس کے لیے ساری سلطنت ہے اور وہی تعریف کے قابل ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

(۷۵، ۷۶) قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ قَالُوْا سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۔ (س قلم ع ۱) | (۷۵ و ۷۶) ان میں سے جو افضل تھا وہ کہنے لگا کہ میں نے تم سے (پہلے ہی) کہا نہ تھا اللہ کی تسبیح کیوں نہیں کرتے وہ لوگ کہنے لگے سُبْحَانَ رَبِّنَا (ہمارا رب پاک ہے) بے شک ہم خطاوار ہیں۔

(۷۷) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ صلے (س الحاقہ ع ۲) | (۷۷) پس اپنے عظمت والے پروردگار کے نام

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کی تسبیح کرتے رہیے۔

(۷۸) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا (س۔ دہر ع۲)

(۷۸) اپنے پروردگار کا صبح و شام نام لیا کیجیے اور رات کو بھی اُس کے لیے سجدہ کیجیے اور رات کے بڑے حصے میں اس کی تسبیح کیا کیجیے۔

(۷۹) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى۔ (س۔ اعلیٰ ع۱)

(۷۹) آپ اپنے عالی شان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجیے۔

(۸۰) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔ (س۔نصر ع۱)

(۸۰) پس آپ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے اور اُس سے مغفرت طلب کرتے رہیے۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

(ف) یہ اسّی آیات ہیں جن میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ وعم نوالہٗ کی تسبیح کا حکم ہے اُس کی پاکی بیان کرنے اور اقرار کرنے کا حکم ہے یا اس کی ترغیب ہے جس مضمون کو اللہ مالکُ الملک نے اس اہتمام سے اپنے پاک کلام میں بار بار فرمایا ہو اُس کے مہتم بالشان ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے ان میں سے بہت سی آیات میں تسبیح کی ساتھ دوسرے کلمہ تحمید یعنی اللہ کی تعریف کرنا اس کی حمد بیان کرنا اور اسی میں الحمد للہ کہنا بھی ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ اُوپر کی آیات سے معلوم ہو گیا ان کے علاوہ خاص طور پر اللہ کی تعریف کا بیان جو مفہوم ہے الحمد للہ کا اور آیات میں بھی آیا ہے اور سب سے اہم یہ کہ اللہ جَلَّ شانہٗ کی پاک کلام کا شروع ہی الحمد للہ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے ہے اس سے بڑھ کر اس پاک کلمہ کی اور کیا فضیلت ہو گی کہ اللہ جل جلالہٗ نے قرآن پاک کا شروع اس سے فرمایا ہے۔

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (س فاتحہ ع۱)

(۱) سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ۔ (س انعام ع۱)

(۲) تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا فرمایا اور اندھیروں کو اور نور کو بنایا پھر بھی کافر لوگ (دوسروں کو) اپنے رب کے برابر کرتے ہیں۔

(۳) فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (س انعام ع۵)

(۳) پھر (ہماری گرفت سے) ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اُس کا شکر ہے) جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(۴) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ۔ (س اعراف ع ۵)

(۴) اور (جنت میں پہنچنے کے بعد) وہ لوگ کہنے لگے تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچا دیا اور ہم کبھی بھی یہاں تک نہ پہونچتے) اگر اللہ جلّ شانہ ہم کو نہ پہنچاتے۔

(۵) اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ۔ (س اعراف ع ۱۹)

(۵) جو لوگ ایسے رسول نبی اُمّی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

(ف) توریت میں جو صفات حضورؐ کی نقل کی گئی ہیں اُن میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ان کی اُمّت بہت کثرت سے اللہ کی حمد کرنے والی ہے۔ چنانچہ دُرِّ منثور میں کئی روایات سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے۔

(۶) اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (س توبہ ع ۱۴)

(۶) (ان مجاہدین کے اوصاف جن کے نفوس کو اللہ جلّ شانہٗ نے جنّت کے بدلہ میں خرید لیا ہے یہ ہیں کہ) وہ گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں اللہ کی حمد کرنے والے ہیں روزہ رکھنے والے ہیں (یا اللہ کی رضا کے لیے سفر کرنے والے ہیں) رکوع اور سجدہ کرنے والے ہیں (یعنی نمازی ہیں) نیک باتوں کا حکم کرنے والے ہیں اور بُری باتوں سے روکنے والے ہیں (تبلیغ کرنے والے ہیں) اور اللہ کی حدود کی (یعنی احکام کی) حفاظت کرنے والے ہیں (ایسے) مؤمنوں کو آپ خوشخبری سنا دیجیے۔

(۷) وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (س۔ یونس ع ۱)

(۷) اور آخری پکار اُن کی یہی ہے الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین (تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(۸) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ۔ (س ابراهیم ع ۶)

(۸) تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھ کو (دو بیٹے) اسمٰعیل و اسحٰق (علیٰ نبیّنا و علیہما الصّلوٰۃ والسّلام) عطا فرمائے۔

(۹) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ (س نحل ع ۱۰)

(۹) تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے (پھر بھی وہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لوگ اس طرف متوجہ نہیں ہوتے) بلکہ اکثر ان میں سے ناسمجھ ہیں۔

(۱۰) یَوْمَ یَدْعُوْکُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِہٖ وَ تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا (س بنی اسرائیل ع ۵)

(۱۰) جس دن (صور پھنکے گا اور تم کو زندہ کرکے) پکارا جائے گا تو تم مجبوراً اُس کی حمد (وثنا) کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کروگے اور (ان حالات کو دیکھ کر) گمان کروگے (کہ ہم دنیا میں اور قبر میں) بہت ہی کم مدّت ٹھیرے تھے۔

(۱۱) وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا۔ (س بنی اسرائیل ع ۱۲)

(۱۱) اور آپ (علی الاعلان) کہہ دیجیے کہ تمام تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اُس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کی خوب تکبیر (بڑائی بیان) کیا کیجیے۔

(۱۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا۔ (س کہف ع ۱)

(۱۲) تمام تعریف اُس اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندہ (محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر کتاب نازل فرمائی اور اس کتاب میں کسی قسم کی ذرا سی بھی ٹیڑھ نہیں رکھی۔

(۱۳) فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ (س مومنون ع ۲)

(۱۳) (حضرت نوح علیہ السّلام کو خطاب ہے کہ جب تم کشتی میں بیٹھ جاؤ) تو کہنا کہ تمام تعریف اُس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ظالموں سے نجات دی۔

(۱۴) وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ (س۔ نمل۔ ع ۲)

(۱۴) اور (حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ) نے کہا تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی۔

(۱۵) قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ (س نمل ع ۵)

(۱۵) آپ (خطبہ کے طور پر) کہیے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

(۱۶) وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ سَیُرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ فَتَعْرِفُوْنَہَا۔ (س نمل ع ۷)

(۱۶) اور آپ کہہ دیجیے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے واسطے ہیں وہ عنقریب تم کو اپنی نشانیاں

www.Momeen.blogspot.com

دکھا دے گا پس تم اُن کو پہچان لوگے۔

(۱۷) لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ (س قصص ع ۷)

(۱۷) حمد و ثنا کے لائق دُنیا اور آخرت میں وہی ہے اور حکومت بھی اسی کے لیے ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے۔

(۱۸) قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (س عنکبوت ع ۶)

(۱۸) آپ کہیے تمام تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے (یہ لوگ مانتے نہیں) بلکہ اکثر ان میں سمجھتے بھی نہیں۔

(۱۹) وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ۔ (س لقمٰن ع ۲)

(۱۹) اور جو شخص کفر کرے (ناشکری کرے) تو اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے تمام خوبیوں والا ہے۔

(۲۰) قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (س لقمٰن ع ۳)

(۲۰) آپ کہہ دیجیے تمام تعریف اللہ کے لیے ہے (یہ لوگ مانتے نہیں) بلکہ اکثر ان میں کے جاہل ہیں۔

(۲۱) إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔ (س لقمٰن ع ۲)

(۲۱) بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تمام خوبیوں والا ہے۔

(۲۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ۔ (س سبا ع ۱)

(۲۲) تمام تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جس کی مِلک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اُسی کی حمد و (ثنا) ہوگی آخرت میں (کسی دوسرے کی پوچھ نہیں)

(۲۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (س فاطر ع ۱)

(۲۳) تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے اور زمین کا۔

(۲۴) يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (س فاطر ع ۳)

(۲۴) اے لوگو تم محتاج ہو اللہ کے اور وہ بے نیاز ہے اور تمام خوبیوں والا ہے۔

(۲۵) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ۔ (س فاطر ع ۴)

(۲۵) (جب مسلمان جنّت میں داخل ہوں گے تو ریشمی لباس پہنائے جائیں گے) اور کہیں گے تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہم سے (ہمیشہ کے لیے) رنج دور کردیا بے شک ہمارا رب بڑا بخشنے والا بڑا قدر کرنے والا ہے جس نے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے رہنے کے مقام میں پہنچا دیا نہ ہم کو کوئی کلفت پہنچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہنچے گی۔

(۲۶) وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (س صافات ع ۵)

(۲۶) اور سلام ہو رسولوں پر اور تمام تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(۲۷) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (س۔ زمر۔ ع ۳)

(۲۷) تمام تعریف اللہ کے واسطے ہے (مگر یہ لوگ سمجھتے نہیں) بلکہ اکثر جاہل ہیں۔

(۲۸) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ۔ (س۔ زمر ع ۸)

(۲۸) اور (جب مسلمان جنّت میں داخل ہونگے تو) کہیں گے کہ تمام تعریف اُس اللہ کے واسطے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس زمین کا مالک بنا دیا کہ ہم جنّت میں جہاں چاہے مقام کریں نیک عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔

(۲۹) فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ (س۔ جاثیہ ع ۴)

(۲۹) پس اللہ ہی کے لیے تمام تعریف ہے جو پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(۳۰) وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (س بروج ع ۱)

(۳۰) (ایک کافر بادشاہ کے مسلمانوں کو ستانے اور تکلیفیں دینے کا اُوپر سے ذکر ہے) اور ان کافروں نے ان مسلمانوں میں اور کوئی عیب نہیں پایا تھا بجز اس کے کہ وہ خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست ہے اور تعریف کا مستحق ہے اُسی کے لیے سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی۔

(ف) ان آیات میں اللہ کی حمد اور اس کی تعریف کی ترغیب اس کا حکم اس کی خبر ہے احادیث میں بھی کثرت سے اللہ کی تعریف کرنے والوں کے فضائل خاص طور پر ذکر کیے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جنّت کی طرف سب سے پہلے وہ لوگ بلائے جائیں گے جو ہر حال میں راحت ہو یا تکلیف اللہ کی تعریف کرنے والے ہوں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہٗ کو اپنی تعریف بہت پسند ہے اور ہونا بھی چاہیے کہ درحقیقت تعریف کی مستحق صرف اللہ ہی کی پاک ذات ہے۔ غیر اللہ کی تعریف کیا جس کے قبضہ میں کچھ بھی نہیں حتّٰی کہ وہ خود بھی اپنے قبضہ میں نہیں ایک حدیث

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں آیا ہے کہ قیامت کے دن افضل بندے وہ ہوں گے جو کثرت سے اللہ کی حمد وثنا کرتے ہوں۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ حمد شکر کی اصل اور بنیاد ہے جس نے اللہ کی حمد نہیں کی اس نے اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کسی نعمت پر حمد کرنا اُس نعمت کے زائل ہو جانے سے حفاظت ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر دنیا ساری کی ساری میری امت میں سے کسی کے ہاتھ میں ہو اور وہ الحمد للہ کہے تو یہ کہنا اُس سب سے افضل ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہٗ کوئی نعمت کسی بندہ کو عطا فرماتے ہیں اور وہ اُس نعمت پر حمد کرتا ہے تو وہ حمد بڑھ جاتی ہے خواہ نعمت کتنی ہی بڑی ہو۔ ایک صحابی رضؓ حضورؐ کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے آہستہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کہا حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ دعا کس نے پڑھی وہ صحابی رضؓ اس سے ڈرے کہ شاید کوئی نامناسب بات ہوگئی ہو حضورؐ نے فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے اُس نے بری بات نہیں کہی تب اُن صحابی رضؓ نے عرض کیا کہ یہ دعا میں نے پڑھی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے تیرہ ۱۳ فرشتوں کو دیکھا ہے کہ ہر ایک ان میں سے اس کی کوشش کرتا تھا کہ اس کلمہ کو سب سے پہلے وہ لے جائے اور یہ حدیث تو مشہور ہے کہ جو مُہتم بالشان کام بغیر اللہ کی تعریف کے شروع کیا جائے گا وہ بے برکت ہوگا اسی وجہ سے عام طور پر ہر کتاب اللہ کی تعریف کے ساتھ شروع کی جاتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کسی کا بچہ مرجاتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے بچہ کی روح نکال لی وہ عرض کرتے ہیں کہ نکال لی۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اُس کے دل کے ٹکڑے کو لے لیا۔ وہ عرض کرتے ہیں بے شک لے لیا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ پھر میرے بندے نے اس پر کیا کہا۔ عرض کرتے ہیں تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا اس کے بدلے میں جنت میں ایک گھر اس کے لیے بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد (تعریف کا گھر) رکھو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس سے بے حد راضی ہوتے ہیں۔ کہ بندہ کوئی لقمہ کھائے یا پانی کا گھونٹ پیئے اور اس پر الحمد للہ کہے۔

تیسرا کلمہ تہلیل تھا یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا جس کا مفصل بیان اس سے پہلے باب میں گذر چکا ہے چوتھا کلمہ تکبیر کہلاتا ہے، یعنی اللہ کی بڑائی بیان کرنا اس کی بلندی اور عظمت کا اقرار کرنا جس کا مصداق اللہ اکبر کہنا بھی ہے وہ ان آیات میں بھی گذر چکا ہے ان کے علاوہ صرف تکبیر کا یعنی اللہ کی عظمت اور بڑائی کا بیان بھی بہت سی آیات میں وارد ہوا ہے جن میں سے چند آیات ذکر کی جاتی ہیں۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۱) وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (س بقرہ ع ۲۲)

(۱) اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بات پر کہ تم کو ہدایت فرمائی اور تاکہ تم شکر کرو اللہ کا

(۲) عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ (س رعد ع ۲)

(۲) وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے (سب سے) بڑا ہے اور عالیشان رتبہ والا ہے

(۳) كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ (س حج ع ۵)

(۳) اسی طرح اللہ جل شانہٗ نے (قربانی کے جانوروں کو) تمہارے لیے مسخر کر دیا تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ اس بات پر کہ اس نے تم کو ہدایت کی (اور قربانی کرنے کی توفیق دی) اور (محمدؐ) اخلاص والوں کو (اللہ کی رضا کی) خوشخبری سنا دیجیے۔

(۴ و ۵) وَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (س حج ع ۸) (س لقمٰن ع ۳)

(۴ و ۵) اور بے شک اللہ جل شانہٗ ہی عالیشان اور بڑائی والا ہے۔

(۶) حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔ (س سبا ع ۳)

(۶) (جب فرشتوں کو اللہ کی طرف سے کوئی حکم ہوتا ہے تو وہ خوف کے مارے گھبرا جاتے ہیں) یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ پروردگار کا کیا حکم ہے وہ کہتے ہیں (کہ فلانی) حق بات کا حکم ہوا واقعی وہ عالی شان اور بڑے مرتبہ والا ہے۔

(۷) فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ۔ (س مومن ع ۲)

(۷) پس حکم اللہ ہی کے لیے ہے جو عالی شان ہے بڑے رتبے والا ہے۔

(۸) وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (س جاثیہ ع ۴)

(۸) اور اسی (پاک ذات) کے لیے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

(۹) هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ۔ (س حشر ع ۳)

(۹) وہ ایسا معبود ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے (سب عیبوں سے) پاک ہے (سب نقصانات سے) سالم ہے امن دینے والا ہے نگہبانی کرنے والا ہے (یعنی آفتوں سے بچانے والا ہے) زبردست ہے خرابی کا درست کرنے والا ہے بڑائی والا ہے۔ (ف) اِن آیات میں اللہ جل شانہٗ کی بڑائی اور عظمت کی ترغیب

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور اس کا حکم فرمایا گیا ہے۔ احادیث میں بھی خصوصیت کے ساتھ اللہ کی بڑائی کا حکم اس کی ترغیب کثرت سے وارد ہوئی ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب یہ دیکھو کہ کہیں آگ لگ گئی تو تکبیر (یعنی اللہ اکبر کثرت سے) پڑھا کرو یہ اُس کو بجھا دے گی دوسری حدیث میں ہے کہ تکبیر (یعنی اللہ اکبر کہنا) آگ کو بجھا دیتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ تکبیر کہتا ہے تو (اُس کا نور) زمین سے آسمان تک سب چیزوں کو ڈھانک لیتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ مجھے حضرت جبرئیل ؑ نے تکبیر کا حکم کیا۔ ان آیات و احادیث کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت اس کی حمد و ثنا اور علو شان کو مختلف عنوانات سے کلام اللہ شریف میں بہت سے مختلف الفاظ سے ذکر فرمایا ہے۔ ان کے علاوہ بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں ان تسبیحات کے الفاظ ذکر نہیں فرمائے لیکن مراد یہ تسبیحات ہیں۔ چنانچہ چند آیات حسب ذیل ہیں۔

(۱) فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (س بقرہ ع ۴)

(۱) پس حاصل کر لیے حضرت آدم علیہ السّلام نے اپنے رب سے چند کلمے (ان کے ذریعہ سے توبہ کی) پس اللہ تعالیٰ نے رحمت کی ساتھ ان پر توجہ فرمائی۔ بے شک وہی ہے بڑی توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان۔ (ف) ان کلمات کی تفسیر میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں۔ منجملہ اُن کے یہ ہے کہ وہ کلمات یہ تھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ رَبِّ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ رَبِّ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ رَبِّ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ اس قسم کے مضمون کی اور بھی متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جن کو علامہ سیوطیؒ نے درمنثور میں لکھا ہے۔ اور ان میں تسبیح و تحمید مذکور ہے۔

(۲) مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (س انعام ع ۲۰)

(۲) جو شخص ایک نیکی لے کر آوے گا اُس کو دس گنا اجر ملے گا اور جو شخص برائی لے کر آوے گا سو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

(ف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جو مسلمان ان کا اہتمام کرے جنت میں داخل ہو اور وہ دونوں بہت معمولی چیزیں ہیں مگر ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں ایک یہ کہ سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ پڑھ لیا کرے تو روزانہ ایک سو پچاس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مرتبہ (پانچوں نمازوں کے بعد کا مجموعہ) ہوجائے گا اور دس گنا ہوجانے کی وجہ سے پندرہ سو نیکیاں حساب میں شمار کی جائیں گی اور دوسری چیز یہ کہ سوتے وقت اللہ اکبر چونتیس ۳۴ مرتبہ الحمد للہ تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ تینتیس ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرے تو سو کلمے ہوگئے جن کا ثواب ایک ہزار نیکیاں ہوگئیں۔ اب ان کی اور دن بھر کی نمازوں کے بعد کی میزان کل دو ہزار پانچ سو نیکیاں ہوگئیں۔ بھلا اعمال تولنے کے وقت ڈھائی ہزار برائیاں روزانہ کی کس کی ہوں گی جو ان پر غالب آجائیں۔ بندۂ ناچیز کہتا ہے صحابۂ کرام میں اگرچہ ایسا کوئی نہ ہوگا جس کی ڈھائی ہزار برائیاں روزانہ ہوں گی مگر اس زمانہ میں ہم لوگوں کی بداعمالیاں روزانہ کی اس سے بھی بدرجہا زاید ہیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہٗ) نے اپنی شفقت سے برائیوں پر نیکیوں کے غالب آجانے کا نسخہ ارشاد فرما دیا عمل کرنا نہ کرنا بیمار کا کام ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ یہ دونوں چیزیں ایسی سہل اور ان کو کرنے والے بہت کم ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سونے کا وقت ہوتا ہے تو شیطان ان کے پڑھنے سے پہلے ہی سُلا دیتا ہے اور نماز کا وقت ہوتا ہے تو وہ کوئی ایسی بات یاد دلاتا ہے کہ پڑھنے سے پہلے ہی اٹھ کر چلا جاوے۔ ایک حدیث میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم اس سے عاجز ہو کہ ہزار نیکیاں روزانہ کما لیا کرو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہزار نیکیاں روزانہ کس طرح کمائیں ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھو ہزار نیکیاں ہوجائیں گی۔

(۳) اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ (س۔ کہف ع ۶)

(۳) مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی ایک رونق (فقط) ہے اور باقیات صالحات (وہ نیک اعمال جو ہمیشہ رہنے والے ہیں) وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہیں اور اُمید کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں (کہ ان کی ساتھ امیدیں قائم کی جائیں۔ بخلاف مال اور اولاد کے کہ اُن سے امیدیں قائم کرنا بے کار ہے)

(۴) وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا۔ (س مریم ع ۵)

(۴) اور اللہ تعالیٰ ہدایت والوں کی ہدایت بڑھاتا ہے اور باقیات صالحات تمہارے رب کی نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں اور انجام کے اعتبار سے بھی۔

(ف) اگرچہ باقیات صالحات (وہ نیک عمل جو ہمیشہ رہنے والے ہیں) میں سارے ہی ایسے اعمال داخل ہیں جن کا ثواب ہمیشہ ملتا رہتا ہے لیکن بہت سی احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کا مصداق

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

یہی تسبیحیں ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ باقیات صالحات کو کثرت سے پڑھا کرو کسی نے دریافت کیا کہ وہ کیا چیز۔ بس ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تکبیر (اللہ اکبر کہنا) تہلیل (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا) تسبیح (سبحان اللہ کہنا) تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا) اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ دوسری حدیث میں آیا ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو خبردار ہو سُبْحَانَ اللہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اللہُ اکبر باقیات صالحات میں ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو اپنی حفاظت کا انتظام کر لو کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کسی دشمن کے حملہ سے جو درپیش ہے حضورؐ نے فرمایا نہیں بلکہ جہنم کی آگ سے حفاظت کا انتظام کر و اور وہ سبحان اللہ الحمد للہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اللہ اکبر کا پڑھنا ہے کہ یہ قیامت کے دن آگے بڑھنے والے کلمے ہیں (کہ سفارش کریں یا آگے بڑھانے والے ہیں کہ پڑھنے والے کو جنت کی طرف بڑھاتے ہیں) اور پیچھے رہنے والے ہیں (کہ حفاظت کریں) احسان کرنے والے ہیں اور یہی باقیات صالحات ہیں اور بھی بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے جن کو علامہ سیوطیؒ نے دُرِّ منثور میں ذکر فرمایا ہے۔

(۵) لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیۃ (س زمر ع ۶) (س شوریٰ ع ۲)	(۵) اللہ ہی کے واسطے ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی۔

(ف) حضرت عثمان رضؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ میں نے حضورؐ سے مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی آسمانوں اور زمین کی کنجیوں کے بارے میں دریافت کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَ اللہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دوسری حدیث میں ہے کہ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سُبْحَانَ اللہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اللہُ اَکْبَرُ ہیں اور یہ عرش کے خزانہ سے نازل ہوئی اور بھی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔

(۶) اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ (س فاطر ع ۲)	(۶) اُسی کی طرف اچھے کلمے پہنچتے ہیں اور نیک عمل اُن کو پہنچاتا ہے۔

(ف) کلمہ طیبہ کے بیان میں بھی اس آیت کا ذکر گذر چکا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب تمہیں ہم کوئی حدیث سُناتے ہیں تو قرآن شریف سے اُس کی سند اور تائید بتادیتے ہیں مسلمان جب سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اللہُ اَکْبَرُ تَبَارَکَ اللہُ پڑھتا ہے تو فرشتہ اپنے پروں میں نہایت احتیاط سے ان کلموں کو آسمان پر لے جاتا ہے اور جس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

آسمان پر گذرتا ہے اُس آسمان کے فرشتے اُس پڑھنے والے کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کی تائید یہ آیت شریفہ اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ ہے۔ حضرت کعبؓ احبار فرماتے ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے لیے عرش کے گرداگرد ایک بھنبھناہٹ ہے جس میں اپنے پڑھنے والوں کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ بعض روایات میں حضرت کعبؓ نے حضورؐ سے یہ مضمون نقل کیا ہے اور ایک دوسرے صحابیؓ حضرت نعمانؓ نے بھی اس قسم کا مضمون خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے نقل کیا ہے۔

فصلِ دوم

اُن احادیث کے بیان میں جن میں ان کلمات کی فضیلت اور ترغیب ذکر فرمائی گئی ہے۔

(۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ (رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ کذا فی الترغیب)

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ زبان پر بہت ہلکے اور ترازو میں بہت وزنی اور اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہیں۔ وہ سبحان اللہ وبحمدہ اور سبحان اللہ العظیم ہیں۔

(ف) زبان پر ہلکے کا مطلب یہ ہے کہ پڑھنے میں نہ وقت خرچ ہو کہ بہت مختصر ہیں نہ یاد کرنے میں کوئی دقت یا دیر لگے اور اس کے باوجود جب اعمال کے تولنے کا وقت آئے گا تو ترازو میں ان کلموں کی کثرت کی وجہ سے بہت زیادہ وزن ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی فائدہ نہ ہوتا تو بھی اس سے بڑھ کر کیا چیز تھی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دو کلمے سب سے زیادہ محبوب ہیں امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری کو انہی دو کلموں پر ختم فرمایا اور یہی حدیث کتاب کے ختم پر ذکر فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ کوئی شخص تم میں سے اس بات کو نہ چھوڑے کہ ہزار نیکیاں روزانہ کر لیا کرے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سو مرتبہ پڑھ لیا کرے ہزار نیکیاں ہو جائیں گی۔ اتنے گناہ تو ان شاء اللہ روزانہ کے ہوں گے بھی نہیں۔ اور اس تسبیح کے علاوہ جتنے نیک کام کیے ہوں گے ان کا ثواب علیحدہ نفع میں رہا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح و شام ایک ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کی پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ خواہ سمندر کے جھاگوں سے بھی زیادہ ہوں ایک حدیث میں آیا ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللہ اکبر سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(سردی میں) درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

(۲) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکَ بِاَحَبِّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ بِاَحَبِّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اِنَّ اَحَبَّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ رواہ مسلم والنسائی والترمذی الا انہ قال سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ وقال حسن صحیح وعزاہ السیوطی فی الجامع الصغیر الی مسلم واحمد والترمذی ورقم لہ بالصحۃ وفی روایۃ لمسلم اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْکَلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَی اللّٰہُ لِمَلٰٓئِکَتِہٖ اَوْ لِعِبَادِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کذا فی الترغیب قلت واخرج الاخیر الحاکم وصححہ علی شرط مسلم واقرہ علیہ الذھبی وذکرہ السیوطی فی الجامع بروایۃ احمد عن رجل مختصرا ورقم لہ بالصحۃ۔

(۲) حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے بتاؤں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کلام کیا ہے میں نے عرض کیا ضرور بتادیں ارشاد فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ دوسری حدیث میں ہے سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ نے جس چیز کو اپنے فرشتوں کے لیے اختیار فرمایا وہی افضل ترین ہے اور وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ہے۔

(ف) پہلی فصل میں کئی آیتوں میں یہ مضمون گذر چکا ہے کہ ملائکہ جو عرش کے قریب ہیں اور ان کے علاوہ سب اللہ جلّ شانہٗ کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے ہیں ان کا مشغلہ یہی ہے کہ وہ اللہ کی پاکی بیان کرنے میں اور حمد کرنے میں مشغول رہیں اسی وجہ سے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانے کا وقت ہوا تو انہوں نے یہی بارگاہِ الٰہی میں ذکر کیا کہ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ۔ جیسا کہ اس سے پہلی فصل کی پہلی آیت میں گذر چکا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ آسمان (عظمت الٰہی کے بوجھ سے) بولتا ہے (چرچراتا ہے۔ جیسا کہ چارپائی وغیرہ وزن سے بولنے لگتی ہے) اور آسمان کے لیے حق ہے کہ وہ بولے (کہ ہیبت کا بوجھ سخت ہوتا ہے) قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ آسمان میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ کی حالت میں اللہ کی تسبیح و تحمید میں مشغول نہ ہو۔

(۳) عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ اَوْ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ وَمَنْ

(۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ اور جو شخص سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سو مرتبہ پڑھے گا اس کے لیے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَاَرْبَعًا وَّعِشْرِيْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا لَّا يَهْلِكُ مِنَّا اَحَدٌ قَالَ بَلٰى اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَجِيْءُ بِالْحَسَنَاتِ لَوْ وُضِعَتْ عَلٰى جَبَلٍ اَثْقَلَتْهُ ثُمَّ تَجِيْءُ النِّعَمُ فَتَذْهَبُ بِتِلْكَ ثُمَّ يَتَطَاوَلُ الرَّبُّ بَعْدَ ذٰلِكَ بِرَحْمَتِهٖ ۔ رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب قلت واقرہ علیہ الذہبی

ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی حالت میں تو کوئی بھی (قیامت میں) ہلاک نہیں ہو سکتا (کہ نیکیاں غالب ہی رہیں گی) حضورؐ نے فرمایا (بعض لوگ پھر بھی ہلاک ہوں گے اور کیوں نہ ہوں) بعض آدمی اتنی نیکیاں لے کر آئیں گے کہ اگر پہاڑ پر رکھ دی جائیں تو وہ دب جائے۔ لیکن اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں وہ کالعدم ہو جائیں گی، البتہ اللہ جل شانہٗ پھر اپنی رحمت اور فضل سے دستگیری فرمائیں گے۔

(ف) اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں دب جانے اور کالعدم ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں جہاں نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی وہاں اس چیز کا بھی مطالبہ اور محاسبہ ہوگا کہ اللہ جل جلالہٗ نے جو نعمتیں عطا فرمائی تھیں ان کا کیا حق ادا کیا۔ اور کیا شکر ادا کیا۔ بندہ کے پاس ہر چیز اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہے۔ ہر چیز کا ایک حق ہے۔ اس حق کی ادائیگی کا مطالبہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ اَلْحَدِيْثَ ۔ فی المشکوٰۃ بروایۃ المسلم قلت و رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر صبح کو ہر آدمی کے ہر جوڑ اور ہڈی پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آدمی میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اس کے ذمہ ضروری ہے کہ ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ کرے یعنی اس بات کے شکریہ میں کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے سونے کے بعد جو مر جانے کے مشابہ حالت تھی پھر از سرِ نو زندگی بخشی اور ہر عضو صحیح سالم رہا صحابہؓ نے عرض کیا اتنے صدقہ روزانہ کرنے کی طاقت کون رکھتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تکبیر صدقہ ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا صدقہ ہے راستہ سے کسی تکلیف دینے والی چیز کا ہٹا دینا صدقہ ہے۔ غرض بہت سے صدقات شمار کرائے اس قسم کی اور بھی احادیث ہیں جن سے آدمی کی اپنی ذات میں جو اللہ کی نعمتیں ہیں ان کا بیان ہے۔ اس کے علاوہ کھانے پینے راحت و آرام کے متعلق جتنی اللہ کی نعمتیں ہر وقت میسر آتی ہیں وہ مزید برآں۔

قرآن پاک میں سورہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ میں بھی اس کا ذکر ہے کہ قیامت میں اللہ کی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نعمتوں سے بھی سوال ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بدن کی صحت کانوں کی صحت آنکھوں کی صحت سے سوال ہوگا کہ اللہ نے یہ نعمتیں اپنے لطف سے عطا فرمائیں ان کو اللہ کے کس کام میں خرچ کیا۔ (یا چوپاؤں کی طرح صرف پیٹ پالنے میں خرچ کیا) چنانچہ دوسری جگہ سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (کان، آنکھ، دل ہر شخص سے ان سب کی قیامت کے دن پوچھ ہوگی کہ ان چیزوں کا استعمال کہاں کیا) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جن نعمتوں سے سوال ہوگا ان میں بے فکری جو اللہ کی بڑی دولت ہے اور صحت بدن بھی ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر لذت نعمتوں میں داخل ہے۔ جن سے سوال ہوگا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس میں عافیت بھی داخل ہے۔ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ (پھر اُس دن نعمتوں سے بھی سوال کیے جاؤ گے) کا مطلب کیا ہے آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ گیہوں کی روٹی اور ٹھنڈا پانی مراد ہے کہ اس سے بھی سوال ہوگا اور رہنے کے مکان سے بھی ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ کن نعمتوں کا سوال ہوگا۔ آدھی بھوک روٹی ملتی ہے وہ بھی جو کی (پیٹ بھر کر روٹی بھی میسر نہیں) وحی نازل ہوئی کیا پاؤں میں جوتا نہیں پہنتے۔ کیا ٹھنڈا پانی نہیں پیتے یہ بھی تو اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض صحابہؓ نے اس آیت شریفہ کے نازل ہونے پر عرض کیا یا رسول اللہ کن نعمتوں سے سوال ہوگا کھجور اور پانی صرف یہ دو چیزیں کھانے پینے کو ملتی ہیں اور ہماری تلواریں (جہاد کے لیے) ہر وقت کندھوں پر رہتی ہیں اور دشمن (کافر کوئی نہ کوئی) مقابل (جس کی وجہ سے وہ دو چیزیں بھی اطمینان اور بے فکری سے نصیب نہیں ہوتیں) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب نعمتیں میسر ہونے والی ہیں۔ ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں جن نعمتوں سے سوال ہوگا ان میں سب سے اوّل یہ ہوگا کہ ہم نے تیرے بدن کو تندرستی عطا فرمائی (یعنی اس تندرستی کا کیا حق ادا کیا اور اس میں اللہ کی رضا کی کیا خدمت ادا کی اور ہم نے ٹھنڈے پانی سے تجھ کو سیراب کیا۔ (درحقیقت اللہ کی بڑی نعمت ہے جہاں ٹھنڈا پانی میسر نہیں ہوتا ان سے کوئی اس کی قدر پوچھے یہ اللہ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ حد نہیں مگر ہم لوگوں کو اس کے نعمت عظیمہ ہونے کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس کا شکر اور اس کی ادائیگی حق) ایک حدیث میں وارد ہے کہ جن نعمتوں سے سوال ہوگا یہ ہیں وہ روٹی کا ٹکڑا جس سے پیٹ بھرا جاتا ہے۔ وہ پانی جس سے پیاس بجھائی جاتی ہے وہ کپڑا جس سے بدن ڈھانکا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ دوپہر کے وقت سخت دھوپ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ پریشان

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہو کر گھر سے چلے مسجد میں پہنچے ہی تھے کہ حضرت عمرؓ بھی اسی حالت میں تشریف لے آئے ۔ حضرت ابوبکرؓ
کو بیٹھا ہوا دیکھ کر دریافت کیا کہ تم اس وقت یہاں کہاں ۔ فرمایا کہ بھوک کی بے تابی نے پریشان
کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا واللہ اسی چیز نے مجھے بھی مجبور کیا کہ کہیں جاؤں یہ دونوں حضرات یہ
گفتگو کر ہی رہے تھے کہ سردار دو عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ان کو دیکھ کر
دریافت فرمایا کہ تم اس وقت کہاں ؟ عرض کیا یا رسول اللہ بھوک نے پریشان کیا جس سے
مضطرب ہو کر نکل پڑے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسی مجبوری سے
میں بھی آیا ہوں تینوں حضرات اکٹھے ہو کر حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان پر پہنچے وہ
تشریف نہیں رکھتے تھے بیوی نے بڑی مسرت و افتخار سے ان حضرات کو بٹھایا حضورؐ نے دریافت
فرمایا ابوایوب کہاں گئے ہیں ۔ عرض کیا ابھی حاضر ہوتے ہیں کسی ضرورت سے گئے ہوئے ہیں ۔ اتنے
میں ابوایوبؓ بھی حاضر خدمت ہو گئے اور فرط خوشی میں کھجور کا ایک بڑا سا خوشہ توڑ کر لائے ۔
حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سارا خوشہ کیوں توڑا ۔ اس میں کچی اور ادھ کچری بھی ٹوٹ گئیں چھانٹ کر
پکی ہوئی توڑ لیتے انہوں نے عرض کیا اس خیال سے توڑا کہ ہر قسم کی سامنے ہوں جو پسند ہو وہ نوش
فرماویں (کہ بعض مرتبہ پکی ہوئی سے ادھ کچری زیادہ پسند ہوتی ہے) خوشہ سامنے رکھ کر جلدی
سے گئے اور ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور جلدی جلدی کچھ تو ویسے ہی بھون لیا کچھ سالن تیار کر لیا ۔
حضورؐ نے ایک روٹی میں تھوڑا سا گوشت رکھ کر ابوایوبؓ کو دیا کہ یہ فاطمہؓ کو پہنچا دو اس کو بھی کئی
دن سے کچھ نہیں مل سکا وہ فوراً پہنچا کر آئے ان حضرات نے بھی سیر ہو کر نوش فرمایا ۔ اس کے بعد
حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ اللہ کی نعمتیں ہیں ۔ روٹی ہے گوشت ہے ۔ ہر قسم کی کچی اور پکی
کھجوریں ہیں ۔ یہ فرما کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ارشاد فرمایا
اُس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہی وہ نعمتیں ہیں جن سے قیامت میں سوال
ہوگا (جن حالات کے تحت میں اس وقت یہ چیزیں میسر ہوئی تھیں ان کے لحاظ سے) صحابہؓ کو
بڑی گرانی اور فکر پیدا ہو گیا (کہ ایسی مجبوری اور اضطرار کی حالت میں یہ میسر آئیں اور ان پر بھی
سوال و حساب ہو) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا شکر ادا کرنا تو ضروری ہے ہی ۔ جب اس قسم
کی چیزوں پر ہاتھ ڈالو تو اول بِسْمِ اللّٰہِ پڑھو اور جب کھا چکو تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ اَشْبَعَنَا
وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا وَاَفْضَلَ (تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہم کو پیٹ بھر کر کھلایا اور ہم پر
انعام فرمایا اور بہت زیادہ عطا کیا) اس دعاء کا پڑھنا شکر ادا کرنے میں کافی ہے ! اس قسم کے

www.Momeen.blogspot.com

واقعات کئی مرتبہ پیش آئے جو متعدد احادیث میں مختلف عنوانات سے ذکر کیے گئے ہیں چنانچہ ایک مرتبہ ابو الہیثم رضؓ مالک ابن تیہان کے مکان پر تشریف لے جانے کی نوبت آئی اسی قسم کا ایک واقعہ ایک اور صاحب کے ساتھ پیش آیا جن کو واقفی کہا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ کا گذر ایک شخص پر ہوا جو کوڑھی بھی تھا اور اندھا، بہرا، گونگا بھی تھا۔ آپ نے ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ اللہ کی کچھ نعمتیں اس شخص پر بھی دیکھتے ہو لوگوں نے عرض کیا اس کے پاس کونسی نعمت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کیا پیشاب سہولت سے نہیں کر سکتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قیامت میں تین دربار ہیں۔ ایک دربار میں نیکیوں کا حساب ہے دوسرے میں اللہ کی نعمتوں کا حساب ہے۔ تیسرے میں گناہوں کا مطالبہ ہے نیکیاں نعمتوں کے مقابلہ میں ہو جائیں گی اور برائیاں باقی رہ جائیں گی۔ جو اللہ کے فضل کے تحت میں ہوں گی۔ ان سب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی جس قدر نعمتیں ہر آن اور ہر دم آدمی پر ہوتی ہیں ان کا شکر کرنا ان کا حق ادا کرنا بھی آدمی کے ذمہ ہے اس لیے جتنی مقدار بھی نیکیوں کی پیدا ہو سکے ان کو حاصل کرنے میں کمی نہ کرے اور کسی مقدار کو بھی زیادہ نہ سمجھے کہ وہاں پہنچ کر معلوم ہوگا کتنے کتنے گناہ ہم نے اپنی آنکھ، ناک، کان اور دوسرے بدن کے حصوں سے ایسے کیے ہیں جن کو ہم گناہ بھی نہ سمجھے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کی قیامت میں اللہ کے یہاں پیشی نہ ہو کہ اس وقت نہ کوئی پردہ درمیان میں حائل ہوگا نہ ترجمان (وکیل وغیرہ) دائیں طرف دیکھے گا تو اپنے اعمال کا انبار ہوگا۔ بائیں طرف دیکھے گا تب بھی منظر ہوگا۔ جس قسم کے بھی اچھے یا برے اعمال کیے ہیں وہ سب ساتھ ہوں گے جہنم کی آگ سامنے ہوگی۔ اس لیے جہاں تک ممکن ہو صدقہ سے جہنم کی آگ کو دفع کرو خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں سب سے اوّل یہ سوال ہوگا کہ ہم نے تجھے بدن کی صحت عطا کی اور ٹھنڈا پانی پینے کو دیا (یعنی ان چیزوں کا کیا حق ادا کیا) دوسری حدیث میں ہے کہ اس وقت تک آدمی حساب کے میدان سے نہ ہٹے گا جب تک پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو جائے۔ عمر کس کام میں خرچ کی؟ جوانی (کی قوت) کس مشغلہ میں صرف کی؟ مالؔ کس طریقہ سے کمایا اور کسؔ طریقہ سے خرچ کیا (یعنی کمائی کے اور خرچ کے طریقے جائز تھے یا ناجائز) جوؔ کچھ علم حاصل کیا (خواہ کسی درجہ کا ہو) اس میں کیا عمل کیا (یعنی جو مسائل معلوم تھے ان پر عمل کیا یا نہیں)

(۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيْتُ إِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ

(۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شب معراج میں جب میری ملاقات حضرت ابراہیم

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

أُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِقْرَأْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاَنَّهَا قِيْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ رواه الترمذی والطبرانی فی الصغیر والاوسط وزاد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وقال الترمذی حسن غریب من هذا الوجه ورواه الطبرانی ایضًا باسناد، رواه من حدیث سلمان الفارسی وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ غُرِسَ لَهٗ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ رواه الطبرانی واسناده حسن لا باس به فی المتابعات وَعَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ رواه الترمذی وحسنه والنسائی الا انه قال شجرة وابن حبان فی صحیحه والحاکم فی الموضعین باسنادین قال فی احدهما علی شرط مسلم وفی الاخر علی شرط البخاری وذکره فی الجامع الصغیر بروایة الترمذی وابن حبان والحاکم ورقم له بالصحة وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ يَغْرِسُ الحديث رواه ابن ماجة باسناد حسن والحاکم وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب وعزاه فی الجامع الی ابن ماجة والحاکم ورقم له بالصحة قلت وفی الباب من حدیث ابی ایوب مرفوعا رواه احمد باسناد حسن وابن ابی الدنیا وابن حبان فی صحیحه

علیہ السَّلَام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہنا کہ جنت کی نہایت عمدہ پاکیزہ مٹی ہے اور بہترین پانی لیکن وہ بالکل چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے (درخت) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہیں۔ (جتنے کسی کا دل چاہے درخت لگالے) ایک حدیث میں اس کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بھی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ان کلموں میں سے ہر کلمہ کے بدلے ایک درخت جنت میں لگایا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھے گا۔ ایک درخت جنت میں لگایا جاوے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک پودا لگا رہے ہیں دریافت فرمایا کیا کر رہے ہو انھوں نے عرض کیا درخت لگا رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا میں بتاؤں بہترین پودے جو لگائے جاویں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہر کلمہ سے ایک درخت جنت میں لگتا ہے۔

(ف) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام نے سلام بھیجا ہے۔ اس لیے علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص کے پاس یہ حدیث پہنچے اس کو چاہیے کہ حضرت خلیل اللہ کے سلام کے جواب میں وعلیہ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وبرکاتہٗ کہے۔ اس کے بعد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ورواہ ابن ابی الدنیا والطبرانی من حدیث ابن عمر ایضا مرفوعا مختصرا الا ان فی حدیثہما الحوقلۃ فقط کمافی الترغیب قلت وذکر السیوطی فی الدر حدیث ابن عباس مرفوعا بلفظ حدیث ابن مسعودؓ وقال اخرجہ ابن مردویہ وذکر ایضًا حدیث ابن مسعود وقال اخرجہ الترمذی وحسنہ والطبرانی وابن مردویہ قلت وذکرہ فی الجامع الصغیر بروایۃ الطبرانی ورقم لہ بالصحۃ وذکر فی مجمع الزوائد عدۃ روایات فی معنی ھذا الحدیث۔

ارشاد ہے کہ جنّت کی مٹی بہترین ہے اور پانی میٹھا اس کے دو مطلب ہیں اوّل یہ کہ صرف جگہ کی حالت کا بیان کرتا ہے کہ بہترین جگہ ہے جس کی مٹی کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ مُشک وزعفران کی ہے اور پانی نہایت لذیذ ایسی جگہ ہر شخص اپنا مسکن بنانا چاہتا ہے اور تفریح وراحت کے لیے باغ وغیرہ لگانے کے اسباب مہیا ہوں تو کون چھوڑ سکتا ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ زمین بہتر اور پانی بہتر ہو وہاں پیدا وار بہت اچھی ہوتی ہے اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہہ دینے سے ایک درخت وہاں قائم ہو جائے گا۔ اور پھر وہ جگہ اور پانی کی عمدگی کی وجہ سے خود ہی نشو ونما پاتا رہے گا صرف ایک مرتبہ بیج ڈال دینا ہے باقی سب کچھ خود ہی ہو جائے گا اس حدیث میں جنت کو چٹیل میدان فرمایا ہے اور جن احادیث میں جنت کا حال بیان کیا گیا ہے ان میں جنت میں ہر قسم کے میوے باغ درختوں وغیرہ کا موجود ہونا بتایا گیا ہے بلکہ جنت کے معنی ہی باغ کے ہیں اس لیے ظاہرًا اِشکال واقع ہوتا ہے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اصل کے اعتبار سے وہ میدان ہے لیکن جس حالت پر وہ نیک عمل لوگوں کو دی جائے گی۔ ان کے اعمال کے موافق اس میں باغ اور درخت وغیرہ موجود ہوں گے۔ دوسری توجیہ بعض علماء نے یہ فرمائی ہے کہ جنت کے وہ باغ وغیرہ اُن اعمال کے موافق ملیں گے جب اِن اعمال کی وجہ سے اور ان کے برابر ملے تو گویا یہ اعمال ہی درختوں کا سبب ہوئے تیسری توجیہ یہ فرمائی گئی ہے کہ کم سے کم مقدار جو ہر شخص کے حصّہ میں ہے وہ ساری دنیا سے کہیں زائد ہے اس میں بہت سے حصّہ میں خود اپنے اصلی باغ موجود ہیں اور بہت سا حصّہ خالی پڑا ہوا ہے جتنا کوئی ذکر تسبیح وغیرہ کرے گا اُتنے ہی درخت اور لگ جائیں گے۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا گنگوہیؒ کا ارشاد جو کوکبؔ دری میں نقل کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس کے سارے درخت خیر کی طرح سے ایک جگہ مجتمع ہیں ہر شخص جس قدر اعمالِ خیر کرتا رہتا ہے اتنا ہی اُس کے حصّہ کی زمین میں لگتے رہتے ہیں اور نشو ونما پاتے رہتے ہیں۔

عہ یہ عربی میں ترمذی شریف کی شرح ہے۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۵) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ھَالَہُ اللَّیْلُ اَنْ یُّکَابِدَہٗ اَوْبَخِلَ بِالْمَالِ اَنْ یُّنْفِقَہٗ اَوْجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ اَنْ یُّقَاتِلَہٗ فَلْیُکْثِرْ مِنْ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ فَاِنَّھَا اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ جَبَلِ ذَھَبٍ یُّنْفِقُہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ رواہ الفریابی والطبرانی واللفظ لہ وھو حدیث غریب ولا باس باسنادہ ان شاء اللہ کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی وفیہ سلیمان بن احمد الواسطی وثقہ عبدان وضعفہ الجمھور والغالب علی بقیۃ رجالہ التوثیق وفی الباب عن ابی ھریرۃ مرفوعا اخرجہ ابن مردویہ وابن عباس ایضا عند ابن مردویہ کذا فی الدر

(۵) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص رات کی مشقت جھیلنے سے ڈرتا ہو (کہ راتوں کو جاگنے اور عبادت میں مشغول رہنے سے قاصر ہو) یا بخل کی وجہ سے مال خرچ کرنا دشوار ہو یا بزدلی کی وجہ سے جہاد کی ہمت نہ پڑتی ہو اس کو چاہیے کہ سبحان اللہ وبحمدہ کثرت سے پڑھا کرے کہ اللہ کے نزدیک یہ کلام پہاڑ کی بقدر سونا خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

(ف) کس قدر اللہ کا فضل ہے کہ ہر قسم کی مشقت سے بچنے والوں کے لیے بھی فضائل اور درجات کا دروازہ بند نہیں فرمایا۔ راتوں کو نہیں جاگا جاتا کنجوسی سے پیسہ خرچ نہیں ہوتا۔ بزدلی اور کم ہمتی سے جہاد جیسا مبارک عمل نہیں ہوتا اس کے بعد بھی اگر دین کی قدر ہے آخرت کا فکر ہے تو اس کے لیے بھی راستہ کھلا ہوا ہے پھر بھی کچھ نہ کما سکے تو کم نصیبی کے سوا اور کیا ہے۔ پہلے یہ مضمون ذرا تفصیل سے گذر چکا ہے

(۶) عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَایَضُرُّکَ بِاَیِّھِنَّ بَدَاْتَ رواہ مسلم وابن ماجۃ والنسائی وزاد وھن من القرآن ورواہ النسائی ایضا وابن حبان فی صحیحہ من حدیث ابی ھریرۃ کذا فی الترغیب وعزا السیوطی حدیث سمرۃ الی احمد ایضا ورقم لہ بالصحۃ وحدیث ابی ھریرۃ الی مسند الفردوس للدیلمی ورقم لہ ایضا بالصحۃ

(۶) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کلام چار کلمے ہیں سبحان اللہ الحمد للہ لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر ان میں سے جس کو چاہے پہلے پڑھے اور جس کو چاہے بعد میں (کوئی خاص ترتیب نہیں) ایک حدیث میں ہے کہ یہ کلمے قرآن پاک میں بھی موجود ہیں۔

(ف) یعنی قرآن پاک کے الفاظ میں بھی یہ کلمے کثرت سے وارد ہوئے ہیں اور قرآن پاک میں ان کا حکم ان کی ترغیب وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ پہلی فصل میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ عیدوں کو ان کلموں کے ساتھ مزین کیا کرو یعنی عید کی زینت یہ ہے کہ ان کلموں کا کثرت سے ورد کیا جاتے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ اِنَّ الْفُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِیْنَ
اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا
قَدْ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى
وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا يُصَلُّوْنَ
كَمَا نُصَلِّىْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ
وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا
تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ
بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ
صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قَالَ تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ دُبُرَ
كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ مَرَّةً قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ
فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا سَمِعَ اِخْوَانُنَا
اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ فَضْلُ
اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ متفق عليه وليس قول
ابى صالح الى اٰخره الا عند مسلم وفى رواية
للبخارى تُسَبِّحُوْنَ فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا
وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُوْنَ عَشْرًا بدل
ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ كذا فى المشكوٰة وعن ابى ذرؓ
بنحو هذا الحديث وفيه اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ
صَدَقَةً وَّبِكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةً وَّفِىْ
بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
يَاْتِىْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ يَكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ

(۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
ایک مرتبہ فقراء مہاجرین جمع ہو کر حاضر ہوئے اور
عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ مالدار سارے بلند درجے
لے اڑے اور ہمیشہ کی رہنے والی نعمت انہیں کے
حصہ میں آگئی۔ حضورؐ نے فرمایا کیوں۔ عرض کیا کہ
نماز روزہ میں تو یہ ہمارے شریک کہ ہم بھی کرتے
ہیں یہ بھی اور مالدار ہونے کی وجہ سے یہ لوگ صدقہ
کرتے ہیں غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم ان چیزوں
سے عاجز ہیں حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز
بتاؤں کہ تم اس پر عمل کر کے اپنے سے پہلوں کو پکڑ لو
اور بعد والوں سے بھی آگے بڑھے رہو۔ اور کوئی
شخص تم سے اس وقت تک افضل نہ ہو جب تک
ان ہی اعمال کو نہ کرے صحابہؓ نے عرض کیا ضرور
بتادیجیے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے سبحان اللہ
الحمد للہ اللہ اکبر ۳۳-۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو
(ان حضرات نے شروع کردیا مگر اس زمانہ کے
مالدار بھی اسی نمونہ کے تھے انہوں نے بھی معلوم
ہونے پر شروع کردیا) تو فقراء دوبارہ حاضر ہوئے
کہ یا رسول اللہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی
سن لیا اور وہ بھی یہی کرنے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا
یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اس کو
کون روک سکتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں
بھی اسی طرح یہ قصہ ذکر کیا گیا اس میں حضورؐ کا
ارشاد ہے کہ تمہارے لیے بھی اللہ نے صدقہ کا قائم
مقام بنا رکھا ہے سبحان اللہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

الحدیث اخرجہ احمد وفی الباب عن ابی الدرداء عند احمد۔

ہے الحمد للہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے۔ صحابہؓ نے تعجب سے عرض کیا یارسول اللہ بیوی سے ہم بستری میں اپنی شہوت پوری کرے اور یہ صدقہ ہو جائے حضورؐ نے فرمایا اگر حرام میں مبتلا ہو تو گناہ ہوگا یا نہیں صحابہؓ نے عرض کیا ضرور ہوگا ارشاد فرمایا اسی طرح حلال میں صدقہ اور اجر ہے۔

(ف) مطلب یہ ہے کہ اس نیت سے صحبت کرنا کہ حرام کاری سے بچے ثواب اور اجر کا سبب ہے اسی قصہ کی ایک دوسری حدیث میں اس اشکال کے جواب میں کہ بیوی سے ہمبستری اپنی شہوت کا پورا کرنا ہے حضورؐ کا یہ جواب نقل کیا گیا ہے تباؤ اگر بچہ پیدا ہو جائے پھر وہ جوان ہونے لگے اور تم اُس کی خوبیوں کی امید باندھنے لگو پھر وہ مرجائے۔ کیا تم ثواب کی امید رکھتے ہو عرض کیا گیا کہ بیشک امید ہے حضورؐ نے فرمایا کیوں تم نے اس کو پیدا کیا تم نے اس کو ہدایت کی تھی تم نے اس کو روزی دی تھی بلکہ اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ اُسی نے ہدایت دی ہے وہی روزی عطا کرتا تھا اسی طرح صحبت سے تم نطفہ کو حلال جگہ رکھتے ہو پھر اللہ کے قبضہ میں ہے کہ چاہے اس کو زندہ کرے کہ اُس سے اولاد پیدا کردے یا مُردہ کرے کہ اولاد پیدا نہ ہو۔ اس حدیث کا مقتضیٰ یہ ہے کہ یہ اجر و ثواب بچے کے پیدا ہونے کا سبب ہونے کی وجہ سے ہے۔

(۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَکَبَّرَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامُ الْمِائَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ غُفِرَتْ خَطَایَاهُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ وکذا فی مسند احمد۔

(۸) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ اور ایک مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھے اُس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ اتنی کثرت سے ہوں جتنے سمندر کے جھاگ۔

(ف) خطایا کی مغفرت کے بارہ میں پہلے کئی حدیثوں کے تحت میں بحث گذر چکی ہے کہ ان خطایا سے مراد علماء کے نزدیک صغیرہ گناہ ہیں اس حدیث میں تین کلمے ۳۳-۳۳ مرتبہ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک مرتبہ وارد ہوا ہے اس سے اگلی حدیث میں دو کلمے ۳۳-۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ آرہا ہے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حضرت زیدؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ ہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ الحمدللہ اللہ اکبر ہر ایک کو ۳۳ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنے کا حکم فرمایا تھا ایک انصاریؓ نے خواب میں دیکھا کوئی شخص کہتا ہے کہ ہر ایک کلمہ کو پچیس ۲۵ مرتبہ کر لو اور ان کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ۲۵ مرتبہ کا اضافہ کر لو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا حضورؐ نے قبول فرما لیا اور اس کی اجازت فرما دی کہ ایسا ہی کر لیا جائے۔ ایک حدیث میں سبحان اللہ الحمدُ لِلہِ اللہ اکبر ہر کلمہ کو ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ کا حکم ہے اور ایک حدیث میں ۱۰۔۱۰ مرتبہ وارد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ۱۰ مرتبہ باقی تینوں کلمے ہر ایک ۳۳ مرتبہ۔ ایک حدیث میں ہر نماز کے بعد چاروں کلمے ۱۰۰۔۱۰۰ مرتبہ وارد ہوئے ہیں جیسا کہ حصن حصین میں ان روایات کو ذکر کیا گیا ہے یہ اختلاف بظاہر حالات کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ آدمی فراغت اور مشاغل کے اعتبار سے مختلف ہیں جو لوگ دوسرے ضروری کاموں میں مشغول ہیں اُن کے لیے کم مقدار تجویز فرمائی اور جو لوگ فارغ ہیں اُن کے لیے زیادہ مقدار لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ جو عدد احادیث میں مذکور ہیں اُن کی رعایت ضروری ہے کہ جو چیز دوا کے طور پر استعمال کی جاتی ہے اُس میں مقدار کی رعایت بھی اہم ہے۔

(۹) عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُعَقِّبَاتٌ لَا یَخِیْبُ قَائِلُھُنَّ اَوْ فَاعِلُھُنَّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَسْبِیْحَۃً وَّثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَحْمِیْدَۃً وَّاَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَکْبِیْرَۃً رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ وعزاہ السیوطی فی الجامع الی احمد ومسلم والترمذی والنسائی ورقم لہ بالضعف وفی الباب عن ابی الدرداء عند الطبرانی۔

(۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چند پیچھے آنے والے (کلمات) ایسے ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں ہوتا وہ یہ ہیں کہ ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔

(ف) ان کلمات کو پیچھے آنے والے یا تو اس وجہ سے فرمایا کہ یہ نمازوں کے بعد پڑھے جاتے ہیں یا اس وجہ سے کہ گناہوں کے بعد پڑھنے سے اُن کو دھونے اور مٹا دینے والے ہیں یا اس وجہ سے کہ یہ کلمات ایک دوسرے کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں نمازوں کے بعد سبحان اللہ الحمدللہ ۳۳۔۳۳ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا حکم کیا گیا ہے۔

(۱۰) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رَفَعَہٗ اَمَا یَسْتَطِیْعُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّعْمَلَ کُلَّ یَوْمٍ مِّثْلَ

(۱۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

أُحُدٍ عَمَلًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ قَالَ كُلُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ مَاذَا قَالَ سُبْحَانَ اللهِ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ وَاللهُ أَكْبَرُ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ للكبير والبزار كذا فی جمع الفوائد وا ليهما العزّ فی الحصن و مجمع الزوائد وقال رجالهما رجال الصحیح۔

روزانہ اُحد (جو مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) کی برابر عمل کر لیا کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی کون طاقت رکھتا ہے (کہ اتنے بڑے پہاڑ کی برابر عمل کرے) حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہر شخص طاقت رکھتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا اس کی کیا صورت ہے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ کا ثواب احد سے زیادہ ہے لا إلہ إلا اللہ کا احد سے زیادہ ہے الحمد للہ کا احد سے زیادہ ہے، اللہ اکبر کا اُحد سے زیادہ ہے۔ (ف) یعنی ان کلموں میں سے ہر کلمہ ایسا ہے جس کا ثواب اُحد پہاڑ سے زیادہ ہے اور پہاڑ کیا نہ معلوم کتنے ایسے پہاڑوں سے زیادہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ سبحان اللہ الحمد للہ سارے آسمانوں اور زمینوں کو ثواب سے بھر دیتے ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ سبحان اللہ کا ثواب آدھی ترازو ہے۔ اور الحمد للہ اس کو پُر کر دیتی ہے اور اللہ اکبر آسمان زمین کے درمیان کو پُر کر دیتی ہے ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ سبحان اللہ الحمد للہ لا إلہ إلا اللہ اللہ اکبر مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر آفتاب نکلے۔ مُلّا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ساری ہی دنیا اللہ کے واسطے خرچ کر دوں تو اس سے بھی یہ زیادہ محبوب ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہوائی تخت پر تشریف لے جا رہے تھے پرندے آپ پر سایہ کیے ہوئے تھے اور جن وانس وغیرہ لشکر دو قطار ایک عابد پر گذر ہوا جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس وسعت ملکی اور عموم سلطنت کی تعریف کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کے اعمالنامہ میں ایک تسبیح سلیمان بن داؤدؑ کے سارے ملک سے اچھی ہے کہ یہ ملک فنا ہو جائے گا اور تسبیح باقی رہنے والی چیز ہے۔

(۱۱) عَنْ أَبِيْ سَلَامٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَخٍ بَخٍ خَمْسٌ مَا أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيْزَانِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الحدیث اخرجہ احمد فی مسندہ

(۱۱) ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واہ واہ پانچ چیزیں (اعمال نامہ تلنے کی) ترازو میں کتنی زیادہ وزنی ہیں لا إلہ إلا اللہ اللہ اکبر سبحان اللہ الحمد للہ اور وہ بچہ جو مر جائے اور باپ (اسی طرح ماں بھی) اُس پر صبر کرے۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ورجاله ثقات كما في مجمع الزوائد والحاكم وقال صحيح الاسناد واقره عليه الذهبي وذكره في الجامع الصغير برواية البزار عن ثوبان وبرواية النسائي وابن حبان والحاكم عن ابي سلمى وبرواية احمد عن ابي امامة ورقم له بالحسن وذكره في مجمع الزوائد برواية ثوبان وابي سلمى راعي رسول الله صلى الله عليه وسلم وسفينة مولى لرسول الله صلى الله عليه وسلم لم يسم وصحح بعض طرقها۔

(ف) یہ مضمون کئی صحابہؓ سے متعدد احادیث میں نقل کیا گیا ہے بخ بخ بڑے سرور اور فرحت کا کلمہ ہے جس چیز کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس خوشی اور مسرت سے ارشاد فرما رہے ہوں عطا فرما رہے ہوں کیا محبت کا دعویٰ کرنے والوں کے ذمہ نہیں ہے کہ ان کلموں پر مرمٹیں کہ حضورؐ کی اس خوشی کی قدردانی اور اس کا استقبال یہی ہے۔

(۱۲) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ نُوْحٌ لِابْنِهٖ اِنِّيْ مُوْصِيْكَ بِوَصِيَّةٍ وَّقَاصِرُهَا لِكَيْ لَا تَنْسَاهَا اُوْصِيْكَ بِاثْنَيْنِ وَاَنْهَاكَ عَنِ اثْنَيْنِ اَمَّا اللَّتَانِ اُوْصِيْكَ بِهِمَا فَيَسْتَبْشِرُ اللّٰهُ بِهِمَا وَصَالِحُ خَلْقِهٖ وَهُمَا يُكْثِرَانِ الْوُلُوْجَ عَلَى اللّٰهِ اُوْصِيْكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَوْ كَانَتَا حَلْقَةً قَصَمَتْهُمَا وَلَوْ كَانَتَا فِيْ كِفَّةٍ وَزَنَتْهُمَا وَاُوْصِيْكَ بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فَاِنَّهُمَا صَلٰوةُ الْخَلْقِ وَبِهِمَا يُرْزَقُ الْخَلْقُ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا وَاَمَّا اللَّتَانِ اَنْهَاكَ عَنْهُمَا فَيَحْتَجِبُ اللّٰهُ مِنْهُمَا وَصَالِحُ خَلْقِهٖ اَنْهَاكَ عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ رواه النسائي واللفظ له والبزار والحاكم من حديث عبد الله بن عمرو وقال

(۱۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اور اس خیال سے کہ بھول نہ جاؤ نہایت مختصر کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ دو کام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور دو کاموں سے روکتا ہوں جن دو کاموں کے کرنے کی وصیت کرتا ہوں وہ دونوں ایسے ہیں کہ اللہ جل جلالہ ان سے نہایت خوش ہوتے ہیں اور اللہ کی نیک مخلوق ان سے خوش ہوتی ہے ان دونوں کاموں کی اللہ کے یہاں رسائی (اور مقبولیت) بھی زیادہ ہے ان دو میں سے ایک لا الٰہ الا اللہ ہے کہ اگر تمام آسمان ایک حلقہ ہو جائیں تو بھی یہ پاک کلمہ ان کو توڑ کر آسمان پر جائے بغیر نہ رہے اور اگر تمام آسمان و زمین کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے میں یہ پاک کلمہ ہو تب بھی وہی پلڑا جھک جائے گا اور دوسرا کام جو کرنا ہے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

صحیح الاسناد کذا فی الترغیب قلت وقد تقدم فی بیان التهلیل حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مرفوعا وتقدم فیہ ایضا فی الباب وتقدم فی الآیات قولہ عز اسمہ وان من شیء الا یسبح بحمدہ الآیۃ واَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابُوالشَّیْخِ فِی الْعَظَمَۃِ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِہٖ نُوْحٌ اِبْنَہٗ اِنَّ نُوْحًا قَالَ لِابْنِہٖ یَا بُنَیَّ اٰمُرُکَ اَنْ تَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا صَلٰوۃُ الْخَلْقِ وَتَسْبِیْحُ الْخَلْقِ وَبِھَا یُرْزَقُ الْخَلْقُ واخرج احمد وابن مردویہ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا اِنَّ نُوْحًا لَمَّا حَضَرَتْہُ الْوَفَاۃُ قَالَ لِابْنَیْہِ اٰمُرُکُمَا بِسُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ فَاِنَّھَا صَلٰوۃُ کُلِّ شَیْءٍ وَبِھَا یُرْزَقُ کُلُّ شَیْءٍ کذا فی الدر۔

وہ سبحان اللہ وبحمدہ کا پڑھنا ہے کہ یہ کلمہ ساری مخلوق کی عبادت ہے اور اسی کی برکت سے تمام مخلوق کو روزی دی جاتی ہے کوئی بھی چیز مخلوق میں ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم لوگ ان کا کلام سمجھتے نہیں ہو اور جن دو چیزوں سے منع کرتا ہوں وہ شرک اور تکبر ہے کہ ان دونوں کی وجہ سے اللہ سے حجاب ہو جاتا ہے اور اللہ کی نیک مخلوق سے حجاب ہو جاتا ہے۔

(ف) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے بیان میں بھی اس حدیث کا مضمون گذر چکا ہے تسبیح کے متعلق جو ارشاد اس حدیث میں ہے قرآن پاک کی آیات میں بھی گذر چکا ہے وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ قرآن پاک کی آیت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ شب معراج میں آسمانوں کی تسبیح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سُنی۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ کا ایسی جماعت پر گذر ہوا جو اپنے گھوڑوں اور اونٹوں پر کھڑی ہوئی تھی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جانوروں کو ممبر اور کرسیاں نہ بناؤ بہت سے جانور سواروں سے بہتر اور اُن سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والے ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کھیتی بھی تسبیح کرتی ہے اور کھیتی والے کو اس کا ثواب ملتا ہے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں ثرید تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے کسی نے عرض کیا آپ اس کی تسبیح سمجھتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں سمجھتا ہوں۔ اُس کے بعد آپ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو فلاں شخص کے قریب کر دو وہ پیالہ ان کے قریب کیا گیا تو انہوں نے بھی تسبیح سنی اس کے بعد پھر ایک تیسرے صاحب کے قریب اسی طرح کیا گیا انہوں نے بھی سُنا کسی نے درخواست کی کہ مجمع کے سب ہی لوگوں کو سنوایا جائے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو ان میں سے سُنائی نہ دے تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ گنہگار ہے، اس چیز کا تعلق کشف سے ہے حضرات انبیاء

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تو یہ چیز بدرجۂ اتم حاصل تھی اور ہونا چاہیے تھی حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بسا اوقات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور انوار قرب کی بدولت یہ چیز حاصل ہو جاتی تھی سیکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں۔ صوفیہ کو بھی اکثر یہ چیز مجاہدوں کی کثرت سے حاصل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ جمادات اور حیوانات کی تسبیح ان کا کلام اُن کی گفتگو سمجھ لیتے ہیں لیکن محققین مشائخ کے نزدیک چونکہ یہ چیز نہ دلیل کمال ہے نہ موجب قرب کہ جو بھی اس قسم کے مجاہدے کرتا ہے وہ حاصل کر لیتا ہے خواہ اس کو حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں قرب حاصل ہو یا نہ ہو اس لیے محققین اس کو غیر اہم سمجھتے ہیں بلکہ اس لحاظ سے مُضر سمجھتے ہیں کہ جب مُبتدی اس میں لگ جاتا ہے تو دنیا کی سیر کا ایک شوق پیدا ہو کر ترقی کے لیے مانع بن جاتا ہے۔ مجھے اپنے حضرت مولٰنا خلیل احمد صاحبؒ کے بعض خدام کے متعلق معلوم ہے کہ جب ان کو یہ صورتِ کشف پیدا ہونے لگی تو حضرت نے چند روز کے لیے اہتمام سے سب ذکر شغل چھڑا دیا تھا کہ مبادا یہ حالت ترقی پکڑ جائے۔ اس کے علاوہ یہ حضرات اس لیے بھی بچتے ہیں کہ اس صورت میں دوسروں کے گناہوں کا اظہار ہوتا ہے جو ان حضرات کے لیے تکدُّر کا سبب ہوتا ہے علامہ شعرانیؒ نے میزان الکبریٰ میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو وضو کرتے ہوئے دیکھتے تو اس پانی میں جو گناہ دُھلتا ہوا نظر آتا اُس کو معلوم کر لیتے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ کبیرہ گناہ ہے یا صغیرہ مکروہ فعل ہے یا خلاف اولیٰ جیسا کہ حسّی چیزیں نظر آیا کرتی ہیں اسی طرح یہ بھی معلوم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد کے وضو خانہ میں تشریف فرما تھے ایک جوان وضو کر رہا تھا اس کے وضو کا پانی گرتے ہوئے آپ نے دیکھا اس کو چپکے سے نصیحت فرمائی کہ بیٹا والدین کی نافرمانی سے توبہ کر لے اُس نے توبہ کی۔ ایک دوسرے شخص کو دیکھا تو اس کو نصیحت فرمائی کہ بھائی زنا نہ کیا کر بہت برا عیب ہے اس وقت اُس نے بھی زنا سے توبہ کی ایک اور شخص کو دیکھا کہ شراب خوری اور لہو و لعب کا پانی گر رہا ہے اُس کو بھی نصیحت فرمائی اُس نے بھی توبہ کی الغرض اس کے بعد امام صاحبؒ نے اللہ جلّ جلالہٗ سے دعا کی کہ اے اللہ اس چیز کو مجھ سے دور فرما دے کہ میں لوگوں کی برائیوں پر مطلع ہونا نہیں چاہتا حق تعالیٰ شانہٗ نے دعا قبول فرمالی اور یہ چیز زائل ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ اسی زمانہ میں امام صاحبؒ نے مستعمل پانی کے ناپاک ہونے کا فتویٰ دیا تھا کیونکہ جب وہ پانی گندہ اور متعفن نظر آتا تھا تو کیسے اس کو پاک فرماتے مگر جب یہ چیز زائل ہو گئی تو اس کو ناپاک فرمانا بھی چھوڑ دیا۔ ہمارے حضرت مولانا الشاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کے خدام میں ایک صاحب تھے جو کئی کئی روز اس وجہ سے استنجے نہیں جا سکتے تھے کہ ہر جگہ انوار نظر آتے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تھے۔ اور بھی سیکڑوں ہزاروں واقعات اس قسم کے ہیں جن میں کسی قسم کے تردّد کی گنجائش نہیں کہ جن لوگوں کو کشف سے کوئی حصہ ملتا ہے وہ اس حصہ کے بقدر احوال کو معلوم کر لیتے ہیں۔

(۱۳) عَنْ اُمِّ هَانِئٍؓ قَالَتْ مَرَّبِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ اَوْكَمَا قَالَتْ فَمُرْنِیْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهُ وَاَنَا جَالِسَةٌ قَالَ سَبِّحِی اللّٰهَ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَاِنَّهُ تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ رَقَبَةٍ تُعْتِقِيْهَا مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَاحْمَدِی اللّٰهَ مِائَةَ تَحْمِيْدَةٍ فَاِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ فَرَسٍ مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ تَحْمِلِيْنَ عَلَيْهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكَبِّرِی اللّٰهَ مِائَةَ تَكْبِيْرَةٍ فَاِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ بَدَنَةٍ مُقَلَّدَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ وَهَلِّلِی اللّٰهَ مِائَةَ تَهْلِيْلَةٍ قَالَ اَبُوْ خَلَفٍ اَحْسِبُهُ قَالَ تَمْلَاُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلَا يُرْفَعُ لِاَحَدٍ عَمَلٌ اَفْضَلُ مِمَّا يُرْفَعُ لَكِ اِلَّا اَنْ يَاْتِیَ بِمِثْلِ مَا اَتَيْتِ رواه احمد باسناد حسن واللفظ له والنسائی ولم يقل ولا يرفع الی اخره والبيهقی بتمامه وابن ابی الدنيا فجعل ثواب الرقاب فی التحميد والفرس فی التسبيح وابن ماجة بمعناه باختصار والطبرانی فی الكبير بنحو احمد ولم يقل احسبه وفی الاوسط باسناد حسن بمعناه كذا فی الترغيب باختصار قلت رواه الحاكم بمعناه وصححه وعزاه فی الجامع الصغير الی احمد والطبرانی والحاكم ورقم له بالصحة وذكره فی مجمع الزوائد

(۱۳) حضرت اُمّ ہانیؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور ضعیف ہوں کوئی عمل ایسا بتا دیجیے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں حضورؐ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سَو غلام عرب آزاد کیے اور الحمد للہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سَو گھوڑے مع سامان لگام وغیرہ جہاد میں سواری کے لیے دیدیے۔ اور اللہ اکبر سو مرتبہ پڑھا کرو یہ ایسا ہے گویا تم نے سو اونٹ قربانی میں ذبح کیے اور وہ قبول ہو گئے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سَو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب تو تمام آسمان زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو حضرت ابو رافع کی بیوی حضرت سلمیٰؓ نے بھی حضورؐ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ مختصر سا بتا دیجیے زیادہ لمبا نہ ہو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اکبر دس مرتبہ پڑھا کرو اللہ جل شانہٗ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ میرے لیے ہے پھر سبحان اللہ دس مرتبہ کہا کرو اللہ تعالیٰ پھر یہی فرماتے ہیں کہ یہ میرے لیے ہے پھر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ دس مرتبہ پڑھا کرو حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ ہاں میں نے مغفرت کر دی۔ دس مرتبہ تم اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہو (دس مرتبہ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے مغفرت کر دی۔)

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بطرق وقال اسانيده حسنة وفى الترغيب ايضا عن ابى امامة مرفوعًا بنحو حديث الباب مختصرًا وقال رواه الطبرانى ورواته رواة الصحيح خلا سليم بن عثمان الفوزى يكشف حاله فانه لا يحضرنى الأن فيه جرح ولا عدالة وفى الباب عن سلمى ام بنى ابى رافع قالت يارسول الله اخبرنى بكلمات ولا تكثر على الحديث مختصرًا وفيه التكبير والتسبيح عشرًا عشرًا واللهم اغفرلى عشرًا قال المنذرى رواه الطبرانى ورواته محتج بهم فى الصحيح اه قلت وبمعناه عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ مَرْفُوْعًا بِلَفظ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ الحديث وجعل فيه التحميد كمن حمل على مائة فرس والتهليل كمن اعتق مائة رقبة من ولد اسمعيل ذكره فى المشكوة برواية الترمذى وقال حسن غريب

(ف) ضعفا اور بوڑھوں کے لیے بالخصوص عورتوں کے لیے کس قدر سہل اور مختصر چیز حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمادی ہے دیکھیے ایسی مختصر چیزوں پر جن میں نہ زیادہ مشقت ہے نہ زیادہ چلنا پھرنا ہے کتنے بڑے بڑے ثوابوں کا وعدہ ہے کتنی کم نصیبی ہوگی اگر ان کو وصول نہ کیا جائے حضرت اُمِّ سلیم رضؓ کہتی ہیں میں نے حضورؐ سے عرض کیا کوئی چیز مجھے تعلیم فرمادیجیے جس کے ذریعہ سے نمازمیں دعا کیا کروں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سُبحان اللّٰہ الحمدللّٰہ اللّٰہ اکبر ۱۰۔۱۰ مرتبہ پڑھ لیا کرو اور جو چاہے اس کے بعد دعا کیا کرو۔ دوسری حدیث میں اس کے بعد یہ ارشاد ہے کہ جو چاہے دعا کیا کرو۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس دُعا پر فرماتے ہیں ہاں ہاں (میں نے قبول کی) کتنے سہل اور معمولی الفاظ ہیں جن کو نہ یاد کرنا پڑتا ہے۔ نہ ان میں کوئی محنت اٹھانی پڑتی ہے دن بھر ہم لوگ یکو اس میں گذار دیتے ہیں تجارت کی ساتھ دکان پر بیٹھے بیٹھے یا کھیتی کی ساتھ زمین کے انتظامات میں مشغول رہتے ہوئے اگر زبان سے ان تسبیحوں کو پڑھتے رہیں تو دنیا کی کمائی کے ساتھ ہی آخرت کی کتنی بڑی دولت ہاتھ آجائے۔

(۱۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِى الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ فَيَحُفُّوْنَهَا بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ

(۱۴) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے اور جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے ملتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو بلا کر سب جمع ہو جاتے ہیں اور

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فَإِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا إِلَى السَّمَاءِ
فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ يَعْلَمُ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ
فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ يُسَبِّحُوْنَكَ
وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِيْ
فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِيْ فَيَقُوْلُوْنَ
لَوْ رَأَوْكَ كَانُوْا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّأَشَدَّ
لَكَ تَمْجِيْدًا وَّأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا فَيَقُوْلُ
فَمَا يَسْأَلُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ
فَيَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقُوْلُ
فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا
كَانُوْا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا
وَّأَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ
فَيَقُوْلُوْنَ يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيَقُوْلُ وَهَلْ
رَأَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا
فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا
فِرَارًا وَّأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً فَيَقُوْلُ أُشْهِدُكُمْ
أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَيَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ
الْمَلٰئِكَةِ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ
لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ
رواه البخاری ومسلم والبیہقی فی الاسماء
والصفات کذا فی الدر والمشکوٰة۔

ذکر کرنے والوں کے گرد آسمان تک جمع ہوتے رہتے ہیں
جب وہ مجلس ختم ہو جاتی ہے تو وہ آسمان پر جاتے
ہیں اللہ جل جلالہ باوجودیکہ ہر چیز کو جانتے ہیں
پھر بھی دریافت فرماتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو
وہ عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کی فلاں جماعت
کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح اور تکبیر اور
تحمید (بڑائی بیان کرنے) اور تعریف کرنے میں
مشغول تھے ارشاد ہوتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے
دیکھا ہے، عرض کرتے ہیں یا اللہ دیکھا تو نہیں
ارشاد ہوتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال
ہوتا۔ عرض کرتے ہیں کہ اور بھی زیادہ عبادت میں
مشغول ہوتے اور اس سے بھی زیادہ تیری تعریف
اور تسبیح میں منہمک ہوتے ارشاد ہوتا ہے کہ وہ
کیا چاہتے ہیں عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت
چاہتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کیا انہوں نے جنت کو
دیکھا ہے عرض کرتے ہیں دیکھا تو نہیں ارشاد ہوتا
ہے اگر دیکھ لیتے تو کیا ہوتا عرض کرتے ہیں کہ
اس سے بھی زیادہ شوق اور تمنا اور اس کی طلب
میں لگ جاتے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کس چیز سے
پناہ مانگ رہے تھے عرض کرتے ہیں کہ جہنم سے
پناہ مانگ رہے تھے ارشاد ہوتا ہے کیا انہوں نے
جہنم کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو ہے نہیں ارشاد ہوتا ہے اگر دیکھتے تو کیا ہوتا عرض کرتے ہیں
اور بھی زیادہ اس سے بھاگتے اور بچنے کی کوشش کرتے۔ ارشاد ہوتا ہے اچھا تم گواہ رہو کہ میں نے
اس مجلس والوں کو سب کو بخش دیا ایک فرشتہ عرض کرتا ہے یا اللہ فلاں شخص اس مجلس میں
اتفاقاً اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا وہ اس مجلس کا شریک نہیں تھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جماعت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ایسی مبارک ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا (لہٰذا اس کو بھی بخش دیا)

(ف) اس قسم کا مضمون متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ذکر کی مجالس اور ذکر کرنے والی جماعتوں اور افراد کی تلاش میں رہتی ہے اور جہاں مل جاتی ہے انکے پاس یہ جماعت بیٹھتی ہے اُن کا ذکر سنتی ہے۔ چنانچہ پہلے باب کی حدیث ۵ میں یہ مضمون گذر چکا ہے اور اس میں یہ گذر چکا ہے کہ فرشتوں سے تفاخر کے طور پر اللہ جل جلالہ اس کا ذکر کیوں فرماتے ہیں۔ فرشتہ کا یہ عرض کرنا کہ ایک شخص مجلس میں ایسا بھی تھا کہ جو اپنی ضرورت سے آیا تھا واقعہ کا اظہار ہے کہ اس وقت یہ حضرات بمنزلہ گواہوں کے ہیں اور ان لوگوں کی عبادت اور ذکر اللہ میں مشغولی کی گواہی دے رہے ہیں اسی وجہ سے اس کے اظہار کی ضرورت پیش آئی کہ مبادا اعتراض ہو جائے لیکن یہ اللہ کا لطف ہے کہ ذاکرین کی برکت سے ان کے پاس اپنی ضرورت سے بیٹھنے والے کو بھی محروم نہ فرمایا۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (سورہ توبہ ع ۱۵) (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو) صوفیہ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کے ساتھ رہو اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر ان لوگوں کے ساتھ رہو جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنے کا مطلب یہ ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ارشاد ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قرب میں ترقی کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنے اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے دیکھے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے پکڑے اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلے، جو وہ مجھ سے مانگتا ہے میں اُس کو دیتا ہوں۔ ہاتھ پاؤں بن جانے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کا ہر کام اللہ کی رضا اور محبت کے ذیل میں ہوتا ہے اس کا کوئی عمل بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہیں ہوتا صوفیہ کے احوال اور ان کے واقعات جو کثرت سے تواریخ میں موجود ہیں وہ شاہد عدل ہیں اور وہ اتنی کثرت سے ہیں کہ اُن کے انکار کی بھی گنجائش نہیں ایک رسالہ اس باب میں نزہۃ البساتین کے نام سے مشہور ہے جس سے اس قسم کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔

شیخ ابوبکر کتانی رحؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں چند صوفیہ کا اجتماع تھا۔ جن میں سب سے کم عمر حضرت جنید بغدادیؒ تھے اُس مجمع میں محبت الٰہی پر بحث شروع ہوئی کہ محب کون ہے مختلف حضرات مختلف ارشادات فرماتے رہے حضرت جنیدؒ چپ رہے ان حضرات نے ان سے فرمایا کہ تم بھی کچھ کہو اس پر انھوں نے سر جھکا کر روتے ہوئے فرمایا کہ عاشق وہ ہے جو اپنی خودی سے جاتا رہے خدا کے ذکر کے ساتھ وابستہ ہو گیا ہو اور اس کا حق ادا کرتا ہو دل سے اللہ کی طرف دیکھتا ہو اُس کے دل کو

Visit : www.Momeen.blogspot.com

انوارِ ہیبت نے جلا دیا ہو اُس کے لیے خدا کا ذکر شراب کا پیالہ ہو اگر کلام کرتا ہو تو اللہ ہی کا کلام ہو گویا حق تعالیٰ شانہٗ ہی اُس کی زبان سے کلام فرماتا ہے اگر حرکت کرتا ہو تو اللہ ہی کے حکم سے اگر تسکین پاتا ہو تو اللہ ہی کے ساتھ اور جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو پھر کھانا پینا سونا جاگنا سب کاروبار اللہ ہی کی رضا کے واسطے ہو جاتے ہیں نہ دنیا کا رسم و رواج قابلِ التفات رہتا ہے نہ لوگوں کی طعن و تشنیع قابلِ وقعت۔ حضرت سعیدؒ بن المسیبؒ مشہور تابعی ہیں بڑے محدثین میں شمار ہیں ان کی خدمت میں ایک شخص عبداللہ بن ابی وَدَاعہؒ کثرت سے حاضر ہوا کرتے تھے ایک مرتبہ چند روز حاضر نہ ہو سکے کئی روز کے بعد جب حاضر ہوئے تو حضرت سعیدؒ نے دریافت فرمایا کہاں تھے عرض کیا کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا ہے اُس کی وجہ سے مشاغل میں پھنسا رہا فرمایا ہم کو خبر نہ کی ہم بھی جنازہ میں شریک ہوتے تھوڑی دیر کے بعد میں اٹھ کر آنے لگا فرمایا دوسرا نکاح کر لیا میں نے عرض کیا۔ حضرت مجھ سے کون نکاح کرے گا دو تین آنے کی میری حیثیت ہے آپ نے فرمایا ہم کر دیں گے اور یہ کہہ کر خطبہ پڑھا اور اپنی بیٹی کا نکاح نہایت معمولی مہر آٹھ دس آنہ پر مجھ سے کر دیا (اتنی مقدار مہر کی ان کے نزدیک جائز ہو گی جیسا کہ بعض اماموں کا مذہب ہے حنفیہ کے نزدیک ڈھائی روپے سے کم جائز نہیں) نکاح کے بعد میں اٹھا اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ مجھے کس قدر مسرت تھی خوشی میں سوچ رہا تھا کہ رخصتی کے انتظام کے لیے کس سے قرض مانگوں، کیا کروں۔ اسی فکر میں شام ہو گئی میرا روزہ تھا مغرب کے وقت روزہ افطار کیا نماز کے بعد گھر آیا چراغ جلایا روٹی اور زیتون کا تیل موجود تھا اس کو کھانے لگا کہ کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟ کہا سعید ہے میں سوچنے لگا کہ کون سعید ہے حضرت کی طرف میرا خیال بھی نہ گیا کہ چالیس۴۰ برس سے اپنے گھر یا مسجد کے سوا کہیں آنا جانا تھا ہی نہیں باہر آ کر دیکھا کہ سعید بن المسیبؒ ہیں میں نے عرض کیا آپ نے مجھے نہ بُلا لیا فرمایا میرا آنا ہی مناسب تھا میں نے عرض کیا کیا ارشاد ہے فرمایا مجھے یہ خیال آیا کہ اب تمہارا نکاح ہو چکا ہے تنہا رات کو سونا مناسب نہیں اس لیے تمہاری بیوی کو لایا ہوں یہ فرما کر اپنی لڑکی کو دروازہ کے اندر کر دیا اور دروازہ بند کر کے چلے گئے وہ لڑکی شرم کی وجہ سے گر گئی میں نے اندر سے کواڑ بند کیے اور وہ روٹی اور تیل جو چراغ کے سامنے رکھا تھا وہاں سے ہٹا دیا کہ اس کی نظر نہ پڑے اور مکان کی چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں کو آواز دی لوگ جمع ہو گئے تو میں نے کہا کہ حضرت سعیدؒ نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا ہے اور اس وقت وہ اس کو خود ہی پہنچا گئے ہیں سب کو بڑا تعجب ہوا کہنے لگے واقعی وہ تمہارے گھر میں ہے؟ میں نے کہا ہاں! اس کا چرچا ہوا میری والدہ کو خبر ہوئی وہ بھی

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اسی وقت آگئیں اور کہنے لگیں کہ اگر تین دن تک تو نے اس کو چھیڑا تو تیرا منہ نہ دیکھوں گی۔ ہم تین دن میں اس کی تیاری کرلیں تین دن کے بعد جب میں اس لڑکی سے ملا تو دیکھا نہایت خوبصورت قرآن شریف کی بھی حافظ اور سنتِ رسول سے بھی بہت زیادہ واقف۔ شوہر کے حقوق سے بھی بہت زیادہ باخبر ایک مہینہ تک نہ تو حضرت سعیدؒ میرے پاس آئے نہ میں اُن کی خدمت میں گیا۔ ایک ماہ کے بعد میں حاضر ہوا تو وہاں مجمع تھا میں سلام کرکے بیٹھ گیا جب سب چلے گئے تو فرمایا اس آدمی کو کیسا پایا میں نے عرض کیا نہایت بہتر ہے کہ دوست دیکھ کر خوش ہوں دشمن جلیں فرمایا اگر کوئی بات ناگوار ہو تو لکڑی سے خبر لینا میں واپس آگیا تو ایک آدمی کو بھیجا چوبیس ہزار درہم (تقریبًا پانچ ہزار روپیہ) مجھے دے گیا۔ اس لڑکی کو عبدالملک بن مروان بادشاہ نے اپنے بیٹے ولید کے لیے جو ولی عہد بھی تھا مانگا تھا مگر حضرت سعیدؒ نے عذر کردیا تھا جس کی وجہ سے عبدالملک ناراض بھی ہوا اور ایک حیلہ سے حضرت سعیدؒ کے سَو کوڑے سخت سردی میں لگوائے اور پانی کا گھڑا اُن پر گرادیا۔

(۱۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کُتِبَتْ لَہٗ بِکُلِّ حَرْفٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمَنْ اَعَانَ عَلٰی خُصُوْمَۃٍ بَاطِلٍ لَمْ یَزَلْ فِیْ سَخَطِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْزِعَ وَمَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُہٗ دُوْنَ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ فَقَدْ ضَادَّ اللّٰہَ فِیْ اَمْرِہٖ وَمَنْ بَھَتَ مُؤْمِنًا اَوْ مُؤْمِنَۃً حَبَسَہُ اللّٰہُ فِیْ رَدْغَۃِ الْخَبَالِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ وَلَیْسَ بِخَارِجٍ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالھما رجال الصحیح کذا فی مجمع الزوائد قلت اخرجہ ابوداؤد بدون ذکر التسبیح فیہ۔

(۱۵) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص سبحان اللّٰہ الحمدللّٰہ لاالٰہ الا اللّٰہ اللّٰہ اکبر پڑھے ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملیں گی اور جو شخص کسی جھگڑے میں ناحق کی حمایت کرتا ہے وہ اللّٰہ کے غصہ میں رہتا ہے جب تک کہ اس سے توبہ نہ کرے اور جو اللّٰہ کی کسی سزا میں سفارش کرے (اور شرعی سزا کے ملنے میں حارج ہو) وہ اللّٰہ کا مقابلہ کرتا ہے اور جو شخص کسی مؤمن مرد یا عورت پر بہتان باندھے وہ قیامت کے دن ردغۃ الخبال میں قید کیا جائے گا یہاں تک کہ اُس بہتان سے نکلے اور کس طرح اُس سے نکل سکتا ہے۔

(ف) ناحق کی حمایت آج کل ہماری طبیعت بن گئی ہے ایک چیز کو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم غلطی پر ہیں مگر رشتہ داروں کی طرفداری ہے پارٹی کا سوال ہے لاکھوں اللّٰہ کے غصہ میں داخل ہوں اللّٰہ کی ناراضگی

۱۷۴

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہو اُس کا عتاب ہو مگر کنبہ برادری کی بات کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہم اُس ناحق کرنے والے کو ٹوک نہ سکیں اور سکوت کریں یہ بھی نہیں بلکہ ہر طرح سے اُس کی حمایت کریں گے اگر اُس پر کوئی دوسرا مطالبہ کرنے والا کھڑا ہو تو اُس کا مقابلہ کریں گے کسی دوست نے چوری کی ظلم کیا عیاشی کی اُس کے حوصلے بلند کریں گے اس کی ہر طرح مدد کریں گے۔ کیا یہی ہے ہمارے ایمان کا مقتضیٰ یہی ہے دینداری اسی پر اسلام کے ساتھ ہم فخر کرتے ہیں۔ یا اپنے اسلام کو دوسروں کی نگاہ میں بھی بدنام کرتے ہیں اور اللہ کے یہاں خود بھی ذلیل ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص عصبیت پر کسی کو بلائے یا عصبیت پر لڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے دوسری حدیث میں ہے کہ عصبیت سے یہ مراد ہے کہ ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے۔ ردغۃ الخبال وہ کیچڑ ہے جو جہنمی لوگوں کے لہو پیپ وغیرہ سے جمع ہو جائے کس قدر گندی اور اذیت دینے والی جگہ ہے جس میں ایسے لوگوں کو قید کر دیا جائے گا جو مسلمانوں پر بہتان باندھتے ہوں آج دنیا میں بہت سرسری معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے متعلق جو چاہا منہ بھر کر کہہ دیا کل جب زبان سے کہی ہوئی ہر بات کو ثابت کرنا پڑے گا اور ثبوت بھی وہی جو شرعاً معتبر ہو دُنیا کی طرح نہیں کہ چرب لسانی اور جھوٹی باتیں ملاکر دوسرے کو چپ کر دیا جائے اس وقت آنکھیں کھلیں گی کہ ہم نے کیا کہا تھا اور کیا نکلا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی بعض کلام زبان سے ایسا نکالتا ہے جس کی پروا بھی نہیں کرتا لیکن اس کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ آدمی بعضی بات صرف اس وجہ سے کہتا ہے کہ لوگ ذرا ہنس پڑیں گے لیکن اُس کی وجہ سے اتنی دُور (جہنم میں) پھینک دیا جاتا ہے جتنی دو آسمان سے زمین ہے پھر ارشاد فرمایا کہ زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ سخت ہے۔ ایک حدیث میں ہے جو شخص کسی کو کسی گناہ سے عار دلادے وہ خود مرنے سے پہلے اُس گناہ میں مبتلا ہوتا ہے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ گناہ مراد ہے جس سے گناہگار توبہ کر چکا ہو حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر کھینچتے تھے کہ تیری بدولت ہم ہلاکتوں میں پڑتے ہیں ابن المنکدرؒ مشہور محدثین میں ہیں اور تابعی ہیں انتقال کے وقت رونے لگے کسی نے پوچھا کیا بات ہے فرمانے لگے مجھے کوئی گناہ تو ایسا معلوم نہیں جو میں نے کیا ہو اس پر روتا ہوں کوئی بات ایسی ہو گئی ہو جس کو میں نے سرسری سمجھا ہو اور وہ اللہ کے نزدیک سخت ہو۔

(۱۶) عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ

(۱۶) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اخیر زمانۂ عمر شریف میں یہ تھا کہ جب مجلس سے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِاٰخِرِہٖ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ مِنَ الْمَجْلِسِ سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّكَ لَتَقُوْلُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُوْلُہٗ فِیْمَا مَضٰی قَالَ كَفَّارَۃٌ لِّمَا یَكُوْنُ فِی الْمَجْلِسِ رواہ ابن ابی شیبۃ وابوداؤد والنسائی والحاکم وابن مردویہ کذا فی الدر وفیہ ایضا بروایۃ ابن ابی شیبۃ عن ابی العالیۃ بزیادۃ علمنیھن جبرئیل ع

اٹھتے تو سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ پڑھا کرتے کسی نے عرض کیا کہ آج کل ایک دعا کا معمول حضور ؐ کا ہے پہلے تو یہ معمول نہیں تھا حضور ؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مجلس کا کفارہ ہے دوسری روایت میں بھی یہ قصہ مذکور ہے اُس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ یہ کلمات مجلس کا کفارہ ہیں حضرت جبرئیل ؑ نے مجھے بتائے ہیں۔

(ف) حضرت عائشہؓ سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مجلس سے اُٹھتے تو سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ رَبِّیْ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ پڑھتے، میں نے عرض کیا کہ آپ اس دعا کو بڑی کثرت سے پڑھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجلس کے ختم پر اس کو پڑھ لیا کرے تو اُس مجلس میں جو لغزشیں اُس سے ہوئی ہوں وہ سب معاف ہو جائیں گی مجالس میں عموماً فضول باتیں بیکار تذکرے ہو ہی جاتے ہیں کتنی مختصر دعا ہے اگر کوئی شخص ان دعاؤں میں سے کوئی سی ایک دُعا پڑھ لے تو مجلس کے وبال سے خلاصی پا سکتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے کیسی کیسی سہولتیں مرحمت فرمائی ہیں۔

(۱۷) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ مِنْ جَلَالِ اللّٰہِ مِنْ تَسْبِیْحِہٖ وَتَحْمِیْدِہٖ وَتَھْلِیْلِہٖ یَتَعَاطَفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ لَھُنَّ دَوِیٌّ كَدَوِیِّ النَّحْلِ یَذْكُرْنَ بِصَاحِبِھِنَّ اَلَا یُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ لَّا یَزَالَ لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ شَیْءٌ یُّذَكِّرُ بِہٖ رواہ احمد والحاکم وقال صحیح الاسناد وقال الذھبی موسی بن سالم قال ابو حاتم منکر الحدیث ولفظ الحاکم

(۱۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں یعنی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں تو کلمات عرش کے چاروں طرف گشت لگاتے ہیں کہ ان کے لیے ہلکی سی آواز (بھنبھناہٹ) ہوتی ہے اور اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارا تذکرہ کرنے والا اللہ کے پاس موجود ہو جو تمہارا ذکر خیر کرتا رہے۔

E+h

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کدوی النحل یقلن بصاحبھن واخرجہ بسند آخر وصححہ علی شرط مسلم واقرہ علیہ الذھبی وفیہ کدوی النحل یذکرون بصاحبھن۔

(ف) جو لوگ حکام رس ہیں کرسی نشین کہلاتے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ بادشاہ نہیں وزیر نہیں والسرائے کو بھی چھوڑ دیجیے کسی گورنر کے یہاں ان کی تعریف کی جائے ان کا ذکر خیر آجائے پھولے نہیں سماتے دماغ آسمان پر پہنچ جاتا ہے حالانکہ تذکرہ سے نہ تو دین کا نفع نہ دنیا کا دین کا نفع نہ ہونا تو ظاہر اور کھلا ہوا ہے اور دنیا کا نفع نہ ہونا اس وجہ سے کہ شاید جتنا نفع اس قسم کے تذکروں سے ہوتا ہو اس سے زیادہ نقصان اس نوع کے مرتبے اور تذکرے حاصل کرنے میں پہنچ جاتا ہے، جائداد یں فروخت کرکے سودی قرض لے کر ایسے مرتبے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے مفت کی عداوتیں مول لی جاتی ہیں اور ہر قسم کی ذلتیں برداشت کی جاتی ہیں الکشنوں کے منظر سب کے سامنے ہیں کہ کیا کیا کرنا پڑتا ہے اس کے بالمقابل اللہ جل جلالہ کے عرش پر تذکرہ مالک الملک کے حضور میں تذکرہ اُس پاک ذات کے یہاں تذکرہ جس کے قبضہ میں دین و دنیا اور سارے جہانوں کی ہر چیز ہے اُس قدرت والے کے یہاں تذکرہ جس کے قبضہ میں بادشاہوں کے دل ہیں حاکموں کے اختیارات اس کے اختیار میں ہیں نفع اور نقصان کا واحد مالک وہی ہے سالے جہان کے تمام آدمی حاکم و محکوم بادشاہ و رعایا کسی کو نقصان پہنچانا چاہیں اور مالک الملک نہ چاہے تو کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا ساری مخلوق کسی کو نفع پہنچانا چاہے اور اس کی رضا نہ ہو تو ایک قطرہ پانی کا نہیں پلا سکتی۔ ایسی پاک ذات کے یہاں اپنا ذکر خیر ہو کوئی دولت دنیا کی اس کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ کوئی عزت دنیا کی خواہ کتنی ہی بڑی ہو جائے اس کی برابری کر سکتی ہے نہیں ہرگز نہیں اور اس کے مقابلہ میں دنیا کی کسی عزت کو اگر وقیع سمجھا جائے تو کیا اپنے اوپر ظلم نہیں۔

(۱۸) عَنْ یُسَیْرَۃَ وَکَانَتْ مِنَ الْمُھَاجِرَاتِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُنَّ بِالتَّسْبِیْحِ وَالتَّھْلِیْلِ وَالتَّقْدِیْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّھُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُّسْتَنْطِقَاتٌ وَّلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَیْنَ الرَّحْمَۃَ رواہ الترمذی وابوداؤد کذا فی المشکوٰۃ وفی المنھل اخرجہ ایضًا احمد والحاکم اھ وقال الذھبی فی تلخیصہ صحیح وکذا رقم

(۱۸) حضرت یسیرۃؓ جو ہجرت کرنے والی صحابیات میں سے ہیں فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے اوپر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) اور تہلیل (لا الٰہ الا اللہ پڑھنا) اور تقدیس (اللہ کی پاکی بیان کرنا مثلاً سُبحان الْمَلِکِ الْقُدُّوْس پڑھنا یا سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْح کہنا) لازم کرلو اور انگلیوں پر گنا کرو اس لیے کہ انگلیوں سے قیامت میں سوال کیا جاوے گا اور اُن سے جواب

Visit : www.Momeen.blogspot.com

له بالصحة فی الجامع الصغیر ولبسط صاحب الاتحاف فی تخریجه وقال عبد الله بن عمرؓ رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یعقد التسبیح رواہ ابو داود والنسائی والترمذی وحسنه والحاکم کذا فی الاتحاف و بسط فی تخریجه ثم قال قال الحافظ معنی العقد المذکور فی الحدیث احصاء العدد وھو اصطلاح العرب بوضع بعض الانامل علی بعض عقد انملة اخری فالاحاد والعشرات بالیمین والمئون والالاف بالیسار اھ۔

طلب کیا جائے گا کہ کیا عمل کیے اور جواب میں گویائی دی جائیں گی اور اللہ کے ذکر سے غفلت نہ کرنا اگر ایسا کروگی تو اللہ کی رحمت سے محروم کردی جاؤ گی

(ف) قیامت میں آدمی کے بدن سے اس کے ہاتھ پاؤں سے بھی سوال ہو گا کہ ہر ہر حصۂ بدن نے کیا کیا نیک کام کیے اور کیا کیا ناجائز اور بُرے کام کیے۔ قرآن پاک میں متعدد جگہ اس کا ذکر ہے ایک جگہ ارشاد ہے۔ یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ الآیة (س نور ع ۳) (جس روز ان کے خلاف گواہی دیں گی اُن کی زبانیں اور اُن کے ہاتھ اور پاؤں اُن کاموں کی (یعنی گناہوں کی) جن کو یہ کرتے تھے) دوسری جگہ ارشاد ہے وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَاءُ اللهِ اِلَی النَّارِ الآیات (س حٰم سجدہ ۳) اس جگہ کئی آیتوں میں اس کا ذکر ہے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جس دن (حشر میں) اللہ کے دشمن جہنم کی طرف جمع کیے جائیں گے پھر اُن کو ایک جگہ روک دیا جاوے گا پھر سب کے سب اُس جہنم کے قریب آجائیں گے تو ان کے کان ان کی آنکھیں ان کی کھالیں ان پر گواہیاں دیں گے (اور بتائیں گے کہ ہمارے ذریعے اس شخص نے کیا کیا گناہ کیے اُس وقت وہ لوگ (تعجب سے) ان سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی (ہم تو دنیا میں تمہاری ہی لذت اور راحت کے واسطے گناہ کرتے تھے) وہ جواب دیں گے کہ ہم کو اس پاک اللہ نے گویائی عطا کی جس نے سب چیزوں کو گویائی عطا فرمائی اسی نے تم کو بھی اول پیدا کیا تھا اور اسی کے پاس اب تم لوٹائے گئے ہو۔ احادیث میں اس گواہی کے متعدد واقعات ذکر کیے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن کا فر باوجود دیکھ اپنی بداعمالیوں کو جانتا ہوگا پھر بھی انکار کرے گا کہ میں نے گناہ نہیں کیے اس سے کہا جائے گا کہ یہ تیرے پڑوسی تجھ پر گواہی دیتے ہیں وہ کہے گا کہ یہ لوگ دشمنی سے جھوٹ بولتے ہیں پھر کہا جائے گا کہ تیرے عزیز واقارب گواہی دیتے ہیں وہ ان کو بھی جھٹلائے گا تو اس کے اعضاء کو گواہ بنایا جائے گا ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے ران گواہی دے گی کہ کیا کیا بداعمالیاں اس سے کرائی گئی تھیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے پُل صراط سے آخری گذرنے والا اس طرح گرتا پڑتا گذرے گا جیسے کہ بچہ جب اُس کو باپ مار رہا ہو کہ وہ کبھی اِدھر گرتا ہے کبھی اُدھر فرشتے اُس سے کہیں گے کہ اچھا اگر تو سیدھا چل کر پل صراط سے گزر جائے تو

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اپنے سب اعمال بتا دے گا وہ اس کا وعدہ کرے گا۔ کہیں سچ سچ سب بتا دوں گا اور اللہ کی عزت کی قسم کھا کر کہے گا کہ کچھ نہیں چھپاؤں گا وہ کہیں گے کہ اچھا سیدھا کھڑا ہو جا اور چل وہ سہولت سے پل صراط پر گزر جائے گا اور پار ہو جانے کے بعد اُس سے پوچھا جائے گا کہ اچھا اب بتا وہ سوچے گا کہ اگر میں نے اقرار کر لیا تو ایسا نہ ہو کہ مجھ کو واپس کر دیا جائے اس لیے صاف انکار کر دے گا کہ میں نے کوئی بُرا عمل نہیں کیا فرشتے کہیں گے کہ اچھا اگر ہم نے گواہ پیش کر دیئے تو وہ اِدھر اُدھر دیکھے گا کہ کوئی آدمی آس پاس نہیں اُس کو خیال ہو گا کہ اب گواہ کہاں سے آئیں گے سب اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئے ہیں اسلیے کہے گا کہ اچھالاؤ گواہ تو اس کے اعضاء کو حکم کیا جائے گا اور وہ کہنا شروع کریں گے تو مجبوراً اس کو اقرار کرنا پڑے گا اور کہے گا کہ بے شک ابھی اور بھی بہت سے مہلک گناہ بیان کرنا باقی ہیں تو ارشاد ہو گا کہ اچھا ہم نے مغفرت کر دی غرض ان وجوہ سے ضرورت ہے کہ آدمی کے اعضاء سے نیک کام بھی بکثرت ہوں تاکہ گواہ دونوں قسم کے مل سکیں۔ اسی لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث بالا میں انگلیوں پر شمار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے دوسری احادیث میں مسجد میں کثرت سے آنے جانے کا حکم ہے کہ نشاناتِ قدم بھی گواہی دیں گے اور ان کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے لیے برائی کا گواہ کوئی بھی نہ ہو کہ گناہ کیے ہی نہیں یا توبہ وغیرہ سے معاف ہو گئے اور بھلائی اور نیکی کے گواہ سینکڑوں ہزاروں ہوں جس کی سہل ترین صورت یہ ہے کہ جب کوئی گناہ صادر ہو جائے فوراً توبہ سے اس کو محو کر ڈالیں کہ پھر وہ کالعدم ہو جاتے ہیں (جیسا کہ باب دوم فصل سوم حدیث ۳۳ کے تحت میں گذر چکا ہے اور نیکیاں اعمالناموں میں باقی رہیں جس کے گواہ بھی موجود ہوں اور جن جن اعضاء سے یہ نیک اعمال کیے ہیں وہ سب گواہی دیں۔ متعدد احادیث احادیث میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انگلیوں پر گننا مختلف الفاظ سے نقل کیا گیا ہے حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (انگلیوں پر) تسبیح گنتے تھے۔ اس کے بعد حدیث بالا میں اللہ کے ذکر سے غفلت پر رحمت الٰہیہ سے محروم کیے جانے کی وعید ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم رہتے ہیں وہ اللہ کی رحمت سے بھی محروم رہتے ہیں قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں (رحمت کی ساتھ) تمہارا ذکر کروں گا۔ حق تعالیٰ شانہ نے اپنی یاد کو بندہ کی یاد پر مرتب فرمایا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (س زخرف ع ۴) اور جو شخص اللہ کے ذکر سے (خواہ کسی قسم کا ہو قرآن پاک ہو یا کسی اور قسم کا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جان بوجھ کر) اندھا بن جائے ہم اُس پر ایک شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں پس وہ شیطان ہر وقت اُس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ (شیطان اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر) سب کے سب اُن لوگوں کو (جو اللہ کے ذکر سے اندھے بن گئے ہیں سیدھے) راستہ سے ہٹاتے رہتے ہیں اور یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں۔

حدیث میں ہے کہ ہر شخص کی ساتھ ایک شیطان مقرر ہے کافر کی ساتھ تو وہ ہر وقت شریک حال رہتا ہے کھانے میں بھی پینے میں بھی سونے میں بھی لیکن مومن سے ذرا دور رہتا ہے اور ہر وقت منتظر رہتا ہے جب اس کو ذرا غافل پاتا ہے فوراً اس پر حملہ کرتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الاٰ آخر السورۃ۔ (س منافقون ۲۴) اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد (اور اسی طرح دوسری چیزیں) اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے والے ہیں اور ہم نے جو کچھ (مال دولت) عطا کر رکھا ہے اُس میں سے (اللہ کے راستہ میں) اس سے پہلے پہلے خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے اور پھر (حسرت و افسوس سے) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھے کچھ دنوں اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک بندوں میں شامل ہو جاتا اور اللہ جل جلالہٗ کسی شخص کو بھی موت کا وقت آ جانے کے بعد مہلت نہیں دیتے اور اللہ کو تمہارے سارے اعمال کی پوری پوری خبر ہے (جیسا کرو گے بھلا یا برا ویسا ہی پاؤ گے) اللہ جل شانہٗ کے ایسے بھی بندے ہیں جن کو کسی وقت بھی غفلت نہیں ہوتی حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جگہ دیکھا کہ ایک مجنون شخص ہے لڑکے اس کے ڈھیلے مار رہے ہیں میں نے ان کو دھمکایا وہ لڑکے کہنے لگے کہ یہ شخص یوں کہتا ہے کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں میں اس کے قریب گیا تو وہ کچھ کہہ رہا تھا میں نے غور سے سنا تو وہ کہہ رہا تھا کہ تو نے بہت ہی اچھا کیا کہ ان لڑکوں کو مجھ پر مسلط کر دیا میں نے کہا کہ یہ لڑکے تجھ پر ایک تہمت لگاتے ہیں کہنے لگا کیا کہتے ہیں میں نے کہا یہ کہتے ہیں کہ تم خدا کو دیکھنے کے مدعی ہو یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور یہ کہا شبلی اس ذات کی قسم جس نے اپنی محبت میں مجھ کو شکستہ حال بنا رکھا ہے اور اپنے قرب و بعد میں مجھ کو بھٹکا رکھا ہے اگر تھوڑی دیر بھی وہ مجھ سے غائب ہو جائے (یعنی حضوری حاصل نہ ہو) تو میں دردِ فراق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں یہ کہہ کر وہ مجھ سے منہ موڑ کر یہ شعر پڑھتا ہوا بھاگ گیا

خَیَالُكَ فِیْ عَیْنِیْ وَذِكْرُكَ فِیْ فَمِیْ ✧ وَمَثْوَاكَ فِیْ قَلْبِیْ فَاَیْنَ تَغِیْبُ

تیری صورت میری نگاہ میں جمی رہتی ہے اور تیرا ذکر میری زبان پر ہر وقت رہتا ہے۔ تیرا ٹھکانا میرا دل ہے

یس تو کہاں غائب ہو سکتا ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو کسی نے کلمۂ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تلقین کیا فرمانے لگے ہیں کسی وقت بھی اس کو نہیں بھولا (یعنی یاد تو اس کو دلاؤ
جس کو کسی وقت بھی غفلت ہوئی ہو) حضرت ممشاد دینوریؒ مشہور بزرگ ہیں جس وقت
ان کا انتقال ہونے لگا تو کسی پاس بیٹھنے والے نے دعا کی حق تعالیٰ شانہٗ آپ کو (جنّت کی) فلاں فلاں
دولت عطا فرمائیں تو ہنس پڑے فرمانے لگے تیس برس سے جنت اپنے سارے ساز و سامان کے
ساتھ میرے سامنے ظاہر ہوتی رہی ہے ایک دفعہ بھی تو (اللہ جل شانہٗ کی طرف سے توجہ ہٹا کر) ادھر توجہ
نہیں کی۔ حضرت رویمؒ کو انتقال کے وقت کسی نے کلمہ تلقین کیا تو فرمانے لگے میں اس کے غیر کو اچھی
طرح جانتا ہی نہیں۔ احمد بن خضرویہؒ کا انتقال کا وقت تھا کسی شخص نے کوئی بات پوچھی آنکھوں
سے آنسو نکل پڑے کہنے لگے پچانوے ۹۵ برس سے ایک دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں وہ اس وقت کھلنے
والا ہے مجھے معلوم نہیں کہ وہ سعادت کی ساتھ کھلتا ہے یا بدبختی کے ساتھ مجھے اس وقت بات
کی فرصت کہاں۔

(۱۹) عَنْ جُوَیْرِیَۃَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِھَا بُکْرَۃً حِیْنَ صَلَّی الصُّبْحَ وَھِیَ فِیْ مَسْجِدِھَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰی وَھِیَ جَالِسَۃٌ قَالَ مَا زِلْتِ عَلَی الْحَالِ الَّتِیْ فَارَقْتُکِ عَلَیْھَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَکِ اَرْبَعَ کَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْیَوْمِ لَوَزَنَتْھُنَّ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ رواہ مسلم کذا فی الْمِشْکٰوۃ قال القاری وکذا اصحاب السنن الاربعۃ وفی الباب عن صفیۃ قالت دخل علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وسلم وبین یدی اربعۃ الاف نواۃ اسبح بھن الحدیث اخرجہ الحاکم وقال الذھبی صحیح وعن سعد بن

(۱۹) اُمّ المومنین حضرت جُوَیریہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت ان کے پاس سے نماز کے لیے تشریف لے گئے اور یہ اپنے مصلّے پر بیٹھی ہوئی تسبیح میں مشغول تھیں) حضورؐ چاشت کی نماز کے بعد (دوپہر کے قریب) تشریف لائے تو یہ اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھیں حضورؐ نے دریافت فرمایا تم اسی حال پر ہو جس پر میں نے چھوڑا تھا عرض کیا جی ہاں! حضورؐ نے فرمایا میں نے تم سے (جدا ہونے کے) بعد چار کلمے تین مرتبہ پڑھے اگر ان کو اس سب کے مقابلہ میں تولا جائے جو تم نے صبح سے پڑھا ہے تو وہ غالب ہو جائیں۔ وہ کلمے یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ (اللہ کی تسبیح کرتا ہوں اور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى أَوْحَصًى تُسَبِّحُ بِهِ فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا أَوْ أَفْضَلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ رواه ابوداؤد والترمذی وقال الترمذی حدیث غریب کذا فی المشکوۃ قال القاری وفی نسخۃ حسن غریب اھ وفی المنھل اخرجه ایضًا النسائی وابن ماجة وابن حبان والحاکم والترمذی وقال حسن غریب من ھذا الوجه اھ قلت وصححه الذھبی۔

اس کی تعریف کرتا ہوں بقدر اُس کی مخلوقات کے عدد کے اور بقدر اس کی مرضی اور خوشنودی کے اور بقدر وزن اُس کے عرش کے اور اس کے کلمات کی مقدار کے موافق۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت سعدؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک صحابیؓ عورت کے پاس تشریف لے گئے ان کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں حضورؐ نے فرمایا میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جو اس سے سہل ہو (یعنی کنکریوں پر گننے سے سہل ہو) یا (یہ ارشاد فرمایا کہ) اُس سے افضل ہو سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ اخیر تک اللہ کی تعریف کرتی ہوں بقدر اس مخلوق کے جو آسمان میں پیدا کی اور بقدر اُس مخلوق کے جو زمین میں پیدا کی اور بقدر اُس مخلوق کے جو ان دونوں کے درمیان ہے یعنی آسمان زمین کے درمیان ہے اور اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں بقدر اس کے جس کو وہ پیدا کرنے والا ہے اور اُس سب کے برابر اللّٰہ اکبر اور اُس کے برابر ہی الحمد للّٰہ اور اسی کی مانند لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔

(ف) ملّا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ ان کیفیات کی ساتھ تسبیح کے افضل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان الفاظ کے ذکر کرنے سے ان کیفیات اور صفات کی طرف ذہن متوجہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جتنا بھی تدبر اور غور و فکر زیادہ ہوگا اتنا ہی ذکر افضل ہوگا اس لیے قرآن پاک جو تدبر سے پڑھا جائے وہ تھوڑا سا بھی اس تلاوت سے بہت زیادہ افضل ہے جو بلا تدبر کے ہو اور بعض علماء نے کہا ہے کہ افضلیت اس حیثیت سے ہے کہ اس میں اللہ جلّ جلالہ کی حمد و ثنا کے شمار سے عجز کا اظہار ہے جو کمال ہے عبدیت کا اسی وجہ سے بعض صوفیہ سے نقل کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ گناہ تو بلا حساب اور بے شمار کرتے ہو اور اللہ کے پاک نام کو شمار سے اور گن کر کہتے ہو اس کا مطلب یہ نہیں کہ شمار نہ کرنا چاہیے اگر ایسا ہوتا تو پھر احادیث میں کثرت سے خاص خاص اوقات میں

Visit : www.Momeen.blogspot.com

شمار کیوں بتائی جاتی حالانکہ بہت سی احادیث میں خاص خاص مقداروں پر خاص خاص وعدے فرمائے گئے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف شمار پر قناعت نہ کرنا چاہیے بلکہ جو اوراد مخصوص اوراد مخصوص اوقات میں متعین ہیں اُن کو پورا کرنے کے علاوہ خالی اوقات میں بھی جتنا ممکن ہو بے شمار اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا چاہیے کہ یہ ایسی بڑی دولت ہے جو شمار کی پابندیوں اور اس کے حدود سے بالا تر ہے۔ ان احادیث سے تسبیح متعارف یعنی دھاگہ میں پروئے ہوئے دانوں کا جواز ثابت ہوتا ہے بعض لوگوں نے اس کو بدعت کہہ دیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے جب اس کی اصل ثابت ہے حضورؐ نے کنکریوں اور گٹھلیوں پر گننے ہوئے دیکھا اور اس پر انکار نہیں فرمایا تو پھر اصل ثابت ہو گئی دھاگہ میں پروئے میں اور نہ پرونے میں کوئی فرق نہیں، اسی وجہ سے جملہ مشائخ اور فقہاء اس کا استعمال فرماتے رہے ہیں مولانا عبدالحیؒ صاحب نے ایک مستقل رسالہ نزہۃ الفکر اس بارے میں تصنیف فرمایا ہے مُلّا علی قاری کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح دلیل ہے تسبیح متعارف کے جواز کی۔ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گٹھلیوں یا کنکریوں پر گننے ہوئے دیکھا اور اُس پر انکار نہیں فرمایا۔ جو شرعی دلیل ہے اور کھلے ہوئے دانے یا پروئے ہوئے میں کوئی فرق نہیں ہے اس لیے جو لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں ان کا قول قابل اعتماد نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ صوفیہ کی اصطلاح میں اس کو شیطان کا کوڑا کہا جاتا ہے حضرت جنید بغدادیؒ کے ہاتھ میں کسی نے ایسے وقت میں بھی تسبیح دیکھی جب وہ منتہائے کمال پر پہنچ چکے تھے تو ان سے اس بارہ میں سوال کیا فرمایا جس چیز کے ذریعہ سے ہم اللہ تک پہنچے ہیں اس کو کیسے چھوڑ دیں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ ان کے پاس کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں رہتی تھیں اور وہ ان پر گن کر تسبیح پڑھا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابو صفیہؓ صحابی سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ کنکریوں پر گنا کرتے تھے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے گٹھلیاں اور کنکریاں دونوں نقل کی گئی ہیں حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی کنکریوں پر پڑھنا نقل کیا گیا ہے۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس ایک دھاگہ رہتا تھا جس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں ان پر شمار فرمایا کرتے تھے۔ اور ابو داؤد میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں بھری رہتی۔ اُن پر تسبیح پڑھا کرتے اور جب وہ تھیلی خالی ہو جاتی تو ایک باندی تھی جو ان سب کو پھر اُس میں بھر دیتی اور حضرت ابوہریرہؓ کے پاس رکھ دیتی خالی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تھیلی میں سے نکالتے رہتے اور باہر ڈالتے رہتے تھے اور جب وہ خالی ہو جاتی تو سارے دانے سمیٹ کر وہ باندی پھر اُس تھیلی میں بھر دیتی۔ حضرت ابودرداءؓ سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے کہ اُن کے پاس ایک تھیلی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں عجوہ کھجور کی گٹھلیاں جمع رہتیں صبح کی نماز پڑھ کر اُس تھیلی کو لے کر بیٹھتے اور جب تک وہ خالی ہوتی بیٹھے پڑھتے رہتے۔ حضرت ابو صفیہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے ان کے سامنے ایک چمڑہ بچھا رہتا اس پر کنکریاں پڑی رہتیں اور صبح سے زوال کے وقت تک اُن کو پڑھتے رہتے جب زوال کا وقت ہوتا تو وہ چمڑا اٹھا لیا جاتا وہ اپنی ضروریات میں مشغول ہو جاتے ظہر کی نماز کے بعد پھر بچھا دیا جاتا اور شام تک ان کو پڑھتے رہتے حضرت ابو ہریرہ رضؓ کے پوتے نقل کرتے ہیں کہ دادے ابا کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں دو ہزار گرہیں لگی ہوئی تھیں اُس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک ایک مرتبہ ان پر تسبیح نہ پڑھ لیتے حضرت امام حسین رضؓ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضؓ سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے کہ انکے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں ان پر تسبیح پڑھا کرتی تھیں۔ صوفیہ کی اِصطلاح میں تسبیح کا نام مذکرہ (یاد دلانے والی) بھی ہے اس وجہ سے کہ جب یہ ہاتھ میں ہوتی ہے تو خواہ مخواہ پڑھنے کو دل چاہتا ہی ہے اس لیے گویا اللہ کے نام کو یاد دلانے والی ہے اس بارہ میں ایک حدیث بھی نقل کی جاتی ہے جو حضرت علی رضؓ سے نقل کی گئی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تسبیح کیا ہی اچھی مذکرہ (یعنی یاد دلانے والی) چیز ہے۔ اس باب میں ایک مسلسل حدیث مولانا عبد الحی رحؒ صاحب نے نقل فرمائی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مولانا سے لے کر اوپر تک ہر استاد نے اپنے شاگرد کو ایک تسبیح عطا فرمائی اور اس کے پڑھنے کی اجازت بھی دی اخیر میں حضرت جنید بغدادی رحؒ کے شاگرد تک یہ سلسلہ پہنچتا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد حضرت جنید رحؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ اس علو مرتبہ پر بھی تسبیح ہاتھ میں رکھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاد سری سَقطی رحؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو اُن سے یہی سوال کیا تھا جو تم نے کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے بھی اپنے استاد حضرت معروف کرخی رحؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو یہی سوال کیا تھا انہوں نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے استاذ حضرت بشر حافی رحؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو یہی سوال کیا تھا انہوں نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے استاذ حضرت عمر مکی رحؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو یہی سوال کیا تھا انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاذ حضرت حسن بصری رضؓ (جو سارے مشائخ چشتیہ کے سرگروہ ہیں) کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو عرض کیا تھا کہ آپکی اس رفعتِ شان اور علو مرتبہ کے باوجود بھی اب تک تسبیح آپ کے ہاتھ میں ہے تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم نے تصوّف کی ابتدا میں اس سے کام لیا تھا اور اس کے ذریعہ سے ترقی حاصل کی تھی تو گوارا نہیں کہ اب اخیر میں اس کو چھوڑ دیں میں چاہتا ہوں کہ اپنے دل سے زبان سے ہاتھ سے ہر طرح اللہ کا ذکر کروں محدثانہ حیثیت سے ان میں کلام بھی کیا گیا ہے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۲۰) عَنِ ابْنِ اَعْبُدٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّؓ اَلَا اُحَدِّثُکَ عَنِّیْ وَعَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ مِنْ اَحَبِّ اَھْلِہٖ اِلَیْہِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ اِنَّھَا جَرَّتْ بِالرَّحٰی حَتّٰی اَثَّرَتْ بِیَدِھَا وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَۃِ حَتّٰی اَثَّرَتْ فِیْ نَحْرِھَا وَکَنَسَتِ الْبَیْتَ حَتّٰی اغْبَرَّتْ ثِیَابُھَا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَدَمٌ فَقُلْتُ لَوْ اَتَیْتِ اَبَاکِ فَسَاَلْتِہٖ خَادِمًا فَاَتَتْہُ فَوَجَدَتْ عِنْدَہٗ حُدَّاثًا فَرَجَعَتْ فَاَتَاھَا مِنَ الْغَدِ فَقَالَ مَا کَانَ حَاجَتُکِ فَسَکَتَتْ فَقُلْتُ اَنَا اُحَدِّثُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جَرَّتْ بِالرَّحٰی حَتّٰی اَثَّرَتْ فِیْ یَدِھَا وَحَمَلَتْ بِالْقِرْبَۃِ حَتّٰی اَثَّرَتْ فِیْ نَحْرِھَا فَلَمَّا اَنْ جَاءَکَ الْخَدَمُ اَمَرْتُھَا اَنْ تَاْتِیَکَ فَتَسْتَخْدِمَکَ خَادِمًا یَقِیْھَا حَرَّ مَا ھِیَ فِیْہِ قَالَ اتَّقِی اللّٰہَ یَا فَاطِمَۃُ وَاَدِّیْ فَرِیْضَۃَ رَبِّکِ وَاعْمَلِیْ عَمَلَ اَھْلِکِ فَاِذَا اَخَذْتِ مَضْجَعَکِ فَسَبِّحِیْ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَاحْمَدِیْ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَکَبِّرِیْ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ فَتِلْکَ مِائَۃٌ فَھِیَ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ خَادِمٍ قَالَتْ رَضِیْتُ عَنِ اللّٰہِ وَعَنْ رَسُوْلِہٖ اخرجہ ابوداؤد۔ وفی الباب عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْحَسَنِ الضَّمْرِیِّ اَنَّ اُمَّ الْحَکَمِ اَوْ ضُبَاعَۃَ ابْنَتَیِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حَدَّثَتْہُ عَنْ اَحَدِھِمَا اَنَّھَا قَالَتْ اَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْیًا فَذَھَبْتُ اَنَا وَاُخْتِیْ وَفَاطِمَۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَشَکَوْنَا اِلَیْہِ مَا نَحْنُ فِیْہِ وَسَاَلْنَاہُ اَنْ یَّاْمُرَلَنَا

(۲۰) حضرت علی رضی اللہ نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا کہ میں تمہیں اپنا اور اپنی بیوی فاطمہؓ کا جو حضورؐ کی صاحبزادی اور سب گھر والوں میں زیادہ لاڈلی تھیں قصہ نہ سناؤں؟ انہوں نے عرض کیا ضرور سنائیں فرمایا کہ وہ خود چکی پیستی تھیں جس سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے اور خود ہی مشک بھر کر لاتی تھیں جس سے سینہ پر رسی کے نشان پڑ گئے تھے خود ہی جھاڑو دیتی تھیں جس کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے تھے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لونڈی غلام آئے میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ تم اگر اپنے والد صاحبؐ کی خدمت میں جاکر ایک خادم مانگ لاؤ تو اچھا ہے سہولت رہے گی وہ گئیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کا مجمع تھا اس لیے واپس چلی آئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے روز خود ہی مکان پر تشریف لائے اور فرمایا تم کل کس کام کو آئی تھیں وہ چپ ہوگئیں (شرم کی وجہ سے بول نہ سکیں) میں نے عرض کیا حضورؐ چکی سے ہاتھ میں نشان پڑ گئے مشکیزہ بھرنے کی وجہ سے سینہ پر بھی نشان پڑ گیا ہے جھاڑو دینے کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں کل آپ کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے تھے اس لیے میں نے ان سے کہا تھا کہ ایک خادم اگر مانگ لائیں تو ان مشقتوں میں سہولت ہوجائے حضورؐ نے فرمایا فاطمہ اللہ سے ڈرتی رہو اور اس کے فرض ادا کرتی رہو اور گھر کے کاروبار کرتی رہو اور جب سونے کے لیے لیٹو تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِشَيْءٍ مِّنَ السَّبْيِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكُنَّ يَتَامٰى بَدْرٍ وَّلٰكِنْ سَادُلُّكُنَّ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُنَّ مِنْ ذٰلِكَ تُكَبِّرْنَ اللّٰهَ عَلٰى اِثْرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ تَكْبِيْرَةً وَّثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ تَسْبِيْحَةً وَّثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَّلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ رواه ابو داؤد۔ وفی الجامع الصغیر بروایۃ ابن مندۃ عن جلیس کان یا مر نسائہ اذا ارادت احداهن ان تنام ان تحمد الحدیث ورقم لہ بالضعف

الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ خادم سے بہتر ہے انہوں نے عرض کیا کہ میں اللہ (کی تقدیر) اور اس کے رسول (کی تجویز) سے راضی ہوں۔ دوسری حدیث میں حضورؐ کی پھوپھی زاد بہنوں کا قصہ بھی اسی قسم کا آیا ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم دو بہنیں اور حضورؐ کی بیٹی فاطمہؓ تینوں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مشقت اور دقتیں ذکر کر کے ایک خادم کی طلب کی حضورؐ نے فرمایا کہ خادم دینے میں تو بدر کے یتیم تم سے مقدم ہیں میں تمہیں خادم سے بھی بہتر چیز بتاؤں ہر نماز کے بعد یہ تینوں کلمے یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۳۔۳۳۔۳۳ مرتبہ اور ایک مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھ لیا کرو یہ خادم سے بہتر ہے

(ف) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں اور عزیزوں کو خاص طور سے ان تسبیحات کا حکم فرمایا کرتے تھے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو یہ حکم فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ سونے کا ارادہ کریں تو سُبْحَانَ اللّٰهِ الحمد للہ اللہ اکبر ہر ایک ۳۳ مرتبہ پڑھیں حدیث بالا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی مشقتوں اور تکلیفوں کے مقابلہ میں ان تسبیحات کو تلقین فرمایا اس کی ظاہری وجہ تو ظاہر ہے کہ مسلمان کے لیے دنیوی مشقت اور تکلیف قابلِ التفات نہیں ہے اُس کو ہر وقت آخرت اور مرنے کے بعد کی راحت و آرام کی فکر ضروری ہے اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چند روزہ زندگی کی مشقت اور تکلیف کی طرف سے توجہ کو ہٹا کر آخرت کی راحت کے سامان بڑھانے کی طرف متوجہ فرمایا اور ان تسبیحات کا آخرت میں زیادہ سے زیادہ نافع ہونا ان روایات سے جو اس باب میں ذکر کی گئی ہیں ظاہر ہے اس کے علاوہ دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ان تسبیحات کو حق تعالیٰ شانہٗ نے جہاں دینی منافع اور ثمرات سے شرف بخشا ہے دنیوی منافع بھی ان میں رکھے ہیں اللہ کے پاک کلام میں اُس کے رسول پاک کے کلام میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن میں آخرت کے ساتھ ساتھ دنیاوی منافع بھی حاصل ہوتے ہیں چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ دجّال کے زمانہ میں مومنوں کی غذا فرشتوں کی غذا ہوگی یعنی تسبیح و تقدیس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(سبحان اللہ وغیرہ الفاظ کا پڑھنا) کہ جس شخص کا کلام ان چیزوں کا پڑھنا ہوگا حق تعالیٰ شانہٗ اس کے
سے بھوک کی مشقت کو زائل کر دیں گے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس دنیا میں بغیر کھائے
پیئے صرف اللہ کے ذکر پر گذارہ ممکن ہو سکتا ہے اور دجّال کے زمانہ میں عام مومنین کو یہ دولت
حاصل ہوگی تو اس زمانہ میں خواص کو اس حالت کا مُیَسَّر ہو جانا کچھ مشکل نہیں اس لیے جن بزرگوں سے
اس قسم کے واقعات بکثرت منقول ہیں کہ معمولی غذا پر یا بلا غذا کے وہ کئی کئی دن گذار دیتے تھے
ان میں کوئی وجہ انکار یا تکذیب کی نہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کہیں آگ لگ جائے تو تکبیر
(یعنی اللہ اکبر کثرت سے) پڑھا کرو یہ اس کو بجھا دیتی ہے حصن حصین میں نقل کیا ہے کہ جب کسی شخص
کو کسی کام میں تعب اور مشقت معلوم ہو یا قوت کی زیادتی مطلوب ہو تو سوتے وقت سُبحان اللہ
۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھے یا تینوں کلمے ۳۳-۳۳ مرتبہ پڑھے یا کوئی سا
ایک ۳۴ مرتبہ پڑھ لے (چونکہ مختلف احادیث میں مختلف عدد آئے ہیں۔ اس لیے سب ہی کو نقل
کر دیا ہے حافظ ابن تیمیہؒ نے بھی اُن احادیث سے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو
خادم کے بدلے یہ تسبیحات تعلیم فرمائیں یہ استنباط کیا ہے کہ جو شخص ان پر مُداومت کرے اُس کو
مشقت کے کاموں میں تکان اور تَعَب نہیں ہوگا۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اگر معمولی تَعَب ہوا
بھی تب بھی مضرت نہ ہوگی۔ مُلّا علی قاری نے لکھا ہے کہ یہ عمل مجرّب ہے یعنی تجربہ سے بھی یہ بات
ثابت ہوئی ہے کہ ان تسبیحوں کا سوتے وقت پڑھنا ازالہ تکان اور زیادتی قوت کا سبب ہوتا ہے
علّامہ سیوطیؒ نے مرقاۃ الصعود میں لکھا ہے کہ ان تسبیحوں کا خادم سے بہتر ہونا آخرت کے اعتبار سے
بھی ہو سکتا ہے کہ آخرت میں یہ تسبیحیں جتنی مفید کارآمد اور نافع ہوں گی دنیا میں خادم اتنا کارآمد
اور نافع نہیں ہو سکتا اور دنیا کے اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے کہ ان تسبیحوں کی وجہ سے کام پر جس قدر قوت
اور ہمت ہو سکتی ہے خادم سے اتنا کام نہیں ہو سکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ
جو ان پر عمل کرے وہ جنّت میں داخل ہو اور وہ دونوں بہت سہل ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے
بہت کم ہیں ایک یہ کہ ان تسبیحوں کو ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے کہ یہ پڑھنے میں تو ایک سو
پچاس ہوئیں لیکن اعمال کی ترازو میں پندرہ سو ہوں گی۔ دوسرے یہ کہ سوتے وقت سبحان اللہ
الحمد للہ ۳۳-۳۳ مرتبہ پڑھے اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھے کہ یہ پڑھنے میں تو سو مرتبہ ہوئیں اور ثواب
کے اعتبار سے ایک ہزار ہوئیں کسی نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ ان پر عمل کرنے والے بہت
تھوڑے ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کے وقت شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں ضرورت ہے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور فلاں کام ہے اور جب سونے کا وقت ہوتا ہے وہ اِدھر اُدھر کی ضرورتیں یاد دلاتا ہے جن سے پڑھنا رہ جاتا ہے ان احادیث میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار اور دو جہاں کے سردار کی بیٹی اپنے ہاتھ سے آٹا پیستیں حتیٰ کہ ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے خود ہی پانی بھر کر لاتیں حتیٰ کہ سینہ پر مشک کی رسی کے نشان ہو گئے خود ہی گھر کی جھاڑو وغیرہ سارا کام کرتیں جس سے ہر وقت کپڑے میلے رہتے آٹا گوندھنا روٹی پکانا غرض سب ہی کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں کیا ہماری بیبیاں یہ سارے کام تو کیا ان میں سے آدھے بھی اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں اور اگر نہیں کرتیں تو کتنی غیرت کی بات ہے کہ جن کے آقاؤں کی یہ زندگی ہو ان کے نام لیوا ان کے نام پر فخر کرنے والوں کی زندگی اس کے آس پاس بھی نہ ہو، چاہیے تو یہ تھا کہ خادموں کا عمل ان کی مشقت آقاؤں سے کچھ آگے ہوتی مگر افسوس کہ یہاں اس کے آس پاس بھی نہیں ۔ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔

خاتمہ

خاتمہ میں ایک نہایت مہتم بالشان چیز کو ذکر کرتا ہوں اور اسی پر اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں یہ تسبیحات جن کا اوپر ذکر کیا گیا نہایت ہی اہم اور دین و دنیا میں کارآمد اور مفید ہیں جیسا کہ احادیث بالا سے معلوم ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اہتمام اور فضیلت کی وجہ سے ایک خاص نماز کی ترغیب بھی فرمائی ہے جو صلوٰۃ التسبیح (تسبیح کی نماز) کے نام سے مشہور ہے اور اسی وجہ سے اس کو صلوٰۃ التسبیح کہا جاتا ہے کہ یہ تسبیحات اُس میں تین سو مرتبہ پڑھی جاتی ہیں۔ حضورؐ نے بہت ہی اہتمام اور ترغیبوں کے ساتھ اس نماز کو تعلیم فرمایا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے۔

(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یَا عَبَّاسُ یَا عَمَّاہُ اَلَا اُعْطِیْكَ اَلَا اَمْنَحُكَ اَلَا اُخْبِرُكَ اَلَا اَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰہُ لَكَ ذَنْبَكَ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ قَدِیْمَہٗ وَحَدِیْثَہٗ خَطَأَہٗ وَعَمَدَہٗ صَغِیْرَہٗ وَکَبِیْرَہٗ سِرَّہٗ وَعَلَانِیَتَہٗ اَنْ تُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ تَقْرَاُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃً فَاِذَا

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا اے عباس اے میرے چچا کیا میں تمہیں ایک عطیہ کروں ایک بخشش کروں ایک چیز بتاؤں تمہیں دس چیزوں کا مالک بناؤں جب تم اس کام کو کرو گے تو حق تعالیٰ شانہٗ تمہارے سب گناہ پہلے اور پچھلے پرانے اور نئے غلطی سے کیے ہوئے اور جان بوجھ کر کیے ہوئے چھوٹے اور بڑے چھپ کر کیے ہو اور کھلم کھلا کیے ہوئے سب ہی معاف فرما دیں گے وہ کام یہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِیْ اَوَّلِ رَکْعَةٍ وَاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ خَمْسَ عَشْرَۃَ ثُمَّ تَرْکَعُ فَتَقُوْلُھَا وَاَنْتَ رَاکِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ الرُّکُوْعِ فَتَقُوْلُھَا عَشْرًا ثُمَّ تَھْوِیْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُھَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُھَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُھَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ فَتَقُوْلُھَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِیْ اَرْبَعِ رَکَعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّیَھَا فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مَرَّۃً فَافْعَلْ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّۃً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ کُلِّ سَنَةٍ مَرَّۃً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ عُمُرِكَ مَرَّۃً رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ والبیہقی فی الدعوات الکبیر وروی الترمذی عن ابی رافع نحوہ کذا فی المشکوٰۃ قلت واخرجہ الحاکم وقال ھذا حدیث وصلہ موسٰی بن عبدالعزیز

ہے کہ چار رکعت نفل (صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھ کر) پڑھو اور ہر رکعت میں جب الحمد اور سورت پڑھ چکو تو رکوع سے پہلے سُبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ و لاالٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر پندرہ مرتبہ پڑھو پھر جب رکوع کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر جب رکوع سے کھڑے ہو تو دس مرتبہ پڑھو پھر سجدہ کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھو تو دس مرتبہ پڑھو پھر جب دوسرے سجدہ میں جاؤ تو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر جب دوسرے سجدہ سے اٹھو تو (دوسری رکعت میں) کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ کر دس مرتبہ پڑھو۔ ان سب کی میزان پچھتر ہوئی۔ اسی طرح ہر رکعت میں پچھتر دفعہ ہوگا اگر ممکن ہوسکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو، یہ نہ ہوسکے تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ یہ بھی نہ ہوسکے تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہوسکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ تو پڑھ ہی لو۔

عن الحکم بن ابان وقد اخرجہ ابوبکر محمد بن اسحٰق وابو داؤد وابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب فی الصحیح ثم قال بعد ما ذکر توثیق رواتہ واما ارسال ابراھیم بن الحکم عن ابیہ فلا یوھن وصل الحدیث فان الزیادۃ من الثقۃ اولٰی من الارسال علی ان امام عصرہ فی الحدیث اسحٰق بن ابراھیم الحنظلی قد اقام ھذا الاسناد عن ابراھیم بن الحکم ووصلہ اھ قال السیوطی فی اللاٰلی ھذا اسناد حسن وما قال الحاکم اخرجہ النسائی فی کتابہ الصحیح لم نرہ فی شیٔ من نسخ السنن لا الصغری ولا الکبری۔

(۲) وَعَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ عَنْ رَجُلٍ کَانَتْ لَہٗ صُحْبَةٌ یُرَوْنَ اَنَّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ

(۲) ایک صحابی ؓ کہتے ہیں مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا کل صبح کو آنا تم کو ایک بخشش کروں گا ایک چیز

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قَالَ لِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِئْتِنِیْ غَدًا اَحْبُوْكَ وَاُثِیْبُكَ وَاُعْطِیْكَ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ یُعْطِیْنِیْ عَطِیَّةً قَالَ اِذَا زَالَ النَّهَارُ فَقُمْ فَصَلِّ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ فَذَکَرَ نَحْوَهٗ وَفِیْهِ وَقَالَ فَاِنَّكَ لَوْ کُنْتَ اَعْظَمَ اَهْلِ الْاَرْضِ ذَنْبًا غُفِرَ لَكَ بِذٰلِكَ قَالَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اُصَلِّیَهَا تِلْكَ السَّاعَةَ قَالَ صَلِّهَا مِنَ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ رواہ ابو داؤد۔

دوں گا ایک عطیہ کروں گا۔ وہ صحابیؓ کہتے ہیں میں ان الفاظ سے یہ سمجھا کہ کوئی (مال) عطا فرمائیں گے (جب میں حاضر ہوا) تو فرمایا کہ جب دوپہر کو آفتاب ڈھل چکے تو چار رکعت نماز پڑھو اسی طریقہ سے بتایا جو پہلی حدیث میں گذرا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر تم ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ گنہگار ہوگے تو تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے میں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت میں کسی وجہ سے نہ پڑھ سکوں تو ارشاد فرمایا کہ جس وقت ہوسکے دن میں یا رات میں پڑھ لیا کرو۔

(۳) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اِلٰی بِلَادِ الْحَبْشَةِ فَلَمَّا قَدِمَ اِعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ بَیْنَ عَیْنَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَهَبُ لَكَ اَلَا اُبَشِّرُكَ اَلَا اَمْنَحُكَ اَلَا اُتْحِفُكَ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تُصَلِّیْ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ فَذَکَرَ نَحْوَهٗ اخرجه الحاکم وقال اسناد صحیح لا غبار علیه وتعقبه الذهبی بان احمد بن داؤد کذبه الدارقطنی کذا فی المنهل وکذا قال غیره تبعا للحافظ لکن فی النسخة التی بایدینا من المستدرك وقد صحت الروایة عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم علم ابن عمه جعفرا ثم ذکر الحدیث بسنده وقال فی اخره هذا اسناد صحیح لا غبار علیه وهکذا قال الذهبی فی اول الحدیث واخره ثم لا یذهب علیك ان فی هذا الحدیث زیادة لا حول ولا قوة الا باللّٰہ العلی العظیم ایضا علی الکلمات الاربع۔

(۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفرؓ کو حبشہ بھیج دیا تھا جب وہ وہاں سے واپس مدینہ طیبہ پہنچے تو حضورؐ نے ان کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر فرمایا میں تجھے ایک چیز دوں، ایک خوشخبری سناؤں، ایک بخشش کروں ایک تحفہ دوں۔ انہوں نے عرض کیا ضرور حضورؐ نے فرمایا چار رکعت نماز پڑھ۔ پھر اسی طریقہ سے بتائی جو اوپر گذرا۔ اس حدیث میں ان چار کلموں کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بھی آیا ہے۔

(۴) وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَهَبُ لَكَ

(۴) حضرت عباسؓ فرماتے ہیں مجھ سے حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں بخشش کروں ایک عطیہ دوں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اَلَا اُعْطِيْكَ اَلَا اَمْنَحُكَ فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يُعْطِيْنِيْ مِنَ الدُّنْيَا شَيْئًا لَمْ يُعْطِهٖ اَحَدًا مِّنْ قَبْلِيْ قَالَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فذكر الحديث وفی آخره غير انك اذا جلست للتشهد قلت ذلك عشر مرات قبل التشهد الحديث اخرجه الدارقطنی فی الافراد وابونعيم فی القربان وابن شاهين فی الترغيب كذا فی اتحاف السادة شرح الاحياء۔

ایک چیز عطا کروں۔ وہ کہتے ہیں میں یہ سمجھا کہ کوئی دنیا کی ایسی چیز دینے کا ارادہ ہے جو کسی کو نہیں دی (اسی وجہ سے اس قسم کے الفاظ بخشش عطا وغیرہ کو بار بار فرماتے ہیں) پھر آپ نے چار رکعت نماز سکھائی جو اوپر گذری۔ اس میں یہ بھی فرمایا کہ جب التحیات کے لیے بیٹھو تو پہلے ان تسبیحوں کو پڑھو پھر التحیات پڑھنا۔

(۵) قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ رَوٰى اِبْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ صَلٰوةَ التَّسْبِيْحِ وَذَكَرُوا الْفَضْلَ فِيْهِ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ نَا اَبُوْ وَهْبٍ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَنِ الصَّلٰوةِ الَّتِيْ يُسَبِّحُ فِيْهَا قَالَ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُوْلُ خَمْسَ عَشَرَةَ مَرَّةً سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ وَيَقْرَاُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَفَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً ثُمَّ يَقُوْلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَسْجُدُ الثَّانِيَةَ فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا

(۵) حضرت عبد اللہ بن المبارکؒ اور بہت سے علماء سے اس نماز کی فضیلت نقل کی گئی ہے اور یہ طریقہ نقل کیا گیا ہے کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنے کے بعد اَلْحَمْدُ شریف پڑھنے سے پہلے پندرہ دفعہ ان کلموں کو پڑھے پھر اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر اَلْحَمْدُ شریف اور پھر کوئی سورت پڑھے، سورت کے بعد رکوع سے پہلے دس مرتبہ پڑھے پھر رکوع میں دس مرتبہ، پھر رکوع سے اٹھ کر، پھر دونوں سجدوں میں اور دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھ کر دس دس مرتبہ پڑھے، یہ پچھتر پوری ہو گئی (لہٰذا دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی) رکوع میں پہلے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور سجدہ میں پہلے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھے، پھر ان کلموں کو پڑھے (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس طریقہ سے نقل کیا گیا ہے)

يُصَلِّيْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ عَلٰى هٰذَا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ تَسْبِيْحَةً فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ قَالَ اَبُوْ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ يَبْدَاُ فِي الرُّكُوْعِ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِي السَّجْدَةِ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلٰثًا ثُمَّ يُسَبِّحُ التَّسْبِيْحَاتِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ قُلْتُ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ إِنْ سَهَا فِيْهَا يُسَبِّحُ فِيْ سَجْدَتِي السَّهْوِ عَشْرًا عَشْرًا قَالَ لَا إِنَّمَا هِيَ
ثَلٰثُمِائَةِ تَسْبِيْحَةٍ اھ مُخْتَصَرًا قُلْتُ وَهٰكَذَا رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ رُوَاتُهُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ
كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ اِثْبَاتٌ وَلَا يُتَّهَمُ عَبْدُ اللهِ اَنْ يُعَلِّمَهُ مَالَمْ يَصِحَّ عِنْدَهُ سَنَدُهُ اھ وَقَالَ الْغَزَالِيُّ
فِي الْاِحْيَاءِ بَعْدَ مَا ذَكَرَ حَدِيْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ الْمَذْكُوْرَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى اَنَّهُ يَقُوْلُ فِيْ اَوَّلِ
الصَّلٰوةِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ثُمَّ يُسَبِّحُ خَمْسَ عَشْرَةَ تَسْبِيْحَةً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَعَشْرًا بَعْدَ
الْقِرَاءَةِ وَالْبَاقِيْ كَمَا سَبَقَ عَشْرًا عَشْرًا وَلَا يُسَبِّحُ بَعْدَ السُّجُوْدِ الْاَخِيْرِ وَهٰذَا هُوَ الْاَحْسَنُ
وَهُوَ اخْتِيَارُ ابْنِ الْمُبَارَكِ اھ قَالَ الزُّبَيْدِيُّ فِي الْاِتْحَافِ وَلَفْظُ الْقُوْتِ هٰذِهِ الرِّوَايَةُ
اَحَبُّ الْوَجْهَيْنِ اِلَيَّ اھ قَالَ الزُّبَيْدِيُّ اَيْ لَا يُسَبِّحُ فِي الْجَلْسَةِ الْاُوْلٰى بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَا
فِيْ جَلْسَةِ التَّشَهُّدِ شَيْئًا كَمَا فِي الْقُوْتِ قَالَ وَكَذٰلِكَ رَوَيْنَا فِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ جَعْفَرِ
بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ صَلٰوةَ التَّسْبِيْحِ فَذَكَرَهُ اھ ثُمَّ قَالَ
الزُّبَيْدِيُّ وَاَمَّا حَدِيْثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ فَاَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ وَجْهَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ
بن زياد بن سمعان قال فی احدهما عن معوية واسمعيل بن عبد الله ابنی جعفر عن ابيهما
وقال فی الاخرٰی عن عون بدل اسمعيل عن ابيهما قال قال لی رسول الله صلی الله عليه وسلم
الا اعطيك فذكر الحديث وابن سمعان ضعيف وهذه الرواية هی التی اشار اليها
صاحب القوت وهی الثانية عنده قال فيها يفتتح الصلوة فيكبر ثم يقول فذكر الكلمات
وزاد فيها الحوقلة ولم يذكر هذا السجدة الثانية عند القيام ان يقولها قال وهو الذی
اختاره ابن المبارك اھ قال المنذری فی الترغيب وروی البيهقی من حديث ابی جناب الكلبی
عن ابی الجوزاء عن ابن عمرو (بن العاص) فذكر الحديث بالصفة التی رواها الترمذی
عن ابن المبارك ثم قال وهذا يوافق ما رويناه عن ابن المبارك ورواه قتيبة ابن
سعيد عن يحيی بن سليم عن عمران بن مسلم عن ابی الجوزاء قال نزل علی عبد الله ابن عمرو
بن العاص فذكر الحديث وخالفه فی رفعه الی النبی صلی الله عليه وسلم ولم يذكر التسبيحات
فی ابتداء القراءة انما ذكرها بعدها ثم ذكر جلسة الاستراحة كما ذكرها سائر الرواة اھ
قلت حديث ابی الجناب مذكور فی السنن علی هذا الطريق طريق ابن المبارك وما ذكر من
كلام البيهقی ليس فی السنن بهذا اللفظ فلعله ذكره فی الدعوات الكبير وما فی السنن
انه ذكر اولا حديث ابی جناب تعليقا مرفوعا ثم قال قال ابو داؤد ورواه روح بن المسيب

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وجعفر بن سليمان عن عمرو بن مالك النكري عن ابي الجوزاء عن ابن عباس قوله وقال في حديث روح فقال حديث النبي صلى الله عليه وسلم اه وظاهر ان الاختلاف في السند فقط لا في لفظ الحديث وذكر شارح الاقناع من فروع الشافعية صلوٰة التسبيح واقتصر على صفة ابن المبارك فقط قال البجيرمي هذه رواية ابن مسعود والذي عليه مشائخنا انه لا يسبح قبل القراءة بل بعدها خمسة عشر والعشرة في جلسة الاستراحة وهذه رواية ابن عباس اه مختصرا وعلم منه ان طريق ابن المبارك مروى عن ابن مسعود ايضا لكن لم اجد حديث ابن مسعود فيما عندي من الكتب بل المذكور فيها على ما بسطه صاحب المنهل وشارح الاحياء وغيرهما ان حديث صلوٰة التسبيح مروى عن جماعة من الصحابة منهم عبد الله والفضل ابنا العباس وابوهما عباس بن عبد المطلب وعبد الله بن عمرو بن العاص وعبد الله بن عمر بن الخطاب وابو رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلي بن ابي طالب واخوه جعفر بن ابي طالب وابنه عبد الله بن جعفر وام المومنين ام سلمة وانصاري غير مسمى وقد قيل انه جابر بن عبد الله قاله الزبيدي وبسط في تخريج احاديثهم وعلم مما سبق ان حديث صلوٰة التسبيح مروى بطرق كثيرة وقد افرط ابن جوزي ومن تبعه في ذكره في الموضوعات ولذا تعقب عليه غير واحد من ائمة الحديث كالحافظ ابن حجر والسيوطي والزركشي قال ابن المديني قد اساء ابن الجوزي بذكره اياه في الموضوعات كذا في اللآلي قال الحافظ وممن صححه او حسنه ابن منده والف فيه كتابا والاجري والخطيب وابو سعد السمعاني وابو موسى المديني وابو الحسن بن المفضل والمنذري وابن الصلاح والنووي في تهذيب الاسماء والسبكي وآخرون كذا في الاتحاف وفي المرقاة عن ابن حجر صححه الحاكم وابن خزيمة وحسنه جماعة اه قلت وبسط السيوطي في اللآلي في تحسينه وحكى عن ابي منصور الديلمي صلوٰة التسبيح اشهر الصلوات واصحها اسنادا۔

ف (۱) صلوٰۃُ التسبیح بڑی اہم نماز ہے جس کا اندازہ کچھ احادیث بالا سے ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کس قدر شفقت اور اہتمام سے اس کو تعلیم فرمایا ہے۔ علمائے امت، محدثین، فقہاء، صوفیہ ہر زمانہ میں اس کا اہتمام فرماتے رہے ہیں۔ امامِ حدیث حاکم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ تبعِ تابعین کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک مقتدا حضرات اس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مُداومت کرتے اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں، جن میں عبداللہ بن مبارکؒ بھی ہیں، یہ عبداللہ بن مبارکؒ امام بخاریؒ کے استادوں کے استاد ہیں بیہقیؒ کہتے ہیں کہ ابن مبارکؒ سے پہلے ابوالجوزاءؒ جو معتمد تابعی ہیں اس کا اہتمام کیا کرتے تھے روزانہ جب ظہر کی اذان ہوتی تو مسجد میں جاتے اور جماعت کے وقت تک اس کو پڑھ لیا کرتے۔ عبدالعزیز بن ابی رَوّادؒ جو ابن مبارکؒ کے بھی استاد ہیں بڑے عابد زاہد متقی لوگوں میں ہیں کہتے ہیں کہ جو جنت کا ارادہ کرے اس کو ضروری ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے۔ ابو عثمان حیری جو بڑے زاہد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالے کے لیے صلوٰۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ علامہ تقی سُبکی فرماتے ہیں کہ یہ نماز بڑی اہم ہے بعض لوگوں کے انکار کی وجہ سے دھوکہ میں نہ پڑنا چاہیے جو شخص اس نماز کے ثواب کو سن کر بھی غفلت کرے وہ دین کے بارے میں سستی کرنے والا ہے، صلحاء کے کاموں سے دور ہے اس کو پکا آدمی نہ سمجھنا چاہیے۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے۔

(۲) بعض علماء نے اس وجہ سے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ اتنا زیادہ ثواب صرف چار رکعت پر مشکل ہے بالخصوص کبیرہ گناہوں کا معاف ہونا۔ لیکن جب روایت بہت سے صحابہؓ سے منقول ہے تو انکار مشکل ہے البتہ دوسری آیات اور احادیث کی وجہ سے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ کی شرط ہوگی۔

(۳) احادیث بالا میں اس نماز کے دو طریقے بتائے گئے ہیں اول یہ کہ کھڑے ہو کر الحمد شریف اور سورۃ کے بعد پندرہ مرتبہ چاروں کلمے سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، پڑھے پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کے بعد دس مرتبہ پڑھے پھر رکوع سے کھڑے ہو کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ربنا ولک الحمد کے بعد دس مرتبہ پڑھے، پھر دونوں سجدوں میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے اور دونوں سجدوں کے درمیان جب بیٹھے دس مرتبہ پڑھے، اور جب دوسرے سجدہ سے اٹھے تو اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھے اور بجائے کھڑے ہونے کے بیٹھ جائے اور دس مرتبہ پڑھ کر بغیر اللہ اکبر کے کہے کھڑا ہو جائے اور دو رکعت کے بعد اسی طرح چوتھی رکعت کے بعد پہلے ان کلموں کو دس دس مرتبہ پڑھے پھر التحیات پڑھے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ کے بعد الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھے اور پھر اَلْحَمْدُ اور سورۃ کے بعد دس مرتبہ پڑھے اور باقی سب طریقہ بدستور البتہ اس صورت میں نہ تو دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھنے کی ضرورت ہے اور نہ التحیات کے ساتھ پڑھنے کی۔ علماء نے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ کبھی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس طرح پڑھ لیا کرے کبھی اُس طرح۔ (۴) چونکہ یہ نماز عام طور سے رائج نہیں ہے اس لیے اسکے متعلق چند مسائل بھی لکھے جاتے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو۔

مسئلہ (۱) اس نماز کے لیے کوئی سورۃ قرآن کی متعین نہیں جونسی سورت دل چاہے پڑھے لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ سورہ حدید سورہ حشر سورہ صف سورۂ جمعہ سورہ تغابن میں سے چار سورتیں پڑھے بعض حدیثوں میں بیس آیتوں کی بقدر آیا ہے اس لیے ایسی سورتیں پڑھے جو بیس آیتوں کے قریب قریب ہوں۔ بعض نے اذا زلزلت والعادیات تکاثر والعصر، کافرون، نصر، اخلاص لکھا ہے کہ ان میں سے پڑھ لیا کرے۔ **مسئلہ (۲)** ان تسبیحوں کو زبان سے ہرگز نہ گنے کہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جائے گی انگلیوں کو بند کرکے گننا اور تسبیح ہاتھ میں لے کر اس پر گننا جائز ہے مگر مکروہ ہے بہتر یہ ہے کہ انگلیاں جس طرح اپنی جگہ پر رکھی ہیں ویسی ہی رہیں اور ہر کلمہ پر ایک ایک انگلی کو اسی جگہ دباتا رہے۔ **مسئلہ (۳)** اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کرے البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اُٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرے اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے بلکہ صرف ان کی ہی تسبیح پڑھے اور ان کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی بھی پڑھ لے مثلاً اگر رکوع میں پڑھنا بھول گیا تو ان کو پہلے سجدہ میں پڑھ لے اسی طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں اور دوسرے سجدہ کی دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھ لے اور اگر رہ جائے تو آخری قعدہ میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ (۴) اگر سجدہ سہو کسی وجہ سے پیش آجائے تو اس میں تسبیح نہیں پڑھنا چاہیے اس لیے کہ مقدار تین سو ہے وہ پوری ہو چکی، ہاں اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی رہی ہو تو سجدہ سہو میں پڑھ لے۔ **مسئلہ (۵)** بعض احادیث میں آیا ہے کہ التحیات کے بعد سلام سے پہلے یہ دعا پڑھے۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیۃ من حدیث ابن عباس ولفظہ اذا فرغت قلت بعد التشھد قبل التسلیم اللّٰھم الخ کذا فی الاتحاف وقال اوردہ الطبرانی ایضا من حدیثنا لعباس وفی سندہ متروک ا ھ قلت زاد فی المرقاۃ فی اخر الدعاء بعض الالفاظ بعد قولہ خالق النور زدتھا تکمیلا للفائدۃ[1]) دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَوْفِیْقَ اَھْلِ الْھُدٰی وَاَعْمَالَ اَھْلِ الْیَقِیْنِ وَمُنَاصَحَۃَ اَھْلِ التَّوْبَۃِ وَعَزْمَ اَھْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَھْلِ	اے اللہ میں آپ سے ہدایت والوں کی سی توفیق مانگتا ہوں اور یقین والوں کے عمل اور توبہ والوں کا خلوص مانگتا ہوں، اور صابرین کی

[1] عذر ۱۲ مرقات۔

اَلْخَشْیَۃِ وَطَلَبَ اَھْلِ الرَّغْبَۃِ وَتَعَبُّدَ اَھْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَھْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَخَافَکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مَخَافَۃً تَحْجُزُنِیْ بِھَا عَنْ مَّعَاصِیْکَ وَحَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِکَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِہٖ رِضَاکَ وَحَتّٰی اُنَاصِحَکَ فِی التَّوْبَۃِ خَوْفًا مِّنْکَ وَحَتّٰی اُخْلِصَ لَکَ النَّصِیْحَۃَ حُبًّا لَّکَ وَحَتّٰی اَتَوَکَّلَ عَلَیْکَ فِی الْاُمُوْرِ حُسْنَ الظَّنِّ بِکَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

پختگی اور آپ سے ڈرنے والوں کی سی کوشش (یا احتیاط) مانگتا ہوں اور رغبت والوں کی سی طلب اور پرہیزگاروں کی سی عبادت اور علماء کی سی معرفت تاکہ میں آپ سے ڈرنے لگوں۔ اے اللہ ایسا ڈر جو مجھے آپ کی نافرمانی سے روک دے اور تاکہ میں آپ کی اطاعت سے ایسے عمل کرنے لگوں جن کی وجہ سے آپ کی رضا وخوشنودی کا مستحق بن جاؤں اور تاکہ خلوص کی توبہ آپ کے ڈر سے کرنے لگوں اور تاکہ سچا اخلاص آپ کی محبت کی وجہ سے کرنے لگوں اور تاکہ آپ کے ساتھ حُسن ظن کی وجہ سے آپ پر توکل کرنے لگوں اے نور کے پیدا کرنے والے! تیری ذات پاک ہے اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما اور تو ہماری مغفرت فرما بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے اے ارحم الرّاحمین اپنی رحمت سے درخواست کو قبول فرما۔

مسئلہ (۶) اس نماز کا اوقاتِ مکروہہ کے علاوہ باقی دن رات کے تمام اوقات میں پڑھنا جائز ہے البتہ زوال کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے پھر دن میں کسی وقت پھر رات کو۔

مسئلہ (۷) بعض حدیثوں میں سوم کلمہ کے ساتھ لاحول کو بھی ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ اوپر تیسری حدیث میں گذرا اس لیے اگر کبھی کبھی اس کو بڑھالے تو اچھا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

زکریا کاندھلوی

شب جمعہ ۲۶ر شوال ۱۳۵۸ھ ہجری

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

فضائل قرآن مجید

کی

چہل حدیث

مرتبہ و مترجمہ

حضرت مولینا الحافظ الحاج محمد زکریا صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جس میں

اول قرآن پاک کے فضائل میں چالیس احادیث مع ترجمہ و شرح
تحریر فرمائی ہیں اس کے بعد سات حدیثیں قرآن پاک کے متفرق
احکام میں ذکر فرما کر تتمہ میں ان سب مضامین پر اجمالی تنبیہ فرمائی ہے۔
اخیر میں ایک دوسری چہل حدیث کا مع ترجمہ اضافہ فرمایا ہے جو بمحد اختصار
کے باوجود نہایت جامع ہے۔

اسلامک بک سروس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ وَاَنْزَلَ لَهُ الْقُرْاٰنَ وَجَعَلَهٗ مَوْعِظَةً وَّشِفَاءً وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّذَوِی الْاِيْمَانِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا وَاَنْزَلَهٗ قَيِّمًا حُجَّةً نُوْرًا لِذَوِی الْاِيْقَانِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَكْمَلَانِ عَلٰى خَيْرِ الْخَلَائِقِ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ اَلَّذِیْ نَوَّرَ الْقُلُوْبَ وَالْقُبُوْرَ نُوْرُهٗ وَرَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ظُهُوْرُهٗ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِیْ هُمْ نُجُوْمُ الْهِدَايَةِ وَنَاشِرُ الْفُرْقَانِ وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِالْاِيْمَانِ وَبَعْدُ فَيَقُوْلُ الْمُفْتَقِرُ اِلٰى رَحْمَةِ رَبِّهِ الْجَلِيْلِ عَبْدُهُ الْمَدْعُوُّ بِزَكَرِيَّا بْنِ يَحْيٰى بْنِ اِسْمٰعِيْلَ هٰذِهٖ الْعُجَالَةُ اَرْبَعُوْنَةٌ فِیْ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ اَلَّفْتُهَا مُمْتَثِلًا لِاَمْرِ مَنْ اِشَارَتُهٗ حُكْمٌ وَّطَاعَتُهٗ غُنْمٌ۔

تمام تعریف اس پاک ذات کے لیے ہے۔ جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو وضاحت سکھائی اور اس کے لیے وہ قرآن پاک نازل فرمایا جس کو نصیحت اور شفا اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے بنایا جس میں نہ کوئی شک ہے اور نہ کسی قسم کی کجی، بلکہ وہ بالکل مستقیم ہے اور حجت و نور ہے یقین والوں کے لیے۔ اور کامل و مکمل درود و سلام اس بہترین خلائق پر ہو جیو جس کے نور نے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمادیا اور جس کا ظہور تمام عالم کے لیے رحمت ہے اور آپ کی اولاد و اصحابؓ پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور کلام پاک کے پھیلانے والے۔ نیز ان مومنین پر بھی جو ایمان کے ساتھ ان کے پیچھے لگنے والے ہیں، حمد و صلوٰۃ کے بعد اللہ کی رحمت کا محتاج بندہ زکریا بن یحییٰ بن اسمٰعیل عرض کرتا ہے کہ یہ جلدی میں لکھے ہوئے چند اوراق "فضائل قرآن" میں ایک چہل حدیث ہے جس کو میں نے ایسے حضرات کے امتثالِ حکم میں جمع کیا ہے جن کا اشارہ بھی حکم ہے اور ان کی اطاعت ہر طرح مغتنم ہے۔

حق سبحانہٗ و تقدس کے ان انعاماتِ خاصہ میں سے جو مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور کے ساتھ ہمیشہ مخصوص رہے ہیں۔ مدرسے کا سالانہ جلسہ ہے جو ہر سال مدرسے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کے اجمالی حالات سنانے کے لیے منعقد ہوتا ہے۔ مدرسے کے اس جلسہ میں مقررین، واعظین اور مشاہیر اہل ہند کے جمع کرنے کا اس قدر اہتمام نہیں کیا جاتا جتنا کہ اللہ والے قلوب والے، گمنامی میں رہنے والے مشائخ کے اجتماع کی سعی کی جاتی ہے۔ وہ زمانہ اگرچہ کچھ دور ہو گیا ہے جب کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رح نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز اور قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کی تشریف آوری حاضرینِ جلسہ کے قلوب کو منور فرمایا کرتی تھی۔ مگر وہ منظر ابھی آنکھوں سے زیادہ دور نہیں ہوا، جبکہ اِن مجددین اسلام اور شموسِ ہدایت کے جانشین حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ۔ مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں مجتمع ہو کر مردہ قلوب کے لیے زندگی و نورانیت کے لیے چشمے جاری فرمایا کرتے تھے اور عشق کے پیاسوں کو سیراب فرماتے تھے۔

دورِ حاضر میں مدرسہ کا جلسہ اُن بُدورِ ہدایت سے بھی گو محروم ہو گیا، مگر ان کے سچے جانشین حُضّارِ جلسہ کو اب بھی اپنے فیوض و برکات سے مالا مال فرماتے ہیں جو لوگ امسال جلسے میں شریک رہے ہیں وہ اس کے لیے شاہد عدل ہیں، آنکھوں والے برکات دیکھتے ہیں لیکن ہم سے بے بصر بھی اتنا ضرور محسوس کرتے ہیں کہ کوئی بات ضرور ہے۔

مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں اگر کوئی شخص شستہ تقاریر زوردار لیکچروں کا طالب بن کر آئے تو شاید وہ اتنا مسرور نہ جائے جس قدر کہ دوائے دل کا طالب کامگار و فیض یاب جائے گا۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ۔

اسی سلسلہ میں سالِ رواں ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ کے جلسہ میں حضرت الشاہ حافظ محمد یٰسین صاحب رح نگینوی نے قدم رنجہ فرما کر اس سیہ کار پر جس قدر شفقت و لطف کا مینہہ برسایا یہ ناکارہ اس کے شکر سے بھی قاصر ہے۔ ممدوح کے متعلق یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ آپ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں پھر آپ کے اوصاف جلیلہ یک سوئی تقدس منظہرِ انوار و برکات وغیرہ کے ذکر کی ضرورت نہیں رہتی۔ جلسہ سے فراغت پر ممدوح جب واپس مکان تشریف لے گئے تو گرامی نامہ، مکرمت نامہ، عزت نامہ سے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مجھے اس کا حکم فرمایا کہ فضائل قرآن میں ایک چہل حدیث جمع کرکے اس کا ترجمہ خدمت میں پیش کروں اور نیز یہ کہ اگر ممدوح کے حکم سے میں نے انحراف کیا تو وہ میرے جانشین شیخ اور مثیل والد چچا جان مولانا الحافظ مولوی محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے اس حکم کو مؤکد کرائیں گے اور بہرحال یہ خدمت ممدوح کو مجھ جیسے ناکارہ ہی سے لینا ہے۔ یہ افتخارنامہ اتفاقاً ایسی حالت میں پہنچا کہ میں سفر میں تھا اور میرے چچا جان یہاں تشریف فرماتے تھے۔ انھوں نے میری واپسی پر یہ گرامی نامہ اپنے تاکیدی حکم کے ساتھ میرے حوالے فرمایا کہ جس کے بعد نہ مجھے کسی معذرت کی گنجائش رہی اور نہ اپنی عدم اہلیت کے پیش کرنے کا موقع رہا۔ میرے لیے شرح موطا امام مالک کی مشغولیت بھی ایک قوی عذر تھا۔ مگر ارشاداتِ عالیہ کی اہمیت کی وجہ سے اس کو چند روز کے لیے ملتوی کرکے ماحضر خدماتِ عالیہ میں پیش کرتا ہوں اور ان لغزشوں سے جن کا وجود میری نااہلیت کیلیے لازم ہے معافی کا خواستگار ہوں۔

رَجَاءُ الْحَشْرِ فِیْ سِلْكِ مَنْ قَالَ فِیْهِمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِیْهًا وَكُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَافِعًا وَّشَهِیْدًا قَالَ الْعَلْقَمِیُّ اَلْحِفْظُ ضَبْطُ الشَّیْءِ وَمَنْعُهٗ مِنَ الضِّیَاعِ فَتَارَةً تَكُوْنُ حِفْظُ الْعِلْمِ بِالْقَلْبِ وَاِنْ لَمْ یَكْتُبْ وَتَارَةً فِی الْكِتَابِ وَاِنْ لَمْ یَحْفَظْهُ بِقَلْبِهٖ فَلَوْ حَفِظَ فِیْ كِتَابٍ ثُمَّ نَقَلَ اِلَی النَّاسِ دَخَلَ فِیْ وَعْدِ الْحَدِیْثِ وَقَالَ الْمُنَاوِیُّ قَوْلُهٗ مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَیْ نَقَلَ اِلَیْهِمْ بِطَرِیْقِ التَّخْرِیْجِ وَالْاِسْنَادِ وَقِیْلَ مَعْنٰی حِفْظِهَا اَنْ یَّنْقُلَهَا اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنْ لَمْ یَحْفَظْهَا وَلَا عَرَفَ مَعْنَاهَا وَقَوْلُهٗ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا صِحَاحًا اَوْ حِسَانًا قِیْلَ اَوْ ضِعَافًا یُعْمَلُ بِهَا فِیْ

اس جماعت کے ساتھ حشر ہونے کی امید میں جن کے بارے میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری امت کے لیے ان کے دینی امور میں چالیس حدیثیں محفوظ کرلیگا حق تعالیٰ شانہٗ اس کو قیامت میں عالم اٹھائے گا اور میں اس کے لیے سفارشی اور گواہ ہوں گا۔ علقمیؒ کہتے ہیں محفوظ کرنا شے کے منضبط کرنے اور ضائع ہونے سے حفاظت کا نام ہے۔ چاہے بغیر لکھے بر زبان یاد کرلے یا لکھ کر محفوظ کرلے۔ اگرچہ یاد نہ ہو پس اگر کوئی شخص کتاب میں لکھ کر دوسروں تک پہنچا دے وہ بھی حدیث کی بشارت میں داخل ہوگا۔ مناویؒ کہتے ہیں کہ میری امت پر محفوظ کرلینے سے مراد اُن کی طرف نقل کرنا ہے۔ سند کے حوالے کے ساتھ۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مسلمانوں تک پہنچانا ہے اگرچہ وہ بر زبان یاد نہ ہوں نہ ان کے معنی معلوم ہوں اسی طرح چالیسؔ حدیثیں بھی عام ہیں کہ سب صحیح ہوں یا حسن یا معمولی درجہ کی ضعیف جن پر فضائل میں عمل

Visit : www.Momeen.blogspot.com

الْفَضَائِلِ اَهُ فَلِلّٰهِ دَرُّ الْاِسْلَامِ مَا اَيْسَرَهٗ وَلِلّٰهِ دَرُّ اَهْلِهٖ مَا اَجْوَدَ مَا اسْتَنْبَطُوْا رَزَقَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِيَّاكُمْ كَمَالَ الْاِسْلَامِ وَمِمَّا لَابُدَّ مِنَ التَّنْبِيْهِ عَلَيْهِ اَنِّيْ اعْتَمَدْتُّ فِي التَّخْرِيْجِ عَلَى الْمِشْكٰوةِ وَتَخْرِيْجِهٖ وَشَرْحِهِ الْمِرْقَاةِ شَرْحِ الْاِحْيَاءِ لِلسَّيِّدِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُرْتَضٰى وَالتَّرْغِيْبِ لِلْمُنْذِرِيِّ وَمَا عَزَوْتُ اِلَيْهَا لِكَثْرَةِ الْاَخْذِ عَنْهَا وَمَا اَخَذْتُ عَنْ غَيْرِهَا عَزَوْتُهٗ اِلٰى مَاخَذِهٖ وَيَنْبَغِيْ لِلْقَارِئِ مُرَاعَاتُ اٰدَابِ التِّلَاوَةِ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ۔

جائز ہو۔ اللہ اکبر اسلام میں بھی کیا کیا سہولتیں ہیں۔ اور تعجب کی بات ہے کہ علماء نے بھی کس قدر باریکیاں نکالی ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ کمالِ اسلام مجھے بھی نصیب فرماویں اور تمھیں بھی۔ اس جگہ ایک ضروری امر پر متنبہ کرنا بھی لابدی ہے وہ یہ کہ میں نے احادیث کا حوالہ دینے میں مشکوٰۃ، تنقیح الرواۃ، مرقاۃ اور احیاء العلوم کی شرح اور منذری رح کی ترغیب پر اعتماد کیا ہے اور کثرت سے ان سے لیا ہے اس لیے ان کے حوالے کی ضرورت نہیں سمجھی، البتہ ان کے علاوہ کہیں سے لیا ہے تو اس کا حوالہ نقل کر دیا۔ نیز قاری کے لیے تلاوت کے وقت اس کے آداب کی رعایت بھی ضروری ہے۔

مقصود سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کلام مجید پڑھنے کے کچھ آداب بھی لکھ دیے جائیں کہ ع بے ادب محروم گشت از فضلِ رب۔ مختصر طور پر آداب کا خلاصہ یہ ہے کلام اللہ شریف معبود کا کلام ہے۔ محبوب و مطلوب کے فرمودہ الفاظ ہیں۔

جن لوگوں کو محبت سے کچھ واسطہ پڑا ہے وہ جانتے ہیں کہ معشوق کے خط کی، محبوب کی تقریر و تحریر کی کسی دل کھوئے ہوئے کے یہاں کیا وقعت ہوتی ہے اس کے ساتھ جو شیفتگی و فریفتگی کا معاملہ ہوتا ہے اور ہونا چاہیئے وہ قواعد و ضوابط سے بالا تر ہے ع محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھا دیگی اس وقت اگر جمالِ حقیقی اور انعاماتِ غیر متناہی کا تصور ہو تو محبت موجزن ہوگی اس کے ساتھ ہی وہ احکم الحاکمین کا کلام ہے سلطان السلاطین کا فرمان ہے۔ اس سطوت و جبروت والے بادشاہ کا قانون ہے کہ جس کی ہم سری نہ کسی بڑے سے بڑے سے ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ جن لوگوں کو سلاطین کے دربار سے کچھ واسطہ پڑ چکا ہے وہ تجربے سے اور جن کو سابقہ نہیں پڑا وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ سلاطینی فرامین کی ہیبت قلوب پر کیا ہو سکتی ہے۔ کلامِ الٰہی محبوب و حاکم کا کلام ہے اس لیے دونوں آداب کا مجموعہ اس کے ساتھ برتنا ضروری ہے۔

حضرت عکرمہ رضؓ جب کلام پاک پڑھنے کے لیے کھولا کرتے تھے تو بیہوش ہو کر گر جاتے تھے اور

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

زبان پر جاری ہو جاتا تھا هٰذَا كَلَامُ رَبِّيْ (یہ میرے رب کا کلام ہے۔ یہ میرے رب کا کلام ہے) یہ ان آداب کا اجمال ہے اور ان تفصیلات کا اختصار ہے جو مشائخ نے آداب تلاوت میں لکھے ہیں جن کی کسی قدر توضیح بھی ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جن کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ بندہ نوکر بن کر نہیں، چاکر بن کر نہیں بلکہ بندہ بن کر آقا و مالک محسن و منعم کا کلام پڑھے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنے کو قرأت کے آداب سے قاصر سمجھتا رہے گا وہ قرب کے مراتب میں ترقی کرتا رہے گا اور جو اپنے کو رضا و عجب کی نگاہ سے دیکھے گا وہ ترقی سے دور ہوگا۔

(آداب) مسواک اور وضو کے بعد کسی یکسوئی کی جگہ میں نہایت وقار و تواضع کے ساتھ رُو بہ قبلہ بیٹھے اور نہایت ہی حضورِ قلب اور خشوع کے ساتھ اس لطف سے جو اس وقت کے مناسب ہے اس طرح پڑھے کہ گویا خود حق سبحانہٗ و عزاسمہٗ کو کلام پاک سنا رہا ہے۔ اگر وہ معنی سمجھتا ہے تو تدبر و تفکر کے ساتھ آیات وعد و رحمت پر دعائے مغفرت و رحمت مانگے اور آیات عذاب و وعید پر اللہ سے پناہ چاہے کہ اس کے سوا کوئی بھی چارہ ساز نہیں۔ آیاتِ تنزیہ و تقدیس پر سبحان اللہ کہے اور از خود تلاوت میں رونا نہ آوے تو بہ تکلّف رونے کی سعی کرے۔ وَاَلَذُّ حَالَاتِ الْغَرَامِ لِمُغْرَمٍ ۔ شَكْوَى الْهَوٰى بِالْمَدْمَعِ الْمُهْرَاقِ

ترجمہ: کسی عاشق کے لیے سب سے زیادہ لذّت کی حالت یہ ہے کہ محبوب سے اس کا گلہ ہو رہا ہو اس طرح کہ آنکھوں سے بارش ہو پس اگر یاد کرنا مقصود نہ ہو تو پڑھنے میں جلدی نہ کرے۔ کلام پاک کو رحل یا تکیہ یا کسی اونچی جگہ پر رکھے تلاوت کے درمیان میں کسی سے کلام نہ کرے۔ اگر کوئی ضرورت پیش ہی آجائے تو کلام پاک بند کر کے بات کرے اور پھر اس کے بعد اعوذ پڑھ کر دوبارہ شروع کرے۔ اگر مجمع میں لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھنا افضل ہے ورنہ آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے۔ مشائخ نے تلاوت کے چھ آداب ظاہری اور چھ باطنی ارشاد فرمائے ہیں ظاہری آداب (اوّل) غایت احترام سے باوضو رو بہ قبلہ (دوم) پڑھنے میں جلدی نہ کرے ترتیل و تجوید سے پڑھے (سوم) رونے کی سعی کرے چاہے بہ تکلّف ہی کیوں نہ ہو (چہارم) آیات رحمت و آیات عذاب کا حق ادا کرے جیسا کہ پہلے گذر چکا (پنجم) اگر ریا کا احتمال ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی تکلیف و حرج کا اندیشہ ہو تو آہستہ پڑھے ورنہ آواز سے (ششم) خوش الحانی سے پڑھے کہ خوش الحانی سے کلام پاک پڑھنے کی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے باطنی آداب (اوّل) کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے (دوم) حق سبحانہٗ و تقدس کی علو شان اور رفعت و کبریائی کو دل میں رکھے جس کا کلام ہے (سوم) دل کو وساوس و خطرات سے پاک رکھے (چہارم) معانی کا تدبر کرے اور لذت کے ساتھ پڑھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب تمام رات اس آیت کو پڑھ کر گذار دی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. (ترجمہ) اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور مغفرت فرما دے تو عزت و حکمت والا ہے۔ سعید بن جُبیرؓ نے ایک رات اس آیت کو پڑھ کر صبح کر دی وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (او مجرمو آج قیامت کے دن فرماں برداروں سے الگ ہو جاؤ) (پنجم) جن آیات کی تلاوت کر رہا ہے دل کو ان کے تابع بنا دے مثلاً اگر آیت رحمت زبان پر ہے دل سرورِ محض بن جاوے اور آیتِ عذاب اگر آ گئی ہے تو دل لرز جائے (ششم) کانوں کو اس درجہ متوجہ بنا دے کہ گویا خود حق سبحانہٗ و تقدس کلام فرما رہے ہیں اور یہ سن رہا ہے حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے لطف و کرم سے مجھے بھی ان آداب کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمہیں بھی۔ مسئلہ اتنے قرآن شریف کا حفظ کرنا جس سے نماز ادا ہو جاوے ہر شخص پر فرض ہے اور تمام کلام پاک کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اگر کوئی بھی العیاذ باللہ حافظ نہ رہے تو تمام مسلمان گنہگار ہیں بلکہ زرکشی سے ملا علی قاریؒ نے نقل کیا ہے کہ جس شہر یا گاؤں میں کوئی قرآن پاک پڑھنے والا نہ ہو تو سب گنہگار ہیں۔ اس زمانۂ ضلالت و جہالت میں جہاں ہم مسلمانوں میں اور بہت سے دینی امور میں گمراہی پھیل رہی ہے وہاں ایک عام آوازہ یہ بھی ہے کہ قرآن شریف کے حفظ کرنے کو فضول سمجھا جا رہا ہے۔ اس کے الفاظ رٹنے کو حماقت بتلایا جاتا ہے۔ اس کے الفاظ یاد کرنے کو دماغ سوزی اور تضیع اوقات کہا جاتا ہے۔ اگر ہماری بد دینی کی یہی ایک وبا ہوتی تو اس پر کچھ تفصیل سے لکھا جاتا مگر یہاں ہر ادا مرض ہے اور ہر خیال باطل ہی کی طرف کھینچتا ہے، اس لیے کس کس چیز کو روئیے اور کس کس کا شکوہ کیجئے۔ فَاِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

(۱) عَنْ عُثْمَانَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاَبُوْدَاؤٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

حضرت عثمانؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن شریف کو سیکھے اور سکھائے۔

وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ هٰكَذَا فِي التَّرْغِيْبِ وَعَزَاهُ اِلٰى مُسْلِمٍ اَيْضًا لٰكِنْ حَكَى الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ اَنَّ مُسْلِمًا سَكَتَ عَنْهُ)

اکثر کتب میں یہ روایت واؤ کے ساتھ ہے جس کا ترجمہ لکھا گیا اس صورت میں فضیلت اس شخص کے لیے ہے جو کلام مجید سیکھے اور اس کے بعد دوسروں کو سکھائے۔ لیکن بعض کتب میں یہ روایت اَوْ کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ اس صورت میں بہتری اور فضیلت عام ہو گی کہ خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے دونوں کے لیے مستقل خیر و بہتری ہے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کلام پاک چونکہ اصل دین ہے اس کی بقاء واشاعت ہی پر دین کا مدار ہے اس لیے اس کے سیکھنے اور سکھانے کا افضل ہونا ظاہر ہے، کسی توضیح کا محتاج نہیں البتہ اس کی انواع مختلف ہیں۔ کمال اس کا یہ ہے کہ مطالب و مقاصد سمیت سیکھے اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ فقط الفاظ سیکھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا ارشاد حدیث مذکور کی تائید کرتا ہے جو سعید بن سلیمؓ سے مرسلاً منقول ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو حاصل کرلے اور پھر کسی دوسرے شخص کو جو کوئی اور چیز عطا کیا گیا ہو اپنے سے افضل سمجھے تو اس نے حق تعالیٰ شانہ کے اس انعام کی جو اپنے کلام پاک کی وجہ سے اس پر فرمایا ہے۔ تحقیر کی ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب کلام الٰہی سب کلاموں سے افضل ہے جیسا کہ مستقل احادیث میں آنے والا ہے تو اس کا پڑھنا پڑھانا یقیناً سب چیزوں سے افضل ہونا ہی چاہیئے ایک دوسری حدیث سے ملا علی قاریؒ نے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے کلام پاک کو حاصل کرلیا اس نے علوم نبوت کو اپنی پیشانی میں جمع کرلیا۔ سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اس کے کلام پاک کی محبت قلب میں ہو۔ شرح احیاء میں ان لوگوں کی فہرست میں جو قیامت کے ہولناک دن میں عرش کے سایہ کے نیچے رہیں گے ان لوگوں کو بھی شمار کیا ہے جو مسلمانوں کے بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے ہیں نیز ان لوگوں کو بھی شمار کیا ہے جو بچپن میں قرآن شریف سیکھتے ہیں اور بڑے ہو کر اس کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں۔

(۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ۔

(رواہ الترمذی والدارمی والبیہقی فی الشعب)

ابو سعیدؓ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ حق سبحانہ وتقدس کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی میں اسکو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ شانہ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ خود حق تعالیٰ شانہ کو تمام مخلوق پر۔

یعنی جس شخص کو قرآن پاک کے یاد کرنے یا جاننے اور سمجھنے میں اس درجہ مشغولی ہے کہ کسی دوسری دعا وغیرہ کے مانگنے کا وقت نہیں ملتا۔ میں دعا مانگنے والوں کے مانگنے سے بھی افضل چیز اس کو عطا کروں گا۔ دنیا کا مشاہدہ ہے کہ جب کوئی شخص شیرینی وغیرہ تقسیم کر رہا ہو اور کوئی مٹھائی لینے والا اس کے ہی کام میں مشغول ہو اور اس کی وجہ سے نہ آسکتا ہو تو یقیناً اس کا حصہ پہلے ہی نکال لیا جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں اسی موقعہ پر مذکور ہے کہ میں اس کو شکر گذار بندوں کے ثواب سے افضل ثواب عطا کروں گا۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۳) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ أَوِ الْعَقِيْقِ فَيَأْتِيَ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ إِثْمٍ وَلَا قَطِيْعَةِ رَحِمٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّنَا نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ أَفَلَا يَغْدُوْ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيُعَلِّمُ أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلٰثٌ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ ثَلٰثٍ وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَرْبَعٍ وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ۔ (رواہ مسلم وابوداؤد)

عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم لوگ صفہ میں بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ علی الصباح بازار بُطحان یا عقیق میں جاوے اور دو اونٹنیاں عمدہ سے عمدہ بلا کسی قسم کے گناہ اور قطع رحمی کے پکڑ لائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اسکو تو ہم میں سے ہر شخص پسند کریگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں جاکر دو آیتوں کا پڑھنا یا پڑھا دینا دو اونٹنیوں سے اور تین آیت کا تین اونٹنیوں سے اسی طرح چار کا چار سے افضل ہے اور ان کے برابر اونٹوں سے افضل ہے۔

صُفّہ۔ مسجد نبوی میں ایک خاص معین چبوترہ کا نام ہے جو فقراء مہاجرین کی نشست گاہ تھی۔ اصحاب صُفّہؓ کی تعداد مختلف اوقات میں کم و بیش ہوتی رہتی تھی۔ علامہ سیوطیؒ نے ایک سو ایک نام گنولئے ہیں اور مستقل رسالہ ان کے اسماء گرامی میں تصنیف کیا ہے۔ بطحان اور عقیق مدینہ طیبہ کے پاس دو جگہ ہیں جہاں اونٹوں کا بازار لگتا تھا۔ عرب کے نزدیک نہایت پسندیدہ چیز تھی بالخصوص اونٹنی، جس کا کوہان فربہ ہو۔ بغیر گناہ کا مطلب یہ ہے کہ بے محنت چیز اکثر یا چھین کر کسی سے لی جاتی ہے یا یہ کہ میراث وغیرہ میں کسی رشتہ دار کے مال پر قبضہ کرلے یا کسی کا مال چرالے۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی نفی فرمادی کہ بالکل بلا مشقت اور بدون کسی گناہ کے حاصل کرلینا جس قدر پسندیدہ ہے اس سے زیادہ بہتر و افضل ہے۔ چند آیات کا حاصل کرلینا۔ اور یقینی امر ہے کہ ایک دو اونٹ درکنار ہفت اقلیم کی سلطنت بھی اگر کسی شخص کو مل جاوے تو کیا، آج نہیں تو کل موت اس سے جبراً جدا کر دے گی۔ لیکن ایک آیت کا اجر ہمیشہ کے لیے ساتھ رہنے والی چیز ہے۔ دنیا ہی میں دیکھ لیجئے کہ آپ کسی شخص کو ایک روپیہ عطا فرمادیجئے اس کی اسکو مسرت ہوگی۔ بمقابلہ اس کے کہ ایک ہزار روپیہ اس کے حوالے کر دیں کہ اس کو اپنے ساتھ رکھ لے میں ابھی واپس آکر لے لوں گا کہ اس صورت میں بجز اس پر بار امانت کے اور کوئی فائدہ اس کو حاصل نہیں ہوگا، درحقیقت اس حدیث شریف میں فانی و باقی کے تقابل پر تنبیہ بھی مقصود ہے کہ آدمی اپنی حرکت و سکون پر غور کرلے کہ کسی فانی چیز پر اس کو ضائع کر رہا ہوں یا باقی رہنے والی چیز پر اور پھر حسرت ہے اُن اوقات پر جو باقی رہنے والا وبال کماتے ہوں۔ حدیث کا اخیر جملہ اور ان کے برابر اونٹوں سے افضل ہے تین مطالب

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کا محتمل ہے اوّل یہ کہ چار کے عدد تک بالتفصیل ارشاد فرمایا اور اس کے ما فوق[1] کو اجمالاً فرما دیا کہ جس قدر آیات کوئی شخص حاصل کرے گا اس کے بقدر اونٹوں سے افضل ہے۔ اس صورت میں اونٹوں سے جنس مراد ہے خواہ اونٹ ہوں یا اونٹنیاں۔ اور بیان ہے چار سے زیادہ کا، اس لیے کہ چار تک کا ذکر خود تصریحاً مذکور ہو چکا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ انہیں اعداد کا ذکر ہے جو پہلے مذکور ہو چکے۔ اور مطلب یہ ہے کہ رغبات مختلف ہوا کرتی ہیں کسی کو اونٹنی پسند ہے تو کوئی اونٹ کا گرویدہ ہے۔ اس لیے حضورؐ نے اس لفظ سے یہ ارشاد فرمایا کہ ہر آیت ایک اونٹنی سے بھی افضل ہے اور اگر کوئی شخص اونٹ سے محبت رکھتا ہو تو ایک آیت ایک اونٹ سے بھی افضل ہے۔ تیسرا مطلب یہ ہے کہ یہ بیان اُن ہی اعداد کا ہے جو پہلے ذکر کیے گئے چار سے زائد کا نہیں ہے۔ مگر دوسرے مطلب میں جو تقریر گزری کہ ایک اونٹنی یا ایک اونٹ سے افضل ہے، یہ نہیں بلکہ مجموعہ مراد ہے کہ ایک آیت ایک اونٹ اور ایک اونٹنی دونوں کے مجموعہ سے افضل ہے اسی طرح ہر آیت اپنے موافق عدد اونٹنی اور اونٹ دونوں کے مجموعے سے افضل ہے تو گویا نی آیت کا مقابلہ ایک جوڑے سے ہوا۔ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اسی مطلب کو پسند فرمایا ہے کہ اس میں فضیلت کی زیادتی ہے۔ اگرچہ یہ مراد نہیں کہ ایک آیت کا اجر ایک اونٹ یا دو اونٹ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ صرف تنبیہ اور تمثیل ہے۔ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ایک آیت جس کا ثواب دائمی اور ہمیشہ رہنے والا ہے ہفتِ اقلیم کی بادشاہت سے جو فنا ہو جانے والی ہے، افضل اور بہتر ہے۔

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ کے بعض تجارت پیشہ احباب نے ان سے درخواست کی کہ جہاز سے اترنے کے وقت حضرت جدہ تشریف فرما ہوں تاکہ جناب کی برکت سے ہمارے مال میں نفع ہو اور مقصود یہ تھا کہ تجارت کے منافع سے حضرت کے بعض خدام کو کچھ نفع حاصل ہو۔ اوّل تو حضرت نے عذر فرمایا۔ مگر جب انہوں نے اصرار کیا تو حضرت نے دریافت فرمایا کہ تمہیں زائد سے زائد جو نفع مال تجارت میں ہوتا ہے وہ کیا مقدار ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ مختلف ہوتا ہے زائد سے زائد ایک کے دو ہو جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس قلیل نفع کے لیے اس قدر مشقت اٹھاتے ہو۔ اتنی سی بات کے لیے ہم حرم محترم کی نماز کیسے چھوڑ دیں، جہاں ایک کے لاکھ ملتے ہوں۔" درحقیقت مسلمانوں کے غور کرنے کی جگہ ہے کہ وہ ذراسی دنیوی متاع کے خاطر کس قدر دینی منافع کو قربان کر دیتے ہیں۔

(۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ

حضرت عائشہؓ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن کا ماہر اُن ملائکہ کے

---

[1] زیادہ۔١٢

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اَلْکِرَامِ الْبَرَرَۃِ وَالَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَیَتَتَعْتَعُ فِیْہِ وَھُوَ عَلَیْہِ شَاقٌّ لَّہٗ اَجْرَانِ۔

(رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

ساتھ ہے جو میر منشی ہیں اور نیک کار ہیں۔ اور جو شخص قرآن شریف کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دُہرا اجر ہے۔

قرآن شریف کا ماہر وہ کہلاتا ہے جس کو یاد بھی خوب ہو اور پڑھتا بھی خوب ہو اور اگر معانی و مراد پر بھی قادر ہو تو پھر کیا کہنا۔ ملائکہ کے ساتھ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ بھی قرآن شریف کے لوح محفوظ سے نقل کرنے والے ہیں اور یہ بھی اس کا نقل کرنے والا اور پہنچانے والا ہے تو گویا دونوں ایک ہی مسلک پر ہیں یا یہ کہ حشر میں اُن کے ساتھ اجتماع ہوگا۔ اٹکنے والے کو دوہرا اجر ایک اس کی قرآت کا دوسرا اس کی مشقت کا جو اس بار بار کے اٹکنے کی وجہ سے جو برداشت کرتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ اس ماہر سے بڑھ جاوے۔ ماہر کے لیے جو فضیلت ارشاد فرمائی گئی ہے وہ اس سے بہت بڑھ کر ہے کہ مخصوص ملائکہ کے ساتھ اس کا اجتماع فرمایا ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس کے اٹکنے کی وجہ سے اس مشقت کا اجر مستقل ملے گا۔ لہٰذا اس عذر کی وجہ سے کسی کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے طبرانی اور بیہقی کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن شریف پڑھتا اور وہ یاد نہیں ہوتا تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے اور جو اس کو یاد کرنے کی تمنا کرتا رہے لیکن یاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا مگر وہ پڑھنا بھی نہیں چھوڑتا تو حق تعالے شانہ، اس کا حفاظ کے ساتھ حشر فرمائیں گے۔

(۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلٰی اِثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْقُرْآنَ فَھُوَ یَقُوْمُ بِہٖ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّھَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَھُوَ یُنْفِقُ مِنْہُ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّھَارِ۔

(رواہ البخاری والترمذی والنسائی)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں ایک وہ جس کو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے دوسرے وہ جس کو حق سبحانہٗ نے مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہے۔

قرآن شریف کی آیات اور احادیث کثیرہ کے عموم سے حسد کی بُرائی اور ناجائز ہونا مطلقاً معلوم ہوتا ہے۔ اس حدیث شریف سے دو آدمیوں کے بارے میں جواز معلوم ہوتا ہے چونکہ وہ روایات زیادہ مشہور و کثیر ہیں اس لیے علماء نے اس حدیث کے دو مطلب ارشاد فرمائے ہیں۔ اوّل یہ کہ حسد اس

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حدیث شریف میں رشک کے معنی میں ہے جس کو عربی میں غبطہ کہتے ہیں، حسد اور غبطہ میں فرق ہے کہ حسد میں کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ آرزو ہوتی ہے کہ اس کے پاس یہ نعمت نہ رہے خواہ اپنے پاس حاصل ہو یا نہ ہو۔ اور رشک میں اپنے پاس اس کے حصول کی تمنا و آرزو ہوتی ہے عام ہے کہ دوسرے سے زائل ہو یا نہ ہو۔ چونکہ حسد بالاجماع حرام ہے، اس لیے علماء نے اس لفظِ حسد کو مجازاً غبطہ کے معنی میں ارشاد فرمایا ہے جو دنیوی امور میں مباح ہے اور دینی امور میں مستحب۔ دوسرا مطلب یہ بھی ممکن ہے کہ بسا اوقات کلام علی سبیل الفرض والتقدیر مستعمل ہوتا ہے یعنی اگر حسد جائز ہوتا تو یہ دو چیزیں ایسی تھیں کہ ان میں جائز ہوتا۔

(۶) عَنْ أَبِي مُوسَىٰ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ۔
(رواه البخاري ومسلم والنسائي وابن ماجه)

ابو موسیٰؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے، اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور مزہ بھی لذیذ۔ اور جو مومن قرآن شریف نہ پڑھے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ خوشبو کچھ نہیں مگر مزہ شیریں ہوتا ہے اور جو منافق قرآن شریف نہیں پڑھتا اس کی مثال حنظل کے پھل کی سی ہے کہ مزہ کڑوا اور خوشبو کچھ نہیں اور جو منافق قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال خوشبو دار پھول کی سی ہے کہ خوشبو عمدہ اور مزہ کڑوا۔

مقصود اس حدیث سے غیر محسوس کو محسوس کے ساتھ تشبیہ دینا ہے تاکہ ذہن میں فرق کلام پاک کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں سہولت سے آجاوے ورنہ ظاہر ہے کہ کلام پاک کی حلاوت و مہک کے کیا نسبت ترنج و کھجور کو اگرچہ ان اشیاء کے ساتھ تشبیہ میں خاص نکات بھی ہیں جو علوم نبویہ سے تعلق رکھتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی وسعت کی طرف مشیر ہیں۔ مثلاً ترنج ہی کو لیجیے منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے، معدہ کو صاف کرتا ہے، ہضم میں قوت دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ یہ منافع ایسے ہیں کہ قرأتِ قرآن شریف کے ساتھ خاص مناسبت رکھتے ہیں۔ مثلاً منہ کا خوشبو دار ہونا، باطن کا صاف کرنا، روحانیت میں قوت پیدا کرنا۔ یہ منافع تلاوت میں ہیں جو پہلے منافع کے ساتھ بہت ہی مشابہت رکھتے ہیں۔ ایک خاص اثر ترنج میں یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ جس گھر میں ترنج ہو وہاں جن نہیں جا سکتا۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر کلام پاک کے ساتھ خاص مشابہت ہے بعض اطبا سے میں نے سنا ہے کہ ترنج سے حافظہ بھی قوی ہوتا ہے اور حضرت

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

علی کرم اللہ وجہٗ سے احیاء میں نقل کیا ہے کہ تین چیزیں حافظہ کو بڑھاتی ہیں:

(۱) مسواک اور (۲) روزہ اور (۳) تلاوت کلام اللہ شریف کی۔

ابوداؤد کی روایت میں اس حدیث کے ختم پر ایک اور مضمون نہایت ہی مفید ہے کہ بہتر ہمنشین کی مثال مشک والے آدمی کی سی ہے اگر تجھے مشک نہ مل سکا تو اس کی خوشبو تو کہیں گئی نہیں، اور بدتر ہمنشین کی مثال آگ کی بھٹی والے کی طرح سے ہے کہ اگر سیاہی نہ پہنچے تب بھی دھواں تو کہیں گیا ہی نہیں۔ نہایت ہی اہم بات ہے۔ آدمی کو اپنے ہم نشینوں پر بھی نظر کرنا چاہیئے کہ کس قسم کے لوگوں میں ہر وقت نشست و برخاست ہے۔

(۷) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ۔ (رواہ مسلم)

حضرت عمرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کتاب یعنی قرآن پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند مرتبہ کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔

یعنی جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں، عمل کرتے ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ ان کو دنیا و آخرت میں رفعت و عزت عطا فرماتے ہیں اور جو لوگ اس پر عمل نہیں کرتے حق سبحانہٗ و تقدس ان کو ذلیل کرتے ہیں۔ کلام اللہ شریف کی آیات سے بھی یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ ایک جگہ ارشاد ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا حق تعالیٰ شانہٗ اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ اس اُمت کے بہت سے منافق قاری ہوں گے۔ بعض مشائخ سے احیاء میں نقل کیا ہے کہ بندہ ایک سورۃ کلام پاک کی شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ فارغ ہو اور دوسرا شخص ایک سورۃ شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے ختم تک اس پر لعنت کرتے ہیں بعض علماء سے منقول ہے کہ آدمی تلاوت کرتا ہے اور خود اپنے اوپر لعنت کرتا ہے، اور اس کو خبر بھی نہیں ہوتی، قرآن شریف میں پڑھتا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ اور خود ظالم ہونے کی وجہ سے اس وعید میں داخل ہوتا ہے، اسی طرح پڑھتا ہے لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اور خود جھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کا مستحق ہوتا ہے۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عامر بن واثلہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے نافع بن عبدالحارث کو مکہ مکرمہ کا حاکم بنا رکھا تھا ان سے ایک مرتبہ دریافت فرمایا کہ جنگلات کا ناظم کس کو مقرر کر رکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ابن ابزیٰ کو حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ ابنؓ ابزیٰ کون شخص ہے۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ ہمارا ایک غلام ہے حضرت عمرؓ نے اعتراضاً فرمایا کہ غلام کو امیر کیوں بنا دیا۔ انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہے حضرت عمرؓ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کلام کی بدولت بہت سے لوگوں کے رفع درجات فرماتے ہیں اور بہت سوں کو پست کرتے ہیں۔

(۸) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلْقُرْاٰنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ لَهٗ ظَهْرٌ وَّبَطْنٌ وَّالْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ تُنَادِيْ اَلَا مَنْ وَّصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ. (رواه فی شرح السنۃ)

عبدالرحمٰنؓ بن عوف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گے ایک کلام پاک کہ جھگڑیگا بندوں سے، قرآن پاک کے لیے ظاہر ہے اور باطن دوسری چیز امانت ہے، اور تیسری رشتہ داری جو پکارے گی کہ جس شخص نے مجھ کو جوڑا اللہ اس کو اپنی رحمت سے ملادے اور جس نے مجھ کو توڑا اللہ اپنی رحمت سے اسکو جدا کر دے۔

ان چیزوں کے عرش کے نیچے ہونے سے مقصود ان کا کمال قرب ہے یعنی حق سبحانہٗ و تقدس کے عالی دربار میں بہت ہی قریب ہوں گی۔ کلام اللہ شریف کے جھگڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کی رعایت کی، اس کا حق ادا کیا، اس پر عمل کیا ان کی طرف سے دربار حق سبحانہٗ میں جھگڑے گا اور شفاعت کرے گا۔ ان کے درجے بلند کرائے گا۔ ملا علی قاریؒ نے بروایت ترمذی نقل کیا ہے کہ قرآن شریف بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے گا کہ اس کو جوڑا مرحمت فرمائیں تو حق تعالیٰ شانہٗ کرامت کا تاج مرحمت فرمادینگے پھر وہ زیادتی کی درخواست کرے گا تو حق تعالیٰ شانہٗ اکرام کا پورا جوڑا مرحمت فرمادیں گے۔ پھر وہ درخواست کرے گا کہ یا اللہ آپ اس شخص سے راضی ہوجائیں تو حق سبحانہٗ و تقدس اس سے رضا کا اظہار فرمادیں گے اور جب کہ دنیا میں محبوب کی رضا سے بڑھ کر کوئی بھی بڑی سے بڑی نعمت نہیں ہوتی تو آخرت میں محبوب کی رضا کا مقابلہ کون سی نعمت کر سکتی ہے اور جن لوگوں نے اس کی حق تلفی کی ہے ان سے اس بارے میں مطالبہ کرے گا کہ میری کیا رعایت کی میرا کیا حق ادا کیا۔ شرح احیاء میں امام صاحبؒ سے نقل کیا ہے کہ سال میں دو مرتبہ ختم کرنا قرآن شریف کا حق ہے۔ اب وہ حضرات جو کبھی بھول کر بھی تلاوت نہیں کرتے ذرا غور فرمالیں کہ اس قوی مقابل کے سامنے کیا جواب دہی کریں گے۔ موت بہرحال آنے والی

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

چیز ہے اس سے کسی طرح مفر نہیں۔ قرآن شریف کے ظاہر اور باطن ہونے کا مطلب ظاہر یہ ہے کہ ایک ظاہری معنی ہیں، جن کو ہر شخص سمجھتا ہے اور ایک باطنی معنی ہیں جن کو ہر شخص نہیں سمجھتا جس کی طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد نے اشارہ کیا ہے کہ جو شخص قرآن پاک میں اپنی رائے سے کچھ کہے اگر وہ صحیح بھی ہو تب بھی اس شخص نے خطا کی۔ بعض مشائخ نے ظاہر سے مراد اس کے الفاظ فرمائے ہیں کہ جن کی تلاوت میں ہر شخص برابر ہے اور باطن سے مراد اس کے معنی اور مطالب ہیں جو حسب استعداد مختلف ہوتے ہیں۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر علم چاہتے ہو تو قرآن پاک کے معانی میں غور و فکر کرو کہ اس میں اوّلین و آخرین کا علم ہے مگر کلام پاک کے معنی کے لیے جو شرائط و آداب ہیں ان کی رعایت ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ ہمارے زمانے کی طرح سے جو شخص عربی کے چند الفاظ کے معنی جان لے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بغیر کسی لفظ کے معنی جانے اردو ترجمے دیکھ کر اپنی رائے کو اس میں داخل کر دے۔ اہل فن نے تفسیر کے لیے پندرہ علوم پر مہارت ضرور بتلائی ہے۔ وقتی ضرورت کی وجہ سے مختصراً عرض کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جاوے گا کہ بطن کلام پاک تک رسائی ہر شخص کو نہیں ہو سکتی۔ اوّل لغت جس سے کلام پاک کے مفرد الفاظ کے معنی معلوم ہو جاویں مجاہدؒ کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو جائز نہیں کہ بدون معرفت لغاتِ عرب کے کلام پاک میں کچھ لب کشائی کرے اور چند لغات کا معلوم ہو جانا کافی نہیں۔ اس لیے کہ بسا اوقات لفظ چند معانی میں مشترک ہوتا ہے اور وہ ان میں سے ایک دو معنی جانتا ہے اور فی الواقع اس جگہ کوئی اور معنی مراد ہوتے ہیں۔ دوسرے نحو کا جاننا ضروری ہے اس لیے کہ اعراب کے تغیر و تبدل سے معنی بالکل بدل جاتے ہیں اور اعراب کی معرفت نحو پر موقوف ہے تیسرے صرف کا جاننا ضروری ہے اس لیے کہ بنا اور صیغوں کے اختلاف سے معانی بالکل مختلف ہو جاتے ہیں۔ ابن فارسؒ کہتے ہیں کہ جس شخص سے علم صرف فوت ہو گیا اس سے بہت کچھ فوت ہو گیا علامہ زمخشری اعجوباتِ تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کلام پاک کی آیت ﴿يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ (ترجمہ، جس دن کہ پکاریں گے ہم ہر شخص کو اس کے مقتداء اور پیش رو کے ساتھ) اس کی تفسیر صرف کی ناواقفیت کی وجہ سے یہ کی کہ جس دن پکاریں گے ہر شخص کو اُن کی ماؤں کے ساتھ۔ امام کا لفظ جو مفرد تھا اس کو اُم کی جمع سمجھ گیا اور اگر وہ صرف سے واقف ہوتا تو معلوم ہو جاتا کہ اُم کی جمع امام نہیں آتی چوتھے اشتقاق کا جاننا ضروری ہے اس لیے کہ لفظ جب کہ دو مادّوں سے مشتق ہو تو اس کے معنی مختلف ہوں گے جیسا کہ مسیح کا لفظ ہے کہ اس کا اشتقاق مسح سے بھی ہے جس کے معنی چھونے اور تر ہاتھ کسی چیز پر

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

پھیرنے کے ہیں اور مساحت سے بھی ہے جس کے معنی پیمائش کے ہیں۔ پانچویں علم معانی کا جاننا ضروری ہے، جس سے کلام کی ترکیبیں معنی کے اعتبار سے معلوم ہوتی ہیں۔ چھٹے علم بیان کا جاننا ضروری ہے جس سے کلام کا ظہور وخفا تشبیہ وکنایہ معلوم ہوتا ہے۔ ساتویں علم بدیع جس سے کلام کی خوبیاں تعبیر کے اعتبار سے معلوم ہوتی ہیں۔ یہ تینوں فن علم بلاغت کہلاتے ہیں۔ مفسر کے اہم علوم میں سے ہیں اس لیے کہ کلام پاک جو سراسر اعجاز ہے اسی سے اس کا اعجاز معلوم ہوتا ہے۔ آٹھویں علم قرأت کا جاننا بھی ضروری ہے اس لیے کہ مختلف قرأتوں کی وجہ سے مختلف معنی معلوم ہوتے ہیں اور بعض معنی کی دوسرے معنی پر ترجیح معلوم ہو جاتی ہے۔ نویں علم عقائد کا جاننا بھی ضروری ہے اس لیے کہ کلام پاک میں بعض آیات ایسی بھی ہیں جن کے ظاہری معنی کا اطلاق حق سبحانہٗ وتقدس پر صحیح نہیں۔ اس لیے ان میں کسی تاویل کی ضرورت پڑے گی۔ جیسے کہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ دسویں اصولِ فقہ کا معلوم ہونا ضروری ہے کہ جس سے وجوہِ استدلال واستنباط معلوم ہو سکیں۔ گیارہویں اسباب نزول کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ شانِ نزول سے آیت کے معنی زیادہ واضح ہوں گے اور بسا اوقات اصل معنی کا معلوم ہونا بھی شانِ نزول پر موقوف ہوتا ہے۔ بارھویں ناسخ ومنسوخ کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے تاکہ منسوخ شدہ احکام معمول بہا سے ممتاز ہو سکیں۔ تیرھویں علم فقہ کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ جزئیات کے احاطہ سے کلیات پہچانے جاتے ہیں۔ چودھویں ان احادیث کا جاننا ضروری ہے جو قرآن پاک کی مجمل آیات کی تفسیر واقع ہوئی ہیں۔

ان سب کے بعد پندرھواں وہ علم وہبی ہے جو حق سبحانہٗ وتقدس کا عطیۂ خاص ہے اپنے مخصوص بندوں کو عطا فرماتا ہے جس کی طرف اس حدیث شریف میں اشارہ ہے۔ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (جب کہ بندہ اس چیز پر عمل کرتا ہے جس کو جانتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ ایسی چیزوں کا علم عطا فرماتے ہیں جن کو وہ نہیں جانتا۔)

اسی کی طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے اشارہ فرمایا جبکہ ان سے لوگوں نے پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کچھ خاص علوم عطا فرمائے ہیں یا خاص وصایا جو عام لوگوں کے علاوہ آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے جنت بنائی اور جان پیدا کی اس فہم کے علاوہ کچھ نہیں ہے جس کو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کلام پاک کے سمجھنے کے لیے کسی کو عطا فرمادیں۔ ابن ابی الدنیا کا مقولہ ہے کہ علوم قرآن اور جو اس سے حاصل ہو وہ ایسا سمندر ہے کہ جس کا کنارہ نہیں یہ علوم جو بیان کئے گئے مفسر کے لیے بطور آلہ کے ہیں اگر کوئی شخص ان علوم کی واقفیت بغیر تفسیر کرے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تو وہ تفسیر بالرائے میں داخل ہے جس کی ممانعت آئی ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے لیے علوم عربیہ طبعاً حاصل تھے اور بقیہ علوم مشکوٰۃِ نبوّۃ نبوت سے مستفاد تھے۔ علامہ سیوطیؒ کہتے ہیں کہ شاید تجھے خیال ہو کہ علم وہبی کا حاصل کرنا بندہ کی قدرت سے باہر ہے لیکن حقیقت ایسی نہیں بلکہ اس کے حاصل کرنے کا طریقہ ان اسباب کا حاصل کرنا ہے جس پر حق تعالٰی شانہٗ اس کو مرتب فرماتے ہیں مثلاً علم پر عمل اور دنیا سے بے رغبتی وغیرہ وغیرہ۔

کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی تفسیر تین شخصوں پر ظاہر نہیں ہوتی۔ اوّل وہ جو علوم عربیہ سے واقف نہ ہو۔ دوسرے وہ شخص جو کسی کبیرہ پر مصر ہو یا بدعتی ہو کہ اس گناہ اور بدعت کی وجہ سے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معرفتِ قرآن سے قاصر رہتا ہے۔ تیسرے وہ شخص کہ کسی اعتقادی مسئلہ میں ظاہر کا قائل ہو اور کلام اللہ شریف کی جو عبارت اس کے خلاف ہو اس سے طبیعت اُچٹتی ہو، اس شخص کو بھی فہم قرآن سے حصّہ نہیں ملتا۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُمْ۔

(۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَؤُهَا۔

(رواه احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجة وابن حبان فی صحیحه)

عبداللہ بن عمروؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن، صاحب قرآن سے کہا جاوے گا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا بس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہونچے۔

صاحب القرآن سے بظاہر حافظ مراد ہے اور ملا علی قاریؒ نے بڑی تفصیل سے اس کو واضح کیا ہے کہ یہ فضیلت حافظ ہی کے لیے ہے۔ ناظرہ خواں اس میں داخل نہیں، اوّل اس وجہ سے کہ صاحبِ قرآن کا لفظ بھی اسی طرف مشیر ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ مسند احمد کی روایت میں ہے حَتّٰى يَقْرَأَ شَيْئًا مَّعَهٗ (یہاں تک کہ پڑھے جو کچھ قرآن شریف اس کے ساتھ ہے) یہ لفظ اس امر میں زیادہ ظاہر ہے کہ اس سے حافظ مراد ہے۔ اگرچہ محتمل وہ ناظرہ خواں بھی ہے جو کہ قرآن شریف بہت کثرت کے ساتھ پڑھتا ہو۔ مرقاۃ میں لکھا ہے وہ پڑھنے والا مراد نہیں جس کو قرآن لعنت کرتا ہو، یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ وہ قرآن کو پڑھتے ہیں اور قرآن، اُن کو لعنت کرتا ہے۔ اس لیے اگر کسی شخص کے عقائد وغیرہ درست نہ ہوں تو قرآن شریف

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کے پڑھنے سے اس کی مقبولیت پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ خوارج کے بارے میں بکثرت اس قسم کی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

ترتیل کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ ترتیل لغت میں صاف اور واضح طور سے پڑھنے کو کہتے ہیں۔ اور شرع شریف میں کئی چیز کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرنے کو کہتے ہیں۔ اولؔ حرفوں کو صحیح نکالنا یعنی اپنے مخرج سے پڑھنا تاکہ طا کی جگہ تا اور ضاد کی جگہ ظا نہ نکلے۔ دوسرےؔ وقوف کی جگہ پر اچھی طرح سے ٹھہرنا تاکہ وصل اور قطع کلام کا بے محل نہ ہو جاوے۔ تیسرےؔ حرکتوں میں اشباع کرنا یعنی زیر، زبر، پیش کو اچھی طرح سے ظاہر کرنا۔ چوتھے آواز کو تھوڑا سا بلند کرنا تاکہ کلام پاک کے الفاظ زبان سے نکل کر کانوں تک پہنچیں اور وہاں سے دل پر اثر کریں۔ پانچویںؔ آواز کو ایسی طرح سے درست کرنا کہ اس میں درد پیدا ہو جاوے اور دل پر جلدی اثر کرے کہ درد والی آواز دل پر جلدی اثر کرتی ہے اور اس سے روح کو قوت اور تاثر زیادہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اطبّا نے کہا ہے اور جس دوا کا اثر دل پر پہنچانا ہو اس کو خوشبو میں ملا کر دیا جائے کہ دل اس کو جلدی کھینچتا ہے اور جس دوا کا اثر جگر میں پہنچانا ہو اس کو شیرینی میں ملایا جائے کہ جگر مٹھائی کا جاذب ہے۔ اسی وجہ سے بندہ کے نزدیک اگر تلاوت کے وقت خوشبو کا خاص استعمال کیا جاوے تو دل پر تاثیر میں زیادہ تقویت ہو گی۔ چھٹے تشدید اور مد کو اچھی طرح ظاہر کیا جاوے کہ اس کے اظہار سے کلام پاک میں عظمت ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر میں اعانت ہوتی ہے۔ ساتویں آیاتِ رحمت و عذاب کا حق ادا کرے جیسا کہ تمہید میں گذر چکا۔ یہ سات چیزیں ہیں جن کی رعایت ترتیل کہلاتی ہے، اور مقصود ان سب سے صرف ایک ہے، یعنی کلام پاک کا فہم و تدبّر۔ حضرت ام المومنین اُمّ سلمہؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضورؐ کلام اللہ شریف کس طرح پڑھتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ سب حرکتوں کو بڑھاتے تھے یعنی زبر، زیر وغیرہ کو پورا نکالتے تھے، اور ایک ایک حرف الگ الگ ظاہر ہوتا تھا۔ ترتیل سے تلاوت مستحب ہے۔ اگرچہ معنی نہ سمجھتا ہو۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں ترتیل سے اَلْقَارِعَةُ اور اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھوں یہ بہتر ہے اس سے کہ بلا ترتیل سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پڑھوں۔

شُرّاح اور مشائخ کے نزدیک حدیث بالا کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کی ایک ایک آیت پڑھتا جا اور ایک ایک درجہ اوپر چڑھتا جا۔ اس لیے کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کے درجات کلام اللہ شریف کی آیات کے برابر ہیں۔ لہٰذا جو شخص جتنی آیات کا ماہر ہوگا اتنے ہی درجے اُوپر اس کا ٹھکانا ہوگا، اور جو شخص تمام کلام پاک کا ماہر ہوگا وہ سب سے اُوپر کے درجے میں ہوگا۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ قرآن پڑھنے والے سے اُوپر کوئی درجہ نہیں پس قراء آیات کی بقدر ترقی کریں گے۔ اور علامہ دانی سے اہلِ فن کا اس پر اتفاق نقل کیا ہے کہ قرآن شریف کی آیات چھ ہزار (۶۰۰۰) ہیں لیکن اس کے بعد کی مقدار میں (یعنی تعداد میں) اختلاف ہے اور اتنے اقوال نقل کئے ہیں۔ ۴۔ ۲۰۴۔ ۱۴۔ ۱۹۔ ۲۵۔ ۳۶۔

شرح احیاء میں لکھا ہے کہ ہر آیت ایک درجہ ہے جنت میں پس قاری سے کہا جاوے گا کہ جنت کے درجات پر اپنی تلاوت کے بقدر چڑھتے جاؤ۔ جو شخص قرآن پاک تمام پورا کرلے گا وہ جنت کے اعلیٰ درجے پر پہنچے گا، اور جو شخص کچھ حصّہ پڑھا ہوا ہوگا وہ اس کی بقدر درجات پر پہنچے گا۔ بالجملہ منتہائے ترقی منتہائے قرأت ہوگی۔ بندہ کے نزدیک حدیث بالا کا مطلب کچھ اور معلوم ہوتا ہے۔ فَاِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ وَاِنْ كَانَ خَطَأً فَمِنِّيْ وَمِنَ الشَّيْطٰنِ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْهُ بَرِيْئَانِ (اگر درست ہو تو حق تعالیٰ شانہٗ کی اعانت سے ہے اور اگر غلط ہو تو میری اپنی تقصیر سے ہے)

حاصل اس مطلب کا یہ ہے کہ حدیثِ بالا سے درجات کی وہ ترقی مراد نہیں جو آیات کے لحاظ سے فی آیت ایک درجہ ہے اس لیے کہ اس ترقی میں ترتیل سے پڑھنے نہ پڑھنے کو بظاہر کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ جب ایک آیت پڑھی جائے ایک درجہ کی ترقی ہوگی۔ عام ہے کہ ترتیل سے ہو یا بلا ترتیل بلکہ اس حدیث میں بظاہر دوسری ترقی باعتبار کیفیت مُراد ہے جس میں ترتیل سے پڑھنے نہ پڑھنے کو دخل ہے لہٰذا جس ترتیل سے دنیا میں پڑھتا تھا اُسی ترتیل سے آخرت میں پڑھ سکے گا اور اس کے موافق درجات میں ترقی ہوتی رہے گی۔ ملا علی قاری نے ایک حدیث سے نقل کیا ہے کہ اگر دنیا میں بہ کثرت تلاوت کرتا رہا تب تو اس وقت بھی یاد ہوگا ورنہ بھول جائے گا۔ اللہ جلّ شانہٗ اپنا فضل فرمادیں کہ ہم میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو والدین نے دینی شوق میں یاد کروایا تھا مگر وہ اپنی لاپرواہی اور بے توجہی سے دنیا ہی میں ضائع کر دیتے ہیں اور اس کے بالمقابل بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص قرآن پاک یاد کرتا ہوا اور اس میں محنت و مشقت برداشت کرتا ہوا مر جائے وہ حفاظ کی جماعت میں شمار ہوگا۔ حق تعالیٰ کے یہاں عطا میں کوئی کمی نہیں کوئی لینے والا ہو۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

(۱۰) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضـ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيْمٌ حَرْفٌ (رواه الترمذی وقال هٰذا حديث صحيح غريب اسنادا والدارمی)

ابن مسعود رضـ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے اس کے لیے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کی برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الٓمٓ ایک حرف ہے. بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف. میم ایک حرف۔

مقصود یہ ہے کہ جیسے اور جملہ اعمال میں پورا عمل ایک شمار کیا جاتا ہے، کلام پاک میں ایسے نہیں بلکہ اجزاء عمل بھی پورے عمل شمار کئے جاتے ہیں اور اس لیے تلاوتِ کلام پاک میں ہر ہر حرف ایک ایک نیکی شمار کی جاتی ہے اور ہر نیکی پر حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے (مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا جو شخص ایک نیکی لاوے اس کو دس نیکی کے بقدر اجر ملتا ہے) دس حصہ اجر کا وعدہ ہے اور یہ اقل درجہ ہے وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (حق تعالیٰ شانہٗ جس کے لیے چاہتے ہیں اجر زیادہ فرما دیتے ہیں) ہر حرف کو مستقل نیکی شمار کرنے کی مثال حضور ؐ نے ارشاد فرما دی کہ الٓمّٓ پورا ایک حرف شمار نہیں ہوگا، بلکہ الف، لام، میم علیحدہ علیحدہ حرف شمار کیے جائیں گے اور اس طرح پر الم کے مجموعہ پر تیس نیکیاں ہوگئیں اس میں اختلاف ہے کہ الم سے سورہ بقرہ کا شروع مراد ہے یا اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ مراد ہے۔ اگر سورۂ بقرہ کا شروع مراد ہے تو بظاہر مطلب یہ ہے کہ لکھے ہوئے حروف کا اعتبار ہے اور لکھنے میں چونکہ وہ بھی تین ہی حروف لکھے جاتے ہیں اس لیے تیس نیکیاں ہوئیں اور اگر اس سے سورۂ فیل کا شروع مراد ہے تو پھر سورۂ بقرہ کے شروع میں جو الٓمّٓ ہے وہ نو حروف ہیں ۔ اس لیے اس کا اجر نوّے ۹۰ نیکیاں ہوگئیں۔ بیہقی ؒ کی روایت میں ہے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ بسم اللہ ایک حرف ہے بلکہ ب س م یعنی علیحدہ علیحدہ حروف مراد ہیں۔

(۱۱) عَنْ مُعَاذِ ۣ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ

معاذ جہنی رضـ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فِیْ بُیُوْتِ الدُّنْیَا لَوْ کَانَتْ فِیْکُمْ فَمَا ظَنُّکُمْ بِالَّذِیْ عَمِلَ بِھٰذَا۔ (رواہ احمد وابوداؤد وصححہ الحاکم)

کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی۔ اگر وہ آفتاب تمھارے گھروں میں ہو۔ پس کیا گمان ہے تمھارا اس شخص کے متعلق جو خود عامل ہے۔

یعنی قرآن پاک کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی برکت یہ ہے کہ اس پڑھنے والے کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بہت زیادہ ہو اگر وہ آفتاب تمھارے گھروں میں ہو یعنی آفتاب اتنی دور سے اس قدر روشنی پھیلاتا ہے اگر وہ گھر کے اندر آجائے تو یقیناً بہت زیادہ روشنی اور چمک کا سبب ہوگا تو پڑھنے والے کے والدین کو جو تاج پہنایا جاوے گا اس کی روشنی اس روشنی سے زیادہ ہوگی جس کو گھر میں طلوع ہونے والا آفتاب پھیلا رہا ہے اور جب کہ والدین کے لیے یہ ذخیرہ ہے تو خود پڑھنے والے کے اجر کا خود اندازہ کر لیا جاوے کہ کس قدر ہوگا کہ جب اس کے طفیلیوں کا یہ حال ہے تو خود اصل کا حال بدرجہا زیادہ ہوگا۔ کہ والدین کو یہ اجر صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ وہ اس کے وجود یا تعلیم کا سبب ہوئے ہیں۔ آفتاب کے گھر میں ہونے سے جو تشبیہ دی گئی ہے اس میں علاوہ ازیں کہ قرب میں روشنی زیادہ محسوس ہوتی ہے ایک اور لطیف امر کی طرف اشارہ ہے وہ یہ جو چیز ہر وقت پاس رہتی ہے اس سے انس والفت زیادہ ہوتی ہے اس لیے آفتاب کی دوری کی وجہ سے جو اس سے بیگانگی ہے وہ ہر وقت کے قرب کی وجہ سے مُبدّل بہ اُنس ہو جاوے گی تو اس صورت میں روشنی کے علاوہ اس کے ساتھ موانست کی طرف بھی اشارہ ہے اور اس طرف بھی کہ وہ اپنی ہوگی کہ آفتاب سے اگرچہ ہر شخص نفع اٹھاتا ہے لیکن اگر وہ کسی کو ہبہ کر دیا جاوے تو اس کے لیے کس قدر افتخار کی چیز ہو۔

حاکمؒ نے بریدہؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کو ایک تاج پہنایا جاوے گا جو نور سے بنا ہوا ہوگا اور اس کے والدین کو ایسے دو جوڑے پہنائے جاویں گے کہ تمام دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ جوڑے کس صلہ میں ہیں تو ارشاد ہوگا کہ تمھارے بچے کے قرآن شریف پڑھنے کے عوض میں۔

جمع الفوائد میں طبرانی سے نقل کیا ہے کہ حضرت انسؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف سکھلاوے اس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو شخص حفظ کرائے اس کو قیامت میں چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جاوے گا اور اس کے بیٹے سے کہا جاوے گا کہ پڑھنا شروع کر جب بیٹا ایک آیت پڑھے گا باپ کا ایک درجہ بلند کیا جاوے گا حتیٰ کہ اسی طرح تمام قرآن شریف پورا ہو۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بچے کے قرآن شریف پڑھنے پر باپ کے لیے یہ فضائل ہیں اور اسی پر بس نہیں۔ دوسری بات بھی سن لیجئے کہ اگر خدا نخواستہ آپ نے اپنے بچے کو چار پیسے کے لالچ میں دین سے محروم رکھا تو یہ نہیں کہ آپ اس لازوال ثواب سے محروم رہیں گے۔ بلکہ اللہ کے یہاں آپ کو جواب دہی بھی کرنی پڑے گی آپ اس ڈر سے کہ یہ مولوی و حافظ پڑھنے کے بعد صرف مسجد کے مُلانے اور ٹکڑے کے محتاج بن جاتے ہیں۔ اس وجہ سے آپ اپنے لاڈلے بچے کو اس سے بچاتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ اس سے آپ اس کو تو دائمی مصیبت میں گرفتار کر ہی رہے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اپنے اوپر بھی بڑی سخت جواب دہی لے رہے ہیں حدیث کا ارشاد ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ الحدیث ہر شخص سے اس کے ماتحتوں اور دست نگروں کا بھی سوال ہوگا کہ ان کو کس قدر دین سکھلایا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ ان عیوب سے آپ بچنے اور بچانے کی کوشش کیجئے۔ مگر جوؤں کے ڈر سے کپڑا نہ پہننا کوئی عقل کی بات نہیں۔ البتہ اس کے صاف رکھنے کی ضرور کوشش چاہیئے بالجملہ اگر آپ اپنے بچے کو دین داری صلاحیت سکھلائیں گے۔ اپنی جواب دہی سے سُبکدوش ہوں گے اور اس وقت تک وہ زندہ رہے جس قدر نیک اعمال کرے گا۔ دعا و استغفار آپ کے لیے کرے گا۔ آپ کے لیے رفع درجات کا سبب بنے گا۔ لیکن دنیا کی خاطر چار پیسے کے لالچ سے آپ نے اس کو دین سے بے بہرہ رکھا تو یہی نہیں کہ خود آپ کو اپنی حرکت کا وبال بھگتنا پڑے گا جس قدر بداطواریاں فسق و فجور اس سے سرزد ہوں گے آپ کے نامۂ اعمال بھی اس ذخیرہ سے خالی نہ رہیں گے۔ خدا را اپنے حال پر رحم کھائیں۔ دنیا بہرحال گذر جانے والی چیز ہے اور موت ہر بڑی سے بڑی تکلیف کا خاتمہ ہے۔ لیکن جس تکلیف کے بعد موت بھی نہیں اس کا کوئی منتہا نہیں۔

(۱۲) عَنْ عُقْبَۃَ رضؓ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْجُعِلَ الْقُرْاٰنُ فِیْ اِھَابٍ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ مَا احْتَرَقَ (رواہ الدارمی)

عقبہؓ بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر رکھ دیا جاوے قرآن شریف کسی چمڑے میں پھر وہ آگ میں ڈال دیا جاوے تو نہ جلے۔

مشائخ حدیث اس روایت کے مطلب میں دو طرف گئے ہیں۔ بعض کے نزدیک چمڑے سے عام مُراد ہے جس جانور کا ہو اور آگ سے دنیوی آگ مراد ہے۔ اس صورت میں یہ مخصوص معجزہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص تھا۔ جیسا کہ اور انبیاء کے معجزے ان کے زمانے کے ساتھ خاص ہوئے ہیں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ چمڑے سے مراد آدمی کا چمڑا ہے، اور آگ سے جہنم۔ اس صورت میں یہ حکم عام ہوگا کسی زمانے کے ساتھ مخصوص نہ ہوگا یعنی جو شخص کہ حافظِ قرآن ہو اگر وہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کسی جرم میں جہنم میں ڈالا بھی جاوے گا تو آگ اس پر اثر نہ کرے گی۔ ایک روایت میں مامسته النار کا لفظ بھی آیا ہے یعنی آگ اس کو چھونے کی بھی نہیں۔ ابو امامہؓ کی روایت جس کو شرح السنہ سے ملا علی قاریؒ نے نقل کیا ہے اس دوسرے معنی کی تائید کرتی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قرآن شریف کو حفظ کیا کرو، اس لیے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس قلب کو عذاب نہیں فرماتے جس میں کلام پاک محفوظ ہو۔ یہ حدیث اپنے مضمون میں صاف اور نص ہے۔ جو لوگ حفظِ قرآن شریف کو فضول بتلاتے ہیں وہ خدارا ذرا ان فضائل پر غور کریں کہ یہی ایک فضیلت ایسی ہے جس کی وجہ سے ہر شخص کو حفظِ قرآن پر جان دیدینا چاہیے۔ اس لیے کون شخص ایسا ہوگا جس نے گناہ نہ کیے ہوں جس کی وجہ سے آگ کا مستحق نہ ہو۔

شرح احیاء میں اُن لوگوں کی فہرست میں جو قیامت کے ہولناک اور وحشت اثر دن میں اللہ کے سائے کے نیچے رہیں گے۔ حضرت علیؓ کی حدیث سے بروایت دیلمیؒ نقل کیا ہے کہ حاملین قرآن یعنی حفاظ اللہ کے سائے کے نیچے انبیاء اور برگزیدہ لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔

(۱۳) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَهٗ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ۔

(رواہ احمد والترمذی وقال ھذا حدیث غریب وحفص بن سلیمان الراوی لیس ھو بالقوی یضعف فی الحدیث ورواہ ابن ماجۃ والدارمی)

حضرت علیؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قرآن پڑھا، پھر اس کو حفظ یاد کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس کو جنت میں داخل فرمادیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمادیں گے۔ جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہو۔

دخولِ جنت ویسے تو ہر مومن کے لیے انشاء اللہ ہے ہی۔ اگرچہ بداعمالیوں کی سزا بھگت کر ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن حفاظ کے لیے یہ فضیلت ابتداء دخول کے اعتبار سے ہے۔ وہ دس شخص جن کے بارے میں شفاعت قبول فرمائی گئی وہ فساق و فجار ہیں جو مرتکب کبائر کے ہیں اس کے لیے کہ کفار کے بارے میں تو شفاعت ہے ہی نہیں حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (مشرکین پر اللہ نے جنت کو حرام کر دیا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالمین کا کوئی مدد گار نہیں) دوسری جگہ ارشاد ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لِلْمُشْرِكِيْنَ الآیۃ (نبی اور مسلمانوں کے لیے اس کی گنجائش نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں) وغیرہ وغیرہ۔ نصوص اس مضمون میں صاف ہیں کہ مشرکین کی مغفرت نہیں ہے اس لیے حُفّاظ کی شفاعت سے ان مسلمانوں شفاعت مُراد ہے جن کے معاصی کی وجہ سے ان کا جہنم میں داخل ہونا ضروری بن گیا تھا، جو لوگ جہنم سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں اُن کے لیے ضروری ہے کہ اگر وہ حافظ نہیں اور خود حفظ نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم اپنے کسی قریبی رشتہ داری کو حافظ بنادیں کہ اس کے طفیل یہ بھی اپنی بداعمالیوں کی سزا سے محفوظ رہ سکیں۔ اللہ کا کس قدر انعام ہے اس شخص[1] پر جس کے باپ، چچا، تائے، دادا، نانا، ماموں سب ہی حافظ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

(۱۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاقْرَءُوْهُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ تَعَلَّمَهٗ فَقَرَاَ وَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوْحُ رِيْحُهٗ كُلَّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهٗ فَرَقَدَ وَهُوَ فِیْ جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْكِیَ عَلٰى مِسْكٍ (رواه الترمذی والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان)

ابو ہریرہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن شریف کو سیکھو پھر اس کو پڑھو اس لیے کہ جو شخص قرآن شریف سیکھتا ہے اور پڑھتا ہے اور تہجد میں اس کو پڑھتا رہتا ہے اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہوئی ہو کہ اس کی خوشبو تمام مکان میں پھیلتی ہے اور جس شخص نے سیکھا اور پھر سو گیا اس کی مثال اس مشک کی تھیلی کی ہے جس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔

یعنی جس شخص نے قرآن پاک پڑھا اور اس کی خبر گیری کی، راتوں کو نماز میں تلاوت کی۔ اس کی مثال اس مشک دان کی سی ہے کہ جو کھلا ہوا ہو کہ اس کی خوشبو سے تمام مکان مہکتا ہے۔ اسی طرح اس حافظ کی تلاوت سے تمام مکان انوار و برکات سے معمور رہتا ہے اور اگر وہ حافظ سو جاوے یا غفلت کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تب بھی اس کے قلب میں جو کلامِ پاک ہے وہ تو بہر حال مشک ہی ہے۔ اس غفلت سے اتنا نقصان ہوا کہ دوسرے لوگ اس کی برکات سے محروم رہے لیکن اس کا قلب تو بہر حال اس مشک کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔

(۱۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِیْ لَيْسَ فِیْ جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔

عبداللہ بن عباسؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص کے قلب میں قرآن شریف کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں، وہ

---

[1] حضرت شیخ الحدیث زید مجدہم مولف کتاب ہذا۔ ۱۲

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(رواه الترمذی وقال هذا حدیث صحیح بمنزلہ ویران گھر کے ہے۔

ورواه الدارمی والحاکم وصححہ)

ویران گھر کے ساتھ تشبیہ دینے میں ایک خاص لطیفہ بھی ہے وہ یہ کہ خانۂ خالی را دیو میگرد اسی طرح جو قلب کلام پاک سے خالی ہوتا ہے، شیاطین کا اس پر تسلّط زیادہ ہوتا ہے۔ اس حدیث میں حفظ کی کس قدر تاکید فرمائی ہے کہ اس دل کو ویران گھر ارشاد ہوا ہے جس میں کلام پاک محفوظ نہیں، ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں کلام مجید پڑھا جاتا ہے اس کے اہل وعیال کثیر ہو جاتے ہیں اس میں خیر وبرکت بڑھ جاتی ہے۔ ملائکہ اس میں نازل ہوتے ہیں اور شیاطین اس گھر سے نکل جاتے ہیں اور جس گھر میں تلاوت نہیں ہوتی اس میں تنگی اور بے برکتی ہوتی ہے ملائکہ اس گھر سے چلے جاتے ہیں' شیاطین اس میں گھس جاتے ہیں۔ ابن مسعود سے منقول ہے اور بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ خالی گھر وہی ہے جس میں تلاوتِ قرآن شریف نہ ہوتی ہو۔

(۱۶) عَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ فِي الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِي غَيْرِ الصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ فِي غَيْرِ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّدَقَةُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ۔

(رواه البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عائشہ رضؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کی تلاوت بغیر نماز کی تلاوت سے افضل ہے اور بغیر نماز کی تلاوت تسبیح وتکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ روزہ سے افضل ہے۔ اور روزہ بچاؤ ہے آگ سے۔

تلاوت کا اذکار سے افضل ہونا ظاہر ہے اس لیے کہ یہ کلام الٰہی ہے اور پہلے معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو اوروں کے کلام پر وہی فضیلت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو فضیلت ہے مخلوق پر۔ ذکر اللہ کا افضل ہونا صدقہ سے اور روایت میں بھی وارد ہے اور صدقہ کا روزہ سے افضل ہونا جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے دوسری بعض روایات کے خلاف ہے جن سے روزہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے لیکن یہ احوال کے اعتبار سے مختلف ہے۔ بعض حالتوں میں روزہ افضل ہے اور بعض میں صدقہ، اسی طرح لوگوں کے اعتبار سے بھی مختلف ہے۔ بعض لوگوں کے لیے روزہ افضل ہے اور جبکہ روزہ آگ سے بچاؤ ہے جس کا درجہ اس روایت میں سب سے اخیر میں ہے تو پھر تلاوت کلام اللہ کا کیا کہنا جو سب سے اوّل ہے۔ صاحب احیاء نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے نقل کیا ہے کہ جس

شخص نے نماز میں کھڑے ہو کر کلام پاک پڑھا اس کو ہر حرف پر سو نیکیاں ملیں گی اور جس شخص نے نماز میں بیٹھ کر پڑھا اس کے لیے پچاس نیکیاں اور جس نے بغیر نماز کے وضو کے ساتھ پڑھا اس کے لیے پچیس نیکیاں اور جس نے بلا وضو پڑھا اس کے لیے دس نیکیاں اور جو شخص پڑھے نہیں بلکہ صرف پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سنے اس کے لیے بھی ہر حرف کے بدلے ایک نیکی۔

(۱۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اِذَا رَجَعَ اِلٰی اَهْلِهٖ اَنْ یَّجِدَ فِیْهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلَاثُ اٰیَاتٍ یَقْرَءُ بِهِنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِهٖ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلٰثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ۔ (رواہ مسلم)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ جب گھر واپس آئے تو تین اونٹنیاں حاملہ بڑی اور موٹی اس کو مل جاویں ہم نے عرض کیا بیشک ضرور پسند کرتے ہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ تین آیتیں جس کو تم میں سے کوئی نماز میں پڑھ لے۔ وہ تین حاملہ بڑی اور موٹی اونٹنیوں سے افضل ہیں۔

اس سے ملتا جلتا مضمون حدیث ۳ میں گذر چکا ہے، اس حدیث شریف میں چونکہ نماز میں پڑھنے کا ذکر ہے اور وہ بغیر نماز پڑھنے سے افضل ہے اس لیے تشبیہ حاملہ اونٹنیوں سے دی گئی اس لیے کہ وہاں بھی دو عبادتیں ہیں۔ نماز اور تلاوت۔ ایسے ہی یہاں بھی دو چیزیں ہیں اونٹنی اور اس کا حمل۔ میں حدیث ۳ کے فائدے میں لکھ چکا ہوں کہ اس قسم کی احادیث سے صرف تشبیہ مراد ہوتی ہے۔ ورنہ ایک آیت کا باقی اجر ہزار فانی اونٹنیوں سے افضل ہے۔

(۱۸) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْسِ الثَّقَفِیْ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةُ الرَّجُلِ الْقُرْاٰنَ فِیْ غَیْرِ الْمُصْحَفِ اَلْفُ دَرَجَةٍ وَقِرَاءَتُهٗ فِی الْمُصْحَفِ تُضْعَفُ عَلٰی ذٰلِكَ اِلٰی اَلْفَیْ دَرَجَةٍ (رواه البيهقي في شعب الايمان)

اوس ثقفیؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ کلام اللہ شریف کا حفظ پڑھنا ہزار درجہ ثواب رکھتا ہے اور قرآن پاک میں دیکھ کر پڑھنا دو ہزار تک بڑھ جاتا ہے۔

حافظ قرآن کے متعدد فضائل پہلے گزر چکے ہیں اس حدیث شریف میں جو دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ قرآن پاک کے دیکھ کر پڑھنے میں تدبر اور فکر کے زیادہ ہونے کے علاوہ کئی عبادتوں کو متضمن ہے۔ قرآن پاک کو دیکھنا، اس کو چھونا وغیرہ وغیرہ اس وجہ سے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

یہ افضل ہوا، چونکہ روایات کا مفہوم مختلف ہے اسی وجہ سے علماء نے اس میں اختلاف فرمایا ہے کہ کلام پاک کا حفظ پڑھنا افضل ہے یا دیکھ کر۔ ایک جماعت کی رائے کہ حدیث بالا کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ اس میں غلط پڑھنے سے امن رہتا ہے۔ قرآن پاک پر نظر رہتی ہے قرآن شریف کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے۔ دوسری جماعت دوسری روایت کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ حفظ پڑھنا زیادتیٔ خشوع کا سبب ہوتا ہے، ریا سے دور ہوتا ہے اور نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ حفظ پڑھنے کی تھی، حفظ کو ترجیح دیتی ہے۔ امام نوویؒ نے اس میں یہ فیصلہ کیا ہے فضیلت آدمیوں کے لحاظ سے مختلف ہے بعض کے لیے دیکھ کر پڑھنا افضل ہے جس کو اس میں تدبر و تفکر زیادہ حاصل ہوتا ہو اس کے لیے حفظ پڑھنا افضل ہے۔

حافظ نے بھی فتح الباری میں اسی تفصیل کو پسند کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے پاس کثرت تلاوت کی وجہ سے دو کلام مجید پھٹے تھے۔ عمرو بن میمون نے شرح احیاء میں نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر قرآن شریف کھولے اور بقدر سو آیت کے پڑھ لے، تمام دنیا کی بقدر اس کا ثواب لکھا جاتا ہے قرآن شریف کا دیکھ کر پڑھنا نگاہ کے لیے مفید بتلایا جاتا ہے۔ ابو عبیدہؓ نے حدیث مسلسل نقل کی ہے جس میں ہر راوی نے کہا ہے کہ مجھے آنکھوں کی شکایت تھی تو اُستاد نے قرآن شریف دیکھ کر پڑھنے کو بتلایا۔ حضرت امام شافعی صاحبؒ بسا اوقات عشاء کے بعد قرآن شریف کھولتے تھے اور صبح کی نماز کے وقت بند کرتے تھے۔

(۱۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاؤُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ (رواه البيهقي في شعب الايمان)

عبداللہ بن عمرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگتا ہے پوچھا گیا کہ حضورﷺ ان کی صفائی کی کیا صورت ہے آپ نے فرمایا کہ موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

یعنی گناہوں کی کثرت اور اللہ جل شانہٗ کی یاد سے غفلت کی وجہ سے دلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگ جانے سے زنگ لگ جاتا ہے اور کلام پاک کی تلاوت اور موت کی یاد اُن کے لیے صیقل کا کام دیتا ہے۔ دل کی مثال ایک آئینہ کی سی ہے جس قدر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وہ دھندلا ہوگا معرفت کا انعکاس اس میں کم ہوگا اور جس قدر صاف اور شفاف ہوگا اسی قدر اس میں معرفت کا انعکاس واضح ہوگا۔ اسی لیے آدمی جس قدر معاصیٔ شہوانیہ یا شیطانیہ میں مبتلا ہوگا اسی قدر معرفت سے دور ہوگا اور اسی آئینہ کے صاف کرنے کے لیے مشائخ سلوک ریاضات و مجاہدات اذکار و اشغال تلقین فرماتے ہیں۔ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اس کے قلب میں پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ نقطہ زائل ہو جاتا ہے اور اگر دوسرا گناہ کر لیتا ہے تو دوسرا نقطہ پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح سے اگر گناہوں میں بڑھتا رہتا ہے تو شدہ شدہ اُن نقطوں کی کثرت سے دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس قلب میں خیر کی طرف رغبت ہی نہیں رہتی، بلکہ شر ہی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ۔

اسی کی طرف قرآن پاک کی اس آیت میں اشارہ ہے: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (بے شک ان کے قلوب پر زنگ جما دیا اُن کی بداعمالیوں نے) ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو واعظ چھوڑتا ہوں ایک بولنے والا دوسرا خاموش، بولنے والا قرآن شریف ہے اور خاموش، موت کی یاد۔ حضورؐ کا ارشاد سر آنکھوں پر، مگر واعظ تو اس کے لیے ہو جو نصیحت قبول کرے، نصیحت کی ضرورت سمجھے، جہاں سرے سے دین ہی بیکار ہو، ترقی کی راہ میں مانع ہو، وہاں نصیحت کی ضرورت کسے اور نصیحت کریگی کیا۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ پہلے لوگ قرآن شریف کو اللہ کا فرمان سمجھتے تھے۔ رات بھر اس میں غور و تدبر کرتے تھے اور دن کو اس پر عمل کرتے تھے اور تم لوگ اس کے حروف اور زبر و زیر تو بہت درست کرتے ہو مگر اس کو فرمانِ شاہی نہیں سمجھتے، اس میں غور و تدبر نہیں کرتے۔

(۲۰) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شَرَفًا يَتَبَاهَوْنَ بِهٖ وَاِنَّ بَهَاءَ اُمَّتِيْ وَشَرَفَهَا الْقُرْاٰنُ (رواہ فی الحلیۃ)

حضرت عائشہ رضؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ہر چیز کے لیے کوئی شرافت و افتخار ہوا کرتا ہے جس سے وہ تفاخر کیا کرتا ہے میری اُمت کی رونق اور افتخار قرآن شریف ہے۔

یعنی لوگ اپنے آباؤ و اجداد سے، خاندان سے اور اسی طرح بہت سی چیزوں سے اپنی شرافت و بڑائی ظاہر کیا کرتے ہیں۔ میری اُمت کے لیے ذریعہ افتخار کلام اللہ شریف ہے کہ اس کے پڑھنے سے اسکے یاد کرنے سے، اس کے پڑھانے سے، اس پر عمل کرنے سے غرض اس کی ہر چیز قابلِ افتخار ہے اور کیوں نہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

محبوب کا کلام ہے، آقا کا فرمان ہے، دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا شرف بھی اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ نیز دنیا کے جس قدر کمالات ہیں وہ آج نہیں تو کل زائل ہونے والے ہیں لیکن کلام پاک کا شرف و کمال دائمی ہے کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ قرآن شریف کے چھوٹے چھوٹے اوصاف بھی ایسے ہیں کہ افتخار کے لیے ان میں کا ہر ایک کافی ہے چہ جائیکہ اس میں وہ سب اوصاف کامل طور پر پائے جاتے ہیں مثلاً اس کی حسن تالیف، حسن سیاق، الفاظ کا تناسب، کلام کا ارتباط، گذشتہ اور آئندہ واقعات کی اطلاع، لوگوں کے متعلق ایسے طعن کہ وہ اگر اس کی تکذیب بھی کرنا چاہیں تو نہ کر سکیں جیسے کہ یہود کا باوجود ادعائے محبت کے موت کی تمنا نہ کر سکنا۔ نیز سننے والے کا اس سے متاثر ہونا، پڑھنے والے کا کبھی نہ اُکتانا حالانکہ ہر کلام خواہ وہ کتنا ہی دل کو پیارا معلوم ہوتا ہو مجنوں بنا دینے والے محبوب کا خط ہی کیوں نہ ہو، دن میں دس دفعہ پڑھنے سے دل نہ اکتائے تو بیس دفعہ سے اکتا جائے گا، بیس سے نہ سہی چالیس سے اکتا جاوے گا، بہر حال اکتا دے گا۔ مگر کلام پاک کا رکوع یاد کیجیے، دو سو مرتبہ پڑھیے چار سو مرتبہ پڑھیے، عمر بھر پڑھتے رہیے۔ کبھی نہ اُکتا دے گا۔ اگر کوئی عارض پیش آجائے تو وہ خود عارضی ہوگا اور جلد زائل ہو جانے والا، جتنی کثرت کیجیے اتنی ہی طراوت اور لذت میں اضافہ ہوگا وغیرہ وغیرہ یہ امور ایسے ہیں کہ اگر کسی کے کلام میں ان میں سے ایک بھی پایا جاوے خواہ پورے طور سے نہ ہو تو اس پر کتنا افتخار کیا جاتا ہے۔ پھر جب کہ کسی کلام میں یہ سب کے سب امور علیٰ وجہ الکمال پائے جاتے ہوں تو اس سے کتنا افتخار ہوگا۔ اس کے بعد ایک لمحہ ہمیں اپنی حالت پر بھی غور کرنا ہے ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جن کو اپنے حافظِ قرآن ہونے پر فخر ہے یا ہماری نگاہ میں کسی کا حافظِ قرآن ہونا باعثِ شرف ہے، ہماری شرافت، ہمارا افتخار اونچی اونچی ڈگریوں سے بڑے بڑے القاب سے دنیوی جاہ و جلال اور مرنے کے بعد چھوٹ جانے والے مال و متاع سے ہے۔ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی۔

(۲۱) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ عَلَیْكَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ رَاْسُ الْاَمْرِ کُلِّہٖ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زِدْنِیْ قَالَ عَلَیْكَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّہٗ نُوْرٌ لَّكَ فِی الْاَرْضِ وَ ذُخْرٌ لَّكَ فِی السَّمَآءِ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ فی حدیث طویل)

ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں، حضورؐ نے فرمایا تقویٰ کا اہتمام کرو کہ تمام امور کی جڑ ہے میں نے عرض کیا کہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی ارشاد فرمادیں تو حضورؐ نے فرمایا کہ تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرو کہ دنیا میں یہ نور ہے اور آخرت میں ذخیرہ۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تقویٰ حقیقتاً تمام امور کی جڑ ہے، جس دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہو جاوے اس سے پھر کوئی بھی معصیت نہیں ہوتی اور نہ پھر اس کو کسی قسم کی تنگی پیش آتی ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (جو شخص تقویٰ حاصل کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لیے ہر ضیق میں کوئی راستہ نکال دیتے ہیں اور اس طرح اس کو روزی پہنچاتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا)

تلاوت کا نور ہونا پہلی روایات سے بھی معلوم ہو چکا۔ شرح احیاء میں معرفۃ ابو نعیمؒ سے نقل کیا ہے کہ حضرت باسطؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ذکر کیا کہ جن گھروں میں کلام پاک کی تلاوت کی جاتی ہے، وہ مکانات آسمان والوں کے لیے ایسے چمکتے ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لیے آسمان پر ستارے۔ یہ حدیث ترغیب وغیرہ میں اتنی ہی نقل کی گئی۔ یہ مختصر ہے اصل روایت بہت طویل ہے جس کو ابن حبانؒ وغیرہ سے ملا قاریؒ نے مفصل اور سیوطیؒ نے کچھ مختصر نقل کیا ہے اگرچہ ہمارے رسالہ کے مناسب اتنا ہی جزو ہے جو اوپر گذر چکا۔ مگر چونکہ پوری حدیث بہت سے ضروری اور مفید مضامین پر مشتمل ہے اس لیے تمام حدیث کا مطلب نقل کیا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے کل کتابیں کس قدر نازل فرمائی ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ سو صحائف اور چار کتابیں، پچاس ۵۰ صحیفے حضرت شیثؑ پر اور تیس صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر اور دس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور دس صحیفے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات سے پہلے اور ان کے علاوہ چار کتابیں تورات، انجیل، زبور اور قرآن شریف نازل فرمائی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم کے صحیفوں میں کیا چیز تھی؟ ارشاد فرمایا کہ وہ سب ضرب المثلیں تھیں مثلاً او تسلّط و مغرور بادشاہ میں نے تجھ کو اس لیے نہیں بھیجا تھا تو پیسہ پر پیسہ جمع کرتا رہے میں نے تجھے اس لیے بھیجا تھا کہ مجھ تک مظلوم کی فریاد نہ پہنچنے دے تو پہلے ہی اس کا انتظام کردے اس لیے کہ میں مظلوم کی فریاد کو رد نہیں کرتا اگرچہ فریادی کافر ہی کیوں نہ ہو بندۂ ناچیز کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہؓ کو امیر اور حاکم بنا کر بھیجا کرتے تھے تو منجملہ اور نصائح کے اس کو بھی اہتمام سے فرمایا کرتے تھے۔ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ کہ مظلوم کی بد دعا سے بچنا اس لیے کہ اس کے اور اللہ جل شانہٗ کے درمیان میں حجاب اور واسطہ نہیں ہے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن   اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

نیز ان صحیفوں میں یہ بھی تھا کہ عاقل کے لئے ضروری ہے جب تک کہ وہ مغلوب العقل نہ ہوجائے کہ اپنے تمام اوقات کو تین حصوں پر منقسیم کرے، ایک حصّہ میں اپنے رب کی عبادت کرے اور ایک حصہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور سوچے کہ کتنے کام اچھے کئے اور کتنے بُرے اور ایک حصّہ کو کسبِ حلال میں خرچ کرے۔ عاقل پر یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے اوقات کی نگہبانی کرے۔ اپنے حالات کی درستگی کے فکر میں رہے۔ اپنی زبان کی فضول گوئی اور بے نفع گفتگو سے حفاظت کرے، جو شخص اپنے کلام کا محاسبہ کرتا رہے گا اس کی زبان بے فائدہ کلام میں کم چلے گی۔ عاقل کے لئے ضرور ہے کہ تین چیزوں کے علاوہ سفر نہ کرے یا آخرت کے لئے توشہ مقصود ہو یا کچھ فکر معاش ہو یا تفریح بشرطیکہ مباح ہو، میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا چیز تھی؟ ارشاد فرمایا کہ سب کی سب عبرت کی باتیں تھیں مثلاً میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر کہ جس کو موت کا یقین ہو پھر کسی بات پر خوش ہو (اس لئے کہ جب کسی شخص کو مثلاً یقین ہو جاوے کہ مجھے پھانسی کا حکم ہوچکا، عنقریب سولی پر چڑھنا ہے، پھر وہ کسی چیز سے خوش نہیں ہوسکتا) میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر کہ اس کو موت کا یقین ہے پھر وہ ہنستا ہے۔ میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر جو دنیا کے حوادث، تغیرات، انقلابات ہر وقت دیکھتا ہے، پھر دنیا پر اطمینان کرلیتا ہے، میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر کہ جس کو تقدیر کا یقین ہے، پھر رنج و مشقت میں مبتلا ہوتا ہے، میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر جس کو عنقریب حساب کا یقین ہے پھر نیک اعمال نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ حضورؐ نے سب سے اوّل تقویٰ کی وصیّت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمام اُمور کی بنیاد اور جڑ ہے۔ میں نے عرض کیا کچھ اور بھی اضافہ فرمادیجئے۔ ارشاد ہوا کہ تلاوتِ قرآن اور ذکر اللہ کا اہتمام کر کہ یہ دنیا میں نور ہے اور آسمان میں ذخیرہ ہے۔ میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد ہوا کہ زیادہ ہنسی سے احتراز کر کہ اس سے دل مرجاتا ہے اور چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے (یعنی ظاہر و باطن دونوں کو نقصان پہنچا دینے والی چیز ہے) میں نے اور اضافہ کی درخواست کی تو ارشاد ہوا کہ جہاد کا اہتمام کر کہ میری امت کیلئے یہی رہبانیت ہے (راہب پہلی اُمتوں میں وہ لوگ کہلاتے تھے کہ جو دنیا کے سب تعلقات منقطع کر کے اللہ والے بن جاویں) میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد ہوا کہ فقراء اور مساکین کے ساتھ میل جول رکھ، ان کو دوست بنا، ان کے پاس بیٹھا کر۔ میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد ہوا کہ اپنے سے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کم درجے والے پر نگاہ رکھا کر، (تاکہ شکر کی عادت ہو) اپنے سے اوپر کے درجہ والوں کو مت دیکھ مبادا اللہ کی نعمتوں کی جو تجھ پر ہیں تحقیر کرنے لگے۔ میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد ہوا کہ تجھے اپنے عیوب لوگوں پر حرف گیری سے روک دیں اور ان کے عیوب پر اطلاع کی کوشش مت کر کہ تو اُن میں خود مبتلا ہے تجھے عیب لگانے کے لیے کافی ہے کہ تو لوگوں میں ایسے عیب پہچانے جو تجھ میں خود موجود ہیں اور تو ان سے بے خبر ہے اور ایسی باتیں ان میں پکڑے جن کو تو خود کرتا ہے پھر حضورؐ نے اپنا دست شفقت میرے سینہ پر مار کر ارشاد فرمایا کہ ابو ذر تدبیر کی برابر کوئی عقل مندی نہیں اور ناجائز امور سے بچنے کی برابر تقویٰ نہیں اور خوش خلقی سے بڑھ کر کوئی شرافت نہیں اھ۔ اس میں خلاصہ اور مطلب کا زیادہ لحاظ کیا گیا۔ تمام الفاظ کے ترجمہ کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

(۲۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ۔

(رواہ مسلم و ابو داؤد)

ابو ہریرہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر تلاوتِ کلام پاک اور اس کا دَور نہیں کرتی مگر ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں، اور حق تعالیٰ شانہٗ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔

اس حدیث شریف میں مکاتب اور مدرسوں کی خاص فضیلت ذکر فرمائی گئی جو بہت سی انواع اکرم کو شامل ہے۔ ان میں سے ہر ہر اکرام ایسا ہے کہ جس کے حاصل کرنے میں اگر کوئی شخص اپنی تمام عمر خرچ کر دے تب بھی ارزاں ہے۔ پھر چہ جائیکہ ایسے ایسے متعدد انعامات فرمائے جاویں بالخصوص آخری فضیلت آقا کے دربار میں ذکر محبوب کی مجلس میں یاد ایک ایسی نعمت ہے جس کا مقابلہ کوئی چیز بھی نہیں کر سکتی۔

سکینہ کا نازل ہونا متعدد روایات میں وارد ہوا ہے، اس کے مصداق میں مشائخ حدیث کے چند قول ہیں لیکن ان میں کوئی ایسا اختلاف نہیں کہ جس سے آپس میں کچھ تعارض ہو بلکہ سب کا مجموعہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ حضرت علیؓ سے سکینہ کی تفسیر یہ نقل کی گئی کہ وہ ایک خاص ہوا ہے جس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کا چہرہ انسان کے چہرہ جیسا ہوتا ہے۔ علامہ سدیؒ سے نقل کیا گیا کہ وہ جنت کے ایک طشت کا نام ہے جو سونے کا ہوتا ہے اس میں انبیاء کے قلوب کو غسل دیا جاتا ہے، بعض نے کہا ہے کہ یہ خاص رحمت ہے۔ طبریؒ نے اس کو پسند کیا ہے کہ اس سے سکونِ قلب مراد ہے، بعض نے کہا ہے کہ طمانیت مراد ہے، بعض نے اس کی تفسیر وقار سے کی ہے، تو کسی نے ملائکہ سے، بعض نے اور بھی اقوال کہے ہیں۔ حافظ کی رائے فتح الباری میں یہ ہے کہ سکینہ کا اطلاق سب پر آتا ہے نوویؒ کی رائے ہے کہ یہ کوئی ایسی چیز ہے جو جامع ہے طمانیت رحمت وغیرہ کو اور ملائکہ کے ساتھ نازل ہوتی ہے۔ کلام اللہ شریف میں ارشاد ہے فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ دوسری جگہ ارشاد ہے هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ ایک جگہ ارشاد ہے فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ غرض متعدد آیات میں اس کا ذکر ہے اور احادیث میں متعدد روایات میں اس کی بشارت فرمائی گئی ہے۔ احیاء میں نقل کیا ہے کہ ابن ثوبان رضؓ نے اپنے کسی عزیز سے اس کے ساتھ افطار کا وعدہ کیا مگر دوسرے روز صبح کے وقت پہنچے، انھوں نے شکایت کی تو کہا کہ اگر میرا تم سے وعدہ نہ ہوتا تو ہرگز نہ بتاتا کہ کیا مانع پیش آیا، مجھے اتفاقاً دیر ہو گئی تھی حتی کہ عشاء کی نماز کا وقت آ گیا۔ خیال ہوا کہ وتر بھی ساتھ ہی پڑھ لوں کہ موت کا اطمینان نہیں کبھی رات میں مرجاؤں اور وہ ذمہ پر باقی رہ جائیں، میں دعاءِ قنوت پڑھ رہا تھا کہ مجھے جنت کا ایک سبز باغ نظر آیا جس میں ہر نوع کے پھول وغیرہ تھے، اس کے دیکھنے میں ایسا مشغول ہوا کہ صبح ہو گئی اس قسم کے سیکڑوں واقعات ہیں جو بزرگوں کے حالات میں درج ہیں لیکن ان کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب ماسوا سے انقطاع ہو جاوے اور اسی جانب توجہ کامل ہو جاوے۔

ملائکہ کا ڈھانکنا بھی متعدد روایات میں وارد ہوا ہے، اُسَید بن حُضَیر رضؓ کا مفصل قصہ کتب حدیث میں آتا ہے کہ انھوں نے تلاوت کرتے ہوئے اپنے اوپر ایک ابر سا چھایا ہوا محسوس کیا، حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ملائکہ تھے جو قرآن شریف سننے کے لیے آئے تھے، ملائکہ اژدہام کی وجہ سے ابر سا معلوم ہوتے تھے۔ ایک صحابی کو ایک مرتبہ ابر سا محسوس ہوا تو حضور نے فرمایا کہ یہ سکینہ تھا، یعنی رحمت جو قرآن شریف کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔ مسلم شریف میں یہ حدیث زیادہ مفصل آئی جس میں اور بھی مضامین ہیں۔ اخیر میں ایک جملہ یہ بھی زیادہ ہے مَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ، (جس شخص کو اس کے بُرے اعمال رحمت سے دور کریں اس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کا عالی نسب ہونا اونچے خاندان کا ہونا رحمت سے قریب نہیں کر سکتا، ایک شخص جو پیشانی شریف النسب ہے مگر فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ اللہ کے نزدیک اس رذیل اور کم ذات مسلمان کی برابری کسی طرح بھی نہیں کر سکتا جو متقی پرہیز گار ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔

(۲۳) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ لَا تَرْجِعُوْنَ اِلَی اللّٰہِ بِشَیْءٍ اَفْضَلَ مِمَّا خَرَجَ مِنْہُ یَعْنِی الْقُرْاٰنَ (رواه الحاكم وصححه ابو داؤد في مراسله عن جبير بن نفير والترمذي عن ابي امامة بمعناه)

ابو ذرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ اللہ جل شانہ کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود حق سبحانہ سے نکلی ہے۔ یعنی کلام پاک۔

متعدد روایات سے یہ مضمون ثابت ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے دربار میں کلام پاک سے بڑھ کر تقرب کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ شانہ کی خواب میں زیارت کی تو پوچھا کہ سب سے بہتر چیز جس سے آپ کے دربار میں تقرب ہو کیا چیز ہے ارشاد ہوا کہ احمد میرا کلام ہے میں نے عرض کیا سمجھ کر یا بلا سمجھے۔ ارشاد ہوا کہ سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے دونوں طرح تو تقرب ہے اس حدیث شریف کی توضیح اور تلاوتِ کلام پاک کا سب سے بہتر طریقہ تقرب ہونے کی تشریح حضرت اقدس بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نور اللہ مرقدہٗ کی تفسیر سے مستنبط ہوتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سلوک الی اللہ یعنی مرتبہ احسان حق سبحانہٗ و تقدس کی حضوری کا نام ہے جو تین طریقوں سے حاصل ہو سکتی ہے اول تصور جس کو عرف شرع میں تفکر و تدبر سے تعبیر کرتے ہیں اور صوفیہ کے یہاں مراقبہ سے دوسرا ذکر لسانی اور تیسرا تلاوتِ کلام پاک بسبب اول طریقہ بھی چونکہ ذکر قلبی ہے اس لیے دراصل طریقے دو ہی ہیں۔ اول ذکر عام ہے کہ زبانی ہو یا قلبی دوسرے تلاوت سو جس لفظ کا اطلاق حق سبحانہٗ و تقدس پر ہو گا اور اس کو بار بار دہرایا جاوے گا جو ذکر کا حاصل ہے تو مدرکہ کے اس ذات کی طرف توجہ اور التفات کا سبب ہو گا اور گویا وہ ذات مستحضر ہو گی اور استحضار کے دوام کا نام معیت ہے جس کو اس حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ہے لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا الحدیث (حق سبحانہٗ و تقدس کا ارشاد ہے کہ بندہ نفل عبادتوں کے ساتھ تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں بھی اس کو محبوب بنا لیتا ہوں حتیٰ کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اور پاؤں جس سے وہ چلتا ہے (یعنی جبکہ بندہ کثرتِ عبادت سے حق تعالیٰ شانہٗ کا مقرب بن جاتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اعضائ کے محافظ بن جاتے ہیں اور آنکھ کان وغیرہ سب مرضی آقا کے تابع ہو جاتے ہیں اور نفل عبادات کی کثرت اس لیے ارشاد فرمائی کہ فرائض متعینہ ہیں جن میں کثرت نہیں ہوتی اور اس کے لیے ضرورت ہے دوام استحضار کی جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا لیکن تقرب کا یہ طریقہ صرف اسی محبوب کی پاک ذات کے لیے ہے، اگر کوئی چاہے کہ کسی دوسرے کے نام کی تسبیح پڑھ کر اس سے تقرب حاصل کرلے تو یہ ممکن نہیں، اس وجہ سے کہ اس قسم کے تقرب میں جس کی طرف تقرب ہو اس میں دو بات کا پایا جانا ضروری ہے۔ اول یہ کہ اس کا علم محیط ہو ذاکرین کے قلبی اور زبانی اذکار کو اگرچہ وہ مختلف اوقات میں ذکر کریں، دوسرے یہ کہ ذکر کرنے والے کے مدرکہ میں تجلی اور اس کے پُر کر دینے کی قدرت ہو جس کو عرف میں دُنُو اور تدلّی نزول اور قرب سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں چونکہ اسی مطلب میں پائی جاتی ہیں اس لیے طریق بالاسے تقرب بھی اسی پاک ذات سے حاصل ہو سکتا ہے اور اسی کی طرف اس حدیث قدسی میں اشارہ ہے جس میں ارشاد ہے مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا الحدیث (جو شخص میری طرف ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اور جو شخص میری طرف ایک ہاتھ آتا ہے میں اس کی طرف ایک باع آتا ہوں) یعنی دونوں ہاتھوں کی لمبائی کے بقدر) اور جو شخص میری طرف معمولی رفتار سے آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔ یہ سب تشبیہات سمجھانے کے لیے ہیں ورنہ حق سبحانہٗ و تقدس چلنا پھرنا وغیرہ سب سے مبرا ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ حق سبحانہٗ و تقدس اپنے یاد کرنے اور ڈھونڈنے والوں کی طرف اُن کی طلب اور سعی سے زیادہ توجہ اور نزول فرماتے ہیں اور کیوں نہ فرما دیں کہ کریم کے کرم کا مقتضا یہی ہے پس جبکہ یاد کرنے والوں کی طرف سے یاد کرنے میں دوام ہوتا ہے تو پاک آقا کی طرف سے توجہ اور نزول میں دوام ہوتا ہے، کلام الٰہی چونکہ سراسر ذکر ہے اور اس کی کوئی آیت ذکر و توجہ الی اللہ سے خالی نہیں اس لیے یہی بات اس میں بھی پائی جاتی ہے، مگر اس میں ایک خصوصیت زیادہ ہے، جو زیادتی تقرب کا سبب ہے وہ یہ کہ ہر کلام متکلم کی صفات و اثرات اپنے اندر لیے ہوئے ہوا کرتا ہے اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ فساق و فجار کے اشعار کا ورد رکھنے سے اسکے اثرات پائے جاتے ہیں اور اتقیا کے اشعار سے ان کے ثمرات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے منطق فلسفہ میں غلو سے نخوت تکبر پیدا ہوتا ہے اور حدیث کی کثرتِ مزاولت سے تواضع پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فارسی اور انگریزی نفس زبان ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ لیکن مصنفین کی کتب پڑھائی جاتی ہیں ان کے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اختلاف اثرات سے ثمرت میں بھی اختلاف ہوتا ہے بالجملہ چونکہ کلام میں ہمیشہ متکلم کے تاثرات پائے جاتے ہیں، اس لیے کلام الٰہی کے تکرارِ ورد سے اس کے متکلم کے اثرات بھی پیدا ہونا اور اُن سے طبعاً مناسبت پیدا ہو جانا یقینی ہے نیز ہر مصنف کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی شخص اس کی تالیف کا اہتمام کیا کرتا ہے تو فطرتاً اس کی طرف التفات اور توجہ ہوا کرتی ہے اس لیے حق تعالیٰ شانہٗ کے کلام کا ورد رکھنے والے کی طرف حق سبحانہٗ و تقدس کی زیادتی توجہ بھی بدیہی اور یقینی ہے جو زیادتیِ قرب کا سبب ہوتی ہے. آقائے کریم اپنے کرم سے مجھے بھی اس لطف سے نوازیں اور تمھیں بھی۔

(۲۴) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ اَھْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ قَالُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَھْلُ الْقُرْاٰنِ ھُمْ اَھْلُ اللّٰہِ وَخَاصَّتُہٗ (رواہ النسائی وابن ماجۃ والحاکم واحمد)۔

انس رضی اللہ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے لیے لوگوں میں سے بعض لوگ خاص گھر کے لوگ ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا کہ قرآن شریف والے کہ وہ اللہ کے اہل ہیں اور خواص۔

قرآن والے وہ لوگ ہیں جو ہر وقت کلام پاک میں مشغول رہتے ہوں اس کی ساتھ خصوصیت رکھتے ہوں ان کا اللہ کے اہل اور خواص ہونا ظاہر ہے اور گذشتہ مضمون سے واضح ہو گیا کہ جب یہ ہر وقت کلام پاک میں مشغول رہتے ہیں تو الطافِ باری بھی ہر وقت ان کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور جو لوگ ہر وقت کے پاس رہنے والے ہوتے ہیں وہ اہل اور خواص ہوتے ہیں کسقدر بڑی فضیلت ہے کہ ذراسی محنت و مشقت سے اللہ والے بنتے ہیں، اللہ کے اہل شمار کیے جاتے ہیں اور اس کے خواص ہونے کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

دنیوی دربار میں صرف داخلہ کی اجازت کے لیے ممبروں میں صرف شمول کے لیے کس قدر جانی اور مالی قربانی کی جاتی ہے ووٹروں کے سامنے خوشامد کرنی پڑتی ہے، ذلتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور اس سب کو کام سمجھا جاتا ہے لیکن قرآن شریف کی محنت کو بیکار سمجھا جاتا ہے، ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

(۲۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِیٍّ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ (رواہ البخاری ومسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ حق سبحانہٗ اتنا کسی کی طرف توجہ نہیں فرماتے جتنا کہ اس نبی کی آواز کو توجہ سے سنتے ہیں جو کلامِ الٰہی خوش الحانی سے پڑھتا ہو۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

پہلے معلوم ہو چکا کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے کلام کی طرف خصوصیت سے توجہ فرماتے ہیں پڑھنے والوں میں انبیاء چونکہ آداب تلاوت کو بکمالہ ادا کرتے ہیں اس لیے ان کی طرف اور زیادہ توجہ ہونا بھی ظاہر ہے پھر جبکہ حسن آواز اس کی ساتھ مل جاوے تو سونے پر سہاگہ ہے جتنی بھی توجہ ہو ظاہر ہے اور انبیاء کے بعد الافضل فالافضل حسب حیثیت پڑھنے والے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔

(۲۶) عَنْ فُضَالَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَشَدُّ اُذُنًا اِلَى قَارِئِ الْقُرْاٰنِ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ اِلَى قَيْنَتِهٖ (رواه ابن ماجة وابن حبان والحاكم كذا فى شرح الاحياء قلت وقال الحاكم صحيح على شرطهما وقال الذهبي منقطع)

فضالہ ابن عبیدؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قاری کی آواز کی طرف اس شخص سے زیادہ کان لگاتے ہیں جو اپنی گانے والی باندی کا گانا سن رہا ہو۔

گانے کی آواز کی طرف فطرةً اور طبعاً توجہ ہوتی ہے مگر شرعی روک کی وجہ سے دین دار لوگ ادھر متوجہ نہیں ہوتے لیکن گانے والی اپنی مملوکہ ہو تو اسکا گانا سننے میں کوئی شرعی نقص بھی نہیں اس لیے اس طرف کامل توجہ ہوتی ہے۔ البتہ کلام پاک میں یہ ضروری ہے کہ گانے کی آواز میں نہ پڑھا جائے۔ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے ایک حدیث میں ہے اِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْعِشْقِ الْحَدِيْثُ یعنی اس سے بچو کہ جس طرح عاشق غزلوں کو آواز بنا کر موسیقی توانین پر پڑھتے ہیں اس طرح مت پڑھو مشائخ نے لکھا ہے کہ اس طرح کا پڑھنے والا فاسق اور سننے والا گنہ گار ہے مگر گانے کے قواعد کی رعایت کئے بغیر خوش آوازی مطلوب ہے۔ حدیث میں متعدد جگہ اس کی ترغیب آئی ہے ایک جگہ ارشاد ہے کہ اچھی آواز سے قرآن شریف کو مزین کرو۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ اچھی آواز سے کلام اللہ شریف کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب غنیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ کوفہ کے نواح میں جا رہے تھے کہ ایک جگہ فساق کا مجمع ایک گھر میں جمع تھا۔ ایک گویا جس کا نام زاذان تھا گا رہا تھا اور سارنگی بجا رہا تھا۔ ابن مسعودؓ نے اس کی آواز سن کر ارشاد فرمایا کیا ہی اچھی آواز تھی اگر قرآن شریف کی تلاوت میں ہوتی اور اپنے سر پر کپڑا ڈال کر گذرے ہوئے چلے گئے۔ زاذان نے ان کو بولتے ہوئے دیکھا لوگوں سے پوچھنے پر معلوم ہوا عبداللہ بن مسعودؓ صحابی ہیں اور یہ ارشاد فرما گئے۔ اس پر اس مقولہ کی کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ حد نہیں اور رقصہ مختصر کہ وہ اپنے سب آلات توڑ کر ابن مسعودؓ کے پیچھے لگ لیے اور علامۂ وقت ہوئے، غرض متعدد روایات میں اچھی آواز سے تلاوت کی مدح آئی ہے، مگر اس کے ساتھ ہی گانے کی آواز میں پڑھنے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف کو عرب کی آواز میں پڑھو، عشق بازوں اور یہود و نصاریٰ کی آواز میں مت پڑھو، عنقریب ایک قوم آنے والی ہے جو گانے اور نوحہ کرنے والوں کی طرح سے قرآن شریف کو بنا بنا کر پڑھے گی وہ تلاوت ذرا بھی ان کے لئے نافع نہ ہوگی خود بھی وہ لوگ فتنے میں پڑیں گے اور جن کو وہ پڑھنا اچھا معلوم ہوگا ان کو بھی فتنہ میں ڈالیں گے۔ طاؤسؒ کہتے ہیں کہ کسی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اچھی آواز سے پڑھنے والا کون شخص ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص کہ جب تو اس کو تلاوت کرتے دیکھے تو محسوس کرے کہ اس پر اللہ کا خوف ہے یعنی اس کی آواز سے مرعوب ہونا محسوس ہوتا ہو، اس سب کے ساتھ اللہ جل وعلا کا بڑا انعام یہ ہے کہ آدمی اپنی حیثیت و طاقت کے موافق اس کا مکلف ہے۔ حدیث میں ہے کہ سبحانہٗ وتقدس کی طرف سے فرشتہ اس مقام پر مقرر ہے کہ جو شخص کلام پاک پڑھے اور کما حقہٗ اس کو درست نہ پڑھ سکے تو وہ فرشتہ اس کو درست کرنے کے بعد اوپر لے جاتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ۔

(۲۷) عَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ مِنْ اٰنَاۗءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَفْشُوْهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَلَا تَعْجَلُوْا ثَوَابَهٗ فَاِنَّ لَهٗ ثَوَابًا (رواه البيهقي في شعب الايمان)

عبیدہ ملیکیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے قرآن والو قرآن شریف سے تکیہ نہ لگاؤ اور اس کی تلاوت شب و روز ایسی کرو جیسا کہ اس کا حق ہے کلام پاک کی اشاعت کرو اور اس کو اچھی آواز سے پڑھو اور اس کے معانی میں تدبر کرو تا کہ تم فلاح کو پہنچو اور اس کا بدلہ (دنیا میں) طلب نہ کرو کہ (آخرت میں) اس کے لیے بڑا اجر و بدلہ ہے۔

حدیث بالا میں چند امور ارشاد فرمائے ہیں (۱) قرآن شریف سے تکیہ نہ لگاؤ، قرآن شریف سے تکیہ نہ لگانے کے دو مفہوم ہیں اول یہ کہ اس پر تکیہ نہ لگاؤ کہ یہ خلافِ ادب ہے ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ قرآن پاک پر تکیہ لگانا، اس کی طرف پاؤں پھیلانا، اسکی طرف سے پشت کرنا، اس کو روندنا وغیرہ حرام ہے دوسرے یہ کہ کنایہ ہے غفلت سے کہ کلام پاک برکت کے واسطے تکیہ ہی پر رکھا ہے جیسا کہ بعض مزارات پر دیکھا گیا کہ قبر کے سرہانے برکت کے واسطے رحل پر رکھا رہتا ہے۔ یہ کلام پاک کی حق تلفی ہے۔ اس کا حق یہ ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے (۲) اور اس کی تلاوت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے، یعنی کثرت سے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے خود کلام پاک میں بھی اس کی طرف متوجہ فرمایا گیا ارشاد ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے) یعنی جس عزت سے بادشاہ کا فرمان اور جس شوق سے محبوب کا کلام پڑھا جاتا

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہے اسی طرح پڑھنا چاہیے (۳) اور اس کی اشاعت کر دیعنی تقریر سے تحریر سے ترغیب سے عمل شرکت سے جس طرح ہو سکے اس کی اشاعت جتنی ہو سکے کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کلامِ پاک کی اشاعت اور اس کے پھیلانے کا حکم فرماتے ہیں لیکن ہمارے روشن دماغ اس کے پڑھنے کو فضول بتلاتے ہیں اور ساتھ ہی حُبِّ رسول اور حبِّ اسلام کے لمبے چوڑے دعوے بھی ہاتھ سے نہیں جاتے ؎

ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو می روی بترکستان است

آقا کا حکم ہے قرآن پاک کو پھیلاؤ، مگر ہمارا عمل ہے کہ جو کوشش اس کی رکاوٹ میں ہو سکے دریغ نہ کریں گے، جبریہ تعلیم کے قوانین بنوائیں گے، تاکہ بچے بجائے قرآن پاک کے پرائمری پڑھیں ہمیں اس پر غصہ ہے کہ مکتب کے میاں جی بچوں کی عمر ضائع کر دیتے ہیں اس لیے ہم وہاں نہیں پڑھانا چاہتے، مسلّم وہ یقیناً کوتاہی کرتے ہیں مگر ان کی کوتاہی سے آپ سبک دوش ہو جاتے ہیں یا آپ سے قرآن پاک کی اشاعت کا وظیفہ ہٹ جاتا ہے، اس صورت میں تو یہ فریضہ آپ پر عائد ہوتا ہے وہ اپنی کوتاہیوں کے جوابدہ ہیں، مگر ان کی کوتاہی سے آپ بچوں کو جبراً قرآن پاک کے مکاتب سے ہٹا دیں اور ان کے والدین پر نوٹس جاری کرائیں کہ وہ قرآن پاک حفظاً یا ناظرہ پڑھانے سے مجبور رہوں اور اس کا وبال آپ کی گردن پر رہے، یہ حمّی دق کا علاج سکھیا سے نہیں تو اور کیا ہے۔ عدالتِ عالیہ میں اپنے اس جواب کو اس لیے جبراً تعلیم قرآن سے ہٹا دیا کہ مکتب کے میاں جی بہت بری طرح سے پڑھاتے تھے آپ خود ہی سوچ لیجئے کہ کتنا وزن رکھتا ہے، بنئے کی دکان پر جانے کے واسطے یا انگریزوں کی چاکری کے واسطے پڑھ کی تعلیم اہمیت رکھتی ہو، مگر اللہ کے یہاں تعلیم قرآن سب سے اہم ہے۔ (۴) خوش آوازی سے پڑھو جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں گذر چکا (۵) اور اس کے معنی میں غور کرو، تورات سے احیاء میں نقل کیا ہے حق سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرماتے ہیں: اے میرے بندے تجھے مجھ سے شرم نہیں آتی تیرے پاس راستے میں کسی دوست کا خط آجاتا ہے تو چلتے چلتے راستے میں ٹھہر جاتا ہے، الگ کو بیٹھ کر غور سے پڑھتا ہے ایک ایک لفظ پر غور کرتا ہے، میری کتاب تجھ پر گذرتی ہے میں نے اس میں سب کچھ واضح کر دیا ہے بعض اہم امور کا بار بار تکرار کیا ہے تاکہ تو اس پر غور کرے اور تو بے پرواہی سے اڑا دیتا ہے کیا میں تیرے نزدیک تیرے دوستوں سے بھی ذلیل ہوں۔ اے میرے بندے تیرے بعض دوست تیرے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں تو ہمہ تن ادھر متوجہ ہو جاتا ہے، کان لگاتا ہے غور کرتا ہے کوئی بیچ میں تجھ سے بات کرنے لگتا ہے تو تو اشارہ سے اس کو روکتا ہے، منع کرتا ہے میں تجھ سے اپنے کلام کے ذریعے سے باتیں کرتا ہوں اور تو ذرا بھی متوجہ نہیں ہوتا، کیا میں تیرے دوستوں سے بھی زیادہ ذلیل ہوں آہ۔ تدبّر اور غور کے متعلق کچھ مقدمہ میں اور کچھ حدیث ۸ کے ذیل میں مذکور ہو چکا ہے (۶) اور اس کا بدلہ دنیا میں نہ چاہو یعنی تلاوت

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

پر کوئی معاوضہ نہ لو کہ آخرت میں اس کا بہت بڑا معاوضہ ملنے والا ہے، دنیا میں اس کا معاوضہ لے جاوے گا تو ایسا ہے جیسا کہ روپیوں کے بدلے کوئی شخص کوڑیوں پر راضی ہو جاوے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب میری اُمت دینا ر و درہم کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی، اسلام کی ہیبت اس سے جاتی رہے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دے گی تو برکتِ وحی سے یعنی فہم قرآن سے محروم ہو جاوے گی کَذَا فِی الْاِحْیَاءِ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ۔

(۲۸) عَنْ وَاثِلَةَ رَفَعَهٗ اُعْطِیْتُ مَکَانَ التَّوْرٰاةِ السَّبْعَ وَاُعْطِیْتُ مَکَانَ الزَّبُوْرِ الْمِئِیْنَ وَاُعْطِیْتُ مَکَانَ الْاِنْجِیْلِ الْمَثَانِیَ وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ (لاحمد والکبیر کذا فی جمع الفوائد۔)

واثلہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ مجھے تورات کے بدلہ میں سبع طویل ملی ہیں، اور زبور کے بدلہ میں مئین اور انجیل کے بدلہ میں مثانی اور مفصل مخصوص ہیں میرے ساتھ۔

کلام پاک کی اول سات سورتیں طول کہلاتی ہیں اس کے بعد کی گیارہ سورتیں مئین کہلاتی ہیں اس کے بعد کی بیس سورتیں مثانی، اس کے بعد ختم قرآن تک مفصل۔ یہ مشہور قول ہے، بعض بعض سورتوں میں اختلاف بھی ہے کہ یہ طول میں داخل ہیں یا مئین میں، اسی طرح مثانی میں داخل ہیں یا مفصل میں، مگر حدیث شریف کے مطلب و مقصود میں اس اختلاف سے کوئی فرق نہیں آتا۔ مقصد یہ ہے کہ جس قدر کتب مشہورہ سماویہ پہلے نازل ہوئی ہیں ان سب کی نظیر قرآن شریف میں موجود ہے اور ان کے علاوہ مفصل اس کلام پاک میں مخصوص ہے، جس کی مثال پہلی کتابوں میں نہیں ملتی۔

(۲۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَلَسْتُ فِیْ عِصَابَةٍ مِّنْ ضُعَفَاءِ الْمُهَاجِرِیْنَ وَاِنَّ بَعْضَهُمْ لَیَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِّنَ الْعُرْیِ وَقَارِئٌ یَقْرَأُ عَلَیْنَا اِذْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَیْنَا فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَکَتَ الْقَارِئُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قُلْنَا نَسْتَمِعُ اِلٰی کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ وَسْطَنَا لِیَعْدِلَ بِنَفْسِهٖ فِیْنَا ثُمَّ قَالَ بِیَدِهٖ هٰکَذَا فَتَحَلَّقُوْا وَبَرَزَتْ

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں ضعفاء مہاجرین کی جماعت میں ایک مرتبہ بیٹھا ہوا تھا، ان لوگوں کے پاس کپڑا بھی اتنا نہ تھا کہ جس سے پورا بدن ڈھانپ لیں، بعض لوگ بعض کی اوٹ کرتے تھے اور ایک شخص قرآن شریف پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور بالکل ہمارے قریب کھڑے ہو گئے حضورؐ کے آنے پر قاری چپ ہو گیا تو حضورؐ نے سلام کیا اور پھر دریافت فرمایا کہ تم لوگ کیا کر رہے تھے ہم نے عرض کیا کہ کلام اللہ سن رہے تھے، حضورؐ نے فرمایا کہ تمام تعریف اس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وُجُوْهَهُمْ لَهُ فَقَالَ اَبْشِرُوْا يَامَعْشَرَ صَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَآءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَّذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ (رواه ابو داؤد)

اللہ کے لیے ہے جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان میں ٹھہرنے کا حکم کیا گیا اس کے بعد حضورؐ ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے تاکہ سب کے برابر رہیں کسی کے قریب کسی سے دُور نہ ہوں اس کے بعد سب کو حلقہ کرکے بیٹھنے کا حکم فرمایا، سب حضورؐ کی طرف منہ کرکے بیٹھ گئے تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے فقراء مہاجرین تمھیں مژدہ ہو قیامت کے دن نور کامل کا اور اس بات کا کہ تم اغنیا سے آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہوگے اور یہ آدھا دن پانسو برس کی برابر ہوگا۔

ننگے بدن سے بہ ظاہر محل ستر کے علاوہ مراد ہے مجمع میں ستر کے علاوہ اور بدن کے کھلنے سے بھی حجاب معلوم ہوا کرتا ہے اس لیے ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھ گئے تھے کہ بدن نظر نہ آوے حضورؐ کے تشریف لانے کی اوّل تو ان لوگوں کو اپنی مشغولی کی وجہ سے خبر نہ ہوئی لیکن جب حضورؐ بالکل سر پر تشریف لے آئے تو معلوم ہوا، اور قاری ادب کی وجہ سے خاموش ہوگئے۔

حضورؐ کا دریافت فرمانا بہ ظاہر اظہارِ مسرت کے لیے تھا ورنہ حضور قاری کو پڑھتے ہوئے دیکھ ہی چکے تھے، آخرت کا ایک دن دنیا کے ہزار برس کی برابر ہوتا ہے وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اور اسی وجہ سے بہ ظاہر جہاں قیامت کا ذکر آتا ہے غداً کے ساتھ آتا ہے جس کے معنی کل آئندہ کے ہیں لیکن یہ سب باعتبار اغلب اور عام مومنین کے ہے ورنہ کافرین کے لیے وارد ہوا ہے فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ایسا دن جو پچاس ہزار برس کا ہوگا اور خواص مومنین کے لیے حسب حیثیت کم معلوم ہوگا، چنانچہ وارد ہوا ہے کہ بعض مومنین کے لئے بمنزلہ دو رکعت فجر کے ہوگا۔ قرآن شریف کے پڑھنے کے فضائل جیسا کہ بہت سی روایات میں وارد ہوئے ہیں۔ بے حد ہیں۔ اس کے سننے کے فضائل بھی متعدد روایات میں آئے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ سید المرسلین کو ایسی مجلس میں شرکت کا حکم ہوا ہے جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوا۔ بعض علماء کا فتویٰ ہے کہ قرآن پاک کا سننا پڑھنے سے بھی زیادہ افضل ہے اس لئے کہ قرآن پاک کا پڑھنا نفل ہے اور سننا فرض اور فرض کا درجہ نفل سے بڑھا ہوا ہوتا ہے، اس حدیث سے ایک اور مسئلہ بھی مستنبط ہوتا ہے جس میں علماء کا اختلاف ہے کہ وہ نادار جو صبر کرنے والا ہو اپنے فقر و فاقہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا ہو وہ افضل ہے یا وہ مالدار جو شکر کرنے والا ہو، حقوق ادا کرنے والا ہو، اس حدیث سے صابر حاجت مند کی افضلیت پر استدلال کیا جاتا ہے۔

(۳۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ابو ہریرہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللهِ كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ مُّضَاعَفَةٌ وَمَنْ تَلَاهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ (رواه احمد عن عبادة بن ميسرة واختلف فى توثيقه عن الحسن عن ابى هريرة والجمهور على ان الحسن لم يسمع عن ابى هريرة.)

نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک آیت کلام اللہ کی سُنے اس کے لئے دو چند نیکی لکھی جاتی ہے اور جو تلاوت کرے اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

محدثین نے سند کے اعتبار سے اگرچہ اس میں کلام کیا ہے مگر مضمون بہت سی روایات سے مؤید ہے کہ کلام پاک سننا بھی بہت اجر رکھتا ہے حتّٰی کہ بعض لوگوں نے اس کو پڑھنے سے بھی افضل بتلایا ہے ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ منبر پر تشریف فرماتھے۔ ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن شریف سُنا، میں نے عرض کیا کہ حضورؐ پر تو خود نازل ہی ہوا، حضورؐ کو کیا سناؤں۔ ارشاد ہوا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سنوں اس کے بعد انھوں نے سنایا تو حضور کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ ایک مرتبہ سالم مولی حذیفہؓ کلام مجید پڑھ رہے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک کھڑے ہوئے سنتے رہے ابو موسیٰ اشعریؓ کا قرآن شریف سُنا تو تعریف فرمائی۔

(۳۱) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْاٰنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ (رواه الترمذى وابو داؤد والنسائى والحاكم وقال على شرط البخارى)

عقبہ بن عامرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ کلام اللہ کا آواز سے پڑھنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کے مشابہ ہے اور آہستہ پڑھنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے۔

صدقہ بعض اوقات علانیہ افضل ہوتا ہے جس وقت دوسروں کی ترغیب کا سبب ہو یا اور کوئی مصلحت ہو اور بعض اوقات مخفی افضل ہوتا ہے جہاں ریا کا شبہ ہو یا دوسرے کی تذلیل ہوتی ہو وغیرہ وغیرہ اسی طرح کلام اللہ شریف کا بعض اوقات میں آواز سے پڑھنا افضل ہے، جہاں دوسروں کی ترغیب کا سبب ہو اور اس میں دوسرے کے سننے کا ثواب بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات آہستہ پڑھنا افضل ہوتا ہے جہاں دوسروں کو تکلیف ہو یا ریا کا احتمال ہو وغیرہ وغیرہ اسی وجہ سے زور سے اور آہستہ دونوں طرح پڑھنے کی مستقل فضیلتیں بھی آئی ہیں کہ بعض اوقات یہ مناسب تھا اور بعض وقت وہ افضل تھا۔ آہستہ پڑھنے کی فضیلت پر بہت سے لوگوں نے خود اس صدقہ والی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ بیہقیؒ نے کتاب الشعب میں (مگر یہ روایت بقواعد محدثین ضعیف ہے) حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ آہستہ کا عمل علانیہ کے عمل سے ستر حصہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ جابرؓ نے حضور اکرمؐ سے نقل کیا ہے کہ پکار کر اس طرح مت پڑھو کہ ایک کی آواز دوسرے کے ساتھ خلط ہو جائے، عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسجد نبوی میں ایک شخص کو آواز سے تلاوت کرتے سنا تو اس کو منع کرا دیا، پڑھنے والے نے کچھ حجت کی تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے واسطے پڑھتا ہے تو آہستہ پڑھ اور اگر لوگوں کی خاطر پڑھتا ہے تو پڑھنا بے کار ہے۔ اسی طرح حضورؐ سے پکار کر پڑھنے کا ارشاد بھی نقل کیا گیا۔ شرح احیاء میں دونوں طرح کی روایات و آثار ذکر کیے گئے۔

(۳۲) عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ مُّشَفَّعٌ وَّمَاحِلٌ مُّصَدَّقٌ مَنْ جَعَلَهٗ اَمَامَهٗ قَادَهٗ اِلَی الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ سَاقَهٗ اِلَی النَّارِ (رواه ابن حبان والحاكم مطولا وصححه۔

جابرؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ قرآن پاک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑالو ہے کہ جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔

یعنی جس کی یہ شفاعت کرتا ہے اس کی شفاعت حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں مقبول ہے اور جس کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے اور جھگڑے کی تفصیل حدیث ۸ کے ذیل میں گذر چکی ہے کہ اپنی رعایت رکھنے والوں کے لیے درجات کے بڑھانے میں اللہ کے دربار میں جھگڑتا ہے اور اپنی حق تلفی کرنے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ میرا حق کیوں نہیں ادا کیا جو شخص اس کو اپنے پاس رکھ لے یعنی اس کا اتباع اور اس کی پیروی اپنا دستور العمل بنا لے اس کو جنت میں پہنچا دیتا ہے اور جو اس کو پشت کے پیچھے ڈال دے یعنی اس کا اتباع نہ کرے، اس کا جہنم میں گرنا ظاہر ہے۔ بندہ کے نزدیک کلام پاک کے ساتھ لاپرواہی برتنا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہو سکتا ہے متعدد احادیث میں کلام اللہ شریف کے ساتھ بے پروائی پر وعیدیں وارد ہوئی ہیں، بخاری شریف کی اس طویل حدیث میں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض سزاؤں کی سیر کرائی گئی۔ ایک شخص کا حال دکھلایا گیا جس کے سر پر ایک پتھر اس زور سے مارا جاتا تھا کہ اس کا سر کچل جاتا تھا حضورؐ کے دریافت فرمانے پر بتلایا گیا کہ اس شخص کو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنا کلام سکھلایا تھا، مگر اس نے نہ شب کو اس کی تلاوت کی نہ دن میں اس پر عمل کیا، لہٰذا قیامت تک اس کی ساتھ یہی معاملہ رہے گا۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف کے ساتھ اپنے عذاب سے محفوظ رکھیں کہ درحقیقت کلام اللہ شریف اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کے ساتھ بے توجہی پر جو سزا دی جاوے مناسب ہے۔

(۳۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ

عبداللہ بن عمروؓ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ روزہ اور قرآن شریف، دونوں بندہ کے لیے شفاعت

www.Momeen.blogspot.com

لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ رَبِّ اِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ فِي النَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ رَبِّ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ (رواہ احمد وابن ابی الدنیا والطبرانی فی الکبیر والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم)

کرتے ہیں روزہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا میری شفاعت قبول کیجئے اور قرآن کہتا ہے کہ یا اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا میری شفاعت قبول کیجئے، پس دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

ترغیب میں الطعام والشراب کا لفظ ہے جس کا ترجمہ کیا گیا۔ حاکم میں شراب کی جگہ شہوات کا لفظ ہے یعنی میں نے روزہ دار کو دن میں کھانے اور خواہشات نفسانیہ سے روکا، اس میں اشارہ ہے کہ روزہ دار کو خواہشات نفسانیہ سے جدا رہنا چاہیے اگرچہ وہ جائز ہوں جیسا کہ پیار کرنا، لپٹانا بعض روایات میں آیا ہے کہ کلام مجید جوانمرد کی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ میں ہی ہوں جسنے تجھے راتوں کو جگایا اور دن کو پیاسا رکھا۔ نیز اس حدیث شریف میں اشارہ ہے اس طرف کہ کلام اللہ شریف کے حفظ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ رات کو نوافل میں اس کی تلاوت بھی کرے حدیث ۲۷ میں اس کی تصریح بھی گذر چکی، خود کلام پاک میں متعدد جگہ اس کی ترغیب نازل ہوئی۔ ایک جگہ ارشاد ہے وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ دوسری جگہ ارشاد ہے وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ایک جگہ ارشاد ہے يَتْلُوْنَ اٰيَاتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ایک جگہ ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بعض مرتبہ تلاوت کرتے ہوئے تمام تمام رات گذر جاتی تھی۔ حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ بعض مرتبہ وتر کی ایک رکعت میں وہ تمام قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح عبداللہ بن زبیرؓ بھی ایک رات میں تمام قرآن شریف پورا فرمالیا کرتے تھے۔ سعید بن جبیرؒ نے دو رکعت میں کعبہ کے اندر تمام قرآن شریف پڑھا۔ ثابت بنانی دن رات میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے اور اسی طرح ابوحرۃ بھی۔ ابو شیخ ہنائی کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات میں دو کلام مجید پورے اور تیسرے میں سے دس پارے پڑھے۔ اگر چاہتا تو تیسرا بھی پورا کرلیتا۔ صالح بن کیسانؒ جب حج کو گئے تو راستے میں اکثر ایک رات میں دو کلام مجید پورے کرتے تھے۔ منصور بن زاذان صلوٰۃ الضحیٰ میں ایک کلام مجید اور دوسرا ظہر سے عصر تک پورا کرتے تھے اور تمام رات نوافل میں گذارتے تھے اور اتنا روتے تھے کہ عمامہ کا شملہ تر ہو جاتا تھا اسی طرح اور حضرات بھی جیسا کہ محمد بن نصرؒ نے قیام اللیل میں تخریج کیا ہے۔ شرح احیاء میں لکھا ہے کہ سلف کی عادات ختم قرآن میں مختلف رہی ہیں بعض حضرات ایک ختم

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

روزانہ کرتے تھے جیسا کہ امام شافعیؒ غیر رمضان المبارک میں اور بعض دو ختم روزانہ کرتے تھے، جیسا کہ خود امام شافعیؒ صاحب کا معمول رمضان المبارک میں تھا اور یہی معمول اسودؒ اور صالح بن کیسان، سعید بن جبیر اور ایک جماعت کا تھا۔ بعض کا معمول تین ختم روزانہ کا تھا چنانچہ سلیم بن عتر جو بڑے تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں حضرت عمرؓ کے زمانے میں فتح مصر میں شریک تھے اور حضرت معاویہؓ نے قصص کا امیران کو بنایا تھا ان کا معمول تھا کہ ہر شب میں تین ختم قرآن شریف کرتے تھے، نووی کتاب الاذکار میں نقل کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مقدار جو تلاوت کے باب میں ہم کو پہنچی ہے وہ ابن الکاتب کا معمول تھا کہ دن رات میں آٹھ قرآن شریف روزانہ پڑھتے تھے۔ ابن قدامہؒ نے امام احمدؒ سے نقل کیا ہے کہ اس کی کوئی تحدید نہیں پڑھنے والے کے نشاط پر موقوف ہے، اہل تاریخ نے امام اعظمؒ سے نقل کیا ہے کہ رمضان شریف میں اکسٹھ قرآن شریف پڑھتے تھے ایک دن کا اور ایک رات کا اور ایک تمام رمضان شریف میں تراویح کا۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین دن سے کم میں ختم کرنے والا تدبر نہیں کر سکتا۔ اسی وجہ سے ابن حزم وغیرہ نے تین دن سے کم میں ختم کو حرام بتلایا ہے بندہ کے نزدیک یہ حدیث شریف باعتبار اکثر افراد کے ہے اس لیے کہ صحابہؓ کی ایک جماعت سے اس سے کم میں پڑھنا بھی ثابت ہے۔ اسی طرح زیادتی میں بھی جمہور کے نزدیک تحدید نہیں جتنے ایام میں بسہولت ہو سکے کلام مجید ختم کرے، مگر بعض علماء کا مذہب ہے کہ چالیس دن سے زائد ایک قرآن شریف میں خرچ نہ ہوں جس کا حاصل یہ ہے کہ کم از کم تین پاؤ روزانہ پڑھنا ضروری ہے۔ اگر کسی وجہ سے کسی دن نہ پڑھ سکے تو دوسرے دن اس کی قضا کرلے۔ غرض چالیس دن کے اندر اندر ایک مرتبہ کلام مجید پورا ہو جاوے جمہور کے نزدیک اگرچہ یہ ضروری نہیں مگر جب بعض علماء کا مذہب ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ اس سے کم نہ ہو۔ نیز بعض احادیث سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے صاحبؒ مجمع نے ایک حدیث نقل کی ہے مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِیْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً فَقَدْ عَزَّبَ جس شخص نے قرآن شریف چالیس رات میں ختم کیا اس نے بہت دیر کی۔ بعض علماء کا فتویٰ ہے کہ ہر مہینہ میں ایک ختم کرنا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ سات روز میں ایک کلام مجید ختم کرلے کہ صحابہؓ کا معمول عامۃً یہی نقل کیا جاتا ہے جمعہ کے روز شروع کرے اور سات روز میں ایک منزل روزانہ کرکے پنج شنبہ کے روز ختم کرلے امام صاحبؒ کا مقولہ پہلے گذر چکا کہ سال میں دو مرتبہ ختم کرنا قرآن شریف کا حق ہے، لہٰذا اس سے کم کسی طرح نہ ہونا چاہیے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ کلام پاک کا ختم اگر دن کے شروع میں ہو تو تمام دن، اور رات کے شروع میں ہو تو تمام رات ملائکہ اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اسی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سے بعض مشائخ نے استنباط فرمایا ہے کہ گرمی کے ایام میں دن کے ابتدا میں ختم کرے اور موسم سرما میں ابتدائی شب میں تاکہ بہت سا وقت ملائکہ کی دعا کا میسر ہو۔

(۳۴) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ سُلَیْمٍ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اَفْضَلُ مَنْزِلَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنَ الْقُرْاٰنِ لَا نَبِیٌّ وَّلَا مَلَکٌ وَّلَا غَیْرُہٗ قَالَ الْعِرَاقِیُّ رَوَاہُ عبد الملک بن حبیب کذا فی شرح الاحیاء)

سعیدؓ بن سلیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا نہ کوئی نبی نہ فرشتہ وغیرہ۔

کلام اللہ شریف کا شفیع اور اس درجہ کا شفیع ہونا جس کی شفاعت مقبول ہے اور بھی متعدد روایات سے معلوم ہو چکا، حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل سے میرے اور تمہارے لیے اس کو شفیع بنا دے نہ کہ فریق مخالف اور مدعی، لآلی مصنوعہ (نام کتاب ۱۲) میں بزار کی روایت سے نقل کیا ہے اور وضع کا حکم بھی اس پر نہیں لگایا کہ جب آدمی مرتا ہے تو اس کے گھر کے لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوتے ہیں اور اس کے سرہانے نہایت حسین و جمیل صورت میں ایک شخص ہوتا ہے جب کفن دیا جاتا ہے تو وہ شخص کفن کے اور سینہ کے درمیان ہوتا ہے، جب دفن کرنے کے بعد لوگ لوٹتے ہیں اور منکر نکیر آتے ہیں تو وہ اس شخص کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں کہ سوال یک سوئی میں کریں مگر یہ کہتا ہے کہ یہ میرا ساتھی ہے، میرا دوست ہے میں کسی حال میں اس کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا، تم سوالات کے اگر مامور ہو تو اپنا کام کرو میں اس وقت اس سے جدا نہیں ہو سکتا کہ جنت میں داخل کراؤں۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے کہ میں ہی وہ قرآن ہوں جس کو تو کبھی بلند پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ، تو بے فکر رہ۔ منکر نکیر کے سوالات کے بعد تجھے کوئی غم نہیں ہے اس کے بعد جب وہ اپنے سوالات سے فارغ ہو جاتے ہیں تو یہ ملاء اعلیٰ سے بستر وغیرہ کا انتظام کرتا ہے جو ریشم کا ہوتا ہے اور اس کے درمیان مشک بھرا ہوا ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے بھی نصیب فرمادیں اور تمہیں بھی۔ یہ حدیث بڑے فضائل پر شامل ہے جس کو تطویل کے خوف سے مختصر کر دیا۔

(۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَقَدِ اسْتَدْرَجَ النُّبُوَّۃَ بَیْنَ جَنْبَیْہِ غَیْرَ اَنَّہٗ لَا یُوْحٰی اِلَیْہِ لَا یَنْبَغِیْ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اَنْ یَّجِدَ مَعَ مَنْ وَّجَدَ وَلَا

عبد اللہ بن عمروؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے کلام اللہ شریف پڑھا اس نے علوم نبوت کو اپنی پسلیوں کے درمیان لے لیا، گو اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی، حامل

Visit : www.Momeen.blogspot.com

يَجْهَلَ مَعَ مَنْ جَهِلَ وَفِي جَوْفِهِ كَلَامُ اللهِ (رواه الحاكم وقال صحيح الاسناد)

قرآن کے لیے مناسب نہیں کہ غصہ والوں کے ساتھ غصہ کرے یا جاہلوں کے ساتھ جہالت کرے، حالانکہ اس کے پیٹ میں اللہ کا کلام ہے۔

چونکہ وحی کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ختم ہوگیا اس لیے وحی تو اب نہیں آسکتی لیکن چونکہ یہ حق سبحانہٗ وتقدس کا پاک کلام ہے اس لیے علم نبوت ہونے میں کیا تامل ہے، اور جب کوئی شخص علوم نبوت سے نوازا جاوے تو نہایت ہی ضروری ہے کہ اس کے مناسب بہترین اخلاق پیدا کرے اور برے اخلاق سے احتراز کرے ـــــــــــ فضیل بن عیاضؒ کہتے ہیں کہ حافظ قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا ہے اس کے لیے مناسب نہیں کہ لہو ولعب میں لگنے والوں میں لگ جاوے یا غافلین میں شریک ہو جاوے یا بے کار لوگوں میں داخل ہو جاوے۔

(۳۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يَهُوْلُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَلَا يَنَالُهُمُ الْحِسَابُ هُمْ عَلٰى كَثِيْبٍ مِّنْ مِسْكٍ حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْ حِسَابِ الْخَلَائِقِ رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ وَاَمَّ بِهٖ قَوْمًا وَهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَدَاعٍ يَدْعُوْا اِلَى الصَّلٰوتِ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ وَرَجُلٌ اَحْسَنَ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَبِّهٖ وَفِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ مَوَالِيْهِ (رواه الطبرانی فی المعاجم الثلاثة)

ابن عمرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کو قیامت کا خوف دامنگیر نہ ہوگا نہ ان کو حساب کتاب دینا پڑے گا، اتنے مخلوق اپنے حساب کتاب سے فارغ ہو وہ مشک کے ٹیلوں پر تفریح کریں گے ایک وہ شخص جس نے اللہ کے واسطے قرآن شریف پڑھا اور امامت کی اس طرح پر کہ مقتدی اس سے راضی رہے دوسرا وہ شخص جو لوگوں کو نماز کے لیے بلاتا ہو، صرف اللہ کے واسطے تیسرا وہ شخص جو اپنے مالک سے بھی اچھا معاملہ رکھے اور اپنے ماتحتوں سے بھی۔

قیامت کی سختی اس کی دہشت اس کا خوف اس کی مصیبتیں اور تکالیف ایسی نہیں کہ کسی مسلمان کا دل اس سے خالی ہو یا بے خبر ہو، اس دن میں کسی بات کی وجہ سے بے فکری نصیب ہو جاوے یہی لاکھوں نعمتوں سے بڑھ کر اور کروڑوں راحتوں سے مغتنم ہے پھر اس کے ساتھ اگر تفریح وتنعّم بھی نصیب ہو جاوے تو خوش نصیب اس شخص کے جس کو یہ میسّر ہو اور بربادی وخسران ہے ان بے حسوں کے لیے جو اس کو لغو بے کار اور اضاعتِ وقت سمجھتے ہیں، معجم کبیر میں اس حدیث شریف کے شروع میں روایت کرنے والے صحابی عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ اگر میں نے اس حدیث کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وسلم سے ایک مرتبہ اور ایک مرتبہ اور ایک مرتبہ غرض سات دفعہ یہ لفظ کہا، یعنی اگر سات مرتبہ نہ سنا ہوتا تو کبھی نقل نہ کرتا۔

(۳۷) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ذَرٍّ لَاَنْ تَغْدُوَ فَتَتَعَلَّمَ اٰیَۃً مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ تُصَلِّیَ مِائَۃَ رَکْعَۃٍ وَلَاَنْ تَغْدُوَ فَتَتَعَلَّمَ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِہٖ اَوْ لَمْ یُعْمَلْ بِہٖ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تُصَلِّیَ اَلْفَ رَکْعَۃٍ (رواہ ابن ماجہ باسناد حسن)

ابوذرؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر اگر تو صبح کو جاکر ایک آیت کلام اللہ شریف کی سیکھ لے تو نوافل کی سو رکعات سے افضل ہے اور اگر ایک باب علم کا سیکھ لے، خواہ اس وقت وہ معمول بہ ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔

بہت سی احادیث اس مضمون میں وارد ہیں کہ علم کا سیکھنا عبادت سے افضل ہے فضائل علم میں جس قدر روایات وارد ہوئی ہیں ان کا احاطہ بالخصوص اس مختصر میں دشوار ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسا کہ میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ شیطان پر ایک فقیہ ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

(۳۸) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ عَشْرَ اٰیَاتٍ فِیْ لَیْلَۃٍ لَمْ یُکْتَبْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ (رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم)

ابوہریرہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جو شخص دس آیتوں کی تلاوت کسی رات میں کرے وہ اس رات میں غافلین سے شمار نہیں ہوگا۔

دس آیات کی تلاوت سے جس کے پڑھنے میں چند منٹ صرف ہوتے ہیں تمام رات کی غفلت سے نکل جاتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی۔

(۳۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافَظَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ الصَّلَوَاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ لَمْ یُکْتَبْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ وَمَنْ قَرَأَ فِیْ لَیْلَۃٍ مِّائَۃَ اٰیَۃٍ کُتِبَ مِنَ الْقَانِتِیْنَ (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح علی شرطہما)

ابوہریرہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ان پانچوں فرض نمازوں پر مداومت کرے وہ غافلین سے نہیں لکھا جائے گا جو شخص سو آیات کی تلاوت کسی رات میں کرے وہ اس رات میں قانتین سے لکھا جاوے گا۔

حسن بصریؒ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جو شخص سو آیتیں رات کو پڑھے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کلام اللہ شریف کے مطالبے سے بچ جاوے گا اور جو دو سو پڑھ لے تو اس کو رات بھر کی عبادت کا ثواب ملے گا اور جو پانچ سو سے ہزار تک پڑھ لے اس کے لئے ایک قنطار ہے صحابہؓ نے پوچھا کہ قنطار کیا ہوتا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ بارہ ہزار کے برابر (درہم مراد ہوں یا دینار)

(۴۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ قَالَ فَمَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ (رواہ رزین کذافی الرحمۃ المہداۃ)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ ان سے خلاصی کی کیا صورت ہے انہوں نے کہا کہ قرآن شریف۔

کتاب اللہ پر عمل بھی فتنوں سے بچنے کا کفیل ہے اور اس کی تلاوت کی برکت بھی فتنوں سے خلاصی کا سبب ہے، حدیث ۲۲ میں گذر چکا کہ جس گھر میں کلام پاک کی تلاوت کی جاتی ہے سکینہ اور رحمت اس گھر میں نازل ہوتی ہے اور شیاطین اس گھر سے نکل جاتے ہیں۔ فتنوں سے مراد خروج دجال، فتنۂ تاتار وغیرہ علماء نے بتلائے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے بھی ایک طویل روایت میں حدیث بالا کا مضمون وارد ہوا ہے کہ حضرت علیؓ کی روایت میں وارد ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ حق تعالیٰ شانہٗ تم کو اپنے کلام کے پڑھنے کا حکم فرماتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی قوم اپنے قلعہ میں محفوظ ہو اور اس کی طرف کوئی دشمن متوجہ ہو کہ جس جانب سے بھی وہ حملہ کرنا چاہے اسی جانب میں اللہ کی کلام کو اس کا محافظ پاوے گا اور وہ اس دشمن کو دفع کر دے گا۔

خاتمہ

فِيْ عِدَّةِ رِوَايَاتٍ زَائِدَةٍ عَلَى الْاَرْبَعِيْنَةِ لَابُدَّ مِنْ ذِكْرِهَا لِاَغْرَاضٍ تُنَاسِبُ الْمَقَامَ

(۱) عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔ (رواہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

عبدالملک بن عمیرؒ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔

خاتمہ میں بعض ایسی سورتوں کے فضائل ہیں جو پڑھنے میں بہت مختصر لیکن فضائل میں بہت بڑھی ہوئی ہیں اور اسی طرح دو ایک ایسے خاص امر ہیں جن پر تنبیہ قرآن پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سورۂ فاتحہ کے فضائل بہت سی روایات میں وارد ہوئے ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک صحابی نماز پڑھتے تھے حضورؐ نے ان کو بلایا وہ نماز کی وجہ سے جواب نہ دے سکے جب فارغ ہو کر حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ میرے پکارنے پر جواب کیوں نہیں دیا، انہوں نے نماز کا عذر کیا حضورؐ نے فرمایا کہ قرآن شریف کی آیت میں نہیں پڑھا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ (اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی پکار کا جواب دو جب بھی تم کو بلاویں) پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تجھے قرآن شریف کی سب سے بڑی سورت یعنی سب سے افضل بتلاؤں گا پھر حضورؐ نے فرمایا کہ وہ اَلْحَمْدُ کی سات آیتیں ہیں۔ یہ سبع مثانی ہیں اور قرآن عظیم بعض صوفیا سے منقول ہے کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں تھا وہ سب کلام پاک میں آ گیا اور جو کلام پاک میں ہے وہ سب سورۂ فاتحہ میں آ گیا اور جو کچھ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ میں آ گیا اور جو بسم اللہ میں ہے وہ اس کی ب میں آ گیا۔ اس کی شرح بتلاتے ہیں کہ ب کے معنی اس جگہ ملانے کے ہیں اور مقصود سب چیز سے بندہ کا اللہ جل شانہٗ کے ساتھ ملا دینا ہے بعض نے اس کے آگے اضافہ کیا ہے کہ ب میں جو کچھ ہے وہ اس کے نقطہ میں آ گیا یعنی وحدانیت کہ نقطہ اصطلاح میں کہتے ہیں اس چیز کو جس کی تقسیم ہو سکتی ہو، بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تمام مقاصد دینی و دنیوی آ گئے۔ ایک دوسری روایت میں حضورؐ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس جیسی سورت نازل نہیں ہوئی، نہ توراۃ میں، نہ انجیل میں، نہ زبور میں، نہ بقیہ قرآن پاک میں۔ مشائخ نے لکھا ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ کو ایمان و یقین کے ساتھ پڑھے تو ہر بیماری سے شفا ہوتی ہے دینی ہو یا دنیوی ظاہری ہو یا باطنی لکھ کر لٹکانا اور چاٹنا بھی امراض کے لیے نافع ہے۔ صحاح کی کتابوں میں وارد ہے کہ صحابہؓ نے سانپ بچھو کے کاٹے ہوؤں پر اور مرگی والوں پر اور دیوانوں پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور حضورؐ نے اس کو جائز بھی رکھا، نیز ایک روایت میں آیا ہے کہ سائبؓ بن یزید پر حضورؐ نے اس سورت کو دم فرمایا اور یہ سورت پڑھ کر لعاب دہن درد کی جگہ لگایا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص سونے کے ارادے سے لیٹے اور سورہ فاتحہ، اور قل ہو اللہ احد پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے موت کے سوا ہر بلا سے امن پاوے، ایک روایت میں آیا ہے کہ سورۂ فاتحہ ثواب میں دو تہائی قرآن کے برابر ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ عرش کے خاص خزانے سے مجھ کو چار چیزیں ملی ہیں کہ اور کوئی چیز اس خزانے سے کسی کو نہیں ملی (۱) سورۂ فاتحہ (۲) آیۃ الکرسی (۳) سورہ بقرہ کی اخیر آیات اور (۴) سورۂ کوثر، ایک روایت میں آیا ہے کہ حسن بصریؒ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ جس نے سورۂ فاتحہ کو پڑھا اس نے گویا توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن

Visit : www.Momeen.blogspot.com

شریف کو پڑھا ایک روایت میں آیا ہے کہ ابلیس کو اپنے اوپر نوحہ اور زاری اور سر پر خاک ڈالنے کی چار مرتبہ نوبت آئی اوّل جب کہ اس پر لعنت ہوئی، دوسرے جبکہ اس کو آسمان سے زمین پر ڈالا گیا، تیسرے جبکہ حضور اکرم کو نبوت ملی چوتھے جبکہ سورۂ فاتحہ نازل ہوئی، شعبیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور دردِ گردہ کی شکایت کی، شعبیؒ نے کہا کہ اساس القرآن پڑھ کر درد کی جگہ دم کر، اس نے پوچھا کہ اساس القرآن کیا ہے شعبیؒ نے کہا سورۂ فاتحہ۔ مشائخ کے اعمال مجرب میں لکھا ہے کہ سورۂ فاتحہ اسم اعظم ہے ہر مطلب کے لیے پڑھنی چاہیے اور اس کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ صبح کی سنت اور فرض کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے میم کے ساتھ الحمدللہ کا لام ملا کر اکتالیس بار چالیس دن تک پڑھے جو مطلب ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہو گا اور اگر کسی مریض یا جادو کیے ہوئے کے لیے ضرورت ہو تو پانی پر دم کر کے اس کو پلا دے دوسرے یہ کہ نوچندی اتوار کو صبح کی سنت اور فرض کے درمیان بلا قید میم ملانے کے ستر بار پڑھے، اور اس کے بعد ہر روز اسی وقت پڑھے اور دس دس بار کم کرتا جاوے یہاں تک کہ ہفتہ ختم ہو جاوے۔ اول مہینے میں اگر مطلب پورا ہو جاوے تو فبہا ورنہ دوسرے تیسرے مہینے میں اسی طرح کرے نیز اس سورت کا چینی کے برتن پر گلاب اور مشک و زعفران سے لکھ کر اور دھو کر پلانا چالیس روز تک، امراض مزمنہ[1] کے لیے مجرب ہے۔ نیز دانتوں کے درد، اور سر کے درد، پیٹ کے درد کے لیے سات بار پڑھ کر دم کرنا مجرب ہے۔ یہ سب مضمون مظاہر حق سے مختصر طور سے نقل کیا گیا۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ ایک مرتبہ تشریف فرما تھے حضورؐ نے فرمایا کہ آسمان کا ایک دروازہ آج کھلا ہے جو آج سے قبل کبھی نہیں کھلا تھا، پھر اس میں سے ایک فرشتہ نازل ہوا، حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ نازل ہوا جو آج سے قبل کبھی نازل نہیں ہوا تھا، پھر اس فرشتہ نے عرض کیا کہ دو نوروں کی بشارت لیجئے جو آپ سے قبل کسی کو نہیں دیئے گئے ایک سورہ فاتحہ، دوسرا خاتمہ سورۂ بقرہ یعنی سورۂ بقرہ کا اخیر رکوع۔ ان کو نور اس لئے فرمایا کہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے آگے آگے چلیں گے۔

(۲) عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ يٰسٓ فِي صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهُ

(رواہ الدارمی)

عطاء بن ابی رباحؒ کہتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسٓ کو شروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حوائج پوری ہو جائیں۔

احادیث میں سورۂ یٰسٓ کے بھی بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے

[1] یعنی کہنہ، پرانے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سورۂ واقعہ کے فضائل بھی متعدد روایات میں وارد ہوئے ہیں ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص سورۂ حدید اور سورۂ واقعہ اور سورۂ رحمٰن پڑھتا ہے وہ جنت الفردوس کے رہنے والوں میں پکارا جاتا ہے ایک روایت میں ہے کہ سورۂ واقعہ سورۃ الغنی ہے اس کو پڑھو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کو اپنی بیبیوں کو سکھاؤ اور حضرت عائشہؓ سے بھی اس کے پڑھنے کی تاکید منقول ہے مگر بہت ہی پست خیالی ہے کہ چار پیسے کے لئے اس کو پڑھا جاوے، البتہ اگر غنائے قلب اور آخرت کی نیت سے پڑھے تو دنیا خود بخود ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوگی۔

(۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ سُوْرَةً فِی الْقُرْاٰنِ ثَلٰثُوْنَ اٰیَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَ لَهٗ وَهِیَ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ والحاکم وصححہ وابن حبان فی صحیحہ)

ابوہریرہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن شریف میں ایک سورۃ تیس آیات کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی مغفرت کرا دے وہ سورۃ تبارک الذی ہے۔

سورۂ تبارک الذی کے متعلق بھی ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آیا ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ سورۃ ہر مومن کے دل میں ہو، ایک روایت میں ہے کہ جس نے تبارک الذی اور الم سجدہ کو مغرب اور عشا کے درمیان پڑھا گویا اسنے لیلۃ القدر میں قیام کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جسنے ان دونوں سورتوں کو پڑھا اس کیلئے ستّر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ستّر بُرائیاں دور کی جاتی ہیں ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان دونوں سورتوں کو پڑھا اس کے لئے عبادت لیلۃ القدر کی برابر ثواب لکھا جاتا ہے (کذافی المظاہر)

ترمذیؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ بعض صحابہؓ نے ایک جگہ خیمہ لگایا ان کو علم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے اچانک ان خیمہ لگانے والوں نے اس جگہ کسی کو سورۂ تبارک الذی پڑھتے ہوئے سُنا تو حضورؐ سے آکر عرض کیا، حضورؐ نے فرمایا کہ یہ سورۃ اللہ کے عذاب سے روکنے والی ہے اور نجات دینے والی ہے حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرمؐ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک الم سجدہ اور سورۂ تبارک الذی نہ پڑھ لیتے تھے خالد بن معدان کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک شخص بڑا گنہگار تھا اور سورۂ سجدہ پڑھا کرتا تھا، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھا کرتا تھا، اس سورۃ نے اپنے پَر اس شخص پر پھیلا دئے کہ اے رب یہ شخص میری بہت تلاوت کرتا تھا اس کی شفاعت قبول کی گئی اور حکم ہوگیا کہ ہر خطا کے بدلے ایک نیکی دی جائے۔ خالد بن معدانؒ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑتی ہے اور

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہتی ہے کہ اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو میری شفاعت قبول کر ورنہ مجھے اپنی کتاب سے مٹادے اور بمنزلہ پرندہ کے بن جاتی ہے اور اپنے پَر میت پر پھیلادیتی ہے اور اس پر عذاب قبر ہونے سے مانع ہوتی ہے اور یہی سارا مضمون وہ تبارک الذی کے بارے میں بھی کہتے ہیں۔ خالد بن معدان اسوقت تک نہ سوتے تھے جب تک دونوں سورتیں نہ پڑھ لیتے۔ طاؤس کہتے ہیں کہ یہ دونوں سورتیں تمام قرآن کی ہر سورۃ پر ساٹھ نیکیاں زیادہ رکھتی ہیں، عذاب قبر کوئی معمولی چیز نہیں ہر شخص کو مرنے کے بعد سب سے پہلے قبر سے سابقہ پڑتا ہے۔ حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ ریش مبارک تر ہوجاتی کسی نے پوچھا کہ آپ جنت دوزخ کے تذکرہ سے بھی اتنا نہیں روتے جتنا کہ قبر سے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قبر منازلِ آخرت میں سب سے پہلی منزل ہے جو شخص اس کے عذاب سے نجات پالے آیندہ کے واقعات اس کے لئے سہل ہوتے ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پائے تو آنے والے حوادث اس سے سخت ہوتے ہیں، نیز میں نے یہ بھی سنا ہے کہ قبر سے زیادہ متوحش کوئی منظر نہیں (جمع الفوائد) اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ بِفَضْلِكَ وَمَنِّكَ۔

(۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ قَالَ صَاحِبُ الْقُرْاٰنِ يَضْرِبُ مِنْ اَوَّلِهٖ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰخِرَهٗ وَمِنْ اٰخِرِهٖ حَتّٰى يَبْلُغَ اَوَّلَهٗ كُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ (رواہ الترمذی کذا فی الرحمۃ والحاکم وقال تفرد بہ صالح المری وھو من زھاد اھل البصرۃ الا ان الشیخین لم یخرجاہ وقال الذھبی صالح متروک قلت ھو من رواۃ ابی داؤد والترمذی)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ بہترین اعمال میں سے کون سا عمل ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ حال مرتحل لوگوں نے پوچھا کہ حالِ مرتحل کیا چیز ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ صاحب قرآن ہیں جو اول سے چلے حتیٰ کہ اخیر تک پہنچے اور اخیر کے بعد پھر اول پر پہنچے جہاں ٹھہرے پھر آگے چل دے۔

حال کہتے ہیں منزل پر آنے والے کو اور مرتحل کوچ کرنے والے کو یعنی یہ کہ جب کلام پاک ختم ہوجائے تو پھر از سر نو شروع کرلے یہ نہیں کہ بس اب ختم ہوگیا دوبارہ پھر دیکھا جائیگا کنز العمال کی ایک روایت میں اس کی شرح وارد ہوئی اَلْخَاتِمُ الْمُفْتَتِحُ ختم کرنیوالا اور ساتھ ہی شروع کرنے والا یعنی ایک قرآن ختم کرنے کے بعد ساتھ ہی دوسرا شروع کرلے۔ اسی سے غالبًا وہ عادت ماخوذ ہے جو ہمارے دیار میں متعارف ہے کہ ختم قرآن شریف کے بعد مُفْلِحُوْنَ تک پڑھا جاتا ہے مگر اب لوگ اسی کو مستقل

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ادب سمجھتے ہیں اور پھر پورا کرنے کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ دراصل مقصد دوسرا قرآن شریف شروع کرنا بظاہر مقصود ہے جس کو پورا بھی کرنا چاہیے شرح احیائیں اور علامہ سیوطیؒ نے اتقان میں بروایت دارمی نقل کیا ہے کہ حضور اکرمؐ جب قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھا کرتے تو سورۂ بقرہ سے مفلحون تک ساتھ ہی پڑھتے اور اس کے بعد ختم قرآن کی دُعا فرماتے تھے۔

(۶) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَاھَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا۔ (رواہ البخاری ومسلم)

ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ قرآن شریف کی خبر گیری کیا کرو قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قرآن پاک جلد نکل جانے والا ہے سینوں سے بہ نسبت اونٹ کے اپنی رسیوں سے۔

یعنی آدمی اگر جانور کی حفاظت سے غافل ہو جاوے اور وہ رسّی سے نکل جاوے تو بھاگ جاویگا اسی طرح کلام پاک کی اگر حفاظت نہ کی جاوے تو وہ بھی یاد نہیں رہے گا اور بھول جاوے گا۔ دراصل بات یہ ہے کہ کلام اللہ شریف کا حفظ یاد ہو جانا درحقیقت یہ خود قرآن شریف کا ایک کھلا ہوا معجزہ ہے ورنہ اس سے آدھی تہائی مقدار کی کتاب بھی یاد ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ قریب بہ محال ہے۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کے یاد ہو جانے کا سورۂ قمر میں بطور احسان کے ذکر فرمایا، اور بار بار اس پر تنبیہ فرمائی وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ کہ ہم نے کلام پاک کو حفظ کرنے کے لیے سہل کر رکھا ہے کوئی ہے حفظ کرنے والا۔ صاحبِ جلالین نے لکھا ہے کہ استفہام اس آیت میں امر کے معنی میں ہے تو جس چیز کو حق تعالیٰ شانہٗ بار بار تاکید سے فرما رہے ہوں اس کو ہم مسلمان لغو اور حماقت اور بیکار اضاعتِ وقت سے تعبیر کرتے ہوں، اس حماقت کے بعد پھر بھی ہماری تباہی کے لیے کسی اور چیز کے انتظار کی ضرورت باقی ہے تعجب کی بات ہے کہ حضرت عزیرؑ اگر اپنی یاد سے تورات لکھادیں تو اس کی وجہ سے اللہ کے بیٹے پکارے جاویں اور مسلمانوں کے لئے اللہ جل شانہٗ نے اس لطف و احسان کو عام فرما رکھا ہے تو اس کی یہ قدر دانی کی جاوے وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ بالجملہ یہ محض حق تعالیٰ شانہٗ کا لطف و انعام ہے کہ یہ یاد ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر کسی شخص کی طرف سے بے توجہی پائی جاتی ہے تو اس سے بھلا دیا جاتا ہے قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینے میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں، حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر اُمت کے گناہ پیش کیے گئے میں نے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں پایا کہ کوئی شخص قرآن شریف پڑھ کر بھلا دے دوسری جگہ ارشاد ہے کہ جو شخص قرآن شریف پڑھ کر بھلا دے قیامت کے دن اللہ کے دربار میں کوڑھی

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حاضر ہوگا: جمع الفوائد میں رزین کی روایت سے آیتِ ذیل بنایا ہے اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا جو شخص ہمارے ذکر سے اعراض کرتا ہے اس کی زندگی تنگ کردیتے ہیں اور قیامت کے روز اس کو اندھا اٹھائیں گے وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں تو آنکھوں والا تھا مجھے اندھا کیوں کردیا ارشاد ہوگا۔ اس لئے کہ تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں اور تونے اُن کو بھلا دیا پس آج تو بھی اسی طرح بھلا دیا جاوے گا یعنی تیری کوئی اعانت نہیں۔

(۷) عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ یَتَاَکَّلُ بِہِ النَّاسَ جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَوَجْھُہٗ عَظْمٌ لَیْسَ عَلَیْہِ لَحْمٌ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

بریدہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے تاکہ اس کی وجہ سے کھاوے لوگوں سے۔ قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئیگا کہ اسکا چہرہ محض ہڈی ہوگا جس پر گوشت نہ ہوگا۔

یعنی جو لوگ قرآن شریف کو طلب دنیا کی غرض سے پڑھتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ ہم قرآن شریف پڑھتے ہیں اور ہم میں عجمی و عربی ہر طرح کے لوگ ہیں جس طرح پڑھتے ہو پڑھتے رہو عنقریب ایک جماعت آنے والی ہے جو قرآن شریف کے حروف کو اسطرح سیدھا کریں گے جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے یعنی خوب سنواریں گے ایک ایک حروف کو گھنٹوں درست کریں گے اور مخارج کی رعایت میں خوب تکلف کریں گے اور یہ سب دنیا کے واسطے ہوگا، آخرت سے ان لوگوں کو کچھ بھی سروکار نہ ہوگا، مقصد یہ ہے کہ محض خوش آوازی بیکار ہے جبکہ اس میں اخلاص نہ ہو محض دنیا کمانے کے واسطے کیا جاوے، چہرہ پر گوشت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب اس نے اشرف الاشیاء کو ذلیل چیز کمانے کا ذریعہ کیا تو اشرف الاعضاء چہرہ کو رونق سے محروم کردیا جاوے گا۔ عمران بن حصینؓ کا ایک واعظ پر گذر ہوا جو تلاوت کے بعد لوگوں سے کچھ طلب کررہا تھا، یہ دیکھ کر انہوں نے اناللہ پڑھی اور فرمایا کہ میں نے حضور اکرمؐ سے سنا ہے کہ جو شخص تلاوت کرے اس کو جو مانگنا ہو اللہ سے مانگے عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو پڑھنے کے بعد لوگوں سے بھیک مانگیں گے مشائخ سے منقول ہے کہ جو شخص علم کے ذریعے سے دنیا کماوے اس کی مثال ایسی ہے کہ جوتے کو اپنے رخسار سے صاف کرے اس میں شک نہیں کہ جوتا تو صاف ہوجائے گا مگر چہرہ سے صاف کرنا حماقت کی منتہا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی۔ الآیۃ (یہی لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی خریدی ہے پس نہ ان کی تجارت کچھ نفع والی ہے اور نہ یہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں) اُبَی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو قرآن شریف کی ایک سورت پڑھائی تھی اس نے ایک کمان مجھے ہدیہ کے طور سے دی میں نے حضورؐ سے اس کا تذکرہ کیا تو حضورؐ نے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ارشاد فرمایا کہ جہنم کی ایک کمان تو نے لے لی۔ اسی طرح کا واقعہ عبادۃ بن الصامت نے اپنے متعلق نقل کیا اور حضورؐ کا جواب یہ نقل کیا کہ جہنم کی ایک چنگاری اپنے مونڈھوں کے درمیان لٹکا دی، دوسری روایت میں ہے کہ اگر تو چاہے کہ جہنم کا ایک طوق گلے میں ڈالے تو اس کو قبول کرے۔

یہاں پہنچ کر میں ان حفاظ کی خدمت میں جن کا مقصود قرآن شریف کے مکتبوں سے فقط پیسہ ہی کمانا ہے بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ للہ اپنے منصب اور اپنی ذمہ داری کا لحاظ کیجئے جو لوگ آپ کی بدنیتوں کے حلہ کی وجہ سے کلام مجید پڑھانا یا حفظ کرانا بند کرتے ہیں، اس کے وبال میں وہ تنہا گرفتار نہیں خود آپ لوگ بھی اس کے جوابدہ اور قرآن پاک کے بند کرنے والوں میں شریک ہیں۔ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم اشاعت کرنے والے ہیں لیکن درحقیقت اس اشاعت کے روکنے والے ہم ہی لوگ ہیں جن کی بداطواریاں اور بدنیتیاں دنیا کو مجبور کر رہی ہیں کہ وہ قرآن پاک ہی کو چھوڑ بیٹھیں۔ علماء نے تعلیم کی تنخواہ کو اس لیے جائز نہیں فرمایا کہ ہم لوگ اسی کو مقصود بنالیں۔ بلکہ حقیقتاً مدرسین کی اصل غرض صرف تعلیم اور اشاعتِ علم و قرآن شریف ہونے کی ضرورت ہے اور تنخواہ اس کا معاوضہ نہیں بلکہ رفع ضرورت کی ایک صورت ہے جس کو مجبوراً اور اضطرار کی وجہ سے اختیار کیا گیا۔

تتمہ: کلام پاک کے ان سب فضائل اور خوبیوں کے ذکر کرنے سے مقصود اس کی ساتھ محبت پیدا کرنا ہے اس لیے کلام اللہ شریف کی محبت حق تعالیٰ شانہٗ کی محبت کے لئے لازم و ملزوم ہے اور ایک کی محبت دوسرے کی محبت کا سبب ہوتی ہے۔ دنیا میں آدمی کی خلقت صرف اللہ جل شانہٗ کی معرفت کے لئے ہوئی ہے اور آدمی کے علاوہ سب چیز کی خلقت آدمی کے لیے ہے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند تا تو نانے بکف آری و بہ غفلت نہ خوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نبری

کہتے ہیں، بادل ہوا، چاند، سورج، آسمان و زمین غرض ہر چیز تیری خاطر کام میں مشغول ہے کہ تو اپنی حوائج ان کے ذریعے سے پوری کرے اور عبرت کی نگاہ سے دیکھے کہ آدمی کی ضروریات کے لیے یہ سب چیزیں کس قدر فرمانبردار و مطیع اور وقت پر کام کرنے والی ہیں اور تنبیہ کے لیے کبھی کبھی ان میں تخلف بھی تھوڑی دیر کے لیے کر دیا جاتا ہے۔ بارش کے وقت بارش نہ ہونا، ہوا کے وقت ہوا نہ چلنا اسی طرح گرہن کے ذریعے سے چاند، سورج، ہر چیز میں کوئی تغیر بھی پیدا کیا جاتا ہے، تاکہ ایک غافل کے لیے تنبیہ کا تازیانہ بھی لگے اس سب کے بعد کس قدر حیرت کی بات ہے کہ تیری وجہ سے یہ سب چیزیں تیری ضروریات کی تابع کی جاویں اور ان کی فرمانبرداری بھی تیری اطاعت اور فرمانبرداری

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کا سبب نہ بنے اور اطاعت و فرمانبرداری کے لیے بہترین معین محبت ہے اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ جب کسی شخص سے محبت ہو جاتی ہے عشق و فریفتگی پیدا ہو جاتی ہے تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری طبیعت اور عادت بن جاتی ہے اور اس کی نافرمانی ایسی ہی گراں اور شاق ہوتی ہے جیسا کہ بغیر محبت کے کسی کی اطاعت خلافِ عادت و طبع ہونے کی وجہ سے بار ہوتی ہے کسی چیز سے محبت پیدا کرنے کی صورت اس کے کمالات و جمال کا مشاہدہ ہے، حواس ظاہرہ سے ہو یا حواس باطنہ میں استحضار سے۔ اگر کسی کے چہرے کو دیکھ کر بے اختیار اس سے وابستگی ہو جاتی ہے، تو کسی کی دل آویز آواز بھی بسا اوقات مقناطیس کا اثر رکھتی ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کیں دولت از گفتار خیزد

عشق ہمیشہ صورت ہی سے پیدا نہیں ہوتا بسا اوقات یہ مبارک دولت بات سے بھی پیدا ہو جاتی ہے کان میں آواز پڑ جانا؛ اگر کسی کی طرف بے اختیار کھینچتا ہے تو کسی کے کلام کی خوبیاں، اس کے جوہر اس کے ساتھ الفت کا سبب بن جاتی ہیں، کسی کے ساتھ عشق پیدا کرنے کی تدبیر اہل فن نے یہ بھی لکھی ہے کہ اس کی خوبیوں کا استحضار کیا جاوے، اس کے غیر کو دل میں جگہ نہ دی جاوے جیسا کہ عشق طبعی میں یہ سب باتیں بے اختیار ہوتی ہیں، کسی کا حسین چہرہ یا ہاتھ نظر پڑ جاتا ہے تو آدمی سعی کرتا ہے کوشش کرتا ہے کہ بقیہ اعضاء کو دیکھے تاکہ محبت میں اضافہ ہو، قلب کو تسکین ہو حالانکہ تسکین ہوتی نہیں، مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کسی کھیت میں بیج ڈالنے کے بعد اگر اس کی آبپاشی کی خبر نہ لی گئی تو پیداوار نہیں ہوتی۔ اگر کسی کی محبت دل میں بے اختیار آ جانے کے بعد اس کی طرف التفات نہ کیا جاوے تو آج نہیں تو کل دل سے محو ہو جاوے گی لیکن اس کے خط و خال سراپا اور رفتار و گفتار کے تصور سے اس قلبی بیج کو سینچا ہے تو اس میں ہر لمحہ اضافہ ہوگا ؎

مکتبِ عشق کے انداز نرالے دیکھے اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

اس سبق کو بھلا دو گے فوراً چھٹی مل جاوے گی، جتنا جتنا یاد کرو گے اتنا ہی جکڑے جاؤ گے۔ اسی طرح کسی قابل عشق سے محبت پیدا کرنی ہو تو اس کے کمالات اس کی دل آویزیوں کا تتبع کرے، جوہروں کو تلاش کرے اور جس قدر معلوم ہو جاویں اس پر بس نہ کرے بلکہ اس سے زائد کا متلاشی ہو کہ فنا ہونے والے محبوب کے کسی ایک عضو کے دیکھنے پر قناعت نہیں کی جاتی، اس سے زیادہ کی ہوس جہاں تک امکان میں ہو باقی رہتی ہے۔ حق سبحانہٗ و تقدس جو حقیقتاً ہر جمال و حسن کا منبع ہیں اور حقیقتاً دنیا میں کوئی بھی جمال ان کے علاوہ نہیں ہے۔ یقیناً ایسے محبوب ہیں کہ جن کے کسی جمال و کمال پر بس نہیں نہ اس کی کوئی غایت ان ہی بے نہایت کمالات میں سے ان کا کلام بھی ہے جس کے متعلق میں پہلے اجمالاً

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہہ چکا ہوں کہ اس انتساب کے بعد پھر کسی کمال کی ضرورت نہیں، عشاق کے لئے اس انتساب کے برابر اور کونسی چیز ہوگی ۔

اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

قطع نظر اس سے کہ اس انتساب کو اگر چھوڑ بھی دیا جائے کہ اس کا موجد کون ہے اور وہ کس کی صفت ہے تو پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کو جو جو نسبتیں ہیں ایک مسلمان کی فریفتگی کے لیے وہ کیا کم ہیں اگر اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو خود کلام پاک ہی میں غور کیجئے کہ کونسی خوبی دنیا میں ایسی ہے جو کسی چیز میں پائی جاتی ہے اور کلام پاک میں نہ ہو ۔

دامانِ نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار گل چیں بہارِ تو زداماں گلہ دارد

فدا ہو آپ کی کس کس ادا پر ادائیں لاکھ اور بے تاب دل ایک

احادیث سابقہ کو غور سے پڑھنے والوں پر مخفی نہیں کہ کوئی بھی چیز دنیا میں ایسی نہیں جس کی طرف احادیث بالا میں متوجہ نہ کر دیا ہو اور انواعِ محبت و افتخار میں سے کسی نوع کا دلدادہ بھی ایسا نہ ہوگا کہ اسی رنگ میں کلام اللہ شریف کی افضلیت و برتری اس نوع میں کمال درجہ کی نہ بتلادی گئی ہو مثلاً کلی اور اجمالی بہترائی جو دنیا بھر کی چیزوں کو شامل ہے ہر جمال و کمال اس میں داخل ہے، سب سے پہلی حدیث (۱) نے کلی طور پر ہر چیز سے اس کی افضلیت اور برتری بتلادی محبت کی کوئی سی نوع لے لیجئے کسی شخص کو اسباب غیر متناہیہ میں سے کسی وجہ سے کوئی پسند آئے، قرآن شریف اسی کلی افضلیت میں اس سے افضل ہے اس کے بعد بالعموم جو اسباب تعلق و محبت ہوتے ہیں جزئیات و تمثیل کے طور سے ان سب پر قرآن شریف کی افضلیت بتلادی گئی، اگر کسی کو ثمرات اور منافع کی وجہ سے کسی سے محبت ہوتی ہے تو اللہ جل شانہٗ کا وعدہ ہے کہ ہر مانگنے والے سے زیادہ عطا کروں گا حدیث نمبر ۲ اگر کسی کو ذاتی فضیلت، ذاتی جوہر، ذاتی کمال سے کوئی بھاتا ہے تو اللہ جل شانہٗ نے بتلادیا کہ دنیا کی ہر بات پر قرآن شریف کو اتنی فضیلت ہے جتنی خالق کو مخلوق پر، آقا کو بندوں پر، مالک کو مملوک پر۔ حدیث ۳ اگر کوئی مال و متاع حشم و خدم اور جانوروں کا گرویدہ ہے اور کسی نوع کے جانور پالنے پر دل کھوئے ہوئے ہے تو جانوروں کے لیے مشقت حاصل کرنے سے تحصیل کلام پاک کی افضلیت پر متنبہ کر دیا، حدیث ۴ اگر کوئی صوفی تقدس و تقوی کا بھوکا ہے اس کے لیے سرگرداں ہے تو حضورؐ نے بتلادیا کہ قرآن کے ماہر کا ملائکہ کے ساتھ شمار ہے جن کی برابر تقوی کا ہونا مشکل ہے کہ ایک آن بھی خلافِ اطاعت نہیں گزار سکتے۔ حدیث ۵ اگر کوئی شخص دوہرا حصہ ملنے سے افتخار کرتا ہے یا اپنی بڑائی اسی میں سمجھتا ہے کہ اس کی رائے دو داؤں کے برابر شمار کی جاوے تو اٹکنے والے کے لیے دوہرا اجر ہے حدیث ۶

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اگر کوئی حاسد بداخلاقیوں کا متوالا ہے، دنیا میں حسد ہی کا خوگر ہو گیا ہو، اس کی زندگی حسد سے نہیں ہٹ سکتی تو حضورؐ نے بتلادیا کہ اس قابل جس کے کمال پر واقعی حسد ہو سکتا ہے، وہ حافظِ قرآن ہے۔ حدیث ۷ اگر کوئی فواکہ کا متوالا ہے، اس پر جان دیتا ہے پھل بغیر اس کو چین نہیں پڑتا۔ تو قرآن شریف ترنج کی مشابہت رکھتا ہے۔ حدیث ۸ اگر کوئی میٹھے کا عشق ہے، مٹھائی بغیر اس کا گزر نہیں تو قرآن شریف کھجور سے زیادہ میٹھا ہے اگر کوئی شخص عزت و وقار کا دل دادہ ہے، ممبری اور کونسل بغیر اس سے نہیں رہا جاتا تو قرآن شریف دنیا اور آخرت میں رفع درجات کا ذریعہ ہے۔ حدیث ۹ اگر کوئی شخص معین و مددگار چاہتا ہے ایسا جاں نثار چاہتا ہے کہ ہر جھگڑے میں اپنے ساتھی کی طرف سے لڑنے کو تیار ہے تو قرآن شریف سلطان السلاطین ملک الملوک شہنشاہ سے اپنے ساتھی کی طرف سے جھگڑنے کو تیار ہے۔ حدیث ۱۰ اگر کوئی نکتہ رس باریک بینیوں میں عمر خرچ کرنا چاہتا ہے اس کے نزدیک ایک باریک نکتہ حاصل کرلینا دنیا بھر کے لذّات سے اعراض کو کافی ہے تو بطن قرآن شریف دقائق کا خزانہ ہے۔ حدیث ۱۱ اسی طرح اگر کوئی شخص مخفی رازوں کا پتہ لگانا کمال سمجھتا ہے۔ محکمہ سی آئی ڈی میں تجربہ کو ہنر سمجھتاہے، عمر کھپاتا ہے تو بطن قرآن شریف ان اسرار مخفیہ پر متنبہ کرتا ہے جن کی انتہا نہیں اگر کوئی شخص اونچے مکانات بنانے پر مر رہا ہے ساتویں منزل پر اپنا خاص کمرہ بنانا چاہتا ہے تو قرآن شریف ساتویں ہزار منزل پر پہنچاتا ہے۔ حدیث ۱۲ اگر کوئی کا گرویدہ ہے کہ ایسی سہل تجارت کروں جس میں محنت کچھ نہ ہو اور نفع بہت سا ہو جاوے تو قرآن شریف ایک حرف پر دس نیکیاں دلاتا ہے۔ حدیث ۱۳ اگر کوئی تاج و تخت کا بھوکا ہے اس کی خاطر دنیا سے لڑتا ہے تو قرآن شریف اپنے رفیق کے والدین کو بھی وہ تاج دیتا ہے جس کی چمک دمک کی دنیا میں کوئی نظیر ہی نہیں۔ حدیث ۱۴ اگر کوئی شعبدہ بازی میں کمال پیدا کرتا ہے، آگ ہاتھ پر رکھتا ہے، جلتی دیا سلائی منہ میں رکھ لیتا ہے تو قرآن شریف جہنم تک کی آگ کو اثر کرنے سے مانع ہے۔ حدیث ۱۵ اگر کوئی حکام رسی پر مرتا ہے اس پر نازہے کہ ہمارے ایک خط سے فلاں حاکم نے اس ملزم کو چھوڑ دیا ہم نے فلاں شخص کو سزا نہیں ہونے دی اتنی سی بات حاصل کرنے کے لیے جج و کلکٹر کی دعوتوں اور خوشامدوں میں جان و مال ضائع کرتا ہے ہر روز کسی نہ کسی حاکم کی دعوت میں سرگرداں رہتا ہے تو قرآن شریف اپنے ہر رفیق کے ذریعے ایسے دس شخصوں کی خلاصی دلاتا ہے جن کو جہنم کا حکم مل چکا ہے۔ حدیث ۱۶ اگر کوئی خوشبوؤں پر مرتا ہے چمن اور پھولوں کا دل دادہ ہے تو قرآن شریف بالچھڑ ہے۔ حدیث ۱۷ اگر کوئی عطور کا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فریفتہ ہے جنائے مشکی میں غسل چاہتا ہو، تو کلام مجید سراپا مشک ہے اور غور کرو گے تو معلوم ہو جاوے گا کہ اِس مشک سے اُس مشک کو کچھ بھی نسبت نہیں، چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک ؎

کار زلفِ تست مشک افشانی اما عاشقاں مصلحت را تہمتے برآہوئے چیں بستہ اند

حدیث ۱۸ اگر کوئی جوہ کا آشنا ڈر سے کوئی کام کر سکتا ہے ترغیب اس کے لئے کار آمد نہیں، تو قرآن شریف سے خالی ہونا گھر کی بربادی کے برابر ہے۔ حدیث ۱۹ اگر کوئی عابد افضل العبادات کی تحقیق میں رہتا ہے اور ہر کام میں اس کا متمنی ہے کہ جس چیز میں زیادہ ثواب ہو اسی میں مشغول رہوں، تو قرأت قرآن افضل العبادات ہے۔ اور تصریح سے بتا دیا کہ نفل نماز، روزہ و تسبیح و تہلیل وغیرہ سب سے افضل ہے۔ حدیث ۲۰ بہت سے لوگوں کو حاملہ جانوروں سے دل چسپی ہوتی ہے، حاملہ جانور قیمتی داموں میں خریدے جاتے ہیں، حضورؐ نے متنبہ فرمادیا اور خصوصیت سے اس جُز کو بھی مثال میں ذکر فرمایا کہ قرآن شریف اس سے بھی افضل ہے۔ حدیث ۲۱ اکثر لوگوں کو صحت کی فکر دامنگیر رہتی ہے ورزش کرتے ہیں، روزانہ غسل کرتے ہیں، دوڑتے ہیں، علی الصبح تفریح کرتے ہیں۔ اسی طرح سے بعض لوگوں کو رنج و غم فکر و تشویش دامنگیر رہتی ہے حضورؐ نے فرمادیا کہ سورۂ فاتحہ ہر بیماری کی شفا ہے اور قرآن شریف دلوں کی بیماری کو دور کرنیوالا ہے۔ حدیث ۲۲ لوگوں کو افتخار کے اسباب گزشتہ افتخارات کے علاوہ اور بھی بہت سے ہوتے ہیں، جن کا احاطہ مشکل ہے۔ اکثر اپنے نسب پر افتخار ہوتا ہے کسی کو اپنی عادتوں پر کسی کو اپنی ہر دلعزیزی پر، کسی کو اپنے حسنِ تدبیر پر حضورؐ نے فرمادیا کہ حقیقتاً قابل افتخار جو چیز ہے وہ قرآن شریف ہے اور کیوں نہ ہو کہ درحقیقت ہر جمال و کمال کو جامع ہے ؎ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔ حدیث ۲۳ اکثر لوگوں کو خزانہ جمع کرنے کا شوق ہوتا ہے، کھانے اور پہننے میں تنگی کرتے ہیں، تکالیف برداشت کرتے ہیں اور ننانوے کے پھیر میں ایسے پھنس جاتے ہیں جس سے نکلنا دشوار ہوتا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ذخیرہ کے قابل کلام پاک ہے جتنا دل چاہے آدمی جمع کرے کہ اس سے بہتر کوئی خزینہ نہیں۔ حدیث ۲۴ اسی طرح اگر برقی روشنیوں کا آپ کو شوق ہے آپ اپنے کمرے میں دس قمقمے بجلی کے اس لئے نصب کرتے ہیں کہ کمرہ جگمگا اُٹھے تو قرآن شریف سے بڑھ کر نورانیت کس چیز میں ہوسکتی ہے۔ حدیث ۲۵ اگر آپ اس پر جان دیتے ہیں کہ آپ کے پاس ہدایا آیا کریں، دوست روزانہ کچھ نہ کچھ بھیجتے رہا کریں آپ توسیعِ تعلقات اسی کی خاطر کرتے ہیں جو دوست آشنا اپنے باغ کے پھلوں میں آپ کا حصہ نہ لگائے تو آپ اس کی شکایت کرتے ہیں تو قرآن شریف سے بہتر تحائف دینے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

والا کون ہے کہ سکینہ اس کے پاس بھیجی جاتی ہے پس آپ کے کسی پر مرنے کی اگر یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کے پاس روزانہ کچھ نذرانہ لاتا ہے تو قرآن شریف میں اس کا بھی بدل ہے۔ حدیث ۲۶ اور اگر آپ کسی وزیر کے اس لئے ہر وقت قدم چومتے ہیں کہ وہ دربار میں آپ کا ذکر کر دے گا، کسی پیش کار کی اس لئے خوشامد کرتے ہیں کہ وہ کلکٹر کے یہاں آپ کی کچھ تعریف کر دے گا یا کسی کی آپ اسلئے چاپلوسی کرتے ہیں کہ محبوب کی مجلس میں آپ کا ذکر کر دے تو قرآن شریف احکم الحاکمین محبوب حقیقی کے دربار میں آپ کا ذکر خود محبوب و آقا کی زبان سے کراتا ہے۔ حدیث ۲۷ اگر آپ اس کے جویاں رہتے ہیں کہ محبوب کو سب سے زیادہ مرغوب کیا چیز ہے کہ اس کے مہیا کرنے میں پہاڑوں سے دودھ کی نہر نکالی جائے تو قرآن شریف کی برابر آقا کو کوئی چیز بھی مرغوب نہیں۔ حدیث ۲۸ اگر آپ درباری بننے میں عمر کھپا رہے ہیں، سلطان کے مصاحب بننے کیلئے ہزار تدبیر اختیار کرتے ہیں، تو کلام اللہ شریف کے ذریعے آپ اس بادشاہ کے مصاحب شمار ہوتے ہیں جس کے سامنے کسی بڑے سے بڑے کی بادشاہت کچھ حقیقت نہیں رکھتی حدیث ۲۹ تعجب کی بات ہے کہ لوگ کونسل کی ممبری کیلئے اور اتنی سی بات کیلئے کہ کلکٹر صاحب تمکار میں جاویں تو آپکو بھی ساتھ لے لیں آپ کس قدر قربانیاں کرتے راحت و آرام، جان و مال نثار کرتے ہیں، لوگوں سے کوشش کراتے ہیں، دین اور دنیا دونوں کو برباد کرتے ہیں، صرف اس لئے کہ آپ کی نگاہ میں اس سے آپ کا اعزاز ہوتا ہے تو پھر کیا حقیقی اعزاز کیلئے حقیقی حاکم و بادشاہ کی مصاحبت کیلئے واقعی درباری بننے کے لئے آپ کو ذرا سی توجہ کی بھی ضرورت نہیں' آپ اس نمائشی اعزاز پر عمر خرچ کیجئے مگر خدارا اس عمر کا تھوڑا سا حصہ عمر دینے والے کی خوشنودی کیلئے بھی تو خرچ کیجئے، اسی طرح اگر آپ میں چشتیت پھونک دی گئی ہے اور ان مجالس بغیر آپ کو قرار نہیں تو مجالس تلاوت اس سے کہیں زیادہ دل کو پکڑنے والی ہیں اور بڑے سے بڑے مستغنی کے کان اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں' حدیث ۳۰، ۳۱ اسی طرح اگر آپ آقا کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں تو تلاوت کیجئے۔ حدیث ۳۲ اور آپ اسلام کے مدعی ہیں، مسلم ہونے کا دعویٰ ہے تو حکم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ قرآن شریف کی ایسی تلاوت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے، اگر آپ کے نزدیک اسلام صرف زبانی جمع خرچ نہیں ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری سے بھی آپ کے اسلام کو کوئی سروکار ہے تو یہ اللہ کا فرمان ہے اور اس کے رسول کی طرف سے اس کی تلاوت کا حکم ہے حدیث ۳۳ اگر آپ میں قومی جوش بہت زور کرتا ہے، ترکی ٹوپی کے آپ صرف اس لئے دلدادہ ہیں کہ وہ آپ کے نزدیک خالص اسلامی لباس ہے، قومی شعار میں آپ بہت خاص دلچسپی رکھتے ہیں، ہر طرف اس کے پھیلانے کی آپ تدبیریں اختیار کرتے ہیں، اخبارات

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں مضامین شائع کرتے ہیں، جلسوں میں ریزولیوشن پاس کرتے ہیں تو اللہ کا رسول آپ کو حکم دیتا ہے کہ جس قدر ممکن ہو قرآن شریف کو پھیلاؤ۔

بیجا نہ ہوگا اگر میں یہاں پہنچ کر سربرآوردگانِ قوم کی شکایت کروں کہ قرآن پاک کی اشاعت میں آپ کی طرف سے کیا اعانت ہوتی ہے اور یہی نہیں بلکہ خدارا ذرا غور سے جواب دیجئے کہ اس کے سلسلہ کو بند کرنے میں آپ کا کس قدر حصہ ہے۔ آج اس کی تعلیم کو بیکار بتلایا جاتا ہے، اضاعتِ عمر سمجھا جاتا ہے اسکو بیکار دماغ سوزی اور بے نتیجہ عرق ریزی کہا جاتا ہے، ممکن ہے کہ آپ اس کے موافق نہ ہوں لیکن ایک جماعت جب ہمہ تن اس میں کوشاں ہے تو کیا آپ کا سکوت اس کی اعانت نہیں ہے مانا کہ آپ اس خیال سے بیزار ہیں مگر آپ کی اس بیزاری نے کیا فائدہ دیا ؎

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن خاک ہوجائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

آج اس کی تعلیم پر بڑے زور سے اس لئے انکار کیا جاتا ہے کہ مسجد کے ملانوں نے اپنے ٹکڑوں کیلئے دھندا کر رکھا ہے گو یہ عامۂ نیتوں پر حملہ ہے جو بڑی سخت ذمہ داری ہے اور اپنے وقت پر اس کا ثبوت دینا ہوگا مگر میں نہایت ہی ادب سے پوچھتا ہوں کہ خدارا ذرا اس کو تو غور کیجئے کہ ان خود غرض ملانوں کی ان خود غرضیوں کے ثمرات آپ دنیا میں کیا دیکھ رہے ہیں اور آپ کی ان بے غرضانہ تجاویز کے ثمرات کیا ہوں گے اور نشر و اشاعتِ کلام پاک میں آپ کی ان مفید تجاویز سے کس قدر مدد ملے گی، بہر حال حضورؐ کا ارشاد آپ کے لئے قرآن شریف کے پھیلانے کا ہے اس میں آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ اس ارشادِ نبویؐ کا کس درجہ امتثال آپ کی ذات سے ہوا اور ہو رہا ہے، دیکھئے ایک دوسری بات کا بھی خیال رکھیں، بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم اس خیال میں شریک نہیں تو ہم کو کیا مگر اس سے آپ اللہ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے صحابہؓ نے حضور اکرمؐ سے پوچھا تھا أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ (کیا ہم ایسی حالت میں ہلاک ہو جاویں گے کہ ہم میں صلحا موجود ہوں حضورؐ نے ارشا فرمایا کہ ہاں جب خباثت غالب ہو جاوے) اسی طرح ایک روایت میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ایک گاؤں کے اُلٹ دینے کا حکم فرمایا، حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ اس میں فلاں بندہ ایسا ہے کہ جس نے کبھی گناہ نہیں کیا ارشاد ہوا کہ صحیح ہے مگر یہ میری نافرمانی ہوتے ہوئے دیکھتا رہا اور کبھی اس کی پیشانی پر بل نہیں پڑا۔ درحقیقت علماؔ کو یہی امور مجبور کرتے ہیں کہ وہ ناجائز امور کو دیکھ کر ناگواری کا اظہار کریں جس کو ہمارے روشن خیال تنگ نظری سے تعبیر کرتے ہیں آپ حضرات اپنی وسعتِ خیالی اور وسعتِ اخلاق پر مطمئن نہ رہیں کہ یہ فریضہ صرف علماء ہی کے ذمہ نہیں ہر اس شخص کے ذمہ ہے جو کسی ناجائز بات

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کا وقوع دیکھیے اور اس پر ٹوکنے کی قدرت رکھتا ہو پھر نہ ٹوکے۔ بلال بن سعدؓ سے مروی ہے کہ معصیت جب مخفی طور سے کی جاتی ہے تو اس کا وبال صرف کرنے والے پر ہوتا ہے لیکن جب کھلم کھلا کی جاوے اور اس پر انکار نہ کیا جاوے تو اس کا وبال عام ہوتا ہے، اسی طرح اگر آپ تاریخ کے دلدادہ ہیں جہاں کہیں معتبر تاریخ پرانی تاریخ آپ کو ملتی ہے آپ اس کے لیے سفر کرتے ہیں تو قرآن شریف میں تمام ایسی کتب کا بدل موجود ہے جو قرونِ سابقہ میں حجت و معتبر مانی گئی ہیں۔ حدیث ۳۴ اگر آپ اس قدر اونچے مرتبے کے متمنی ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی مجلس میں بیٹھنے اور شریک ہونے کا حکم ہو تو یہ بات بھی صرف کلام اللہ شریف میں ہی ملے گی۔ حدیث ۳۵ اگر آپ اس قدر کاہل ہیں کہ کچھ کر ہی نہیں سکتے تو بے محنت بے مشقت اکرام بھی آپ کو صرف کلام اللہ شریف میں ملے گا کہ چُپ چاپ کسی مکتب میں بیٹھے بچوں کا کلام مجید سُنتے جایئے اور مفت کا ثواب لیجئے۔ حدیث ۳۶ اگر آپ مختلف الوان کے گرویدہ ہیں، ایک نوع سے اُکتا جاتے ہیں تو قرآن شریف کے معنی میں مختلف الوان مختلف مضامین حاصل کیجئے کہیں رحمت کہیں عذاب کہیں قصے، کہیں احکام اور کیفیت تلاوت میں کبھی پکار پکار کر پڑھیں اور کبھی آہستہ۔ حدیث ۳۷ اگر آپ کی سیہ کاریاں حد سے متجاوز ہیں اور مرنے کا آپ کو یقین بھی ہے تو پھر تلاوتِ کلام پاک میں ذرا بھی کوتاہی نہ کیجئے کہ اس درجہ کا سفارشی نہ ملے گا اور پھر ایسا کہ جس کی سفارش کے قبول ہونے کا یقین بھی ہو۔ حدیث ۳۸ اسی طرح اگر آپ اس قدر باوقار واقع ہوئے ہیں کہ جھگڑالو سے گھبراتے ہیں، لوگوں کے جھگڑے کے ڈر سے آپ بہت سی قربانیاں کر جاتے ہیں تو قرآن شریف کے مطالبے سے ڈریئے کہ اس جیسا جھگڑالو آپ کو نہ ملے گا فریقین کے جھگڑے میں ہر شخص کا کوئی نہ کوئی طرف دار ہوتا ہے مگر اس کے جھگڑنے میں اس کی تصدیق کی جاتی ہے اور ہر شخص اس کو سچا بتلائے گا، اور آپ کا کوئی طرفدار نہ ہوگا۔ حدیث ۳۹ اگر آپ کو ایسا رہبر درکار ہے اور اس پر آپ قربان ہیں جو محبوب کے گھر تک پہنچا دے تو تلاوت کیجئے اور اگر آپ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں جیل خانہ نہ ہو جائے تو ہر حالت میں قرآن شریف کی تلاوت بغیر چارہ نہیں۔ حدیث ۴۰ اگر آپ علوم انبیاء حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے گرویدہ و شیدائی ہیں تو قرآن شریف پڑھئے اور جتنا چاہے کمال پیدا کیجیے، اسی طرح اگر آپ بہترین اخلاق پر جان دینے کو تیار ہیں تو بھی تلاوت کی کثرت کیجئے حدیث ۴۱ اگر آپ کا مچلا ہوا دل ہمیشہ شملہ اور منصوری کی چوٹیوں ہی پر تفریح میں بہلتا ہے اور سو جان سے آپ ایک پہاڑ کے سفر پر قربان ہیں تو قرآن پاک مشک کے پہاڑوں پر ایسے وقت میں تفریح کراتا ہے کہ تمام عالم میں نفسا نفسی کا زور ہو۔ حدیث ۴۲ اگر آپ زاہدوں کی اعلیٰ فہرست میں شمار چاہتے ہیں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور رات دن نوافل سے آپ کو فرصت نہیں تو کلام پاک سیکھنا، سکھانا اس سے بیش بیش ہے، حدیث ۴۳،۴۴ اگر دنیا کے ہر جھگڑے سے آپ نجات چاہتے ہیں ہر مخمصے سے آپ علیحدہ رہنے کے دلدادہ ہیں تو صرف قرآن پاک ہی میں ان سے خلاصی ہے، حدیث ۴۵ اگر آپ کسی طبیب کے وابستگی چاہتے ہیں تو سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفا ہے حدیث خاتمہ ۱ اگر آپ کی بے نہایت غرضیں پوری نہیں ہوتیں تو کیوں روزانہ سورۂ یٰسٓ کی تلاوت آپ نہیں کرتے، حدیث ۲ اگر آپ کو پیسہ کی محبت ایسی ہے کہ اس کے بغیر آپ کسی کے بھی نہیں تو کیوں روزانہ سورۂ واقعہ کی تلاوت نہیں کرتے، حدیث ۳ اگر آپ کو عذاب قبر کا خوف دامنگیر ہے اور آپ اس کے متحمل نہیں تو اس کے لیے بھی پاک میں نجات ہے، حدیث ۴ اور اگر آپ کو کوئی دائمی مشغلہ درکار ہے کہ جس میں آپ کے مبارک اوقات ہمیشہ مصروف رہیں تو قرآن پاک سے بڑھ کر نہ ملے گا۔ حدیث ۵ مگر ایسا نہ ہو کہ یہ دولت حاصل ہونے کے بعد چھن جاوے کہ سلطنت ہاتھ آنے کے بعد پھر ہاتھ سے نکل جانا زیادہ حسرت و خسران کا سبب ہوتا ہے اور کوئی حرکت ایسی بھی نہ کر جایئے کہ نیکی برباد گناہ لازم ؎ " وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ۔

مجھ سا ناکارہ قرآن پاک کی خوبیوں پر کیا متنبہ ہو سکتا ہے، ناقص سمجھ کے موافق جو ظاہری طور پر سمجھ میں آیا ظاہر کر دیا مگر اہل فہم کے لیے غور کا راستہ ضرور کھل گیا اس لیے کہ اسباب محبت جن کو اہل فن نے کسی کے ساتھ محبت کا ذریعہ بتلایا ہے، پانچ چیزیں میں منحصر ہیں اول اپنا وجود کہ طبعاً آدمی اس کو محبوب رکھتا ہے۔ قرآن شریف میں حوادث سے امن ہے اس لیے وہ اپنی حیات و بقا کا سبب ہے، دوسرے طبعی مناسبت جس کے متعلق اس سے زیادہ وضاحت کیا کر سکتا ہوں کہ کلام صفت الٰہی ہے اور مالک اور مملوک آقا اور بندہ میں جو مناسبت ہے وہ واقفوں سے مخفی نہیں۔ ؎

ہست رب الناس را با جان ناس — اتصال بے تکیف و بے قیاس

سب سے رابطہ آشنائی ہے اسے — دل میں ہر اک کے رسائی ہے اُسے

تیسرے جمال، چوتھے کمال، پانچویں احسان ان ہر سہ امور کے متعلق احادیث بالا میں اگر غور فرمائیں گے تو نہ صرف اس جمال و کمال پر جس کی طرف ایک ناقص الفہم نے اشارہ کیا ہے، اقتصار کریں گے بلکہ وہ خود بے تردد اس امر تک پہنچیں گے کہ عزت افتخار، شوق و سکون، جمال و کمال، اکرام و احسان، لذت و راحت مال و متاع غرض کوئی بھی چیز ایسی نہ پاویں گے جو محبت کے اسباب میں ہو سکتی ہے اور نبی کریمؐ نے اس پر تنبیہ فرما کر قرآن شریف کو اسی نوع میں اس سے افضل نہ ارشاد فرمایا ہو البتہ حجاب میں

مستور ہونا دنیا کے لوازمات میں سے ہے لیکن عقل مند شخص اس وجہ سے کہ لیچی کا چھلکا خاردار ہے اس کے گودہ سے اعراض نہیں کرتا، اور کوئی دل کھویا ہوا اپنی محبوبہ سے اس لیے نفرت نہیں کرتا کہ وہ اس وقت برقعہ میں ہے، پردہ کے ہٹانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اور کامیاب نہ بھی ہو سکا تو اس پردہ کے اوپر ہی سے آنکھیں ٹھنڈی کرے گا اس کا یقین ہو جاوے کہ جس کی خاطر برسوں سے سرگرداں ہوں، وہ اسی چادر میں ہے ممکن نہیں کہ پھر اس چادر سے نگاہ ہٹ سکے، اسی طرح کلام پاک کے اُن فضائل و مناقب اور کمالات کے بعد اگر وہ کسی حجاب کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتے تو عاقل کا کام نہیں کہ اس سے بے توجہی اور لاپرواہی کرے بلکہ اپنی تقصیر اور نقصان پر افسوس کرے اور کمالات میں غور، حضرت عثمان رضؓ اور حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ اگر قلوب نجاست سے پاک ہو جاویں تو تلاوت کلام اللہ سے کبھی بھی سیری نہ ہو، ثابت بنانیؒ کہتے ہیں کہ بیس برس میں نے کلام پاک کو مشقت سے پڑھا اور بیس برس سے مجھے اس کی ٹھنڈک پہنچ رہی ہے پس جو شخص بھی معاصی سے توبہ کے بعد غور کرے گا کلام پاک کو ''آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری'' کا مصداق پائے گا۔ اے کاش کہ ان الفاظ کے معنی مجھ پر بھی صادق آتے۔ میں ناظرین سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ کہنے والے کی طرف التفات نہ فرمائیں کہ میری ناکارگی آپ کو اہم مقصود سے نہ روکے بلکہ بات کی طرف توجہ فرمائیں اور جہاں سے یہ امور ماخوذ ہیں اس کی طرف التفات کیجئے کہ میں درمیان میں صرف نقل کا واسطہ ہوں، یہاں تک پہنچنے کے بعد اللہ کی ذات سے بعید نہیں کہ وہ کسی دل میں حفظ قرآن پاک کا ولولہ پیدا کر دے، پس اگر بچہ کو حفظ کرانا ہے تو اس کے لیے کسی عمل کی ضرورت نہیں کہ بچپن کی عمر خود حفظ کے لیے معین و مجرب ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص بڑی عمر میں حفظ کا ارادہ کرے تو اس کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا ایک مجرب لکھتا ہوں جس کو ترمذی حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت علیؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جاویں قرآن پاک میرے سینے سے نکل جاتا ہے جو یاد کرتا ہوں وہ محفوظ نہیں رہتا، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے ایسی ترکیب بتلاؤں کہ جو تجھے بھی نفع دے اور جس کو تو بتلاوے اس کے لیے بھی نافع ہو اور جو کچھ تو سیکھے وہ محفوظ رہے۔ حضرت علیؓ کے دریافت کرنے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ کی شب آوے تو اگر یہ ہو سکتا ہو کہ رات کے اخیر تہائی حصہ میں اُٹھے تو یہ بہت ہی اچھا ہے کہ یہ وقت ملائکہ کے نازل ہونے کا ہے اور دعا اس وقت میں خاص طور سے قبول ہوتی ہے۔ اسی وقت کے انتظار میں حضرت یعقوبؑ نے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اپنے بیٹوں سے کہا تھا سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ عنقریب میں تمھارے لیے اپنے رب سے معفرت طلب کروں گا (یعنی جمعہ کی رات کو) پس اگر اس وقت میں جاگنا دشوار ہو تو آدھی رات کے وقت اور یہ بھی نہ ہوسکے تو پھر شروع ہی رات میں کھڑا ہو اور چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰسین شریف پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ دخان اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ الٓمٓ سجدہ[1] اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ ملک پڑھے اور جب التحیات سے فارغ ہو جاوے تو اول حق تعالےٰ شانہٗ کی خوب حمد و ثنا کر، اس کے بعد مجھ پر درود اور سلام بھیج، اس کے بعد تمام انبیاء پر درود بھیج، اس کے بعد تمام مومنین کے لیے اور ان تمام مسلمان بھائیوں کے لیے جو تجھ سے پہلے مرچکے ہیں استغفار کر اور اس کے بعد یہ دعا پڑھ۔ ف: دعا آگے آرہی ہے اس کے ذکر سے قبل مناسب ہے کہ حمد و ثنا وغیرہ جن کا حضورؐ نے حکم فرمایا ہے دوسری روایات سے جن کو شروح حصن اور مناجات مقبول وغیرہ میں نقل کیا ہے مختصر طور پر ایک دعا نقل کر دی جاوے تاکہ جو لوگ اپنے طور سے نہیں پڑھ سکتے وہ اس کو پڑھیں اور جو حضرات خود پڑھ سکتے ہوں وہ اس پر قناعت نہ کریں بلکہ حمد و صلوٰۃ کو بہت اچھی طرح سے مبالغہ سے پڑھیں (دعا یہ ہے) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمٰتِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْهَاشِمِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبُ الدَّعَوَاتِ ط

مترجمہ: "تمام تعریف جہانوں کے پروردگار کے لیے ہے۔ ایسی تعریف جو اس کی مخلوقات کے اعداد کے برابر ہو، اس کی مرضی کے موافق ہو، اس کے عرش کے وزن کے برابر ہو، اس کے کلمات

---

[1] ترتیب قرآنی میں یہ سورت پہلی دونوں سورتوں سے مقدم ہے مگر اول تو نوافل میں فقہاء نے اس قسم کی گنجائش فرمائی ہے دوسرے نوافل کا ہر شفعہ مستقل نماز کا حکم رکھتا ہے اور اس شفعہ کی دونوں سورتیں آپس میں مرتب ہیں، اس لیے کوئی کراہت نہیں۔ ہکذا فی الکوکب الدری و حاشیۃ ۱۲ منہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کی سیاہیوں کے برابر ہو، اے اللہ میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تونے اپنی تعریف خود بیان کی، اے اللہ ہمارے سردار نبی اُمّی اور ہاشمی پر درود و سلام اور برکات نازل فرما اور تمام نبیوں اور رسولوں اور ملائکہ مقربین پر بھی، اے ہمارے رب ہماری اور ہم سے پہلے مسلمانوں کی مغفرت فرما اور ہمارے دلوں میں مومنین کی طرف سے کینہ پیدا نہ کر اے ہمارے رب تو مہربان اور رحیم ہے، اے الٰہ العالمین میری اور میرے والدین کی اور تمام مومنین اور مسلمانوں کی مغفرت فرما، بے شک تو دعاؤں کو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

اس کے بعد وہ دعا پڑھے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بالا میں حضرت علیؓ کو تعلیم فرمائی، اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ[1] ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَّا اَبْقَیْتَنِیْ وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا یَعْنِیْنِیْ وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظَرِ فِیْمَا یُرْضِیْكَ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْئَلُكَ یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْكَ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْئَلُكَ یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِیْ فَاِنَّهٗ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَى الْحَقِّ غَیْرُكَ وَلَا یُؤْتِیْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۞

ترجمہ: اے الٰہ العالمین مجھ پر رحم فرما کہ جب تک میں زندہ رہوں گناہوں سے بچتا رہوں اور مجھ پر رحم فرما کہ میں بے کار چیزوں میں کلفت نہ اٹھاؤں، اور اپنی مرضیات میں خوش نظری مرحمت فرما۔ اے اللہ، اے زمین اور آسمانوں کے بے نمونہ پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی والے اور اس غلبہ یا عزت کے مالک جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن ہے، اے اللہ اے رحمٰن میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ جس طرح تو نے اپنی کلام پاک مجھے سکھادی اسی طرح اس کی یاد بھی میرے سینے سے چسپاں کر دے اور مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اس کو اس طرح پڑھوں جس سے تو راضی ہو جاوے، اے اللہ زمین اور آسمانوں کے بے نمونہ پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی والے اور اس غلبہ یا عزت کے مالک جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن، اے اللہ اے رحمٰن میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو میری نظر کو اپنی کتاب کے نور سے منور کر دے اور میری زبان کو

[1] حضورؐ کی ارشاد فرمائی ہوئی دعا یہ ہے۔ ۱۲

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس پر جاری کر دے اور اس کی برکت سے میرے دل کی تنگی کو دور کر دے اور میرے سینے کو کھول دے اور اس کی برکت سے میرے جسم کے گناہوں کا میل دھو دے کہ حق پر تیرے سوا میرا کوئی مددگار نہیں اور تیرے سوا میری یہ آرزو کوئی پوری نہیں کر سکتا اور گناہوں سے بچنا یا عبادت پر قدرت نہیں ہو سکتی مگر اللہ برتر و بزرگی والے کی مدد سے۔

پھر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی اس عمل کو تین جمعہ یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کر انشاء اللہ دعا ضرور قبول کی جائے گی۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے کسی مومن سے بھی قبولیت دعا نہ چوکے گی، ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ علیؓ کو پانچ یا سات ہی جمعہ گزرے ہوں گے کہ وہ حضورؐ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ پہلے میں تقریباً چار آیتیں پڑھتا تھا اور وہ بھی مجھے یاد نہ ہوتی تھیں اور اب تقریباً چالیس آیتیں پڑھتا ہوں اور ایسی ازبر یاد ہو جاتی ہیں کہ گویا قرآن شریف میرے سامنے کھلا ہوا رکھا ہے اور پہلے میں حدیث سنتا تھا اور جب اس کو دوبارہ کہتا تھا تو ذہن میں نہیں رہتی تھی اور اب احادیث سنتا ہوں اور جب دوسروں سے نقل کرتا ہوں تو ایک بھی لفظ نہیں چھوٹتا۔

حق تعالیٰ شانہٗ اپنے نبی کی رحمت کے طفیل مجھے بھی قرآن و حدیث کے حفظ کی توفیق عطا فرما دیں اور تمھیں بھی۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

تکملہ

اوپر جو چہل حدیث لکھی گئی ہے وہ ایک خاص مضمون کے ساتھ مخصوص ہونے کی وجہ سے اس میں اختصار کی رعایت نہیں ہو سکی، اس زمانے میں چونکہ ہمتیں نہایت ہی پست ہو گئی ہیں، دین کے لیے کسی معمولی سی مشقت کا بھی برداشت کرنا گراں ہے اس لیے اس جگہ ایک دوسری چہل حدیث نقل کرتا ہوں، جو نہایت ہی مختصر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی جگہ منقول ہے، اس کے ساتھ ہی بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ مہمات دینیہ کو ایسی جامع ہے کہ اس کی نظیر ملنا مشکل ہے کنز العمال میں قدمائے محدثین کی ایک جماعت کی طرف اس کا انتساب کیا ہے اور متاخرین میں سے مولانا قطب الدین صاحب مہاجر مکی نے بھی اس کو ذکر فرمایا ہے کیا ہی اچھا ہو کہ دین کے ساتھ وابستگی رکھنے والے حضرات کم از کم اس کو ضرور حفظ کر لیں کہ کوڑیوں میں لعل ملتے ہیں، وہ حدیث یہ ہے:۔

عَنْ سَلْمَانَؓ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نِ الَّتِیْ قَالَ مَنْ حَفِظَهَا مِنْ اُمَّتِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَمَا هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ[1] وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ[2] وَالْمَلٰٓئِکَةِ[3] وَالْکُتُبِ[4] وَالنَّبِیِّیْنَ[5] وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ[6] وَالْقَدْرِ[7] خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَنْ تَشْهَدَ[8] اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِیْمَ[9] الصَّلٰوةَ بِوُضُوْءٍ سَابِغٍ کَامِلٍ لِوَقْتِهَا وَتُؤْتِیَ[10] الزَّکٰوةَ وَتَصُوْمَ[11] رَمَضَانَ وَتَحُجَّ[12] الْبَیْتَ اِنْ کَانَ لَکَ مَالٌ وَتُصَلِّیَ[13] اثْنَتَیْ عَشَرَةَ رَکْعَةً فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ وَالْوِتْرَ[14] لَا تَتْرُکُهٗ فِیْ کُلِّ لَیْلَةٍ وَلَا تُشْرِكْ[15] بِاللّٰهِ شَیْئًا وَلَا تَعُقَّ[16] وَالِدَیْكَ وَلَا تَاْکُلْ[17] مَالَ الْیَتِیْمِ ظُلْمًا وَلَا تَشْرَبِ[18] الْخَمْرَ وَلَا تَزْنِ[19] وَلَا تَحْلِفْ[20] بِاللّٰهِ کَاذِبًا وَلَا تَشْهَدْ[21] شَهَادَةَ زُوْرٍ وَلَا تَعْمَلْ[22] بِالْهَوٰی وَلَا تَغْتَبْ[23] اَخَاكَ الْمُسْلِمَ وَلَا تَقْذِفِ[24] الْمُحْصَنَةَ وَلَا تَغُلَّ[25] اَخَاكَ الْمُسْلِمَ وَلَا تَلْعَبْ[26] وَلَا تَلْهُ مَعَ اللَّاهِیْنَ[27] وَلَا تَقُلْ[28] لِلْقَصِیْرِ یَا قَصِیْرُ تُرِیْدُ بِذٰلِكَ عَیْبَهٗ وَلَا تَسْخَرْ[29] بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلَا تَمْشِ[30] بِالنَّمِیْمَةِ بَیْنَ الْاَخَوَیْنِ وَاشْکُرِ[31] اللّٰهَ تَعَالٰی عَلٰی نِعْمَتِهٖ وَتَصْبِرَ عَلَی الْبَلَاءِ وَالْمُصِیْبَةِ وَلَا تَاْمَنْ مِنْ عِقَابِ اللّٰهِ وَلَا تَقْطَعْ[32] اَقْرِبَائَكَ وَصِلْهُمْ وَلَا تَلْعَنْ[33] اَحَدًا مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ وَاَکْثِرْ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّهْلِیْلِ وَلَا تَدَعْ حُضُوْرَ الْجُمُعَةِ وَالْعِیْدَیْنِ وَاعْلَمْ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ یَکُنْ لِیُخْطِئَكَ وَمَا اَخْطَاَكَ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَكَ وَلَا تَدَعْ[34] قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ (رواہ الحافظ ابوالقاسم بن عبدالرحمٰن بن محمد بن اسحاق بن مندۃ والحافظ ابوالحسن علی بن ابی القاسم بن بابویہ الرازی فی الاربعین وابن عساکر والرافعی عن سلمان۔)

ترجمہ:۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں جن کے بارے میں یہ کہا ہے کہ جو ان کو یاد کرلے جنت میں داخل ہوگا وہ کیا ہیں حضورِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: (۱) اللہ پر ایمان لاوے یعنی اس کی ذات وصفات پر (۲) اور آخرت کے دن پر (۳) اور فرشتوں کے وجود پر (۴) اور پہلی کتابوں پر (۵) اور تمام انبیاء پر (۶) اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر (۷) اور تقدیر پر کہ بھلا اور بُرا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہے (۸) اور گواہی دے تو اس امر کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضورِ اکرم صلی اللہ اس کے سچے رسولؐ ہیں (۹) ہر نماز کے وقت کامل وضو کرکے نماز کو قائم کرے (کامل وضو وہ کہلاتی ہے جس میں آداب ومستحبات کی رعایت رکھی گئی ہو، اور ہر نماز کے وقت اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ نئی وضو ہر نماز کے لئے کرے اگرچہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

پہلے سے وضو ہو کہ یہ مستحب ہے اور نماز کے قائم کرنے سے اس کے تمام سنن اور مستحبات کا اہتمام کرنا مراد ہے۔ چناں چہ دوسری روایت میں وارد ہے اِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ (یعنی جماعت میں صفوں کو ہموار کرنا کہ کسی قسم کی کجی یا درمیان میں خلا نہ رہے) یہ بھی نماز قائم کرنے کے مفہوم میں داخل ہے (۱۰) زکوٰۃ ادا کرے (۱۱) اور رمضان کے روزے رکھے (۱۲) اگر مال ہو تو حج کرے یعنی اگر جانے کی قدرت رکھتا ہو تو حج بھی کرے چوں کہ اکثر مانع مال ہی ہوتا ہے اس لیے اسی کو ذکر فرمادیا ورنہ مقصود یہ ہے کہ حج کے شرائط پائے جاتے ہوں تو حج کرے (۱۳) بارہ رکعات سنت موکدہ روزانہ ادا کرے، اس کی تفصیل دوسری روایات میں اس طرح آئی ہے، کہ صبح سے پہلے دو رکعت، ظہر سے قبل چار، ظہر کے بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت، عشا کے بعد دو رکعت (۱۴) اور وتر کو کسی رات میں نہ چھوڑے، چوں کہ وہ واجب ہے، اور اس کا سنتوں سے زیادہ ہے۔ اس لیے اس کو تاکیدی لفظ سے ذکر فرمایا (۱۵) اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے (۱۶) اور والدین کی نافرمانی نہ کرے (۱۷) اور ظلم سے یتیم کا مال نہ کھاوے یعنی اگر کسی وجہ سے یتیم کا مال کھانا جائز ہو جیسا کہ بعض صورتوں میں ہوتا ہے تو مضائقہ نہیں (۱۸) اور شراب نہ پیے (۱۹) زنا نہ کرے (۲۰) جھوٹی قسم نہ کھاوے (۲۱) جھوٹی گواہی نہ دے۔ (۲۲) خواہشات نفسانیہ پر عمل نہ کرے (۲۳) مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے (۲۴) عفیفہ عورت کو تہمت نہ لگائے (اسی طرح عفیف مرد کو) (۲۵) اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے (۲۶) لہو و لعب میں مشغول نہ ہو (۲۷) تماشائیوں میں شریک نہ ہو، (۲۸) کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا مت کہو یعنی اگر کوئی عیب دار لفظ ایسا مشہور ہو گیا ہو کہ اس کے کہنے سے نہ عیب سمجھا جاتا ہو نہ عیب کی نیت سے کہا جاتا ہو جیسا کہ کسی کا نام بدھو پڑ جاوے تو مضائقہ نہیں لیکن طعن کی غرض سے کسی کو ایسا کہنا جائز نہیں (۲۹) کسی کا مذاق مت اڑا (۳۰) نہ مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کر (۳۱) اور ہر حال میں اللہ جل شانہٗ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کر (۳۲) بلا اور مصیبت پر صبر کر (۳۳) اور اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو (۳۴) اعزہ سے قطع تعلق مت کر (۳۵) بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر (۳۶) اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کر (۳۷) سبحان اللہ الحمد للہ لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، ان الفاظ کا اکثر ورد رکھا کر (۳۸) جمعہ اور عیدین میں حاضری مت چھوڑ (۳۹) اور اس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بات کا یقین رکھ کہ جو کچھ تکلیف و راحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا (۴۰) اور کلام اللہ شریف کی تلاوت کسی حال میں بھی مت چھوڑ۔

سلمان رضؓ کہتے ہیں میں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو شخص اس کو یاد کرلے اس کو کیا اجر ملے گا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہٗ وتقدس اس کا انبیاء اور علماء کے ساتھ حشر فرمائیں گے۔

حق سبحانہٗ تعالے ہماری سیئات سے درگزر فرما کر اپنے نیک بندوں میں محض اپنے لطف سے شامل فرمالیں تو اس کی کریمی شان سے کچھ بھی بعید نہیں، پڑھنے والے حضرات سے بڑی ہی لجاجت کے ساتھ استدعا ہے کہ دعائے خیر سے اس سیہ کار کی بھی دستگیری فرمادیں۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

محمد زکریا عفی عنہ کاندھلوی مقیم مدرسہ مظاہر العلوم
سہارنپور، ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ پنجشنبہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(قال اللہ تعالیٰ) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

فضائلِ رمضان

مُصنّفہ:

حضرت مولانا الحاج مولوی محمد زکریا صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

اس کی فصل اول میں دس حدیثیں رمضان شریف کے فضائل ہیں، دوسری فصل میں سات احادیث لیلۃ القدر کے بارے میں اور سورۂ قدر کی تفسیر ہیں، تیسری فصل میں تین حدیثیں، اعتکاف کے فضائل ہیں، خاتمہ میں ایک طویل حدیث جو بہت سے بہترین مضامین پر مشتمل ہے۔ غرضیکہ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ رمضان المبارک کتنی بڑی نعمت ہے۔ انوارِ الٰہی اس ماہ میں کس کثرت سے نازل ہوتے ہیں اور ان کے حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ اس میں ملاحظہ فرمائیں۔

ناشر:
اسلامک بک سروس

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

حمد وصلوٰۃ کے بعد یہ چند احادیث کا ترجمہ ہے جو رمضان المبارک کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمین ذات نے مسلمانوں کے لئے ہر باب میں جس قدر فضائل اور ترغیبات ارشاد فرمائی ہیں ان کا اصل شکریہ اور قدردانی تو یہ تھی کہ ہم ان پر مر مٹتے مگر ہماری کوتاہیاں اور دینی بے رغبتیاں اس قدر روز افزوں ہیں کہ اُن پر عمل تو درکنار ان کی طرف التفات اور توجہ بھی نہیں رہی حتیٰ کہ اب لوگوں کو ان کا علم بھی بہت کم ہو گیا ہے۔

ان اوراق کا مقصد یہ ہے کہ اگر مساجد کے ائمہ تراویح کے حُفّاظ اور وہ پڑھے لکھے حضرات جن کو دین کی کسی درجہ میں بھی رغبت ہے اوائل رمضان میں اس رسالہ کو مساجد اور مجامع میں سنا دیا کریں، تو اللہ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ اپنے محبوب کے کلام کی برکت سے ہم لوگوں کو مبارک مہینے کی کچھ قدر اور اس کی برکات کی طرف کچھ توجہ ہو جایا کرے اور نیک اعمال کی زیادتی، اور بداعمالیوں کی کمی کا ذریعہ بن جایا کرے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اگر حق تعالیٰ شانہٗ تیری وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت فرما دیں تو تیرے لئے سُرخ اونٹوں سے (جو عمدہ مال شمار ہوتا ہے) بہتر اور افضل ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ مسلمانوں کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ کا بہت ہی بڑا انعام ہے مگر جب ہی کہ اس انعام کی قدر بھی کی جائے۔ ورنہ ہم سے محروموں کے لئے ایک مہینہ تک رمضان رمضان چلاتے جانے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ سال بھر کے روزے رکھنے کا رے دارد مگر رمضان المبارک کے ثواب کے مقابلہ میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ لوگ اس کی تمنا کرنے لگیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کے روزے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھنا دل کی کھوٹ اور وساوس کو دور کرتا ہے، آخر کوئی تو بات ہے کہ صحابہ کرامؓ رمضان کے مہینے میں جہاد کے سفر میں باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار افطار کی اجازت فرما دینے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کے روزہ کا اہتمام فرماتے حتیٰ کہ حضورؐ کو حکماً منع فرمانا پڑا۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرامؓ ایک غزوہ کے سفر میں ایک منزل پر اُترے گرمی نہایت سخت تھی اور غربت کی وجہ سے اس قدر کپڑا بھی سب کے پاس نہ تھا کہ دھوپ کی گرمی سے بچاؤ کر لیں بہت سے لوگ اپنے ہاتھ سے آفتاب کی شعاع سے بچتے تھے۔ اس حالت میں بھی بہت سے روزے دار تھے جن سے کھڑے ہو سکنے کا تحمل نہ ہوا اور گر گئے۔ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت گویا ہمیشہ تمام سال روزے دار ہی رہتی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سینکڑوں روایات میں مختلف انواع کے فضائل نقل کئے گئے جن کا احاطہ تو مجھ جیسے ناکارہ کے امکان سے خارج ہے ہی لیکن میرا یہ بھی خیال ہے کہ اگر ان کو کچھ تفصیل سے لکھوں تو دیکھنے والے اُکتا جائیں گے کہ اس زمانہ میں دینی امور میں جس قدر بے التفاتی کی جا رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں علم و عمل دونوں میں جس قدر بے پرواہی دین کے بارے میں بڑھتی جا رہی ہے وہ ہر شخص اپنی ہی حالت میں غور کرنے سے معلوم کر سکتا ہے اس لئے اکیس ۲۱ احادیث پر اکتفا کرتا ہوں، اور ان کو تین فصلوں پر منقسم کرتا ہوں۔

فصل اوّل رمضان المبارک کے فضائل میں جس میں دس احادیث مذکور ہیں۔

دوسری فصل شب قدر کے بیان میں جس میں سات حدیثیں ہیں۔

تیسری فصل میں اعتکاف کا ذکر ہے جس میں تین حدیثیں ہیں۔ اس کے بعد خاتمہ میں ایک طویل حدیث پر اس رسالہ کو ختم کر دیا حق تعالیٰ شانہٗ اپنی کریم ذات اور اپنے محبوبؐ کے طفیل اس کو قبول فرما دیں اور مجھ سیہ کار کو بھی اس کی برکات سے انتفاع کی توفیق عطا فرما دیں۔ فَاِنَّہٗ بَرٌّ جَوَادٌ کَرِیْمٌ

فصلِ اوّل ۔ فضائلِ رمضان میں

۱۔ عَنْ سَلْمَانَؓ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ مُّبَارَکٌ شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ شَھْرٌ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَّقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ

حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا، کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے بہت مبارک مہینہ ہے اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزاروں مہینوں سے بڑھ کر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِخَصْلَةٍ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْ رِزْقِ الْمُؤْمِنِ فِيْهِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةِ مَاءٍ اَوْ مَذْقَةِ لَبَنٍ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ وَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَخَصْلَتَيْنِ لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْئَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعُوْذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ وَمَنْ اَسْقٰى صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَاُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔

فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے، جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کیلئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا، مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپؐ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہٗ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے جو شخص اس مہینہ میں ہلکا کردے اپنے غلام وخادم کے بوجھ کو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی فرماتے ہیں۔ اور چار چیزوں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کی اس میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تمھیں چارہ کار نہیں پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے۔ اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ انگو جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میری حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

(رواه ابن خزيمة فى صحيحه وقال ان صح الخبر ورواه البيهقى ورواه ابو الشيخ بن حبان فى الثواب باختصار عنهما وفى اسانيدهم على بن زيد بن جدعان ورواه ابن خزيمة ايضاً والبيهقى باختصار عنه من حديث ابى هريرة وفى اسناده كثير بن زيد كذا فى الترغيب قلت على بن زيد ضعفه جماعة وقال الترمذى صدوق وصحح له حديثا فى السلام وحسن له غيرما احاديث وكذا الكثير ضعفه النسائى وغيره وقال ابن معين ثقة وقال ابن عدى لم ار بحديثه باسا واخرج بحديثه ابن خزيمة فى صحيحه كذا فى رجال المنذرى لكن قال العينى الخبر منكر فتامل۔

ف۔ محدثین کو اس کے بعض رواۃ میں کلام ہے لیکن اول تو فضائل میں اس قدر کلام قابل تحمل ہے دوسرے اس کے اکثر مضامین کی دوسری روایات مؤید ہیں۔ اس حدیث سے چند امور معلوم ہوتے ہیں۔ اول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کہ شعبان کی اخیر تاریخ میں خاص طور سے اس کا وعظ فرمایا اور لوگوں کو تنبیہ فرمائی تاکہ رمضان المبارک کا ایک سکنڈ بھی غفلت سے نہ گزر جائے پھر اس وعظ میں تمام مہینہ کی فضیلت بیان فرمانے کے بعد چند اہم امور کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا۔ سب سے اول شب قدر کہ وہ حقیقت میں بہت ہی اہم رات ہے ان اوراق میں اس کا بیان دوسری فصل میں مستقل آئے گا۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ نے اس کے روزہ کو فرض کیا، اور اس کے قیام یعنی تراویح کو سنت کیا اس سے معلوم ہوا کہ تراویح کا ارشاد بھی خود حق سبحانہٗ و تقدس کی طرف سے ہے۔ پھر جن روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا کہ میں نے سُنت کیا۔ اُن سے مراد تاکید ہے کہ حضورؐ اس کی تاکید بہت فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے سب ائمہ اُس کے سُنت ہونے پر متفق ہیں۔ بُرہان میں لکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے روافض کے سوا کوئی شخص اس کا منکر نہیں۔

www.Momeen.blogspot.com

حضرت مولانا الشاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ نے ماثبت بالسنۃ میں بعض کتب فقہ سے نقل کیا ہے کہ کسی شہر کے لوگ اگر تراویح چھوڑ دیں تو اس کے چھوڑنے پر امام اُن سے مقاتلہ کرے، اس جگہ خصوصیت سے ایک بات کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ بہت سے لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ دس دن میں کلام مجید سُن لیں پھر چھٹی۔ یہ خیال رکھنے کی بات ہے کہ یہ دو سنتیں الگ الگ ہیں، تمام کلام اللہ شریف کا تراویح میں پڑھنا یا سننا یہ مستقل سنت ہے اور پورے رمضان شریف کی تراویح مستقل سنت ہے پس اس صورت میں ایک سنت پر عمل ہوا اور دوسری رہ گئی، البتہ جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ یا اور کسی وجہ سے ایک جگہ روزانہ تراویح پڑھنی مشکل ہو، ان کے لیے مناسب ہے کہ اول قرآن مجید چند روز میں سن لیں تاکہ قرآن شریف ناقص نہ رہے پھر جہاں وقت ملا اور موقعہ ہوا وہاں تراویح پڑھ لی کہ قرآن شریف بھی اس صورت میں ناقص نہیں ہوگا اور اپنے کام کا بھی حرج نہ ہوگا۔ حضورؐ نے روزہ اور تراویح کا ذکر فرمانے کے بعد عام فرض اور نفل عبادات کے اہتمام کی طرف متوجہ فرمایا کہ اس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے اور اسکے ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر فرائض کے برابر ہے اس جگہ ہم لوگوں کو اپنی اپنی عبادات کی طرف بھی ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس مبارک مہینہ میں فرائض کا ہم سے کس قدر اہتمام ہوتا ہے اور نوافل میں کتنا اضافہ ہوتا ہے۔ فرائض میں تو ہمارے اہتمام کی یہ حالت ہے کہ سحر کھانیکے بعد جو سوتے ہیں تو اکثر صبح کی نماز قضا ہوگئی، اور کم از کم جماعت تو اکثروں کی فوت ہو ہی جاتی ہے گویا سحر کھانے کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ کے سب سے زیادہ مہتم بالشان فرض کو یا بالکل قضا کردیا یا کم از کم ناقص کردیا کہ بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کو اہل اصول نے ادا ناقص فرمایا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ایک جگہ ارشاد ہے کہ مسجد کے قریب رہنے والوں کی تو (گویا) نماز بغیر مسجد کے ہوتی ہی نہیں۔

مظاہر حق میں لکھا ہے کہ جو شخص بغیر عذر کے بدون جماعت نماز پڑھتا ہے اس کے ذمہ سے فرض تو ساقط ہو جاتا ہے مگر اس کو نماز کا ثواب نہیں ملتا۔ اسی طرح دوسری نماز مغرب کی بھی جماعت اکثروں کی افطار کی نذر ہو جاتی ہے اور رکعت اولیٰ یا تکبیر اولیٰ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور بہت سے لوگ تو عشا کی نماز بھی تراویح کے احسان کے بدلے میں وقت سے پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں۔ یہ تو رمضان المبارک میں ہماری نماز کا حال ہے جو اہم ترین فرائض میں ہے کہ ایک فرض کے بدلے میں تین کو ضائع کیا یہ تین تو اکثر ہیں ورنہ ظہر کی نماز قیلولہ کی نذر اور عصر کی جماعت افطاری کا سامان خریدنے کی نذر ہوتے ہوئے آنکھوں سے دیکھا گیا ہے۔ اسی طرح اور فرائض پر آپ خود غور فرمالیں کہ کتنا اہتمام رمضان المبارک میں ان کا کیا جاتا ہے، اور جب فرائض کا یہ حال ہے تو نوافل کا کیا پوچھنا۔ اشراق اور چاشت تو رمضان المبارک

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہیں سونے کی نذر ہو ہی جاتے ہیں اور اقا بین کا کیسے اہتمام ہو سکتا ہے جبکہ ابھی روزہ کھولا ہے اور آئندہ تراویح کا سہم ہے، اور تہجد کا وقت تو ہے ہی عین سحر کھانے کا وقت، پھر نوافل کی گنجائش کہاں لیکن یہ سب باتیں بے توجہی اور نہ کرنے کی ہیں کہ ؎ تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

کتنے اللہ کے بندے ہیں کہ جن کے لیے انہی اوقات میں سب چیزوں کی گنجائش نکل آتی ہے میں نے اپنے آقا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نوراللہ مرقدہٗ کو متعدد رمضانوں میں دیکھا ہے کہ باوجود ضعف اور پیرانہ سالی کے مغرب کے بعد نوافل میں سوا پارہ پڑھنا یا سُنا نا اور اس کے بعد آدھ گھنٹہ کھانا وغیرہ ضروریات کے بعد ہندوستان کے قیام میں تقریباً دوسوا دو گھنٹے تراویح میں خرچ ہوتے تھے اور مدینہ پاک کے قیام میں تقریباً تین گھنٹے میں عشاء اور تراویح سے فراغت ہوتی اس کے بعد آپ حسبِ اختلافِ موسم دو تین گھنٹے آرام فرمانے کے بعد تہجد میں تلاوت فرماتے اور صبح سے نصف گھنٹہ قبل سحر تناول فرماتے، اس کے بعد سے صبح کی نماز تک کبھی حفظ تلاوت فرماتے اور کبھی اوراد و وظائف میں مشغول رہتے، اسفار یعنی چاندنی میں صبح کی نماز پڑھ کر اشراق تک مراقب رہتے اور اشراق کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ آرام فرماتے، اس کے بعد سے تقریباً بارہ بجے تک اور گرمیوں میں ایک بجے تک "بذل المجہود"[1] تحریر فرماتے اور ڈاک وغیرہ ملاحظہ فرما کر جواب لکھاتے۔ اس کے بعد ظہر کی نماز تک آرام فرماتے اور ظہر سے عصر تک تلاوت فرماتے، عصر سے مغرب تک تسبیح میں مشغول رہتے اور حاضرین سے بات چیت بھی فرماتے۔ بذل المجہود ختم ہو جانے کے بعد صبح کا کچھ حصہ تلاوت میں اور کچھ کتب بینی میں بذل المجہود اور وفاء الوفاء زیادہ تر اس وقت زیر نظر رہتی تھی، یہ اس پر تھا کہ رمضان المبارک میں معمولات میں کوئی خاص تغیر نہ تھا کہ نوافل کا یہ معمول دائمی تھا۔ اور نوافل مذکورہ کا تمام سال بھی اہتمام رہتا تھا، البتہ رکعات کے طول میں رمضان المبارک میں اضافہ ہو جاتا تھا، ورنہ جن اکابر کے یہاں رمضان المبارک کے خاص معمولات مستقل تھے ان کا اتباع تو ہر شخص سے نبھنا بھی مشکل ہے۔

حضرت اقدس مولانا شیخ الہند رحمہ اللہ تراویح کے بعد سے صبح کی نماز تک نوافل میں مشغول رہتے تھے، اور یکے بعد دیگرے متفرق حفاظ سے کلام مجید سنتے رہتے تھے اور حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کے یہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ دن و رات تلاوت ہی کا ہوتا تھا کہ اس میں ڈاک بھی بند اور ملاقات بھی ذرا گوارا نہ تھی۔ بعض مخصوص خدام کو صرف اتنی اجازت ہوتی تھی کہ تراویح کے بعد جتنی دیر حضرت سادی چائے کے ایک دو فنجان نوش فرمائیں اتنی دیر بہ حاضر خدمت ہو جایا کریں،

[1] بذل المجہود پانچ جلدوں میں مکمل شرح ابوداؤد کی ہے عربی زبان میں ہے:۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بزرگوں کے یہ معمولات اس وجہ سے نہیں لکھے جاتے کہ سرسری نگاہ سے اُن کو پڑھ لیا جائے یا کوئی تفریحی فقرہ اُن پر کہہ دیا جائے، بلکہ اس لیے ہیں کہ اپنی ہمت کے موافق اُن کا اتباع کیا جائے اور حتی الوسع پورا کرنے کا اہتمام کیا جائے کہ ہر لائن اپنے مخصوص امتیازات میں دوسرے پر فائق ہے۔ جو لوگ دنیوی مشاغل سے مجبور نہیں ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ گیارہ مہینے ضائع کر دینے کے بعد ایک مہینہ مر مٹنے کی کوشش کریں۔ ملازم پیشہ حضرات جو دس بجے سے چار بجے تک دفتر میں رہنے کے پابند ہیں اگر صبح سے دس بجے تک کم از کم رمضان المبارک کا مہینہ تلاوت میں خرچ کر دیں تو کیا دقت ہے آخر دنیوی ضروریات کے لیے دفتر کے علاوہ اوقات میں سے وقت نکالا ہی جاتا ہے اور کھیتی کرنے والے تو نہ کسی کے نوکر، نہ اوقات کے تغیر میں ان کو ایسی پابندی کہ اس کو بدل نہ سکیں یا کھیت پر بیٹھے بیٹھے تلاوت نہ کر سکیں، اور تاجروں کے لیے تو اس میں کوئی دقت ہی نہیں کہ اس مبارک مہینہ میں دوکان کا وقت تھوڑا سا کم کر دیں یا کم از کم دوکان ہی پر تجارت کے ساتھ تلاوت بھی کرتے رہا کریں کہ اس مبارک مہینہ کو کلام الٰہی کے ساتھ بہت ہی خاص مناسبت ہے۔

اسی وجہ سے عموماً اللہ جل شانہ کی تمام کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر تمام کا تمام اسی ماہ میں نازل ہوا۔ اور وہاں سے حسب موقع تھوڑا تھوڑا تئیس ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ اس کے علاوہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفے اسی ماہ کی یکم یا ۳ تاریخ کو عطا ہوئے، اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ۱۸ یا ۱۲ رمضان کو ملی، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت ۶ رمضان المبارک کو عطا ہوئی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل ۱۲ یا ۱۳ رمضان کو ملی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو کلامِ الٰہی کے ساتھ خاص مناسبت ہے۔ اسی وجہ سے تلاوت کی کثرت اس مہینہ میں منقول ہے اور مشائخ کا معمول حضرت جبرئیلؑ ہر سال رمضان میں تمام قرآن شریف نبی کریمؐ کو سناتے تھے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی کریمؐ سے سنتے تھے۔ علماء نے ان دونوں حدیثوں کے ملانے سے قرآن پاک کے دور کرنے کا جو عام طور سے رائج ہے استحباب نکالا ہے، بالجملہ تلاوت کا خاص اہتمام جتنا بھی ممکن ہو سکے کرے اور جو وقت تلاوت سے بچے اس کو بھی ضائع کرنا مناسب نہیں کہ نبی کریمؐ نے اسی حدیث کے آخر میں چار چیزوں کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا اور اس مہینہ میں ان کی کثرت کا حکم فرمایا کلمہ طیبہ اور استغفار اور جنت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کی دعا اس لیے جتنا بھی وقت مل سکے ان چیزوں میں صرف کرنا سعادت سمجھے اور یہی نبی کریمؐ کے ارشاد مبارک کی قدر ہے۔ کیا دقت ہے کہ اپنی دنیوی کاروبار میں مشغول رہتے ہوئے زبان سے درود شریف یا کلمہ طیبہ کا بھی ورد رہے اور کل کو یہ کہنے کو منہ باقی رہے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں گور بارہین ستم ہائے روزگار　　　لیکن تمہاری یاد سے غافل نہیں رہا

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کی کچھ خصوصیتیں اور آداب ارشاد فرمائے اولاً یہ کہ یہ صبر کا مہینہ ہے یعنی اگر روزہ وغیرہ میں کچھ تکلیف ہو تو اسے ذوق شوق سے برداشت کرنا چاہیے یہ نہیں کہ مار دھاڑ ہول پکار جیسا کہ اکثر لوگوں کی گرمی کے رمضان میں عادت ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر اتفاق سے سحر نہ کھائی گئی تو صبح سے ہی روزہ کا سوگ شروع ہو گیا۔ اسی طرح رات کی تراویح میں اگر دقت ہو تو اس کو بڑی بشاشت سے برداشت کرنا چاہیے اس کو مصیبت اور آفت نہ سمجھیں کہ یہ بڑی سخت محرومی کی بات ہے۔ ہم لوگ دنیوی معمولی اغراض کی بدولت کھانا پینا راحت و آرام سب چھوڑ دیتے ہیں تو کیا رضائے الٰہی کے مقابلہ میں ان چیزوں کی کوئی وقعت ہو سکتی ہے۔

پھر ارشاد ہے کہ یہ غم خواری کا مہینہ ہے یعنی غرباء مساکین کے ساتھ مدارات کا برتاؤ کرنا اگر دس چیزیں اپنی افطاری کے لیے تیار کی ہیں تو دو چار غرباء کے لیے بھی کم از کم ہونی چاہیے، ورنہ اصل تو یہ تھا کہ ان کے لیے اپنے سے افضل نہ ہوتا تو مساوات ہی ہوتی، غرض جس قدر بھی ہمت ہو سکے اپنے افطار و سحر کے کھانے میں غرباء کا حصہ بھی ضرور لگانا چاہیے۔ صحابہ کرامؓ امت کے لیے عملی نمونہ اور دین کے ہر جزو کو اس قدر واضح طور پر عمل فرما کر دکھلا گئے کہ اب ہر نیک کام کے لیے ان کی شاہراہِ عمل کھلی ہوئی ہے۔ ایثار و غم خواری کے باب میں ان حضرات کا اتباع بھی دل گردہ والے کا کام ہے سینکڑوں ہزاروں واقعات ہیں جن کو دیکھ کر بجز حیرت کے کچھ نہیں کہا جاتا۔

ایک واقعہ مثالاً لکھتا ہوں، ابو جہمؓ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں میں اپنے چچا زاد بھائی کو تلاش کرنے چلا اور اس خیال سے پانی کا مشکیزہ بھی لے لیا کہ اگر اس میں کچھ رمق باقی ہوئی تو پانی پلا دوں گا اور ہاتھ منہ دھو دوں گا۔ وہ اتفاق سے پڑے ہوئے ملے میں نے ان سے پانی کو پوچھا انہوں نے اشارہ سے مانگا کہ اتنے میں برابر سے دوسرے زخمی نے آہ کی چچا زاد بھائی نے پانی پینے سے پہلے اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے پاس گیا اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی پیاسے ہیں اور پانی مانگتے ہیں کہ اتنے میں ان کے پاس والے نے اشارہ کر دیا۔ انہوں نے بھی خود پانی پینے سے قبل اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا اتنے میں وہاں تک پہنچا تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی واپس دوسرے صاحب کے پاس پہنچا تو وہ بھی ختم ہو چکے تھے تو لوٹ کر چچا زاد بھائی کے پاس آیا تو دیکھا کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔ یہ ہیں تمہارے اسلاف کے ایثار کہ خود پیاسے جان دے دی اور اجنبی بھائی سے پہلے پانی پینا گوارا نہ کیا۔

رضی اللہ عنہم وارضاھم وارزقنا اتباعھم، آمین

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

رُوح البیان میں سیوطیؒ کی جامع الصغیر اور سخاویؒ کی مقاصد سے بروایت حضرت ابن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میری اُمّت میں ہر وقت پانچ سو برگزیدہ بندے اور چالیس اَبدال رہتے ہیں جب کوئی شخص اُن میں سے مرجاتا ہے فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے ہیں اور بُرائی کا معاملہ کرنے والوں سے (بھی) احسان کا برتاؤ کرتے ہیں اور اللہ کے عطا فرمائے ہوئے رزق میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث سے نقل کیا ہے کہ جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مسافر کو شب باشی کی جگہ دے حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے ہولوں سے اس کو پناہ دیتے ہیں۔ یحییٰ برمکیؒ حضرت سفیان ثوریؒ پر ہر ماہ ایک ہزار درہم خرچ کرتے تھے تو حضرت سفیانؒ سجدے میں اُن کے لیے دعا کرتے تھے کہ یا اللہ یحییٰ نے میری دنیا کی کفالت کی تو اپنے لطف سے اس کی آخرت کی کفایت فرما۔ جب یحییٰ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے خواب میں ان سے پوچھا کیا گزری؟ انہوں نے کہا کہ سفیانؒ کی دعا کی بدولت مغفرت ہوئی۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت ارشاد فرمائی ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرئیل علیہ السّلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے حضرت جبرئیلؑ مصافحہ کرتے ہیں (اس کی علامت یہ ہے کہ) اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ حماد بن سلمہؒ ایک مشہور محدث ہیں روزانہ پچاس آدمیوں کے روزہ افطار کرانے کا اہتمام کرتے تھے[1]

افطار کی فضیلت ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا ہے کہ اس ماہ کا اوّل حصّہ رحمت ہے یعنی حق تعالیٰ شانہٗ کا انعام متوجہ ہوتا ہے اور یہ رحمتِ عامّہ سب مسلمانوں کے لیے ہوتی ہے اس کے بعد جو لوگ اس کا شکر ادا کرتے ہیں اُن کے لیے اس رحمت میں اضافہ ہوتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اور اس کے درمیانی حصّہ سے مغفرت شروع ہوجاتی ہے اس لیے کہ روزوں کا کچھ حصّہ گزر چکا ہے اس کا معاوضہ اور اکرام مغفرت کے ساتھ شروع ہوجاتا ہے، اور آخری حصّہ تو بالکل آگ سے خلاصی ہے ہی۔

اور بھی بہت سی روایات میں ختم رمضان پر آگ سے خلاصی کی بشارتیں وارد ہوئی ہیں۔ رمضان کے تین حصّے کیے گئے جیسا کہ مضمونِ بالا سے معلوم ہوا بندۂ ناچیز کے خیال میں تین حصّے رحمت

[1] روح البیان۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور مغفرت اور آگ سے خلاصی کے درمیان میں فرق یہ ہے کہ آدمی تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ لوگ جن کے اوپر گناہوں کا بوجھ نہیں اُن کے لیے شروع ہی سے رحمت اور انعام کی بارش ہوجاتی ہے دوسرے وہ لوگ جو معمولی گنہ گار ہیں ان کے لیے کچھ حصّہ روزہ رکھنے کے بعد اُن روزوں کی برکت اور بدلہ میں مغفرت اور گناہوں کی معافی ہوتی ہے تیسرے وہ جو زیادہ گنہ گار ہیں ان کے لیے زیادہ حصّہ روزہ رکھنے کے بعد آگ سے خلاصی ہوتی ہے اور جن لوگوں کے لیے ابتدا ہی سے رحمت تھی اور ان کے گناہ بخشے بخشائے تھے ان کا تو پوچھنا ہی کیا کہ ان کے لیے رحمتوں کے کس قدر انبار ہوں گے (واللہ اعلم وعلمہ اتم)

اس کے بعد حضورؐ نے ایک اور چیز کی طرف رغبت دلائی ہے کہ آقا لوگ اپنے ملازموں پر اس مہینہ میں تخفیف رکھیں اس لیے کہ آخر وہ بھی روزہ دار ہیں۔ کام کی زیادتی سے ان کو روزہ میں دقّت ہوگی۔ البتہ اگر کام زیادہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں کہ رمضان کے لیے ہنگامی ملازم ایک آدھ بڑھالے مگر جب ہی کہ ملازم روزہ دار بھی ہو ورنہ اس کے لیے رمضان بے رمضان برابر اور اس ظلم و بے غیرتی کا تو ذکر ہی کیا کہ خود روزہ خور ہو کر بے حیا منہ سے روزہ دار ملازموں سے کام لے اور نماز روزہ کی وجہ سے اگر تعمیل میں کچھ تساہل ہو تو برسنے لگے۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (ترجمہ) اور عنقریب ظالم لوگوں کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ کیسی (مصیبت کی) جگہ لوٹ کر جائیں گے (مراد جہنّم ہے) اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کا حکم فرمایا۔ اوّل کلمۂ شہادت احادیث میں اس کو افضل الذکر ارشاد فرمایا ہے مشکوٰۃ میں بروایت ابوسعید خدریؓ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ایک مرتبہ اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا اللہ تو مجھے کوئی ایسی دعا بتلا دے کہ اس کے ساتھ میں تجھے یاد کیا کروں اور دعا کیا کروں وہاں سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ارشاد ہوا حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں میں تو کوئی دعا یا ذکر مخصوص چاہتا ہوں۔ وہاں سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰؑ اگر ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے میرے سوا یعنی ملائکہ اور ساتوں زمین ایک پلڑہ میں رکھ دیئے جاویں اور دوسرے میں کلمۂ طیبہ رکھ دیا جائے تو وہی جھک جائے گا۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اخلاص سے اس کلمہ کو پڑھے آسمان کے دروازے اس کے لیے فوراً کھل جاتے ہیں اور عرش تک پہنچنے میں کسی قسم کی روک نہیں ہوتی بشرطیکہ کہنے والا کبائر سے بچے عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ ضرورتِ عامہ کی چیز کو کثرت سے مرحمت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فرماتے ہیں دنیا میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز جس قدر ضرورت کی ہوتی ہے اتنی ہی عام ہوتی ہے مثلاً پانی ہے کہ عام ضرورت کی چیز ہے حق تعالیٰ شانہٗ کی بے پایاں رحمت نے اس کو کس قدر عام کر رکھا ہے اور کیمیا جیسی لغو اور بیکار چیز کو عنقا کر دیا، اسی طرح کلمۂ طیبہ افضل الذکر[1] ہے متعدد احادیث سے اس کی تمام اذکار پر افضلیت معلوم ہوتی ہے اس کو سب سے عام کر رکھا ہے کہ کوئی محروم نہ رہے۔ پھر بھی اگر کوئی محروم رہے تو اس کی بدبختی ہے بالجملہ بہت سی احادیث اس کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں جن کو اختصاراً ترک کیا جاتا ہے۔ دوسری چیز جس کی کثرت کرنے کو حدیث بالا میں ارشاد فرمایا گیا وہ استغفار ہے۔ احادیث میں استغفار کی بھی بہت ہی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص استغفار کی کثرت رکھتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ ہر تنگی میں اس کے لیے راستہ نکال دیتے ہیں اور ہر غم سے نجات نصیب فرماتے ہیں اور ایسی طرح روزی پہنچاتے ہیں کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا ایک حدیث میں آیا ہے کہ آدمی گنہگار تو ہوتا ہی ہے، بہترین گنہ گار وہ ہے جو توبہ کرتا رہے ایک حدیث قریب آنے والی ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو ایک کالا نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے۔ اگر توبہ کرتا ہے تو وہ دُھل جاتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے، اس کے بعد حضورؐ نے دو چیز کے مانگنے کا امر فرمایا ہے جن کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ جنت کا حصول اور دوزخ سے امن، اللہ اپنے فضل سے مجھے بھی مرحمت فرمائے اور تمہیں بھی۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ خِصَالٍ فِیْ رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهُنَّ اُمَّةٌ قَبْلَهُمْ خُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِيْتَانُ حَتّٰى يُفْطِرُوْا وَيُزَيِّنُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ يُوْشِكُ عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ اَنْ يُّلْقُوْا عَنْهُمُ الْمَؤُنَةَ وَيَصِيْرُوْا اِلَيْكَ وَتُصَفَّدُ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَا يَخْلُصُوْا فِيْهِ اِلٰى مَا كَانُوْا يَخْلُصُوْنَ اِلَيْهِ فِیْ غَيْرِهٖ وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِیْ اٰخِرِ

ابو ہریرہؓ نے حضور اکرمؐ سے نقل کیا کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں (۱) یہ کہ ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے (۲) یہ کہ ان کے لیے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں (۳) جنت ہر روز ان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے

[1] مصنف کا ایک رسالہ فضائل ذکر کے نام سے شائع ہو چکا ہے:

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لَيْلِهِ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا يُوَفّٰى اَجْرُهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ۔ (رواہ احمد والبزار والبیہقی ورواہ ابوالشیخ ابن حبان فی کتاب الثواب الاان عندہ وتستغفر لھم الملئکۃ بدل الحیتان، کذا فی الترغیب)

پھینک کر نیزی طرف آویں (۴) اس میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں اُن برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں (۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لیے مغفرت کی جاتی ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شب قدر ہے، فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں پانچ خصوصیتیں ارشاد فرمائی ہیں جو اس امت کے لیے حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے مخصوص انعام ہوئی اور پہلی امت کے روزہ داروں کو مرحمت نہیں ہوئی، کاش ہمیں اس نعمت کی قدر ہوتی۔ اور ان خصوصی عطایا کے حصول کی کوشش کرتے اوّل یہ کہ روزہ دار کے منھ کی بدبو جو بھوک کی حالت میں ہوجاتی ہے حق تعالیٰ شانہٗ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے شراح حدیث کے اس لفظ کے مطلب میں آٹھ قول ہیں جن کو موطاؔ[1] کی شرح میں بندہ مفصل نقل کرچکا ہے، مگر بندہ کے نزدیک ان میں سے تین قول راجح ہیں اوّل یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ آخرت میں اس بدبو کا بدلہ اور ثواب خوشبو سے عطا فرمائیں گے جو مشک سے زیادہ عمدہ اور دماغ پرور ہوگی یہ مطلب تو ظاہر ہے اور اس میں کچھ بعد بھی نہیں نیز دُرِّ منثور کی ایک روایت میں اس کی تصریح بھی ہے اس لیے یہ بمنزلہ متعین کے ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قیامت میں جب قبروں سے اٹھیں گے تو یہ علامت ہوگی کہ روزہ دار کے منھ سے ایک خوشبو جو مشک سے بھی بہتر ہوگی وہ آئے گی تیسرا مطلب جو بندہ کی ناقص رائے میں ان دونوں سے اچھا ہے وہ یہ کہ دنیا ہی میں اللہ کے نزدیک اس بُو کی قدر مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور یہ امر باب المحبت سے ہے جس کو کسی سے محبت وتعلق ہوتا ہے اس کی بدبو بھی زلیخا کے لیے ہزار خوشبوؤں سے بہتر ہوا کرتی ہے

اے حافظ مسکین چہ کنی مشک ختن را ـــــ از گیسوئے احمد بستان عطر عدن را

مقصود روزہ دار کا کمال تقرب ہے، کہ بمنزلہ محبوب کے بن جاتا ہے روزہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کی محبو

[1] موطا امام مالک کی عربی زبان میں بہت بہترین شرح موصوف نے کی ہے جو اوجز المالک کے نام سے مشہور ہے چھ جلدوں میں ہے ـــــ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں آیا ہے کہ سال کے شروع ہی سے رمضان کے لیے جنت کو آراستہ کرنا شروع ہو جاتا ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص کے آنے کا جس قدر اہتمام ہوتا ہے اتنا ہی پہلے سے اس کا انتظام کیا جاتا ہے شادی کا اہتمام مہینوں پہلے سے کیا جاتا ہے۔

چوتھی خصوصیت سرکش شیاطین کا قید ہو جانا ہے کہ جس کی وجہ سے معاصی کا زور کم ہو جاتا ہے رمضان المبارک میں رحمت کے جوش اور عبادت کی کثرت کا مقتضیٰ یہ تھا کہ شیاطین بہکانے میں بہت ہی ان تھک کوشش کرتے اور پاؤں چوٹی کا زور ختم کر دیتے اور اس وجہ سے معاصی کی کثرت اس مہینہ میں اتنی ہو جاتی کہ حد سے زیادہ، لیکن باوجود اس کے یہ مشاہدہ ہے اور محقق کہ مجموعی طور سے گناہوں میں بہت کمی ہو جاتی ہے کتنے شرابی کبابی ایسے ہیں کہ رمضان میں خصوصیت سے نہیں پیتے اور اسی طرح اور بھی گناہوں میں کھلی کمی ہو جاتی ہے لیکن اس کے باوجود گناہ ہوتے ضرور ہیں مگر ان کے سرزد ہونے سے اس حدیث پاک میں تو کوئی اشکال نہیں۔ اس لیے کہ اس کا مضمون ہی یہ ہے کہ سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔ اس بناء پر اگر وہ گناہ غیر سرکشوں کا اثر ہو تو کچھ خلجان نہیں، البتہ دوسری روایات میں سرکش کی قید بغیر مطلقاً شیاطین کے مقید ہونے کا ارشاد بھی موجود ہے پس اگر ان روایات سے بھی سرکش شیاطین کا ہی قید ہونا مراد ہے کہ بسا اوقات لفظ مطلق بولا جاتا ہے مگر دوسری جگہ سے اس کی قیودات معلوم ہو جاتی ہیں تب بھی کوئی اشکال نہیں رہا۔ البتہ اگر ان روایات سے سب شیاطین کا محبوس ہونا مراد ہو تب بھی ان معاصی کے صادر ہونے سے کچھ خلجان نہ ہونا چاہیے اس لیے کہ اگرچہ معاصی عموماً شیاطین کے اثر سے ہوتے ہیں مگر سال بھر تک ان کے تلبس اور اختلاط اور زہریلے اثر کے جاؤ کی وجہ سے نفس ان کے ساتھ اس درجہ مانوس اور متاثر ہو جاتا ہے کہ تھوڑی بہت غیبت محسوس نہیں ہوتی بلکہ وہی خیالات اپنی طبیعت بن جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ بغیر رمضان کے جن لوگوں سے گناہ زیادہ سرزد ہوتے ہیں، رمضان میں بھی انہی سے زیادہ تر صدور ہوتا ہے اور آدمی کا نفس چونکہ ساتھ رہتا ہے اسی لیے اس کا اثر ہے دوسری بات ایک اور بھی ہے نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب میں ایک کالا نقطہ لگ جاتا ہے اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے ورنہ لگا رہتا ہے۔ اور اگر دوسری مرتبہ گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگ جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا قلب بالکل سیاہ ہو جاتا ہے، پھر خیر کی بات اس کے قلب تک نہیں پہنچتی اسی کو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کلام پاک میں كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ سے ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے قلوب زنگ آلود ہو گئے ایسی صورت میں وہ قلوب ان گناہوں کی طرف خود متوجہ ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ایک نوع کے گناہ کو بے تکلف کر لیتے ہیں لیکن اسی جیسا جب کوئی دوسرا گناہ سامنے ہوتا ہے تو قلب کو اس سے انکار ہوتا ہے۔ مثلاً جو لوگ شراب پیتے ہیں ان کو اگر سور کھانے کو کہا جائے تو ان کی طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ حالانکہ معصیت میں دونوں برابر ہیں تو اسی طرح جب کہ غیر رمضان میں وہ ان گناہوں کو کرتے رہتے ہیں تو دل اُن کے ساتھ رنگے جاتے ہیں جس کی وجہ سے رمضان المبارک میں بھی ان کے سرزد ہونے کے لیے شیاطین کی ضرورت نہیں رہتی۔ بالجملہ اگر حدیث پاک سے سب شیاطین کا مقید ہوجانا مراد ہے، تب بھی رمضان المبارک میں گناہوں کے سرزد ہونے سے کچھ اشکال نہیں اور اگر متمرد اور خبیث شیاطین کا مقید ہونا مراد ہو تب تو کوئی اشکال ہے ہی نہیں۔ اور بندہ ناچیز کے نزدیک یہی توجیہ اولیٰ ہے اور ہر شخص اس کو غور کر سکتا ہے اور تجربہ کر سکتا ہے کہ رمضان المبارک میں نیکی کرنے کے لیے یا کسی معصیت سے بچنے کے لیے اتنے زور نہیں لگانے پڑتے جتنے کہ غیر رمضان میں پڑتے ہیں۔ تھوڑی ہمت اور توجہ کافی ہوجاتی ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ کی رائے یہ ہے کہ یہ دونوں حدیثیں مختلف لوگوں کے اعتبار سے ہیں یعنی فساق کے حق میں صرف متکبر شیاطین قید ہوتے ہیں اور صلحاء کے حق میں مطلقاً ہر قسم کے شیاطین محبوس ہوجاتے ہیں۔

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ رمضان المبارک کی آخری رات میں سب روزہ داروں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ یہ مضمون پہلی روایت میں بھی گزر چکا ہے چونکہ رمضان المبارک کی راتوں میں شب قدر سب سے افضل رات ہے۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خیال فرمایا کہ اتنی بڑی فضیلت اسی رات کے لیے ہوسکتی ہے مگر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے فضائل مستقل علیحدہ چیز ہیں، یہ انعام تو ختم رمضان کا ہے۔

(۳) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحْضُرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهٗ قَالَ اِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعُدَ[1] مَنْ

کعبؓ بن عجرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہوجاؤ ہم لوگ حاضر ہوگئے۔ جب حضورؐ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین، جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین، جب آپؐ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپؐ سے

[1] بضم العین ای عن الخیر و یکسرھا ای ھلک قالہ السخاوی ۱۲ منہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، قُلْتُ آمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْتُ آمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرُ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ آمِيْنَ۔ رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب وقال السخاوی رواہ ابن حبان فی ثقاتہ وصحیحہ والطبرانی فی الکبیر والبخاری فی برالوالدین لہ والبیہقی فی الشعب وغیرھم ورجالہ ثقات وبسط طرقہ وروی الترمذی عن ابی ھریرۃ بمعناہ وقال ابن حجر طرقہ کثیرۃ کما فی المرقاۃ۔

(منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیلؑ میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو جیو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین، پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جیو وہ شخص جس کے سامنے آپؐ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین، جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں میں نے کہا آمین۔

ف:۔ اس حدیث میں حضرت جبرئیلؑ نے تین بد دعائیں دی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں پر آمین فرمائی۔ اوّل تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بد دعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو جتنی سخت بد دعا بنا دی وہ ظاہر ہے اللہ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما دیں اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں، ورنہ ہلاکت میں کیا تردد ہے دُرِّ منثور کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت جبرئیلؑ نے حضورؐ سے کہا کہ آمین کہو تو حضورؐ نے فرمایا آمین جس سے اور بھی زیادہ اہتمام معلوم ہوتا ہے اوّل وہ شخص کہ جس پر رمضان المبارک گزر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو یعنی رمضان المبارک جیسا خیر و برکت کا زمانہ بھی غفلت اور معاصی میں گزر جائے کہ رمضان المبارک میں مغفرت اور اللہ جل شانہٗ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے پس جس شخص پر رمضان المبارک کا مہینہ بھی اسی طرح گزر جائے کہ اس کی بد اعمالیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے وہ مغفرت سے محروم رہے تو اس کی مغفرت کیلئے اور کونسا وقت ہوگا اور اس کی ہلاکت میں کیا تامل ہے اور مغفرت کی صورت یہ ہے کہ رمضان المبارک کے جو کام ہیں یعنی روزہ و تراویح۔ ان کو نہایت اہتمام سے ادا کرنے کے بعد ہر وقت کثرت کے ساتھ اپنے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

گناہوں سے توبہ و استغفار کرے۔

دوسرا شخص جس کے لیے بددعا کی گئی وہ ہے جس کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ پڑھے۔ اور بھی بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے اسی وجہ سے بعض علماء کے نزدیک جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو تو سننے والوں پر درود شریف کا پڑھنا واجب ہے۔ حدیث بالا کے علاوہ اور بھی بہت سی وعیدیں اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جس کے سامنے حضورؐ کا تذکرہ ہو اور وہ درود نہ بھیجے، بعض احادیث میں اس کو شقی اور بخیل تر لوگوں میں شمار کیا گیا ہے نیز جفا کار اور جنت کا راستہ بھولنے والا، حتیٰ کہ جہنم میں داخل ہونے والا اور بد دین تک فرمایا ہے یہ بھی وارد ہوا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور نہ دیکھے گا محققین علماء نے ایسی روایات کی تاویل فرمائی ہو مگر اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ درود شریف نہ پڑھنے والے کے لیے آپ کے ظاہر ارشادات اس قدر سخت ہیں کہ ان کا تحمل دشوار ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپؐ کے احسانات اُمت پر اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ تحریر و تقریر ان کا احصاء کرسکے اس کے علاوہ آپ کے حقوق امت پر اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کو دیکھتے ہوئے درود شریف نہ پڑھنے والوں کے حق میں ہر وعید اور تنبیہ بجا اور موزوں معلوم ہوتی ہے، خود درود شریف کے فضائل اس قدر ہیں کہ ان سے محرومی مستقل بدنصیبی ہے اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ جو شخص نبی کریمؐ پر ایک مرتبہ درود بھیجے حق تعالیٰ شانہٗ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں نیز ملائکہ کا اس کے لیے دعا کرنا، گناہوں کا معاف ہونا، درجات کا بلند ہونا، احد پہاڑ کے برابر ثواب کا ملنا، شفاعت کا اس کے لیے واجب ہونا وغیرہ وغیرہ امور مزید برآں نیز اللہ جل شانہٗ کی رضا، اس کی رحمت، اس کے غصہ سے امان، قیامت کے ہول سے نجات مرنے سے قبل جنت میں اپنے ٹھکانے کا دیکھ لینا وغیرہ بہت سے وعدے درود شریف کی خاص خاص مقداروں پر مقرر فرمائے گئے ہیں۔ ان سب کے علاوہ درود شریف سے تنگی معیشت اور فقر دور ہوتا ہے اللہ اور اس کے رسول کے دربار میں تقرب نصیب ہوتا ہے، دشمنوں پر مدد نصیب ہوتی ہے، اور قلب کی نفاق اور زنگ سے صفائی ہوتی ہے، لوگوں کو اس سے محبت ہوتی ہے، اور بہت سی بشارتیں ہیں جو درود شریف کی کثرت پر احادیث میں وارد ہوتی ہیں، فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بھر میں درود شریف کا پڑھنا عملاً فرض ہے اور اس پر علماء مذہب کا اتفاق ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جب نبی کریمؐ کا ذکر مبارک ہو ہر مرتبہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے یا نہیں، بعض علماء کے نزدیک ہر مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے اور دوسرے بعض کے نزدیک مستحب۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تیسرے وہ شخص کہ جس کے بوڑھے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہوں اور وہ ان کی اس قدر خدمت نہ کرے کہ جس کی وجہ سے جنت کا مستحق ہو جائے، والدین کے حقوق کی بھی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے۔ علماء نے ان کے حقوق میں لکھا ہے کہ مباح امور میں ان کی اطاعت ضروری ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی بے ادبی نہ کرے، تکبر سے پیش نہ آئے اگرچہ وہ مشرک ہوں، اپنی آواز کو ان کی آواز سے اونچی نہ کرے، ان کا نام لے کر نہ پکارے، کسی کام میں ان سے پیش قدمی نہ کرے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نرمی کرے، اگر قبول نہ کریں تو سلوک کرتا رہے، اور ہدایت کی دعا کرتا رہے، غرض ہر بات میں ان کا بہت احترام ملحوظ رکھے، ایک روایت میں آیا ہے کہ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ باپ ہے تیرا جی چاہے اس کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کر دے، ایک صحابیؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ والدین کا کیا حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ تیری جنت ہیں یا جہنم یعنی ان کی رضا جنت ہے اور ناراضگی جہنم ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مطیع بیٹے کی محبت اور شفقت سے ایک نگاہ والد کی طرف ایک مقبول حج کا ثواب رکھتی ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ شرک کے سوا تمام گناہوں کو جس قدر دل چاہے اللہ معاف فرما دیتے ہیں مگر والدین کی نافرمانی کا مرنے سے قبل دنیا میں بھی وبال پہنچاتے ہیں۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ میں جہاد میں جانے کا ارادہ کرتا ہوں حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تیری ماں بھی زندہ ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہاں حضورؐ نے فرمایا کہ ان کی خدمت کر کہ ان کے قدموں کے نیچے تیرے لیے جنت ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے اور بھی بہت سی روایات میں اس کا اہتمام اور فضل وارد ہوا ہے۔ جو لوگ کسی غفلت سے اس میں کوتاہی کر چکے ہیں اور اب ان کے والدین موجود نہیں شریعت مطہرہ میں اس کی تلافی بھی موجود ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس کے والدین اس حالت میں مر گئے ہوں کہ وہ ان کی نافرمانی کرتا ہو تو ان کے لیے کثرت سے دعا اور استغفار کرنے سے مطیع شمار ہو جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ بہترین بھلائی باپ کے بعد اس کے ملنے والوں سے حسن سلوک ہے۔

(۴) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا وَحَضَرَ رَمَضَانُ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرُ بَرَكَةٍ يَغْشَاكُمُ اللّٰهُ فِيْهِ فَيُنْزِلُ الرَّحْمَةَ وَيَحُطُّ الْخَطَايَا وَيَسْتَجِيْبُ فِيْهِ الدُّعَاءَ يَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى تَنَافُسِكُمْ فِيْهِ وَيُبَاهِيْ بِكُمْ مَلٰئِكَتَهٗ فَاَرُوا اللّٰهَ مِنْ

حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آگیا ہے جو بڑی برکت والا ہے حق تعالیٰ شانہ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں، خطاؤں کو معاف فرماتے دعا کو قبول کرتے ہیں تمہارے تنافس کو دیکھتے

اَنْفُسِکُمْ خَیْرًا فَاِنَّ الشَّقِیَّ مَنْ حُرِمَ فِیْہِ رَحْمَۃَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ (رواہ الطبرانی و رواتہ ثقات الا ان محمد ابن قیس لایحضرنی فیہ جرح ولا تعدیل کذا فی الترغیب)

ہیں اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ، بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جاوے۔

ف: تنافس اس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کی حرص میں کام کیا جاوے اور مقابلہ پر دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کام کیا جاوے تفاخر اور تقابل والے آویں اور یہاں اپنے اپنے جوہر دکھلاویں، فخر کی بات نہیں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لکھتا ہوں اپنی نااہلیت سے خود اگرچہ کچھ نہیں کرسکتا مگر اپنے گھرانہ کی عورتوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہوں کہ اکثروں کو اس کا اہتمام رہتا ہے کہ دوسری سے تلاوت میں بڑھ جاوے، خانگی کاروبار کے ساتھ پندرہ بیس پارے روزانہ بے تکلف پورے کرلیتی ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنی رحمت سے قبول فرماویں اور زیادتی کی توفیق عطا فرماویں۔

(۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عُتَقَاءَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ یَعْنِیْ فِیْ رَمَضَانَ وَاِنَّ لِکُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ دَعْوَۃً مُّسْتَجَابَۃً (رواہ البزار کذا فی الترغیب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ کے یہاں سے (جہنم کے) قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لیے ہر شب و روز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

ف: بہت سی روایات میں روزے دار کی دعا کا قبول ہونا وارد ہوا ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے مگر ہم لوگ اس وقت کھانے پر اس طرح گرتے ہیں کہ دعا مانگنے کی تو کہاں فرصت خود افطار کی دعا بھی یاد نہیں رہتی افطار کی مشہور دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ، ترجمہ:- اے اللہ تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تجھی پر ایمان لایا ہوں اور تجھی پر بھروسہ ہے تیرے ہی رزق سے افطار کرتا ہوں۔

حدیث کی کتابوں میں یہ دعا مختصر ملتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضؓ افطار کے وقت یہ دعا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ۔ ترجمہ: اے اللہ تیری اُس رحمت کے صدقے جو ہر چیز کو شامل ہے یہ مانگتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرمادے بعض کتب میں خود حضورؐ سے یہ دُعا منقول ہے یَا وَاسِعَ الْفَضْلِ اِغْفِرْلِیْ۔ ترجمہ:- اے وسیع عطا والے میری مغفرت فرما اور بھی متعدد دعائیں روایات میں وارد ہوئی ہیں مگر کسی دعا کی تخصیص نہیں اجابت دعا کا وقت ہے اپنی اپنی ضرورت کے لیے دعا فرماویں، یاد آجائے تو اس سیاہ کار کو بھی شامل فرمالیں کہ سائل ہوں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور رسائل کا حق ہوتا ہے ؎

چشمۂ فیض سے گر ایک اشارا ہو جائے
لطف ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جائے

(۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حَتّٰى یُفْطِرَ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَیُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَیَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِیْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ (رواه احمد فی حدیث والترمذی وحسنه وابن خزیمة وابن حبان فی صحیحیهما کذا فی الترغیب)

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار کی افطار کے وقت دوسرے عادل بادشاہ کی دُعا تیسرے مظلوم کی جس کو حق تعالیٰ شانہٗ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا گو (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔

ف: دُرِّمنثور میں حضرت عائشہ رضؓ سے نقل کیا ہے جب رمضان آتا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل جاتا تھا اور نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا اور دعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے اور خوف غالب ہو جاتا تھا۔ دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ رمضان کے ختم تک بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دُعا پر آمین کہا کرو۔ بہت سی روایات سے رمضان کی دُعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بے تردد بات ہے کہ جب اللہ کا وعدہ ہے اور سچے رسول کا نقل کیا ہوا ہے تو اُس کے پورا ہونے میں کچھ تردد نہیں لیکن اس کے بعد بھی بعض لوگ کسی غرض کے لیے دُعا کرتے ہیں مگر وہ کام نہیں ہوتا تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ وہ دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ دُعا کے قبول ہونے کے معنی سمجھ لینا چاہیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب مسلمان دُعا کرتا ہے بشرطیکہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دُعا نہ کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں سے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ملتی ہے یا خود وہی چیز ملتی ہے جس کی دعا کی یا اس کے بدلے میں کوئی برائی مصیبت اس سے ہٹا دی جاتی ہے یا آخرت میں اسی قدر ثواب اس کے حصہ میں لگا دیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ بندہ کو بلا کر ارشاد فرمائیں گے کہ اے میرے بندے میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا تو نے مجھ سے دُعا مانگی تھی۔ وہ عرض کرے گا کہ مانگی تھی۔ اس پر ارشاد ہوگا کہ تو نے کوئی دُعا ایسی نہیں کی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جس کو میں نے قبول نہ کیا ہو، تو نے فلاں دُعا مانگی تھی کہ فلاں تکلیف ہٹا دی جائے میں نے اس کو دنیا میں پورا کر دیا تھا اور فلاں غم کے دفع ہونے کے لیے دعا کی تھی مگر اس کا اثر کچھ تجھے معلوم نہیں ہوا۔ میں نے اس کے بدلے میں فلاں اجر و ثواب تیرے لیے متعین کیا حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو ہر ہر دعا یاد کرائی جاوے گی اور اس کا دنیا میں پورا ہونا یا آخرت میں اس کا عوض بتلایا جاوے گا اس اجر و ثواب کی کثرت کو دیکھ کر وہ بندہ اس کی تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں اس کی کوئی بھی دعا پوری نہ ہوئی ہوتی کہ یہاں اس کا اس قدر اجر ملتا۔ غرض دعا نہایت ہی اہم چیز ہے۔ اس کی طرف سے غفلت بڑے سخت اور نقصان اور خسارہ کی بات ہے۔ اور ظاہر میں اگر قبول کے آثار نہ دیکھیں تو بددل نہ ہونا چاہیے۔

اس رسالہ کے ختم پر جو لمبی حدیث آ رہی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی حق تعالیٰ شانہٗ بندہ ہی کے مصالح پر نظر فرماتے ہیں۔ اگر اس کے لیے اس چیز کا عطا فرمانا مصلحت ہوتا ہے تو مرحمت فرماتے ہیں ورنہ نہیں۔ یہ بھی اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم لوگ بسا اوقات اپنی نافہمی سے ایسی چیز مانگتے ہیں جو ہمارے مناسب نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ دوسری ضروری اور اہم بات قابل لحاظ یہ ہے کہ بہت سے مرد اور عورتیں تو خاص طور سے اس مرض میں مبتلا ہیں کہ بسا اوقات غصے اور رنج میں اولاد وغیرہ کو بددعا دیتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ اللہ جل شانہٗ کے عالی دربار میں بعض اوقات ایسے خاص قبولیت کے ہوتے ہیں کہ جو مانگو مل جاتا ہے۔ یہ احمق غصہ میں اوّل تو اولاد کو کوستی ہیں اور جب وہ مر جاتی ہے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے تو پھر روتی پھرتی ہیں، اور اس کا خیال بھی نہیں آتا کہ یہ مصیبت خود ہی اپنی بددعا سے مانگی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی جانوں اور اولاد کو نیز مال اور خادموں کو بددعا نہ دیا کرو، مبادا اللہ کے کسی ایسے خاص وقت میں واقع ہو جائے جو قبولیت کا ہے بالخصوص رمضان المبارک کا تمام مہینہ تو بہت ہی خاص وقت ہے اس میں اہتمام سے بچنے کی کوشش اشد ضروری ہے۔

حضرت عمرؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں اللہ کو یاد کرنے والا شخص بخشا بخشایا ہے اور اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں رہتا۔

حضرت ابن مسعودؓ کی ایک روایت سے ترغیب میں نقل کیا ہے کہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے متوجہ ہو اور آگے بڑھ اور اے برائی کے طلبگار بس کر اور آنکھیں کھول۔ اس کے بعد وہ فرشتہ کہتا ہے کوئی مغفرت کا چاہنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کی جائے کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے، کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اس سب کے بعد یہ امر بھی نہایت ضروری اور قابل لحاظ ہے کہ دعا کے قبول ہونے کے لیے کچھ شرائط بھی وارد ہوئی ہیں کہ ان کے فوت ہونے سے بسا اوقات دعا رد کر دی جاتی ہے، منجملہ ان کے حرام غذا ہے کہ اس کی وجہ سے بھی دعا رد ہو جاتی ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور یا رب یا رب کرتے ہیں، مگر کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، ایسی حالت میں کہاں دعا قبول ہو سکتی ہے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں مستجاب الدعا لوگوں کی ایک جماعت تھی جب کوئی حاکم ان پر مسلط ہوتا اس کے لیے بد دعا کرتے وہ ہلاک ہو جاتا۔ حجاج ظالم کا جب وہاں تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی جس میں ان حضرات کو خاص طور سے شریک کیا اور جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بد دعا سے محفوظ ہو گیا کہ حرام کی روزی ان کے پیٹ میں داخل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہمارے زمانہ کی حلال روزی پر بھی ایک نگاہ ڈالی جائے جہاں ہر وقت سود تک کے جواز کی کوششیں جاری ہوں، ملازمین رشوت کو اور تاجر دھوکہ دینے کو بہتر سمجھتے ہوں۔

(۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ (رواہ الطبرانی فی الاوسط و ابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب)	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خود حق تعالیٰ شانہٗ اور اس کے فرشتے "سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

ف: کس قدر اللہ جل جلالہٗ کا انعام و احسان ہے کہ روزہ کی برکت سے اس سے پہلے کھانے کو جس کو سحری کہتے ہیں امت کے لیے ثواب کی چیز بنا دیا اور اس میں بھی مسلمانوں کو اجر دیا جاتا ہے، بہت کی احادیث میں سحر کھانے کی فضیلت اور اجر کا ذکر ہے۔ علامہ عینیؒ نے سترہ صحابہؓ سے اس کی فضیلت کی احادیث نقل کی ہیں اور اس کے مستحب ہونے پر اجماع نقل کیا ہے، بہت سے لوگ کاہلی کی وجہ سے اس فضیلت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ تراویح پڑھ کر کھانا کھا کر سو جاتے ہیں اور وہ اس کے ثواب سے محروم رہتے ہیں اس لیے کہ لغت میں سحر اس کھانے کو کہتے ہیں جو صبح کے قریب کھایا جائے جیسا کہ قاموس نے لکھا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آدھی رات سے اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے[1] صاحب کشافؒ نے اخیر کے چھٹے حصہ کو بتلایا ہے یعنی تمام رات کو چھ حصوں پر تقسیم کر کے اخیر کا حصہ مثلاً اگر غروب آفتاب سے طلوع صبح صادق تک بارہ گھنٹے ہوں تو اخیر کے دو گھنٹے سحر کا وقت ہے اور ان میں بھی تاخیر اولیٰ ہے بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ روزہ میں شک ہونے لگے۔ سحری کی فضیلت بہت سی احادیث میں آئی ہے۔

[1] مرقاۃ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب (یہود و نصاری) کے روزہ میں سحری کھانے سے فرق ہوتا ہے کہ وہ سحری نہیں کھاتے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ سحری کھایا کرو کہ اس میں برکت ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ تین چیزوں میں برکت ہے، جماعت میں، اور ثرید میں اور سحری کھانے میں۔ اس حدیث میں جماعت سے عام مراد ہے نماز کی جماعت اور ہر وہ کام جس کو مسلمانوں کی جماعت مل کر کرے کہ اللہ کی مدد اس کے ساتھ فرمائی گئی ہے، اور ثرید گوشت میں پکی ہوئی روٹی کہلاتی ہے جو نہایت لذیذ کھانا ہوتا ہے۔ تیسرے سحری، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی صحابی کو اپنے ساتھ سحر کھلانے کے لیے بلاتے تو ارشاد فرماتے کہ آؤ برکت کا کھانا کھالو۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ سحری کھا کر روزہ پر قوت حاصل کرو، اور دوپہر کو سو کر اخیر شب کے اٹھنے پر مدد چاہا کرو۔

حضرت عبد اللہ بن حارثؓ ایک صحابیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا کہ آپؐ سحری نوش فرما رہے تھے، آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک برکت کی چیز ہے جو اللہ نے تم کو عطا فرمائی ہے۔ اس کو مت چھوڑنا، حضورؐ نے متعدد روایات میں سحور کی ترغیب فرمائی ہے حتی کہ ارشاد ہے کہ اور کچھ نہ ہو تو ایک چھوارہ ہی کھالے یا ایک گھونٹ پانی ہی پی لے، اس لیے روزہ داروں کو اس ہم خرما و ہم ثواب کا خاص طور سے اہتمام کرنا چاہیے کہ اپنی راحت اپنا نفع اور مفت کا ثواب، مگر اتنا ضروری ہے کہ افراط و تفریط ہر چیز میں مضر ہے اس لیے نہ اتنا کم کھاوے کہ عبادت میں ضعف محسوس ہونے لگے اور نہ اتنا زیادہ کھاوے کہ دن بھر کھٹی ڈکاریں آتی رہیں۔ خود ان احادیث میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ چاہے ایک چھوارہ ہو یا ایک گھونٹ پانی، نیز مستقل احادیث میں بھی بہت کھانے کی ممانعت آئی ہے، حافظ ابن حجر بخاری کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ سحری کی برکات مختلف وجوہ سے ہیں (۱) اتباعِ سنت (۲) اہل کتاب کی مخالفت کہ وہ سحری نہیں کھاتے، اور ہم لوگ حتی الوسع ان کی مخالفت کے مامور ہیں۔ (۳) عبادت پر قوت (۴) عبادت میں دل بستگی کی زیادتی (۵) نیز شدتِ بھوک سے اکثر بد خلقی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی مدافعت (۶) اس وقت کوئی ضرورت مند سائل آجائے تو اس کی اعانت کوئی پڑوس میں غریب فقیر ہو اس کی مدد (۷) یہ وقت خصوصیت سے قبولیتِ دعا کا ہے، سحری کی بدولت دعا کی توفیق ہو جاتی ہے (۸) اس وقت میں ذکر کی توفیق ہو جاتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

ابن دقیق العیدؒ کہتے ہیں کہ صوفیا کو سحور کے مسئلہ میں کلام ہے کہ وہ مقصد روزہ کے خلاف ہے اس لیے کہ مقصدِ روزہ پیٹ اور شرم گاہ کی شہوت کو توڑنا ہے اور سحری کھانا اس مقصد کے خلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مقدار میں اتنا کھانا کہ یہ مصلحتِ بالکلیہ فوت ہو جائے یہ تو بہتر نہیں، اس کے علاوہ حسب حیثیت و ضرورت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مختلف ہوتا رہتا ہے۔ بندہ کے ناقص خیال میں اس بارے میں قول فیصل یہی ہے کہ اصل سحور و افطار میں تقلیل ہے مگر حسب ضرورت اس میں تغیر ہو جاتا ہے مثلاً طلباء کی جماعت کہ ان کے لیے تقلیل طعام منافع صوم کے حاصل ہونے کے ساتھ تحصیل علم کی مضرت کو شامل ہے، اس لیے ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ تقلیل نہ کریں کہ علم دین کی اہمیت شریعت میں بہت زیادہ ہے اسی طرح ذاکرین کی جماعت علیٰ ہذا دوسری جماعتیں جو تقلیل طعام کی وجہ سے کسی دینی کام میں اہمیت کے ساتھ مشغول نہ ہو سکیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جہاد کو تشریف لے جاتے ہوئے اعلان فرمادیا کہ سفر میں روزہ نیکی نہیں حالانکہ رمضان المبارک کا روزہ تھا مگر اس جگہ جہاد کا تقابل آپڑا تھا، البتہ جس جگہ کسی ایسے دینی کام میں جو روزے سے زیادہ اہم ہو ضعف اور کسل روا نہ ہو وہاں تقلیل طعام ہی مناسب ہے۔ شرح اقناع میں علامہ شعرانیؒ سے نقل کیا ہے کہ ہم سے اس پر عہد لیے گئے کہ پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائیں بالخصوص رمضان المبارک کی راتوں میں بہتر یہ ہے کہ رمضان کے کھانے میں غیر رمضان سے کچھ تقلیل کرے اس لیے کہ افطار و سحر میں جو شخص پیٹ بھر کر کھائے اس کا روزہ ہی کیا ہے مشائخ نے کہا ہے کہ جو شخص رمضان میں بھوکا رہے آئندہ رمضان تک تمام سال شیطان کے زور سے محفوظ رہتا ہے، اور بھی بہت سے مشائخ سے اس باب میں شدت منقول ہے۔

شرح احیاء میں عوارف سے نقل کیا ہے کہ سہلؒ بن عبداللہ تستری پندرہ روز میں ایک مرتبہ کھانا تناول فرماتے تھے اور رمضان المبارک میں ایک لقمہ البتہ روزانہ اتباع سنّت کی وجہ سے محض پانی سے روزہ افطار فرماتے تھے، حضرت جنیدؒ ہمیشہ روزہ رکھتے لیکن (اللہ والے) دوستوں میں سے کوئی آجاتا تو اس کی وجہ سے روزہ افطار فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ (ایسے) دوستوں کے ساتھ کھانے کی فضیلت کچھ روزہ کی فضیلت سے کم نہیں، اور بھی سلف کے ہزاروں واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ کھانے کی کمی کے ساتھ نفس کی تادیب کرتے تھے مگر شرط وہی ہے کہ اس کی وجہ سے اور دینی اہم امور میں نقصان نہ ہو۔

(۸) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّھَرُ (رواہ ابن ماجۃ واللفظ لہ والنسائی وابن خزیمۃ فی صحیحہ والحاکم

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزہ کے ثمرات میں بجز بھوکا رہنے کے کچھ بھی حاصل نہیں اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے (کی مشقت) کے سوا کچھ بھی نہ ملا۔

وقال علی شرط البخاری ذکر لفظھما المنذری فی الترغیب بمعناہ۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ف : علما کے اس حدیث کی شرح میں چند اقوال ہیں اول یہ کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو دن بھر روزہ رکھ کر مال حرام سے افطار کرتا ہے کہ جتنا ثواب روزہ کا ہوا تھا اس سے زیادہ گناہ حرام مال کھانے کا ہوگیا اور دن بھر بھوکا رہنے کے سوا اور کچھ نہ ملا۔

دوسرے یہ کہ وہ شخص مراد ہے جو روزہ رکھتا ہے لیکن غیبت میں بھی مبتلا رہتا ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ روزہ کے اندر گناہ وغیرہ سے احتراز نہیں کرتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جامع ہوتے ہیں یہ سب صورتیں اس میں داخل ہیں اور ان کے علاوہ بھی اسی طرح جاگنے کا حال ہے کہ رات بھر شب بیداری کی، مگر تفریحاً تھوڑی سی غیبت یا کوئی اور حماقت بھی کر لی تو وہ سارا جاگنا بے کار ہوگیا، مثلاً صبح کی نماز ہی قضا کر دی یا محض ریا اور شہرت کیلئے جاگا تو وہ بیکار ہے۔

(۹) عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الصِّیَامُ جُنَّۃٌ مَّا لَمْ یَخْرِقْھَا (رواہ النسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ والحاکم وصححہ علی شرط البخاری والفاظھم مختلفۃ حکاھا المنذری فی الترغیب)

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

ف : ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آدمی ڈھال سے اپنی حفاظت کرتا ہے اسی طرح روزہ سے بھی اپنے دشمن یعنی شیطان سے حفاظت ہوتی ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ روزہ حفاظت ہے اللہ کے عذاب سے، دوسری روایت میں ہے کہ روزہ جہنم سے حفاظت ہے۔

ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ روزہ کس چیز سے پھٹ جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جھوٹ اور غیبت سے ان دونوں روایتوں میں اور اسی طرح اور بھی متعلقہ روایات میں روزہ میں اس قسم کے امور سے بچنے کی تاکید آئی ہے اور روزہ کا گویا ضائع کر دینا اس کو قرار دیا ہے ہمارے اس زمانہ میں روزہ کے کاٹنے کے لئے مشغلہ اس کو قرار دیا جاتا ہے کہ واہی تباہی میری تیری باتیں شروع کر دی جائیں۔ بعض علما کے نزدیک جھوٹ اور غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، یہ دونوں چیزیں ان حضرات کے نزدیک ایسی ہیں جیسے کہ کھانا پینا وغیرہ سب روزہ کو توڑنے والی اشیاء ہیں، جمہور کے نزدیک اگرچہ روزہ ٹوٹتا نہیں مگر روزہ کے برکات جاتے رہنے سے تو کسی کو بھی انکار نہیں۔

مشائخ نے روزہ کے آداب میں چھ امور تحریر فرمائے ہیں کہ روزہ دار کو ان کا اہتمام ضروری ہے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اول نگاہ کی حفاظت کہ کسی بے محل جگہ پر نہ پڑے حتیٰ کہ کہتے ہیں کہ بیوی پر بھی شہوت کی نگاہ نہ پڑے۔ پھر اجنبی کا کیا ذکر اور اسی طرح کسی لہو ولعب وغیرہ ناجائز جگہ نہ پڑے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص اس سے اللہ کے خوف کی وجہ سے بچ رہے حق تعالیٰ جل شانہٗ اس کو ایسا نور ایمانی نصیب فرماتے ہیں جس کی حلاوت اور لذت قلب میں محسوس کرتا ہے، صوفیا نے بے محل کی تفسیر یہ کی ہے کہ ہر ایسی چیز کا دیکھنا اس میں داخل ہے جو دل کو حق تعالیٰ جل شانہٗ سے ہٹا کر کسی دوسری طرف متوجہ کر دے۔ دوسری چیز زبان کی حفاظت ہے، جھوٹ، چغل خوری، لغو بکواس، غیبت بدگوئی، بدکلامی، جھگڑا وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے اس لئے روزہ دار کو چاہئے کہ زبان سے کوئی فحش بات یا جہالت کی بات مثلاً تمسخر، جھگڑا وغیرہ نہ کرے اگر کوئی دوسرا جھگڑنے لگے تو کہدے کہ میرا روزہ ہے یعنی دوسرے کی ابتدا کرنے پر بھی اس سے نہ الجھے اگر وہ سمجھنے والا ہو تو اس سے کہہ کہ میرا روزہ ہے اور اگر وہ بیوقوف ناسمجھ ہو تو اپنے دل کو سمجھا دے کہ تیرا روزہ ہے تجھے ایسی لغویات کا جواب دینا مناسب نہیں بالخصوص غیبت اور جھوٹ سے تو بہت ہی احتراز ضروری ہے کہ بعض علماء کے نزدیک اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے نبی کریمؐ کے زمانہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا روزہ میں اس شدت سے بھوک لگی کہ ناقابل برداشت بن گئی ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضورؐ نے ایک پیالہ ان کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس میں قے کرنے کا حکم فرمایا، دونوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ شانہٗ کی حلال روزی سے تو روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں، اس حدیث سے ایک مضمون اور بھی مترشح ہوتا ہے کہ غیبت کرنے کی وجہ سے روزہ بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ دونوں عورتیں روزہ کی وجہ سے مرنے کے قریب ہو گئیں اسی طرح اور بھی گناہوں کا حال ہے اور تجربہ اس کی تائید کرتا ہے کہ روزہ میں اکثر متقی لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہوتا اور فاسق لوگوں کی اکثر بری حالت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر یہ چاہیں کہ روزہ نہ لگے تب بھی اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ گناہوں سے اس حالت میں احتراز کریں بالخصوص غیبت سے جس کو لوگوں نے روزہ کاٹنے کا مشغلہ تجویز کر رکھا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کلام پاک میں غیبت کو اپنے بھائی کے مردار گوشت سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور احادیث میں بھی بہ کثرت اس قسم کے واقعات ارشاد فرمائے گئے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

شلاً ہاتھ کا ناجائز چیز کے پکڑنے سے پاؤں کا ناجائز چیز کی طرف چلنے سے روکنا اور اسی طرح اور باقی اعضائے بدن کا۔ اسی طرح پیٹ کا افطار کے وقت مشتبہ چیز سے محفوظ رکھنا، جو شخص روزہ رکھ کر حرام مال سے افطار کرتا ہے اُس کا حال اس شخص کا سا ہے کہ کسی مرض کے لئے دَوا کرتا ہے مگر اس میں تھوڑا سا سنکھیا بھی ملا لیتا ہے کہ اس مرض کے لئے تو وہ دوا مفید ہو جائے گی مگر یہ زہر ساتھ ہی ہلاک بھی کر دے گا۔

پانچویں چیز افطار کے وقت حلال مال سے بھی اتنا زیادہ نہ کھانا کہ شکم سیر ہو جائے اس لئے کہ روزہ کی غرض اس سے فوت ہو جاتی ہے، مقصود روزہ سے قوتِ شہوانیہ اور بہیمیہ کا کم کرنا ہے اور قوتِ نورانیہ اور ملکیہ کا بڑھانا ہے، گیارہ مہینہ تک بہت کچھ کھایا ہے اگر ایک مہینہ اس میں کچھ کمی ہو جائے گی تو کیا جان نکل جاتی ہے مگر ہم لوگوں کا حال ہے کہ افطار کے وقت تلافیٔ مافات میں اور سحر کے وقت حفظ ماتقدم میں اتنی زیادہ مقدار کھا لیتے ہیں کہ بغیر رمضان کے اور بغیر روزہ کی حالت کے اتنی مقدار کھانے کی نوبت بھی نہیں آتی، رمضان المبارک بھی ہم لوگوں کیلئے خوید کا کام دیتا ہے۔ علامہ غزالیؒ لکھتے ہیں کہ روزہ کی غرض یعنی قہر ابلیس اور شہوتِ نفسانیہ کا توڑنا کیسے حاصل ہو سکتا ہے اگر آدمی افطار کے وقت اس مقدار کی تلافی کر لے جو فوت ہوئی حقیقۃً ہم لوگ بجز اس کے کہ اپنے کھانے کے اوقات بدل دیتے ہیں اس کے سوا کچھ بھی کمی نہیں کرتے بلکہ اور زیادتی مختلف انواع کی کر جاتے ہیں جو بغیر رمضان کے میسر نہیں ہوتی، لوگوں کی عادت کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ عمدہ عمدہ اشیاء رمضان کے لئے رکھتے ہیں اور نفس دن بھر کے فاقہ کے بعد جب ان پر پڑتا ہے تو خوب زیادہ سیر ہو کر کھاتا ہے تو بجائے قوتِ شہوانیہ کے ضعیف ہونے کے اور بھڑک اٹھتی ہے اور جوش میں آجاتی ہے اور مقصد کے خلاف ہو جاتا ہے روزہ کے اندر مختلف اغراض اور فوائد اور اس کے مشروع ہونے سے مختلف منافع مقصود ہیں وہ سب جب ہی حاصل ہو سکتے ہیں جب کچھ بھوکا بھی رہے، بڑا نفع تو یہی ہے جو معلوم ہو چکا یعنی شہوتوں کا توڑنا یہ بھی اسی پر موقوف ہے کہ کچھ وقت بھوک کی حالت میں گزرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی طرح چلتا ہے اس کے راستوں کو بھوک سے بند کرو، تمام اعضاء کا سیر ہونا نفس کے بھوکا رہنے پر موقوف ہے، جب نفس بھوکا رہتا ہے تو تمام اعضاء سیر رہتے ہیں اور جب نفس سیر ہوتا ہے تو تمام اعضاء بھوکے رہتے ہیں دوسری غرض روزہ سے فقراء کے ساتھ تشبہ اور ان کے حال پر نظر ہے وہ بھی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب سحر میں معدہ کو دودھ جلیبی سے اتنا نہ بھرلے کہ شام تک بھوک ہی نہ لگے، فقراء کے ساتھ مشابہت جب

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہی ہو سکتی ہے جب کچھ وقت بھوک کی بیتابی کا بھی گزرے۔ بشر حافیؒ کے پاس ایک شخص گئے وہ سردی میں کانپ رہے تھے اور کپڑے پاس رکھے ہوئے تھے انھوں نے پوچھا کہ یہ وقت کپڑے نکالنے کا ہے فرمایا کہ فقرا بہت ہیں اور مجھ میں ان کی ہمدردی کی طاقت نہیں اتنی ہمدردی کرلوں کہ میں بھی ان جیسا ہو جاؤں مشائخ صوفیا نے عامۃً اس پر تنبیہ فرمائی ہے اور فقہا نے بھی اس کی تصریح کی ہے صاحب مراقی الفلاحؒ لکھتے ہیں کہ سحور میں زیادتی نہ کرے جیسا کہ متنعم لوگوں کی عادت ہے کہ یہ غرض کو فوت کر دیتا ہے۔ علامہ طحطاویؒ اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ غرض کا مقصود یہ ہے کہ بھوک کی تلخی کچھ محسوس ہوتا کہ زیادتی ثواب کا سبب ہو اور مساکین و فقرا پر ترس آسکے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ کو کسی برتن کا بھرنا اس قدر ناپسند نہیں ہے جتنا کہ پیٹ کا پُر ہونا ناپسند ہے، ایک جگہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ آدمی کے لئے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے۔ اگر کوئی شخص بالکل کھانے پر تُل جائے تو اس سے زیادہ نہیں کہ ایک تہائی پیٹ کھانے کے لئے رکھے اور ایک تہائی پینے کے لئے اور تہائی خالی۔ آخر کوئی تو بات تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی روز تک مسلسل لگاتار روزہ رکھتے تھے کہ درمیان میں کچھ بھی نوش نہیں فرماتے تھے۔ میں نے اپنے آقا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو پورے رمضان المبارک دیکھا ہے کہ افطار و سحر دونوں وقت کی مقدار تقریباً ڈیڑھ چپاتی سے زیادہ نہیں ہوتی تھی کوئی خادم عرض بھی کرتا تو فرماتے کہ بھوک نہیں ہوتی دوستوں کے خیال سے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔ اور اس سے بڑھ کر حضرت مولینا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ کے متعلق سنا ہے کہ کئی کئی دن مسلسل ایسے گذر جاتے تھے کہ تمام شب کی مقدار سحر و افطار بے دودھ کی چائے کے چند فنجان کے سوا کچھ نہ ہوتی تھی ایک مرتبہ حضرت کے مخلص خادم حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ صاحب مدظلہ العالی نے لجاجت سے عرض کیا کہ ضعف بہت ہو جائے گا حضرت کچھ تناول ہی نہیں فرماتے تو حضرت نے فرمایا کہ الحمد للہ جنت کا لطف حاصل ہو رہا ہے حق تعالیٰ ہم سیہ کاروں کو بھی ان پاک ہستیوں کا اتباع نصیب فرما دیں تو بے نصیب مولانا سعدیؒ کہتے ہیں ؎

ندارند تن پروراں آگہی
کہ پُر معدہ باشد زحکمت تہی

؎ حضرت مولانا حضرت رائپوری صاحبؒ کے اجل خلفا میں ہیں رائپور ہی قیام رہتا ہے اپنے شیخ کے قدم بقدم متبع ہیں جو لوگ رائے پوری دربار سے محروم رہ گئے مولانا کے وجود کو غنیمت سمجھیں کہ ہر جانے والا اپنی نظیر نہیں چھوڑتا (اب حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا بھی ۱۵ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ جمعرات کو وصال ہو گیا۔ انیس احمد غفرلہٗ)

Visit : www.Momeen.blogspot.com

چھٹی چیز جس کا لحاظ روزہ دار کے لیے ضروری فرماتے ہیں یہ ہے کہ روزہ کے بعد اس سے ڈرتے رہنا بھی ضروری ہے کہ نہ معلوم یہ روزہ قابل قبول ہے یا نہیں اور اسی طرح ہر عبادت کے ختم پر کہ نہ معلوم کوئی لغزش جس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا ایسی تو نہیں ہوگئی جس کی وجہ سے یہ منھ پر مار دیا جائے نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ہیں کہ قرآن پاک ان کو لعنت کرتا رہتا ہے۔ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں جن لوگوں کا اوّلین وہلہ میں فیصلہ ہوگا (اُن کے منجملہ) ایک شہید ہوگا، جس کو بلایا جائے گا اور اللہ کے جو جو انعام دنیا میں اس پر ہوئے تھے وہ اس کو جتائے جائیں گے وہ اُن نعمتوں کا اقرار کرے گا اس کے بعد اُس سے پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں میں کیا حق ادائیگی کی وہ عرض کرے گا کہ تیرے راستہ میں قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے بلکہ قتال اس لیے کیا تھا کہ لوگ بہادر کہیں سو کہا جا چکا اس کے بعد حکم ہوگا اور منھ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا، ایسے ہی ایک عالم بلایا جائے گا اس کو بھی اسی طرح سے اللہ کے انعامات جتلا کر پوچھا جائے گا کہ ان انعامات کے بدلے میں کیا کارگزاری ہے وہ عرض کرے گا کہ علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کی خاطر تلاوت کی، ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اس لیے کیا گیا تھا کہ لوگ علامہ کہیں سو کہا جا چکا اس کو بھی حکم ہوگا اور منھ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا، اسی طرح ایک دولت مند بلایا جائے گا اس سے انعامات الٰہی شمار کرانے اور اقرار لینے کے بعد پوچھا جائے گا اللہ کی ان نعمتوں میں کیا عمل کیا وہ کہے گا کہ کوئی خیر کا راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں میں نے کچھ خرچ نہ کیا ہو ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اس لیے کیا گیا تھا کہ لوگ سخی کہیں، سو کہا جا چکا اس کو بھی حکم ہوگا اور منھ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اللہ محفوظ فرمائیں کہ یہ سب بدنیتی کے ثمرات ہیں اس قسم کے بہت سے واقعات احادیث میں مذکور ہیں اس لیے روزہ دار کو اپنی نیت کی حفاظت کے ساتھ اس سے خائف بھی رہنا چاہیے، اور دعا بھی کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کو اپنی رضا کا سبب بنا لیں، مگر ساتھ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اپنے عمل کو قابل قبول نہ سمجھنا امر آخر اور کریم آقا کے لطف پر نگاہ امر آخر ہے اس کے لطف کے انداز بالکل نرالے ہیں معصیت پر بھی کبھی ثواب دے دیتے ہیں تو پھر کوتاہی عمل کا کیا ذکر ہے

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست　　　بسیار شیوہ ہاست بتاں را کہ نام نیست

یہ چھ چیزیں عام صلحاء کے لیے ضروری بتلائی جاتی ہیں خواص اور مقربین کے لیے ان کے ساتھ ایک ساتویں چیز کا بھی اضافہ فرماتے ہیں کہ دل کو اللہ کے سوا کسی چیز کی طرف بھی متوجہ نہ ہونے دے حتیٰ کہ روزوں کی حالت میں اس کا خیال اور تدبیر کہ افطار کے لیے کوئی چیز ہے یا نہیں یہ بھی خطا فرماتے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہیں بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ روزہ میں شام کو افطار کے لیے کسی چیز کے حاصل کرنے کا قصد بھی خطا ہے اس لیے کہ یہ اللہ کے وعدۂ رزق پر اعتماد کی کمی ہے۔ شرح احیاء میں بعض مشائخ کا قصہ لکھا ہے کہ اگر افطار کے وقت سے پہلے کوئی چیز کہیں سے آجاتی تھی تو اس کو کسی دوسرے کو دے دیتے تھے، مبادا دل کو اس کی طرف التفات ہو جائے اور توکل میں کسی قسم کی کمی ہو جائے مگر یہ امور بڑے لوگوں کے لیے ہیں۔ ہم لوگوں کو ان امور کی ہوس کرنا بھی بے محل ہے اور اس حالت پر پہنچے بغیر اس کو اختیار کرنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ میں آدمی کے ہر جزو پر روزہ فرض کیا گیا ہے پس زبان کا روزہ جھوٹ وغیرہ سے بچنا ہے اور کان کا روزہ ناجائز چیزوں کے سننے سے احتراز، آنکھ کا روزہ لہو ولعب کی چیزوں سے احتراز ہے اور ایسے ہی باقی اعضاء حتیٰ کہ نفس کا روزہ حرص و شہوتوں سے بچنا، دل کا روزہ حُبّ دنیا سے خالی رکھنا، روح کا روزہ آخرت کی لذتوں سے بھی احتراز اور سرِ خاص کا روزہ غیر اللہ کے وجود سے بھی احتراز ہے۔

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِّنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ۔ (رواه احمد والترمذی وابوداود وابن ماجة والدارمی والبخاری فی ترجمة باب كذا فی المشكوٰة قلت وبسط الكلام علی طرقه العينی فی شرح البخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص قصداً بلا کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کے روزہ کو افطار کر دے، غیر رمضان کا روزہ چاہے تمام عمر کے روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔

ف: بعض علماء کا مذہب جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ حضرات بھی ہیں اس حدیث کی بنا پر یہ ہے کہ جس نے رمضان المبارک کے روزہ کو بلا وجہ کھو دیا اس کی قضا ہو ہی نہیں سکتی چاہے عمر بھر روزے رکھتا رہے مگر جمہور فقہاء کے نزدیک اگر رمضان کا روزہ رکھا ہی نہیں تو ایک روزے کے بدلے ایک روزہ سے قضا ہو جائے گی اور اگر روزہ رکھ کر توڑ دیا تو قضا کے ایک روزہ کے علاوہ دو مہینے کے روزہ کفارہ کے ادا کرنے سے فرض ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے البتہ وہ برکت اور فضیلت جو رمضان المبارک کی ہے ہاتھ نہیں آسکتی اور اس حدیث پاک کا مطلب یہی ہے کہ وہ برکت ہاتھ نہیں آسکتی جو رمضان شریف میں روزہ رکھنے سے حاصل ہوتی یہ سب کچھ اس حالت میں ہے کہ بعد میں قضا بھی کرے اور اگر سرے سے رکھے ہی نہیں جیسا کہ اس زمانہ کے بعض فُسّاق کی حالت ہے تو اس کی گمراہی کا کیا پوچھنا، روزہ ارکان اسلام سے ایک رکن ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ارشاد فرمائی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سب سے اوّل توحید و رسالت کا اقرار اس کے بعد اسلام کے چاروں مشہور رکن نماز، روزہ، زکوٰۃ حج، کتنے مسلمان ہیں جو مردم شماری میں مسلمان شمار ہوتے ہیں۔ لیکن ان پانچوں میں سے ایک کے بھی کرنے والے نہیں، سرکاری کاغذات میں وہ مسلمان لکھے جائیں مگر اللہ کی فہرست میں وہ مسلمان شمار نہیں ہو سکتے۔ حتیٰ کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ اسلام کی بنیاد تین چیزیں ہیں کلمۂ شہادت، نماز اور روزہ جو شخص ان میں سے ایک بھی چھوڑ دے وہ کافر ہے۔ اس کا خون کر دینا حلال ہے، علماء نے ان جیسی روایات کو انکار کے ساتھ مقید کیا ہو یا کوئی تاویل فرمائی ہو مگر اس سے انکار نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ایسے لوگوں کے بارے میں سخت سے سخت وارد ہوئے ہیں فرائض کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے والوں کو اللہ کے قہر سے بہت ہی زیادہ ڈرنے کی ضرورت ہے کہ موت سے کسی کو چارہ نہیں دنیا کی عیش و عشرت بہت جلد چھوٹنے والی چیز ہے۔ کارآمد چیز صرف اللہ کی اطاعت ہے، بہت سے جاہل تو اتنے ہی پر کفایت کرتے ہیں کہ روزہ نہیں رکھتے لیکن بہت سے بددین زبان سے بھی اس قسم کے الفاظ بک دیتے ہیں کہ جو کفر تک پہنچا دیتے ہیں مثلاً روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو یا ہمیں بھوکا مارنے سے اللہ کو کیا مل جاتا ہے وغیرہ وغیرہ اس قسم کے الفاظ سے بہت ہی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور بہت غور و اہتمام سے ایک مسئلہ سمجھ لینا چاہیے کہ دین کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا تمسخر اور مذاق اڑانا بھی کفر کا سبب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص عمر بھر نماز نہ پڑھے کبھی بھی روزہ نہ رکھے اسی طرح اور کوئی فرض ادا نہ کرے بشرطیکہ اس کا منکر نہ ہو وہ کافر نہیں جس فرض کو ادا نہیں کرتا اس کا گناہ ہوتا ہے اور جو اعمال ادا کرتا ہے ان کا اجر ملتا ہے لیکن دین کی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ بات کا تمسخر بھی کفر ہے جس سے اور بھی تمام عمر کے نماز روزہ نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، بہت زیادہ قابلِ لحاظ امر ہے اس لیے روزہ کے متعلق بھی کوئی ایسا لفظ ہرگز نہ کہے اور اگر تمسخر وغیرہ نہ کرے تب بھی بغیر عذر افطار کرنے والا فاسق ہے حتیٰ کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جو شخص رمضان میں علی الاعلان بغیر عذر کے کھاوے اس کو قتل کیا جاوے لیکن قتل پر اگر اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے قدرت نہ ہو کہ یہ کام امیر المؤمنین کا ہے تو اس فرض سے کوئی بھی سبکدوش نہیں کہ اس کی اس ناپاک حرکت پر اظہار نفرت کرے اور اس سے کم تر ایمان کا کوئی درجہ ہی نہیں کہ اس کو دل سے برا سمجھے حق تعالیٰ شانہٗ اپنے مطیع بندے کے طفیل مجھے بھی نیک اعمال کی توفیق نصیب فرما دیں کہ سب سے زیادہ کوتاہی کرنے والوں میں ہوں فصل اوّل میں دس حدیثیں کافی سمجھتا ہوں کہ ماننے والے کے لیے ایک بھی کافی ہے چہ جائیکہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ' اور نہ ماننے والوں کے لیے ضمناً بھی لکھا جائے بے کار ہے حق تعالیٰ شانہٗ سب مسلمانوں کو عمل کی توفیق نصیب فرماویں۔

فصل ثانی ــ شبِ قدر کے بیان میں

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شبِ قدر کہلاتی ہے جو بہت ہی برکت اور خیر کی رات ہے کلام پاک میں اُس کو ہزار مہینوں سے افضل بتلایا ہے ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ ہوتے ہیں، خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس رات کی عبادت نصیب ہو جائے کہ جو شخص اس ایک رات کو عبادت میں گذار دے اس نے گویا تراسی برس چار ماہ سے زیادہ زمانہ کو عبادت میں گذار دیا اور اس زیادتی کا بھی حال معلوم نہیں کہ ہزار مہینے سے کتنے ماہ زیادہ افضل ہے، اللہ جل شانہٗ کا حقیقتاً بہت ہی بڑا انعام ہے کہ قدر دانوں کے لیے یہ ایک بے نہایت نعمت مرحمت فرمائی۔ درِّ منثور میں حضرت انسؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ شبِ قدر حق تعالیٰ جل شانہٗ نے میری امت کو مرحمت فرمائی ہے پہلی امتوں کو نہیں ملی۔ اس بارے میں مختلف روایات ہیں کہ اس انعام کا سبب کیا ہوا بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں کی عمر کو دیکھا کہ بہت بہت ہوئی ہیں اور آپ کی امت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن اس سے اللہ کے لاڈلے نبی کو رنج ہوا۔ اس کی تلافی میں یہ رات مرحمت ہوئی کہ اگر کسی خوش نصیب کو دس راتیں بھی نصیب ہو جائیں اور ان کو عبادت میں گذار دے تو گویا آٹھ سو تینتیس برس چار ماہ سے بھی زیادہ زمانہ کامل عبادت میں گذار دیا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ ایک ہزار مہینے تک اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا رہا صحابہؓ کو اس پر رشک آیا تو اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے اس کی تلافی کے لیے اس رات کا نزول فرمایا ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار حضرات کا ذکر فرمایا حضرت ایوبؑ حضرت زکریاؑ حضرت حزقیلؑ حضرت یوشعؑ کہ اسّی اسّی برس تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حیرت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے اور سورۃ القدر سنائی اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں اس قسم کے اختلافِ روایات کی اکثر وجہ یہ ہوئی ہے کہ ایک ہی زمانہ میں جب مختلف واقعات کے بعد کوئی آیت نازل ہوتی ہے تو ہر واقعہ کی طرف نسبت ہو سکتی ہے۔ بہر حال سببِ نزول جو بھی کچھ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہوا ہو لیکن اُمتِ محمدیہ کے لیے یہ اللہ جل شانہٗ کا بہت ہی بڑا انعام ہے یہ رات بھی، اللہ ہی کا عطیہ ہے اور اس میں عمل بھی اسی کی توفیق سے میسّر ہوتا ہے ورنہ ؎

تہیدستانِ قسمت راچہ سود از رہبرِ کامل کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

کس قدر قابلِ رشک ہیں وہ مشائخ جو فرماتے ہیں کہ بلوغ کے بعد سے مجھ سے شبِ قدر کی عبادت کبھی فوت نہیں ہوئی، البتہ اس رات کی تعیین میں علماءِ اُمت کے درمیان میں بہت ہی کچھ اختلاف ہے تقریباً پچاس کے قریب اقوال ہیں سب کا احاطہ دشوار ہے البتہ مشہور اقوال کا ذکر عنقریب آنے والا ہے، کتبِ احادیث میں اس رات کی فضیلت مختلف انواع اور متعدد روایات سے وارد ہوئی ہے جن میں سے بعض کا ذکر آتا ہے مگر چونکہ اس رات کی فضیلت خود قرآن پاک میں بھی مذکور ہے اور مستقل ایک سورت اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس لیے مناسب ہے کہ اوّل اس سورہ شریفہ کی تفسیر لکھ دی جائے۔ ترجمہ حضرت اقدس حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی تفسیر بیان القرآن سے ماخوذ ہے اور فوائد دوسری کتب سے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ بے شک ہم نے قرآن پاک کو شبِ قدر میں اتارا ہے۔ ف: یعنی قرآن پاک لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اسی رات میں اترا ہے یہی ایک بات اس رات کی فضیلت کے لیے کافی تھی کہ قرآن جیسی عظمت والی چیز اس میں نازل ہوئی چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سے برکات و فضائل شامل ہو گئے ہوں۔ آگے زیادتیٔ شوق کے لیے ارشاد فرماتے ہیں: وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہ شبِ قدر کیسی بڑی چیز ہے یعنی اس رات کی بڑائی اور فضیلت کا آپ کو علم بھی ہے کہ کتنی خوبیاں اور کس قدر فضائل اس میں ہیں، اس کے بعد چند فضائل کا ذکر فرماتے ہیں۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنی ہزار مہینے تک عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے اس سے زیادہ شبِ قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے اور اس زیادتی کا علم بھی نہیں کہ کتنی زیادہ ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ اس رات میں فرشتے اترتے ہیں علامہ رازیؒ لکھتے ہیں کہ ملائکہ نے جب ابتداء میں تجھے دیکھا تھا تو تجھ سے نفرت ظاہر کی تھی اور بارگاہِ عالی میں عرض کیا تھا کہ ایسی چیز کو آپ پیدا فرماتے ہیں جو دنیا میں فساد کرے اور خون بہادے اس کے بعد والدین نے جب تجھے اوّل دیکھا تھا جب کہ تو منی کا قطرہ تھا تو تجھ سے نفرت کی تھی، حتیٰ کہ کپڑے کو اگر لگ جاتا تو کپڑے کو دھونے کی نوبت آتی۔ لیکن جب حق تعالیٰ شانہٗ نے اس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قطرہ کو بہتر صورت مرحمت فرمادی تو والدین کو بھی شفقت اور پیار کی نوبت آئی اور آج جبکہ توفیقِ الٰہی سے تو شبِ قدر میں معرفتِ الٰہی اور طاعتِ ربانی میں مشغول ہے تو ملائکہ بھی اپنے اس فقرہ کی معذرت کرنے کے لیے اترتے ہیں۔ وَالرُّوحُ فِيهَا اور اس رات میں روح القدس یعنی حضرت جبرئیل علیہ السّلام بھی نازل ہوتے ہیں، روح کے معنی میں مفسّرین کے چند قول ہیں جمہور کا یہی قول ہے جو اوپر لکھا گیا کہ اس سے حضرت جبرئیل علیہ السّلام مراد ہیں۔ علامہ رازیؒ نے لکھا ہے کہ یہی قول زیادہ صحیح ہے، اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی افضلیت کی وجہ سے ملائکہ کے ذکر کے بعد خاص طور سے ان کا ذکر فرمایا۔ بعض کا قول ہے روح سے مراد ایک بہت بڑا فرشتہ ہے کہ تمام آسمان وزمین اس کے سامنے ایک لقمہ کے بقدر ہیں، بعضوں کا قول ہے کہ اس سے مراد فرشتوں کی ایک مخصوص جماعت ہے جو اور فرشتوں کو بھی صرف لیلۃ القدر ہی میں نظر آتے ہیں چوتھا قول یہ ہے کہ یہ اللہ کی کوئی مخصوص مخلوق ہے جو کھاتے پیتے ہیں مگر نہ فرشتے ہیں نہ انسان، پانچواں یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام مراد ہیں جو امت محمدیہ کے کارنامے دیکھنے کے لیے ملائکہ کے ساتھ اترتے ہیں، چھٹا قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے یعنی اس رات میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور ان کے بعد میری رحمتِ خاص نازل ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی چند اقوال ہیں مگر مشہور قول پہلا ہی ہے۔ سنن بیہقی میں حضرت انس رضؓ کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ شبِ قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ اُترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر وغیرہ میں مشغول دیکھتے ہیں اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں: بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امرِ خیر کو لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں۔ مظاہرِ حق میں لکھا ہے کہ اسی رات میں ملائکہ کی پیدائش ہوئی اور اسی رات میں آدمؑ کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا اسی رات میں جنت میں درخت لگائے گئے اور دعا وغیرہ کا قبول ہونا بکثرت روایات میں وارد ہے۔ درمنثور کی ایک روایت میں ہے کہ اسی رات میں حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور اسی رات میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی سَلٰمٌ وہ رات سراپا سلام ہے یعنی تمام رات ملائکہ کی طرف سے مومنین پر سلام ہوتا رہتا ہے کہ ایک فوج آتی ہے دوسری جاتی ہے جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ یہ رات سراپا سلامتی ہے شر وفساد وغیرہ سے امن ہے، هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ وہ رات (ان ہی برکات کے ساتھ) تمام رات

Visit : www.Momeen.blogspot.com

طلوع فجر تک رہتی ہے۔ یہ نہیں کہ رات کے کسی خاص حصّہ میں یہ برکت ہو اور کسی میں نہ ہو بلکہ صبح ہونے تک ان برکات کا ظہور رہتا ہے۔ اس سورۂ شریفہ کے ذکر کے بعد کہ خود اللہ جل جلالہٗ کے کلام پاک میں اس رات کی کئی نوع کی فضیلتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں احادیث کے ذکر کی ضرورت نہیں رہتی لیکن احادیث میں بھی اس کی فضیلت بہ کثرت وارد ہوئی ہے ان میں سے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِهٖ (کذا فی الترغیب عن البخاری ومسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے عبادت کے لیے کھڑا ہو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

ف: کھڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھے اور اسی حکم میں یہ بھی ہے کہ کسی اور عبادت تلاوت اور ذکر وغیرہ میں مشغول ہو اور ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ریا وغیرہ کسی بدنیتی سے کھڑا نہ ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی نیت سے کھڑا ہو۔ خطابی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ثواب کا یقین کرکے بشاشتِ قلب سے کھڑا ہو بوجھ سمجھ کر بد دلی کے ساتھ نہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جس قدر ثواب کا یقین اور اعتقاد زیادہ ہوگا اتنا ہی عبادت میں مشقت کا برداشت کرنا سہل ہوگا یہی وجہ ہے کہ جو شخص قرب الٰہی میں جس قدر ترقی کرتا جاتا ہے عبادت میں انہماک زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ نیز یہ معلوم ہو جانا بھی ضروری ہے کہ حدیث بالا اور اس جیسی احادیث میں گناہوں سے مراد علماء کے نزدیک صغیرہ گناہ ہوتے ہیں اس لیے کہ قرآن پاک میں جہاں کبیرہ گناہوں کا ذکر آتا ہے ان کو اِلَّا مَنْ تَابَ کے ساتھ ذکر کیا ہے اسی بنا پر علماء کا اجماع ہے کہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا پس جہاں احادیث میں گناہوں کے معاف ہونے کا ذکر آتا ہے علماء اس کو صغائر کے ساتھ مقید فرمایا کرتے ہیں۔ میرے والد صاحب نوراللہ مرقدہٗ وبرد مضجعہٗ کا ارشاد ہے کہ احادیث میں صغائر کی قید دو وجہ سے مذکور نہیں ہوتی اوّل تو یہ کہ مسلمان کی شان یہ ہے ہی نہیں کہ اس کے ذمہ کبیرہ گناہ ہو کیونکہ جب کبیرہ گناہ اس سے صادر ہو جاتا ہے تو مسلمان کی اصل شان یہ ہے کہ اس وقت تک چین ہی نہ آوے جب تک کہ اس گناہ سے توبہ نہ کر لے دوسری وجہ یہ ہے کہ جب اس قسم کے موقع ہوتے ہیں مثلاً لیلۃ القدر ہی میں جب کوئی شخص باُمید ثواب عبادت کرتا ہے تو اپنی بداعمالیوں پر ندامت اس کے لیے گویا لازم ہے اور ہو ہی جاتی ہے اس لیے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

توبہ کا تحقق خود بخود ہوجاتا ہے کہ توبہ کی حقیقت گذشتہ پر ندامت اور آئندہ کو نہ کرنے کا عزم ہے لہٰذا اگر کوئی شخص کبائر کا مرتکب بھی ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ لیلۃ القدر ہو یا کوئی اور اجابت کا موقعہ ہو اپنی بداعمالیوں سے سچے دل سے پختگی کے ساتھ دل و زبان سے توبہ بھی کرے تاکہ اللہ کی رحمتِ کاملہ متوجہ ہو اور صغیرہ کبیرہ سب طرح کے گناہ معاف ہوجاویں اور یاد آجاوے تو اس سیہ کار کو بھی اپنی مخلصانہ دعاؤں میں یاد فرمالیں۔

(۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذَا الشَّھْرَ قَدْ حَضَرَکُمْ وَفِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ مَنْ حُرِمَھَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَلَا یُحْرَمُ خَیْرَھَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ (رواہ ابن ماجۃ واسنادہ حسن انشاء اللہ کذا فی الترغیب وفی المشکوٰۃ عنہ الا کل محروم)

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتہً محروم ہی ہے۔

ف: حقیقتہً اس کی محرومی میں کیا تامل ہے جو اس قدر بڑی نعمت کو ہاتھ سے کھو دے ریلوے ملازم چند کوڑیوں کی خاطر رات رات بھر جاگتے ہیں اگر اسی برس کی عبادت کی خاطر کوئی ایک مہینہ تک رات میں جاگ لے تو کیا دقت ہے اصل یہ ہے کہ دل میں تڑپ ہی نہیں اگر ذرا سا چسکہ پڑ جائے تو پھر ایک رات کیا سیکڑوں راتیں جاگی جاسکتی ہیں ؎

الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو

آخر تو کوئی بات تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ساری بشارتوں اور وعدوں کے جن کا آپ کو یقین تھا پھر اتنی لمبی نماز پڑھتے تھے کہ پاؤں ورم کر جاتے تھے انہی کے نام لیوا اور امتی آخر ہم بھی کہلاتے ہیں۔ ہاں جن لوگوں نے ان امور کی قدر کی وہ سب کچھ کر گئے اور نمونہ بن کر امت کو دکھلا گئے کہنے والوں کو یہ موقعہ بھی نہیں رہا کہ حضورؐ کی حرص کون کر سکتا ہے اور کس سے ہوسکتی ہے دل میں سما جانے کی بات ہے کہ چاہنے والے کے لیے دودھ کی نہر پہاڑ سے کھود نی بھی مشکل نہیں ہوتی، مگر یہ بات کسی کی جوتیاں سیدھی کیے بغیر مشکل سے حاصل ہوتی ہے ؎

تمنا دردِ دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینہ میں

آخر کیا بات تھی کہ حضرت عمرؓ عشاء کی نماز کے بعد گھر میں تشریف لے جاتے اور صبح تک

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نماز میں گذار دیتے تھے۔ حضرت عثمانؓ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز میں گذا دیتے صرف رات کے اول حصہ میں تھوڑا سا سوتے تھے رات کی ایک ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے، شرح احیائیں ابو طالبؒ مکی سے نقل کیا ہے کہ چالیس تابعین سے بطریق تواتر یہ بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کی وضو سے نماز صبح پڑھتے تھے۔ حضرت شدادؓ رات کو لیٹتے اور تمام رات کروٹیں بدل کر صبح کر دیتے اور کہتے یا اللہ آگ کے ڈر نے میری نیند اڑا دی اسود بن یزیدؒ رمضان میں مغرب عشا کے درمیان تھوڑی دیر سوتے اور بس سعید بن المسیبؒ کے متعلق منقول ہے کہ پچاس برس تک عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی، صلہ بن اشیمؒ رات بھر نماز پڑھتے اور صبح کو یہ دعا کرتے کہ یا اللہ میں اس قابل تو نہیں ہوں کہ جنت مانگوں صرف اتنی درخواست ہے کہ آگ سے بچا دیجیو، حضرت قتادہؓ تمام رمضان تو ہر تین رات میں ایک ختم فرماتے مگر عشرہ اخیرہ میں ہر رات میں ایک قرآن شریف ختم کرتے۔ امام ابو حنیفہؒ کا چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنا اتنا مشہور و معروف ہے کہ اس سے انکار تاریخ کے اعتماد کو ہٹاتا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ قوت کس طرح حاصل ہوئی تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے ناموں کے طفیل ایک مخصوص طریق پر دعا کی تھی۔ صرف دوپہر کو تھوڑی دیر سوتے اور فرماتے کہ حدیث میں قیلولہ کا ارشاد ہے، گویا دوپہر کے سونے میں بھی اتباع سنت کا ارادہ ہوتا، قرآن شریف پڑھتے ہوئے اتنا روتے کہ پڑوسیوں کو ترس آنے لگتا تھا، ایک مرتبہ ساری رات اس آیت کو پڑھتے اور روتے گذار دی بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ الخ (سورہ قمر رکوع ۳) ابراہیم بن ادہمؒ رمضان المبارک میں نہ تو دن کو سوتے نہ رات کو، امام شافعیؒ رمضان المبارک میں دن رات کی نمازوں میں ساٹھ قرآن مجید ختم کرتے اور ان کے علاوہ سیکڑوں واقعات ہیں جنھوں نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ پر عمل کر کے بتلا دیا کہ کرنے والے کے لیے کچھ مشکل نہیں یہ سلف کے واقعات ہیں اب بھی کرنے والے موجود ہیں اس درجہ کا مجاہدہ نہ سہی مگر اپنے زمانہ کے موافق اپنی طاقت و قدرت کے موافق نمونہ سلف اب بھی موجود ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا اقتدا کرنے والے اس دور فساد میں بھی موجود ہیں نہ راحت و آرام انہماک عبادت سے مانع ہوتا ہے نہ دنیوی مشاغل سدّ راہ ہوتے ہیں نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے، اے ابن آدم تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو بند کر دوں گا ورنہ تیرے سینہ کو مشاغل سے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بھردوں گا، اور فقر زائل نہیں ہوگا، روز مرہ کے مشاہدات اس سچے ارشاد کے شاہد عدل ہیں۔

(۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِیْلُ فِیْ کَبْکَبَۃٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ یُصَلُّوْنَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِھِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ فِطْرِھِمْ بَاھٰی بِھِمْ مَلٰٓئِکَتَہٗ فَقَالَ یَا مَلٰٓئِکَتِیْ مَا جَزَآءُ اَجِیْرٍ وَفّٰی عَمَلَہٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَآؤُہٗ اَنْ یُّوَفّٰی اَجْرَہٗ قَالَ مَلٰٓئِکَتِیْ عَبِیْدِیْ وَاِمَائِیْ قَضَوْا فَرِیْضَتِیْ عَلَیْھِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا یَعُجُّوْنَ اِلَی الدُّعَآءِ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکَرَمِیْ وَعُلُوِّیْ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَاُجِیْبَنَّھُمْ فَیَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ وَبَدَّلْتُ سَیِّاٰتِکُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَیَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّھُمْ۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شب قدر میں حضرت جبرئیل ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور اس شخص کے لیے جو کھڑے یا بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہے اور عبادت میں مشغول ہے دعائے رحمت کرتے ہیں اور جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ جل شانہٗ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کی عبادت پر فخر فرماتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے آدمیوں پر طعن کیا تھا اور ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ اے فرشتو اس مزدور کا جو اپنی خدمت پوری پوری ادا کر دے کیا بدلہ ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی اُجرت پوری دیدی جائے تو ارشاد ہوتا ہے کہ فرشتو! میرے غلاموں نے اور باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا۔ پھر دعا کے ساتھ چلاتے ہوئے (عیدگاہ کی طرف) نکلے ہیں میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم میری بخشش کی قسم میرے علو شان کی قسم میرے بلندی مرتبہ کی قسم میں ان لوگوں کی دعا ضرور قبول کروں گا پھر ان لوگوں کو خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ تمہارے گناہ معاف کر دئیے ہیں اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے پس یہ لوگ عیدگاہ سے ایسے حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔

ف: حضرت جبرئیلؑ کا ملائکہ کے ساتھ آنا خود قرآن پاک میں بھی مذکور ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا اور بہت سی احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے۔ رسالہ کی سب سے اخیر حدیث میں اس کا مفصل ذکر آ رہا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ ہر ذاکر و شاغل کے گھر جاویں اور ان سے مصافحہ کریں۔ غالیۃ المواعظ میں حضرت اقدس

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

شیخ عبد القادر جیلانی رح کی غنیہ سے نقل کیا ہے کہ ابن عباس رض کی حدیث میں ہے کہ فرشتے حضرت جبرئیل ع کے کہنے سے متفرق ہو جاتے ہیں اور کوئی گھر چھوٹا بڑا جنگل یا کشتی ایسی نہیں ہوتی جس میں کوئی مومن ہو اور وہ فرشتے مصافحہ کرنے کے لیے وہاں نہ جاتے ہوں لیکن اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا سؤر ہو یا حرام کاری کی وجہ سے جنبی یا تصویر ہو مسلمانوں کے کتنے گھر ایسے ہیں جن میں خیالی زینت کی خاطر تصویریں لٹکائی جاتی ہیں۔ اور اللہ کی اتنی بڑی نعمت رحمت سے اپنے ہاتھوں اپنے کو محروم کرتے ہیں تصویر لٹکانے والا ایک آدھ ہوتا ہے مگر اس گھر میں رحمت کے فرشتوں کے داخل ہونے سے روکنے کا سبب بن کر سارے ہی گھر کو اپنے ساتھ محروم رکھتا ہے

(۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (مشکوٰۃ عن البخاری)

حضرت عائشہ رض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

ف: جمہور علماء کے نزدیک اخیر عشرہ اکیسویں رات سے شروع ہوتا ہے۔ عام ہے کہ مہینہ ۲۹ کا ہو یا ۳۰ کا، اس حساب سے حدیث بالا کے مطابق شب قدر کی تلاش ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ راتوں میں کرنا چاہیے، اگر مہینہ ۲۹ کا ہو تب بھی اخیر عشرہ یہی کہلاتا ہے مگر ابن حزم رح کی رائے ہے کہ عشرہ کے معنی دس کے ہیں لہٰذا اگر تیس کا چاند رمضان المبارک کا ہو تب تو یہ ہے، لیکن اگر ۲۹ کا چاند ہو تو اس صورت میں اخیر عشرہ بیسویں شب سے شروع ہوتا ہے اور اس صورت میں وتر راتیں یہ ہوں گی۔ ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۲۶، ۲۸، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر ہی کی تلاش میں رمضان المبارک کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور وہ بالاتفاق اکیسویں شب سے شروع ہوتا تھا، اس لیے بھی جمہور کا قول اکیسویں رات سے طاق راتوں میں قوی احتمال ہے زیادہ راجح ہے۔ اگرچہ احتمال اور راتوں میں بھی ہے اور دونوں قولوں پر تلاش جب ممکن ہے کہ بیسویں شب سے لے کر عید کی رات تک ہر رات میں جاگتا رہے اور شب قدر کی فکر میں لگا رہے۔ دس گیارہ راتیں کوئی ایسی اہم یا مشکل چیز نہیں جن کو جاگ کر گذار دینا ایک شخص کے لیے کچھ مشکل ہو جو ثواب کی امید رکھتا ہو سہ

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال
صد سال می تواں بہ تمنا گریستن

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۵) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ (مشکوٰۃ عن البخاری)

حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرماویں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، حضرت نے فرمایا کہ میں اس لیے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی خبر دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا کہ جس کی وجہ سے اس کی تعیین اٹھالی گئی، کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو، لہٰذا اس رات کو نویں اور ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

ف: اس حدیث میں تین مضمون قابل غور ہیں، امر اول جو سب سے اہم ہے وہ جھگڑا ہے جو اس قدر سخت بری چیز ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے شب قدر کی تعیین اٹھالی گئی اور صرف یہی نہیں بلکہ جھگڑا ہمیشہ برکات سے محرومی کا سبب ہوا کرتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہیں نماز، روزہ صدقہ وغیرہ سب سے افضل چیز بتلاؤں صحابہؓ نے عرض کیا ضرور، حضورؐ نے فرمایا کہ آپس کا سلوک سب سے افضل ہے اور آپس کی لڑائی دین کو مونڈنے والی ہے یعنی جیسے استرے سے سر کے بال ایک دم صاف ہو جاتے ہیں آپس کی لڑائی سے دین بھی اسی طرح صاف ہو جاتا ہے، دنیا دار دین سے بے خبر لوگوں کا ذکر کیا، بہت سی لمبی لمبی تسبیحیں پڑھنے والے دین کے دعویدار بھی ہر وقت آپس کی لڑائی میں مبتلا رہتے ہیں اوّل حضورؐ کے ارشاد کو غور سے دیکھیں اور پھر اپنے اس دین کی فکر کریں جس کے گھمنڈ میں صلح کے لیے جھکنے کی توفیق نہیں ہوتی فصل اوّل میں روزہ کے آداب میں گزر چکا ہے کہ نبی کریمؐ نے مسلمانوں کی آبرو ریزی کو بدترین سود اور خبیث ترین سود ارشاد فرمایا ہے لیکن ہم لوگ لڑائی کے زور میں نہ مسلمان کی آبرو کی پرواہ کرتے ہیں نہ اللہ اور اس کے سچے رسولؐ کے ارشادات کا خیال، خود اللہ جل جلالہٗ کا ارشاد ہے وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا۔ الآیۃ۔ اور نزاع مت کرو، ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی[1] آج وہ لوگ جو ہر وقت دوسروں کا وقار گھٹانے کی فکر میں رہتے ہیں تنہائی میں بیٹھ کر غور کریں کہ خود وہ اپنے وقار کو کتنا صدمہ پہنچا رہے ہیں اور اپنی ان ناپاک اور کمینہ حرکتوں سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کتنے ذلیل ہو رہے ہیں اور پھر دنیا کی ذلت بد یہی، نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے

[1] بیان القرآن

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ چھوٹ چھٹاؤ رکھے اگر اس حالت میں مرگیا تو سیدھا جہنم میں جاوے گا ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ہر پیر و جمعرات کے دن اللہ کی حضوری میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اللہ جل شانہٗ کی رحمت سے (نیک اعمال کی بدولت) مشرکوں کے علاوہ اوروں کی مغفرت ہوتی رہتی ہے مگر جن دو میں جھگڑا ہوتا ہے ان کی مغفرت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ ان کو چھوڑے رکھو جب تک صلح نہ ہو۔ ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ ہر پیر جمعرات کو اعمال کی پیشی ہوتی ہے، اس میں توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول ہوتی ہے اور استغفار کرنے والوں کی استغفار قبول کی جاتی ہے مگر آپس میں لڑنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے ایک جگہ ارشاد ہے کہ شبِ برات میں اللہ کی رحمتِ عامہ خلقت کی طرف متوجہ ہوتی ہے (اور ذرا ذرا سے بہانہ سے) مخلوق کی مغفرت فرمائی جاتی ہے مگر دو شخصوں کی مغفرت نہیں ہوتی، ایک کافر دوسرا وہ جو کسی سے کینہ رکھے ایک جگہ ارشاد ہے کہ تین شخص ہیں جن کی نماز قبولیت کے لیے ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی، جن میں آپس کے لڑنے والے بھی فرمائے ہیں۔ یہ جگہ اُن روایات کے احاطہ کی نہیں مگر چند روایات اس لیے لکھ دی ہیں کہ ہم لوگوں میں عوام کا ذکر نہیں خواص میں اور ان لوگوں میں جو شرفاء کہلاتے ہیں دین دار سمجھے جاتے ہیں ان کی مجالس ان کے مجامع ان کی تقریبات اس کینہ حرکت سے لبریز ہیں: فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ لیکن ان سب کے بعد یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ یہ سب دنیوی دشمنی اور عداوت پر ہے۔ اگر کسی شخص کے فسق کی وجہ سے یا کسی دینی امر کی حمایت کی وجہ سے ترک تعلق کرے تو جائز ہے۔

حضرت ابن عمرؓ نے ایک مرتبہ حضورؐ کا ارشاد نقل فرمایا تو ان کے بیٹے نے اس پر ایسا لفظ کہہ دیا جو صورۃً حدیث پر اعتراض تھا۔ حضرت ابن عمرؓ مرتے دم تک ان سے نہیں بولے اور بھی اس قسم کے واقعات صحابہ کرامؓ کے ثابت ہیں لیکن اللہ تعالیٰ شانہٗ دانا بینا ہیں قلوب کے حال کو اچھی طرح جاننے والے ہیں اس سے خوب واقف ہیں کہ کون سا ترکِ تعلق دین کی خاطر ہے، اور کون سا اپنی وجاہت اور کسرِ شان اور بڑائی کی وجہ سے ہے۔ ویسے تو ہر شخص اپنے کینہ اور بغض کو دین کی طرف منسوب کر ہی سکتا ہے۔ دوسرا امر جو حدیث بالا میں معلوم ہوتا ہے وہ حکمتِ الٰہی کے سامنے رضا اور قبول و تسلیم ہے کہ باوجود اس کے کہ شبِ قدر کی تعیین کا اُٹھ جانا ظاہراً بہت ہی بڑی خیر کا اٹھ جانا تھا، لیکن چوں کہ اللہ کی طرف سے ہے اس لیے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ شاید ہمارے لیے یہی بہتر ہو۔ نہایت عبرت اور غور کا مقام ہے اللہ جل شانہٗ کی رحیم و

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کریم ذات بندہ پر ہر وقت مہربان ہے اگر بندہ اپنی بد اعمالی سے کسی مصیبت میں مبتلا ہوجاتا ہے تب بھی اللہ جل جلالہٗ کی طرف سے تھوڑی سی توجہ اور اقرارِ عجز کے بعد اللہ کا کرم شاملِ حال ہوجاتا ہے اور وہ مصیبت بھی کسی بڑی خیر کا سبب بنادی جاتی ہے اور اللہ کے لیے کوئی چیز مشکل نہیں چناں چہ علماء نے اس کے اخفاء میں بھی چند مصالح ارشاد فرمائے ہیں۔ اوّل یہ کہ اگر تعیین باقی رہتی تو بہت سی کوتاہ طبائع ایسی ہوتیں کہ اور راتوں کا اہتمام بالکل ترک کردیتیں اور اس صورت موجودہ میں اس احتمال پر کہ آج ہی شاید شبِ قدر ہو متعدد راتوں میں عبادت کی توفیق طلب والوں کو نصیب ہوجاتی ہے۔ دوسری یہ کہ بہت سے لوگ ہیں کہ معاصی کے بغیر اُن سے رہا ہی نہیں جاتا تعیین کی صورت میں اگر باوجود معلوم ہونے کے اس رات میں معصیت کی جرأت کی جاتی تو سخت اندیشہ ناک تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لائے، کہ ایک صحابیؓ سورہے تھے، آپؐ نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو جگادو تاکہ وضو کرلیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جگا تو دیا مگر حضورؐ سے پوچھا کہ آپؐ تو خیر کی طرف بہت تیزی سے چلنے والے ہیں آپؐ نے خود کیوں نہیں جگا دیا۔ حضورؐ نے فرمایا، مبادا انکار کر بیٹھتا اور میرے کہنے سے انکار کفر ہوجاتا تیرے کہنے سے انکار پر کفر نہیں ہوگا۔ تو اسی طرح حق سبحانہٗ وتقدس کی رحمت نے گوارا نہ فرمایا کہ اس عظمت والی رات کے معلوم ہونے کے بعد کوئی گناہ پر جرأت کرے۔ تیسری یہ کہ تعیین کی صورت میں اگر کسی شخص سے وہ رات اتفاقاً چھوٹ جاتی تو آئندہ راتوں میں افسردگی وغیرہ کی وجہ سے پھر کسی رات کا بھی جاگنا نصیب نہ ہوتا، اور اب رمضان کی ایک دو رات تو کم از کم ہر شخص کو میسر ہو ہی جاتی ہیں۔ چوتھی یہ کہ جتنی راتیں طلب میں خرچ ہوتی ہیں ان کا سب کا مستقل ثواب علیحدہ ملے گا۔ پانچویں یہ کہ رمضان کی عبادت میں حق تعالیٰ جل شانہٗ ملائکہ پر تفاخر فرماتے ہیں جیسا کہ پہلی روایات میں معلوم ہوچکا اس صورت میں تفاخر کا زیادہ موقع ہے کہ بندے باوجود معلوم نہ ہونے کے محض احتمال اور خیال پر رات رات بھر جاگتے ہیں اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں کہ جب احتمال پر اس قدر کوشش کر رہے ہیں کہ اگر بتلا دیا جاتا کہ یہی رات شبِ قدر ہے تو پھر ان کی کوششوں کا کیا حال ہوتا۔ ان کے علاوہ اور بھی مصالح ہوسکتی ہیں ایسے ہی امور کی وجہ سے عادۃ اللہ یہ جاری ہے کہ اس نوع کی اہم چیزوں کو مخفی فرما دیتے ہیں، چنانچہ اسم اعظم کو مخفی فرما دیا، اسی طرح جمعہ کے دن ایک وقت خاص مقبولیتِ دعا کا ہے اس کو بھی مخفی فرما دیا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ایسے ہی اور بہت سی چیزیں اس میں شامل ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ جھگڑے کی وجہ سے اس خاص رمضان المبارک میں تعیین بھلا دی گئی ہو اور اس کے بعد دیگر مصالح مذکورہ کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے تعیین ہٹا دی ہو تیسری بات جو اس حدیث پاک میں وارد ہے وہ شب قدر کی تلاش کے لیے تین راتیں ارشاد فرمائی ہیں نویں، ساتویں، پانچویں۔ دوسری روایات کو ملانے سے اتنا تو محقق ہے کہ یہ تینوں راتیں اخیر عشرہ کی ہیں لیکن اس کے بعد پھر چند احتمال ہیں کہ اخیر عشرہ میں اگر اوّل سے شمار کیا جاوے تو حدیث کا محمل ۲۹، ۲۷، ۲۵ رات ہوتی ہے اور اگر اخیر سے شمار کیا جائے جیسا کہ بعض الفاظ سے مترشح ہے تو پھر ۲۹ کے چاند کی صورت میں ۲۱، ۲۳، ۲۵ اور ۳۰ کے چاند کی صورت میں ۲۲، ۲۴، ۲۶ ہے۔ اس کے علاوہ بھی تعیین میں روایات بہت مختلف ہیں۔ اور اسی وجہ سے علماء کے درمیان میں اس کے بارے میں بہت کچھ اختلاف ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ پچاس کے قریب علماء کے اقوال ہیں۔ روایات کے بکثرت اختلاف کی وجہ محققین کے نزدیک یہ ہے کہ یہ رات کسی تاریخ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ مختلف سالوں میں مختلف راتوں میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے روایات مختلف ہیں کہ ہر سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کے متعلق مختلف راتوں میں تلاش کا حکم فرمایا، اور بعض سالوں میں متعین طور سے بھی ارشاد فرمایا چنانچہ ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ کی مجلس میں ایک مرتبہ شب قدر کا ذکر آیا تو آپؐ نے فرمایا کہ آج کون سی تاریخ ہے، عرض کیا گیا کہ ۲۲ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ آج ہی کی رات میں تلاش کرو۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ شب قدر نبی کے زمانہ کے ساتھ خاص رہتی ہے یا بعد میں بھی ہوتی ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ قیامت تک رہے گی میں نے عرض کیا کہ رمضان کے کس حصہ میں ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ عشرۂ اوّل اور عشرۂ آخر میں تلاش کرو۔ پھر حضورؐ اور باتوں میں مشغول ہوگئے۔ میں نے موقع پا کر عرض کیا، اچھا یہ تو بتلا ہی دیجیے کہ عشرہ کے کون سے حصہ میں ہوتی ہے حضورؐ اتنے ناراض ہوئے کہ نہ اس سے قبل مجھ پر اتنے خفا ہوئے تھے نہ بعد میں اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ شانہٗ کا یہ مقصود ہوتا تو بتلا نہ دیتے، آخر کی سات رات میں تلاش کرو بس اس کے بعد اور کچھ نہ پوچھیو۔ ایک صحابی کو حضورؐ نے ۲۳ شب متعین طور پر ارشاد فرمائی۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں سویا ہوا تھا مجھے خواب میں کسی نے کہا کہ اُٹھ آج شب قدر ہے میں جلدی سے اٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا تو آپؐ کی نماز کی نیت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بندھ رہی تھی اور یہ رات ۲۳ شب تھی، بعض روایات میں متعین طور سے ۲۴ کی شب کا ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ جو شخص تمام سال رات کو جاگے وہ شب قدر کو پا سکتا ہے (یعنی شب قدر تمام سال میں دائر رہتی ہے) کسی نے ابن کعبؓ سے اس کو نقل کیا تو وہ فرمانے لگے کہ ابن مسعودؓ کی غرض یہ ہے کہ لوگ ایک رات پر قناعت کر کے نہ بیٹھ جائیں پھر قسم کھا کر یہ تبلایا کہ وہ ۲۷ رمضان کو ہوتی ہے۔ اور اسی طرح سے بہت سے صحابہؓ اور تابعینؒ کی رائے ہے کہ وہ ۲۷ شب میں ہوتی ہے۔ ابی بن کعبؓ کی تحقیق یہی ہے ورنہ ابن مسعودؓ کی تحقیق وہی ہے کہ جو شخص تمام سال جاگے وہ اس کو معلوم کر سکتا ہے۔ اور درمنثور کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کرتے ہیں۔ ائمہ میں سے بھی امام ابوحنیفہؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ تمام سال میں دائر رہتی ہے۔ دوسرا قول امام صاحب کا یہ ہے کہ تمام رمضان میں دائر رہتی ہے۔ صاحبین کا قول ہے کہ تمام رمضان کی کسی ایک رات میں ہے جو متعین ہے مگر معلوم نہیں۔ شافعیہ کا راجح قول یہ ہے کہ ۲۱ کی شب میں ہونا اقرب ہے۔ امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا قول یہ ہے کہ رمضان کے آخر عشرہ کی طاق راتوں میں دائر رہتی ہے کسی سال کسی رات میں اور کسی سال کسی دوسری رات میں جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ ستائیسویں رات میں زیادہ امید ہے۔ شیخ العارفین محی الدین ابن عربی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ان لوگوں کا قول زیادہ صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ تمام سال میں دائر رہتی ہے اس لیے کہ میں نے دو مرتبہ اس کو شعبان میں دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ پندرہ کو اور ایک مرتبہ ۱۹ کو اور دو مرتبہ رمضان کے درمیانی عشرہ میں ۱۳ کو اور اٹھارہ کو اور رمضان کے اخیر عشرہ کی ہر طاق رات میں دیکھا ہے اس لیے مجھے اس کا یقین ہے کہ وہ سال کی راتوں میں پھرتی رہتی ہے لیکن رمضان المبارک میں بہ کثرت پائی جاتی ہے۔ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شب قدر سال میں دو مرتبہ ہوتی ہے ایک وہ رات ہے جس میں احکام خداوندی نازل ہوتے ہیں اور اسی رات میں قرآن شریف لوح محفوظ سے اترا ہے۔ یہ رات رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں تمام سال میں دائر رہتی ہے لیکن جس سال قرآن پاک نازل ہوا اس سال رمضان المبارک میں تھی، اور اکثر رمضان المبارک ہی میں ہوتی ہے۔ اور دوسری شب قدر وہ ہے جس میں روحانیت کا ایک خاص انتشار ہوتا ہے اور ملائکہ بہ کثرت زمین پر اترتے ہیں اور شیاطین

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

دور رہتے ہیں، دعائیں اور عبادتیں قبول ہوتی ہیں، یہ ہر رمضان میں ہوتی ہے اور اخیر عشرہ کی وتر راتوں میں ہوتی ہے اور بدلتی رہتی ہے۔ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ و برد مضجعہٗ اسی قول کو راجح فرماتے تھے۔

بہر حال شب قدر ایک ہو یا دو، ہر شخص کو اپنی ہمت و وسعت کے موافق تمام سال اس کی تلاش میں سعی کرنا چاہیے، نہ ہو سکے تو رمضان بھر جستجو کرنا چاہیے، اگر یہ بھی مشکل ہو تو عشرۂ اخیرہ کو غنیمت سمجھنا چاہیے، اتنا بھی نہ ہو سکے تو عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیے اور اگر خدانخواستہ یہ بھی نہ ہو سکے تو ستائیسویں شب کو تو بہر حال غنیمت باردہ سمجھنا ہی چاہیے کہ اگر تائید ایزدی شاملِ حال ہے اور کسی خوش نصیب کو میسر ہو جائے تو پھر تمام دنیا کی نعمتیں اور راحتیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں، لیکن اگر میسر نہ بھی ہو تب بھی اجر سے خالی نہیں۔ بالخصوص مغرب و عشاء کی نماز جماعت سے مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام تو ہر شخص کو تمام سال بہت ہی ضرور ہونا چاہیے کہ اگر خوش قسمتی سے شب قدر کی رات میں یہ دو نمازیں جماعت سے میسر ہو جائیں تو کس قدر باجماعت نمازوں کا ثواب ملے۔ اللہ کا کس قدر بڑا انعام ہے کہ کسی دینی کام میں کوشش کی جائے تو کامیابی نہ ہونے کی صورت میں بھی اس کوشش کا اجر ضرور ملتا ہے لیکن اس کے باوجود کتنے ہمت والے ہیں جو دین کے درپے ہیں۔ دین کے لیے مرتے ہیں کوشش کرتے ہیں اور اس کے بالمقابل اغراض دنیویہ میں کوشش کے بعد اگر نتیجہ مرتب نہ ہو تو وہ کوشش بے کار او رضائع۔ لیکن اس پر بھی کتنے لوگ ہیں کہ دنیوی اغراض اور بے کار و لغو امور کے حاصل کرنے کے لیے جان و مال دونوں کو برباد کرتے ہیں۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

(۶) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ فِىْ رَمَضَانَ فِى الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَاِنَّهَا فِىْ لَيْلَةِ وِتْرٍ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ اَوْ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ اَوْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ اَوْ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ اَوْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ اَوْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ مَنْ قَامَهَا اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمِنْ اَمَارَاتِهَا

حضرت عبادہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ یا رمضان کی آخر رات میں جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرے اس کے پچھلے سب گناہ معاف

Visit : www.Momeen.blogspot.com

إِنَّهَا لَيْلَةٌ بَلْجَةٌ صَافِيَةٌ سَاكِنَةٌ سَاجِيَةٌ لَاحَارَّةٌ وَلَا بَارِدَةٌ كَأَنَّ فِيهَا قَمَرًا سَاطِعًا وَلَا يَحِلُّ لِنَجْمٍ أَنْ يُرْمَى بِهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى الصَّبَاحِ وَمِنْ أَمَارَاتِهَا أَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ صَبِيحَتَهَا لَا شُعَاعَ لَهَا مُسْتَوِيَةً كَأَنَّهَا الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى الشَّيْطَانِ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا يَوْمَئِذٍ۔ (درمنثور عن احمد والبیہقی ومحمد بن نصر وغیرہم)

ہو جاتے ہیں، اس رات کی منجملہ اور علامتوں کے یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (انوار کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا ہے اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے ایسا بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں رات کا چاند۔ اللہ جل شانہٗ نے اس دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا۔ (بخلاف اور دنوں کے کہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان کا اس جگہ ظہور ہوتا ہے)

ف: اس حدیث کا اوّل مضمون تو سابقہ روایات میں ذکر ہو چکا ہے، آخر میں شب قدر کی چند علامات ذکر کی ہیں جن کا مطلب صاف ہے کسی توضیح کا محتاج نہیں، ان کے علاوہ اور بھی بعض علامات روایات میں اور ان لوگوں کے کلام میں ذکر کی گئی ہیں جن کو اس رات کی دولت نصیب ہوئی ہے بالخصوص اس رات کے بعد جب صبح کو آفتاب نکلتا ہے تو بغیر شعاع کے نکلتا ہے۔ یہ علامت بہت سی روایاتِ حدیث میں وارد ہوئی ہے اور ہمیشہ پائی جاتی ہے، اس کے علاوہ اور علامتیں لازمی اور لابدی نہیں ہیں عبدۃ بن ابی لبابہ رحؒ کہتے ہیں کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیس شب کو سمندر کا پانی چکھا تو بالکل میٹھا تھا ایوب بن خالد کہتے ہیں کہ مجھے نہانے کی ضرورت ہوگئی میں نے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو بالکل میٹھا تھا اور یہ تیئیسویں شب کا قصہ ہے۔

مشائخ نے لکھا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے حتیٰ کہ درخت زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں مگر ایسی چیزوں کا تعلق امور کشفیہ سے ہے جو ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتے۔

(۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ | حضرت عائشہ رضؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اَرَأَیْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَیُّ لَیْلَةٍ لَیْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِیْھَا قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (رواہ احمد وابن ماجة والترمذی وصححہ کذا فی المشکوٰة)

اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جاوے تو کیا دعا مانگوں حضورؐ نے اللّٰھم سے اخیر تک دعا بتلائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اللہ تو بے شک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو پس معاف فرما دے مجھ سے بھی۔

ف:۔ نہایت جامع دعا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے آخرت کے مطالبہ سے معاف فرما دیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے ؎

من نگویم کہ طاعتم بپذیر ۔۔۔ قلم عفو برگناہم کش

حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ اس رات میں دُعا کے ساتھ مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت دوسری عبادت کے۔ ابن رجبؒ کہتے ہیں کہ صرف دُعا نہیں بلکہ مختلف عبادات میں جمع کرنا افضل ہے مثلاً تلاوت، نماز، دعا، اور مراقبہ وغیرہ، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سب امور منقول ہیں یہی قول زیادہ اقرب ہے کہ سابقہ احادیث میں نماز، ذکر وغیرہ کئی چیزوں کی فضیلت گذر چکی ہے۔

فصل ثالث ـــــ اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف کہتے ہیں مسجد میں اعتکاف کی نیت کرکے ٹھہرنے کو، حنفیہ کے نزدیک اس کی تین قسمیں ہیں ایک واجب جو منّت اور نذر کی وجہ سے ہو جیسے یہ کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا، یا بغیر کسی کام پر موقوف کرنے کے یوں ہی کہہ لے کہ میں نے اتنے دنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کر لیا، یہ واجب ہوتا ہے۔ اور جتنے دنوں کی نیت کی ہے اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ دوسری قسم سنّت ہے جو رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ ان ایام میں اعتکاف فرمانے کی تھی، تیسرا اعتکاف نفل ہے جس کے لیے نہ کوئی وقت نہ ایام کی مقدار جتنے دن کا جی چاہے کر لے حتّٰی کہ اگر کوئی شخص تمام عمر کے اعتکاف کی نیت کر لے تب بھی جائز ہے البتہ کمی میں اختلاف ہے کہ امام صاحب کے نزدیک ایک دن سے کم کا جائز نہیں، لیکن امام محمدؒ کے نزدیک تھوڑی دیر کا بھی جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اس لیے ہر شخص کے لیے مناسب ہے کہ جب مسجد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کر لیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ میں مشغول رہے اعتکاف کا ثواب بھی رہے۔ میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ و برّد مضجعہٗ کو ہمیشہ اس کا اہتمام کرتے دیکھا کہ جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو دایاں پاؤں اندر داخل کرتے ہی اعتکاف کی نیت فرماتے تھے اور بسا اوقات خدام کی تعلیم کی غرض سے آواز سے بھی نیت فرماتے تھے۔ اعتکاف کا بہت زیادہ ثواب ہے اور اس کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہو گی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ معتکف کی مثال اُس شخص کی سی ہے کہ کسی کے در پر جا پڑے کہ اتنے میری درخواست قبول نہ ہو ٹلنے کا نہیں ؎

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اگر حقیقۃً یہی حال ہو تو سخت سے سخت دل والا بھی پسیجتا ہے، اور اللہ جل شانہٗ کی کریم ذات تو بخشش کے لیے بہانہ ڈھونڈتی ہے۔ بلکہ بے بہانہ مرحمت فرماتے ہیں ؎

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لیے — در تری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے
خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال — کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

اس لیے جب کوئی شخص اللہ کے دروازے پر دنیا سے منقطع ہو کر جا پڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تامل ہو سکتا ہے، اور اللہ جل شانہٗ جس کو اکرام فرما دیں اس کے بھرپور خزانوں کا بیان کون کر سکتا ہے اس کے آگے کہنے سے قاصر ہوں کہ نامرد بلوغ کی کیفیت کیا بیان کر سکتا ہے مگر ہاں یہ ٹھان لے کہ ؎

جس گل کو دل دیا ہے جس پھول پر فدا ہوں
یا وہ بغل میں آئے یا جاں قفس سے چھوٹے

ابن قیم رحؒ کہتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر اُسی کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولیتوں کے بدلے میں اسی کی پاک ذات سے مشغول ہو جائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر ایسی طرح اس میں لگ جاوے کہ خیالات تفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر اس کی محبت سما جاوے حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ انس کے بدلہ اللہ کے ساتھ انس پیدا ہو جاوے کہ یہ انس قبر کی وحشت میں کام دے کہ اس دن اللہ کی پاک ذات کے سوا نہ کوئی مونس نہ دل بہلانے والا،

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو چکا ہوگا تو کس قدر لذت سے وقت گذرے گا ؎

دل ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھا رہوں تصورِ جاناں کیے ہوئے!

صاحب مراقی الفلاح کہتے ہیں کہ اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال میں سے ہے۔ اس کی خصوصیتیں حدِ احصاء سے خارج ہیں کہ اس میں قلب کو دنیا وما فیہا سے یکسو کرلینا ہے۔ اور نفس کو مولیٰ کے سپرد کردینا اور آقا کی چوکھٹ پر پڑجانا ہے ؎

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑا رہوں
سر زیرِ بارِ منت درباں کیے ہوئے!

نیز اس میں ہر وقت عبادت میں مشغولی ہے کہ آدمی سوتے جاگتے ہر وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ تقرب ہے حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اور جو میری طرف (آہستہ بھی) چلتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ نیز اس میں اللہ کے گھر پڑجانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے۔ نیز اللہ کے قلعہ میں محفوظ ہوتا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں وغیرہ وغیرہ، بہت سے فضائل اور خواص اس اہم عبادت کے ہیں۔

مسئلہ: مرد کے لیے سب سے افضل جگہ مسجدِ مکہ ہے، پھر مسجدِ مدینہ منورہ، پھر مسجد بیت المقدس، ان کے بعد مسجد جامع، پھر اپنی مسجد۔ امام صاحب کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کرے اس میں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہو، صاحبین کے نزدیک شرعی مسجد ہونا کافی ہے اگرچہ جماعت نہ ہوتی ہو۔ عورت کے لیے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہیے اگر گھر میں کوئی جگہ مسجد کے نام سے متعین نہ ہو تو کسی کونہ کو اس کے لیے مخصوص کرے، عورتوں کے لیے اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ سہل ہے کہ گھر میں بیٹھے بیٹھے کاروبار بھی گھر کی لڑکیوں وغیرہ سے لیتی رہیں اور مفت کا ثواب بھی حاصل کرتی رہیں۔ مگر اس کے باوجود عورتیں اس سنت سے گویا بالکل ہی محروم رہتی ہیں۔

(۱) عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ	ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا اور پھر دوسرے عشرہ میں بھی پھر ترکی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

الاوسط فی قبۃ ترکیۃ ثم اطلع راسہ فقال انی اعتکف العشر الاول التمس ھذہ اللیلۃ ثم اعتکف العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی انھا فی العشر الاواخر فمن کان اعتکف معی فلیعتکف العشر الاواخر فقد اریت ھذہ اللیلۃ ثم انسیتھا وقد رایتنی اسجد فی ماء وطین من صبیحتھا فالتمسوھا فی العشر الاواخر والتمسوا فی کل وتر فال فمطرت السماء تلک اللیلۃ وکان المسجد فبصرت عینای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی جبھتہ اثر الماء والطین من صبیحۃ احدی وعشرین (مشکوۃ عن المتفق علیہ باختلاف اللفظ)

خیمہ سے جس میں اعتکاف فرما رہے تھے باہر سر نکال کر ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش اور اہتمام کی وجہ سے کیا تھا پھر اسی کی وجہ سے دوسرے عشرہ میں کیا، پھر مجھے کسی بتلانے والے (یعنی فرشتہ) نے بتلایا کہ وہ رات اخیر عشرہ میں ہے لہٰذا جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف کر رہے ہیں وہ اخیر عشرہ کا بھی اعتکاف کریں مجھے یہ رات دکھلا دی گئی تھی پھر بھلا دی گئی (اس کی علامت یہ ہے) کہ میں نے اپنے آپ کو اس رات کے بعد کی صبح میں کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا لہٰذا اب اس کو اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو، راوی کہتے ہیں کہ اس رات میں بارش ہوئی اور مسجد چھپر کی تھی وہ ٹپکی اور میں نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر کیچڑ کا اثر اکیس کی صبح کو دیکھا۔

ف:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ اعتکاف کی ہمیشہ رہی ہے اس مہینہ میں تمام مہینہ کا اعتکاف فرمایا، اور جس سال وصال ہوا ہے اس سال بیس روز کا اعتکاف فرمایا تھا۔ لیکن اکثر عادت شریفہ چونکہ اخیر عشرہ ہی کے اعتکاف کی رہی ہے اس لیے علماء کے نزدیک سنت موکدہ وہی ہے۔ حدیث بالا سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس اعتکاف کی بڑی غرض شب قدر کی تلاش ہے، اور حقیقت میں اعتکاف اس کے لیے بہت ہی مناسب ہے کہ اعتکاف کی حالت میں اگر آدمی سوتا ہوا بھی ہو تب بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

نیز اعتکاف میں چونکہ آنا جانا اور اِدھر اُدھر کے کام بھی کچھ نہیں رہتے اس لیے عبادت اور کریم آقا کی یاد کے علاوہ اور کوئی مشغلہ بھی نہ رہے گا۔ لہٰذا شب قدر کے قدردانوں کے لیے اعتکاف سے بہتر صورت نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوّل تو سارے ہی رمضان میں

www.Momeen.blogspot.com

عبادت کا بہت زیادہ اہتمام اور کثرت فرماتے تھے لیکن اخیر عشرہ میں کچھ حد ہی نہیں رہتی تھی، رات کو خود بھی جاگتے اور گھر کے لوگوں کو بھی جگانے کا اہتمام فرماتے تھے، جیسا کہ صحیحین کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ اخیر عشرہ میں حضورؐ لنگی کو مضبوط باندھ لیتے اور راتوں کا احیاء فرماتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگاتے۔ لنگی مضبوط باندھنے سے کوشش میں اہتمام کی زیادتی بھی مراد ہو سکتی ہے اور بیویوں سے بالکلیہ احتراز بھی مراد ہو سکتا ہے۔

(۲) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوْبَ وَيُجْرٰى لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا (مشکوٰۃ عن ابن ماجۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لیے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لیے۔

ف: دو مخصوص نفعے اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے ورنہ بسا اوقات کوتاہی اور لغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ اس میں آدمی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے اور ایسے متبرک وقت میں معصیت کا ہو جانا کس قدر ظلم عظیم ہے؟ اعتکاف کی وجہ سے ان سے امن اور حفاظت رہتی ہے، دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کر سکتا، اس لیے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رُکا رہا ان کا اجر بغیر کیے بھی ملتا رہے گا۔ اللہ اکبر کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت آدمی کرے اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے، درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈھتی ہے اور تھوڑی سی توجہ اور مانگ سے دھواں دھار برستی ہے۔ ع

رحمت حق بہانہ می جوید بہا نمی جوید

مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس کی قدر ہی نہیں ضرورت ہی نہیں توجہ کون کرے اور کیوں کرے کہ دین کی وقعت ہی ہمارے قلوب میں نہیں ہے

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

(۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ اَنَّهٗ كَانَ مُعْتَكِفًا

حضرت ابن عباسؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی علی

Visit : www.Momeen.blogspot.com
www.Momeen.blogspot.com

فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَاہُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ لَہٗ اِبْنُ عَبَّاسٍؓ یَا فُلَانُ اَرَاکَ مُکْتَئِبًا حَزِیْنًا قَالَ نَعَمْ یَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ لِفُلَانٍ عَلَیَّ حَقٌّ وَلَا وَحُرْمَۃِ صَاحِبِ ھٰذَا الْقَبْرِ مَا اَقْدِرُ عَلَیْہِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَفَلَا اُکَلِّمُہٗ فِیْکَ قَالَ اِنْ اَحْبَبْتَ قَالَ فَانْتَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لَہُ الرَّجُلُ اَنَسِیْتَ مَا کُنْتَ فِیْہِ قَالَ لَا وَلٰکِنِّیْ سَمِعْتُ صَاحِبَ ھٰذَا الْقَبْرِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْعَھْدُ بِہٖ قَرِیْبٌ فَدَمَعَتْ عَیْنَاہُ وَھُوَ یَقُوْلُ مَنْ مَشٰی فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ وَبَلَغَ فِیْھَا کَانَ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اِعْتِکَافِ عَشْرِ سِنِیْنَ وَمَنِ اعْتَکَفَ یَوْمًا اِبْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ ثَلٰثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ مِمَّا بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ (رواہ الطبرانی فی الاوسط والبیھقی واللفظ لہ والحاکم مختصرا وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب وقال السیوطی فی الدر صححہ الحاکم وضعفہ البیھقی)

صاحب الصّلوٰۃ والسلام میں معتکف تھے آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کر کے (چپ چاپ) بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں غم زدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے، اس نے کہا کہ اے رسول اللہ کے چچا کے بیٹے میں بے شک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اچھا کیا میں اس سے تیری سفارش کروں۔ اس نے عرض کیا کہ جیسے آپ مناسب سمجھیں، ابن عباسؓ یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے، اس شخص نے عرض کیا کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے، فرمایا بھولا نہیں ہوں بلکہ میں نے اس قبر والے (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے اور ابھی زمانہ کچھ زیادہ نہیں گذرا (یہ لفظ کہتے ہوئے) ابن عباسؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کہ حضورؐ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس کے لیے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی

لہ ھٰکذا فی النسخۃ التی بایدینا بلفظ حرف النھی وھو الصواب عندی لوجوہ ووقع فی بعض النسخ بلفظ ولاء بالھمزۃ فی اٰخرہ ھو تصحیف عندی من الکاتب وعلیہ قرائن ظاھرۃ ۱۲

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مسافت سے زیادہ چوڑی ہے (اور جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی کیا کچھ مقدار ہوگی)

ف: اس حدیث سے دو مضمون معلوم ہوئے، اول یہ کہ ایک دن کے اعتکاف کا ثواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتے ہیں اور ہر خندق اتنی بڑی ہے جتنا سارا جہان اور ایک دن سے زیادہ جس قدر زیادہ دنوں کا اعتکاف ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا۔ علامہ شعرانی ؒ نے کشف الغمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص عشرۂ رمضان کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے اور جو شخص مسجد جماعت میں مغرب سے عشاء تک اعتکاف کرے کہ نماز، قرآن کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لیے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔ دوسرا مضمون جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ مسلمانوں کی حاجت روائی کہ دس برس کے اعتکاف سے افضل ارشاد فرمایا ہے اسی وجہ سے ابن عباس ؓ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہیں فرمائی کہ اس کی تلافی پھر بھی ہو سکتی ہے اور اس کی قضا ممکن ہے، اسی وجہ سے صوفیاء کا مقولہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے یہاں ٹوٹے ہوئے دل کی جتنی قدر ہے اتنی کسی چیز کی نہیں، یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی بددعا سے احادیث میں بہت ڈرایا گیا حضور ﷺ جب کسی شخص کو حاکم بنا کر بھیجتے تھے اور نصائح کے ساتھ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ مظلوم کی بددعا سے بچیو ۔

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دُعا کردن اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

اس جگہ ایک مسئلہ کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لیے بھی مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر اعتکاف واجب ہو تو اس کی قضاء واجب ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضرورتِ بشری کے علاوہ کسی ضرورت سے بھی مسجد سے باہر تشریف نہیں لاتے تھے حضرت ابن عباس ؓ کا یہ ایثار کہ دوسرے کی وجہ سے اپنا اعتکاف توڑ دیا ایسے ہی لوگوں کے لیے مناسب ہے کہ دوسروں کی خاطر خود پیاسے تڑپ تڑپ کر مر جاویں مگر پانی کا آخری قطرہ اس لیے نہ پئیں کہ دوسرا زخمی جو پاس لیٹا ہوا ہے وہ اپنے سے مقدم ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ کا یہ اعتکاف نفلی اعتکاف ہو، اس صورت میں کوئی اشکال نہیں۔ خاتمہ میں ایک طویل حدیث جس میں کئی نوع کے فضائل ارشاد فرمائے ہیں ذکر کر کے اس رسالہ کو ختم کیا جاتا ہے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضـ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الْجَنَّةَ لَتُبَخَّرُ وَتُزَيَّنُ مِنَ الْحَوْلِ إِلَى الْحَوْلِ لِدُخُوْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ مِّنْ تَحْتِ الْعَرْشِ يُقَالُ لَهَا الْمُثِيْرَةُ فَتَصْفِقُ وَرَقَاتُ أَشْجَارِ الْجِنَانِ وَحَلَقُ الْمَصَارِيْعِ فَيُسْمَعُ لِذٰلِكَ طَنِيْنٌ لَمْ يَسْمَعِ السَّامِعُوْنَ أَحْسَنَ مِنْهُ فَتَبْرُزُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ حَتّٰى يَقِفْنَ بَيْنَ شُرَفِ الْجَنَّةِ فَيُنَادِيْنَ هَلْ مِنْ خَاطِبٍ إِلَى اللّٰهِ فَيُزَوِّجَهُ ثُمَّ يَقُلْنَ الْحُوْرُ الْعِيْنُ يَا رِضْوَانَ الْجَنَّةِ مَا هٰذِهِ اللَّيْلَةُ فَيُجِيْبُهُنَّ بِالتَّلْبِيَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ هٰذِهِ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ عَلَى الصَّائِمِيْنَ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا رِضْوَانُ افْتَحْ أَبْوَابَ الْجِنَانِ وَيَا مَالِكُ أَغْلِقْ أَبْوَابَ الْجَحِيْمِ عَلَى الصَّائِمِيْنَ مِنْ أُمَّةِ أَحْمَدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَا جِبْرَئِيْلُ اهْبِطْ إِلَى الْأَرْضِ فَاصْفِدْ مَرَدَةَ الشَّيَاطِيْنِ وَغُلَّهُمْ بِالْأَغْلَالِ ثُمَّ اقْذِفْهُمْ فِي الْبِحَارِ حَتّٰى لَا يُفْسِدُوْا عَلٰى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ حَبِيْبِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامَهُمْ قَالَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ انھوں نے حضورؐ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لیے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے، پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام مثیرہ ہے (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں جس سے ایسی دلآویز سُریلی آواز نکلتی ہے کہ سُننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی، پس خوش نما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالاخانوں کے درمیان کھڑے ہوکر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تاکہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کو ہم سے جوڑ دیں، پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے (آج) کھول دئے گئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ رضوان سے فرما دیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے اور مالک (جہنم کے داروغہ) سے فرما دیتے ہیں کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

لِمُنَادٍ يُنَادِيْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ هَلْ مِنْ
سَائِلٍ فَاُعْطِيَهٗ سُؤْلَهٗ هَلْ مِنْ تَائِبٍ
فَاَتُوْبَ عَلَيْهِ هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ
مَنْ يُّقْرِضُ الْمَلِيَّ غَيْرَ الْعَدُوْمِ وَالْوَفِيَّ
غَيْرَ الظَّلُوْمِ قَالَ وَلِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كُلِّ
يَوْمٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ عِنْدَ الْاِفْطَارِ اَلْفُ
اَلْفِ عَتِيْقٍ مِّنَ النَّارِ كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا
النَّارَ فَاِذَا كَانَ اٰخِرُ يَوْمٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ
اَعْتَقَ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ بِقَدْرِ مَا اَعْتَقَ
مِنْ اَوَّلِ الشَّهْرِ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَاِذَا كَانَتْ
لَيْلَةُ الْقَدْرِ يَاْمُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ جِبْرَئِيْلَ
فَيَهْبِطُ فِيْ كَبْكَبَةٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَمَعَهُمْ
لِوَاءٌ اَخْضَرُ فَيُرْكِزُ اللِّوَاءَ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ
وَلَهٗ مِائَةُ جَنَاحٍ مِّنْهَا جَنَاحَانِ لَا يَنْشُرُ
هُمَا اِلَّا فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَيُجَاوِزُ الْمَشْرِقَ
اِلَى الْمَغْرِبِ فَيَحُثُّ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
الْمَلٰٓئِكَةَ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فَيُسَلِّمُوْنَ عَلٰى
كُلِّ قَائِمٍ وَّقَاعِدٍ وَّمُصَلٍّ وَّذَاكِرٍ وَّيُصَافِحُوْنَهُمْ
وَيُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى دُعَائِهِمْ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ
فَاِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ يُنَادِيْ جِبْرَئِيْلُ مَعَاشِرَ
الْمَلٰٓئِكَةِ اَلرَّحِيْلَ اَلرَّحِيْلَ فَيَقُوْلُوْنَ
يَا جِبْرَئِيْلُ فَمَا صَنَعَ اللّٰهُ فِيْ حَوَائِجِ الْمُؤْمِنِيْنَ
مِنْ اُمَّةِ اَحْمَدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيَقُوْلُ نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ فِيْ هٰذِهِ
اللَّيْلَةِ فَعَفَا عَنْهُمْ اِلَّا اَرْبَعَةً فَقُلْنَا

پر جہنم کے دروازے بند کردے اور جبرئیلؑ کو
حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین
کو قید کرو اور گلے میں طوق ڈال کر دریا میں
پھینک دو کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں، نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ
حق تعالیٰ شانہٗ رمضان کی ہر رات میں ایک
منادی کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز
دے کہ ہے کوئی مانگنے والا جس کو میں عطا
کروں، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی
توبہ قبول کروں، کوئی ہے مغفرت چاہنے والا
کہ میں اس کی مغفرت کروں، کون ہے جو غنی کو
قرض دے، ایسا غنی جو نادار نہیں، ایسا پورا
پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔
حضورؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ رمضان
شریف میں روزانہ افطار کے وقت ایسے
دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت
فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے، اور
جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم
رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے
آزاد کیے گئے تھے اُن کے برابر اس ایک دن میں
آزاد فرماتے ہیں اور جس رات شب قدر ہوتی
ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ حضرت جبرئیلؑ کو حکم فرماتے
ہیں وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ
زمین پر اترتے ہیں، ان کے ساتھ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

يا رسول الله من هم قال رجل مدمن خمر وعاق لوالديه وقاطع رحم ومشاحن قلنا يا رسول الله ما المشاحن قال هو المصارم فاذا كانت ليلة الفطر سميت تلك الليلة ليلة الجائزة فاذا كانت غداة الفطر بعث الله عز وجل الملائكة في كل بلاد فيهبطون الى الارض فيقومون على افواه السكك فينادون بصوت يسمع من خلق الله عز وجل الا الجن والانس فيقولون يا امة محمد اخرجوا الى رب كريم يعطي الجزيل ويعفو عن العظيم فاذا برزوا الى مصلاهم فيقول الله عز وجل للملائكة ما جزاء الاجير اذا عمل عمله قال فتقول الملائكة الهنا وسيدنا جزاؤه ان توفيه اجره قال فيقول فاني اشهدكم يا ملائكتي اني قد جعلت ثوابهم من صيامهم شهر رمضان وقيامهم رضائي ومغفرتي ويقول يا عبادي سلوني فوعزتي وجلالي لا تسئلوني اليوم شيئا في جمعكم لآخرتكم الا اعطيتكم ولا لدنياكم الا نظرت لكم فوعزتي لاسترن عليكم عثراتكم ما راقبتموني وعزتي وجلالي لا اخزيكم ولا افضحكم بين اصحاب الحدود انصرفوا مغفورا لكم قد ارضيتموني

ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو کعبہ کے اوپر کھڑا کرتے ہیں، اور حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سو بازو ہیں جن میں سے دو بازو کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں، پھر حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات میں کھڑا ہو یا بیٹھا ہو نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو اس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں صبح تک یہی حالت رہتی ہے، جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرئیلؑ آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اب کوچ کرو اور چلو فرشتے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مومنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرمادیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ چار شخص کون ہیں، ارشاد ہوا کہ ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو، دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو، تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا اور ناطہ توڑنے والا ہو، چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو، اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو، پھر جب عیدالفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وَرَضِيْتُ عَنْكُمْ فَتَفْرَحُ الْمَلٰئِكَةُ وَتَسْتَبْشِرُ بِمَا يُعْطِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ إِذَا اَفْطَرُوْا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ۔ (كذا فی الترغیب وقال رواه ابو الشيخ بن حبان فی كتاب الثواب والبيهقی واللفظ له وليس فی اسناده من اجمع علی ضعفه قلت قال السيوطی فی التدريب قد التزم البيهقی ان لا يخرج فی تصانيفه حديثا يعلمه موضوعا الخ وذكر القاری فی المرقاة بعض طرق الحديث ثم قال فاختلاف طرق الحديث يدل على ان له اصلا اه

(آسمانوں پر) لیلۃ الجائزہ (انعام کی رات) سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں، راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کریم رب کی درگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے۔ پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں، کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو، وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ تو حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے کہ اے فرشتو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی۔ اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم آج کے دن اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا، اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا) میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور فضیحت نہ کروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا پس فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو افطار کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

ف: اس حدیث کے اکثر مضامین رسالہ کے گزشتہ اوراق میں بیان ہو چکے ہیں البتہ چند امور قابلِ غور ہیں جن میں سب سے اول اور اہم تو یہ ہے کہ بہت سے محروم رمضان کی مغفرت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عامّہ سے مستثنیٰ تھے جیسا کہ پہلی روایات میں معلوم ہو چکا ہے اور وہ عید کی اس مغفرت عامّہ سے بھی مستثنیٰ کر دئے گئے۔ جن میں سے آپس کے لڑنے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے بھی ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے کہ تم نے اللہ کو ناراض کر کے اپنے لیے کون سا ٹھکانا ڈھونڈ رکھا ہے۔ افسوس تم پر بھی اور تمہاری اُس عزّت پر بھی جس کے حاصل کرنے کے غلط خیال میں تم رسول اللہ کی بددعائیں برداشت کر رہے ہو، جبرئیلؑ کی بددعائیں اٹھا رہے ہو اور اللہ کی رحمت و مغفرت عامّہ سے بھی نکالے جا رہے ہو۔ میں پوچھتا ہوں کہ آج تم نے اپنے مقابل کو زک دے ہی دی، اپنی مونچھ اونچی کر ہی لی، وہ کتنے دن تمہارے ساتھ رہ سکتی ہے جب کہ اللہ کا پیارا رسول تمہارے اوپر لعنت کر رہا ہے، اللہ کا مقرب فرشتہ تمہاری ہلاکت کی بددعا دے رہا ہے اللہ جلّ شانہٗ تمہیں اپنی مغفرت و رحمت سے نکال رہے ہیں۔ اللہ کے واسطے سوچو اور بس کرو، صبح کا بھٹکا شام کو گھر آجائے تو کچھ نہیں گیا۔ آج وقت ہے اور تلافی ممکن، اور کل جب ایسے حاکم کی پیشی میں جانا ہے جہاں نہ عزّت و وجاہت کی پوچھ نہ مال و متاع کارآمد، وہاں صرف تمہارے اعمال کی پوچھ ہے اور ہر حرکت لکھی لکھائی سامنے ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے حقوق میں درگذر فرماتے ہیں مگر بندوں کے آپس کے حقوق میں بغیر بدلہ دئے نہیں چھوڑتے، نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ مفلس میری اُمت میں وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن نیک اعمال کے ساتھ آوے اور نماز روزہ صدقہ سب ہی کچھ لادے۔ لیکن کسی کو گالی دے رکھی ہے، کسی کو تہمت لگا دی تھی کسی کو مار پیٹ کی تھی پس یہ سب دعویدار آویں گے اور اس کے نیک اعمال میں سے ان حرکتوں کا بدلہ وصول کریں گے، اور جب اس کے پاس نیک اعمال ختم ہو جاویں گے تو اپنی برائیاں ان حرکتوں کے بدلہ میں اس پر ڈالتے رہیں گے اور پھر اس انبار کی بدولت وہ جہنم رسید ہو جائے گا اور اپنی کثرت اعمال کے باوجود حسرت و یاس کا عالم ہو گا وہ محتاجِ بیان نہیں ؎

وہ مایوسِ تمنّا کیوں نہ سوئے آسماں دیکھے
کہ جو منزل بمنزل اپنی محنت رائیگاں دیکھے

دوسرا امر قابلِ غور یہ ہے کہ اس رسالہ میں چند مواقع مغفرت کے ذکر کیے گئے ہیں اور ان کے علاوہ بھی بہت سے امور ایسے ہیں کہ وہ مغفرت کے سبب ہوتے ہیں اور گناہ اُن سے معاف ہو جاتے ہیں۔ اس پر ایک اشکال ہوتا ہے وہ یہ کہ جب ایک مرتبہ گناہ معاف ہو چکے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تو اس کے بعد دوسری مرتبہ معافی کے کیا معنی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مغفرت کا قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ بندہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے اگر اس پر کوئی گناہ ہوتا ہے تو اس کو مٹاتی ہے اور اگر اس کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہوتا تو اس کے بقدر اس پر رحمت اور انعام کا اضافہ ہوجاتا ہے۔

تیسرا امر یہ ہے کہ سابقہ احادیث میں بھی بعض جگہ اور اس حدیث میں بھی حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنی مغفرت فرمانے پر فرشتوں کو گواہ بنایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کی عدالت کے معاملات ضابطہ پر رکھے گئے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اُن کی تبلیغ کے بارے میں بھی گواہ طلب کیے جائیں گے۔ چنانچہ احادیث کی کتابوں میں بہت سے مواقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم سے میرے بارے میں سوال ہوگا لہٰذا تم گواہ رہو کہ میں پہنچا چکا ہوں، بخاری وغیرہ میں روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام قیامت کے دن بلائے جائیں گے۔ اُن سے دریافت کیا جائے گا کہ تم نے رسالت کا حق ادا کیا ہمارے احکام پہنچائے وہ عرض کریں گے پہنچائے تھے۔ پھر ان کی اُمت سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں احکام پہنچائے تھے وہ کہیں گے مَاجَاءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ۔ ہمارے پاس نہ کوئی بشارت دینے والا آیا نہ ڈرانے والا تو حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ اپنے گواہ پیش کرو، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو پیش کریں گے، اُمت محمدیہ بلائی جائے گی اور گواہی دے گی بعض روایات میں آتا ہے کہ ان سے جرح کی جائے گی کہ تم کو کیا خبر، کہ نوحؑ نے اپنی اُمت کو احکام پہنچائے۔ یہ عرض کریں گے کہ ہمارے رسولؐ نے خبر دی، ہمارے رسول پر جو سچی کتاب اتری اس میں خبر دی گئی۔ اسی طرح اور انبیاء کی امت کے ساتھ بھی پیش آئے گا۔ اسی کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔

امام فخرالدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ قیامت میں گواہیاں چار طرح کی ہوں گی، ایک ملائکہ کی جس کے متعلق آیاتِ ذیل میں تذکرہ ہے وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ۔ وَمَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ۔ دوسری گواہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہوگی جس کے متعلق ارشاد ہے:

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۔ تیسری اُمت محمدیہ کی گواہی ہوگی جس کے متعلق ارشاد

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہے وَجِيْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۤءِ ۔ چوتھی آدمی کی اپنے اعضاء کی گواہی جس کے متعلق ارشاد ہے۔ یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ الاٰیۃ اور اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ الاٰیۃ اختصار کے خیال سے ان آیات کا ترجمہ نہیں لکھا سب آیات کا حاصل قیامت کے دن ان چیزوں کی گواہی دینے کا ذکر ہے جن کا بیان آیت کے شروع میں لکھ دیا گیا۔ چوتھا امر حدیث بالا میں یہ ارشاد مبارک ہے کہ میں تم کو کفار کے سامنے رسوا اور فضیحت نہ کروں گا۔ یہ حق تعالیٰ شانہٗ کا غایت درجہ کا لطف و کرم اور مسلمانوں کے حال پر غیرت ہے کہ اللہ کی رضا کے ڈھونڈھنے والوں کے لیے یہ بھی لطف و انعام ہے کہ ان کی لغزشوں اور سیئات سے وہاں بھی درگذر اور پردہ پوشی کی جاتی ہے۔

عبد اللہ بن عمرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ ایک مومن کو اپنے قریب بلا کر اس پر پردہ ڈال کر کہ کوئی دوسرا نہ دیکھے اس کی لغزشوں اور سیئات یاد دلا کر اس سے ہر ہر گناہ کا اقرار کرائیں گے اور وہ اپنے گناہوں کی کثرت اور اقرار پر یہ سمجھے گا کہ اب ہلاکت کا وقت قریب آگیا۔ تو ارشاد ہوگا کہ میں نے دنیا میں تجھ پر ستاری فرمائی ہے تو آج بھی اُن پر پردہ ہے اور معاف ہیں۔ اس کے بعد اس کے نیک اعمال کا دفتر اس کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

اور بھی سینکڑوں روایات سے یہ مضمون مستنبط ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا کے ڈھونڈنے والوں، اس کے احکام کی پابندی کرنے والوں کی لغزشوں سے درگذر کر دیا جاتا ہے اس لیے نہایت اہمیت کے ساتھ ایک مضمون سمجھ لینا چاہیے کہ جو لوگ اللہ والوں کی کوتاہیوں پر ان کی غیبت میں مبتلا رہتے ہیں وہ اس کا لحاظ رکھیں کہ مبادا قیامت میں اُن کے نیک اعمال کی برکت سے ان کی لغزشیں تو معاف کر دی جائیں اور پردہ پوشی فرمائی جائے لیکن تم لوگوں کے اعمال نامے غیبت کا دفتر بن کر ہلاکت کا سبب بنیں، اللہ جل شانہٗ اپنے لطف سے ہم سب سے درگذر فرما دیں۔

پانچواں امر ضروری یہ ہے کہ حدیث بالا میں عید کی رات کو انعام کی رات سے پکارا گیا۔ اس رات میں حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے اپنے بندوں کو انعام دیا جاتا ہے اس لیے بندوں کو بھی اس رات کی بے حد قدر کرنا چاہیے بہت سے لوگ عوام کا تو پوچھنا ہی کیا خواص بھی رمضان کے تھکے ماندے اس رات میں میٹھی نیند سوتے ہیں۔ حالانکہ یہ رات بھی خصوصیت سے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عبادت میں مشغول رہنے کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ثواب کی نیت کرکے دونوں عیدوں میں جاگے (اور عبادت میں مشغول رہے) اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن سب کے دل مرجاویں گے (یعنی فتنہ و فساد کے وقت جب لوگوں کے قلوب پر مردنی چھاتی ہے، اس کا دل زندہ رہے گا، اور ممکن ہے کہ صور پھونکے جانے کا دن مراد ہو کہ اس کی روح بے ہوش نہ ہوگی)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص پانچ راتوں میں (عبادت کے لیے) جاگے اس کے واسطے جنت واجب ہو جاوے گی، لیلۃ الترویہ (۸ ذی الحجہ کی رات) لیلۃ العرفہ (۹ ذی الحجہ کی رات) لیلۃ النحر (۱۰ ذی الحجہ کی رات) اور عید الفطر کی رات اور شب برات ۱۵ شعبان کی رات۔

فقہاء نے بھی عیدین کی رات میں جاگنا مستحب لکھا ہے۔ ماثبت بالسنۃ میں امام شافعی صاحب سے نقل کیا ہے کہ پانچ رات دعا کی قبولیت کی ہیں: جمعہ کی رات، عیدین کی راتیں، غرۂ رجب کی رات، اور نصف شعبان کی رات۔

تنبیہ

بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک میں جمعہ کی رات کا بھی خصوصیت سے اہتمام چاہیے کہ جمعہ اور اس کی رات بہت متبرک اوقات ہیں۔ احادیث میں ان کی بہت فضیلت آئی ہے۔ مگر چونکہ بعض روایات میں جمعہ کی رات کو قیام کے ساتھ مخصوص کرنے کی ممانعت بھی وارد ہوئی ہے اس لیے بہتر ہے کہ ایک دو رات کو اس کے ساتھ اور بھی شامل کرلے۔

آخر میں ناظرین سے لجاجت سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک کے مخصوص اوقات میں جب آپ اپنے لیے دعا فرمائیں تو اس سیہ کار[1] کو بھی شامل فرمائیں۔ کیا بعید ہے کہ کریم آقا تمہاری مخلصانہ دعا سے اس کو بھی اپنی رضا و محبت سے نوازدیں۔

---

[1] یعنی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ، احقر ناکارہ انیس احمد بھی آپ حضرات سے دعا کا ملتجی ہے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

گرچہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہِ جہاں   پر ترے در کو بتا اب چھوڑ کر جاؤں کہاں
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے

کشمکش سے ناامیدی کی ہوا ہوں میں تباہ   دیکھ مت میرے عمل کو لطف پر اپنے نگاہ
یارب اپنے رحم و احسان و عطا کے واسطے

چرخِ عصیاں سر پہ ہے زیرِ قدم بحرِ الم   چار سو ہے فوجِ غم کر جلد اب بہرِ کرم
کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے   اور تکیہ زُہد کا ہے زاہدوں کے واسطے
ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب   نے عبادت نے ورع نے خواہشِ علم و ادب
دردِ دل، پر چاہیے مجھ کو خدا کے واسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعمائے دُنیا بے شمار   کی عطا تو نے مجھے، پر اَب تو اے پروردگار
بخش، وہ نعمت جو کام آئے سدا کے واسطے

حد سے ابتر ہوگیا ہے حال مجھ ناشاد کا   کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا
اپنے لُطف و رحمتِ بے انتہا کے واسطے

گو میں ہوں اک بندۂ عاصی غلام پُر قصور   جُرم میرا حوصلہ ہے نام ہے تیرا غفور
تیرا کہلاتا ہوں میں جیسا ہوں اے ربِّ شکور   اَنْتَ شَافٍ اَنْتَ کَافٍ فِیْ مُهِمَّاتِ الْاُمُوْرِ
اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْلُ

محمد زکریا کاندھلوی مقیم مظاہر علوم سہارنپور
وارد بستی حضرت نظام الدینؒ
۲۷ شب رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com
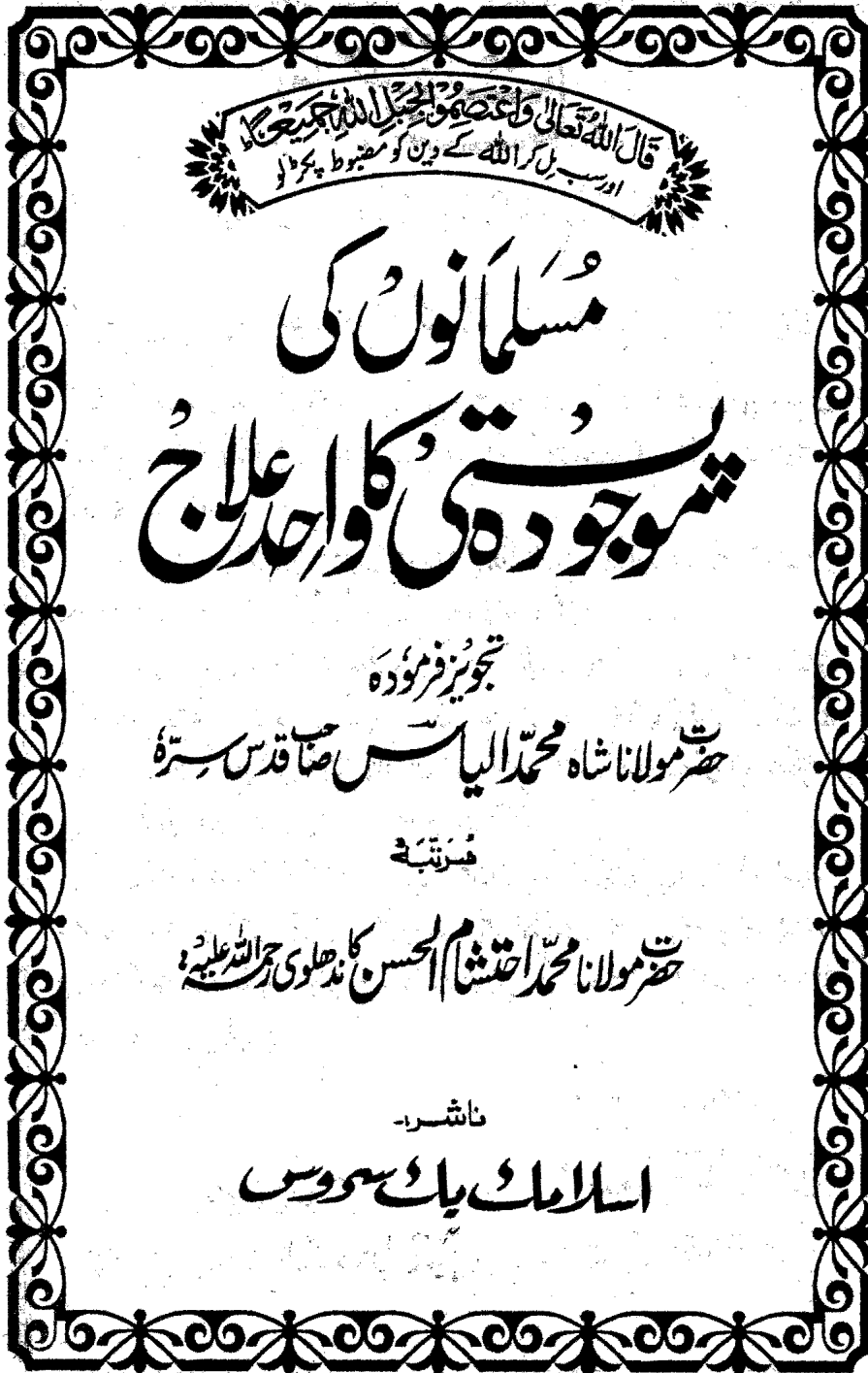
قال اللہ تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً

اور سب مل کر اللہ کے دین کو مضبوط پکڑ لو

مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج

تجویز فرمودہ

حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب قدس سرہ

مرتبہ

حضرت مولانا محمد احتشام الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:

اسلامک بک سروس

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ؕ

سَیِّدِیْ وَمَوْلَائِیْ زُبْدَۃُ الْفُضَلَاءِ قُدْوَۃُ الْعُلَمَاءِ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دام مجدہٗ

کے خاص شغف اور انہماک اور دیگر بزرگانِ ملت اور علماء اُمت کی توجہ اور برکت اور عملی جدوجہد سے ایک عرصہ سے مخصوص انداز میں تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام کا سلسلہ جاری ہے جس سے باخبر طبقہ بخوبی واقف ہے۔

مجھ بے علم اور سیاہ کار کو ان مقدس ہستیوں کا حکم ہوا کہ اس طرزِ تبلیغ اور اس کی ضرورت اور اہمیت کو قلمبند کیا جائے تاکہ سمجھنے اور سمجھانے میں آسانی ہو اور نفع عام ہو جائے۔

تعمیلِ ارشاد میں یہ چند کلمات نذرِ قرطاس کیے جاتے ہیں جو ان مقدس ہستیوں کے دریائے علوم ومعارف کے چند قطرے اور اس باغیچۂ دینِ محمدیؐ کے چند خوشے ہیں جو انتہائی عجلت میں جمع کئے گئے ہیں۔ اگر ان میں کوئی غلطی یا کوتاہی نظر سے گذرے تو میری لغزشِ قلم اور بے علمی کا نتیجہ ہے۔ نظرِ لطف وکرم سے اس کی اصلاح فرمادیں تو موجبِ شکر ومنت ہوگا۔

حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل وکرم سے میری بداعمالیوں اور سیہ کاریوں کی پردہ پوشی فرمادیں اور مجھے اور آپ کو ان مقدس ہستیوں کے طفیل سے اچھے اعمال اور اچھے کردار نصیب فرمادیں اور اپنی رضا ومحبت اور اپنے پسندیدہ دین کی اشاعت اور اپنے برگزیدہ رسولؐ کی اطاعت اور فرماں برداری کی دولت سے سرفراز فرمادیں۔

خاکِ پائے بزرگاں

محمد احتشام الحسن

۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ

مدرسہ کاشف العلوم

بستی حضرت نظام الدین اولیاءؒ دہلی

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡاَوَّلِيۡنَ وَ الۡاٰخِرِيۡنَ خَاتَمِ الۡاَنۡبِيَآءِ وَالۡمُرۡسَلِيۡنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهِ الطَّيِّبِيۡنَ الطَّاهِرِيۡنَ

آج سے تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال قبل جب دنیا کفر و ضلالت، جہالت و سفاہت کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی۔ بطحا کی سنگلاخ پہاڑیوں سے رشد و ہدایت کا ماہتاب نمودار ہوا اور مشرق و مغرب شمال و جنوب غرض دنیا کے ہر ہر گوشہ کو اپنے نور سے منور کیا اور ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں۔ بنی نوع انسان کو اس معراج ترقی پر پہنچا یا کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے اور رشد و ہدایت صلاح و فلاح کی وہ مشعل مسلمانوں کے ہاتھ میں دی جس کی روشنی میں ہمیشہ شاہراہ ترقی پر گامزن رہے اور صدیوں اس شان و شوکت سے دنیا پر حکومت کی کہ ہر مخالف قوت کو ٹکرا کر پاش پاش ہونا پڑا۔ یہ ایک حقیقت ہے جو ناقابلِ انکار ہے لیکن پھر بھی ایک پارینہ داستان ہے جس کا بار بار دہرانا نہ تسلی بخش ہے اور نہ کارآمد اور مفید۔ جب کہ موجودہ مشاہدات اور واقعات خود ہماری سابقہ زندگی اور ہمارے اسلاف کے کارناموں پر بدنما داغ لگا رہے ہیں۔

مسلمانوں کی تیرہ سو سالہ زندگی کو جب تاریخ کے اوراق میں دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم عزت و عظمت، شان و شوکت، دبدبہ و حشمت کے تنہا مالک اور اجارہ دار ہیں لیکن جب ان اوراق سے نظر ہٹا کر موجودہ حالات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے تو ہم انتہائی ذلت و خواری افلاس و ناداری میں مبتلا نظر آتے ہیں نہ زور و قوت ہے نہ زر و دولت ہے نہ شان و شوکت ہے نہ باہمی اُخوت و الفت۔ نہ عادات اچھی نہ اخلاق اچھے نہ اعمال اچھے نہ کردار اچھے۔ ہر برائی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہم میں موجود، اور ہر بھلائی سے کوسوں دُور۔ اغیار ہماری اس زبوں حالی پر خوش ہیں اور برملا ہماری کمزوری کو اُچھالا جاتا ہے اور ہمارا مضحکہ اڑایا جاتا ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ خود ہمارے جگر گوشے نئی تہذیب کے دل دادہ نوجوان، اسلام کے مقدس اصولوں کا مذاق اڑاتے ہیں، بات بات پر تنقیدی نظر ڈالتے ہیں۔ اور اس شریعتِ مقدسہ کو ناقابلِ عمل، لغو اور بیکار گردانتے ہیں۔ عقل حیران ہے کہ جس قوم نے دنیا کو سیراب کیا وہ آج کیوں تشنہ ہے؟ جس قوم نے دنیا کو تہذیب وتمدن کا سبق پڑھایا وہ آج کیوں غیر مہذب اور غیر متمدن ہے۔؟

رہنمایانِ قوم نے آج سے بہت پہلے ہماری اس حالتِ زار کا اندازہ لگایا اور مختلف طریقوں پر ہماری اصلاح کے لیے جدوجہد کی مگر ؏

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آج جب کہ حالت بد سے بدتر ہو چکی اور آنے والا زمانہ سابق سے بھی زیادہ پُرخطر اور تاریک نظر آرہا ہے، ہمارا خاموش بیٹھنا اور عملی جدوجہد نہ کرنا ایک ناقابلِ تلافی جُرم ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم کوئی عملی قدم اٹھائیں ضروری ہے کہ ان اسباب پر غور کریں جن کے باعث ہم اس ذِلّت وخواری کے عذاب میں مبتلا کیے گئے ہیں ہماری اس پستی اور انحطاط کے مختلف اسباب بیان کیے جاتے ہیں۔ اور ان کے ازالہ کی متعدد تدابیر اختیار کی گئیں لیکن ہر تدبیر ناموافق وناکام ثابت ہوئی جس کے باعث ہمارے رہبر بھی یاس وہراس میں گھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ اب تک ہمارے مرض کی تشخیص ہی پورے طور پر نہیں ہوئی۔ یہ کچھ اسباب بیان کیے جاتے ہیں اصل مرض نہیں بلکہ اس کے عوارض ہیں پس تاوقتیکہ اصل مرض کی جانب توجہ نہ ہوگی اور مادہ حقیقی کی اصلاح نہ ہوگی عوارض کی اصلاح ناممکن اور محال ہے۔ پس جب تک کہ ہم اصل مرض کی ٹھیک تشخیص اور اس کا صحیح علاج معلوم نہ کرلیں، ہمارا اصلاح کے بارے میں لب کشائی کرنا سخت ترین غلطی ہے۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہماری شریعت ایک مکمل قانونِ الٰہی ہے جو ہماری دینی اور دنیوی فلاح و بہبود کا تا قیامِ قیامت ضامن ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم خود ہی اپنا مرض تشخیص کریں اور خود ہی اس کا علاج شروع کر دیں بلکہ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآنِ حکیم سے اپنا اصل مرض معلوم کریں اور اسی مرکزِ رشد و ہدایت سے طریقِ علاج معلوم کرکے اس پر کاربند ہوں۔ جب قرآنِ حکیم قیامت تک کے لیے مکمل دستور العمل ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس نازک حالت میں ہماری رہبری سے قاصر رہے۔

مالکِ ارض و سماء جل وعلاء کا سچا وعدہ ہے کہ روئے زمین کی بادشاہت و خلافت مومنوں کے لیے ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (نور: ع ۶)	اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور انھوں نے عملِ صالح کیے کہ ان کو ضرور روئے زمین کا خلیفہ بنائے گا۔

اور یہ بھی اطمینان دلایا ہے کہ مومن ہمیشہ کفار پر غالب رہیں گے اور کافروں کا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ (فتح۔ ع ۳)	اور اگر تم سے یہ کافر لڑتے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ پاتے کوئی یار و مددگار۔

اور مومنوں کی نصرت اور مدد اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور وہی ہمیشہ سربلند اور سرفراز رہیں گے۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (آل عمران۔ ع ۱۴)	اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی۔ اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور غالب تم ہی رہوگے اگر تم پورے مومن رہے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (منٰفقون ع ۱:)

اور اللہ ہی کی ہے عزت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانوں کی۔

مذکورہ بالا ارشادات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی عزت شان و شوکت سربلندی و سرفرازی اور ہر برتری و خوبی ان کی صفتِ ایمان کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر ان کا تعلق خدا اور رسول ؐ کے ساتھ مستحکم ہے (جو ایمان کا مقصود ہے) تو سب کچھ ان کا ہے اور اگر خدانخواستہ اس رابطہ و تعلق میں کمی اور کمزوری پیدا ہوگئی ہے تو پھر سراسر خسران اور ذلّت و خواری ہے جیسا کہ واضح طور پر بتلایا گیا۔

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

قسم ہے زمانہ کی انسان بڑے خسارے میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی فہمائش کرتے رہے۔

ہمارے اسلاف عزت کے منتہا کو پہنچے ہوئے تھے اور ہم انتہائی ذلت و خواری میں مبتلا ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ وہ کمالِ ایمان سے متصف تھے اور ہم اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہیں۔ جیسا کہ مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔

سَيَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ۔

یعنی قریب ہی ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف نقوش رہ جائیں گے۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ اگر واقعی ہم اس حقیقی اسلام سے محروم ہوگئے جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں مطلوب ہے اور جس کے ساتھ ہماری دین و دُنیا کی فلاح و بہبود وابستہ ہے تو کیا ذریعہ ہے جس سے وہ کھوئی ہوئی نعمت واپس آئے؟ اور وہ کیا اسباب ہیں جن کی وجہ سے روحِ اسلام ہم میں سے نکال لی گئی اور ہم جسدِ بے جان رہ گئے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جب مصحفِ آسمان کی تلاوت کی جاتی ہے اور "اُمّتہ محمدیہ" کی فضیلت اور برتری کی علّت وغایت ڈھونڈھی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس اُمّتہ کو ایک اعلیٰ اور برتر کام سپرد کیا گیا تھا جس کی وجہ سے "خیرالاُمم" کا معزز خطاب اس کو عطا کیا گیا۔

دنیا کی پیدائش کا مقصدِ اصلی خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات وصفات کی معرفت ہے اور یہ اس وقت تک ناممکن ہے کہ جب تک بنی نوعِ انسان کی برائیوں اور گندگیوں سے پاک کرکے بھلائیوں اور خوبیوں کے ساتھ آراستہ نہ کیا جائے اسی مقصد کے لیے ہزاروں رسول اور نبی بھیجے گئے اور آخر میں اس مقصد کی تکمیل کے لیے سیّد الانبیاء والمرسلینؐ کو مبعوث فرمایا اور اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کا مژدہ سنایا گیا۔

اب چوں کہ مقصد کی تکمیل ہوچکی تھی ہر بھلائی اور برائی کو کھول کھول کر بیان کردیا گیا تھا ایک مکمل نظام عمل دیا جا چکا تھا اس لیے رسالت ونبوت کے سلسلہ کو ختم کردیا گیا اور جو کام پہلے نبی اور رسول سے لیا جاتا تھا وہ قیامت تک "اُمّتہ محمدیہ" کے سپرد کردیا گیا۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ (آل عمران۔ ع ۱۲)	اے امتِ محمدیہ! تم افضل امت ہو تم کو لوگوں کے نفع کے لیے بھیجا گیا ہے۔ تم بھلی باتوں کو لوگوں میں پھیلاتے ہو اور بری باتوں سے ان کو روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔
وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران ع ۱۱)	اور چاہیے کہ تم میں ایسی جماعت ہو کہ لوگوں کو خیر کی طرف بلائے اور بھلی باتوں کا حکم کرے اور بری باتوں سے منع کرے اور صرف وہی لوگ فلاح والے ہیں جو اس کام کو کرتے ہیں۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

پہلی آیت میں "خیرِ اُمم ہونے کی وجہ یہ بتلائی کہ تم بھلائی کو پھیلاتے ہو اور برائی سے روکتے ہو دوسری آیت حصر کے ساتھ فرما دیا کہ فلاح و بہبود صرف انہیں لوگوں کے لیے ہے جو اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ دوسری جگہ صاف طور پر بیان کر دیا کہ اس کام کو انجام نہ دینا لعنت اور پھٹکار کا موجب ہے

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ (مائدہ ع ۱۱)

بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے ان پر لعنت کی گئی تھی داؤدؑ اور عیسیٰ بن مریمؑ کی زبان سے یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انھوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے جو بُرا کام انہوں نے کر رکھا تھا اس سے باز نہ آتے تھے واقعی اُن کا یہ فعل بے شک بُرا تھا۔

اس آخری آیت کی مزید وضاحت احادیثِ ذیل سے ہوتی ہے:۔

(۱) وفی السُّنَنِ والمُسْنَدِ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانَ اِذَا عَمِلَ الْعَامِلُ فِيْهِمْ بِالْخَطِيْئَةِ جَاءَهُ النَّاهِيْ تَعْزِيْرًا فَقَالَ يَا هٰذَا اِتَّقِ اللّٰهَ فَاِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ جَالَسَهٗ وَوَاكَلَهٗ وَشَارَبَهٗ كَاَنَّهٗ لَمْ يَرَهٗ عَلٰى خَطِيْئَةٍ بِالْاَمْسِ فَلَمَّا رَاٰى عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ مِنْهُمْ ضَرَبَ بِقُلُوْبِ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ ثُمَّ لَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ دَاوٗدَ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَ

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلی اُمتوں میں جب کوئی خطا کرتا تو روکنے والا اسکو دھمکاتا اور کہتا کہ خدا سے ڈر پھر اگلے ہی دن اس کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا، کھاتا پیتا گویا کل اس کو گناہ کرتے ہوئے دیکھا ہی نہیں جب حق عزوجل نے ان کا یہ برتاؤ دیکھا تو بعض کے قلوب کو بعض کے ساتھ خلط کر دیا اور ان کے نبی داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانی ان پر لعنت کی اور یہ اسلئے کہ انہوں نے خدا کی نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کیا۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

كَانُوا يَعْتَدُونَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدِ السَّفِيهِ وَلَتَأْطُرُنَّ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا أَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللَّهُ بِقُلُوبِ بَعْضِكُمْ عَلَى بَعْضٍ ثُمَّ يَلْعَنُكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ.

قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے تم ضرور اچھی باتوں کا حکم کرو اور بُری باتوں سے منع کرو اور چاہیے کہ بیوقوف نادان کا ہاتھ پکڑو اس کو حق بات پر مجبور کرو ورنہ حق تعالیٰ تمہارے قلوب کو بھی خلط ملط کر دیں گے اور پھر تم پر بھی لعنت ہوگی جیسا کہ پہلی اُمتوں پر لعنت ہوئی۔

(۲) وَفِي سُنَنِ أَبِي دَاوُدَ وَابْنِ مَاجَه عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يَعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُونَ إِلَّا أَصَابَهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ أَنْ يَمُوتُوا

(۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی جماعت اور قوم میں کوئی شخص گناہ کرتا ہے اور وہ قوم باوجود قدرت کے اس کو نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے پہلے ہی حق تعالیٰ اپنا عذاب بھیج دیتے ہیں یعنی دُنیا ہی میں ان کو طرح طرح کے مصائب میں مُبتلا کر دیا جاتا ہے۔

(۳) وَرَوَى الْأَصْبَهَانِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَنْفَعُ مَنْ قَالَهَا وَتَرُدُّ عَنْهُمُ الْعَذَابَ وَالنِّقْمَةَ

(۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اپنے پڑھنے والے کو نفع دیتا ہے اور اس سے عذاب و بلا دُور کرتا ہے

Visit www.Momeen.blogspot.com

مَالَمْ يَسْتَخِفُّوْا بِحَقِّهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا الْاِسْتِخْفَافُ بِحَقِّهَا قَالَ يَظْهَرُ الْعَمَلُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ فَلَا يُنْكَرُ وَلَا يُغَيَّرُ (ترغیب ص ۲۳۱/۳)

جبتک کہ اسکے حقوق سے بے پروائی نہ برتی جائے صحابہؓ نے عرض کیا اسکے حقوق کی بے پروائی کیا ہے؟ حضور اقدس ؐ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کی نافرمانی کھلے طور پر کیجائے پھر نہ ان کا انکار کیا جائے اور نہ ان کے بند کرنیکی کوشش کی جائے۔

(۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ اَنْ قَدْ حَضَرَهُ شَيْءٌ فَتَوَضَّأَ وَمَا كَلَّمَ اَحَدًا فَلَصِقْتُ بِالْحُجْرَةِ اَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَكُمْ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ قَبْلَ اَنْ تَدْعُوْا فَلَا اُجِيْبَ لَكُمْ وَتَسْاَلُوْنِيْ فَلَا اُعْطِيَكُمْ وَتَسْتَنْصِرُوْنِيْ فَلَا اَنْصُرَكُمْ فَمَا زَادَ عَلَيْهِنَّ حَتّٰى نَزَلَ (ترغیب: ص ۱۳۳/۳)

(۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے چہرۂ انور پر ایک خاص اثر دیکھکر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے حضور اقدس ؐ نے کسی سے کوئی بات نہیں کی اور وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے میں مسجد کی دیوار سے لگ گئی تا کہ جو کچھ ارشاد ہو اسکو سُنوں۔ حضور اقدس ؐ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بھلی باتوں کا حکم کرو اور بُری باتوں سے منع کرو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور میں اسکو قبول نہ کروں اور تم مجھ سے سوال کرو اور میں اسکو پورا نہ کروں اور تم مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں"۔ حضور اقدس ؐ نے صرف یہ کلمات ارشاد فرمائے اور منبر سے اُتر گئے۔

(۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

(۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا عَظَّمَتْ اُمَّتِی الدُّنْیَا نُزِعَتْ مِنْھَا ھَیْبَۃُ الْاِسْلَامِ وَاِذَا تَرَکَتِ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ حُرِمَتْ بَرَکَۃَ الْوَحْیِ وَاِذَا تَسَابَّتْ اُمَّتِیْ سَقَطَتْ مِنْ عَیْنِ اللّٰہِ (کذا فی الدر عن الحکیم الترمذی)[1]

ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری اُمّت دنیا کو قابلِ وقعت وعظمت سمجھنے لگے گی تو اسلام کی وقعت وہیبت ان کے قلوب سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں ایک دوسرے کو سبّ وشتم کرنا اختیار کرے گی تو اللہ جلّ شانہٗ کی نگاہ سے گر جائے گی۔

احادیث مذکورہ پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑنا خدا وحدہٗ لاشریک کی لعنت اور غضب کا باعث ہے اور جب اُمّتِ محمدیہ اس کام کو چھوڑ دے گی تو سخت مصائب وآلام اور ذِلّت وخواری میں مُبتلا کر دی جائیگی، اور ہر قسم کی غیبی نصرت ومدد سے محروم ہو جائیگی۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوگا کہ اس نے اپنے فرضِ منصبی کو نہیں پہچانا اور جس کام کی انجام دہی کی ذمّہ دار تھی اس سے غافل رہی یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ایمان کا خاصّہ اور جزءِ لازمی قرار دیا اور اس کے چھوڑنے کو ایمان کے ضعف واضمحلال کی علامت بتلائی۔ حدیث ابو سعیدؓ خدری میں ہے:۔

مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ

---

[1] وکذا رواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب الامر بالمعروف معضلاً من حدیث الفضیل۔ کما فی فیض القدیر ص ۱/۵۰۴ والسراج المنیر ص ۱/۱۴۹ (طارق)

Visit : www.Momeen.blogspot.com

يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ ۔ (مسلم) یعنی تم میں سے جب کوئی شخص برائی کو دیکھے تو چاہیے کہ اپنے ہاتھوں سے کام لے کر اس کو دور کر ے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ پائے تو زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ پائے تو دل سے اور یہ آخری صورت ایمان کی بڑی کمزوری کا درجہ ہے۔ پس جس طرح آخری درجہ اضعفِ ایمان کا ہوا اسی طرح پہلا درجہ کمالِ دعوت اور کمالِ ایمان کا ہوا۔ اس سے بھی واضح تر حدیث ابن مسعودؓ کی ہے۔

مَا مِنْ نَّبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَ اَصْحَابٌ يَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَ يَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَ مَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَ مَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَ لَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ (مسلم) یعنی سنتِ الٰہی یہ ہے کہ ہر نبی اپنے ساتھیوں اور تربیت یافتہ یاروں کی ایک جماعت چھوڑ جاتا ہے۔ یہ جماعت نبی کی سنت کو قائم رکھتی ہے اور ٹھیک ٹھیک اس کی پیروی کرتی ہے۔ یعنی شریعت الٰہی کو جس حال اور جس شکل میں نبی چھوڑ گیا ہے اس کو بعینہٖ محفوظ رکھتے ہیں اور اس میں ذرا بھی فرق نہیں آنے دیتے لیکن ان کے بعد شر و فتن کا دور آتا ہے اور ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جو طریقۂ نبی سے ہٹ جاتے ہیں۔ ان کا فعل اُن کے دعوے کے خلاف ہوتا ہے اور ان کے کام ایسے ہوتے ہیں جن کے لیے شریعت نے حکم نہیں دیا، سو ایسے لوگوں کے خلاف جس شخص نے قیامِ حق و سنت کی راہ میں اپنے ہاتھ سے کام لیا وہ مومن ہے اور جو ایسا نہ کر سکا مگر زبان سے کام لیا وہ بھی مومن ہے اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکا اور دل کے اعتقاد اور نیت کے ثبات کو ان کے خلاف کام میں لایا وہ بھی مومن ہے۔ لیکن اس آخری درجہ کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں اس پر ایمان کی سرحد ختم ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اب رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں ہو سکتا۔

اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو امام غزالیؒ نے اس طرح ظاہر فرمایا ہے:۔

"اس میں کچھ شک نہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر دین کا ایسا زبردست رکن ہے جس سے دین کی تمام چیزیں وابستہ ہیں۔ اس کو انجام دینے کے لیے حق تعالیٰ نے تمام انبیاء کرامؑ کو مبعوث فرمایا اگر خدانخواستہ اس کو بالائے طاق رکھ دیا جائے اور اس کے علم و عمل کو ترک کر دیا جائے تو اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ نبوت کا بیکار ہونا لازم آئے گا۔ دیانت جو شرافت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

انسانی کا خاصہ ہے مضمحل اور افسردہ ہو جائے گی۔ کاہلی اور سستی عام ہو جائے گی گمراہی اور ضلالت کی شاہراہیں کھل جائیں گی، جہالت عالمگیر ہو جائے گی۔ تمام کاموں میں خرابی آجائے گی، آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی، آبادیاں خراب ہو جائیں گی، مخلوق تباہ و برباد ہو جائے گی اور اس تباہی اور بربادی کی اس وقت خبر ہوگی جب روز حشر خدائے بالا و برتر کے سامنے پیشی اور باز پرس ہوگی۔

افسوس صد افسوس! جو خطرہ تھا وہ سامنے آگیا جو کھٹکا تھا آنکھوں سے دیکھ لیا۔

كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۝ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

اس سرسبز ستون کے علم و عمل کے نشانات مٹ چکے اس کی حقیقت و رسوم کی برکتیں نیست و نابود ہوگئیں۔ لوگوں کی تحقیر و تذلیل کا سکہ قلوب پر جم گیا۔ خدائے پاک کے ساتھ کا قلبی تعلق مٹ چکا اور نفسانی خواہشات کے اتباع میں جانوروں کی طرح بے باک ہوگئے۔ روئے زمین پر ایسے صادق مومن کا ملنا دشوار و کمیاب ہی نہیں بلکہ معدوم ہو گیا۔ جو اظہار حق کی وجہ سے کسی کی ملامت گوارا کرے۔

اگر کوئی مرد مومن اس تباہی اور بربادی کے ازالہ میں سعی کرے اور اس سنت کے احیاء میں کوشش کرے اور اور اس مبارک بوجھ کو لے کر کھڑا ہو اور آستینیں چڑھا کر اس سنت کے زندہ کرنے کے لیے میدان میں آئے تو یقیناً وہ شخص تمام مخلوق میں ایک ممتاز اور نمایاں ہستی کا مالک ہوگا۔

امام غزالیؒ نے جن الفاظ میں اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو بیان کیا ہے وہ ہماری تنبیہ اور بیداری کے لیے کافی ہیں۔

ہمارے اس قدر اہم فریضہ سے غافل ہونے کی چند وجوہ معلوم ہوتی ہیں:

پہلی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس فریضہ کو علماء کے ساتھ خاص کر لیا حالانکہ خطابات قرآنی عام ہیں جو اُمت محمدیہ کے ہر ہر فرد کو شامل ہیں اور صحابہ کرامؓ اور خیر القرون کی زندگی اس کے لیے شاہد عدل ہے۔

فریضہ تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو علماء کے ساتھ خاص کر لینا اور پھر ان کے بھروسہ پر اس اہم کام کو چھوڑ دینا ہماری سخت نادانی ہے۔ علماء کا کام راہ حق بتلانا اور سیدھا راستہ دکھلانا ہے۔ پھر اس کے موافق عمل کرانا اور مخلوق خدا کو اس پر چلانا

Visit www.Momeen.blogspot.com

یہ دوسرے لوگوں کا کام ہے۔ اسی کی جانب اس حدیث شریف میں تنبیہ کی گئی ہے:۔

اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَالْاَمِيْرُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔[1]

بیشک تم سب کے سب نگہبان ہو اور تم سب اپنے رعیت کے بارے میں سوال کیے جاؤ گے پس بادشاہ لوگوں پر نگہبان ہے وہ اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جاوے گا اور مرد اپنے گھر والوں پر نگہبان ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جاوے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد پر نگہبان ہے وہ ان کے بارے میں سوال کی جاوے گی اور غلام اپنے مالک کے مال پر نگہبان ہے اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جاوے گا۔

اور اسی کو واضح طور پر اس طرح بیان فرمایا ہے:

قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ۔ (مسلم)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دین سراسر نصیحت ہے (صحابہؓ نے) عرض کیا کس کے لیے فرمایا اللہ کے لیے اور اللہ کے رسول کے لیے اور مسلمانوں کے مقتداؤں کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔

اگر بفرضِ محال مان بھی لیا جائے کہ یہ علماء کا کام ہے تب بھی اس وقت فضاءِ زمانہ کا مقتضیٰ یہی ہے کہ ہر شخص اس کام میں لگ جائے اور اعلاءِ کلمۃ اللہ اور حفاظتِ دینِ متین کے لیے کمربستہ ہو جائے۔

---

[1] رواہ البخاری ومسلم عن ابن عمرؓ بتفاوت بعض الالفاظ۔ انظر الترغیب ص ۱۵۳/۳ (طارق)

Visit : www.Momeen.blogspot.com

دوسری وجہ یہ ہے ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ اگر ہم خود اپنے ایمان میں پختہ ہیں تو دوسروں کی گمراہی ہمارے لیے نقصان دہ نہیں جیسا کہ اس آیت شریفہ کا مفہوم ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ	اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں (بیان)

لیکن درحقیقت آیۃ سے یہ مقصود نہیں جو ظاہر میں سمجھا جا رہا ہے اس لیے کہ یہ معنی حکمتِ خداوندیہ اور تعلیماتِ شرعیہ کے بالکل خلاف ہیں۔ شریعت اسلامی نے اجتماعی زندگی اور اجتماعی اصلاح اور اجتماعی ترقی کو اصل بتلایا ہے اور اُمّتِ مسلمہ کو بمنزلہ ایک جسم کے قرار دیا ہے کہ اگر ایک عضو میں درد ہو جائے تو تمام جسم بے چین ہو جاتا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ بنی نوع انسان خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے اور کمال کو پہنچ جاوے اس میں ایسے لوگوں کا ہونا بھی ضروری ہے جو سیدھے راستے کو چھوڑ کر گمراہی میں مبتلا ہوں تو آیت میں مومنوں کے لیے تسلی ہے کہ جب تم ہدایت اور صراطِ مستقیم پر قائم ہو تو تم کو ان لوگوں سے مضرت کا اندیشہ نہیں جنہوں نے بھٹک کر سیدھا راستہ چھوڑ دیا۔

نیز اصل ہدایت یہ ہے کہ انسان شریعتِ محمدیہ کو مع تمام احکام کے قبول کرے اور منجملہ احکامِ خداوندی کے ایک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہے۔

ہمارے اس قول کی تائید حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے:۔

عَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رضؓ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! تم یہ آیت: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ، پیش کرتے ہو اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ خلافِ شرع کسی چیز کو دیکھیں اور اس میں تغیّر نہ کریں تو

www.Momeen.blogspot.com

رَاَوُا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ اَوْشَكَ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ۔ قریب ہے کہ حق تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے عمومی عذاب میں مبتلا فرمادے۔

علمار محققین نے بھی آیتہ کے یہی معنی لیے ہیں۔ امام نووی رح شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

علماء محققین کا صحیح مذہب اس آیتہ کے معنی میں یہ ہے کہ جب تم اس چیز کو ادا کردو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے تو تمہارے غیر کی کوتاہی تمہیں مضرت نہ پہنچائے گی جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى۔ اور جب ایسا ہے تو منجملہ ان اشیاء کے جن کا حکم دیا گیا امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے پس جب کسی شخص نے اس حکم کو پورا کردیا اور مخاطب نے اس کی تعمیل نہ کی تو اب ناصح پر کوئی عتاب اور سرزنش نہیں اس لیے کہ جو کچھ اس کے ذمہ واجب تھا اور وہ امر و نہی ہے اس نے اس کو ادا کردیا۔ دوسرے کا قبول کرنا اس کے ذمہ نہیں۔ واللہ اعلم"

تیسری وجہ یہ ہے کہ عوام وخواص، عالم وجاہل ہر شخص اصلاح سے مایوس ہوگیا اور انھیں یقین ہوگیا کہ اب مسلمانوں کی ترقی اور ان کا عروج ناممکن اور دشوار ہے۔ جب کسی شخص کے سامنے کوئی اصلاحی نظام پیش کیا جاتا ہے تو جواب یہی ملتا ہے کہ مسلمانوں کی ترقی اب کیسے ہوسکتی ہے جبکہ ان کے پاس نہ سلطنت وحکومت ہے، نہ مال وزر، اور نہ سامانِ حرب اور نہ مرکزی حیثیت، نہ قوتِ بازو اور نہ باہمی اتفاق واتحاد۔

بالخصوص دیندار طبقہ تو بزعمِ خود یہ طے کرچکا ہے کہ اب چودھویں صدی ہے زمانہ رسالت کو بُعد ہوچکا، اب اسلام اور مسلمانوں کا انحطاط ایک لازمی شے ہے پس اس کے لیے جدوجہد کرنا عبث اور بیکار ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جس قدر مشکوٰۃ نبوت سے بُعد ہوتا جائیگا حقیقی اسلام کی شعاعیں ماند پڑتی جائیں گی لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بقاءِ شریعت اور حفاظتِ دینِ محمدی کے لیے جدوجہد اور سعی نہ کی جائے اس لیے کہ اگر ایسا ہوتا اور ہمارے اسلاف بھی خدانخواستہ یہی سمجھ لیتے تو آج ہم تک اس دین کے پہنچنے کی کوئی سبیل نہ تھی۔ البتہ جب کہ زمانہ ناموافق ہے تو رفتارِ زمانہ کو دیکھتے ہوئے زیادہ ہمت اور استقلال کے ساتھ اس کام کو لے کر کھڑے ہونے کی ضرورت ہے۔

تعجب ہے کہ جو مذہب سراسر عمل اور جہد پر مبنی تھا آج اس کے پیرو عمل سے

www.Momeen.blogspot.com

Sh9

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بکسر خالی ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں جگہ جگہ عمل اور جہد کا سبق پڑھایا اور بتلایا ہے کہ ایک عبادت گزار تمام رات نفل پڑھنے والا دن بھر روزے رکھنے والا اللہ اللہ کرنے والا ہرگز اس شخص کی برابر نہیں ہو سکتا جو دوسروں کی اصلاح اور ہدایت کی فکر میں بے چین ہو۔

قرآن کریم نے جگہ جگہ جہاد فی سبیل اللہ کی تاکید کی اور مجاہد کی فضیلت اور برتری کو نمایاں کیا۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (نساء: ع ۱۳)	برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کریں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بلند کیا ہے جو اپنے مال وجان سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر بیٹھنے والوں کے۔ اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے۔ یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت اور رحمت، اور اللہ بڑی مغفرت و رحمت والے ہیں۔

اگرچہ آیۃ میں جہاد سے مراد کفار کے مقابلہ میں سینہ سپر ہونا ہے تاکہ اسلام کا بول بالا ہو اور کفر و شرک مغلوب و مقہور رہو، لیکن اگر بدقسمتی سے آج ہم اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم ہیں تو اس مقصد کے لیے جس قدر جد و جہد ہماری مقدرت اور استطاعت میں ہے اس میں تو ہرگز کوتاہی نہ کرنی چاہیے۔ پھر ہماری یہی معمولی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حرکت عمل اور جدوجہد ہمیں کشاں کشاں آگے بڑھائے گی وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہمارے دین کے لیے کوشش کرتے ہیں ہم ان کے لیے اپنے راستے کھول دیتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ دینِ محمدیؐ کی بقا اور تحفظ کا حق تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے لیکن اس کے عروج و ترقی کے لیے ہمارا عمل اور سعی مطلوب ہے۔ صحابۂ کرام رضؓ نے اس کے لیے جس قدر انتھک کوشش کی اسی قدر ثمرات بھی مشاہدہ کیے اور غیبی نصرت سے سرفراز ہوئے ہم بھی اُن کے نام لیوا ہیں اگر اب بھی ہم ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں اور اعلاء کلمۃ اللہ اور اشاعتِ اسلام کے لیے کمربستہ ہو جائیں تو یقیناً ہم بھی نصرتِ خداوندی اور امدادِ غیبی سے سرفراز ہوں گے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ یعنی اگر تم خدا کے دین کی مدد کے لیے کھڑے ہو جاؤ گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم خود ان باتوں کے پابند نہیں اور اس منصب کے اہل نہیں تو دوسروں کو کس منہ سے نصیحت کریں لیکن یہ نفس کا صریح دھوکہ ہے۔ جب ایک کام کرنے کا ہے اور حق تعالیٰ کی جانب سے ہم اس کے مامور ہیں تو پھر ہمیں اس میں پس و پیش کی گنجائش نہیں ہمیں خدا کا حکم سمجھ کر کام شروع کر دینا چاہیے پھر انشاء اللہ یہی جدوجہد ہماری پختگی، استحکام اور استقامت کا باعث ہوگی اور اسی طرح کرتے کرتے ایک دن تقربِ خداوندی کی سعادت نصیب ہو جائے گی یہ ناممکن اور محال ہے کہ ہم حق تعالیٰ کے کام میں جدوجہد کریں اور وہ رحمٰن و رحیم ہماری طرف نظرِ کرم نہ فرمائے۔ میرے اس قول کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے:

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا نَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ حَتّٰى نَعْمَلَ بِهٖ كُلِّهٖ وَلَا نَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى نَجْتَنِبَهٗ كُلَّهٗ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ	حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم بھلائیوں کا حکم نہ کریں جب تک جب تک خود تمام پر عمل نہ کریں اور برائیوں سے منع نہ کریں جب تک خود تمام برائیوں سے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وَإِنْ لَّمْ تَعْمَلُوْا بِهٖ كُلِّهٖ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَإِنْ لَّمْ تَجْتَنِبُوْهُ كُلَّهٗ۔

(رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط)

نہ بچیں۔ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ تم بھلی باتوں کا حکم کرو اگرچہ تم خود ان سب کے پابند نہ ہو اور برائیوں سے منع کرو اگرچہ تم خود ان سب سے نہ بچ رہے ہو۔

پانچویں وجہ یہ ہے کہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ جگہ جگہ مدارسِ دینیہ کا قائم ہونا، علماء کا وعظ و نصیحت کرنا، خانقاہوں کا آباد ہونا، مذہبی کتابوں کا تصنیف ہونا، رسالوں کا جاری ہونا، یہ سب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے شعبے ہیں اور ان کے ذریعہ اس فریضہ کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان سب اداروں کا قیام اور بقا بہت ضروری ہے اور ان کی جانب اعتناء اہم امور سے ہے۔ اس لیے کہ دین کی جو کچھ تھوڑی بہت جھلک دکھائی دے رہی ہے وہ انہی اداروں کے مبارک آثار ہیں۔ لیکن پھر بھی اگر غور سے دیکھا جائے تو ہماری موجودہ ضرورت کے لیے یہ ادارے کافی نہیں اور ان پر اکتفا کرنا ہماری کھلی غلطی ہے اس لیے کہ ان اداروں سے ہم اس وقت منتفع ہو سکتے ہیں، جب ہم میں دین کا شوق اور طلب ہو اور مذہب کی وقعت اور عظمت ہو۔ اب سے پچاس سال پہلے ہم میں شوق و طلب موجود تھا اور ایمانی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ اس لیے ان اداروں کا قیام ہمارے لیے کافی تھا، لیکن آج غیر اقوام کی انتھک کوششوں نے ہمارے اسلامی جذبات بالکل فنا کر دیے اور طلب و رغبت کے بجائے آج ہم مذہب سے متنفر اور بیزار نظر آتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم مستقل کوئی تحریک ایسی شروع کریں جس سے عوام میں دین کے ساتھ تعلق اور شوق و رغبت پیدا ہو اور ان کے سوئے ہوئے جذبات بیدار ہوں۔ پھر بھی ہم ان اداروں سے ان کی شان کے مطابق منتفع ہو سکتے ہیں۔ ورنہ اگر اسی طرح دین سے بے رغبتی اور بے اعتنائی بڑھتی گئی تو ان اداروں سے انتفاع تو درکنار ان کا بقا بھی دشوار نظر آتا ہے۔

چھٹی وجہ یہ ہے کہ جب ہم اس کام کو لے کر دوسروں کے پاس جاتے ہیں تو وہ بری طرح پیش آتے ہیں اور سختی سے جواب دیتے ہیں، اور ہماری توہین و تذلیل کرتے ہیں لیکن ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کام انبیاء کرام ؑ کی نیابت ہے اور ان مصائب

اور مشقتوں میں مبتلا ہونا اس کام کا خاصہ ہے۔ اور یہ سب مصائب و تکالیف بلکہ اس سے بھی زائد انبیاء کرام عنے اس راہ میں برداشت کیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ٥ (حجر ع: ١)

ہم بھیج چکے ہیں رسول تم سے پہلے اگلے لوگوں کے گروہوں میں اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا تھا مگر یہ اس کی ہنسی اڑاتے رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

دعوت حق کی راہ میں جس قدر مجھ کو اذیت اور تکلیف میں مبتلا کیا گیا ہے کسی نبی اور رسول کو نہیں کیا گیا۔

پس جب سردار دو عالم اور ہمارے آقا و مولیٰ نے ان مصائب اور مشقتوں کو تحمل اور بردباری کے ساتھ برداشت کیا تو ہم بھی ان کے پیرو ہیں اور انہی کا کام لے کر کھڑے ہوئے ہیں ہمیں بھی ان مصائب سے پریشان نہ ہونا چاہیے۔ اور تحمل اور بردباری کے ساتھ ان کو برداشت کرنا چاہیے۔

ماسبق سے بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ ہمارا اصل مرض روح اسلامی اور حقیقتِ ایمانی کا ضعف اور اضمحلال ہے۔ ہمارے اسلامی جذبات فنا ہو چکے اور ہماری ایمانی قوت زائل ہو چکی اور جب اصل شے ہی میں انحطاط آگیا تو اس کے ساتھ جتنی خوبیاں اور بھلائیاں وابستہ تھیں ان کا انحطاط پذیر ہونا بھی لابدی اور ضروری تھا اور اس ضعف و انحطاط کا سبب اس اصل شے کا چھوڑ دینا ہے، جس پر تمام دین کا بقا اور دارومدار ہے۔ اور وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کے افراد خوبیوں اور کمالات سے آراستہ نہ ہوں۔

پس ہمارا علاج صرف یہ ہے کہ ہم فریضۂ تبلیغ کو ایسی طرح لے کر کھڑے ہوں جس سے ہم میں قوت ایمانی بڑھے اور اسلامی جذبات ابھریں۔ ہم خدا اور رسول کو پہچانیں اور احکام خداوندی کے سامنے سرنگوں ہوں اور اس کے لیے ہیں وہی طریقہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اختیار کرنا ہوگا جو سیّد الانبیاء والمرسلین نے مشرکینِ عرب کی اصلاح کے لیے اختیار فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	بیشک تمہارے لیے رسول اللہ میں اچھی پیروی ہے۔

اسی کی جانب امام مالک رضی اللہ عنہ اشارہ فرماتے ہیں۔ لَنْ يُّصْلِحَ اٰخِرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا مَا اَصْلَحَ اَوَّلَهَا یعنی اس امتِ محمدیہ کے آخر میں آنے والے لوگوں کی ہرگز اصلاح نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہی طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس نے ابتداء میں اصلاح کی ہے۔

جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعوتِ حق لے کر کھڑے ہوئے آپؐ تنہا تھے کوئی آپؐ کا ساتھی اور ہم خیال نہ تھا۔ دنیوی کوئی طاقت آپ کو حاصل نہ تھی۔ آپؐ کی قوم میں خودسری اور خودرائی انتہا درجہ کو پہنچی ہوئی تھی ان میں سے کوئی حق بات سننے اور اطاعت کرنے پر آمادہ نہ تھا بالخصوص جس کلمۂ حق کی آپؐ تبلیغ کرنے کھڑے ہوئے تھے اس سے تمام قوم کے قلوب متنفر اور بیزار تھے ان حالات میں کون سی طاقت تھی جس سے ایک مفلس و نادار بے یار و مددگار انسان نے تمام قوم کو اپنی طرف کھینچا اب غور کیجیے کہ آخر وہ کیا چیز تھی جس کی طرف آپ نے مخلوق کو بلایا اور جس شخص نے اس چیز کو پا لیا وہ پھر ہمیشہ کے لیے آپ کا ہو رہا دنیا جانتی ہے کہ وہ صرف ایک سبق تھا جو آپ کا مطمحِ نظر اور مقصودِ اصلی تھا جس کو آپؐ نے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (آلِ عمران، ع ۷)	بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی دوسرے کو رب نہ قرار دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر۔

اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے سوا ہر شے کی عبادت اور اطاعت اور فرماں برداری کی ممانعت کی اور اغیار کے تمام بندھنوں اور علاقوں کو توڑ کر ایک نظامِ عمل مقرر کر دیا اور بتلا دیا کہ اس سے ہٹ کر کسی دوسری طرف رُخ نہ کرنا۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ ۔ (اعراف : ع ۱)

تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کا اتباع مت کرو۔

یہی وہ اصل تعلیم تھی جس کی اشاعت کا آپ ؐ کو حکم دیا گیا۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝ النحل ع ۱۵

اے محمد! بلاؤ لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور نیک نصیحت سے اور ان کے ساتھ بحث کرو جس طرح بہتر ہو بے شک تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے اس شخص کو جو گمراہ ہو اس کی راہ سے وہی خوب جانتا ہے راہ چلنے والوں کو۔

اور یہی وہ شاہراہ تھی جو آپ ؐ کے لیے اور ہر پیرو کے لیے مقرر کی گئی۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ یوسف ع ۱۲
وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ (حم سجدہ ع ۴)

کہہ دو یہ ہے میرا راستہ بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جتنے میرے تابع ہیں وہ بھی اور اللہ پاک ہے اور میں شریک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو جو خدا کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔

پس اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی مخلوق کو بلانا، بھٹکے ہوؤں کو راہِ حق دکھلانا، گمراہوں کو ہدایت کا راستہ دکھلانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفۂ حیات اور آپ ؐ کا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مقصدِ اصلی تھا اور اسی مقصد کی نشو و نما اور آبیاری کے لیے ہزاروں نبی اور رسول بھیجے گئے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○ (الانبیاء: ع ۲)	اور ہم نے نہیں بھیجا تم سے پہلے کوئی رسول مگر اس کی جانب یہی وحی بھیجتے تھے کہ کوئی معبود نہیں بجز میرے پس میری بندگی کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور دیگر انبیاء کرام ع کے مقدس لمحاتِ زندگی پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ سب کا مقصد اور نصب العین صرف ایک ہے اور وہ اللہ رب العلمین وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات و صفات کا یقین کرنا۔ یہی ایمان اور اسلام کا مفہوم ہے اور اسی لیے انسان کو دنیا میں بھیجا گیا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ یعنی ہم نے جنات اور انسان کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ بندہ بن کر زندگی بسر کریں۔

اب جبکہ مقصدِ زندگی واضح ہوگیا اور اصل مرض اور اس کے معالجہ کی نوعیت معلوم ہوگئی تو طریقِ علاج کی تجویز میں زیادہ دشواری پیش نہ آئے گی اور اس نظریے کے ماتحت جو بھی علاج کا طریقہ اختیار کیا جائے گا ان شاء اللہ نافع اور سود مند ہوگا۔

ہم نے اپنی نارسا فہم کے مطابق مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے ایک نظامِ عمل تجویز کیا ہے جس کو فی الحقیقت اسلامی زندگی یا اسلاف کی زندگی کا نمونہ کہا جا سکتا ہے جس کا اجمالی نقشہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

سب سے اہم اور پہلی چیز یہ ہے کہ ہر مسلمان تمام اغراض و مقاصدِ دنیوی سے قطعِ نظر کرکے اعلاءِ کلمۃ اللہ اور اشاعتِ اسلام اور احکامِ خداوندی کے رواج اور سرسبزی کو اپنا نصب العین بنادے اور اس بات کا پختہ عہد کرے کہ حق تعالیٰ کے ہر حکم کو مانوں گا اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا اور کبھی خداوندِ کریم کی نافرمانی نہ کروں گا اور اس نصب العین کی تکمیل کے لیے اس دستور العمل پر کاربند ہو۔

(۱) کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ کا صحتِ الفاظ کے ساتھ یاد کرنا اور اس کے معنی اور مفہوم کو سمجھنا اور ذہن نشین کرنے کی کوشش کرنا اور اپنی پوری زندگی

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کو اس کے موافق بنانے کی فکر کرنا۔

(۲) نماز کا پابند ہونا، اس کے آداب و شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرنا اور ہر ہر رکن میں خداوند کریم کی عظمت و بزرگی اور اپنی بندگی اور بیچارگی کا دھیان کرنا۔ غرض اس کوشش میں لگے رہنا کہ نماز اس طرح ادا ہو جو اس رب العزت کی بارگاہ کی حاضری کے شایان شان ہو ایسی نماز کی کوشش کرتا رہے اور حق تعالیٰ سے اس کی توفیق طلب کرے۔ اگر نماز کا طریقہ معلوم نہ ہو تو اس کو سیکھے اور نماز میں پڑھنے کی تمام چیزوں کو یاد کرے۔

(۳) قرآن کریم کے ساتھ وابستگی اور دل بستگی پیدا کرنا جس کے دو طریقے ہیں۔

(الف) کچھ وقت روزانہ ادب و احترام کے ساتھ معنی و مفہوم کا دھیان کرتے ہوئے تلاوت کرنا۔ اگر عالم نہ ہو اور معنی و مفہوم کو سمجھنے سے قاصر ہو تب بھی بغیر معنی سمجھے کلام ربانی کی تلاوت کرے اور سمجھے کہ میری فلاح و بہبود اسی میں مضمر ہے محض الفاظ کا پڑھنا بھی سعادتِ عظمیٰ ہے اور موجب خیر و برکت ہے اور اگر الفاظ بھی نہیں پڑھ سکتا تو تھوڑا وقت روزانہ قرآن مجید کی تعلیم میں صرف کرنا۔

(ب) اپنے بچوں اور اپنے محلّہ اور گاؤں کے لڑکوں اور لڑکیوں کی قرآن مجید اور مذہبی تعلیم کی فکر کرنا اور ہر کام پر اس کو مقدّم رکھنا۔

(۴) کچھ وقت یادِ الٰہی اور ذکر و فکر میں گزارنا۔ پڑھنے کے لیے کوئی چیز کسی شیخ طریقت متبع سنت سے دریافت کرے ورنہ کلمہ سوم سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝ اور درود و استغفار کی ایک تسبیح صبح اور ایک شام معنی کا دھیان کرتے ہوئے جی لگا کر اطمینان قلب کے ساتھ پڑھے۔ حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

(۵) ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھنا اس کے ساتھ ہمدردی اور غمگساری کا برتاؤ کرنا، صفت اسلام کی وجہ سے اس کا ادب و احترام کرنا۔ ایسی باتوں سے بچنا جو کسی مسلمان بھائی کی تکلیف و اذیت کا باعث ہوں۔

ان باتوں کا خود بھی پابند بنے اور کوشش کرے کہ ہر مسلمان ان کا پابند بن جائے جس کا طریقہ یہ ہے کہ خود بھی اپنا کچھ وقت دین کی خدمت کے لیے فارغ کرے اور

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

دوسروں کو بھی ترغیب دے کر دین کی خدمت اور اشاعتِ اسلام کے لیے آمادہ کرے۔

جس دین کی اشاعت کے لیے انبیاء کرام عؑ نے مشقتیں برداشت کیں، طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہوئے۔ صحابۂ کرام رضؓ اور ہمارے اسلاف نے اپنی عمروں کو اس میں صَرف کیا اور اس کی خاطر راہِ خدا میں اپنی جانوں کو قربان کیا۔ اس دین کی ترویج اور بقا کے لیے تھوڑا وقت نہ نکالنا بڑی بدنصیبی اور خسران ہے اور یہی وہ اہم فریضہ ہے جس کو چھوڑ دینے کی وجہ سے آج ہم تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔

پہلے مسلمان ہونے کا مفہوم یہ سمجھا جاتا تھا کہ اپنا جان و مال، عزّت و آبرو، اشاعتِ اسلام اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کی راہ میں صَرف کرے اور جو شخص اس میں کوتاہی کرتا تھا وہ بڑا نادان سمجھا جاتا تھا۔ لیکن افسوس کہ آج ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور دین کی باتوں کو اپنی آنکھوں سے مٹتا ہوا دیکھ رہے ہیں، پھر بھی اس دین کی ترویج اور بقا کے لیے کوشش کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ غرض اعلاءِ کلمۃ اللہ اور اشاعتِ دینِ متین جو مسلمان کا مقصدِ زندگی اور اصلی کام تھا اور جس کے ساتھ ہماری دونوں جہان کی فلاح و ترقی وابستہ تھی، اور جس کو چھوڑ کر آج ہم ذلیل و خوار ہو رہے ہیں اب پھر ہمیں اپنے اصلی مقصد کو اختیار کرنا چاہیے اور اس کام کو اپنا جزوِ زندگی اور حقیقی مشغلہ بنانا چاہیے تاکہ پھر رحمتِ خداوندی جوش میں آوے اور ہمیں دُنیا و آخرت کی سرخ روئی اور شادابی نصیب ہو۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اپنا تمام کاروبار چھوڑ کر بالکل اس کام میں لگ جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ جیسا اور دنیوی ضروریاتِ انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں اور ان کو انجام دیا جاتا ہے اس کام کو بھی ضروری اور اہم سمجھ کر اس کے واسطے وقت نکالا جائے۔ جب چند آدمی اس مقصد کے لیے تیار ہو جائیں تو ہفتہ میں چند گھنٹے اپنے محلّے، اور مہینہ میں تین دن قرب و جوار کے مواضعات میں۔ اور سال میں ایک چلہ دور کے مواضعات میں اس کام کو کریں اور کوشش کریں کہ ہر مسلمان امیر ہو یا غریب، تاجر ہو یا ملازم، زمیندار ہو یا کاشتکار، عالم ہوں یا جاہل اس کام میں شریک ہو جائے اور ان امور کا پابند بن جائے۔

کام کرنے کا طریقہ

کم از کم دس آدمیوں کی جماعت تبلیغ کے لیے نکلے۔ اوّل اپنے میں سے ایک شخص کو

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

امیر بنا دے اور پھر سب مسجد میں جمع ہوں اور وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کریں (بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو) بعد نماز سب مل کر حق تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کریں اور نصرت و کامیابی اور تائیدِ خداوندی اور توفیقِ الٰہی کو طلب کریں اور اپنے ثبات اور استقلال کی دُعا مانگیں دُعا کے بعد سکون و وقار کے ساتھ آہستہ آہستہ حق تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے روانہ ہوں اور فضول بات نہ کریں۔ جب اس جگہ پہنچیں جہاں تبلیغ کرنی ہے تو پھر سب مل کر حق تعالیٰ سے دُعا مانگیں اور تمام محلہ یا گاؤں میں گشت کر کے لوگوں کو جمع کریں۔ اوّل ان کو نماز پڑھوائیں اور پھر ان امور کی پابندی کا عہد لیں اور اس طریقہ پر کام کرنے کے لیے آمادہ کریں اور ان لوگوں کے ہمراہ گھروں کے دروازوں پر جا کر عورتوں سے بھی نماز پڑھوائیں اور ان باتوں کی پابندی کی تاکید کریں۔

جو لوگ اس کام کو کرنے کے لیے تیار ہو جائیں ان کی ایک جماعت بنا دی جائے۔ اور ان میں سے ایک شخص کو ان کا امیر مقرر کر دیا جائے اور اپنی نگرانی میں ان سے کام شروع کرا دیا جائے اور پھر ان کے کام کی نگرانی کی جائے۔ ہر تبلیغ کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے امیر کی اطاعت کرے اور امیر کو چاہیے کہ اپنے ساتھیوں کی خدمت گزاری اور راحت رسانی ہمت افزائی اور ہمدردی میں کمی نہ کرے اور قابلِ مشورہ باتوں میں سب سے مشورہ لے کر اس کے موافق عمل کرے۔

تبلیغ کے آداب

یہ کام حق تعالیٰ کی ایک اہم عبادت اور سعادتِ عظمیٰ ہے اور انبیاء کرامؑ کی نیابت ہے۔ کام جس قدر بڑا ہوتا ہے اسی قدر آداب کو چاہتا ہے۔ اس کام سے مقصد دوسروں کی ہدایت نہیں بلکہ خود اپنی اصلاح اور عبدیت کا اظہار اور حکمِ خداوندی کی بجا آوری اور حق تعالیٰ کی رضا جوئی ہے پس چاہیے کہ امورِ مندرجہ کو اچھی طرح ذہن نشین کرے اور ان کی پابندی کرے۔

۱۔ اپنا تمام خرچ کھانے پینے، کرایہ وغیرہ کا حتی الوسع خود برداشت کرے اور اگر گنجائش اور وسعت ہو تو اپنے نادار ساتھیوں پر بھی خرچ کرے۔

۲۔ اپنے ساتھیوں اور اس مقدس کام کے کرنے والوں کی خدمت گزاری اور عزت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

افزائی کو اپنی سعادت سمجھے اور ان کے ادب و احترام میں کمی نہ کرے۔

۳۔ عام مسلمانوں کے ساتھ نہایت تواضع اور انکساری کا برتاؤ رکھے۔ بات کرنے میں نرم لہجہ اور خوشامد کا پہلو اختیار کرے کسی مسلمان کو حقارت اور نفرت کی نظر سے نہ دیکھے۔ بالخصوص علماءِ دین کی عزت و عظمت میں کوتاہی نہ کرے۔ جس طرح ہم پر قرآن و حدیث کی عزت و عظمت و ادب و احترام واجب اور ضروری ہے، اسی طرح ان مقدس ہستیوں کی عزت و عظمت ادب و احترام بھی ضروری ہے، جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی اس نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمایا علماءِ حق کی توہین دین کی توہین کے مرادف ہے جو خدا کے غیظ و غضب کا موجب ہے۔

۴۔ فرصت کے خالی وقتوں کو بجائے جھوٹ، غیبت، لڑائی، فساد، کھیل تماشے کے مذہبی کتابوں کے پڑھنے اور مذہب کے پابند لوگوں کے پاس بیٹھنے میں گزارے جس سے خدا اور رسول ؐ کی باتیں معلوم ہوں خصوصاً ایامِ تبلیغ میں فضول باتوں اور فضول کاموں سے بچے اور اپنے فارغ اوقات کو یادِ الٰہی اور ذکر و فکر اور درود و استغفار اور تعلیم و تعلم میں گزارے۔

۵۔ جائز طریقوں سے حلال روزی حاصل کرے اور کفایت شعاری کے ساتھ اس کو خرچ کرے اور اپنے اہل و عیال اور دیگر اقرباء کے شرعی حقوق ادا کرے۔

۶۔ کسی نزاعی مسئلہ اور فروعی بات کو نہ چھیڑے بلکہ صرف اصلِ توحید کی طرف دعوت دے اور ارکانِ اسلام کی تبلیغ کرے۔

۷۔ اپنے تمام افعال و اقوال کو خلوص نیّت کے ساتھ مزین اور آراستہ کرے کہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی موجبِ خیر و برکت اور باعثِ ثمراتِ حسنہ ہوتا ہے۔ اور بغیر اخلاص کے نہ دنیا ہی میں کوئی ثمرہ نکلتا ہے۔ اور نہ آخرت میں اجر و ثواب ملتا ہے حضرت معاذ رضؓ کو جب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو انہوں نے درخواست کی کہ مجھے نصیحت کیجیے۔ حضور اقدس ؐ نے ارشاد فرمایا کہ دین کے کاموں میں اخلاص کا اہتمام رکھنا کہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی کافی ہے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ "حق تعالیٰ شانہٗ اعمال میں سے صرف اسی عمل کو قبول فرماتے ہیں جو خالص انہیں کے لیے کیا گیا ہو" دوسری جگہ ارشاد ہے۔ "حق تعالیٰ شانہٗ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتے، بلکہ تمہارے قلوب اور اعمال کو دیکھتے ہیں"
پس سب سے اہم اور اصل شے یہ ہے کہ اس کام کو خلوص کے ساتھ کیا جائے ریا ونمود کو اس میں دخل نہ ہو۔ جس قدر اخلاص ہوگا اسی قدر کام میں ترقی اور سرسبزی ہوگی۔ اس دستور العمل کا مختصر خاکہ آپ کے سامنے آگیا اور اس کی ضرورت اور اہمیت پر بھی کافی روشنی پڑ گئی۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ کشمکش اور اضطراب و بے چینی میں یہ طریق کار کس حد تک ہماری رہبری کرسکتا ہے؟ اور کہاں تک ہماری مشکلات کو دور کرسکتا ہے؟ اس کے لیے پھر ہمیں قرآن کریم کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ قرآن کریم نے ہماری اس جدوجہد کو ایک سود مند تجارت سے تعبیر کیا ہے اور اس کی جانب اس طرح رغبت دلائی ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝

(صف: ع:۱)

اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچائے تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں تم اپنے مال وجان سے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے۔ اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور عمدہ مکانوں میں جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہوں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے اور ایک اور بھی ہے کہ تم اس کو پسند کرتے ہو۔ اللہ کی طرف سے مدد اور جلد فتح یابی۔ اور آپ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مومنین کو بشارت دے دیجیے۔

اس آیت میں ایک تجارت کا تذکرہ ہے جس کا پہلا ثمرہ یہ ہے کہ وہ عذاب الیم سے نجات دِلانے والی ہے وہ تجارت یہ ہے کہ ہم خدا اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاویں اور خدا کی راہ میں اپنے جان ومال کے ساتھ جہاد کریں۔ یہ وہ کام ہے جو ہمارے لیے سراسر خیر ہے۔ اگر ہم میں کچھ بھی عقل و فہم ہو، اس معمولی کام پہ ہمیں کیا منافع ملے گا۔ ہماری تمام لغزشوں اور کوتاہیوں کو ایک دم معاف کردیا جائے گا اور آخرت میں بڑی بڑی نعمتوں سے سرفراز کیا جائے گا۔ یہی بہت بڑی کامیابی اور سرفرازی ہے۔ مگر اس پر بس نہیں، بلکہ ہماری چاہتی چیز بھی ہمیں دے دی جائے گی۔ اور وہ دُنیا کی سرسبزی اور نصرت وکامیابی اور دشمنوں پر غلبہ وحکمرانی ہے۔

حق تعالیٰ نے ہم سے دو چیزوں کا مطالبہ کیا اوّل یہ کہ ہم خدا اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاویں۔ دوسرے یہ کہ اپنے جان، مال سے خدا کی راہ میں جہاد کریں اور اس کے بدلے میں دو چیزوں کی ہم سے ضمانت کی۔ آخرت میں جنت اور ابدی چین اور راحت اور دنیا میں نصرت وکامیابی پہلی چیز جو ہم سے مطلوب ہے وہ ایمان ہے۔ ظاہر ہے کہ ہماری اس تحریک کا منشاء بھی یہی ہے کہ ہمیں حقیقی ایمان کی دولت نصیب ہو۔ دوسری چیز جو ہم سے مطلوب ہے وہ جہاد ہے۔ جہاد کی اصل اگرچہ کفار کے ساتھ جنگ اور مقابلہ ہے مگر درحقیقت جہاد کا منشا بھی اعلاء کلمۃ اللہ اور احکام خداوندی کا نفاذ اور اجرا ہے اور یہی ہماری تحریک کا مقصدِ اصلی ہے

پس معلوم ہوا کہ جیسا کہ مرنے کے بعد کی زندگی کا خوشگوار ہونا اور جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہونا، خدا اور رسول ﷺ پر ایمان لانے اور اس کی راہ میں جدوجہد کرنے پر موقوف ہے۔ ایسا ہی دنیاوی زندگی کی خوشگواری اور دُنیا کی نعمتوں سے منتفع ہونا بھی اس پر موقوف ہے کہ ہم خدا اور رسول ﷺ پر ایمان لاویں اور اپنی تمام جدوجہد کو اس کی راہ میں صرف کریں۔

اور جب ہم اس کام کو انجام دے دیں گے یعنی خدا اور رسول ﷺ پر ایمان لے آویں گے اور اس کی راہ میں جدوجہد کرکے اپنے آپ کو اعمالِ صالحہ سے آراستہ بنالیں گے تو پھر روئے زمین کی بادشاہت اور خلافت کے مستحق ہوجائیں گے اور سلطنت وحکومت

www.Momeen.blogspot.com

Visit www.Momeen.blogspot.com

ہمیں دے دی جائے گی۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا ؕ (النور ع ٦،)

تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو ان کے لیے پسند کیا ہے اس کو ان کے لیے قوت دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو امن سے بدل دے گا بشرطیکہ میری بندگی کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

اس آیت میں تمام اُمّت سے وعدہ ہے ایمان وعملِ صالح پر حکومت دینے کا، جس کا ظہور عہدِ نبوی ؐ سے شروع ہو کر خلافت راشدہ تک متصلاً ممتد رہا۔ چنانچہ جزیرۂ عرب آپ ؐ کے زمانے میں اور دیگر ممالک زمانۂ خلفاءِ راشدین میں فتح ہو گئے اور بعد میں بھی وقتاً فوقتاً گو اتصال نہ ہو دوسرے صلحاء ملوک و خلفاء کے حق میں اس وعدہ کا ظہور ہوتا رہا اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ دوسری آیت ہے۔

اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ٥ (نحو ٢) (بیان القرآن)

پس معلوم ہوا کہ اس دنیا میں چین و راحت اور اطمینان وسکون اور عزت وآبرو کی زندگی بسر کرنے کی اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں کہ ہم اس طریق پر مضبوطی کے ساتھ کاربند ہوں اور اپنی اجتماعی اور انفرادی ہر قسم کی قوت اس مقصد کی تکمیل کے لیے وقف کریں۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا تم سب دین کو مضبوط پکڑو اور ٹکڑے ٹکڑے مت بنو۔

یہ ایک مختصر "نظامِ عمل" ہے جو درحقیقت اسلامی زندگی اور اسلاف کی زندگی کا نمونہ ہے ملک میوات میں ایک عرصہ سے اس طرز پر کام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ناتمام کوشش کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ قوم روز بروز ترقی کرتی جا رہی ہے۔ اس کام کے وہ برکات و ثمرات اس قوم میں مشاہدہ کیے گئے جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں اگر تمام مسلمان اجتماعی طور پر اس طریق زندگی کو اختیار کرلیں تو حق تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ ان کی تمام مصائب اور مشکلات دور ہوجائیں گی اور وہ عزت وآبرو اور اطمینان اور سکون کی زندگی پالیں گے اور اپنے کھوئے ہوئے دبدبے اور وقار کو پھر حاصل کرلیں گے۔ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔

ہر چند میں نے اپنے مقصد کو سلجھانے کی کوشش کی لیکن یہ چند تجاویز کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک عملی نظام کا خاکہ ہے جس کو اللہ کا ایک برگزیدہ بندہ (سیدی ومولائی مخدومی و مخدوم العالم حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ) لے کر کھڑا ہوا اور اپنی زندگی کو اس مقدس کام کے لیے وقف کیا۔ اس لیے آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ ان بے ربط سطور کے پڑھنے اور سمجھنے پر ہرگز اکتفا نہ کریں بلکہ اس کام کو سیکھیں اور اس نظام کا عملی نمونہ دیکھ کر اس سے سبق حاصل کریں اور اپنی زندگی کو اس سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں اسی جانب متوجہ کرنا میرا مقصود ہے اور بس۔

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چُنے ہیں ان کے دامن کے لیے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط
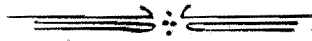
Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہماری دینی مطبوعات

نام کتاب	مصنف	قیمت
شانِ رحمت عالمؐ	عبدالرزاق	
حقیقتِ توحید وسنت	مولانا گوہر رحمن	
انبیائے کرامؑ	مقبول انور داؤدی	
کرامات صحابہؓ	مولانا اشرف علی تھانویؒ	
حج اور عمرہ	شریف احمد خاں	
عظیم کائنات کا عظیم خدا	ڈاکٹر غلام جیلانی برق	
عظیم نبی کی عظیم دعائیں	سید حامد لطیف	
خواتین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں	ام فاروق	
آداب زندگی	مولانا اشرف علی تھانویؒ	
قبر کی پہلی رات	صوفی محمد اسماعیل	
دعوت اسلامی اور مسلمانوں کے فرائض	میاں طفیل محمد	
تعلیم و تربیت	عبدالرحمن شاکر	
قیامت کی پیشگوئیاں	مولانا محمد عاشق بلند شہری	
تصوف کیا ہے؟	مولانا سید ابوالحسن ندوی	
مسلمان بچوں اور بچیوں کے اسلامی نام	حسن دین	
حضرت محمد رسول اللہؐ کے حالات زندگی	سید امین الحسن رضوی	

نام کتاب	مصنف	قیمت
حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حالات زندگی	مولانا صادق حسین صدیقی	
حضرت عمرؓ کے حالات زندگی	" "	"
حضرت عثمان غنیؓ کے حالات زندگی	" "	"
حضرت علیؓ کے حالات زندگی	" "	"
میدان حشر	مولانا عاشق الٰہی بلند شہری	
امت مسلمہ کی مائیں	" "	"
پچاس قصے	" "	"
حقوق الوالدین	" "	"
رات کو پڑھنے کے وظائف	مسندا حمد	
مسنون و مقبول دعائیں	مولانا اشرف علی تھانویؒ	
چھ باتیں (اردو)	" "	"
قاعدہ یسرنا القرآن ۲۳×۳۶/۱۶		
نورانی قاعدہ رنگین کور سائز		
نورانی قاعدہ سادہ کور سائز		
سولہ سورہ کلاں سائز		
منزل	آیات منتخبہ از حضرت شیخ	

اسلامک بک سروس

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

فہرست مضامین

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمَوْجُوْدَاتِ الَّذِيْ قَالَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْحَشْرِ۔

اَمَّا بَعْدُ اللہ جل جلالہٗ عم نوالہٗ کے لطف وانعام اور محض اس کے فضل واحسان اور اس کے نیک بندوں کی شفقت اور توجہات سے اس ناکارہ و نابکار سیاہ کار کے قلم سے فضائل کے سلسلہ میں متعدد رسائل لکھے گئے جو نظام الدین کے تبلیغی سلسلہ کے نصاب میں بھی داخل ہیں۔ اور احباب کے سینکڑوں خطوط سے ان کا بہت زیادہ نافع ہونا معلوم ہوتا رہا۔ اس ناکارہ کا اس میں کوئی دخل نہیں اوّلاً محض اللہ جل شانہ کا انعام ثانیاً اس پاک رسول کے کلام کی برکت جس کے تراجم ان رسائل میں پیش کئے گئے، ثالثاً ان اللہ والوں کی برکتیں جن کے ارشادات سے یہ رسائل لکھے گئے ہیں یہ اللہ کا محض لطف وکرم ہے کہ ان ساری برکات میں اس ناپاک کی گندگی حائل نہ ہوئی۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ وَلَكَ الشُّكْرُ كُلُّهٗ اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔

اس سلسلہ کا سب سے پہلا رسالہ ۱۳۴۸ھ میں فضائل قرآن کے نام سے حضرت اقدس شاہ محمد یٰسین عہ صاحب نگینوی خلیفہ قطب عالم شیخ المشائخ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کی تعمیل حکم میں لکھا گیا تھا۔ جیسا کہ اس رسالہ کے شروع میں تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا وصال ۳۰ شوال ۱۳۶۰ھ شب پنجشنبہ میں ہوا تھا۔ نور اللہ مرقدہٗ واعلی اللہ مراتبہٗ۔

حضرتؒ نے اپنے وصال کے وقت اپنے اجل خلیفہ مولانا الحاج عبد العزیز دعاجو کے ذریعہ یہ پیام اور وصیت بھیجی کہ جس طرح فضائل قرآن لکھا گیا ہے میری خواہش ہے کہ اسی طرح فضائل درود

عہ حضرت شاہ صاحبؒ کی ولادت ربیع الاول ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔ اس لحاظ سے ۷۵ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ نہایت بزرگ نہایت متواضع، نہایت کم گو، صاحب کشف اور صاحب تصرفات بزرگ تھے۔ اس ناکارہ پر بہت ہی شفقت فرماتے تھے حضرت ممدوح مدرسہ کے سالانہ جلسوں میں نہایت اہتمام سے تشریف لایا کرتے اور جلسہ سے فراغ پر کئی دن اس ناکارہ کے پاس قیام فرماتے بڑے اہتمام سے اس ناکارہ کے حدیث کے سبق میں بھی تشریف فرما ہوتے۔ اس نابکار کی عادت اسباق میں ڈبیہ بٹوہ ساتھ لیجانے کی بھی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت مرحوم نے یوں فرمایا کہ میں پان کھانے کو تو منع نہیں کرتا لیکن حدیث پاک کے سبق میں نہ کھایا کریں۔ اس وقت سے آج تک تقریباً ۳۵ سال ہو چکے ہیں بعض مرتبہ ۶، ۶ گھنٹہ مسلسل بھی سبق ہوا لیکن سبق میں کبھی پان کا خیال بھی نہیں آیا۔ یہ حضرت ہی کا تصرف تھا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے واقعات حضرت کی کرامتوں کے سننے میں آئے ہیں۔ رفع اللہ درجاتہٗ ۱۲

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بھی لکھدے۔ حضرت شاہ صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کے وصال کے بعد مولانا عبدالعزیز صاحب بار بار اس وصیت کی یاد دہانی اور تعمیل پر اصرار کرتے رہے اور یہ ناکارہ بھی اپنی نااہلیت کے باوجود دل سے خواہش کرتا رہا کہ یہ سعادت میسّر ہو جائے۔ شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے علاوہ اور بھی بہت سے حضرات کا اصرار ہوتا رہا مگر اس ناکارہ پر سیّد الکونین فخر الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلالتِ شان کا کچھ ایسا رعب طاری رہا کہ جب بھی اس کا ارادہ کیا یہ خوف طاری ہوا کہ مبادا کوئی چیز شانِ عالی کے خلاف نہ لکھی جائے۔ اسی لیت ولعل میں گذشتہ سال عزیزی مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے اصرار پر تیسری مرتبہ حجاز کی حاضری میسّر ہوئی اور اللہ کے فضل سے چوتھے حج کی سعادت حاصل ہوئی، حج سے فراغ پر جب مدینہ پاک حاضری ہوئی تو وہاں پہنچ کر بار بار دل میں یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ فضائل درود نہ لکھنے کا کیا جواب ہے۔ ہر چند کہ میں اپنے اعذار سوچتا تھا لیکن بار بار اس قلبی سوال پر یہ ناکارہ پختہ ارادہ کر کے آیا تھا کہ سفر سے واپسی پر انشاء اللہ اس مبارک رسالہ کی تکمیل کی کوشش کروں گا مگر "خوئے بدرا بہانۂ بسیار" یہاں واپسی پر بھی امروز و فردا ہوتا رہا۔ اس ماہ مبارک میں اس داعیہ نے پھر عود کیا تو آج ۲۵ رمضان المبارک آخری جمعہ کو جمعہ کی نماز کے بعد اللہ کے نام سے ابتداء تو کر ہی دی، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اس رسالہ میں اور اس سے پہلے جتنے رسائل لکھے گئے ہیں یا عربی کی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں جو لغزشیں ہوئی ہوں محض اپنے لطف وکرم سے ان کو معاف فرمائیں۔

اس رسالہ کو چند فصول اور ایک خاتمہ پر لکھنے کا خیال ہے پہلی فصل میں فضائل درود شریف دوسری فصل میں خاص خاص درود شریف کے خاص فضائل تیسری فصل میں درود شریف نہ پڑھنے کی وعیدیں، چوتھی فصل فوائد متفرقہ میں۔ پانچویں فصل حکایات میں۔ حق تعالیٰ شانہٗ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس رسالہ کے دیکھنے سے ہر شخص خود ہی محسوس کرے گا کہ درود شریف کتنی بڑی دولت ہے اور اس میں کوتاہی کرنے والے کتنی بڑی سعادت سے محروم ہیں۔

فصلِ اوّل درود شریف کے فضائل میں

اس میں سب سے اہم اور سب سے مقدم تو خود حق تعالیٰ شانہٗ، جل جلالہٗ عم نوالہٗ کا پاک ارشاد اور حکم ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

(۱) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ بیشک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (پ ۲۲ ع ۴)

ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ (بیان القرآن)

ف ۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن پاک میں بہت سے احکامات ارشاد فرمائے۔ نماز، روزہ، حج، وغیرہ اور بہت سے انبیاء کرامؑ کی توصیفیں اور تعریفیں بھی فرمائیں ان کے بہت سے اعزاز و اکرام بھی فرمائے۔ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم فرمایا کہ ان کو سجدہ کیا جائے۔ لیکن کسی حکم یا کسی اعزاز و اکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو۔ یہ اعزاز صرف سید الکونین فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے صلوٰۃ کی نسبت اوّلاً اپنی طرف اس کے بعد اپنے پاک فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اے مومنوں تم بھی درود بھیجو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ مؤمنین کی شرکت ہے۔ پھر عربی داں حضرات جانتے ہیں کہ آیت شریفہ کو لفظ "اِنَّ" کے ساتھ شروع فرمایا جو نہایت تاکید پر دلالت کرتا ہے اور صیغۂ مضارع کے ساتھ ذکر فرمایا۔ جو استمرار اور دوام پر دلالت کرتا ہے یہ قطعی چیز ہے اللہ اور اس کے فرشتے ہمیشہ درود بھیجتے رہتے ہیں نبی پر۔ علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ آیت شریفہ مضارع کے صیغہ کے ساتھ جو دلالت کرنے والا ہے استمرار اور دوام پر، دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اللہ اور اس کے فرشتے ہمیشہ درود بھیجتے رہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ صاحب روح البیانؒ لکھتے ہیں بعض علماء نے لکھا ہے کہ اللہ کے درود بھیجنے کا مطلب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود تک پہونچانا ہے اور وہ مقام شفاعت ہے۔ اور ملائکہ کے درود کا مطلب ان کی دعا کرنا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادتیٔ مرتبہ کے لئے اور حضورؐ کی امت کے لئے استغفار اور مومنین کے درود کا مطلب حضورؐ کا اتباع اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور حضورؐ کے اوصافِ جمیلہ کا تذکرہ اور تعریف، یہ بھی لکھا ہے کہ یہ اعزاز و اکرام جو اللہ جل شانہٗ نے حضورؐ کو عطا فرمایا ہے اس اعزاز سے بہت بڑھا ہوا ہے جو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرشتوں سے سجدہ کرا کر عطا فرمایا تھا۔ اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعزاز و اکرام میں اللہ جل شانہٗ خود بھی شریک ہیں بخلاف حضرت آدمؑ کے اعزاز کے کہ وہاں صرف فرشتوں کو حکم فرمایا ؎

عقلِ دُور اندیش می داند کہ تشریفے چنیں ✧ ہیچ دیں پرور نہ دید و ہیچ پیغمبر نیافت

یُصَلِّيْ عَلَيْهِ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ ✧ بِهٰذَا بَدَا لِلْعَالَمِيْنَ كَمَالُهٗ (انتہیٰ)

Visit : www.Momeen.blogspot.com

علماء نے لکھا ہے کہ آیت شریفہ میں حضورؐ کو نبی کے لفظ کے ساتھ تعبیر کیا محمدؐ کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا۔ جیسا کہ اور انبیا کو ان کے اسماء کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت عظمت اور غایت شرافت کی وجہ سے ہے۔ اور ایک جگہ جب حضورؐ کا ذکر حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آیا تو ان کو تو نام کے ساتھ ذکر کیا اور آپؐ کو نبی کے لفظ سے جیسا کہ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ میں ہے اور جہاں کہیں نام لیا گیا ہے وہ خصوصی مصلحت کی وجہ سے لیا گیا ہے۔ علامہ سخاویؒ نے اس مضمون کو تفصیل سے لکھا ہے۔

یہاں ایک بات قابل غور یہ ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ جو آیت شریفہ میں وارد ہوا ہے اور اس کی نسبت اللہ جل شانہٗ کی طرف اور اس کے فرشتوں کی طرف اور مؤمنین کی طرف کی گئی ہے وہ ایک مشترک لفظ ہے جو کئی معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور کئی مقاصد اس سے حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ صاحب روح البیان کے کلام میں بھی گذر چکا۔ علماء نے اس جگہ صلوٰۃ کے بہت سے معنی لکھے ہیں ہر جگہ جو معنی اللہ تعالیٰ شانہٗ اور فرشتوں اور مومنین کے حال کے مناسب ہوں گے وہ مراد ہوں گے، بعض علماء نے لکھا ہے کہ صلوٰۃ علی النبی کا مطلب نبی کی ثناء و تعظیم رحمت و عطوفت کے ساتھ ہے۔ پھر جس کی طرف یہ صلوٰۃ منسوب ہوگی اسی کے شان و مرتبہ کے لائق ثناء و تعظیم مراد لی جائے گی جیسا کہ کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر، بھائی بھائی پر مہربان ہے تو ظاہر ہے کہ جس طرح کی مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے اس نوع کی بیٹے کی باپ پر نہیں اور بھائی کی بھائی پر دونوں سے جدا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی اللہ جل شانہٗ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے، یعنی رحمت و شفقت کے ساتھ آپ کی ثناء و اعزاز و اکرام کرتا ہے اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں۔ مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت و تکریم اپنی شان و مرتبے کے موافق ہوگی۔ آگے مؤمنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلوٰۃ و رحمت بھیجو۔ امام بخاریؒ نے ابوالعالیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ کے درود کا مطلب اس کا آپ کی تعریف کرنا ہے فرشتوں کے سامنے اور فرشتوں کا درود ان کا دعاء کرنا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے یُصَلُّوْنَ کی تفسیر یُبَرِّکُوْنَ نقل کی گئی ہے۔ یعنی برکت کی دعاء کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں یہ قول ابوالعالیہ کے موافق ہے۔ البتہ اس سے خاص ہے۔ حافظؒ نے دوسری جگہ صلوٰۃ کے کئی معنی لکھکر لکھا ہے کہ ابوالعالیہ کا قول میرے نزدیک زیادہ اَولیٰ ہے کہ اللہ کی صلوٰۃ سے مراد اللہ کی تعریف ہے حضورؐ پر اور ملائکہ وغیرہ کی صلوٰۃ اس کی اللہ سے طلب ہے اور طلب سے مراد زیادتی کی طلب ہے نہ کہ اصل کی طلب اھ۔ حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا یعنی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

التحیات میں جو پڑھا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرما دیجئے۔ آپؐ نے یہ درود شریف ارشاد فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ الخ فصلِ ثانی کی حدیث ۱ پر یہ درود مفصل آرہا ہے، یعنی اللہ جل شانہٗ نے مومنین کو حکم دیا تھا کہ تم بھی نبی پر صلوٰۃ بھیجو۔ نبیؐ نے اس کا طریقہ بتا دیا کہ تمہارا بھیجنا یہی ہے کہ تم اللہ ہی سے درخواست کرو کہ وہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابدالآباد تک نبی پر نازل فرماتا رہے، کیونکہ اس کی رحمتوں کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس درخواست پر مزید رحمتیں نازل فرمائے وہ ہم عاجز و ناچیز بندوں کی طرف منسوب کر دی جائیں، گویا ہم نے بھیجی ہیں حالانکہ ہر حال میں رحمت بھیجنے والا وہی اکیلا ہے کسی بندے کی کیا طاقت تھی کہ سید الانبیاء کی بارگاہ میں ان کے رتبے کے لائق تحفہ پیش کر سکتا۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں "اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور ان کے ساتھ ان کے گھرانہ پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور ایک دفعہ مانگنے سے دس رحمتیں اترتی ہیں مانگنے والے پر اب جس کا جتنا بھی جی چاہے اتنا حاصل کر لے۔ اھ مختصراً۔ یہ حدیث جس کی طرف شاہ صاحبؒ نے اشارہ فرمایا عنقریب ۳ پر آرہی ہے، اس مضمون سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بعض جاہلوں کا یہ اعتراض کہ آیتِ شریفہ میں مسلمانوں کو حضورؐ پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم ہے اور اس پر مسلمانوں کا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اے اللہ تو درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مضحکہ خیز ہے۔ یعنی جس چیز کا حکم دیا تھا اللہ نے بندوں کو، وہی چیز اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف لوٹا دی بندوں نے چونکہ اول تو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت شریفہ کے نازل ہونے پر جب صحابہؓ نے اس کی تعمیل کی صورت دریافت کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تعلیم فرمایا جیسا کہ اوپر گذرا۔ نیز جیسا کہ فصلِ ثانی کی حدیث ۱ پر مفصل آرہا ہے۔ دوسرا اس وجہ سے کہ ہمارا یہ درخواست کرنا اللہ جل شانہٗ سے کہ تو اپنی رحمتِ خاص نازل کر یہ اس سے بہت ہی زیادہ اونچا ہے کہ ہم اپنی طرف سے کوئی ہدیہ حضورؐ کی خدمت میں بھیجیں۔ علامہ سخاویؒ قولِ بدیع میں تحریر فرماتے ہیں، فائدہ مہمہ امیر مصطفےٰ ترکمانی حنفی کی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ نے ہمیں درود کا حکم فرمایا ہے اور ہم یوں کہہ کر کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خود اللہ جل شانہٗ سے اُلٹا سوال کریں کہ وہ درود بھیجے یعنی نماز میں ہم اُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کی جگہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات میں کوئی عیب نہیں اور ہم سراپا عیوب و نقائص ہیں پس جس شخص میں بہت عیب ہوں وہ ایسے شخص کی کیا ثناء کرے جو پاک ہے اس لئے ہم اللہ ہی سے درخواست کرتے ہیں کہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وہی حضورؐ پر صلوٰۃ بھیجے تاکہ رب طاہر کی طرف سے نبی طاہر پر صلوٰۃ ہو۔ ایسے ہی علامہ نیشاپوریؒ سے بھی نقل کیا ہے کہ ان کی کتاب لطائف دحکم میں لکھا ہے کہ آدمی کو نماز میں صَلَّیْتُ عَلٰی مُحَمَّدٍ نہ پڑھنا چاہیئے۔ اس واسطے کہ بندہ کا مرتبہ اس سے قاصر ہے اس لئے اپنے رب ہی سے سوال کرے کہ وہ حضورؐ پر صلوٰۃ بھیجے تو اس صورت میں رحمت بھیجنے والا تو حقیقت میں اللہ جل شانہٗ ہی ہے اور ہماری طرف اس کی نسبت مجازاً بحیثیت دعا کے ہے۔ ابن ابی حجلہؒ نے بھی اسی قسم کی بات فرمائی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ جل شانہٗ نے ہمیں درود کا حکم فرمایا اور ہمارا درود حق واجب تک نہیں پہنچ سکتا تھا اس لئے ہم نے اللہ جل شانہٗ ہی سے درخواست کی کہ وہی زیادہ واقف ہے اس بات سے کہ حضورؐ کے درجہ کے موافق کیا چیز ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا دوسری جگہ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ یا اللہ میں آپ کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں، آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے اپنی خود ثنا فرمائی ہے۔ علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ بات معلوم ہو گئی تو جس طرح حضورؐ نے تلقین فرمایا ہے اسی طرح تیرا درود ہونا چاہیئے کہ اسی سے تیرا مرتبہ بلند ہو گا۔ اور نہایت کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہیئے اور اس کا بہت اہتمام اور اس پر مداومت چاہیئے۔ اس لئے کہ کثرتِ درود محبّت کی علامات میں سے ہے فَمَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِہٖ "جس کو کسی سے محبت ہوتی ہے اس کا ذکر بہت کثرت سے کیا کرتا ہے"۔ اھ مختصراً۔

علامہ سخاویؒ نے امام زین العابدینؒ سے نقل کیا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا اہلِ سنت ہونے کی علامت ہے۔ (یعنی سنّی ہونے کی)

علامہ زرقانیؒ شرح مواہب میں نقل کرتے ہیں کہ مقصود درود شریف سے اللہ تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں اس کے امتثالِ حکم سے تقرب حاصل کرنا ہے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق جو ہم پر ہیں اس میں سے کچھ کی ادائیگی ہے۔ حافظ عزالدین بن عبدالسلامؒ کہتے ہیں کہ ہمارا درود حضورؐ کے لئے سفارش نہیں ہے اس لئے کہ ہم جیسا حضورؐ کے لئے سفارش کیا کر سکتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ہمیں محسن کے احسان کے بدلہ دینے کا حکم دیا ہے اور حضورؐ سے بڑھ کر کوئی محسن اعظم نہیں۔ ہم چونکہ حضورؐ کے احسانات کے بدلہ سے عاجز تھے اللہ جل شانہٗ نے ہمارا عجز دیکھ کر ہم کو اس کی مکافات کا طریقہ بتایا کہ درود پڑھا جائے اور چونکہ ہم اس سے بھی عاجز تھے اس لئے ہم نے اللہ جل شانہٗ سے درخواست کی کہ تو اپنی شان کے موافق مکافات فرما۔ اھ مختصراً۔

www.Momeen.blogspot.com

چوں کہ قرآن پاک کی آیت بالا میں درود شریف کا حکم ہے اس لئے علماء نے درود شریف پڑھنے کو واجب لکھا ہے جس کی تفصیل چوتھی فصل میں فائدہ ۱ پر آئے گی۔

یہاں ایک اشکال پیش آتا ہے جس کو علامہ رازیؒ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب اللہ جل شانہٗ اور اس کے ملائکہ حضورؐ پر درود بھیجتے ہیں تو پھر ہمارے درود کی کیا ضرورت رہی اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا حضورؐ پر درود حضورؐ کی احتیاج کی وجہ سے نہیں، اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے درود کے بعد فرشتوں کے درود کی بھی ضرورت نہ رہتی بلکہ ہمارا درود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اظہارِ عظمت کے واسطے ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے پاک ذکر کا بندوں کو حکم کیا۔ حالاں کہ اللہ جل شانہٗ کو اس کے پاک ذکر کی بالکل ضرورت نہیں۔ اھ مختصراً۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ مجھ سے بعض لوگوں نے یہ اشکال کیا کہ آیت شریفہ میں صلوٰۃ کی نسبت تو اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے سلام کی نہیں کی گئی۔ میں نے اس کی وجہ بتائی کہ شاید اس وجہ سے کہ سلام دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے ایک دعا میں دوسرے انقیاد و اتباع میں۔ مومنین کے حق میں دونوں معنی صحیح ہو سکتے تھے اس لئے ان کو اس کا حکم کیا گیا۔ اور اللہ اور فرشتوں کے لحاظ سے تابعداری کے معنی صحیح نہیں ہو سکتے تھے اس لئے اس کی نسبت نہیں کی گئی، اس آیتِ شریفہ کے متعلق علامہ سخاویؒ نے ایک بہت ہی عبرتناک قصہ لکھا ہے۔ وہ احمد یمانیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں صنعاء میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بڑا مجمع ہو رہا ہے میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے لوگوں نے بتایا یہ شخص بڑی اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا تھا۔ قرآن پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہونچا تو يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے بجائے يُصَلُّوْنَ عَلٰى عَلِيِّ النَّبِيِّ پڑھ دیا۔ جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ اللہ اور اس کے فرشتے حضرت علیؓ پر درود بھیجتے ہیں جو نبی ہیں (غالباً پڑھنے والا رافضی ہوگا) اس کے پڑھتے ہی گونگا ہو گیا برص اور جذام یعنی کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور اندھا اور اپاہج ہو گیا اھ۔ بڑی عبرت کا مقام ہے اللہ ہی محفوظ رکھے اپنی پاک بارگاہ میں اور اپنے پاک کلام میں اور پاک رسولوں کی شان میں بے ادبی سے ہم لوگ اپنی جہالت اور لاپروائی سے اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتے کہ ہماری زبان سے کیا نکل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنی پکڑ سے محفوظ رکھے۔

(۲) قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (پ ۲۰ ع ۱)

آپ کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جس کو اس نے منتخب فرمایا ہے۔ (بیان القرآن)

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ف ۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ آیت شریفہ اگلے مضمون کے لئے بطور خطبہ کے ارشاد ہے۔ اس آیت شریفہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی تعریف اور اللہ کے منتخب بندوں پر سلام کا حکم کیا گیا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے رسولؐ کو حکم فرمایا ہے کہ سلام بھیجیں اللہ کے مختار بندوں پر اور وہ اس کے رسول اور انبیاء کرامؑ ہیں۔ جیسا کہ عبدالرحمن ابن زید بن اسلمؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى سے مراد انبیاءؑ ہیں جیسا کہ دوسری جگہ اللہ کے پاک ارشاد سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ میں ارشاد ہے۔ اور امام ثوریؒ وسدیؒ وغیرہ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد صحابہ کرامؓ ہیں اور ابن عباسؓ سے بھی یہ قول نقل کیا گیا ہے اور ان دونوں میں کوئی منافاۃ نہیں کہ اگر صحابہ کرامؓ اس کے مصداق ہیں تو انبیاء کرامؑ اس میں بطریق اولیٰ داخل ہیں۔ اھ۔

(۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضـ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاؤُد وابن حبان فِيْ صَحِيْحِهٖ وَغَيْرُهُمْ كَذَا فِي التَّرْغِيْبِ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

ف : اللہ جل شانہ کی طرف سے تو ایک ہی درود اور ایک ہی رحمت ساری دنیا کے لئے کافی ہے چہ جائیکہ ایک دفعہ درود پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوں اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت درود شریف کی ہوگی کہ اس کے ایک دفعہ درود پڑھنے پر اللہ جل شانہ کی طرف سے دس دفعہ رحمتیں نازل ہوں۔ پھر کتنے خوش قسمت ہیں وہ اکابر جن کے معمولات میں روزانہ سوا لاکھ درود شریف کا معمول ہو۔ جیسا کہ میں نے اپنے بعض خاندانی اکابر کے متعلق سنا ہے۔

علامہ سخاویؒ نے عامر بن ربیعہؓ سے حضورؐ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے تمہیں اختیار ہے جتنا چاہے کم بھیجو، جتنا چاہے زیادہ اور یہی مضمون عبداللہ بن عمرؓ سے بھی نقل کیا گیا اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے دس دفعہ درود بھیجتے ہیں۔ اور بھی متعدد صحابہؓ سے علامہ سخاویؒ نے یہ مضمون نقل کیا ہے اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جیسا اللہ جل شانہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کو اپنے پاک نام کے ساتھ کلمۂ شہادت میں شریک کیا اور آپؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت آپؐ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا ایسے ہی آپؐ پر درود کو اپنے درود کے ساتھ شریک فرمایا،

Visit : www.Momeen.blogspot.com

پس جیسا کہ اپنے ذکر کے متعلق فرمایا اُذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ ایسے ہی درود کے بارے میں ارشاد فرمایا جو آپؐ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے۔

ترغیب کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص حضورؐ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ شانہٗ اور اس کے فرشتے اس پر ستّر دفعہ درود (رحمت) بھیجتے ہیں یہاں ایک بات سمجھ لینا چاہیے کہ کسی عمل کے متعلق اگر ثواب کے متعلق کمی زیادتی ہو جیسا یہاں ایک حدیث میں دس اور ایک میں ستّر آیا ہے تو اس کے متعلق بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ چونکہ اللہ جل شانہٗ کے احسانات امّت محمدیہ پر روز افزوں ہوئے ہیں۔ اس لیے جن روایتوں میں ثواب کی زیادتی ہے وہ بعد کی ہیں گو یا اولاً حق تعالیٰ شانہٗ نے دس کا وعدہ فرمایا بعد میں ستر کا اور بعض علماء نے اس کو اشخاص اور احوال اور اوقات کے اعتبار سے کم و بیش بتایا ہے فضائل نماز میں جماعت کی نماز میں پچیس ۲۵ گنے اور ستائیس ۲۷ گنے کے اختلاف کے بارے میں یہ مضمون گذر چکا ہے۔ مُلّا علی قاریؒ نے ستر والی روایت کے متعلق لکھا کہ شاید یہ جمعہ کے دن کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے کہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نیکیوں کا ثواب جمعہ کے دن ستّر گنا ہوتا ہے۔

(۴) وَعَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلْیُصَلِّ عَلَیَّ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّحَطَّ عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَّرَفَعَہٗ بِھَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ رواہ احمد والنسائی واللفظ لہ وابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس کے سامنے میرا تذکرہ آوے اس کو چاہیے کہ مجھ پر درود بھیجے اور جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ درود بھیجے گا اور اس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

ف: علامہ منذریؒ نے ترغیب میں حضرت براءؓ کی روایت سے بھی یہی مضمون نقل کیا ہے اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ یہ اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے بقدر ہوگا اور طبرانی کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ اس پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کی پیشانی پر بَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ لکھ دیتے ہیں یعنی یہ شخص نفاق سے بھی بَری ہے اور جہنم سے بھی بَری ہے، اور قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اس کا حشر فرمائیں گے۔ علامہ سخاویؒ نے حضرت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ابوہریرہؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سو دفعہ درود بھیجیں گے اور جو مجھ پر سَو دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار دفعہ درود بھیجیں گے اور جو عشق و شوق میں اس پر زیادتی کرے گا میں اس کے لیے قیامت کے دن سفارشی ہونگا اور گواہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مختلف الفاظ کے ساتھ یہ مضمون نقل کیا گیا ہے کہ ہم چار پانچ آدمیوں میں سے کوئی نہ کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا تاکہ کوئی ضرورت اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے تو اس کی تعمیل کی جائے۔ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی باغ میں تشریف لے گئے میں بھی پیچھے پیچھے حاضر ہو گیا حضور اقدسؐ نے وہاں جا کر نماز پڑھی اور اتنا طویل سجدہ کیا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرواز کر گئی ہیں اس تصور سے رونے لگا، حضورؐ کے قریب جا کر حضورؐ کو دیکھا حضورؐ نے سجدہ سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اتنا طویل سجدہ کیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہیں (خدانخواستہ) آپ کی رُوح تو پرواز نہیں کر گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے میری امت کے بارے میں مجھ پر ایک انعام فرمایا ہے اس کے شکرانہ میں اتنا طویل سجدہ کیا وہ انعام یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے یوں فرمایا کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہٗ اس کے لیے دس نیکیاں لکھیں گے اور دس گناہ معاف فرمائیں گے۔ ایک روایت میں اسی قصہ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ میں نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا، حضورؐ نے فرمایا ابھی جبرئیلؑ میرے پاس آئے تھے اور مجھ سے یوں کہا کہ کیا تمہیں اس سے خوشی نہیں ہوگی کہ اللہ جل شانہٗ نے یہ ارشاد فرمایا ہے جو تم پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو تم پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا (کذا فی الترغیب) حضرت علامہ سخاویؒ نے حضرت عمرؓ سے بھی اسی قسم کا مضمون نقل کیا ہے

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی بشاش تشریف لائے چہرۂ انور پر بشاشت کے اثرات تھے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے چہرۂ انور پر آج بہت ہی بشاشت ظاہر ہو رہی ہے، حضورؐ نے فرمایا صحیح ہے۔ میرے پاس میرے رب کا پیام آیا ہے، جس میں اللہ جل شانہٗ نے یوں فرمایا ہے کہ تیری امت میں سے جو شخص ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہٗ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور دس سیئات اس سے مٹائیں گے اور دس درجے اس کے بلند کریں گے۔ ایک روایت میں

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اسی قصہ میں ہے کہ تیری امت میں سے جو شخص ایک دفعہ درود بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ درود بھیجوں گا اور جو مجھ پر ایک دفعہ سلام بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ سلام بھیجوں گا۔ ایک اور روایت میں اسی قصہ میں ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور بشاشت سے بہت ہی چمک رہا تھا اور خوشی کے انوار چہرۂ انور پر بہت ہی محسوس ہو رہے تھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ جتنی خوشی آج چہرۂ انور پر محسوس ہو رہی ہے اتنی تو پہلے محسوس نہیں ہوتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کیوں نہ خوشی ہو ابھی جبرئیلؑ میرے پاس سے گئے ہیں اور وہ یوں کہتے تھے کہ آپ کی امت میں سے جو شخص ایک دفعہ بھی درود پڑھے گا اللہ جل شانہٗ اس کی وجہ سے دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھیں گے اور دس گناہ معاف فرمائیں گے اور دس درجے بلند کرینگے اور ایک فرشتہ اس سے وہی کہے گا جو اس نے کہا۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ فرشتہ کیسا، تو جبرئیلؑ نے کہا کہ اللہ جل شانہٗ نے ایک فرشتہ کو قیامت تک کے لیے مقرر کر دیا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجے وہ اس کے لیے وَاَنْتَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ کی دعا کرے (کذا فی الترغیب)

علامہ سخاویؒ نے ایک اشکال کیا ہے کہ جب قرآن پاک کی آیت مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا کی بنا پر ہر نیکی کا ثواب دس گنے ملتا ہے تو پھر درود شریف کی کیا خصوصیت رہی۔ بندہ کے نزدیک تو اس کا جواب آسان ہے اور وہ یہ کہ حسب ضابطہ اس کی دس نیکیاں علیحدہ ہیں اور اللہ جل شانہٗ کا دس دفعہ درود بھیجنا مستقل مزید انعام ہے۔ اور خود علامہ سخاویؒ نے اس کا جواب یہ نقل کیا ہے کہ اوّل تو جل شانہٗ کا دس دفعہ درود بھیجنا اس کی اپنی نیکی کے دس گنے ثواب سے کہیں زیادہ ہے، اس کے علاوہ دس مرتبہ درود کے ساتھ دس درجوں کا بلند کرنا۔ دس گناہوں کا معاف کرنا دس نیکیوں کا اس کے نامۂ اعمال میں لکھنا اور دس غلاموں کے آزاد کرنے کے بقدر ثواب ملنا مزید برآں ہے۔ حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہٗ نے زادالسعید میں تحریر فرمایا ہے کہ جس طرح حدیث شریف کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار درود پڑھنے سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اسی طرح سے قرآن شریف کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع میں ایک گستاخی کرنے سے نعوذ باللہ منہا اس شخص پر منجانب اللہ دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں چنانچہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے لبسزا استہزاء یہ دس کلمات ارشاد فرمائے۔ حلاف مہین ہماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل زنیم مکذب اللآیات بدلالت قولہ تعالیٰ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ فقط یہ الفاظ جو حضرت تھانویؒ نے تحریر فرمائے ہیں یہ سب کے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سب انتیسویں پارے میں سورۂ نون کی اس آیت میں وارد ہوئے ہیں۔ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ۔ ترجمہ: "اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو، بے وقعت ہو، طعنہ دینے والا ہو، چغلیاں لگاتا پھرتا ہو، نیک کام سے روکنے والا ہو، حد سے گزرنے والا ہو، گناہوں کا ذکر کرنے والا ہو، سخت مزاج ہو اس کے علاوہ حرامزادہ ہو اس سبب سے کہ وہ مال اور اولاد والا ہو جب ہماری آیتیں اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں"۔ (بیان القرآن)۔

(۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً رواہ الترمذی وابن حبان فی صحیحہ کلاھما من روایۃ موسی بن یعقوب کذا فی الترغیب وبسط السخاوی فی القول البدیع الکلام علی تخریجہ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بلاشک قیامت میں لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا۔

ف: علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں الدر المنظم سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم میں کثرت سے درود پڑھنے والا کل قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔ حضرت انسؓ کی حدیث سے بھی یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت میں ہر موقع پر مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والا ہوگا۔ فصل دوم کی حدیث ۳ میں بھی یہ مضمون آرہا ہے، نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو اس لیے کہ قبر میں ابتداءً تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ایک دوسری حدیث میں نقل کیا ہے کہ مجھ پر درود بھیجنا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں نور ہے اور جو یہ چاہے کہ اس کے اعمال بہت بڑی ترازو میں تلیں اس کو چاہئے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرے۔ ایک اور حدیث میں حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے سب سے زیادہ نجات والا قیامت کے دن اس کے ہولوں سے اور اس کے مقامات سے وہ شخص ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجتا ہو۔ زاد السعید میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود کی کثرت کرے گا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ علامہ سخاویؒ نے ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تین آدمی قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا۔ ایک وہ شخص

جو کسی مصیبت زدہ کی مصیبت ہٹائے۔ دوسرا وہ جو میری سنت کو زندہ کرے۔ تیسرے وہ جو میرے اوپر کثرت سے درود بھیجے ایک اور حدیث میں علامہ سخاویؒ نے حضرت ابن عمرؓ کے واسطے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اپنی مجالس کو درود شریف کے ساتھ مزین کیا کرو اس لیے کہ مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے قیامت میں نور ہے۔ علامہ سخاویؒ نے قوت القلوب سے نقل کیا ہے کہ کثرت کی کم سے کم مقدار تین سو مرتبہ ہے اور حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ بھی اپنے متوسلین کو تین سو مرتبہ بتایا کرتے تھے۔ جیسا کہ آئندہ فصل سوم حدیث ۳۷ پر آرہا ہے۔ علامہ سخاویؒ نے حدیث بالا اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث بالا کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث میں واضح دلیل ہے اس بات پر کہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سب سے زیادہ حضرات محدثین ہوں گے اس لیے کہ یہ حضرات سب سے زیادہ درود پڑھنے والے ہیں۔ اسی طرح حضرت ابو عبیدہؓ نے بھی کہا ہے کہ اس فضیلت کے ساتھ حضرات محدثین مخصوص ہیں اس لیے کہ جب وہ حدیث نقل کرتے ہیں یا لکھتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کے ساتھ درود شریف ضرور ہوتا ہے اسی طرح سے خطیب نے ابو نعیم سے بھی نقل کیا ہے کہ یہ فضیلت محدثین کے ساتھ مخصوص ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ احادیث پڑھتے ہیں یا نقل کرتے ہیں یا لکھتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کے ساتھ کثرت سے درود لکھنے یا پڑھنے کی نوبت آتی ہے۔ محدثین سے مراد اس موقع پر ائمہ حدیث نہیں ہیں بلکہ وہ سب حضرات اس میں داخل ہیں جو حدیث پاک کی کتابیں پڑھتے یا پڑھاتے ہوں چاہے عربی میں ہوں یا اردو میں۔ زاد السعید میں طبرانی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے کسی کتاب میں (یعنی لکھے) ہمیشہ فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے، جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔ اور طبرانی ہی سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح کو مجھ پر دس بار درود بھیجے اور شام کو دس بار، قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت ہوگی۔ اور امام مستغفریؒ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو کوئی ہر روز سو بار مجھ پر درود بھیجے اس کی سو حاجتیں پوری کی جائیں، تیس دنیا کی باقی آخرت کی۔

(۶) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ رواہ النسائی

ابن مسعودؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور میری امت

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب زاد فی القول البدیع احمد والحاکم وغیرھما وقال الحاکم صحیح الاسناد۔

کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

ف: اور بھی متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی یہی مضمون نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے کچھ فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں جو میری اُمت کا درود مجھ تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ ترغیب میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم جہاں کہیں ہو مجھ پر درود پڑھتے رہا کرو بیشک تمہارا درود میرے پاس پہنچتا رہتا ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے اور میں اس کے بدلہ میں اس پر درود بھیجتا ہوں اور اس کے علاوہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر درود پڑھا کرو اس لیے کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔

(۷) عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِقَبْرِیْ مَلَکًا اَعْطَاہُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ اَحَدٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا اَبْلَغَنِیْ بِاسْمِہٖ وَاسْمِ اَبِیْہِ ھٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰی عَلَیْکَ رواہ البزار کذا فی الترغیب وذکر تخریجہ السخاوی فی القول البدیع

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضور کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

ف: علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے قول بدیع میں بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پھر اللہ جل شانہٗ اس کے ہر درود کے بدلہ میں اس پر دس مرتبہ درود (رحمت) بھیجتے ہیں۔ ایک اور حدیث سے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو ساری مخلوق کی بات سننے کی قوت عطا فرمائی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر متعین رہے گا۔ جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجے گا تو وہ فرشتہ اس شخص کا اور اس کے باپ کا نام لے کر مجھ سے کہتا ہے کہ فلاں نے جو فلاں کا بیٹا ہے آپ پر درود بھیجا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ شانہٗ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نے مجھ سے یہ ذمہ لیا ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ درود بھیجیں گے۔ ایک اور حدیث سے بھی یہی فرشتہ والا مضمون نقل کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ میں نے اپنے رب سے یہ درخواست کی تھی کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ درود بھیجے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے میری یہ درخواست قبول فرما لی۔ حضرت ابوامامہؓ کے واسطہ سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ درود (رحمت) بھیجتے ہیں اور ایک فرشتہ اس پر مقرر ہوتا ہے جو اس درود کو مجھ تک پہنچاتا ہے۔ ایک جگہ حضرت انسؓ کی حدیث سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص میرے اوپر جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب میں درود بھیجے اللہ جل شانہٗ اس کی سو حاجتیں پوری کرتے ہیں اور اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو اس کو میری قبر میں مجھ تک ایسی طرح پہنچاتا ہے جیسے تم لوگوں کے پاس ہدایا بھیجے جاتے ہیں۔

اس حدیث پر یہ اشکال نہ کیا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک فرشتہ ہے جو قبر اطہر پر متعین ہے جو ساری دنیا کے صلوٰۃ وسلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے اور اس سے پہلی حدیث میں آیا تھا کہ اللہ کے بہت سے فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں جو حضورؐ تک امت کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ جو فرشتہ قبر اطہر پر متعین ہے اس کا کام صرف یہی ہے کہ حضورؐ تک امت کا سلام پہنچاتا رہے۔ اور یہ فرشتے جو سیاحین ہیں یہ ذکر کے حلقوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں درود ملتا ہے اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ اور یہ عام مشاہدہ ہے کہ کسی بڑے کی خدمت میں اگر کوئی پیام بھیجا جاتا ہے اور مجمع میں اس کو ذکر کیا جاتا ہے تو ہر شخص اس میں فخر اور تقرب سمجھتا ہے کہ وہ پیام پہنچائے۔ اپنے اکابر اور بزرگوں کے یہاں یہ منظر بارہا دیکھنے کی نوبت آئی۔ پھر سید الکونین فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بارگاہ کا تو پوچھنا ہی کیا۔ اس لئے جتنے بھی فرشتے پہنچائیں برمحل ہے۔

(۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ کَذَا فِی الْمِشْکٰوۃِ وَبَسَطَ السَّخَاوِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِهٖ۔

حضرت ابوہریرہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میرے اوپر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ف: علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے قولِ بدیع میں متعدد روایات سے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ جو شخص دور سے درود بھیجے فرشتہ اس پر متعین ہے کہ حضورؐ تک پہنچائے۔ اور جو شخص قریب سے پڑھتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خود سنتے ہیں۔ جو شخص دور سے درود بھیجے اسکے متعلق تو پہلی روایات میں تفصیل سے گذر ہی چکا کہ فرشتے اس پر متعین ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شخص درود بھیجے اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیں۔ اس حدیث پاک میں دوسرا مضمون کہ جو قبر اطہر کے قریب درود پڑھے اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس خود سنتے ہیں بہت ہی قابل فخر، قابلِ عزت، قابلِ لذت چیز ہے۔ علامہ سخاویؒ نے قولِ بدیع میں سلیمان بن سحیمؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! یہ جو لوگ حاضر ہوتے ہیں اور آپ پر سلام کرتے ہیں آپ اس کو سمجھتے ہیں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہاں سمجھتا ہوں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ ابراہیم بن شیبانؒ کہتے ہیں کہ میں حج سے فراغ پر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور میں نے قبر شریف کے پاس جاکر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے وَعَلَيْكَ السَّلَامُ کی آواز سنی۔ مُلّا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ درود شریف قبر اطہر کے قریب پڑھنا افضل ہے دور سے پڑھنے سے۔ اس لئے کہ قرب میں جو خشوع و خضوع اور حضورِ قلب حاصل ہوتا ہے وہ دور میں نہیں ہوتا۔ صاحبِ مظاہر حق اس حدیث پر لکھتے ہیں یعنی پاس والے کا درود خود سنتا ہوں بلا واسطہ اور دور والے کا درود ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں اور جواب سلام کا بہرصورت دیتا ہوں۔ اس سے معلوم کیا چاہیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کی کیا بزرگی ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے والے کو خصوصاً بہت بھیجنے والے کو کیا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آدے سعادت ہے چہ جائے کہ ہر سلام کا جواب آدے ؎

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب ❊ کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو (انتہی)

اس مضمون کو علامہ سخاویؒ نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ کسی بندے کی شرافت کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کا نام خیر کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آجائے۔ اسی ذیل میں یہ شعر بھی کہا گیا ہے

؎ وَمَنْ خَطَرَتْ مِنْهُ بِبَالِكَ خَطْرَةٌ ❊ حَقِيْقٌ بِاَنْ يَّسْمُوْ وَاَنْ يَّتَقَدَّمَا

ترجمہ: "جس خوش قسمت کا خیال بھی تیرے دل میں گذر جائے وہ اس کا مستحق ہے کہ جتنا بھی چاہے فخر کرے اور پیش قدمی کرے (اچھلے کودے)" ع ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس روایت میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خود سننے میں کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں. علامہ سخاویؒ نے قولِ بدیع میں لکھا ہے کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اپنی قبر شریف میں اور آپؐ کے بدنِ اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی۔ اور اس پر اجماع ہے۔ امام بیہقیؒ نے انبیاء کی حیات میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں. علامہ سخاویؒ نے اس کی مختلف طرق سے تخریج کی ہے اور امام مسلم نے حضرت انسؓ ہی کی روایت سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میں شبِ معراج میں حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گذرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ نیز مسلم ہی کی روایت سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میں نے حضرات انبیاء کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے آپ کو دیکھا تو میں نے حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیٰ نبیّنا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا. حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نعش مبارک کے قریب حاضر ہوئے تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو جو چادر سے ڈھکا ہوا تھا، کھولا اور اس کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے نبی اللہ جل شانہٗ آپ پر دو موتیں جمع نہ کریں ایک موت جو آپ کے لئے مقدر تھی وہ آپ پوری کر چکے۔ (بخاری) علامہ سیوطیؒ نے حیاتِ انبیاء میں مستقل ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ اور فصلِ ثانی کی حدیث ۷ پر بھی مستقل یہ مضمون آرہا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے زمین پر یہ چیز حرام کر رکھی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بدنوں کو کھائے۔ علامہ سخاویؒ قولِ بدیع میں تحریر فرماتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ جب مدینہ منورہ کے مکانات اور درختوں وغیرہ پر نظر پڑے تو درود شریف کثرت سے پڑھے اور جتنا قریب ہوتا جائے اتنا ہی درود شریف میں اضافہ کرتا جائے اس لئے کہ یہ مواقع وحی اور قرآن پاک کے نزول سے معمور ہیں. حضرت جبرئیلؑ، حضرت میکائیلؑ کی بار بار یہاں آمد ہوئی ہے اور اس کی مٹی سید البشرؐ پر مشتمل ہے. اسی جگہ سے اللہ کے دین اور اس کے پاک رسولؐ کی سنتوں کی اشاعت ہوئی ہے یہ فضائل اور خیرات کے مناظر ہیں. یہاں پہنچ کر اپنے قلب کو نہایت ہیبت اور تعظیم سے بھرپور کرلے. گویا کہ وہ حضورؐ کی زیارت کر رہا ہے اور یہ تو محقق ہے کہ حضورؐ اس کا سلام سن رہے ہیں. آپس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کے جھگڑے اور فضول باتوں سے احتراز کرے اس کے بعد قبلہ کی جانب سے قبر شریف پر حاضر ہو اور بہ قدر چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو اور نیچی نگاہ رکھتے ہوئے نہایت خشوع، خضوع اور ادب و احترام کے ساتھ یہ پڑھے :-

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِكَ الطَّاهِرِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى سَآئِرِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ وَصَلّٰى عَلَيْكَ فِى الْاَوَّلِيْنَ وَصَلّٰى عَلَيْكَ فِى الْاٰخِرِيْنَ اَفْضَلَ وَاَكْمَلَ وَاَطْيَبَ مَا صَلّٰى عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ كَمَا اسْتَنْقَذَنَا بِكَ مِنَ الضَّلَالَةِ وَبَصَّرَنَا بِكَ مِنَ الْعَمٰى وَالْجَهَالَةِ اَشْهَدُ

آپ پر سلام اے اللہ کے رسول آپ پر سلام اے اللہ کے نبی۔ آپ پر سلام اے اللہ کی برگزیدہ ہستی آپ پر سلام اے اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر ذات۔ آپ پر سلام اے اللہ کے حبیب۔ آپ پر سلام اے رسولوں کے سردار۔ آپ پر سلام اے خاتم النبیین۔ آپ پر سلام اے رب العالمین کے رسول۔ آپ پر سلام اے سردار ان لوگوں کے جو قیامت میں روشن چہرے والے اور روشن ہاتھ پاؤں والے ہوں گے (یہ مسلمانوں کی خاص علامت ہے کہ دنیا میں جن اعضاء کو وہ وضو میں دھوتے رہے ہیں وہ قیامت کے دن نہایت روشن ہوں گے) آپ پر سلام اے جنت کی بشارت دینے والے۔ آپ پر سلام اے جہنم سے ڈرانے والے۔ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر سلام جو طاہر ہیں۔ سلام آپ پر اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو سارے مومنوں کی مائیں ہیں۔ سلام آپ پر اور آپ کے تمام صحابہ کرامؓ پر۔ سلام آپ پر اور تمام انبیاء اور تمام رسولوں پر اور تمام اللہ کے نیک بندوں پر۔ یا رسول اللہ اللہ جل شانہٗ آپ کو ہم لوگوں کی طرف سے ان سب سے بڑھ کر جزائے خیر عطا فرمائے جتنی کہ کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے جب بھی ذکر کرنے والے آپ کا ذکر کریں اور جب بھی کہ غافل لوگ آپ کے ذکر سے غافل ہوں، اللہ تعالیٰ شانہٗ آپ پر اولین میں درود بھیجے اللہ تعالیٰ شانہٗ آپ پر آخرین میں

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَمِیْنُہٗ وَخِیَرَتُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ وَ اَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَ اَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَ جَاھَدْتَ فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ۔ اَللّٰھُمَّ اٰتِہٖ نِھَایَۃَ مَایَنْبَغِیْ اَنْ یَّاْمُلَہُ الْاٰمِلُوْنَ۔ قلت وذکرہ النووی فی مناسکہ باکثر منہ۔

درود بھیجے اس سب سے افضل اور اکمل اور پاکیزہ جو اللہ نے اپنی ساری مخلوق میں سے کسی پر بھی بھیجا ہو جیسا کہ اس نے نجات دی ہم کو آپ کی برکت سے گمراہی سے اور آپ کی وجہ سے جہالت اور اندھے پن سے بصیرت عطا فرمائی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کے امین ہیں اور ساری مخلوق میں سے اس کی برگزیدہ ذات ہیں اور اس کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کی رسالت کو پہنچا دیا اس کی امانت کو ادا کر دیا امت کے ساتھ پوری پوری خیرخواہی فرمائی اور اللہ کے بارے میں کوشش کا حق ادا فرما دیا۔ یا اللہ آپ کو اس سے زیادہ سے زیادہ عطا فرما جس کی امید کرنے والے امید کر سکتے ہیں۔ (یہاں تک سلام کا ترجمہ ہوا۔)

اس کے بعد اپنے نفس کے لئے اور سارے مؤمنین اور مؤمنات کے لئے دعا کرے اس کے بعد حضرات شیخین حضرت ابوبکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام پڑھے اور ان کے لئے بھی دعا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بھی دعا کرے کہ اللہ جل شانہٗ ان دونوں حضرات کو بھی ان کی مساعیٔ جمیلہ جو انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد میں خرچ کی ہیں اور جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حق ادائیگی میں خرچ کی ہیں۔ ان پر بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا فرمائے اور یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھنا درود پڑھنے سے زیادہ افضل ہے (یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ افضل ہے اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ سے) علامہ باجیؒ کی رائے یہ ہے کہ درود افضل ہے۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ پہلا ہی قول زیادہ صحیح ہے جیسا کہ علامہ مجدالدین صاحب قاموسؒ کی رائے ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں مَامِنْ مُسْلِمٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ آیا ہے۔ انتہٰی۔

علامہ سخاویؒ کا اشارہ اس حدیث پاک کی طرف ہے جو ابوداؤد شریف وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی گئی ہے کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ جل شانہٗ مجھ پر میری روح لوٹا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ لیکن اس ناکارہ کے نزدیک صلوٰۃ کا لفظ (یعنی درود) بھی کثرت سے روایات میں ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

روایت میں جو اوپر ابھی عث پر گذری اس میں یہ ہے کہ جو شخص میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں۔ اسی طرح بہت سی روایات میں یہ مضمون آیا ہے۔ اس لئے بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود و سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ وغیرہ کے اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ اسی طرح اخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بھی بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔ اس صورت میں علامہ باجیؒ اور علامہ سخاویؒ دونوں کے قول پر عمل ہو جائے گا۔ وفاء الوفاء میں لکھا ہے کہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن الحسین سامری حنبلیؒ اپنی کتاب مستوعب میں زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں آدابِ زیارت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں پھر قبر شریف کے قریب آئے اور قبر شریف کی طرف منہ کر کے اور منبر کو اپنی بائیں طرف کر کے کھڑا ہو۔ اور اس کے بعد علامہ سامری حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے سلام اور دعاء کی کیفیت لکھی ہے اور منجملہ اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فِيْ كِتَابِكَ لِنَبِيِّكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝ وَاِنِّيْ قَدْ اَتَيْتُ نَبِيَّكَ مُسْتَغْفِرًا فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُوْجِبَ لِيَ الْمَغْفِرَةَ كَمَا اَوْجَبْتَهَا لِمَنْ اَتَاهُ فِيْ حَيَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: "اے اللہ تو نے اپنے پاک کلام میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ارشاد فرمایا کہ اگر وہ لوگ جب انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور پھر اللہ جل شانہٗ سے معافی چاہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنے والا رحمت کرنے والا پاتے۔ اور میں تیرے نبی کے پاس حاضر ہوا ہوں اس حال میں کہ استغفار کرنے والا ہوں۔ تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میرے لئے مغفرت کو واجب کر دے جیسا کہ تو نے مغفرت واجب کی تھی اس شخص کے لئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی زندگی میں آیا ہو۔ اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے" اس کے بعد اور لمبی چوڑی دعائیں ذکر کی۔

(۹) عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلوٰةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلوٰتِيْ فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ

حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ پر درود کثرت سے بھیجنا چاہتا ہوں تو اس کی مقدار اپنے اوقات دعا میں سے کتنی مقرر کروں۔ حضور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِي كُلَّهَا قَالَ اِذًا تُكْفٰى هَمُّكَ وَيُكَفَّرُ لَكَ ذَنْبُكَ۔

رواه الترمذی زاد المنذری فی الترغیب احمد والحاکم وقال صحیحه وبسط السخاوی فی تخریجه

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تیرا جی چاہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ایک چوتھائی حضورؐ نے فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر اس پر بڑھا دے تو تیرے لئے بہتر ہے تو میں نے عرض کیا کہ نصف کر دوں حضورؐ نے فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر بڑھا دے تو تیرے لئے زیادہ بہتر ہے میں نے عرض کیا تو دو تہائی کر دوں حضورؐ نے فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر اس سے بڑھا دے تو تیرے لئے زیادہ بہتر ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ پھر میں اپنے سارے وقت کو آپ کے درود کے لئے مقرر کرتا ہوں حضور اقدسؐ نے فرمایا تو اس صورت میں تیرے سارے فکروں کی کفایت کی جائے گی اور تیرے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔"

ف:۔ مطلب تو واضح ہے وہ یہ کہ میں نے کچھ وقت اپنے لئے دعاؤں کا مقرر کر رکھا ہے اور چاہتا یہ ہوں کہ درود شریف کثرت سے پڑھا کروں تو اپنے اس معین وقت میں سے درود شریف کے لئے کتنا وقت تجویز کروں۔ مثلاً میں نے اپنے اوراد وظائف کیلئے دو گھنٹے مقرر کر رکھے ہیں تو اس میں سے کتنا وقت درود شریف کے لئے تجویز کروں۔ علامہ سخاویؒ نے امام احمدؒ کی ایک روایت سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر میں اپنے سارے وقت کو آپ پر درود کے لئے مقرر کر دوں تو کیسا؟ حضورؐ نے فرمایا ایسی صورت میں حق تعالیٰ شانہٗ تیرے دنیا اور آخرت کے سارے فکروں کی کفایت فرمائے گا۔ علامہ سخاویؒ نے متعدد صحابہؓ سے اسی قسم کا مضمون نقل کیا ہے اس میں کوئی اشکال نہیں کہ متعدد صحابہ کرامؓ نے اس قسم کی درخواستیں کی ہوں۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ درود شریف چونکہ اللہ کے ذکر پر اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم پر مشتمل ہے تو حقیقت میں یہ ایسا ہی ہے جیسا دوسری حدیث میں اللہ جل شانہٗ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس کو میرا ذکر مجھ سے دعا مانگنے میں مانع ہو یعنی کثرت ذکر کی وجہ سے دعا کا وقت نہ ملے تو میں اس کو دعا مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔ صاحب مظاہر حق نے لکھا ہے کہ سبب اس کا یہ ہے کہ جب بندہ اپنی طلب و رغبت کو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیزیں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتا ہے اپنے مطالب پر تو وہ کفایت کرتا ہے اس کے سب مہمات کی۔ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ یعنی جو اللہ کا ہو رہتا ہے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وہ کفایت کرتا ہے اس کو۔ جب شیخ بزرگوار عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسکین کو یعنی شیخ عبدالحق کو واسطے زیارت مدینہ منورہ کی، رخصت کیا فرمایا کہ جانو اور آگاہ ہو کہ نہیں ہے اس راہ میں کوئی عبادت بعد ادار فرائض کے مانند درود کے اوپر سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہیئے کہ تمام اوقات اپنے کو اس میں صرف کرنا اور چیز میں مشغول نہ ہونا۔ عرض کیا گیا کہ اس کے لئے کچھ عدد معین ہو۔ فرمایا یہاں معین کرنا عدد کا شرط نہیں اتنا پڑھو کہ ساتھ اس کے رطب اللسان ہو اور اس کے رنگ میں رنگین ہو اور مستغرق ہو اس میں اھ۔ اس پر یہ اشکال نہ کیا جائے کہ اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ درود شریف سب اوراد و وظائف کے بجائے پڑھنا زیادہ مفید ہے۔ اس لئے کہ اوّل تو خود اس حدیث پاک کے درمیان میں اشارہ ہے کہ انھوں نے یہ وقت اپنی ذات کیلئے دعاؤں کا مقرر کر رکھا تھا اس میں سے درود شریف کے لئے مقرر کرنے کا ارادہ فرما رہے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ چیز لوگوں کے احوال کے اعتبار سے مختلف ہوا کرتی ہے جیسا کہ فضائل ذکر کے باب دوم حدیث نمبر ۲ کے ذیل میں گذرا ہے کہ بعض روایات میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کو افضل الدعار کہا گیا ہے اور بعض روایات میں استغفار کو افضل الدعار کہا گیا ہے اسی طرح سے اور اعمال کے درمیان میں بھی مختلف احادیث میں مختلف اعمال کو سب سے افضل قرار دیا گیا ہے یہ اختلاف لوگوں کے حالات کے اختلاف کے اعتبار سے اور اوقات کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ ابھی مظاہر حق سے نقل کیا گیا ہے کہ شیخ عبدالحق محدث نور اللہ مرقدہٗ کو ان کے شیخ نے مدینہ پاک کے سفر میں یہ وصیت کی کہ تمام اوقات درود شریف ہی میں خرچ کریں۔ اپنے اکابر کا بھی یہی معمول ہے کہ وہ مدینہ پاک کے سفر میں درود شریف کی بہت تاکید کرتے ہیں۔

علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے ترغیب میں حضرت اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بالا میں ان کے سوال سے پہلے ایک مضمون اور بھی نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب چوتھائی رات گذر جاتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے اور ارشاد فرماتے اے لوگو اللہ کا ذکر کرو اے لوگو اللہ کا ذکر کرو (یعنی بار بار فرماتے) راجفہ آگئی اور رادفہ آرہی ہے موت ان سب چیزوں کے ساتھ جو اس کی ساتھ لاحق ہیں آرہی ہے۔ موت ان سب چیزوں کے ساتھ جو اس کی ساتھ لاحق ہیں آرہی ہے۔ اس کو بھی دو مرتبہ فرماتے۔ راجفہ اور رادفہ قرآن پاک کی آیت جو سورہ والنازعات میں ہے کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں اللہ پاک کا ارشاد ہے یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وَّاجِفَةٌ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ جس کا ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ اوپر چند چیزوں کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قیامت ضرور آئے گی جس دن ہلا دینے والی چیز سب کو ہلا ڈالے گی اس سے مراد پہلا صور ہے اس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آئے گی اس سے مراد دوسرا صور ہے۔ بہت سے دل اس روز خوف کے مارے دھڑک رہے ہوں گے شرم کی وجہ سے ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی۔ (بیان القرآن مع زیادة)

(۱۰) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ حِيْنَ يُصْبِحُ عَشْرًا وَحِيْنَ يُمْسِيْ عَشْرًا اَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رواه الطبرانی باسنادین احدهما جيد لكن فيه انقطاع كذا فی القول البديع

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح اور شام مجھ پر دس دس مرتبہ درود شریف پڑھے اس کو قیامت کے دن میری شفاعت پہنچ کر رہے گی۔

ف: علامہ سخاویؒ نے متعدد احادیث سے درود شریف پڑھنے والے کو حضورؐ کی شفاعت حاصل ہونے کا مژدہ نقل کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جو مجھ پر درود پڑھے قیامت کے دن میں اس کا سفارشی بنوں گا۔ اس حدیث پاک میں کسی مقدار کی بھی قید نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور حدیث سے درود نماز کے بعد بھی یہ لفظ نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا اور اس کے لئے سفارش کروں گا۔ حضرت رویفع بن ثابتؓ کی روایت سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔ علامہ سخاویؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو مجھ تک درود کو پہنچائے۔ اور اس کے دنیا و آخرت کے کاموں کی کفایت کر دی جاتی ہے اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ یا سفارشی بنوں گا۔ "یا" کا مطلب یہ ہے کہ بعض کے لئے سفارشی اور بعض کے لئے گواہ، مثلاً اہل مدینہ کے لئے گواہ، دوسروں کے لئے سفارشی یا فرمانبرداروں کے لئے گواہ اور گناہگاروں کے لئے سفارشی وغیر ذلک کما قالہ السخاوی۔

(۱۱) عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حضرت عائشہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً اِلَّا عَرَجَ بِھَا مَلَکٌ حَتّٰی یُحْیِیَ بِھَا وَجْہَ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ فَیَقُوْلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِذْھَبُوْا بِھَا اِلٰی قَبْرِ عَبْدِیْ تَسْتَغْفِرُ لِقَائِلِھَا وَتَقَرُّ بِھَا عَیْنُہٗ

اخرجه ابوعلی بن البناء والدیلمی فی مسند الفردوس وفی سنده عمر بن حبیب ضعفه النسائی وغیره کذا فی القول البدیع

ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو ایک فرشتہ اس درود کو لے جا کر اللہ جل شانہٗ کی پاک بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ وہاں سے ارشاد عالی ہوتا ہے کہ اس درود کو میرے بندہ کی قبر کے پاس لے جاؤ یہ اس کے لیے استغفار کرے گا اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھ ٹھنڈی ہوگی۔

ف: زاد السعید میں مواہب لدنیہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم ہو جائیں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ سر انگشت کی برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلہ وزنی ہو جائے گا وہ مومن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کون ہیں آپ کی صورت و سیرت کیسی اچھی ہے آپ فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا تیری حاجت کے وقت میں نے اس کو ادا کر دیا۔ اس پر یہ اشکال نہ کیا جائے کہ ایک پرچہ سر انگشت کی برابر میزان کے پلڑے کو کیسے جھکا دے گا اس لیے کہ اللہ جل شانہٗ کے یہاں اخلاص کی قدر ہے اور جتنا بھی اخلاص زیادہ ہوگا اتنا ہی وزن زیادہ ہوگا۔ حدیث البطاقہ ایک ٹکڑا کاغذ کا جس پر کلمۂ شہادت لکھا ہوا تھا، وہ ننانوے دفتروں کے مقابلہ میں اور ہر دفتر اتنا بڑا کہ منتہائے نظر تک ڈھیر لگا ہوا تھا غالب آگیا۔ یہ حدیث مفصل اس ناکارہ کے رسالہ فضائل ذکر باب دوم فصل سوم کی ۱۴ پر گذر چکی ہے۔ جس کا جی چاہے مفصل وہاں دیکھے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔ اور بھی اُس رسالہ میں متعدد روایات اسی مضمون کی گذری ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے یہاں وزن اخلاص کا ہے فصل پنجم حکایات کے ذیل میں حکایت ۲۰ پر بھی اس کے متعلق مختصر سا مضمون آ رہا ہے۔

(۱۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اَیُّمَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ لَّمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ صَدَقَۃٌ فَلْیَقُلْ فِیْ دُعَائِہٖ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو وہ یوں دعا مانگا کرے۔ (اللّٰھم صل سے اخیر تک) اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ فَاِنَّهَا زَكٰوةٌ وَقَالَ لَايَشْبَعُ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ حَتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ رواہ ابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب وبسط السخاوی فی تخریجہ وعزاہ السیوطی فی الدر الی الادب المفرد للبخاری۔

علیہ وسلم پر جو تیرے بندے ہیں اور تیرے رسول ہیں اور رحمت بھیج مومن مرد اور مومن عورتوں پر اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں پر بس یہ دعا اس کے لیے زکوٰۃ یعنی صدقہ ہونے کے قائم مقام ہے اور مومن کا پیٹ کسی خیر سے کبھی نہیں بھرتا یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے۔

ف:- علامہ سخاویؒ نے لکھا ہے کہ حافظ ابن حبانؒ نے اس حدیث پر یہ فصل باندھی ہے اس چیز کا بیان کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا صدقہ نہ ہونے کی صورت میں صدقہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے علماء میں اس بات میں اختلاف ہے کہ صدقہ افضل ہے یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، بعض علماء نے کہا ہے کہ حضورؐ پر درود صدقہ سے بھی افضل ہے اس لیے کہ صدقہ صرف ایک ایسا فریضہ ہے جو بندوں پر ہے اور درود شریف ایسا فریضہ ہے جو بندوں پر فرض ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ شانہٗ اور اس کے فرشتے بھی اس عمل کو کرتے ہیں۔ اگرچہ علامہ سخاویؒ خود اس کے موافق نہیں ہیں علامہ سخاویؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر درود بھیجا کرو اس لیے کہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے زکوٰۃ (صدقہ) کے حکم میں ہے ایک اور حدیث سے نقل کیا ہے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو وہ تمہارے لیے زکوٰۃ (صدقہ) ہے۔ نیز حضرت علیؓ کی روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر تمہارا درود بھیجنا تمہاری دعاؤں کو محفوظ کرنے والا ہے۔ تمہارے رب کی رضا کا سبب ہے اور تمہارے اعمال کی زکوٰۃ ہے (یعنی ان کو بڑھانے والا اور پاک کرنے والا ہے) حضرت انسؓ کی حدیث سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر درود بھیجا کرو اس لیے کہ مجھ پر درود تمہارے لیے (گناہوں کا) کفارہ ہے۔ اور زکوٰۃ (یعنی صدقہ) ہے۔ اور حدیث پاک کا آخری ٹکڑا کہ مومن کا پیٹ نہیں بھرتا اس کو صاحب مشکوٰۃ نے فضائل علم میں نقل کیا ہے اور صاحب مرقات وغیرہ نے خیر سے علم مراد لیا ہے۔ اگرچہ خیر کا لفظ عام ہے اور ہر خیر کی چیز اور ہر نیکی کو شامل ہے۔ اور مطلب ظاہر ہے کہ مومن کامل کا پیٹ نیکیاں کمانے سے کبھی نہیں بھرتا وہ ہر وقت اس کوشش میں رہتا ہے کہ جو نیکی بھی جس طرح اس کو مل جائے وہ حاصل ہو جائے۔ اگر اس کے پاس مالی صدقہ نہیں ہے تو درود شریف ہی سے صدقہ کی فضیلت حاصل کرے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس ناکارہ کے نزدیک خیر کا لفظ علی العموم ہی زیادہ بہتر ہے کہ وہ علم اور دوسری چیزوں کو شامل ہے۔ لیکن صاحب مظاہر حق نے بھی صاحب مرقات وغیرہ کے اتباع میں خیر سے علم ہی مراد لیا ہے اس لیے وہ تحریر فرماتے ہیں ہرگز نہیں سیر ہوتا مومن خیر سے یعنی علم سے یعنی اخیر عمر تک طلب علم میں رہتا ہے اور اس کی برکت سے بہشت میں جاتا ہے۔ اس حدیث میں خوشخبری ہے طالب علم کو کہ دنیا سے باایمان جاتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اور اس درجہ کو حاصل کرنے کے لیے بعض اہل اللہ اخیر عمر تک تحصیل علم میں مشغول رہے ہیں باوجود حاصل کرتے بہت سے علم کے اور دائرہ علم کا وسیع ہے جو کہ مشغول ہو ساتھ علم کے اگرچہ ساتھ تعلیم و تصنیف کے حقیقت میں ثواب طالب علم اور تکمیل اس کی کا ہی ہے اس کو (حق)

تکملہ:۔ اس فصل کو قرآن پاک کی دو آیتوں اور دس احادیث شریفہ پر اختصاراً ختم کرتا ہوں کہ فضائل کی روایات بہت کثرت سے ہیں ان کا احصار بھی اس مختصر رسالہ میں دشوار ہے اور سعادت کی بات یہ ہے کہ اگر ایک بھی فضیلت نہ ہوتی تب بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ واتباعہ وبارک وسلم کے امت پر اس قدر احسانات ہیں کہ نہ ان کا شمار ہو سکتا ہے اور نہ انکی حق ادائیگی ہو سکتی ہے اس بنا پر جتنا بھی زیادہ سے زیادہ آدمی درود پاک میں رطب اللسان رہتا وہ کم تھا چہ جائیکہ اللہ جل شانہ نے اپنے لطف و کرم سے اس حق ادائیگی کے اوپر بھی سینکڑوں اجر و ثواب اور احسانات فرما دیئے۔ علامہ سخاویؒ نے اول مجملاً ان انعامات کی طرف اشارہ کیا ہے جو درود شریف پر مرتب ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں باب ثانی درود شریف کے ثواب میں اللہ جل شانہٗ کا بندہ پر درود بھیجنا۔ اس کے فرشتوں کا درود بھیجنا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اس پر درود بھیجنا اور درود پڑھنے والوں کی خطاؤں کا کفارہ ہونا اور ان کے اعمال کو پاکیزہ بنا دینا اور ان کے درجات کا بلند ہونا اور گناہوں کا معاف ہونا اور خود درود کا مغفرت طلب کرنا درود پڑھنے والے کے لیے اور اس کے نامۂ اعمال میں ایک قیراط کی برابر ثواب کا لکھا جانا۔ اور قیراط بھی وہ جو احد پہاڑ کی برابر ہو اور اس کے اعمال کا بہت بڑی ترازو میں تلنا۔ اور جو شخص اپنی ساری دعاؤں کو درود بنا دے اس کے دنیا و آخرت کے سارے کاموں کی کفایت جیسا کہ قریب ہی ۹ پر حضرت اُبیؓ کی حدیث میں گذر چکا اور خطاؤں کا مٹا دینا اور اس کے ثواب کا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ ہونا۔ اور اس کی وجہ سے خطرات سے نجات پانا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کے دن اس کے لیے شاہد و گواہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بننا۔ اور آپ ﷺ کی شفاعت کا واجب ہونا۔ اور اللہ کی رضا اور اس کی رحمت کا نازل ہونا اور اس کی ناراضگی سے امن کا حاصل ہونا۔ اور قیامت کے دن عرش کے سایہ میں داخل ہونا۔ اور اعمال کے تلنے کے وقت نیک اعمال کے پلڑے کا جھکنا۔ اور حوض کوثر پر حاضری کا نصیب ہونا اور قیامت کے دن کی پیاس سے امن نصیب ہونا۔ اور جہنم کی آگ سے خلاصی کا نصیب ہونا۔ اور پلصراط پر سہولت سے گذر جانا اور مرنے سے پہلے اپنا مقرب ٹھکانہ جنت میں دیکھ لینا اور جنت میں بہت ساری بیبیوں کا ملنا اور اس کے ثواب کا بیس جہادوں سے زیادہ ہونا۔ اور نادار کے لیے صدقہ کے قائم مقام ہونا اور درود شریف زکوٰۃ ہے اور طہارت ہے اور اس کی وجہ سے مال میں برکت ہوتی ہے اور اس کی برکت سے سو حاجتیں بلکہ اس سے بھی زیادہ پوری ہوتی ہیں اور عبادت تو ہے ہی۔ اور اعمال میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور مجالس کے لیے زینت ہے اور فقر کو اور تنگیٔ معیشت کو دور کرتا ہے۔ اور اسکے ذریعہ سے اسباب خیر تلاش کیے جاتے ہیں۔ اور یہ کہ درود پڑھنے والا قیامت کے دن حضور اقدس ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہوگا اور اسکی برکات سے خود درود پڑھنے والا اور اسکے بیٹے اور پوتے منتفع ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی منتفع ہوتا ہے کہ جس کو درود شریف کا ایصال ثواب کیا جائے۔ اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی بارگاہ میں تقرب حاصل ہوتا ہے اور وہ بیشک نور ہے اور دشمنوں پر غلبہ حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور دلوں کو نفاق سے اور زنگ سے پاک کرتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کا ذریعہ ہے اور اسکا پڑھنے والا اس سے محفوظ رہتا ہے کہ لوگ اسکی غیبت کریں۔

درود شریف بہت بابرکت اعمال میں سے ہے اور افضل ترین اعمال میں سے ہے۔ اور دین و دنیا دونوں میں سب سے زیادہ نفع دینے والا عمل ہے اور اس کے علاوہ بہت سے ثواب جو سمجھدار کے لیے اس میں رغبت پیدا کرنے والے ہیں ایسا سمجھدار جو اعمال کے ذخیروں کے جمع کرنے پر حریص ہو اور ذخائر اعمال کے ثمرات حاصل کرنا چاہتا ہو۔ علامہ سخاوی ؒ نے باب کے شروع میں یہ اجمالی مضمون ذکر کرنے کے بعد پھر ان مضامین کی روایات کو تفصیل سے ذکر کیا جن میں سے بعض فصل اوّل میں گذر چکی ہیں اور بعض فصل ثانی میں آرہی ہیں۔ اور ان روایات کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان احادیث میں اس عبادت کی شرافت پر بین دلیل ہے کہ اللہ جل شانہٗ کا درود۔ درود پڑھنے والے پر المضاعف (یعنی دس گنا) ہوتا ہے۔ اور اسکی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ درجات بلند ہوتے ہیں پس جتنا بھی

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہو سکتا ہو سید السادات اور معدن السعادات پر درود کی کثرت کیا کر۔ اس لیے کہ وہ وسیلہ ہے مسرات کے حصول کا اور ذریعہ ہے بہترین عطاؤں کا اور ذریعہ ہے مضرات سے حفاظت کا اور تیرے لیے ہر اس درود کے بدلہ میں جو تو پڑھے دس درود ہیں۔ جبار الارضین والسموات کی طرف سے اور درود ہے اس کے ملائکہ کرام کی طرف سے وغیرہ وغیرہ۔ ایک اور جگہ اقلیشی کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ کونسا وسیلہ زیادہ شفاعت والا ہو سکتا ہے اور کونسا عمل زیادہ نفع والا ہو سکتا ہے اس ذات اقدس پر درود کے مقابلہ میں جس پر اللہ جل شانہ درود بھیجتے ہیں اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور اللہ جل شانہ نے اس کو دنیا اور آخرت میں اپنی قربت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ یہ بہت بڑا نور ہے اور ایسی تجارت ہے جس میں گھاٹا نہیں۔ یہ اولیاء کرام کا صبح و شام کا مستقل معمول رہا ہے۔ پس جہاں تک ہو سکے، درود شریف پر جما رہ کہ اس سے اپنی گمراہی سے نکل آئے گا اور تیرے اعمال صاف ستھرے ہو جائیں گے تیری اُمیدیں بر آئیں گی تیرا قلب منور ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ شانہ کی رضا حاصل ہوگی۔ قیامت کے سخت ترین دہشت ناک دن میں امن نصیب ہوگا۔

دوسری فصل خاص خاص درود کے خاص خاص فضائل کے بیان میں

(۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاَھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ

حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی وہ فرمانے لگے کہ میں تجھے ایک ایسا ہدیہ دوں جو میں نے حضور سے سُنا ہے میں نے عرض کیا ضرور مرحمت فرمائیے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر درود کن الفاظ سے پڑھا جائے یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتلا دیا کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح درود پڑھا کرو۔ (اللّٰھم صل سے اخیر تک) یعنی اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر جیسا کہ آپ نے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ رواہ البخاری و بسط السخاوی فی تخریجہ واختلاف الفاظہ وقال ھٰکذا لفظ البخاری علٰی ابراھیم وعلٰی آل ابراھیم فی الموضعین

درود بھیجا حضرت ابراہیمؑ پر اور انکی آل (اولاد) پر اے اللہ بیشک آپ ستودہ صفات اور بزرگ ہیں۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور انکی آل (اولاد) پر جیسا کہ برکت نازل فرمائی آپنے حضرت ابراہیمؑ پر اور انکی آل (اولاد) پر بیشک آپ ستودہ صفات بزرگ ہیں۔

ف:۔ ہدیہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان حضرات کے ہاں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مہمانوں اور دوستوں کے لیے بجائے کھانے پینے کی چیزوں کے بہترین تحائف اور بہترین ہدیے حضورؐ کا ذکر شریف حضورؐ کی احادیث، حضورؐ کے حالات تھے ان چیزوں کی قدر ان حضرات کے ہاں مادی چیزوں سے کہیں زیادہ تھی جیسا کہ ان کے حالات اسکے شاہد عدل ہیں۔ اسی بنا پر حضرت کعبؓ نے اس کو ہدیہ سے تعبیر کیا۔ یہ حدیث شریف بہت مشہور حدیث ہے۔ اور حدیث کی سب کتابوں میں بہت کثرت سے ذکر کی گئی ہے اور بہت سے صحابہ کرامؓ سے مختصر اور مفصل الفاظ میں نقل کی گئی ہے۔ علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں اس کے بہت طرق اور مختلف الفاظ نقل کیے ہیں وہ ایک حدیث میں حضرت حسنؓ سے مرسلاً نقل کرتے ہیں کہ جب آیت شریفہ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ سلام تو ہم جانتے ہیں کہ وہ کس طرح ہوتا ہے آپ ہمیں درود شریف پڑھنے کا کس طرح حکم فرماتے ہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ الخ پڑھا کرو۔ دوسری حدیث میں ابو مسعود بدریؓ سے نقل کیا ہے کہ ہم حضرت سعد بن عبادہؓ کی مجلس میں تھے کہ وہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت بشیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ جل شانہٗ نے ہمیں درود پڑھنے کا حکم دیا ہے پس ارشاد فرمایئے کہ کس طرح آپ پر درود پڑھا کریں۔ حضورؐ سکوت فرمایا یہاں تک کہ ہم تمنا کرنے لگے کہ وہ شخص سوال ہی نہ کرتا۔ پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یوں کہا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ الخ یہ روایت مسلم و ابوداؤد وغیرہ میں ہے اس کا مطلب کہ "ہم اسکی تمنا کرنے لگے" یہ ہے کہ ان حضرات صحابہ کرامؓ کو غایت محبت اور غایت احترام کی وجہ سے جس بات کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تامل ہوتا یا سکوت فرماتے تو ان کو یہ خوف ہوتا کہ یہ سوال کہیں منشاء مبارک کے خلاف تو نہیں ہو گیا۔ یا یہ کہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس کا جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں تھا جس کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تأمل فرمانا پڑا۔ بعض روایات سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے طبری کی روایت سے یہ نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ حضورؐ پر وحی نازل ہوئی۔ مسند احمد و ابن حبان وغیرہ میں ایک اور روایت سے نقل کیا ہے کہ ایک صحابیؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضورؐ کے سامنے بیٹھ گئے ہم لوگ مجلس میں حاضر تھے ان صاحب نے سوال کیا یا رسول اللہ سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا جب ہم نماز پڑھا کریں تو اس میں آپ پر درود کیسے پڑھا کریں۔ حضورؐ نے اتنا سکوت فرمایا کہ ہم لوگوں کی یہ خواہش ہونے لگی کہ یہ شخص سوال ہی نہ کرتا اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ جب نماز پڑھا کرو تو یہ درود پڑھا کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ۔ ایک اور روایت میں عبد الرحمٰن بن بشیرؓ سے نقل کیا ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ جل شانہٗ نے ہمیں صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا ہے سلام تو ہمیں معلوم ہو گیا۔ آپؐ پر درود کیسے پڑھا کریں۔ تو حضورؐ نے فرمایا یوں پڑھا کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ مسند احمد ترمذی بیہقی وغیرہ کی روایات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب آیت شریفہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیۃ نازل ہوئی تو ایک صاحب نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ سلام تو ہمیں معلوم ہے آپ پر درود کیسے پڑھا کریں تو حضورؐ نے ان کو درود تلقین فرمایا۔ اور بھی بہت سی روایات میں اس قسم کے مضمون ذکر کیے گئے ہیں۔ اور درودوں کے الفاظ میں اختلاف بھی ہے جو اختلاف روایات میں ہوا ہی کرتا ہے جس کی مختلف وجوہ ہوتی ہیں اس جگہ ظاہر یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف صحابہؓ کو مختلف الفاظ ارشاد فرمائے تاکہ کوئی لفظ خاص طور سے واجب نہ بن جائے نفس درود شریف کا وجوب علیحدہ چیز ہے جیسا کہ فصل رابع میں آرہا ہے اور درود شریف کے کسی خاص لفظ کا وجوب علیحدہ چیز ہے کوئی خاص لفظ واجب نہیں۔ یہ درود شریف جو اس فصل کے شروع میں لے پر لکھا گیا ہے۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے جو سب سے زیادہ صحیح ہے اور حنفیہ کے نزدیک نماز میں اسی کا پڑھنا اولیٰ ہے جیسا کہ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت امام محمدؒ سے سوال کیا گیا کہ حضورؐ پر درود کن الفاظ سے پڑھے تو انھوں نے یہی درود ارشاد فرمایا جو فصل کے شروع میں لکھا گیا اور یہ درود موافق ہے اس کے جو صحیحین (بخاری و مسلم) وغیرہ میں ہے۔ علامہ شامیؒ نے یہ عبارت شرح منیہ سے نقل کی ہے۔ شرح منیہ کی عبارت یہ ہے کہ یہ درود موافق ہے اس کے جو صحیحین میں کعب بن عجرہؓ سے نقل کیا گیا ہے انتہیٰ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور کعب بن عجرہؓ کی یہی روایت ہے جو اوپر گذری۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ حضرت کعبؓ وغیرہ کی حدیث سے ان الفاظ کی تعیین ہوتی ہے جو حضورؐ نے اپنے صحابہؓ کو آیت شریفہ کے امتثال امر میں سکھلائے۔ اور بھی بہت سے اکابر سے اس کا افضل ہونا نقل کیا گیا ہے۔ ایک جگہ علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے اس سوال پر کہ ہم لوگوں کو اللہ جل شانہٗ نے صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا ہے تو کونسا درود پڑھیں۔ حضورؐ نے یہ تعلیم فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب سے افضل ہے۔ امام نوویؒ نے اپنی کتاب روضہ میں تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ قسم کھا بیٹھے کہ میں سب سے افضل درود پڑھوں گا تو اس درود کے پڑھنے سے قسم پوری ہو جائے گی حصن حصین کے حاشیہ پر حرز ثمین سے نقل کیا ہے کہ یہ درود شریف سب سے زیادہ صحیح ہے اور سب سے زیادہ افضل ہے نماز میں اور بغیر نماز کے اسی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یہاں ایک بات قابل تنبیہ یہ ہے کہ زاد السعید کے بعض نسخوں میں کاتب کی غلطی سے حرز ثمین کی یہ عبارت بجائے اس درود شریف کے ایک دوسرے درود کے نمبر پر لکھ دی گئی اس کا لحاظ رہے۔ اس کے بعد اس حدیث شریف میں چند فوائد قابل ذکر ہیں۔

اوّل[۱] یہ کہ صحابہ کرامؓ کا یہ عرض کرنا کہ سلام ہم جان چکے ہیں اس سے مراد التحیات کے اندر اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ہے۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ یعنی حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک یہی مطلب زیادہ ظاہر ہے۔ اور حرز میں امام بیہقی سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے اور اس میں بھی متعدد علماء سے یہی مطلب نقل کیا گیا ہے۔ [۲] ایک مشہور سوال کیا جاتا ہے کہ جب کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے مثلاً یوں کہا جائے کہ فلاں شخص حاتم طائی جیسا سخی ہے تو سخاوت میں حاتم کا زیادہ سخی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس حدیث پاک میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے درود کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بھی اوجز میں کئی جواب دیئے گئے ہیں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں دس جواب دیئے ہیں۔ کوئی عالم ہو تو خود دیکھ لے غیر عالم ہو تو کسی عالم سے دل چاہے تو دریافت کر لے سب سے آسان جواب یہ ہے کہ قاعدہ اکثریہ تو وہی ہے جو اوپر گذرا لیکن بسا اوقات بعض مصالح سے اس کا الٹا ہوتا ہے جیسے قرآن پاک کے درمیان میں اللہ جل شانہٗ کے نور کے متعلق ارشاد ہے۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ الآیۃ ترجمہ اسکے نور کی مثال اس طاق کی سی ہے جس میں چراغ ہو آخر آیت تک۔ حالانکہ اللہ جل شانہٗ کے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نور کو چراغوں کے نور کے ساتھ کیا مناسبت۔ ۳ یہ بھی مشہور اشکال ہے کہ یہ سارے انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسّلام میں حضرت ابراہیمؑ ہی کے درود کو کیوں ذکر کیا۔ اس کے بھی اوجز میں کئی جواب دیئے گئے ہیں۔ حضرت اقدس تھانوی نوراللہ مرقدہٗ نے بھی زادالسعید میں کئی جواب ارشاد فرمائے ہیں۔ بندے کے نزدیک تو زیادہ پسندیہ جواب ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ جل شانہٗ نے اپنا خلیل قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا لہٰذا جو درود اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوگا وہ محبت کی لائن کا ہوگا اور محبت کی لائن کی ساری چیزیں سب سے اونچی ہوتی ہیں۔ لہٰذا جو درود محبت کی لائن کا ہوگا وہ یقیناً سب سے زیادہ لذیذ اور اونچا ہوگا۔ چنانچہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہٗ نے اپنا حبیب قرار دیا اور حبیب اللہ بنایا اور اسی لیے دونوں کا درود ایک دوسرے کے مشابہ ہوا۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے قصہ نقل کیا گیا ہے کہ صحابہؓ کی ایک جماعت انبیاء کرامؑ کا تذکرہ کر رہی تھی کہ اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا اور حضرت موسیٰؑ سے کلام کی اور حضرت عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور روح ہیں اور حضرت آدمؑ کو اللہ نے اپنا صفی قرار دیا اتنے میں حضورؐ تشریف لائے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا میں نے تمہاری گفتگو سنی۔ بیشک ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں اور موسیٰؑ نجی اللہ ہیں (یعنی کلیم اللہ) اور ایسے ہی عیسیٰؑ اللہ کا کلمہ اور روح ہیں اور آدمؑ اللہ کے صفی ہیں لیکن بات یوں ہے غور سے سنو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں کرتا اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور اس جھنڈے کے نیچے آدمؑ اور سارے انبیاء ہوں گے اور اس پر فخر نہیں کرتا۔ اور قیامت کے دن سب سے پہلے میں شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی وہ میں ہوں گا اور اس پر بھی میں کوئی فخر نہیں کرتا اور سب سے پہلے جنّت کا دروازہ کھلوانے والا میں ہونگا۔ اور سب سے پہلے جنت میں میں اور میری امت کے فقراء داخل ہوں گے اور اس پر بھی کوئی فخر نہیں کرتا۔ اور میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہوں اوّلین اور آخرین میں' اور کوئی فخر نہیں کرتا اور بھی متعدد روایات سے حضورؐ کا حبیب اللہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ محبت اور خلّت میں جو مناسبت ہے وہ ظاہر ہے اسی لیے ایک کے درود کو دوسرے کے درود کے ساتھ تشبیہ دی اور چونکہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں ہیں اس لیے بھی من اشبہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اباہ فما ظلم آبار و اجداد کے ساتھ مشابہت بہت ممدوح ہے مشکوٰۃ کے حاشیہ پر لمعات سے اس میں ایک نکتہ بھی لکھا ہے وہ یہ کہ حبیب اللہ کا لقب سب سے اونچا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ حبیب اللہ کا لفظ جامع ہے خلّت کو بھی اور کلیم اللہ ہونے کو بھی اور صفی اللہ ہونے کو بھی بلکہ ان سے زائد چیزوں کو بھی جو دیگر انبیاء کے لیے ثابت نہیں اور وہ اللہ کا محبوب ہونا ہے ایک خاص محبت کے ساتھ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّكْتَالَ بِالْمِكْیَالِ الْاَوْفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَیْنَا اَهْلَ الْبَیْتِ فَلْیَقُلْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ[1] اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (رواہ ابوداؤد وذکرہ السخاوی بطرق عدیدۃ۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ جب وہ درود پڑھا کرے ہمارے گھرانے پر تو اس کا ثواب بہت بڑے پیمانہ میں ناپا جائے تو وہ ان الفاظ سے درود پڑھا کرے (اللّٰہم صل علی محمد سے اخیر تک) ترجمہ: اے اللہ درود بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو نبی اُمّی ہیں اور انکی بیویوں پر جو سارے مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ کی آل اولاد پر اور آپکے گھرانے پر جیسا کہ درود بھیجا آپ نے آل ابراہیم پر بیشک آپ ہی سزاوار حمد ہیں بزرگ ہیں۔

ف:۔ نبی امی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص لقب ہے اور یہ لقب آپ کا تورات انجیل اور تمام کتابوں میں جو آسمان سے اتریں ذکر کیا گیا ہے (کذا فی المظاہر)

آپ کو نبی اُمی کیوں کہا جاتا ہے؟ اس میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں جن کو شروح حدیث مرقات وغیرہ میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے مشہور قول یہ ہے کہ اُمّی اَن پڑھ کو کہتے ہیں کہ جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو اور یہ چونکہ اہم ترین معجزہ ہے کہ جو شخص لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو وہ ایسا فصیح و بلیغ قرآن پاک لوگوں کو پڑھائے غالباً اسی معجزہ کی وجہ سے کتب سابقہ میں اس لقب کو ذکر کیا گیا ؎

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ چند ملت بشست

"جو یتیم کہ اس نے پڑھنا بھی نہ سیکھا ہو اس نے کتنے ہی مذہبوں کے کتب خانے دھو دیئے یعنی منسوخ کر دیئے"

نگار من کہ بمکتب نہ رفت و خط نہ نوشت
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

"میرا محبوب جو کبھی مکتب میں بھی نہیں گیا، لکھنا بھی نہیں سیکھا۔ وہ اپنے اشاروں سے سیکڑوں مدرسوں کا معلم بن گیا"

حضرت اقدس شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ حرزثمین ۱۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

---
[1] آل ابراہیم

sb9
www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مجھے میرے والد نے ان الفاظ کے ساتھ درود پڑھنے کا حکم فرمایا تھا، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ میں نے خواب میں اس درود شریف کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا تو حضورؐ نے اس کو پسند فرمایا، اس کا مطلب کہ بہت بڑے پیمانہ میں ناپا جائے یہ ہے کہ عرب میں کھجوریں غلہ وغیرہ پیمانوں میں ناپ کر بیچا جاتا تھا جیسا کہ ہمارے شہروں میں یہ چیزیں وزن سے بکتی ہیں تو بہت بڑے پیمانہ کا مطلب گویا بہت بڑی ترازو ہوا اور گویا حدیث پاک کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے درود کا ثواب بہت بڑی ترازو میں تولا جائے اور ظاہر ہے کہ بہت بڑی ترازو میں وہی چیز تولی جائے گی جس کی مقدار بہت زیادہ ہوگی، تھوڑی مقدار بڑی ترازو میں تولی بھی نہیں جا سکتی، جن ترازو میں حمام کے لکڑ تولے جاتے ہوں ان میں تھوڑی چیز وزن میں بھی نہیں آسکتی پاسنگ میں رہ جائیگی۔ ملا علی قاریؒ نے اور اس سے قبل علامہ سخاویؒ نے یہ لکھا ہے کہ جو چیزیں تھوڑی مقدار میں ہوا کرتی ہیں وہ ترازوؤں میں تلا کرتی ہیں اور جو بڑی مقداروں میں ہوا کرتی ہیں وہ عام طور سے پیمانوں ہی میں ناپی جاتی ہیں، ترازوؤں میں ان کا آنا مشکل ہوتا ہے، علامہ سخاویؒ نے حضرت ابو مسعودؓ سے بھی حضورؐ کا یہی ارشاد نقل کیا ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا درود بہت بڑے پیمانہ سے ناپا جائے جب وہ ہم اہل بیت پر درود بھیجے تو یوں پڑھا کرے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوٰتِكَ وَبَرَکَاتِكَ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اور حسن بصریؒ سے یہ نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حوض سے بھر پور پیالہ پیوے وہ یہ درود پڑھا کرے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْیَاعِهٖ وَمُحِبِّیْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اس حدیث کو قاضی عیاضؒ نے بھی شفا میں نقل کیا ہے ؎

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۳) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ

حضرت ابو الدرداءؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو اسلئے کہ یہ ایسا مبارک دن

Visit : www.Momeen.blogspot.com

يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّنْ يُّصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رواه ابن ماجة باسناد جيد كذا فى الترغيب زاد السخاوى فى اخر الحديث فنبى الله حى يرزق وبسط فى تخريجه واخرج معناه عن عدة من الصحابة وقال القارى وله طرق كثيرة بالفاظ مختلفة۔

ہے کہ ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود اسکے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کیا جاتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے انتقال کے بعد بھی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہاں، انتقال کے بعد بھی اللہ جل شانہ نے زمین پر یہ بات حرام کردی ہے کہ وہ انبیاءؑ کے بدنوں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ رزق دیا جاتا ہے۔ ف: ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے انبیاء کے اجساد کو زمین پر حرام کردیا پس کوئی فرق نہیں ہے ان کے بیچ دونوں حالتوں یعنی زندگی اور موت میں اور اس حدیث پاک میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ درود روح مبارک اور بدن مبارک دونوں پر پیش ہوتا ہے اور حضورؐ کا یہ ارشاد کہ اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات ہوسکتی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے ہر نبی مراد ہے اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا اور اسی طرح حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دیکھا جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے اور یہ حدیث کہ انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں صحیح ہے اور رزق سے مراد رزق معنوی ہوسکتا ہے اور اس میں بھی کوئی مانع نہیں کہ رزقِ حسّی مراد ہو اور وہی ظاہر ہے اور منیادرسا ھ علامہ سخاویؒ نے یہ حدیث بہت سے طرق سے نقل کی ہے۔ حضرت اوسؓ کے واسطہ سے حضورؐ کا ارشاد نقل کیا ہے تمہارے افضل ترین ایام میں سے جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن میں حضرت آدمؑ کی پیدائش ہوئی، اسی میں ان کی وفات ہوئی، اسی دن میں نفخہ (پہلا صور) اور اسی میں صعقہ (دوسرا صور) ہوگا پس اس دن میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا آپ تو (قبر میں) بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے زمین پر

Visit : www.Momeen.blogspot.com

یہ بات حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بدنوں کو کھاوے۔ حضرت ابو امامہ رضی کی حدیث سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میرے اوپر ہر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو اس لیے کہ میری امت کا درود ہر جمعہ کو پیش کیا جاتا ہے۔ پس جو شخص میرے اوپر درود پڑھنے میں سب سے زیادہ ہوگا وہ مجھ سے (قیامت کے دن) سب سے زیادہ قریب ہوگا، یہ مضمون کہ کثرت سے درود پڑھنے والا قیامت کے دن حضورؐ سے سب سے زیادہ قریب ہوگا فصل اوّل ۵ میں گذر چکا ہے۔ حضرت ابو مسعود انصاریؓ کی حدیث سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جمعہ کے دن میرے اوپر کثرت سے درود بھیجا کرو اس لیے کہ جو شخص بھی جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ پر فوراً پیش ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میرے اوپر روشن رات (یعنی جمعہ کی رات) اور روشن دن (یعنی جمعہ کے دن) میں کثرت سے درود بھیجا کرو اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے تو میں تمہارے لیے دُعاء اور استغفار کرتا ہوں۔ اسی طرح حضرت ابن عمرؓ، حضرت حسن بصریؒ، حضرت خالد بن معدان وغیرہ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ سلیمان بن سحیمؒ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ کی خدمت میں سلام کرتے ہیں کیا آپ کو اس کا پتہ چلتا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں! اور میں ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ ابراہیم بن شیبانؒ کہتے ہیں کہ میں نے حج کیا اور مدینہ پاک حاضری ہوئی اور میں نے قبر اطہر کی طرف بڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا تو میں نے روضہ اطہر سے وعلیک السلام کی آواز سنی۔ بلوغ المسرات میں حافظ ابن قیمؒ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی زیادہ فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر سارے مخلوق کی سردار ہے اس لیے اس دن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ساتھ ایک ایسی خصوصیت ہے جو اور دنوں کو نہیں۔ اور بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باپ کی پشت سے اپنی ماں کے پیٹ میں اسی دن تشریف لائے تھے۔

علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن درود شریف کی فضیلت حضرت ابو ہریرہؓ حضرت انسؓ اوس بن اوسؓ ابو امامہ، ابو الدرداء، ابو مسعود، حضرت عمر، ان کے صاحبزادے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عبد اللہ وغیرہ حضرات رضی اللہ عنہم سے نقل کی گئی ہے جن کی روایات علامہ سخاوی نے نقل کی ہیں۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۞ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوةُ عَلَیَّ نُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِیْنَ مَرَّةً غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُ ثَمَانِیْنَ عَامًا ذکرہ السخاوی من عدۃ روایات ضعیفۃ بالفاظ مختلفۃ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھ پر درود پڑھنا پلصراط پر گذرنے کے وقت نور ہے اور جو شخص جمعہ کے دن اسی دفعہ مجھ پر درود بھیجے اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

ف: علامہ سخاوی نے قول بدیع میں اس حدیث کو متعدد روایات سے جن پر ضعف کا حکم بھی لگایا ہے نقل کیا۔ اور صاحب اتحاف نے بھی شرح احیاء میں اس حدیث کو مختلف طرق سے نقل کیا ہے اور محدثین کا قاعدہ ہے ضعیف روایت بالخصوص جبکہ وہ متعدد طرق سے نقل کی جائے فضائل میں معتبر ہوتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے جامع الصغیر میں ابوہریرہؓ کی اس حدیث پر حسن کی علامت لگائی ہے۔ ملا علی قاریؒ نے شرح شفاء میں جامع الصغیر کے حوالہ سے بروایت طبرانی ودارقطنی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ علامہ سخاوی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت انسؓ کی روایت سے بھی نقل کی جاتی ہے اور حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسی مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا۔ اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسی سال کی عبادت کا ثواب اس کے لیے لکھا جائیگا دارقطنی کی ایک روایت میں حضورؐ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے اسی سال کے گناہ معاف کیے جائیں گے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ درود کس طرح پڑھا جائے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔ اور یہ پڑھ کر ایک انگلی بند کرلے۔ انگلی بند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انگلیوں پر شمار کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انگلیوں پر گننے کی ترغیب وارد ہوئی ہے اور ارشاد ہوا کہ انگلیوں پر گنا کرو اس لیے کہ قیامت میں ان کو گویائی دی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا، جیسا کہ فضائل ذکر کی فصل دوم کی حدیث ۱۸ میں یہ مضمون تفصیل سے ذکر کیا جا چکا۔ ہم لوگ اپنے ہاتھوں سے سیکڑوں گناہ کرتے ہیں، جب قیامت کے دن بیشی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کے وقت میں ہاتھ اور انگلیاں وہ ہزاروں گناہ گنوائیں جو ان سے زندگی میں کیے گئے ہیں تو انکے ساتھ کچھ نیکیاں بھی گنوائیں جو ان سے کی گئی ہیں یا ان سے گِنی گئی ہیں۔ دار قطنی کی اس روایت کو حافظ عراقیؒ نے حسن بتلایا ہے۔ حضرت علیؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سو مرتبہ درود پڑھے اس کی ساتھ قیامت کے دن ایک ایسی روشنی آئے گی کہ اگر اس روشنی کو ساری مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔ حضرت سہل بن عبد اللہؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔ اسّی دفعہ پڑھے اس کے اسّی سال کے گناہ معاف ہوں۔ علامہ سخاویؒ نے ایک دوسری جگہ حضرت انسؓ کی حدیث سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اور وہ قبول ہو جائے تو اس کے اسّی سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے زاد السعید میں بحوالہ در مختار اصبہانی سے بھی حضرت انسؓ کی اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ علامہ شامیؒ نے اس میں طویل بحث کی ہے کہ درود شریف میں بھی مقبول اور غیر مقبول ہوتے ہیں یا نہیں۔ شیخ ابو سلیمان دارانیؒ سے نقل کیا ہے کہ ساری عبادتوں میں مقبول اور مردود ہونے کا احتمال ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر تو درود شریف قبول ہی ہوتا ہے۔ اور بھی بعض صوفیہ سے یہی نقل کیا ہے ؎

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا ٭ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

(۵) عَنْ رُوَیْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِیِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ رواہ البزار والطبرانی فی الاوسط وبعض اسانیدھم حسن کذا فی الترغیب۔

حضرت رویفعؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں جو شخص اس طرح کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

ف: درود شریف کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے "اے اللہ آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجیے اور ان کو قیامت کے دن ایسے مبارک ٹھکانے پر پہنچائیے جو آپ کے نزدیک مقرب ہو"۔ علماء کے مقعد مقرب یعنی مقرب ٹھکانے میں مختلف اقوال ہیں۔ علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ محتمل ہے کہ اس سے وسیلہ مراد ہو، یا مقام محمود یا آپؐ کا عرش پر تشریف رکھنا یا آپؐ کا

Visit : www.Momeen.blogspot.com

وہ مقام عالی جو سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔ حرز ثمین میں لکھا ہے کہ مقعد کو مقرب کے ساتھ اس لیے موصوف کیا ہے کہ جو شخص اس میں ہوتا ہے وہ مقرب ہوتا ہے اس وجہ سے گویا اس مکان ہی کو مقرب قرار دیا اور اس کے مصداق میں علاوہ ان اقوال کے جو سخاویؒ سے گذرے ہیں کرسی پر تشریف فرما ہونے کا اضافہ کیا ہے۔ ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ مقعد مقرب سے مراد مقام محمود ہے اس لیے کہ روایت میں "یوم القیٰمۃ" کا ذکر کیا گیا ہے اور بعض روایات میں "المقرب عندک فی الجنۃ" کا لفظ آیا ہے، یعنی وہ ٹھکانہ جو جنت میں مقرب ہو، اس بنا پر اس سے مراد وسیلہ ہوگا جو جنت کے درجات میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو مقام علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایک مقام تو وہ ہے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے میدان میں عرش معلیٰ کے دائیں جانب ہوں گے، جس پر اولین و آخرین سب کو رشک ہوگا، اور دوسرا آپؐ کا مقام جنت میں جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں۔ بخاری شریف کی ایک بہت طویل حدیث میں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت طویل خواب جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ، جنت وغیرہ اور زناکار، سود خوار وغیرہ لوگوں کے ٹھکانے دیکھے اس کے اخیر میں ہے کہ پھر وہ دونوں فرشتے مجھے ایک گھر میں لے گئے، جس سے زیادہ حسین اور بہتر مکان میں نے نہیں دیکھا تھا۔ اس میں بہت سے بوڑھے اور جوان عورتیں اور بچے تھے، اس کے بعد وہاں سے نکال کر مجھے وہ ایک درخت پر لے گئے وہاں ایک مکان پہلے سے بھی بڑھیا تھا، میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ پہلا مکان عام مسلمانوں کا ہے اور یہ شہداء کا اس کے بعد انہوں نے کہا ذرا اوپر سر اٹھائیے تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ابر سا نظر آیا میں نے کہا میں اس کو بھی دیکھ لوں ان دونوں فرشتوں نے کہا کہ ابھی آپ کی عمر باقی ہے جب پوری ہوجائے گی جب آپ اس میں تشریف لے جائیں گے۔ درود شریف کی مختلف احادیث میں مختلف الفاظ پر شفاعت واجب ہونے کا وعدہ پہلے بھی گذر چکا آئندہ بھی آرہا ہے۔ کسی قیدی یا مجرم کو اگر یہ معلوم ہوجائے کہ حاکم کے یہاں فلاں شخص کا اثر ہے اور اس کی سفارش حاکم کے یہاں بڑی وقیع ہوتی ہے تو اس سفارشی کی خوشامد میں کتنی دوڑ دھوپ کی جاتی ہے۔ ہم میں سے کونسا ایسا ہے جو بڑے سے بڑے گناہ کا مجرم نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

سفارشی جو اللہ کا حبیب سارے رسولوں اور تمام مخلوق کا سردار وہ کیسی آسان چیز پر اپنی سفارش کا وعدہ اور وعدہ بھی ایسا مؤکد کہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر اس کی سفارش واجب ہے، پھر بھی اگر کوئی شخص اس سے فائدہ نہ اٹھائے تو کس قدر خسارہ کی بات ہے۔ لغویات میں اوقات ضائع کرتے ہیں، فضول باتوں بلکہ غیبت وغیرہ گناہوں میں قیمتی اوقات کو برباد کرتے ہیں۔ ان اوقات کو درود شریف میں اگر خرچ کیا جائے تو کتنے فوائد حاصل ہوں ؎

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ اَتْعَبَ سَبْعِيْنَ كَاتِبًا اَلْفَ صَبَاحٍ رواه الطبرانی فی الکبیر و الاوسط کذا فی الترغیب وبسط السخاوی فی تخریجہ ولفظہ اذھب سبعین ملکا الف صباح۔

حضرت ابن عباسؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں جو شخص یہ دعاء کرے جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ۔ ترجمہ: "اللہ جل شانہ جزا دے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم لوگوں کی طرف سے جس بدلے کے وہ مستحق ہیں" تو اس کا ثواب ستّر فرشتوں کو ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا۔ ف: نزہۃ المجالس میں بروایت طبرانی حضرت جابرؓ کی حدیث سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح شام یہ درود پڑھا کرے اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهٗ وہ اس کا ثواب لکھنے والوں کو ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے رکھے گا۔ مشقت میں ڈالے گا کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک ہزار دن تک اس کا ثواب لکھتے لکھتے تھک جائیں گے۔ بعض علماء نے "جس بدلے کے وہ مستحق ہیں" کی جگہ جو بدلہ اللہ کی شان کے مناسب ہے لکھا ہے۔ یعنی جتنا بدلہ عطاء کرنا تیری شایانِ شان ہو وہ عطاء فرما اور اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب بالخصوص اپنے محبوب کے لیے ظاہر ہے کہ بے انتہا ہوگا۔ حضرت حسن بصریؒ سے ایک طویل درود شریف کے ذیل میں نقل کیا گیا ہے کہ وہ اپنے درود شریف میں یہ الفاظ بھی پڑھا کرتے تھے: وَاجْزِهٖ عَنَّا خَيْرَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ "اے اللہ حضورؐ کو ہماری طرف سے اس سے زیادہ بہتر بدلہ عطا فرمائیے جتنا کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے آپ نے عطا فرمایا" ایک اور حدیث میں نقل کیا گیا ہے جو شخص یہ الفاظ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضَاءً وَّلِحَقِّهٖ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اَدَاءً وَّ اَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا
مَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مِنْ اَفْضَلِ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ
اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصَّالِحِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ جو شخص سات جمعوں تک
ہر جمعہ کو سات مرتبہ اس درود کو پڑھے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔ ایک علامہ
جو ابن المشتہر کے نام سے مشہور ہیں یوں کہتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ جل شانہ کی
ایسی حمد کرے جو اس سب سے زیادہ افضل ہو جو اب تک اس کی مخلوق میں سے کسی نے
کی ہو اولین و آخرین اور ملائکہ مقربین آسمان والوں اور زمین والوں سے بھی افضل ہو اور
اسی طرح یہ چاہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود شریف پڑھے جو اس سب سے
افضل ہو جتنے درود کسی نے پڑھے ہیں اور اسی طرح یہ بھی چاہتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ شانہ سے
کوئی ایسی چیز مانگے جو اس سب سے افضل ہو جو کسی نے مانگی ہو تو وہ یہ پڑھا کرے۔
اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا اَنْتَ اَھْلُہٗ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَنْتَ اَھْلُہٗ وَافْعَلْ بِنَا
مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ فَاِنَّکَ اَنْتَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ جس کا ترجمہ یہ ہے " اے اللہ تیرے ہی لیے حمد
ہے جو تیری شان کے مناسب ہے پس تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جو تیری شان کے مناسب
ہے اور ہمارے ساتھ بھی وہ معاملہ کر جو تیری شایانِ شان ہو، بے شک تو ہی اس کا مستحق ہے کہ
تجھ سے ڈرا جائے اور مغفرت کرنے والا ہے "۔ ابو الفضل قومانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص خراسان
سے میرے پاس آیا اور اس نے یہ بیان کیا کہ میں مدینہ پاک میں تھا میں نے حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، تو حضور نے مجھ سے یہ ارشاد فرمایا جب تو ہمدان جائے تو
ابو الفضل بن زیرک کو میری طرف سے سلام کہہ دینا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا بات؟
تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ مجھ پر روزانہ سو مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ یہ درود پڑھا کرتا ہے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ جَزَی اللّٰہُ مُحَمَّدًا صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ ابو الفضل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قسم کھائی کہ وہ
مجھے یا میرے نام کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں بتانے سے پہلے نہیں جانتا تھا۔
ابو الفضل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اس کو کچھ غلہ دینا چاہا تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیام کو بیچتا نہیں (یعنی اس کا کوئی معاوضہ نہیں لیتا) ابو الفضل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ
اس کے بعد پھر میں نے اس شخص کو نہیں دیکھا۔ (بدیع) اس نوع کا ایک دوسرا قصہ حکایات

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں ۳۹ پر آ رہا ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۷) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللهِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ

رواہ مسلم وابوداود والترمذی کذا فی الترغیب

حضرت عبداللہ بن عمروؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب تم اذان سُنا کرو تو جو الفاظ مؤذن کہے وہی تم کہا کرو اس کے بعد مجھ پر درود بھیجا کرو اس لیے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ درود بھیجتے ہیں پھر اللہ جل شانہ سے میرے لیے وسیلہ کی دُعا کیا کرو، وسیلہ جنت کا ایک درجہ ہے جو صرف ایک ہی شخص کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ ایک شخص میں ہی ہوں پس جو شخص میرے لیے اللہ سے وسیلہ کی دعا کرے گا اس پر میری شفاعت اتر پڑے گی۔

ف:۔ اتر پڑے گی کا مطلب یہ ہے کہ محقق ہوجائے گی۔ اس لیے کہ بعض روایات میں اس کی جگہ یہ ارشاد ہے کہ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوجائے گی۔ بخاری شریف کی ایک حدیث میں یہ ہے کہ جو شخص اذان سُنے اور یہ دُعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ۔ اس کے لیے میری شفاعت اتر جاتی ہے۔ حضرت ابوالدرداءؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اذان سنتے تو خود بھی یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰتِهٖ سُؤْلَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور حضورؐ اتنی آواز سے پڑھا کرتے تھے کہ پاس والے اس کو سنتے تھے اور بھی متعدد احادیث سے علامہ سخاویؒ نے یہ مضمون نقل کیا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جب تم مجھ پر درود پڑھا کرو تو میرے لیے وسیلہ بھی مانگا کرو کسی نے عرض کیا یارسول اللہ وسیلہ کیا چیز ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ جنت کا اعلیٰ درجہ ہے جو صرف ایک ہی شخص کو ملے گا اور مجھے یہ امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا، علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ وسیلہ کے اصل معنی لغت میں تو وہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے کسی بادشاہ یا کسی بڑے آدمی کی بارگاہ

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں تقرب حاصل کیا جائے۔ لیکن اس جگہ عالی درجہ مراد ہے۔ جیسا کہ خود حدیث میں وارد ہے کہ وہ جنت کا ایک درجہ ہے اور قرآن پاک کی آیت وَابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ میں ائمہ تفسیر کے دو قول ہیں ایک تو یہ کہ اس سے وہی تقرب مراد ہے جو اوپر گذرا حضرت ابن عباس رض مجاہد، عطاء وغیرہ سے یہی قول نقل کیا گیا ہے۔ قتادہ رض کہتے ہیں اللہ کی طرف تقرب حاصل کرو اس چیز کے ساتھ جو اس کو راضی کر دے۔ واحدی رح بغوی رح زمخشری رح سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ وسیلہ ہر وہ چیز ہے جس سے تقرب حاصل کیا جاتا ہو، قرابت ہو یا کوئی عمل اور اس قول میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے توسل حاصل کرنا بھی داخل ہے اھ علامہ جزری رح نے حصن حصین میں آداب دعا میں لکھا ہے۔ وَاَنْ يَّتَوَسَّلَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِاَنْبِيَآئِهٖ خ، مص وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِهٖ خ۔ یعنی توسل حاصل کرے اللہ جل شانہ کی طرف اس کے انبیاء کے ساتھ جیسا کہ بخاری مسند بزار اور حاکم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ جیسا کہ بخاری سے معلوم ہوتا ہے علامہ سخاوی کہتے ہیں اور دوسرا قول آیت شریفہ میں یہ ہے کہ اس سے مراد محبت ہے یعنی اللہ کے محبوب بنو جیسا کہ ماوردی رح وغیرہ نے ابوزید سے نقل کیا ہے اور حدیث پاک میں فضیلت سے مراد وہ مرتبہ عالیہ ہے جو ساری مخلوق سے اونچا ہو اور احتمال ہے کوئی اور مرتبہ مراد ہو، یا وسیلہ کی تفسیر ہو اور مقام محمود ہی ہے جس کو اللہ جل شانہ نے اپنے پاک کلام میں سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا ہے عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ ترجمہ: "اُمید ہے کہ پہنچائیں گے آپکو آپ کے رب مقام محمود میں"۔ مقام محمود کی تفسیر میں علماء کے چند اقوال ہیں یہ کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت کے اوپر گواہی دینا ہے اور کہا گیا ہے کہ حمد کا جھنڈا جو قیامت کے دن آپ کو دیا جائے گا مراد ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اللہ جل شانہ آپ کو قیامت کے دن عرش پر اور بعض نے کہا کرسی پر بٹھانے کو کہا ہے۔ ابن جوزی رح نے ان دونوں قولوں کو بڑی جماعت سے نقل کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس سے مراد شفاعت ہے اس لیے کہ وہ ایسا مقام ہے کہ اس میں اوّلین و آخرین سب ہی آپ کی تعریف کریں گے۔ علامہ سخاوی رح اپنے استاذ حافظ ابن حجر رح کے اتباع میں کہتے ہیں ان اقوال میں کوئی منافات نہیں، اس واسطے کہ احتمال ہے کہ عرش و کرسی پر بٹھانا شفاعت کی اجازت کی علامت ہو اور جب حضور ﷺ وہاں تشریف فرما ہو جائیں تو اللہ جل شانہ ان کو حمد کا جھنڈا عطا فرمائے۔ اور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر گواہی دیں۔ ابن حبان کی ایک حدیث میں حضرت کعب بن مالکؓ سے حضورؐ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ قیامت کے دن لوگوں کو اٹھائیں گے۔ پھر مجھے ایک سبز جوڑا پہنائیں گے پھر میں وہ کہوں گا جو اللہ چاہیں پس یہی مقام محمود ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ "پھر میں کہوں گا" سے مراد وہ حمد وثناء ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت سے پہلے کہیں گے اور مقام محمود ان سب چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے جو اس وقت میں پیش آئیں گی۔ انتہی۔ حضورؐ کے اس ارشاد کا مطلب کہ میں وہ کہوں گا جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ حدیث کی کتابوں بخاری مسلم شریف وغیرہ میں شفاعت کی طویل حدیث میں حضرت انسؓ سے نقل کیا گیا ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ جب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کروں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ جل شانہٗ مجھے سجدہ میں جب تک چاہیں گے پڑا رہنے دیں گے اس کے بعد اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہوگا محمد سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی، سفارش کرو قبول کی جائے گی مانگو تمہارا سوال پورا کیا جائے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس پر میں سجدہ سے سر اٹھاؤں گا۔ پھر اپنے رب کی وہ حمد وثنا کروں گا جو اس وقت میرا رب مجھے الہام کرے گا۔ پھر میں امت کے لیے سفارش کروں گا بہت لمبی حدیث سفارش کی ہے جو مشکوٰۃ میں بھی مذکور ہے ؎

ہاں ہاں اجازت ہے تجھے آ، آج عزت ہے تجھے زیبا شفاعت ہے تجھے بے شک یہ ہے حصہ ترا

یہاں ایک بات قابل لحاظ ہے کہ اوپر کی دعاء میں اَلْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ کے بعد وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ کا لفظ بھی مشہور ہے۔ محدثین فرماتے ہیں کہ یہ لفظ اس حدیث میں ثابت نہیں البتہ بعض روایات میں جیسا کہ حصن حصین میں بھی ہے اس کے اخیر میں اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ کا اضافہ ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

(۸) عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ اَوْ اَبِیْ اُسَیْدٍ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمْ فِی الْمَسْجِدِ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِیَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا کرے تو نبی کریم پر سلام بھیجا کرے پھر یوں کہا کرے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اے میرے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اور جب مسجد سے نکلا کرے تب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ اَخْرَجَهُ اَبُوْعَوَانَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنِّسَائِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهِمَا كَذَا فِي الْبَدِيْعِ۔

پر سلام بھیجا کرے اور یوں کہا کرے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ" اے اللہ میرے لیے اپنے فضل (یعنی روزی) کے دروازے کھول دے۔

ف: مسجد میں جانے کے وقت رحمت کے دروازے کھلنے کی وجہ یہ ہے کہ جو مسجد میں جاتا ہے وہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہونے کے لیے جاتا ہے وہ اللہ کی رحمت کا زیادہ محتاج ہے کہ وہ اپنی رحمت سے عبادت کی توفیق عطا فرمائے پھر اس کو قبول فرمائے۔ مظاہر حق میں لکھا ہے دروازے رحمت کے کھول بسبب برکت اس مکان شریف کے یا بسبب توفیق دینے نماز کی اس میں یا بسبب کھولنے حقائق نماز کے اور مراد فضل سے رزق حلال ہے کہ بعد نکلنے کے نماز سے اس کی طلب کو جاتا ہے اھ اس میں قرآن پاک کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ جمعہ میں وارد ہے۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ..... علامہ سخاویؒ نے حضرت علیؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوا کرو تو حضورؐ پر درود بھیجا کرو اور حضور اقدس صلی اللہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود و سلام بھیجتے محمد پر (یعنی خود اپنے اوپر) اور پھر یوں فرماتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے نکلتے تب بھی اپنے اوپر درود و سلام بھیجتے اور فرماتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ حضرت انسؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو پڑھا کرتے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اور جب باہر تشریف لاتے تب بھی یہ پڑھا کرتے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دعا سکھلائی تھی کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوا کریں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کریں۔ اور یہ دعا پڑھا کریں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب نکلا کریں جب بھی یہی دعا پڑھا کریں اور اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ کی جگہ اَبْوَابَ فَضْلِكَ حضرت ابوہریرہؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص تم میں سے مسجد میں جایا کرے تو حضورؐ پر سلام پڑھا کرے اور یوں

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہا کرے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور جب مسجد سے نکلا کرے تو حضورؐ پر سلام پڑھا کرے اور یوں کہا کرے اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ حضرت کعبؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا کہ میں تجھے دو باتیں بتاتا ہوں انہیں بھولنا مت، ایک یہ کہ جب مسجد میں جائے تو حضورؐ پر درود بھیجے اور یہ دُعا پڑھے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور جب باہر نکلے (مسجد سے) تو یہ دُعا پڑھا کرے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَاحْفَظْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ اور بھی بہت سے صحابہؓ اور تابعین سے یہ دعائیں نقل کی گئی ہیں۔ صاحب حصن حصینؒ نے مسجد میں جانے کی اور مسجد سے نکلنے کی متعدد دعائیں مختلف احادیث سے نقل کی ہیں، ابوداؤد شریف کی روایت سے مسجد میں داخل ہونے کے وقت یہ دعا نقل کی ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔" میں پناہ مانگتا ہوں اس اللہ کے ذریعہ سے جو بڑی عظمت والا ہے اور اس کی کریم ذات کے ذریعہ سے اور اسکی قدیم بادشاہت کے ذریعہ سے شیطان مردود کے حملے سے" حصن حصین میں تو اتنا ہی ہے لیکن ابوداؤد میں اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پاک ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ جب آدمی یہ دُعا پڑھتا ہے تو شیطان یوں کہتا ہے کہ مجھ سے تو یہ شخص شام تک کے لیے محفوظ ہو گیا۔ اس کے بعد صاحب حصن مختلف احادیث سے نقل کرتے ہیں کہ جب مسجد میں داخل ہو تو بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ کہے۔ ایک اور حدیث میں وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ہے اور ایک اور حدیث میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، پڑھے اور جب مسجد سے نکلنے لگے جب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اور ایک حدیث میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہے۔

؎ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

۹۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تمنا کونسا مسلمان ایسا ہو گا جس کو نہ ہو لیکن عشق و محبت کی بقدر اس کی تمنائیں بڑھتی رہتی ہیں اور اکابر و مشائخ نے بہت سے اعمال اور ریت سے درودوں کے متعلق اپنے تجربات تحریر کیے ہیں، کہ ان پر عمل سے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ علامہ سخاویؒ نے

Visit : www.Momeen.blogspot.com

قول بدیع میں خود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ایک ارشاد نقل کیا ہے۔ مَنْ صَلّٰی عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ۔" جو شخص روحِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ارواح میں اور آپؐ کے جسدِ اطہر پر بدنوں میں اور آپؐ کی قبرِ مبارک پر قبور میں درود بھیجے گا وہ مجھے خواب میں دیکھے گا" اور جو مجھے خواب میں دیکھے گا وہ قیامت میں دیکھے گا اور جو مجھے قیامت میں دیکھے گا میں اس کی سفارش کروں گا۔ اور جس کی میں سفارش کروں گا وہ میری حوض سے پانی پیئے گا اور اللہ جل شانہٗ اس کے بدن کو جہنم پر حرام فرمادیں گے۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ ابو القاسم بستیؒ نے اپنی کتاب میں یہ حدیث نقل کی ہے مگر مجھے اب تک اس کی اصل نہیں ملی۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں جو شخص یہ ارادہ کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے وہ یہ درود پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ جو شخص اس درود شریف کو طاق عدد کے موافق پڑھے گا وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کرے گا۔ اور اس پر اس کا اضافہ بھی کرنا چاہیے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ زاد السعید میں تحریر فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی دولتِ زیارت میسر ہوتی ہے۔ بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے کتاب ترغیب اہل السعادات میں لکھا ہے کہ شبِ جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ ۱۱ بار آیت الکرسی اور گیارہ ۱۱ بار قل ھو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے، انشاء اللہ تین جمعے نہ گزرنے پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔ دیگر شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس ۲۵ بار قل ھو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولتِ زیارت نصیب ہو وہ یہ ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔ دیگر نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود کو پڑھنے سے زیارت نصیب ہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيدِكَ إِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُودِ وَالسَّبَبِ فِي كُلِّ مَوْجُودٍ عَيْنِ أَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَائِكَ صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ دیگر اس کو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لیے شیخؒ نے لکھا ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ۔

مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے۔ انتہیٰ ہمارے حضرت شیخ المشائخ، قطب الارشاد شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی کتاب نوادر میں بہت سے مشائخ تصوف اور ابدال کے ذریعے حضرت خضرؑ سے متعدد اعمال نقل کیے ہیں اگرچہ محدثانہ حیثیت سے ان پر کلام ہے لیکن کوئی فقہی مسئلہ نہیں جس میں دلیل اور حجت کی ضرورت ہو مبشرات اور منامات ہیں منجملہ انکے لکھا ہے کہ ابدال میں سے ایک بزرگ نے حضرت خضرؑ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی عمل بتایئے جو میں رات میں کیا کروں انہوں نے فرمایا کہ مغرب سے عشاء تک نفلوں میں مشغول رہا کر، کسی شخص سے بات نہ کر، نفلوں کی دو۲ دو۲ رکعت پر سلام پھیرتا رہا کر اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین۳ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھتا رہا کر۔ عشاء کے بعد بھی بغیر بات کیے اپنے گھر چلا جا اور وہاں جا کر دو۲ رکعت نفل پڑھ، ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور سات مرتبہ قل ھو اللہ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد ایک سجدہ کر جس میں سات دفعہ استغفار، سات مرتبہ درود شریف اور سات دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر سجدہ سے سر اُٹھا کر دُعاء کے لیے ہاتھ اُٹھا اور یہ دُعا پڑھ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا اِلٰهَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ پھر اسی حال میں ہاتھ اٹھائے ہوئے کھڑا ہو اور کھڑے ہو کر پھر یہی دُعاء پڑھ، پھر دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹ جا اور سونے تک درود پڑھتا رہ۔ جو شخص یقین اور نیک نیتی کے ساتھ اس عمل پر مداومت کرے گا، مرنے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور خواب میں دیکھے گا۔ بعض لوگوں نے اس کا تجربہ کیا انہوں نے دیکھا کہ وہ جنت گئے وہاں انبیاء کرامؑ اور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور ان سے بات کرنے کا شرف حاصل ہوا، اس عمل کے بہت سے فضائل ہیں جن کو ہم نے اختصاراً چھوڑ دیا۔ اور بھی متعدد عمل اس نوع کے حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ سے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نقل کیے ہیں۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حیوٰۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد باوضو ایک پرچہ پر محمد رسول اللہ احمد رسول اللہ پینتیس ۳۵ مرتبہ لکھے اور اس پرچہ کو اپنی ساتھ رکھے اللہ جل شانہٗ اس کو طاعت پر قوت عطا فرماتا ہے اور اس کی برکت میں مدد فرماتا ہے اور شیاطین کے وساوس سے حفاظت فرماتا ہے اور اگر اس پرچہ کو روزانہ طلوع آفتاب کے وقت درود شریف پڑھتے ہوئے غور سے دیکھتا رہے تو نبی کریم کی زیارت خواب میں کثرت سے ہوا کرے۔

تنبیہ:۔ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جانا بڑی سعادت ہے لیکن دو امر قابلِ لحاظ ہیں۔ اوّلؔ وہ جس کو حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے نشر الطیب میں تحریر فرمایا ہے۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں "جاننا چاہیے کہ جس کو بیداری میں یہ شرف نصیب نہیں ہوا اس کے لیے بجائے اس کے خواب میں زیارت سے مشرف ہو جانا سرمایۂ تسلّی اور فی نفسہٖ ایک نعمتِ عظمیٰ دولتِ کبریٰ ہے اور اس سعادت میں اکتساب کو اصلاً دخل نہیں محض موہوب ہے ولنعم ما قیل ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ترجمہ:۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا کہ یہ سعادت قوت بازو سے حاصل نہیں ہوتی ہے جب تک اللہ جل شانہٗ کی طرف سے عطاء اور بخشش نہ ہو" ہزاروں کی عمریں اس حسرت میں ختم ہو گئیں۔ البتہ غالب یہ ہے کہ کثرت درود شریف و کمال اتباع سنّت و غلبۂ محبت پر اس کا ترتب ہو جاتا ہے لیکن چونکہ لازمی اور کلی نہیں اس لیے اس کے نہ ہونے سے مغموم و محزون نہ ہونا چاہیے کہ بعض کے لیے اسی میں حکمت و رحمت ہے عاشق کو رضاء محبوب سے کام خواہ وصل ہو تب، ہجر ہو تب۔ وللہ درّ من قال

اُرید وصاله ویرید هجری فاترك ما اُرید لما یرید

(اور اللہ ہی کے لیے خوبی ہے اس کہنے والے کی جس نے کہا کہ میں اس کا وصال چاہتا ہوں اور وہ مجھ سے فراق چاہتا ہے میں اپنی خوشی کو اس کی خوشی کے مقابلہ میں چھوڑتا ہوں") قال العارف الشیرازی ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

ترجمہ:۔ عارف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فراق و وصل کیا ہوتا ہے محبوب کی رضا ڈھونڈ، کہ محبوب سے اس کی رضاء کے سوا تمنا کرنا ظلم ہے"۔ اسی سے یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ اگر زیارت ہو گئی مگر طاعت سے رضا حاصل نہ کی تو وہ کافی نہ ہو گی۔ کیا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بہت سے صورۃً زائر معنیً مہجور اور بعضے صورۃً مہجور جیسے اویس قرنی۔ اویس قرنی معنیً قرب سے مسرور رکھے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانہ میں کتنے لوگ ایسے تھے کہ جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر وقت زیارت ہوتی تھی لیکن اپنے کفر و نفاق کی وجہ سے جہنمی ہے، اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور تابعی ہیں، اکابر صوفیہ میں ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے، لیکن اس کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے ان کا ذکر فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو تم میں سے ان سے ملے وہ ان سے اپنے لیے دعاء مغفرت کرائے۔ ایک روایت میں حضرت عمرؓ سے نقل کیا گیا کہ حضورؐ نے ان سے حضرت اویسؒ کے متعلق فرمایا کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اس کو ضرور پورا کرے، تم ان سے دعاء مغفرت کرانا (اصابہ) ؎

گو تھے اویس دُور مگر ہو گئے قریب   بُوجہل تھا قریب مگر دُور ہو گیا

دوسرا امر قابل تنبیہ یہ ہے کہ جس شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً اور قطعاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت کی۔ روایت صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے اور محقق ہے کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطا نہیں فرمائی کہ وہ خواب میں آکر کسی طرح اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ظاہر کرے۔ مثلاً یہ کہے کہ میں نبی ہوں یا خواب دیکھنے والا شیطان کو نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ بیٹھے اسلیے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، لیکن اس کے باوجود اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اصلی ہیئت میں نہ دیکھے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی ہیئت اور حلیہ میں دیکھے جو شانِ اقدس کے مناسب نہ ہو تو وہ دیکھنے والے کا قصور ہوگا جیسا کہ کسی شخص کی آنکھ پر سرخ یا سبز یا سیاہ عینک لگا دی جائے تو جس رنگ کی آنکھ پر عینک ہوگی اسی رنگ کی سب چیزیں نظر آئیں گی۔ اسی طرح بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ اگر ٹائم پیس کی لمبائی میں کوئی شخص اپنا چہرہ دیکھے تو اتنا لمبا نظر آئے گا کہ حد نہیں۔ اور اگر اس کی چوڑائی میں اپنا چہرہ دیکھے تو ایسا چوڑا نظر آئے گا کہ خود دیکھنے والے کو اپنے چہرہ پر ہنسی آجائے گی۔ اسی طرح سے اگر خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد شریعت مطہرہ کے خلاف سُنے تو وہ محتاج تعبیر ہے، شریعت کے خلاف اس پر عمل کرنا جائز نہیں، چاہے کتنے ہی بڑے شیخ اور مقتدیٰ کا خواب ہو مثلاً کوئی شخص دیکھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ناجائز کام کے کرنے کی اجازت یا حکم

دیا تو وہ درحقیقت حکم نہیں بلکہ ڈانٹ ہے۔ جیسا کوئی شخص اپنی اولاد کو کسی برے کام کو روکے اور وہ مانتا نہ ہو تو اس کو تنبیہ کے طور پر کہا جاتا ہے کہ کر اور کر، یعنی اس کا مزہ چکھاؤں گا۔ اور اسی طرح سے کلام کے مطلب کا سمجھنا جس کو تعبیر کہا جاتا ہے یہ بھی ایک دقیق فن ہے تعطیر الانام فی تعبیر المنام میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے خواب میں یہ دیکھا کہ اس سے ایک فرشتہ نے یہ کہا کہ تیری بیوی تیرے فلاں دوست کے ذریعہ تجھے زہر پلانا چاہتی ہے ایک صاحب نے اس کی تعبیر یہ دی اور وہ صحیح تھی کہ تیری بیوی اس فلاں سے زنا کرتی ہے۔ اسی طرح اور بہت سے واقعات اس قسم کے فن تعبیر کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ مظاہر حق میں لکھا ہے کہ امام نووی رح نے کہا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا، خواہ آپؐ کی صفت معروفہ پر دیکھا ہو یا اس کے علاوہ اور اختلاف اور تفاوت صورتوں کا باعتبار کمال و نقصان دیکھنے والے کے ہے۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی صورت میں دیکھا بسبب کمال دین اپنے کے دیکھا اور جس نے برخلاف اس کے دیکھا بسبب نقصان اپنے دین کے دیکھا۔ اسی طرح ایک نے بڈھا دیکھا ایک نے جوان اور ایک نے راضی اور ایک نے خفا یہ تمام مبنی ہے اوپر اختلاف حال دیکھنے والے کے پس دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گویا کسوٹی ہے معرفت احوال دیکھنے والے کے اور اس میں ضابطہ مفیدہ ہے سالکوں کے لیے کہ اس سے احوال اپنے باطن کا معلوم کر کے علاج اس کا کریں۔ اور اسی قیاس پر بعض ارباب تمکین نے کہا ہے کہ جو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں سُنے تو اس کو سنت قویمہ پر عرض کرے، اگر موافق ہے تو حق ہے اور اگر مخالف ہے تو بسبب خلل سامعہ اس کی کے ہے پس رویائے ذات کریمہ اور اس چیز کا کہ دیکھی یا سُنی جاتی ہے حق ہے اور جو تفاوت اور اختلاف ہے سو بجھ سے ہے۔ حضرت شیخ علی متقی نقل کرتے تھے کہ ایک فقیر نے فقراءِ مغرب سے آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا کہ اس کو شراب پینے کے لیے فرماتے ہیں اس نے واسطے رفع اس اشکال کے علماء سے استفتاء کیا کہ حقیقت حال کیا ہے ہر ایک عالم نے محمل اور تاویل اس کی بیان کی۔ ایک عالم تھے مدینہ میں نہایت متبع سنت ان کا نام شیخ محمد عراق تھا جب وہ استفتا ان کی نظر سے گذرا فرمایا یوں نہیں جس طرح اس نے سُنا ہے۔ آنحضرتؐ نے اس کو فرمایا کہ لاتشرب الخمر یعنی شراب نہ پیا کر اس نے لاتشرب کو اشرب سنا حضرت شیخ عبدالحق رح نے اس

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مقام کو تفصیل سے لکھا ہے اور میں نے مختصر (انتہی مختصراً بتغیر) جیسا کہ حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ لا تشرب کو اِشرب سُن لیا محتمل ہے لیکن جیسا اس ناکارہ نے اوپر لکھا اگر اِشرب الخمر ہی فرمایا ہو یعنی پی شراب تو یہ دھمکی بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ لہجے کے فرق سے اس قسم کی چیزوں میں فرق ہو جایا کرتا ہے، سہارنپور سے دہلی جانے والی لائن پر آٹھواں اسٹیشن کھا تولی ہے مجھے خوب یاد ہے کہ بچپن میں جب میں ابتدائی صرف و نحو پڑھتا تھا اور اس اسٹیشن پر گذر ہوتا تھا تو اس کے مختلف معنی بہت دیر تک دل میں گھوما کرتے تھے۔ یہ مضمون مختصر طور پر رسالہ فضائل حج اور شمائل ترمذی کے ترجمہ خصائل میں بھی گذر چکا۔

؎ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۱۰) حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے زاد السعید میں درود و سلام کی ایک چہل حدیث تحریر فرمائی ہے اور اسی سے نشر الطیب میں بھی حوالوں کے حذف کے ساتھ نقل فرمائی ہے اس کو اس رسالہ میں ترجمہ کے اضافے کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے تاکہ وہ برکت حاصل ہو جو حضرتؒ نے تحریر فرمائی ہے زاد السعید میں حضرتؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ یوں تو مشائخ کرامؒ سے صدہا صیغے اس کے منقول ہیں دلائل الخیرات اس کا ایک نمونہ ہے مگر اس مقام پر صرف جو صیغے صلوٰۃ و سلام کے احادیث مرفوعہ حقیقیہ یا حکمیہ میں وارد ہیں، ان میں سے چالیس ۴۰ صیغے مرقوم ہوتے ہیں۔ جس میں پچیس ۲۵ صلوٰۃ اور پندرہ ۱۵ سلام کے ہیں گویا یہ مجموعہ درود شریف کی چہل حدیث ہے۔ جس کے باب میں بشارت آئی ہے کہ جو شخص امر دین کے متعلق چالیس ۴۰ حدیثیں میری امت کو پہنچا دیں اس کو اللہ تعالیٰ زمرۂ علماء میں محشور فرمائیں گے اور میں اس کا شفیع ہوں گا۔ درود شریف کا امر دین سے ہونا بوجہ اس کا مامور بہ ہونے کے ظاہر ہے تو ان احادیث شریفہ کے جمع کرنے سے مضاعف ثواب (اجر درود و اجر تبلیغ چہل حدیث) کی توقع ہے۔ ان احادیث سے قبل دو صیغے قرآن مجید سے تبرکاً لکھے جاتے ہیں جو اپنے عموم لفظی سے صلوٰۃ نبویہ کو بھی شامل ہیں۔ اگر کوئی شخص ان سب صیغوں کو روزانہ پڑھ لیا کرے تو تمام فضائل و برکات جو جدا جدا ہر صیغے کے متعلق ہیں بتمامہا اس شخص کو حاصل ہو جائیں۔

صیغہ قرآنی (۱) سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ترجمہ: (۱) سلام نازل ہو اللہ کے برگزیدہ بندوں پر۔ (۲) سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ۔ (۲) "سلام ہو رسولوں پر"

Visit : www.Momeen.blogspot.com

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ و سلام (باضافہ ترجمہ) صیغ صلوٰۃ

(حدیث اول) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ۔

"اے اللہ سیدنا محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر درود نازل فرما اور آپؐ کو ایسے ٹھکانے پر پہنچا جو تیرے نزدیک مقرب ہو"

۲۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الْقَائِمَۃِ وَالصَّلٰوۃِ النَّافِعَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَہٗ اَبَدًا۔

"اے اللہ (قیامت تک) قائم رہنے والی اس پکار اور نافع نماز کی مالک کی درود نازل فرما سیدنا محمدؐ پر اور مجھ سے اس طرح راضی ہو جا کہ اسکے بعد کبھی ناراض نہ ہو"

۳۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور درود نازل فرما سارے مومنین اور مومنات اور مسلمین اور مسلمات پر"

۴۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

"اے اللہ درود نازل فرما محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر اور برکت نازل کر سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر اور رحمت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جیسا کہ تو نے درود و برکت و رحمت سیدنا ابراہیمؑ و آلِ سیدنا ابراہیمؑ پر نازل فرمایا۔ بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے"

۵۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تو نے درود نازل فرمایا آلِ سیدنا ابراہیمؑ پر۔ بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اے اللہ برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تو نے سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے"

۶۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جیسا کہ تو نے درود نازل فرمایا آلِ سیدنا ابراہیمؑ پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اور برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جیسا کہ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؏ ہ

تو نے برکت نازل فرمائی سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

۷ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تو نے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیمؑ پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔" اے اللہ برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تو نے سیدنا ابراہیمؑ پر برکت نازل فرمائی بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

۸ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جیسا کہ تو نے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیمؑ اور آلِ سیدنا ابراہیم پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اور برکت نازل فرما سیدنا محمد اور آلِ سیدنا محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی سیدنا ابراہیم پر۔ بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

۹ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد اور آلِ سیدنا محمد پر جس طرح تو نے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیمؑ پر اور برکت نازل فرما سیدنا محمد اور آلِ سیدنا محمد پر جس طرح تو نے سیدنا ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

۱۰ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد اور آلِ سیدنا محمد پر جیسا کہ تو نے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیم پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔" اے اللہ برکت نازل فرما سیدنا محمد اور آلِ سیدنا محمد پر جیسا کہ تو نے سیدنا ابراہیم کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات

ہ والفرق بین الخامس والسادس بلفظ اللهم قبل بارک کما یظہر من السعایۃ ومنہا اخذہما فی زاد السعید۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مَجِيْدٌ۔

۱۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۱۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۱۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۱۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ ِالنَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۱۵۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى

بزرگ ہے"۔

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد اور آلِ سیدنا محمد پر جس طرح تونے آلِ سیدنا ابراہیم پر درود نازل فرمایا اور برکت نازل فرما سیدنا محمد اور آلِ سیدنا محمد پر جس طرح تونے سیدنا ابراہیم کی اولاد پر برکت نازل فرمائی۔ سارے جہانوں میں بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے"۔

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد اور آپ کی ازواجِ مطہرات اور ذریات پر جس طرح تونے سیدنا ابراہیم کی اولاد پر درود نازل فرمایا اور برکت نازل فرما سیدنا محمد اور آپکی ازواجِ مطہرات اور ذریات پر جس طرح تونے سیدنا ابراہیم کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات والا بزرگ ہے"۔

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد اور آپکی ازواجِ مطہرات اور آپکی ذریات پر جیسا تونے درود نازل فرمایا آلِ ابراہیم پر اور برکت نازل فرما سیدنا محمد اور آپکی ازواجِ مطہرات اور آپکی ذریات پر جیسا کہ تونے آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے"۔

"اے اللہ درود نازل فرما نبی اکرم سیدنا محمد پر اور آپکی ازواجِ مطہرات پر جو سارے مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپکی ذریات اور آپکے اہلِ بیت پر جیسا تونے سیدنا ابراہیم ؑ پر درود نازل فرمایا بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے"۔

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تونے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیم ؑ اور آلِ سیدنا ابراہیم ؑ پر اور برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ۔

۱۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

۱۷۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر اور رحمت بھیج سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت بھیجی سیدنا ابراہیمؑ پر اور سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر۔"

"اے اللہ سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر درود نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر درود نازل فرمایا بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ رحمت بھیج سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر جس طرح تو نے سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر رحمت بھیجی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سلام بھیج سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر سلام بھیجا۔ بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی آل پر اور برکت وسلام بھیج سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر اور رحمت فرما سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اولاد پر جیسا تونے درود و برکت اور رحمت نازل فرمائی سیدنا ابراہیمؑ اور آلِ سیدنا ابراہیمؑ پر سارے جہانوں میں بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے"۔

۱۸۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

"اے اللہ سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر درود نازل فرما جس طرح تونے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر درود نازل فرمایا بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تونے سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے"۔

یہ نماز والا مشہور درود ہے۔ فصلِ ثانی کی حدیث ۱۰ پر اس پر مفصل کلام گذر چکا ہے۔ زاد السعید میں لکھا ہے کہ یہ سب صیغوں سے بڑھ کر صحیح ہے۔ ایک ضروری بات قابلِ تنبیہ یہ ہے کہ زاد السعید کے حوالوں میں کاتب کی غلطی سے تقدم تاخر ہو گیا اس کا لحاظ رہے۔

۱۹۔ [1] اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ۔

"اے اللہ اپنے بندے اور رسول سیدنا محمدؐ پر درود نازل فرمایا جیسا کہ تونے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر درود نازل فرمایا اور سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر برکت نازل فرما جس طرح تونے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی"۔

۲۰۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بِالنَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

"اے اللہ درود نازل فرما نبی اُمّی سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر جس طرح تونے حضرت ابراہیمؑ پر درود نازل فرمایا اور برکت نازل فرما نبی اُمّی سیدنا محمدؐ پر

---

[1] زید فی نشر الطیب بعدہ انک حمید مجید ولیس ہو فی زاد السعید وہو الصحیح لانہ اخذہ من الحصن ولیست فیہ ہذہ الزیادۃ ۱۲۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ پر برکت نازل فرمائی بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

۲۱ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلَهُ جَزَاءً وَّ لِحَقِّهِ أَدَاءً وَّ أَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ وَاجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ وَاجْزِهِ أَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهِ وَرَسُوْلًا عَنْ أُمَّتِهِ وَصَلِّ عَلَى جَمِيْعِ إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ يَا أَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

"اے اللہ اپنے (برگزیدہ) بندے اور اپنے رسول نبی اُمّی سیدنا محمدؐ پر اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر درود نازل فرما اے اللہ سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر ایسا درود نازل فرما جو تیری رضا کا ذریعہ ہو اور حضورؐ کیلئے پورا بدلہ ہو اور آپکے حق کی ادائیگی ہو اور آپ کو وسیلہ اور فضیلت اور مقام محمود جس کا تو نے وعدہ کیا ہے عطا فرما (ان تینوں کا بیان فصل ثانی کی حدیث ۷ پر گذر گیا) اور حضورؐ کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرما جو آپکی شانِ عالی کے لائق ہو اور آپکو ان سب سے افضل بدلہ عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمایا اور حضورؐ کے تمام برادران انبیاء و صالحین پر اے ارحم الراحمین درود نازل فرما۔"

۲۲ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

"اے اللہ درود نازل فرما نبی اُمّی سیدنا محمدؐ پر اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر جیسا تو نے درود نازل فرمایا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر اور برکت نازل فرما نبی امی سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر جیسا تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیم کی اولاد پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

۲۳ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى

"اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ پر اور آپکے گھر والوں پر جیسا تو نے حضرت ابراہیمؑ پر درود نازل فرمایا بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔" اے اللہ ہمارے اوپر ان کے ساتھ درود نازل فرما اے اللہ برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ پر اور آپکے گھر والوں پر جیسا تو نے برکت نازل فرمائی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ۔

حضرت ابراہیم پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اے اللہ ہمارے اوپر ان کے ساتھ برکت نازل فرما۔ اللہ تعالیٰ کے بکثرت درود اور مومنین کے بکثرت درود نبی امی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں"۔

۲۴ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

"اے اللہ اپنے درود اور اپنی رحمت اور اپنی برکتیں سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر (نازل) فرما جیسا تو نے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر فرمایا بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اور برکت فرما سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر جیسا تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے"۔

۲۵ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

"اور اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائیں نبی امی پر"

صِيَغُ السَّلَامِ

۲۶ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

"ساری عبادات قولیہ اور عبادات بدنیہ اور عبادات مالیہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ پر نازل ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ بے شک سیدنا محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

۲۷ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

"ساری عبادات قولیہ عبادات مالیہ عبادات بدنیہ اللہ کے لیے ہیں اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

۲۸ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ

"تمام عبادات قولیہ مالیہ بدنیہ اللہ ہی کے لیے ہیں اے نبیؐ

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اَلصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں نازل ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ سیدنا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

۲۹۔ اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ سَلَامٌ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

"ساری بابرکت عبادات قولیہ عبادات بدنیہ عبادات مالیہ اللہ کے لیے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک سیدنا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

۳۰۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ کی توفیق سے شروع کرتا ہوں ساری عبادات قولیہ عبادات بدنیہ عبادات مالیہ اللہ کے لیے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر (بھی) سلام ہو میں شہادت دیتا ہوں کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک سیدنا محمد اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے میں جنت کی درخواست کرتا ہوں اور جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں"۔

۳۱۔ اَلتَّحِیَّاتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰهِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

"پاکیزہ عبادات قولیہ عبادات مالیہ عبادات بدنیہ اللہ کے لیے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر (بھی) سلام ہو میں شہادت دیتا ہوں کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک سیدنا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

۳۲ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ۔

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ ہی کی توفیق سے جو سارے ناموں میں سب سے بہتر نام ہے ساری عبادات قولیہ عبادات مالیہ عبادات بدنیہ اللہ کے لیے ہیں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بلاشک سیدنا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں آپ کو حق کے ساتھ (فرمانبرداروں کے لیے) خوشخبری دینے والا (نافرمانوں کیلئے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ کو ہدایت دے۔"

۳۳ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوٰتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

"ساری عبادت قولیہ عبادات مالیہ اور عبادات بدنیہ اور ملک اللہ کے لیے ہے سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔"

۳۴ بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ شَهِدْتُّ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُّ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں ساری عبادات قولیہ اللہ کے لیے ہیں ساری عبادات بدنیہ اللہ کے لیے ہیں ساری پاکیزہ عبادات اللہ کے لیے ہیں سلام ہو نبی پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں نے اس بات کی گواہی دی کہ بلاشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں نے گواہی دی کہ بلاشک سیدنا محمد اللہ کے رسول ہیں۔"

۳۵ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

"ساری عبادات قولیہ عبادات مالیہ عبادات بدنیہ اور ساری پاکیزگیاں اللہ کے لیے ہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک سیدنا محمد اللہ کے بندے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ

۳۶ اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ
الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰہِ
وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا
وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔

۳۷ اَلتَّحِیَّاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

۳۸ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الصَّلَوٰتُ الطَّیِّبَاتُ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

۳۹ اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوٰتُ
الطَّیِّبٰتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا
وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ
لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

۴۰ بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

اور اسکے رسول ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت
اور اس کی برکتیں ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔"

"ساری عبادات قولیہ مالیہ اور عبادات بدنیہ اور
ساری پاکیزگیاں اللہ کے لیے ہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا
محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں سلام ہو آپ پر اے
نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں سلام ہو ہم پر
اور اللہ کے نیک بندوں پر۔"

"تمام عبادات قولیہ بدنیہ اللہ کے لیے ہیں سلام ہو
آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں ہوں۔
سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔"

"تمام عبادات قولیہ بدنیہ مالیہ اللہ کے لیے ہیں سلام ہو
آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت ہو سلام ہو ہم پر اور
اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشک
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا
محمد بے شبہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

"ساری بابرکت عبادات قولیہ عبادات بدنیہ عبادات
مالیہ اللہ کے لیے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی
رحمت اور اسکی برکتیں ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے
نیک بندوں پر میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شبہ اللہ کے سوا
کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ بے شک سیدنا
محمد اللہ کے رسول ہیں۔"

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور سلام ہو اللہ
کے رسول پر۔"

تکملہ: علامہ سخاوی نے قولِ بدیع میں مستقل ایک باب ان درودوں کے بارے میں تحریر

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

فرمایا ہے جو اوقاتِ مخصوصہ میں پڑھے جاتے ہیں اور اس میں یہ مواقع گنوائے ہیں وضو اور تیمم سے فراغت پر اور غسلِ جنابت اور غسل حیض سے فراغت پر۔ نیز نماز کے اندر اور نماز سے فراغ پر اور نماز قائم ہونے کے وقت اور اس کا موکد ہونا صبح کی نماز کے بعد اور مغرب کے بعد اور التحیات کے بعد اور قنوت میں اور تہجد کے لیے کھڑے ہونے کے وقت اور اس کے بعد اور مساجد پر گذرنے کے وقت اور مساجد کو دیکھ کر اور مساجد میں داخل ہونے کے وقت اور مساجد سے باہر آنے کے وقت اور اذان کے جواب کے بعد اور جمعہ کے دن میں اور جمعہ کی رات میں اور شنبہ کو اتوار کو پیر کو منگل کو اور خطبہ میں جمعہ کے اور دونوں عیدوں کے خطبے میں اور استسقاء کی نماز کے اور کسوف کے اور خسوف کے خطبوں میں اور عیدین اور جنازہ کی تکبیرات کے درمیان میں اور میت کے قبر میں داخل کرنے کے وقت اور شعبان کے مہینے میں اور کعبہ شریف پر نظر پڑنے کے وقت اور حج میں صفا مروہ پر چڑھنے کے وقت اور لبیک سے فراغت پر اور حجرِ اسود کے بوسہ کے وقت اور ملتزم سے چمٹنے کے وقت اور عرفہ کی شام کو اور منیٰ کی مسجد میں اور مدینہ منورہ پر نگاہ پڑنے کی وقت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ اطہر کی زیارت کے وقت اور رخصت کے وقت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آثارِ شریفہ اور گذرگاہوں اور قیام گاہوں جیسے بدر وغیرہ پر گذرنے کے وقت اور جانور کو ذبح کرنے کے وقت اور تجارت کے وقت اور وصیت کے لکھنے کے وقت نکاح کے خطبے میں دن کے اوّل آخر میں سونے کے وقت اور سفر کے وقت اور سوار ہونے کے وقت اور جس کو نیند کم آتی ہو اس کے لیے اور بازار جانے کے وقت دعوت میں جانے کے وقت اور گھر میں داخل ہونے کے وقت اور رسالہ شروع کرنے کے وقت اور بسم اللہ کے بعد اور غم کے وقت بے چینی کے وقت سختیوں کے وقت اور فقر کی حالت میں اور ڈوبنے کے موقع پر اور طاعون کے زمانہ میں اور دعاء کے اوّل اور آخر اور درمیان میں کان بجنے کے وقت پاؤں سونے کے وقت چھینک آنے کے وقت اور کسی چیز کو رکھ کر بھول جانے کے وقت اور کسی چیز کے اچھا لگنے کے وقت اور مولی کھانے کے وقت اور گدھے کے بولنے کے وقت اور گناہ سے توبہ کے وقت اور جب ضرورتیں پیش آویں اور ہر حال میں اور اس شخص کے لیے جس کو کچھ تہمت لگائی گئی ہو اور وہ اس سے بری ہو اور دوستوں سے ملاقات کے وقت اور مجمع کے اجتماع کے وقت

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور ان کے علیحدہ ہونے کے وقت اور قرآن پاک کے ختم کے وقت اور قرآن پاک کی حفظ کرنے کی دعاء میں اور مجلس سے اٹھنے کے وقت اور ہر اس جگہ میں جہاں اللہ کے ذکر کے لیے اجتماع کیا جاتا ہو اور ہر کلام کے افتتاح میں اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو۔ علم کی اشاعت کے وقت حدیث پاک کی قرآت کے وقت فتویٰ اور وعظ کے وقت اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا جائے۔ علامہ سخاوی رحؒ نے اوقات مخصوصہ کے باب میں یہ مواقع ذکر کیے ہیں اور پھر ان کی تائید میں روایات اور آثار ذکر کیے ہیں۔

اختصاراً صرف مواقع کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ البتہ ان میں سے بعض کی روایات اس فصل میں ذکر کی جا چکی ہے۔ البتہ ایک بات قابل تنبیہ یہ ہے کہ علامہ سخاوی رحؒ شافعی المذہب ہیں اور یہ سب مواقع شافعیہ کے یہاں مستحب ہیں حنفیہ کے نزدیک چند مواقع میں مستحب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ علامہ شامی رحؒ لکھتے ہیں کہ درود شریف نماز کے قعدۂ اخیرہ میں مطلقاً اور سنتوں کے علاوہ بقیہ نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں بھی اور نماز جنازہ میں بھی سنت ہے اور جن اوقات میں بھی پڑھ سکتا ہو پڑھنا مستحب ہے، بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو اور علماء نے تصریح کی ہے اس کے استحباب کی جمعہ کے دن میں اور اس کی رات میں اور شنبہ کو اتوار کو جمعرات کو اور صبح، شام اور مسجد کے داخل ہونے میں اور نکلنے میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کے وقت اور صفا مروہ پر، جمعہ وغیرہ کے خطبہ میں، اذان کے جواب کے بعد اور تکبیر کے وقت اور دعا مانگنے کے شروع میں، بیچ میں اور اخیر میں اور دعائے قنوت کے بعد اور لبیک سے فراغت کے بعد اور اجتماع اور افتراق کے وقت، وضو کے وقت، کان کے بجنے کے وقت اور کسی چیز کے بھول جانے کے وقت وعظ کے وقت، علوم کی اشاعت کے وقت، حدیث کی قرآت کے ابتداء میں اور انتہا میں، استفتاء اور فتویٰ کی کتابت کے وقت اور ہر مصنف اور پڑھنے پڑھانے والے کے لیے اور خطیب کے لیے اور منگنی کرنے والے کے لیے، اپنا نکاح کرنے والے کے لیے، دوسرے کا نکاح کرنے والے کے لیے اور رسالوں میں اور اہم امور کے شروع کے وقت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام لینے یا سننے یا لکھنے کے وقت اور سات اوقات میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے۔ صحبت[1] کے وقت، پیشاب[2] پاخانہ کے وقت، بیچنے کی چیز کی تشہیر[3] کے لیے، ٹھوکر[4] کھانے کے وقت، تعجب[5] کے وقت، جانور[6] کے ذبح کرنے کے وقت، چھینک[7] کے وقت اسی طرح قرآن پاک کی قراءت کے درمیان میں اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نام آئے تو درمیان میں درود شریف نہ پڑھے اور چوتھی فصل کے آدابِ متفرقہ کے ۵ پر بھی اس کے متعلق بعض مسائل آ رہے ہیں۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

تیسری فصل

ان احادیث کے بیان میں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھنے کی وعیدیں وارد ہوئی ہیں

(۱) عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُحْضُرُوْا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰی دَرَجَۃً قَالَ اٰمِیْنَ ثُمَّ ارْتَقَی الثَّانِیَۃَ فَقَالَ اٰمِیْنَ ثُمَّ ارْتَقَی الثَّالِثَۃَ فَقَالَ اٰمِیْنَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْیَوْمَ شَیْئًا مَا کُنَّا نَسْمَعُہٗ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ عَرَضَ لِیْ فَقَالَ بُعْدًا مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْ لَہٗ قُلْتُ اٰمِیْنَ فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّانِیَۃَ قَالَ بُعْدًا مَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْكَ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّالِثَۃَ قَالَ بُعْدًا مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَیْہِ الْکِبَرُ عِنْدَہٗ اَوْ اَحَدَھُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاہُ الْجَنَّۃَ قُلْتُ اٰمِیْنَ۔

رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد والبخاری فی برالوالدین وابن حبان فی صحیحہ وغیرھم ذکرھم السخاوی۔

حضرت کعب بن عجرہ رض کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ ہم لوگ حاضر ہو گئے جب حضورؐ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپؐ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اُترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سُنی جو پہلے کبھی نہیں سُنی آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا ہلاک ہو جیو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین، پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جیو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اسکے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں

Visit : www.Momeen.blogspot.com

میں نے کہا آمین۔"

ف : یہ روایت فضائل رمضان میں گذر چکی ہے۔ اس میں یہ لکھا گیا اس حدیث میں حضرت جبریل ؑ نے تین بد دُعائیں دی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں پر آمین فرمائی اوّل حضرت جبریل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بددعاء ہی کیا کم تھی اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو جتنی سخت بد دُعا بنادی وہ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرماویں اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں ورنہ ہلاکت میں کیا تردد ہے۔ درمنثور کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت جبریل علیہ السلام نے حضورؐ سے کہا کہ آمین کہو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمایا۔ جس سے اور بھی زیادہ اہتمام معلوم ہوتا ہے۔ علاّمہ سخاویؒ نے اس مضمون کی متعدد روایتیں ذکر کی ہیں۔ حضرت مالک بن حویرثؓ سے بھی ایک روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر چڑھے جب پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، پھر دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، پھر تیسرے پر قدم رکھا فرمایا آمین پھر ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبریلؑ آئے تھے انہوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو شخص رمضان کو پاوے اور اس کی مغفرت نہ کی جائے اللہ اس کو ہلاک کرے۔ میں نے کہا آمین اور وہ شخص کہ جس نے ماں باپ یا ان میں سے ایک کا زمانہ پایا ہو پھر بھی جہنّم میں داخل ہو گیا ہو (یعنی انکی ناراضی کی وجہ سے) اللہ اس کو ہلاک کرے میں نے کہا آمین اور جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک آوے اور وہ درود نہ پڑھے اللہ اس کو ہلاک کرے میں نے کہا آمین۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ مضمون نقل کیا گیا ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے ایک درجہ پر چڑھے اور فرمایا آمین پھر دوسرے درجہ پر چڑھ کر فرمایا آمین پھر تیسرے پر چڑھ کر فرمایا آمین۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے آمین کس بات پر فرمائی تھی؟ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریلؑ آئے تھے اور انہوں نے کہا (زمین پر) ناک رگڑے وہ شخص جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کا زمانہ پایا ہو اور انھوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کرایا ہو میں نے کہا آمین۔ اور ناک رگڑے وہ شخص (یعنی ذلیل ہو) جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ کی گئی ہو میں نے کہا آمین۔ اور ناک رگڑے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حضرت جابرؓ سے بھی یہ قصہ نقل کیا گیا ہے اور اس میں بھی منبر پر تین مرتبہ آمین آمین کے بعد صحابہؓ کے سوال پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں پہلے درجے پر چڑھا تو میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور انھوں نے کہا بدبخت ہو جیو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور وہ مبارک مہینہ ختم ہو گیا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین۔ پھر انھوں نے کہا بدبخت ہو جیو وہ شخص جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا ہو اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کرایا ہو میں نے کہا آمین پھر کہا بدبخت ہو جیو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہوا اور اس نے آپؐ پر درود نہ بھیجا ہو میں نے کہا آمین۔ حضرت عمار بن یاسرؓ سے بھی یہ قصہ نقل کیا گیا ہے اور اس میں حضرت جبرئیلؑ کی ہر بد دُعاء کے بعد یہ اضافہ ہے کہ جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا آمین کہو۔ حضرت ابن مسعودؓ سے بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہ منبر والا قصہ نقل کیا گیا ہے۔ اور اس میں اور سخت الفاظ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے تھے اور انھوں نے یوں کہا کہ جس شخص کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے وہ جہنم میں داخل ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے اور اس کا ملیا میٹ کر دے میں نے کہا آمین اسی طرح والدین اور رمضان کے قصہ میں بھی نقل کیا۔ حضرت ابوذر و حضرت بریدہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی ان مضامین کی روایتیں ذکر کی گئی ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں بھی یہ اضافہ ہے کہ ہر مرتبہ میں مجھ سے حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ کہو آمین جس پر میں نے آمین کہا۔ حضرت جابر بن سمرہؓ سے بھی یہ مضمون نقل کیا گیا ہے۔ نیز عبد اللہ بن الحارثؓ سے بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے اس میں بد دعاء دو دفعہ ہے اس میں ارشاد ہے کہ جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا ہو اور اس نے درود نہ پڑھا ہو اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے پھر ہلاک کرے۔ حضرت جابرؓ نے ایک دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بدبخت ہے۔

اور بھی اس قسم کی وعیدیں کثرت سے ذکر کی گئی ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے ان وعیدوں کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت درود شریف نہ پڑھنے پر وارد ہوئی ہیں، مختصر الفاظ میں جمع کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایسے شخص پر ہلاکت کی بد دُعاء ہے اور شقاوت کے حاصل ہونے کی خبر ہے۔ نیز جنت کا راستہ بھول جانے کی اور جہنم میں داخل ہونے کی اور یہ کہ وہ شخص ظالم ہے اور یہ کہ وہ سب سے زیادہ بخیل ہے اور کسی مجلس میں

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھا جائے اس کے بارہ میں کئی طرح کی وعید یں ذکر کی ہیں۔ اور یہ کہ جو شخص حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے اس کا دین (سالم) نہیں اور یہ کہ وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت نہ کر سکے گا۔ اس کے بعد علامہ سخاویؒ نے ان سب مضامین کی روایات ذکر کی ہیں۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

۲۷۔ عَنْ عَلِیٍّ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ رواہ النسائی والبخاری فی تاریخہ والترمذی وغیرھم لبسط طرقہ السخاوی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔"

ف علامہ سخاویؒ نے کیا ہی اچھا شعر نقل کیا ہے ؎

مَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ اِنْ ذُکِرَ اسْمُهٗ فَھُوَ الْبَخِیْلُ وَزِدْهُ وَصْفَ جَبَانٖ

ترجمہ: "جو شخص حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے جس وقت کہ حضورؐ کا پاک نام ذکر کیا جا رہا ہو، پس وہ پکا بخیل ہے اور اتنا اضافہ کر اس پر کہ وہ بزدل نامرد بھی ہے۔"

حدیث بالا کا مضمون بھی بہت سی احادیث میں بہت سے صحابہؓ سے نقل کیا گیا ہے۔ علامہ سخاویؒ نے حضرت امام حسنؓ کی روایت سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آدمی کے بخل کے لیے یہ کافی ہے کہ میرا ذکر اس کے سامنے کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ حضرت امام حسینؓ سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے: بخیل وہ شخص ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے کہ بخیل اور پورا بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ حضرت انسؓ سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ وہ شخص بخیل ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اور ایک اور حدیث میں یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں کہ میں تم کو سب بخیلوں سے زیادہ بخیل بتاؤں میں تمہیں لوگوں میں سب سے زیادہ عاجز بتاؤں وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا ہو پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ حضرت عائشہؓ سے ایک قصہ نقل کیا گیا ہے جس کے اخیر میں حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو مجھے قیامت میں نہ دیکھے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ کون شخص ہے جو آپ کی زیارت نہ کرے؟ حضورؐ نے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

بخیل۔ حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا بخیل کون؟ حضورؐ نے فرمایا جو میرا نام سنے اور درود نہ بھیجے۔ حضرت جابرؓ سے بھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے آدمی کے بخل کے لیے یہ کافی ہے کہ جب میرا ذکر اس کے پاس کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ حضرت حسن بصریؒ کی روایت سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ آدمی کے بخل کے لیے یہ کافی ہے کہ میں اس کے سامنے ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا میں تم کو سب سے زیادہ بخیل آدمی بتاؤں؟ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور، حضورؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ شخص سب سے زیادہ بخیل ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ﴿﴾ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

۳۷ عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ اُذْكَرَ عِنْدَ رَجُلٍ فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخرجه النميرى ورواته ثقات قاله السخاوى	"حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ بات ظلم سے ہے کہ کسی آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ ف۔ یقیناً اس شخص کے ظلم میں کیا تردد

ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے احسانات پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کی سوانح عمری "تذکرۃ الرشید" میں لکھا ہے کہ حضرت عموماً متوسلین کو درود شریف پڑھنے کی تعلیم فرماتے تھے کہ کم سے کم تین سو مرتبہ روزانہ پڑھا جائے اور اتنا نہ ہو سکے تو ایک تسبیح میں تو کمی نہ ہونی چاہیے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے پھر آپؐ پر درود بھیجنے میں بھی بخل ہو تو بڑی بے مروتی کی بات ہے۔ درود شریف میں زیادہ تر پسندوہ تھا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور اس کے بعد وہ الفاظ صلوٰۃ و سلام جو احادیث میں منقول ہیں۔ باقی دوسروں کے مؤلفہ درود تاج لکھی وغیرہ عموماً آپ کو پسند نہ تھے بلکہ بعض الفاظ کو دوسرے معنیٰ کا موہم ہونے کے سبب خلاف شرع فرما دیتے تھے علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ جفاء سے مراد بر وصلہ کا چھوڑنا ہے اور طبیعت کی سختی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔ ؎

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ﴿﴾ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

۳۸ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضـ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ	"حضرت ابوہریرہؓ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّہِمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا کَانَ عَلَیْہِمْ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَہُمْ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَہُمْ

رواہ احمد وابوداؤد وغیرھما بسطہ السخاوی

ارشاد نقل کرتے ہیں جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر اور اس کے نبی پر درود نہ ہو تو یہ مجلس ان پر قیامت کے دن ایک وبال ہوگی۔ پھر اللہ کو اختیار ہے کہ انکو معاف کردے یا عذاب دے"۔

ف: ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں کہ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھتی ہے پھر وہ اللہ کے ذکر اور نبی پر درود سے پہلے مجلس برخاست کر دیں تو ان پر قیامت تک حسرت رہے گی۔ ایک اور حدیث میں ان الفاظ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھتی ہے اور اس مجلس میں حضورؐ پر درود نہ ہو تو وہ مجلس ان پر وبال ہوتی ہے۔ حضرت ابو امامہؓ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں پھر اللہ کے ذکر اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے پہلے اٹھ کھڑے ہوں تو وہ مجلس قیامت کے دن وبال ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے پہلے مجلس برخاست کریں تو ان کو حسرت ہوگی چاہے وہ جنت ہی میں (اپنے اعمال کی وجہ سے) داخل ہو جائیں بوجہ اس ثواب کے جس کو وہ دیکھیں گے یعنی اگر وہ اپنے دوسرے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو بھی جائیں تب بھی ان کو درود شریف کا ثواب دیکھ کر اس کی حسرت ہوگی کہ ہم نے اس مجلس میں درود کیوں نہ پڑھا تھا۔ حضرت جابرؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جب لوگ کسی مجلس سے بغیر اللہ کے ذکر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے اٹھیں تو ایسا ہے جیسا کسی سڑے ہوئے مردار جانور پر سے اٹھے ہوں یعنی ایسی گندگی محسوس ہوگی۔ جیسے کسی سڑے ہوئے جانور کے پاس بیٹھ کر دماغ سڑ جاتا ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

۵۔ عَنْ فَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍؓ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی فَقَالَ اللّٰہُمَّ

"حضرت فضالہؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک صاحب داخل ہوئے اور نماز پڑھی پھر اللّٰھم اغفرلی وارحمنی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اِغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ فَاِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَّ فَاحْمَدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہٗ قَالَ ثُمَّ صَلّٰی رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ۔ رواہ الترمذی وروی ابوداؤد والنسائی نحوہ کذا فی المشکوٰۃ۔

کے ساتھ دعا کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے نمازی جلدی کردی۔ جب تو نماز پڑھے تو اول تو اللہ جل شانہٗ کی حمد کر جیسا کہ اس کی شان کے مناسب ہے پھر مجھ پر درود پڑھ پھر دعا مانگ۔ حضرت فضالہؓ کہتے ہیں پھر ایک اور صاحب آئے انھوں نے اول اللہ جل شانہٗ کی حمد کی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا حضورؐ نے ان صاحب سے یہ ارشاد فرمایا اے نمازی اب دعا کر تیری دعا قبول کی جائے گی۔"

ف:۔ یہ مضمون بھی بکثرت روایات میں ذکر کیا گیا ہے۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ درود شریف دعاء کے اوّل میں، درمیان میں اور اخیر میں ہونا چاہئے علماء نے اس کے استحباب پر اتفاق نقل کیا ہے کہ دعاء کی ابتدا اللہ تعالیٰ شانہٗ کی حمد وثناء پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے ہونی چاہیئے اور اسی طرح اسی پر ختم ہونا چاہئے۔ اقلیشیؒ کہتے ہیں کہ جب تو اللہ سے دعا کرے تو پہلے حمد کے ساتھ ابتدا کر پھر حضورؐ پر درود بھیج اور درود شریف کو دعاء کے اول میں دعاء کے بیچ میں دعاء کے اخیر میں کر اور درود کے وقت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ فضائل کو ذکر کیا کر اس کی وجہ سے تو مستجاب الدعوات بنے گا اور تیرے اور اس کے درمیان سے حجاب اُٹھ جائے گا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔ حضرت جابرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھ کو سوار کے پیالے کی طرح سے نہ بناؤ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! سوار کے پیالے سے کیا مطلب؟ حضورؐ نے فرمایا کہ مسافر اپنی حاجت سے فراغت پر برتن میں پانی ڈالتا ہے اس کے بعد اس کو اگر پینے کی یا وضوء کی ضرورت ہوتی ہے تو پیتا ہے یا وضو کرتا ہے ورنہ پھینک دیتا ہے۔ مجھے اپنی دعاء کے اوّل میں بھی کیا کرو، اوسط میں بھی، آخر میں بھی۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ مسافر کے پیالہ سے مراد یہ ہے کہ مسافر اپنا پیالہ سواری کے پیچھے لٹکایا کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے دعاء میں سب سے اخیر میں نہ رکھو۔ یہی مطلب صاحب اتحاف نے شرح احیاء میں بھی لکھا ہے کہ سوار اپنے پیالہ کو پیچھے لٹکا دیتا ہے یعنی مجھے اپنی دعا میں سب سے اخیر میں نہ ڈال دو۔ حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب کوئی

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

شخص اللہ سے کوئی چیز مانگنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ اولاً اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ساتھ ابتدا کرے۔ ایسی حمد وثنا جو اس کی شایان شان ہو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کے بعد دُعا مانگے۔ پس اقرب یہ ہے کہ وہ کامیاب ہوگا اور مقصد کو پہنچے گا۔ حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ دعائیں ساری کی ساری رُکی رہتی ہیں یہاں تک کہ اس کی ابتدا اللہ کی تعریف اور حضورؐ پر درود سے نہ ہو اگر ان دونوں کے بعد دُعا کرے گا تو اس کی دعا قبول کی جائے گی۔ حضرت انسؓ سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ہر دُعا رُکی رہتی ہے یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کی حفاظت کرنے والا ہے تمہارے رب کی رضا کا سبب ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اوپر نہیں چڑھتی۔ یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔ ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون ان الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے کہ دعا آسمان پر پہنچنے سے رکی رہتی ہے اور کوئی دعا آسمان تک اس وقت تک نہیں پہنچتی جب تک حضورؐ پر درود نہ بھیجا جائے۔ جب حضورؐ پر درود بھیجا جاتا ہے تب وہ آسمان پر پہنچتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے جب تو دعا مانگا کرے تو اپنی دعا میں حضورؐ پر درود بھی شامل کیا کر اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود تو مقبول ہے ہی اور اللہ جل شانہٗ کے کرم سے یہ بعید ہے کہ وہ کچھ کو قبول کرے اور کچھ کو رد کردے۔ حضرت علیؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کوئی دعا ایسی نہیں ہے کہ جس میں اور اللہ کے درمیان حجاب نہ ہو یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پس جب وہ ایسا کرتا ہے تو وہ پردہ پھٹ جاتا ہے اور وہ دُعا محل اجابت میں داخل ہوجاتی ہے ورنہ لَوٹا دی جاتی ہے۔ ابن عطاءؒ کہتے ہیں کہ دعا کے لئے کچھ ارکان ہیں اور کچھ پر ہیں، کچھ اسباب ہیں اور کچھ اوقات ہیں۔ اگر ارکان کے موافق ہوتی ہے تو دعا قوی ہوتی ہے اور پَروں کے موافق ہوتی ہے تو آسمان پر اُڑ جاتی ہے اور اگر اپنے اوقات کے موافق ہوتی ہے تو فائز ہوتی ہے۔ اور اسباب کے موافق ہوتی ہے تو کامیاب ہوتی ہے دعا کے ارکان حضور قلب، رقت، عاجزی، خشوع اور اللہ کے ساتھ قلبی تعلق اور اس کے پَر صدق ہے اور اس کے اوقات رات کا آخری حصہ اور اس کے اسباب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ اور بھی متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ دُعا رُکی رہتی ہے جب

Visit : www.Momeen.blogspot.com

تک کہ حضورؐ پر درود نہ بھیجے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ باہر تشریف لائے اور یوں ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو کوئی حاجت اللہ تعالیٰ شانہٗ سے یا کسی بندے سے پیش آجائے تو اس کو چاہیئے کہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ جل شانہٗ پر حمد و ثنا کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر یہ دُعا پڑھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

"نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے جو بڑے حلم والا ہے اور بڑے کرم والا ہے ہر عیب سے پاک ہے اللہ جو رب ہے عرش عظیم کا تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو رب ہے سارے جہانوں کا اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان چیزوں کا جو تیری رحمت کو واجب کرنے والی ہوں اور مانگتا ہوں تیری مغفرت کی مؤکدات کو (یعنی ایسے اعمال کہ جن سے تیری مغفرت ضروری ہو جائے) اور مانگتا ہوں حصہ ہر نیکی سے اور سلامتی ہر گناہ سے میرے لئے کوئی ایسا گناہ نہ چھوڑیئے جسکی آپ مغفرت نہ کردیں اور نہ کوئی ایسا فکر و غم جس کو تو زائل نہ کردے اور نہ کوئی ایسی حاجت جو تیری مرضی کے موافق ہو اور تو اس کو پورا نہ کردے اے ارحم الراحمین"

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ✽ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

چوتھی فصل

فوائد متفرقہ کے بیان میں

اوّلؔ : فصل اوّل میں اللہ جل شانہٗ کا حکم درود کے بارے میں گذر چکا اور حکم کا تقاضا وجوب ہے اس لیے جمہور علماء کے نزدیک درود شریف کا کم سے کم عمر میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے بعض علماء نے اس پر اجماع بھی نقل کیا ہے۔ لیکن تیسری فصل میں جو وعیدیں اس مضمون کی گذری ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام آنے پر درود نہ پڑھنے والا بخیل ہے۔ ظالم ہے، بدبخت ہے۔ اس پر حضورؐ کی اور حضرت جبرئیلؑ کی طرف سے ہلاکت کی بد دعائیں ہیں وغیرہ وغیرہ ان کی بنا پر بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے اس وقت ہر مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے۔

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس میں دس مذہب نقل کیے ہیں اور اوجز المسالک میں زیادہ بحث تفصیلی اس پر کی گئی ہے اس میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ہر مسلمان پر عمر بھر میں کم سے کم ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے اور اس کے بعد میں اختلاف ہے۔ خود حنفیہ کے ہاں بھی اس میں دو قول ہیں۔ امام طحاویؒ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے تو درود شریف پڑھنا واجب ہے ان روایات کی بنا پر جو تیسری فصل میں گذریں۔ امام کرخیؒ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ فرض کا درجہ ایک ہی مرتبہ ہے اور ہر مرتبہ استحباب کا درجہ ہے۔

دوّم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے ساتھ شروع میں "سیّدنا" کا لفظ بڑھا دینا مستحب ہے۔ درمختار میں لکھا ہے کہ سیّدنا کا بڑھا دینا مستحب ہے۔ اس لیے کہ ایسی چیز کی زیادتی جو واقع میں ہو وہ عین ادب ہے جیسا کہ رملیؒ شافعیؒ وغیرہ نے کہا ہے۔ اھ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیّد ہونا ایک امر واقعی ہے لہٰذا اس کے بڑھانے میں کوئی اشکال کی بات نہیں۔ بلکہ ادب یہی ہے۔ لیکن بعض لوگ اس سے منع کرتے ہیں۔ غالباً ان کو ابو داؤد شریف کی ایک حدیث سے اشتباہ ہو رہا ہے۔ ابو داؤد شریف میں ایک صحابی ابو مطرف رضؓ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ میں ایک وفد کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے حضورؐ سے عرض کیا اَنْتَ سَیِّدُنَا آپ ہمارے سردار ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلسَّیِّدُ اللّٰہُ یعنی حقیقی سیّد تو اللہ ہی ہے اور یہ ارشاد عالی بالکل صحیح ہے۔ یقیناً حقیقی سیادت اور کمال سیادت اللہ ہی کے لیے ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضورؐ کے نام پر سیّدنا کا بڑھانا ناجائز ہے۔ بالخصوص جبکہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد جیسا کہ مشکوٰۃ میں بروایۃ شیخین (بخاری ومسلم) حضرت ابو ہریرہ سے نقل کیا گیا ہے کہ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الحدیث کہ میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن۔ اور دوسری حدیث میں مسلم کی روایت سے نقل کیا ہے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کہ میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ نیز بروایۃ ترمذی حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی حدیث سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہونگا اور کوئی فخر کی بات نہیں ہے حضورؐ کے اس پاک ارشاد کا مطلب جو ابو داؤد شریف کی

Visit : www.Momeen.blogspot.com

روایت میں گذرا وہ کمال سیادت مراد ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مسکین وہ نہیں ہے جس کو ایک ایک دو دو لقمے در بدر پھراتے ہوں بلکہ مسکین وہ ہے جس کے پاس نہ وسعت ہو نہ لوگوں سے سوال کرے۔ اسی طرح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم پچھاڑنے والا کس کو سمجھتے ہو (یعنی وہ پہلوان جو دوسرے کو زبر کر دے) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کو سمجھتے ہیں جس کو کوئی دوسرا پچھاڑ نہ سکے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ پہلوان نہیں بلکہ پچھاڑنے والا (یعنی پہلوان) وہ ہے جو غصہ کے وقت میں اپنے نفس پر قابو پائے۔ اسی حدیث پاک میں حضورؐ کا یہ سوال بھی نقل کیا گیا کہ تم رقوب (یعنی لاولد) کس کو کہتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ جس کے اولاد نہ ہو حضورؐ نے فرمایا یہ لاولد نہیں بلکہ لاولد وہ ہے جس نے کسی چھوٹی اولاد کو ذخیرۂ آخرت نہ بنایا ہو (یعنی اسکے کسی معصوم بچّہ کی موت نہ ہوئی ہو) اب ظاہر ہے کہ جو مسکین بھیک مانگتا ہو اس کو مسکین کہنا کون ناجائز کہہ دے گا۔ اسی طرح جو پہلوان لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہو لیکن اپنے غصہ پر اس کو قابو نہ ہو وہ تو بہرحال پہلوان ہی کہلائے گا۔ اسی طرح سے ابوداؤد شریف میں ایک صحابیؓ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھ کر یہ درخواست کی تھی کہ آپ کی پشت مبارک پر یہ (جو ابھرا ہوا گوشت ہے) مجھے دکھلائیے کہ میں اسکا علاج کروں کیونکہ میں طبیب ہوں، حضورؐ نے فرمایا طبیب تو اللہ تعالیٰ شانہٗ ہی ہیں جس نے اس کو پیدا کیا الی آخر القصہ اب ظاہر ہے کہ اس حدیث پاک سے معالجوں کو طبیب کہنا کون حرام کہہ دے گا بلکہ صاحب مجمع نے تو یہ کہا ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے طبیب نہیں ہے اور اسی طرح سے احادیث میں بہت کثرت سے یہ مضمون ملے گا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مواقع میں کمال کے اعتبار سے نفی فرمائی ہے۔ حقیقت کی نفی نہیں۔ علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ علامہ مجدالدینؒ (صاحب قاموس) نے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کہتے ہیں اور اس میں بحث ہے وہ یوں کہتے ہیں کہ نماز میں تو ظاہر ہے کہ نہ کہنا چاہیے، نماز کے علاوہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر انکار کیا تھا جس نے آپؐ کو سیدنا سے خطاب کیا تھا جیسا کہ حدیث مشہور میں ہے (یہی حدیث ابوداؤد جو اوپر گذری) لیکن حضورؐ کا انکار احتمال رکھتا ہے کہ تواضع

Visit : www.Momeen.blogspot.com

ہو یا منہ پر تعریف کرنے کو پسند نہ کیا ہو یا اس وجہ سے کہ یہ زمانۂ جاہلیت کا دستور تھا۔ یا اس وجہ سے کہ انہوں نے مبالغہ بہت کیا چنانچہ انھوں نے کہا تھا کہ آپ ہمارے سردار ہیں آپ ہمارے باپ ہیں، آپ ہم سے فضیلت میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں، آپ ہم پر بخشش کرنے میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور آپ جفنۃ الغراء ہیں۔ یہ بھی زمانۂ جاہلیت کا ایک مشہور مقولہ ہے کہ وہ اپنے اس سردار کو جو بڑا کہلانے والا ہو اور بڑے بڑے پیالوں میں لوگوں کو دُنبوں کی چکتی اور گھی سے لبریز پیالوں میں کھلاتا ہو اور آپ ایسے ہیں اور آپ ایسے ہیں تو ان سب باتوں کے مجموعہ پر حضورؐ نے انکار فرمایا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ شیطان تم کو مبالغہ میں نہ ڈال دے۔ حالانکہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ثابت ہے۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ کہ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ نیز حضورؐ کا قول ثابت ہے اپنے نواسہ حسنؓ کے لیے اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اسی طرح سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سعدؓ کے بارے میں ان کی قوم کو یہ کہنا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ۔ کہ کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کے لیے اور امام نسائی کی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں حضرت سہل بن حنیفؓ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یا سیدی کے ساتھ خطاب کرنا وارد ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے درود میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ کا لفظ وارد ہے۔ ان سب امور میں دلالت واضح ہے۔ اور روشن دلائل ہیں اس لفظ کے جواز میں اور جو اس کا انکار کرے وہ محتاج ہے اس بات کا کہ کوئی دلیل قائم کرے علاوہ اس حدیث کے جو اوپر گذری اس لیے کہ اس میں احتمالات مذکورہ ہونے کی وجہ سے اس کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا الی آخر ما ذکرہ۔ یہ تو ظاہر ہے جیسا کہ اوپر بھی ذکر کیا گیا کہ کمال سیادت اللہ ہی کے لیے ہے۔ لیکن کوئی دلیل ایسی نہیں، جس کی وجہ سے اس کا اطلاق غیر اللہ پر ناجائز معلوم ہوتا ہو۔ قرآن پاک میں حضرت یحییٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا کا لفظ وارد ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عمرؓ کا ارشاد منقول ہے وہ فرمایا کرتے تھے۔ اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَیِّدَنَا یَعْنِیْ بِلَالًا ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا۔ علامہ عینیؒ شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو حضرت سعدؓ کے بارے قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ یعنی اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ کہا تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے اس بات پر کہ اگر کوئی شخص سیدی اور مولائی کہے تو اس کو نہیں روکا جائے گا اس لیے کہ سیادت

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کا مرجع اور مآل اپنے ماتحتوں پر بڑائی ہے اور ان کے لیے حسن تدبیر اسی لیے خاوند کو سید کہا جاتا ہے۔ جب قرآن پاک میں وَاَلْفَیَا سَیِّدَهَا فرمایا۔ حضرت امام مالکؒ سے کسی شخص نے پوچھا تھا کہ کیا کوئی شخص مدینہ منورہ میں اس کو مکروہ سمجھتا ہے کہ اپنے سردار کو یا سیدی کہے؟ انھوں نے فرمایا کوئی نہیں الخ امام بخاریؒ نے اس کے جواز پر حضورؐ کے ارشاد مَنْ سَیِّدُکُمْ سے بھی استدلال کیا ہے جو ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو خود امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں ذکر کیا ہے کہ حضورؐ نے بنو سلمہ سے پوچھا مَنْ سَیِّدُکُمْ کہ تمھارا سردار کون ہے؟ انھوں نے عرض کیا جد بن قیس حضورؐ نے فرمایا بَلْ سَیِّدُکُمْ عَمْرُو بْنِ جَمُوْحٍ بلکہ تمھارا سردار عمرو بن جموح ہے نیز اِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَیِّدَہٗ مشہور حدیث ہے جو متعدد صحابۂ کرامؓ سے حدیث کی اکثر کتابوں بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے نیز حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے بخاری شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اَطْعِمْ رَبَّکَ وَضِّئْ رَبَّکَ نہ کہے یعنی اپنے آقا کو رب کے لفظ سے تعبیر نہ کرے وَلْیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ بلکہ یوں کہے کہ میرا سید اور میرا مولیٰ یہ تو سید اور مولیٰ کہنے کا حکم صاف ہے۔

سوم: اسی طرح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر مولانا کا لفظ بھی بعض لوگ پسند نہیں کرتے۔ ممانعت کی کوئی دلیل باوجود تلاش کے اس ناکارہ کو اب تک نہیں ملی البتہ غزوۂ احد کے قصہ میں ابو سفیان کو جواب دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ وارد ہے اور قرآن پاک میں سورۂ محمد میں ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ ہوا ہے۔ لیکن اس سے غیر اللہ پر لفظ مولیٰ کے اطلاق کی ممانعت معلوم نہیں ہوتی۔ یہاں بھی کمال ولایت مراد ہے کہ حقیقی مولا وہی پاک ذات ہے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا مَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ کہ تمھارے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی مددگار۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے: وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اور بخاری شریف میں حضورؐ کا ارشاد ہے مَنْ تَرَکَ کَلًّا اَوْ ضِیَاعًا فَاَنَا وَلِیُّہٗ یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ولی بتایا ہے۔ ابھی بخاری شریف کی حدیث سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد وَلْیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ گذر ہی چکا ہے کہ اپنے آقا کو سیدی و مولائی کہا کرے۔ حضورؐ کا پاک ارشاد مَوْلَی الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِھِمْ مشہور ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ الآیۃ اور حدیث و فقہ کی کتاب النکاح تو کتاب الاولیاء سے پُر ہے اور

Visit : www.Momeen.blogspot.com

مشکوٰۃ شریف میں بروایت شیخین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حضرت زید بن حارثہ رضؓ کے متعلق اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا وارد ہے نیز بروایت مسند احمد و ترمذی حضرت زید بن ارقم رضؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یعنی جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کے مولا ہیں یہ حدیث مشہور ہے عہ متعدد صحابہ کرام رضؓ سے نقل کی گئی ہے۔ مُلّا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں نہایہ سے لکھتے ہیں کہ مولیٰ کا اطلاق بہت سے معنی پر آتا ہے۔ جیسے رَبّ اور مالک اور سیّد اور مُنعِم یعنی احسان کرنے والا اور مُعتِق یعنی غلام آزاد کرنے والا اور ناصر (مددگار) اور محب اور تابع اور پڑوسی اور چچازاد بھائی اور حلیف وغیرہ وغیرہ بہت سے معنی گنوائے ہیں اس لیے ہر جگہ مناسب معنی مراد ہوں گے۔ جہاں اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَا لَکُمْ وارد ہوا ہے وہاں رب کے معنی میں ہے اور حضورؐ کے نام مبارک پر آیا ہے جیسا کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ وہاں ناصر اور مددگار کے معنی میں ہے۔ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کا شانِ ورود یہ لکھا ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ کہہ دیا تھا کہ تم میرے مولیٰ نہیں ہو میرے مولیٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس پر حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں جس کا مولیٰ ہوں علی رضؓ اس کے مولیٰ ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں اور علامہ قسطلانیؒ نے مواہب لدنیہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں بھی لفظ مولیٰ کا شمار کرایا ہے۔ علامہ زرقانیؒ لکھتے ہیں مولیٰ یعنی سیّد، مُنعِم، مددگار، محب اور یہ اللہ تعالیٰ شانہ کے ناموں میں سے ہے۔ اور عنقریب مصنف یعنی علامہ قسطلانیؒ کا استدلال اس نام پر اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ سے آرہا ہے۔ اس کے بعد علامہ زرقانیؒ علامہ قسطلانیؒ کے کلام کی شرح کرتے ہوئے حضورؐ کے ناموں کی شرح میں کہتے ہیں کہ ولی اور مولیٰ یہ دونوں اللہ کے ناموں میں سے ہیں اور ان دونوں کے معنی مددگار کے ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جیسا کہ بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے نقل کیا ہے اَنَا وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ۔ اور بخاری ہی میں حضورؐ کا یہ ارشاد

عہ قال صاحب تحفۃ الاحوذی لحدیث الترمذی اخرجہ احمد والنسائی والضیاء وفی الباب عن بریدۃ اخرجہ احمد وعن البراء بن عازب اخرجہ احمد وابن ماجہ وعن سعد بن ابی وقاص اخرجہ ابن ماجۃ وعن علی اخرجہ احمد اھ وقال القاری بعد ذکر تخریجہ والحاصل ان ھذا حدیث صحیح لامریۃ بل لبعض الحفاظ عدہ متواترًا اذ فی روایۃ لاحمد انہ سمعہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثون صحابیا وشھدوا بہ لعلی لما نوزع فی خلافتہ اھ۔

Visit : www.Momeen.blogspot.com

نقل کیا گیا ہے کہ کوئی مومن ایسا نہیں کہ میں اس کی ساتھ دُنیا و آخرت میں اولیٰ نہ ہوں پس جس نے مال چھوڑا ہو وہ اس کے ورثہ کو دیا جائے اور جس نے قرضہ یا ضائع ہونے والی چیزیں چھوڑی ہوں وہ میرے پاس آئے میں اس کا مولیٰ ہوں۔ نیز حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں علیؓ اس کا مولیٰ ہے۔ امام ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے اور اسکو حسن بتایا ہے انتہی

علامہ رازیؒ سورۂ محمد کی آیت وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر یہ اشکال کیا جائے کہ آیت بالا اور دوسری آیت شریفہ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰىھُمُ الْحَقِّ میں کس طرح جمع کیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ مولیٰ کے کئی معنی آتے ہیں سردار کے، رب کے، مددگار کے پس جس جگہ یہ کہا گیا ہے کہ کوئی مولیٰ نہیں ہے وہاں یہ مراد ہے کہ کوئی مددگار نہیں اور جس جگہ مولٰىھُمُ الْحَقِّ کہا گیا ہے وہاں ان کا رب اور مالک مُراد ہے۔ انتہیٰ۔

صاحبِ جلالین نے سورۂ انعام کی آیت مولٰىھم الحق کی تفسیر مالک کے ساتھ کی ہے اس پر صاحبِ جمل لکھتے ہیں کہ مالک کے ساتھ تفسیر اس واسطے کی گئی ہے کہ آیت شریفہ مومن اور کافر دونوں کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ اور دوسری آیت یعنی سورۂ محمد میں "اَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ .... وارد ہوا ہے۔ ان دونوں میں جمع اس طرح پر ہے کہ مولیٰ سے مراد پہلی آیت میں مالک خالق اور معبود ہے اور دوسری آیت میں مددگار، لہٰذا کوئی تعارض نہیں رہا۔ اس کے علاوہ بہت سی وجوہ اس بات پر دال ہیں کہ مولیٰنا جب کہ رب اور مالک کے معنی میں استعمال ہو تو وہ مخصوص ہے اللہ جل شانہٗ کے ساتھ لیکن جب سردار اور راس جیسے دوسرے معنی میں مستعمل ہو تو اس کا نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ ہر بڑے پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس سے پہلے نمبر میں حضورؐ کا ارشاد غلاموں کے بارے میں گزر چکا ہے کہ وہ اپنے آقا کو سیّدی و مولائی کے لفظ سے پکارا کریں۔ ملا علی قاریؒ نے بروایت احمد حضرت رباح سے نقل کیا ہے کہ ایک جماعت حضرت علیؓ کے پاس کوفہ میں آئی۔ انہوں نے آکر عرض کیا السّلام علیکم یا مولانا! حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمہارا مولیٰ کیسے ہوں تم عرب ہو، انہوں نے عرض کیا ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ میں جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں۔ جب وہ جماعت جانے لگی تو میں ان کے پیچھے لگا اور میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ انصار کی جماعت ہے جس میں حضرت ابو ایوب انصاری بھی ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں اس سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مولیٰ کا اطلاق سیّد کے بہ نسبت

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اقرب الی عدم الکراہتہ ہے۔ اس لیے کہ سیّد کا لفظ تو اعلیٰ ہی پر بولا جاتا ہے، لیکن لفظ مولیٰ تو اعلیٰ اور اسفل دونوں پر بولا جاتا ہے ؎

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ؏ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

چہارم: آداب میں سے یہ ہے کہ اگر کسی تحریر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام گذرے تو وہاں بھی درود شریف لکھنا چاہئے۔ محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے یہاں اس مسئلہ میں انتہائی تشدد ہے کہ حدیث پاک لکھتے ہوئے کوئی ایسا لفظ نہ لکھا جائے جو استاذ سے نہ سنا ہو حتیٰ کہ اگر کوئی لفظ استاذ سے غلط سنا ہو تو اس کو بھی یہ حضرات نقل میں بعینہٖ اسی طرح لکھنا ضروری سمجھتے ہیں جس طرح استاذ سے سُنا ہے۔ اس کو صحیح کر کے لکھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اسی طرح اگر توضیح کے طور پر کسی لفظ کے اضافہ کی ضرورت سمجھتے ہیں تو اس کو استاذ کے کلام سے ممتاز کر کے لکھنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ لفظ بھی استاذ نے کہا تھا۔ اس سب کے باوجود جملہ حضرات محدثین اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے تو درود شریف لکھنا چاہئیے اگرچہ استاذ کی کتاب میں نہ ہو۔ جیسا کہ امام نوویؒ نے شرح مسلم شریف کے مقدمے میں اسکی تصریح کی ہے اسیطرح امام نوویؒ تقریب میں اور علامہ سیوطیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں ضروری ہے یہ بات کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت زبان کو اور انگلیوں کو درود شریف کیساتھ جمع کرے یعنی زبان سے درود شریف پڑھے اور انگلیوں سے لکھے بھی اور اس میں اصل کتاب کا اتباع نہ کرے اگرچہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اصل کا اتباع کرے۔ انتہی۔ بہت سی روایات حدیث بھی اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔ اگرچہ وہ متکلم فیہ بلکہ بعض کے اوپر موضوع ہونے کا بھی حکم لگایا گیا ہے لیکن کئی روایات اس قسم کے مضمون کے وارد ہونے پر اور جملہ علماء کا اس پر اتفاق اور اس پر عمل اس بات کی دلیل ہے کہ ان احادیث کی کچھ اصل ضرور ہے۔ علامہ سخاویؒ قولِ بدیع میں لکھتے ہیں کہ جیسا کہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیتے ہوئے زبان سے درود پڑھتا ہے، اسی طرح نامِ مبارک لکھتے ہوئے اپنی انگلیوں سے بھی درود شریف لکھا کر کہ تیرے لئے اس میں بہت بڑا ثواب ہے اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جسکے ساتھ علمِ حدیث لکھنے والے کامیاب ہوتے ہیں۔ علماء نے اس بات کو مستحب بتایا ہے کہ اگر تحریر میں بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام آئے تو بار بار درود شریف لکھے اور پورا درود لکھے اور کاہلوں

Visit : www.Momeen.blogspot.com

اور جاہلوں کی طرح سے صلعم وغیرہ الفاظ کے ساتھ اشارہ پر قناعت نہ کرے۔ اس کے بعد علامہ سخاویؒ نے اس سلسلہ میں چند حدیثیں بھی نقل کی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی کتاب میں میرا نام لکھے، فرشتے اس وقت تک لکھنے والے پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص مجھ سے کوئی علمی چیز لکھے اور اس کے ساتھ درود شریف بھی لکھے، اس کا ثواب اسوقت تک ملتا رہے گا۔ جب تک وہ کتاب پڑھی جائے۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص مجھ پر کسی کتاب میں درود لکھے اس وقت تک اس کو ثواب ملتا رہے گا جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے۔ علامہ سخاویؒ نے متعدد روایات سے یہ مضمون بھی نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن علماء حدیث حاضر ہوں گے اور ان کے ہاتھوں میں دواتیں ہوں گی (جن سے وہ حدیث لکھتے تھے) اللہ جل شانہٗ حضرت جبرئیلؑ سے فرمائیں گے کہ ان سے پوچھو یہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں، وہ عرض کریں گے کہ ہم حدیث لکھنے پڑھنے والے ہیں۔ وہاں سے ارشاد ہوگا کہ جاؤ جنّت میں داخل ہو جاؤ تم میرے نبی پر کثرت سے درود بھیجتے تھے۔ علامہ نوویؒ تقریب میں اور علامہ سیوطیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ ضروری ہے کہ درود شریف کی کتابت کا بھی اہتمام کیا جائے۔ جب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام گذرے اور اس کے بار بار لکھنے سے اکتاوے نہیں اس واسطے کہ اس میں بہت ہی زیادہ فوائد ہیں اور جس نے اس میں تساہل کیا بہت بڑی خیر سے محروم رہ گیا۔ علماء کہتے ہیں کہ حدیث پاک اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؏ فصل اول میں گذری ہے اس کے مصداق محدثین ہی ہیں کہ وہ بہت کثرت سے درود شریف پڑھنے والے ہیں۔ اور علماء نے اس سلسلہ میں اس حدیث کو بھی ذکر کیا ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے جو شخص میرے اوپر کسی کتاب میں درود بھیجے ملائکہ اس کے لئے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے۔ اور یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس جگہ اس کا ذکر کرنا مناسب ہے اور اس کی طرف التفات نہ کیا جائے کہ ابن جوزیؒ نے اس کو موضوعات میں ذکر کر دیا ہے اس لئے کہ اس کے بہت سے طرق ہیں

Visit : www.Momeen.blogspot.com

جو اس کو موضوع ہونے سے خارج کر دیتے ہیں۔ اور اس کے مقتضی ہیں کہ اس حدیث کی اصل ضرور ہے اس لئے کہ طبرانی نے اس کو ابو ہریرہؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے اور ابن عدیؒ نے حضرت ابو بکرؓ کی حدیث سے اور اصبہانیؒ نے ابن عباسؓ کی حدیث سے اور ابو نعیمؒ نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ انتہیٰ۔ صاحبِ اتحافؒ نے شرح احیاء میں بھی اس کے طُرق پر کلام کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حافظ سخاویؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث جعفر صادقؒ کے کلام سے موقوفاً نقل کی گئی ہے۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ یہ زیادہ اقرب ہے۔

صاحبِ اتحافؒ کہتے ہیں کہ طلبۂ حدیث کو عجلت اور جلد بازی کی وجہ سے درود شریف کو چھوڑنا نہ چاہیئے ہم نے اس میں بہت مبارک خواب دیکھے ہیں۔ اس کے بعد پھر انھوں نے کئی خواب اس کے بارے میں نقل کئے ہیں۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ سے نقل کیا ہے کہ میرا ایک دوست تھا وہ مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ گذرا اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرما دی۔ میں نے کہا کس عمل پر اس نے کہا کہ میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا اور جب حضور اقدسؐ کا پاک نام آتا تھا تو میں اس پر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا اسی پر میری مغفرت ہوگئی۔ ابو الحسن میمونیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ ابو علی کو خواب میں دیکھا ان کی انگلیوں کے اوپر کوئی چیز سونے یا زعفران کے رنگ سے لکھی ہوئی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ میں حدیث پاک کے اوپر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا۔ حسن بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کو خواب میں دیکھا انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ کاش تو یہ دیکھتا کہ ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کتابوں میں درود لکھنا کیسا ہمارے سامنے روشن اور منور ہو رہا ہے (بدیع) اور بھی متعدد خوابات اس قسم کے ذکر کئے ہیں۔ فصل حکایات میں اس قسم کی چیزیں کثرت سے آئیں گی ؎

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ❁ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

پنجم: حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے زاد السعید میں ایک مستقل فصل آداب متفرقہ میں لکھی ہے۔ اگرچہ اس کے متفرق مضامین پہلے گذر چکے ہیں۔ اہمیت کی وجہ سے ان کو یکجائی ذکر کیا جاتا ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں (۱) جب اسمِ مبارک لکھے صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھے اس میں کوتاہی نہ کرے صرف ؐ یا صلعم پر اکتفاء نہ کرے (۲) ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور بسبب بخل نام مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا۔ اس کے سیدھے ہاتھ کو مرض اکلہ عارض ہوا یعنی اس کا ہاتھ گل گیا (۳) شیخ ابن حجر مکیؒ نے نقل کیا ہے

www.Momeen.blogspot.com

Visit : www.Momeen.blogspot.com

کہ ایک شخص صرف صلی اللہ علیہ پر اکتفاء کرتا تھا وسلم نہ لکھتا تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خواب میں ارشاد فرمایا تو اپنے کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رکھتا ہے یعنی وسلم میں چار حرف ہیں، ہر حرف پر ایک نیکی اور ہر نیکی پر دس گنا ثواب، لہٰذا وسلم میں چالیس نیکیاں ہوئیں مفصل حکایات میں ۲۶ پر بھی اس نوع کا ایک قصہ آرہا ہے۔ (۴) درود شریف پڑھنے والے کو مناسب ہے کہ بدن وکپڑے پاک و صاف رکھے۔ (۵) آپ کے نام مبارک سے پہلے لفظ سیدنا بڑھادینا مستحب اور افضل ہے۔ انتہی

اس اکلہ والے قصہ کو اور چالیس نیکیوں والے قصہ کو علامہ سخاویؒ نے بھی قول بدیع میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے درود شریف کے متعلق ایک مستقل فصل مسائل کے بارے میں تحریر فرمائی ہے اس کا اضافہ بھی اس جگہ مناسب ہے حضرت تحریر فرماتے ہیں۔

مسئلہ (۱) عمر بھر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے بوجہ حکم صَلُّوْا کے جو شعبان ۲ھ میں نازل ہوا (۲) اگر ایک مجلس میں کئی بار آپ کا نام پاک ذکر کیا جائے تو طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر بار میں ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب ہے مگر مفتی بہ یہ ہے کہ ایک بار پڑھنا واجب ہے پھر مستحب ہے (۳) نماز میں بجز تشہد اخیر کے دوسرے ارکان میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے (درمختار) (۴) جب خطبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آوے یا خطیب یہ آیت پڑھے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اپنے دل میں بلا جنبش زبان کے صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لے (درمختار) (۵) بے وضو درود شریف پڑھنا جائز ہے اور باوضو نورٌ علیٰ نور ہے (۶) بجز حضرات انبیاء حضرات ملائکہ علیٰ جمیعہم السلام کے کسی اور پر استقلالاً درود شریف نہ پڑھے البتہ تبعاً مضائقہ نہیں مثلاً یوں نہ کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ بلکہ یوں کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ (درمختار) (۷) درمختار میں ہے کہ اسباب تجارت کھولنے کے وقت یا ایسے ہی کسی موقع پر یعنی جہاں درود شریف پڑھنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی دنیوی غرض کا اس کو ذریعہ بنایا جائے درود شریف پڑھنا ممنوع ہے (۸) درمختار میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور بلند آواز کرنا جہل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت چلا چلا کر درود شریف پڑھتے ہیں قابل ترک ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ؞ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

www.Momeen.blogspot.com
Shh

Visit : www.Momeen.blogspot.com

پانچویں فصل

درود شریف کے متعلق حکایات میں

درود شریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کے حکم اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کے بعد حکایات کی کچھ زیادہ اہمیت نہیں رہتی۔ لیکن لوگوں کی عادت کچھ ایسی ہے کہ بزرگوں کے حالات سے ترغیب زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لئے اکابر کا دستور اس ذیل میں کچھ حکایات لکھنے کا بھی چلا آرہا ہے۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے ایک فصل زاد السعید میں مستقل حکایات میں لکھی ہے جس کو بعینہٖ لکھتا ہوں۔ اس کے بعد چند دوسری حکایات بھی نقل کی جائیں گی اور اس سلسلہ کی بہت سی حکایات اس ناکارہ کے رسالہ فضائل حج میں بھی گذر چکی ہیں۔ حضرت ؒ تحریر فرماتے ہیں۔ فصل پنجم حکایات و اخبار متعلقہ درود شریف کے بیان میں۔

(۱) مواہب لدنیہ میں تفسیر قشیری سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مؤمن کی نیکیاں کم وزن ہو جائیں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ سرانگشت کے برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے۔ جس سے نیکیوں کا پلہ وزنی ہو جائے گا۔ وہ مؤمن کہے گا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت اور سیرت کیسی اچھی ہے آپ فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود شریف ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا۔ میں نے تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کر دیا (حاشیہ حصن) یہ قصہ فصل اول کی حدیث ۱۱ پر بھی گذرا اور اس جگہ اس کے متعلق ایک کلام اور بھی گذرا۔

(۲) حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کہ جلیل القدر تابعی ہیں اور خلیفہ راشد ہیں شام سے مدینہ منورہ کو خاص قاصد بھیجتے تھے کہ ان کی طرف سے روضہ شریفہ پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے۔ (حاشیہ حصن از فتح القدیر)

(۳) روضۃ الاحباب میں امام اسمٰعیل بن ابراہیم مزنی ؒ سے جو امام شافعی رحمۃ اللہ کے بڑے شاگردوں میں ہیں نقل کیا ہے کہ میں نے امام شافعی ؒ کو بعد انتقال کے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا وہ بولے مجھے بخش دیا اور حکم فرمایا کہ مجھ کو تعظیم و احترام کے ساتھ بہشت میں لے جائیں اور یہ سب برکت ایک درود کی ہے جس کو میں پڑھا کرتا تھا میں نے پوچھا وہ کون سا درود ہے؟ فرمایا یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔ (حاشیہ حصین)

Visit : www.Momeen.blogspot.com

(۴) مناہج الحسنات میں ابن فاکہانیؒ کی کتاب فجرِ منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ نیک صالح موسیٰ ضریرؒ بھی تھے، انھوں نے اپنا گذرا ہوا قصہ مجھ سے نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ درود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں ہنوز تین سو بار پر نوبت پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی اور بَعْدَ الْمَمَاتِ کے اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بھی اس میں پڑھنا معمول ہے اور خوب ہے وہ درود یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اور شیخ مجدالدینؒ صاحبِ قاموس نے بھی اس حکایت کو بسند خود ذکر کیا ہے۔ (قص)

(۵) بعض رسائل میں عبید اللہ بن عمر قواریریؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک کاتب میرا ہمسایہ تھا وہ مرگیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا مجھے بخش دیا۔ میں نے سبب پوچھا کہا میری عادت تھی جب نام پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتاب میں لکھتا تو صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑھاتا۔ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو ایسا کچھ دیا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی دل پر گذرا۔ (گلشن جنت)۔

(۶) دلائل الخیرات کی وجہ تالیف مشہور ہے کہ مؤلف کو سفر میں وضوء کے لئے پانی کی ضرورت تھی اور ڈول رسی کے نہ ہونے سے پریشان تھے ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا اور کنوئیں کے اندر تھوک دیا۔ پانی کنارے تک ابل آیا۔ مؤلف نے حیران ہو کر وجہ پوچھی۔ اس نے کہا یہ برکت ہے درود شریف کی جس کے بعد انھوں نے یہ کتاب دلائل الخیرات تالیف کی۔

(۷) شیخ زروق رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مؤلف دلائل الخیرات کی قبر سے خوشبو مشک وعنبر کی آتی ہے اور یہ سب برکت درود شریف کی ہے۔

۸۔ ایک معتمد دوست نے راقم سے ایک خوشنویس لکھنؤ کی حکایات بیان کی ان کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتے تو اول ایک بار درود شریف ایک بیاض پر جو اسی غرض سے بنائی تھی لکھ لیتے اس کے بعد کام شروع کرتے، جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو غلبۂ فکر آخرت سے خوفزدہ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھیے وہاں جا کر کیا ہوتا ہے۔ ایک مجذوب آنکلے

ےہ ذکرہ السخاوی مختصراً ص ۱۹۱۔

www.Momeen.blogspot.com